﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سیرت سیّدُ الاُمَمِ ﷺ

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ و تاریخ

جلد ۱۰

مولوی محمد اصغر ہاشمی

۳ ہجری

یوم عاشورہ:

عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَهُ، وَالْمُسْلِمُونَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ رَمَضَانُ، فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ عَاشُورَاءَ يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِ اللهِ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جاہلیت کے زمانے کے لوگ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے بھی رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے اس کا روزہ رکھا، جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاشورہ اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے تو جو چاہئے عاشورہ کا روزہ رکھے اور جو چاہئے اسے چھوڑ دے۔ (۱)

عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: حِينَ صَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ: فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور اس دن روزے کا حکم فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس دن کی تو یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آئندہ سال آئے گا تو ہم (یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے بچنے کے لئے) نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے، راوی نے کہا کہ ابھی آئندہ سال نہیں آیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے تھے۔ (۲)

غزوہ غطفان (ذی امر، انمار)

محرم تین ہجری

یہ دو عرب قبیلوں کا نام ہے پہلا غطفان بن سعد بن مالک بن حرام بن جذام جنوبی عرب کا ایک قبیلہ ہے، اور دوسرا غطفان بن سعد بن قیس عیلان ہے، اس قبیلے کی چراگاہیں خیبر اور حجاز کی سرحدوں سے لیکر بنو طے کے پہاڑوں ''اجا'' اور ''سلمیٰ'' تک پھیلی ہوئی ہیں، اس قبیلے کی دو بڑی شاخیں تھیں، اشجع جو مدینہ کے قرب و جوار میں آباد تھیں اور بغیض جو عبس اور ذبیان میں منقسم ہو گئی تھی اور جس کا علاقہ شربہ اور ربذہ کے

(۱) صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ۲۶۴۲

(۲) صحیح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ بَابُ أَيُّ يَوْمٍ يُصَامُ فِي عَاشُورَاءَ ۲۶۶۶، سنن ابوداود کتاب الصیام بَابُ مَا رُوِيَ أَنَّ عَاشُورَاءَ الْيَوْمُ التَّاسِعُ ۲۴۴۵

گردونواح میں تھا، ان کے پڑوس میں خصافہ بن قیس عیلان کے قبائل آباد تھے، جن میں ممتاز ترین بنوسلیم ان کی جنوبی سرحد پر تھے اور انہی کا ہم نسب قبیلہ ہوزان اور بھی آگے جنوب میں آباد تھا۔

یہ غزوہ ہجرت کے ۲۵ ماہ بعد پیش آیا، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ہی پہلے دفاعی حربے کے طور پر تجارتی راستوں کی ناکہ بندی شروع کر دی تھی، شام اور عراق سے نجد اور یمن کو جانے والے اہم راستوں پر بدر ایک اہم پڑاؤ تھا اور اس پر قریش مکہ کی شکست نے اس راستے کو ان کے لئے خطرناک بنادیا تھا، اس لئے ساحل کے ساتھ چلنے والے راستے کو زیادہ محفوظ سمجھا جانے لگا تھا، مدینہ منورہ میں جب مکہ مکرمہ کے جنگی جنون کی خبریں پہنچیں اور یہ معلوم ہوا کہ کارواں تجارت سے حاصل ہونے والے فائدے کو مصارف جنگ کے لئے وقف کیا گیا ہے تو تجارتی راستوں کی ناکہ بندی کے لئے سرگرمیاں تیز کر دی گئیں، غزوہ سولیق سے واپس ہو کر مدینہ منورہ میں تقریباً ذی الحجہ کے باقی دن قیام فرمایا

قَالُوا: بَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنّ جَمْعًا مِنْ ثَعْلَبَة وَمُحَارِبٍ بِذِي أَمَرّ، قَدْ تَجَمّعُوا يُرِيدُونَ أَنْ يُصِيبُوا مِنْ أَطْرَافِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جمعهم رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ دُعْثُورُ ابن الْحَارِثِ بْنِ مُحَارِبٍ، فندب رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المسلمين،وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ عُثْمَانَ بْنَ عفَّان وَخَرَجَ فِي أربعمائة وَخَمْسِينَ رَجلا، وَمَعَهُمْ أَفْرَاسٌ

پھر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو خبر ملی کہ بنوثعلبہ اور بنومحارب کی ایک مشترکہ جماعت ذی امر میں جمع ہو کر مشہور و بہادر سردار دعثور بن حارث محاربی کی کمان میں مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو جمع فرمایا، مدینہ منورہ پر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور سوار و پیادہ پر مشتمل چار سو پچاس کی نفری لے کر ان لوگوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے، مگر دشمن کو جب آپ کی آمد کی خبر ہوئی تو مقابلہ کرنے کے بجائے پہاڑوں کی چوٹیوں میں منتشر ہو گئے، مگر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اس مقام تک اپنی پیش قدمی جاری رکھی جہاں دشمنوں نے جمع ہونے کا پروگرام بنایا تھا

فَأَصَابَ رَجُلًا مِنْهُمْ بِذِي الْقَصّةِ يُقَالُ لَهُ جَبّارٌ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَة، فَأَدْخَلُوهُ على رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمَ،فَأَقَامَ بِنَجْدٍ صَفَرًا كُلَّهُ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ

صرف قبیلہ ثعلبہ کا جبار نامی ایک آدمی ہاتھ لگا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے سامنے پیش کیا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اسے دعوت اسلام پیش فرمائی تو وہ مسلمان ہو گیا، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنے قاعدہ کے مطابق اسے بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا تا کہ وہ انہیں دین کی باتیں سمجھائیں، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارد گرد کے لوگوں پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ قائم کرنے اور مسلمانوں کی طاقت کا احساس دلانے کے لئے صفر تین ہجری کا پورا مہینہ وہیں گزار دیا اور اس کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے۔ [1]

اس واقعہ سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اس سفر اور نجد میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے قیام کا مقصد تجارتی ناکہ بندی تھا، تاہم نجد اس تجارتی شاہراہ

[1] ابن ہشام ۲/۴۶،عیون الآثر ۱/۳۵۵،تاریخ طبری ۲/۴۸۷،ابن سعد ۲/۲۶،البدایۃ والنہایۃ ۲/۴

کا آخری پڑاؤ ہے جو شام اور عراق سے شروع ہو کر مدینہ سے ہوتی ہوئی مکہ میں سے گزر کر خلیج فارس کی تجارتی بندرگاہ کو شام اور عراق سے ملاتی ہے، اور ایشیا و یورپ کے تجارتی رشتے استوار کرتی ہے، یہاں سے واپسی میں بارش شروع ہوگئی جس سے آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھیگ گئے،

وَأَلْقَاهَا عَلَى شَجَرَةٍ ثُمّ اضْطَجَعَ تَحْتَهَا وَالْأَعْرَابُ يَنْظُرُونَ إِلَى كُلّ مَا يَفْعَلُ، ثُمّ أَقْبَلَ مُشْتَمِلًا عَلَى السّيْفِ حَتّى قَامَ عَلَى رَأْسِ النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسّيْفِ مَشْهُورًا فَقَالَ: يَا مُحَمّدُ، مَنْ يَمْنَعُك مِنّي الْيَوْمَ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهُ!قَالَ: وَدَفَعَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السّلَامُ فِي صَدْرِهِ وَوَقَعَ السّيْفُ مِنْ يَدِهِ،فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَامَ بِهِ عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُك مِنّي الْيَوْمَ؟قَالَ: لَا أَحَدَ،قَالَ:فَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلّا اللهُ وَأَنّ مُحَمّدًا رَسُولُ اللهِ، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْفَهُ فَلَمّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَجَعَلَ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ

آپ ﷺ نے ایک طرف اکیلے ہو کر اپنے کپڑے خشک کرنے کے لئے ایک درخت پر پھیلا دیئے اور خود اس درخت کے نیچے لیٹ گئے، ان قبائل کے لوگ آپ ﷺ کی ساری حرکات کا مشاہدہ کر رہے تھے، انہوں نے فوراً جا کر اپنے بہادر سردار دعثور بن حارث کو اس بہترین موقع واردات کی اطلاع کر دی تا کہ وہ جا کر آپ ﷺ کا (مَعاذَ اللهِ) کام تمام کر دے، چنانچہ وہ ایک ننگی تلوار لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظروں سے چھپتے چھپاتے اس درخت کے نیچے آپ کے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا اے محمد (ﷺ)! تمہیں آج میری تلوار سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے نہایت سکون سے فرمایا مجھے میرا اللہ بچائے گا، اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا جس سے وہ نڈھال ہو کر چاروں شانے چت گر پڑا اور اس کی تلوار بھی اس کے ہاتھ سے گر گئی، آپ ﷺ نے اس تلوار کو فوراً اٹھالیا اور فرمایا مجھے تو میرے اللہ نے بچالیا اب تم بتلاؤ، تجھے میرے وار سے کون بچائے گا، وہ بڑی بے بسی اور شکست خوردہ پست آواز سے بولا، کوئی نہیں! اس واقع کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے فوراً کلمہ شہادت پڑھ لیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلوار اس کو واپس کر دی اور وہ واپس اپنی قوم میں چلا گیا، جب وہ واپس اپنی قوم میں آیا تو انہیں ساری صورت حال بتلا کر دعوت اسلام پیش کی، اس طرح اس کے ذریعہ سے بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔[1]

(لیکن غزوہ احد میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا) اس غزوہ میں آپ ﷺ دشمن سے بغیر کسی ٹکراؤ کے گیارہ دن بعد مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

[1] عیون الآثر۳۵۵؍۱،مغازی واقدی۱۹۴؍۱،البدایۃ والنہایۃ۳؍۴،ابن سعد۲۶؍۲

ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی

ربیع الاول تین ہجری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں اپنی بیٹیاں رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے فرمادیا تھا مگر ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے لوگوں کو دعوت اسلام پیش کرنا شروع فرمائی تو دوسرے قریشی سرداروں کے ساتھ ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل بنت حرب حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (یعنی چغلخور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کرنے میں پیش پیش تھے، اس لئے سرداران قریش اور ان دونوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں بے دین (یعنی مسلمان) ہوگئی ہیں، اس لئے اگر تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دونوں بیٹیوں کو طلاق نہ دی تو تم دونوں ہمیں اپنا ماں باپ نہ کہنا، چنانچہ ان دونوں نے اپنے سرداروں اور والدین کے دباؤ میں آ کر گھر آئی ہوئی انمول نعمت کو ٹھکرا دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے فرمادیا تھا، جب ان کا غزوہ بدر کے بعد رمضان المبارک میں بسبب بیماری انتقال ہوگیا

فَأَمَّا أُمُّ كُلْثُومَ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَزَوَّجَهَا أَيْضًا عُثْمَانُ بَعْدَ أُخْتِهَا رُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چنانچہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ [1]

ثم تزوجها عُثْمَان رضي الله عنه بعد موت أُخْتِهَا رُقْيَةَ

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ [2]

وَكَانَ نِكَاحُهُ لَهَا فِي رَبِيعِ الْأَوَّلِ، وَبَنَى عَلَيْهَافِي جُمَادَى الْآخِرَةِ مِنَ السُّنَّةِالثَّالِثَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول تین ہجری کو اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد بھی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے فرمادیا، اور جمادی الآخر میں رخصتی عمل میں آئی۔ [3]

نکاح کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی تجھ سے بیاہ دوں۔ [4]

ثُمَّ تُوُفِّيَتْ عِنْدَهُ لَمْ تَلِدْ لَهُ شَيْئًا، وَتُوُفِّيَتْ فِي سنة تسع من الهجرة، وصلى عليها أبوها رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

---

[1] دلائل النبوة للبيهقى ۲۸۲/۷

[2] الاستيعاب فى معرفة الاصحاب ۱۹۵۲/۴

[3] الاستيعاب فى معرفة الاصحاب ۱۹۵۲/۴

[4] الاستيعاب فى معرفة الاصحاب

وَسَلَّمَ،

ان کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، نو ہجری میں ان کا بھی انتقال ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔[1] وَمَاتَتْ أم كُلْثُوم بنت رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شعْبَان وغسلتها صَفِيَّة بنت عَبْد الْمطلب وَنزل فِي حفرتها على وَالْفضل وَأُسَامَة

ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ شعبان میں وفات پا گئیں اور انہیں صفیہ بنت عبد المطلب نے غسل دیا، اور ان کی قبر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ، فضل اور اسامہ رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔[2]

زوجه رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابنتيه: رقية ثُمَّ أم كلثوم، واحدةً بعد واحدة، وَقَالَ: إن كَانَ عندي غيرهما لزوجتكها

رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو بیٹیوں رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم کا نکاح یکے بعد دیگرے (سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے) کر دیا، اور فرمایا اگر میری کوئی اور بیٹی بھی ہوتی تو اس کا نکاح بھی تم سے کر دیتا۔[3]

وغسلتها أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْس، وصَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِالْمُطَّلِبُ

ایک روایت میں ہے انہیں اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس اور صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب نے غسل دیا۔[4]

وَغَسَّلَتْهَا أُمُّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةُ وَغَيْرُهَا

ایک روایت میں ہے انہیں ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا اور دوسری عورتوں نے غسل دیا۔[5]

ابن صیاد کا دعویٰ نبوت

مدینہ میں ایک یہودی صاد تھا جس کے بیٹے کا نام صاف تھا جو ابھی نابالغ تھا، اس لڑکے نے مدینہ منورہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور دجل وفریب کی باتیں کر کے عوام کو بہکایا کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے قبول نہیں کی، رسول اللہ ﷺ اس کی طرف سے مایوس ہو گئے کہ یہ ایمان لانے والا نہیں ہے، صحیحین میں اس کے بارے میں یہ لکھا ہے صاف نے جو صیاد کا لڑکا تھا ابھی لڑکا ہی تھا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا

انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ، حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ، وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ الحُلُمَ، فَلَمْ يَشْعُرْ ،فَفَرَّ الصِّبْيَانُ وَجَلَسَ ابْنُ صَيَّادٍفَكَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1] الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۴/۱۹۵۲

[2] الثقات لابن حبان ۲/۱۰۵

[3] الاستیعاب في معرفة الأصحاب ۳/۱۰۳۷

[4] الاستیعاب في معرفة الأصحاب ۴/۱۹۵۲

[5] تاریخ الإسلام وَوفيات المشاهير وَالأعلام ۱/۳۵۰

كَرِهَ ذَلِكَ،حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ،فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تَرِبَتْ يَدَاكَ، أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ

رسول اللہ ﷺ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور چند دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ابن صیاد کے پاس گئے، آپ کو وہ بنومغالہ کے مکان کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا ملا، ان دنوں ابن صیاد جوانی کے قریب تھا، اسے رسول اللہ ﷺ کے آنے کی کوئی خبر ہی نہیں ہوئی، اور بچے تو (آپ ﷺ کو دیکھ کر) بھاگ گئے لیکن ابن صیاد وہیں بیٹھ گیا، رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بری معلوم ہوئی، لیکن آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو اسے معلوم ہوا، پھر آپ نے فرمایا تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ابن صیاد رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ کر بولا ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھوں کے رسول ہیں،

فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟فَرَفَضَهُ وَقَالَ:آمَنْتُ بِاللهِ وَبِرُسُلِهِ،مَا تَرَى؟قَالَ: أَرَى عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَرَى عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ،فَقَالَ لَهُ:مَاذَا تَرَى؟ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ،ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا، فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ، فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ،فَقَالَ:اخْسَأْ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنْ يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلاَ خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ

پھر اس نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کیا آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں؟ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا میں اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لایا (اس کے جھوٹ کا پول کھولنے کے لئے تا کہ اس کا پیغمبری کا دعویٰ غلط ثابت ہو جائے) آپ ﷺ نے اس سے پوچھا تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟ اس نے کہا میں پانی پر ایک تخت دیکھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو سمندر میں ابلیس کا تخت دیکھتا ہے، پھر آپ نے پوچھا اور کیا دیکھتا ہے، ابن صیاد بولا کہ میرے پاس سچی اور جھوٹی دونوں خبریں آتی ہیں (یعنی کبھی سچا خواب دیکھتا ہوں اور کبھی جھوٹا) نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر تو تیرا سب کام گڈمڈ ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اچھا میں نے ایک بات دل میں رکھی ہے وہ بتلا، آپ نے سورہ دخان کی آیت کا تصور کیا، ابن صیاد نے کہا وہ درخ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا دور ہو تو اپنی بساط سے آگے کبھی نہ بڑھ سکے گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے چھوڑ دیں میں اس کی گردن مار دیتا ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر یہ دجال ہے تو تو اس پر غالب نہ ہو گا اور اگر دجال نہیں ہے تو اس کا مار ڈالنا تیرے لئے بہتر نہ ہو گا،

انْطَلَقَ بَعْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ إِلَى النَّخْلِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ، وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ - يَعْنِي فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ أَوْ زَمْرَةٌ - فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ: يَا صَافِ وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ هَذَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ

پھر ایک دن رسول اللہ ﷺ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ دونوں مل کر ان کھجور کے درختوں میں گئے جہاں ابن صیاد تھا، آپ ﷺ چاہتے تھے کہ ابن صیاد آپ کو نہ دیکھے اور اس سے پہلے کہ وہ آپ کو دیکھے آپ ﷺ غفلت میں اس سے کچھ باتیں سن لیں، آخر رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ پایا وہ ایک چادر اوڑھے پڑا تھا اور کچھ گن گن یا پھن پھن کر رہا تھا، لیکن مشکل یہ ہوئی کہ ابن صیاد کی ماں نے دور ہی سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا، آپ ﷺ کھجور کے تنوں میں چھپ چھپ کر جا رہے تھے، اس نے پکار کر ابن صیاد سے کہہ دیا صاف! دیکھو محمد آن پہنچے ہیں، یہ سنتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کاش اس کی ماں ابن صیاد کی باتیں کرنے دیتی تو وہ اپنا حال کھولتا، کچھ عرصہ بعد ابن صیاد مسلمان ہو گیا۔[1] خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

کعب بن اشرف کا قتل

ربیع الاول تین ہجری

یہودی تو امید لگائے بیٹھے تھے کہ قریش کا اسلحہ سے مسلح لشکر مسلمانوں کو نیست و نابود کر دے گا، لیکن اس کے برعکس قریش ہی تباہ و برباد ہو گئے تو یہودیوں کے خواب چکنا چور ہو گئے، وہ غصہ سے بدحال ہو گئے، مسلمانوں کی فتح و نصرت سے سب سے زیادہ صدمہ کعب بن اشرف کو ہوا ،اس کا باپ قبیلہ طی کی شاخ بنی نبہان کا عرب تھا جس نے زمانہ جاہلیت میں ایک خون کر دیا تھا اس لئے فرار ہو کر مدینہ آ گیا، اور یہود کے قبیلہ بنو نضیر سے دوستی کر لی اور ان میں معزز سمجھا جانے لگا، یہاں اس نے عقیلہ بنت ابی حقیق سے شادی کر لی جس سے کعب پیدا ہوا جو دراز قد، فربہ اندام، بڑے پیٹ اور بڑے سر والا اور بہت عمدہ شاعر تھا، اور اپنی دولت کے بل پر حجاز کے یہودیوں کا سردار بن گیا تھا، لیکن اسے داعی اسلام محمد ﷺ سے سخت عداوت تھی، اس نے پہلے دوسرے یہود کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ باہمی امن و بھائی چارہ کیا مگر بہت جلد اس معاہدہ کو توڑ ڈالا اور اپنے اشعار میں رسول اللہ ﷺ پر سب وشتم اور آپ کی ہجو میں اشعار کہنے لگا،

وَكَانَ كَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ يَهْجُو النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُحَرِّضُ عَلَيْهِ كُفَّارَ قُرَيْشٍ

اور کعب بن اشرف نبی کریم ﷺ کی ہجو میں اشعار کہتا تھا اور کھلم کھلا کفار قریش کو آپ ﷺ سے جنگ پر اکساتا رہتا تھا۔[2]

اور جہاں بھی موقعہ ملتا مسلمانوں کو اذیتیں پہنچانے سے دریغ نہ کرتا تھا،

فَشَبَّبَ بِنِسَاءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى آذَاهُمْ

پھر اپنی دولت، منصب وجاہ پر بھروسہ کر کے مسلمانوں کو جوش دلانے اور بھڑکانے کے لئے ان کی حرم کی خواتین سے اکثر چھیڑ چھاڑ کرنے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسْلاَمُ عن ابن عمر ۱۳۵۴،وکتاب الجھاد بَابٌ كَيْفَ يُعْرَضُ الإِسْلاَمُ عَلَى الصَّبِيِّ ۳۰۵۵،وکتاب الادب بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ اخْسَأْ ۶۱۷۳،وکتاب القدربَابُ يَحُولُ بَيْنَ المَرْءِ وَقَلْبِهِ ۶۶۱۸، صحیح مسلم کتاب الفتن بَابُ ذِكْرِ ابْنِ صَيَّادٍ ۷۳۵۴

[2] سنن ابوداود کتاب الجھادبَابُ كَيْفَ كَانَ إِخْرَاجُ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ؟۳۰۰۰

لگا۔ (۱)

وَجَزّ النّسَاءُ شَعْرَ الرّءُوسِ

اور خواتین سے انکے خوبصورت بالوں کے متعلق نازیبا عشقیہ اشعار کہنے لگا۔ (۲)

وَجَزَّ النِّسَاءُ رُءُوسَهُنَّ

اور خواتین سے انکے بالوں کے حسن کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے لگا۔ (۳)

وَتَشَبَّبَ بِنِسَاءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى آذَاهُمْ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے مسلمان عورتوں سے چھیڑ چھاڑی کر کے انہیں تکلیف سے دوچار کیا کرتا تھا۔ (۴)

بلاشبہ یہ تمام باتیں لوگوں کے سینوں میں غصہ کی آگ بھڑکانے والی تھیں اور عرب اس شخص کو کبھی معاف نہیں کر سکتے جو ان کی عورتوں کی عزت پر حملہ کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيراً (۵)

ترجمہ: اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے۔

الزُّهْرِيِّ فِي قَوْلِهِ: وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذىً كَثِيراً قال: هو كعب بن الأشرفقال: هو كَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ

زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے کعب بن اشرف کے بارے میں نازل ہوئی۔ (۶)

اس کی مسلمانوں سے بغض و عداوت کا یہ عالم تھا کہ جب اسے مسلمانوں کی فتح کی خبر پہنچی تو کہنے لگا۔

وَاللَّهِ لَئِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ أَصَابَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ، لَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ مِنْ ظَهْرِهَا

ترجمہ: اللہ کی قسم اگر محمد نے قریش (مکہ کے بڑے بڑے جنگجو، بہادر اور آزمودہ کار سرداروں) کو واقعی شکست دے دی ہے تو پھر زمین کا بطن (اندرون) اس کی ظہر (پشت) سے بہتر ہے، یعنی پھر ذلت سے جینے سے عزت سے مرجانا ہی بہتر ہے تا کہ آنکھیں ذلت و رسوائی

(۱) ابن ہشام ۲/۵۴، شرح الزرقانی علی الموھب ۲/۳۶۹، عیون الاثر ۱/۳۴۸، الروض الانف ۵/۲۸۷، البدایة والنهایة ۴/۷، دلائل النبوة للبیہقی ۳/۱۸۷

(۲) المغازی واقدی ۲/۵۴

(۳) دلائل النبوة للبیہقی ۳/۱۰۱

(۴) فتح الباری ۷/۳۳۷

(۵) آل عمران ۱۸۶

(۶) عیون الاثر ۱/۳۵۴

کے منظر نہ دیکھیں۔ [1]

لیکن، بہت جلد جب رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ رب کا شکر ادا کرتے ہوئے مدینہ میں قریش کے ستر قیدیوں سمیت داخل ہوئے اور اس نے بچشم خود قیدیوں کو دیکھ لیا تو اسے اس خبر پر یقین آہی گیا، دنیا میں ویسے تو بہت سے گروہ ہیں مگر اللہ کی نظر میں صرف دو ہی گروہ ہیں ایک حزب اللہ اور دوسرا حزب شیطان، جو اسلام میں داخل ہو گا وہ حزب اللہ میں شامل ہو گا، اور حزب شیطان میں وہ تمام قوتیں ہیں جنہیں مشرکین مکہ کہا جائے، یہود کہا جائے، منافقین کا نام لیا جائے، مجوسیوں اور ہندوؤں کا شمار کیا جائے یا دہریے کہا جائے الغرض ہر وہ گروہ جو اسلام سے باہر ہے وہ اپنا کوئی بھی نام رکھے حزب شیطان ہی میں شمار ہو گا، اور ان کے دل مسلمانوں کے خلاف باہم دھڑکتے ہیں، چنانچہ کعب بن اشرف یہودی کی آتش حسد اور نفرت طبعی نے جوش مارا، اسے نظر آنے لگا کہ اسلام ایک مذہب نہیں ایک طاقت بھی ہے، چنانچہ اس کی شرانگیزیاں اور تیز ہو گئیں، ابوسفیان کے سفارتی دورے کا پہلا اثر یہ ہوا کہ اس نے معاہدہ کی خلاف ورزی کو اپنی عظمت کی دلیل بنا لیا، اور قریش مکہ سے یگانیت کا مظاہرہ کرنے اور مقتولین کی تعزیت کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوا

فَنَزَلَ عَلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ بْنِ ضُبَيْرَةَ السَّهْمِيِّ، وَعِنْدَهُ عَاتِكَةُ بِنْتُ أَبِي الْعِيصِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، فَأَنْزَلَتْهُ وَأَكْرَمَتْهُ، وَجَعَلَ يُحَرِّضُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُنْشِدُ الْأَشْعَارَ، وَيَبْكِي أَصْحَابَ الْقَلِيبِ مِنْ قُرَيْشٍ، الَّذِينَ أُصِيبُوا بِبَدْرٍ

مکہ مکرمہ پہنچ کر مطلب بن وداعہ بن ضبیرہ سہمی کے ہاں قیام کیا، مطلب کی بیوی عاتکہ بنت العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف نے اس کی بہت خاطر مدارت کی، پھر اس نے ایک ایک قبیلہ میں جا کر لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف خوب بھڑکایا، غزوہ بدر کے مشرک مقتولوں پر خوب رویا دھویا، اور مرنے والوں کے مرثیے کہہ کہہ کر عوام اور سرداروں کو انتقام کا جوش دلانے اور انہیں انتقام پر اکسانے لگا۔ اور یہ مرثیہ کہا۔

طَحَنَتْ رَحَى بَدْرٍ لِمَهْلِكِ أَهْلِهِ — وَلِمِثْلِ بَدْرٍ تَسْتَهِلّ وَتَدْمَعُ

بدر کی چکی نے تمہارے جوانوں کا خون پیس ڈالا — بدر کے واقعات پر چیخو! آنسو بہاؤ!

قُتِلَتْ سَرَاةُ النّاسِ حَوْلَ حِيَاضِهِ — لَا تَبْعَدُوا إنّ الْمُلُوكَ تُصَرّعُ

تمہارے بہترین بہادروں کی گردنیں کٹ کر زمین پر گریں — حیران نہ ہو کہ تمہارے شہزادوں کی لاشیں بدر میں پڑی رہ گئیں

ويقول أقوام أذل بسخطهم — إن ابن أشرف ظَلّ كَعْبًا يَجْزَعُ

بعض لوگ جن کے غصے پر میرا جی خوش ہوتا ہے، کہتے ہیں — کعب بن اشرف تو بالکل مایوس ہو گیا وہ سچے ہیں

صَدَقُوا فَلَيْتَ الْأَرْضَ سَاعَةَ قُتّلُوا — ظَلّتْ تَسِيخُ بِأَهْلِهَا وَتُصَدّعُ

کیسے کیسے حسین، شجیع اور خاندانی جوان تھے وہ — وہ جو بھوکے، بے گھر لوگوں کی پناہ تھے، کٹ مرے وہ کھلے خزانے خیرات

[1] ابن ہشام ۲/۵۲

کرتے

لِيَزُورَ يَثْرِبَ بِالْجُمُوعِ وَإِنَّمَا يَسْعَى عَلَى الْحَسَبِ الْقَدِيمِ الْأَرْوَعُ

جب ستاروں سے بارش نہ برستی وہی تو تھے جو دوسروں کا بوجھ اٹھاتے تھے وہ راج دلارے تھے جو صرف اپنا حق لیا کرتے تھے

نُبِّئْت أَنّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامِهِمْ فِي النّاسِ يَبْنِي الصّالِحَاتِ وَيَجْمَعُ

اے کاش! جب وہ قتل ہوئے تو زمین پھٹ جاتی اور اپنے بچوں کو نگل جاتی اور وہ جو اس خبر کو پھیلانے آئے تھے، نیزوں پر چڑھائے جاتے، یا اندھے، بہرے اور گونگے بن کر زندہ رہتے۔ [۱]

أَنَّ كَعْبَ بْنَ الْأَشْرَفِ قَدِمَ عَلَى مُشْرِكِي قُرَيْشٍ فَحَالَفَهُمْ عِنْدَ أَسْتَارِ الْكَعْبَةِ عَلَى قِتَالِ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ رَجَعَ كَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَشَبَّبَ بِنِسَاءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى آذَاهُمْ

الغرض اس نے قریش کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کرلیا اور انہیں حلف اٹھانے کے لئے حرم میں لے آیا، جہاں سب لوگوں نے بیت اللہ کا پردہ تھام کر مسلمانوں سے جنگ کرنے کا حلف اٹھایا، مسلمانوں کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکا کر وہ مدینہ منورہ واپس آ گیا اور مسلمان عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگا،

اس کی یہ تمام حرکات اس معاہدہ کے خلاف تھیں جو مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہوا تھا اور جس میں وہ بھی شریک تھا، رسول اللہ ﷺ کو اس کے کرتوتوں کی خبریں پہنچتی رہتیں تھیں، مگر رسول اللہ ﷺ ہمیشہ صبر و تحمل کا مظاہرہ فرماتے اور مسلمانوں کو درگزر کی تلقین فرماتے رہتے تھے، صرف حسان رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کی ہجو میں اشعار کہتے تھے۔ تاہم انہیں ان تمام حرکات پر کسی نہ کسی طرح معاف کیا جاسکتا تھا، لیکن ان سب سے گزر کر وہ اپنے جذبہ عناد میں یہاں تک پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ کی جان تک لینے کا تہیہ کرلیا، اس نے ایک سازش تیار کی جس کا مقصد آپ ﷺ کو دھوکا سے قتل کرنا تھا،

أَنَّهُ صَنَعَ طَعَامًا وَوَاطَأَ جَمَاعَةً مِنَ الْيَهُودِ أَنَّهُ يَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَإِذَا حَضَرَ فَتَكُوا بِهِ ثُمَّ دَعَاهُ فَجَاءَ وَمَعَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَأَعْلَمَهُ جِبْرِيلُ بِمَا أَضْمَرُوهُ بَعْدَ أَنْ جَالَسَهُ فَقَامَ فَسَتَرَهُ جِبْرِيلُ بِجَنَاحِهِ فَخَرَجَ فَلَمَّا فَقَدُوهُ تفَرَّقُوا فَقَالَ حِينَئِذٍ مَنْ يَنْتَدِبُ لِقَتْلِ كَعْب

ایک روایت ہے کعب بن اشرف نے نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے لئے ایک دعوت کے بہانے بلایا اور کچھ لوگوں کو اس غلیظ مقصد کے لئے متعین کردیا، آپ ﷺ اس کے ہاں تشریف لائے ہی تھے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو ان لوگوں کے مقصد بد کی اطلاع دی، آپ ﷺ فوراً ہی اس کے گھر سے باہر تشریف لے آئے اور واپسی پر اس کے قتل کا حکم فرمایا۔ [۲]

[۱] ابن ہشام۲؍۵۲،الروض الانف۵؍۲۸۵،مغازی واقدی۱؍۱۲۲،دلائل النبوۃ للبیہقی۳؍۱۸۷،فتح الباری۷؍۳۳۷

[۲] فتح الباری۷؍۳۳۷

وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ: نَزَلَتْ فِي كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ وَأَصْحَابِهِ، حِينَ أَرَادُوا أَنْ يَغْدروا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ فِي دَارِ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ

علامہ ابن کثیر نے ابو مالک کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ اس نے ایک جماعت کے ساتھ مل کر یہ انتظام کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر بلائے اور چپکے سے قتل کرادے، چنانچہ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی

۔۔۔اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۔۔۔ (۱)

ترجمہ: جب کہ ایک گروہ نے تم پر دست درازی کا ارادہ کرلیا تھا مگر اللہ نے ان کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے روک دیئے۔(تفسیر ابن کثیر ۳/۶۱)

یعقوبی نے بنونضیر کا حال بیان کرتے ہوئے صاف لکھا ہے،

ارادان يمكر برسول الله

اس نے رسول اللہ ﷺ کو دھوکہ سے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا ،

اور اسی کے بارے میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝۵۱ (۲)

ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کے علم میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ جبت اور طاغوت کو مانتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں سے تو یہی زیادہ صحیح راستے پر ہیں ۔

رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش نے اس کے جرائم کی فہرست کو مکمل کر دیا، مگر تنہا اس کے جرائم پر اس کی قوم کے خلاف اعلان جنگ نہیں کیا جاسکتا تھا، اس کی قوم سے بھی یہ امید رکھنی فضول تھی کہ وہ اس کو ان حرکات سے روکے گی کیونکہ اس کی ساری قوم کو رویہ اسی کی طرح عداوت وبغض سے بھرا ہوا تھا، اس کے علاوہ وہ دوسرے مسلمانوں کے دشمنوں کے ساتھ مل کر لڑنے کے لئے بھی نہیں آیا تھا بلکہ ہمیشہ پس پردہ بیٹھ کر سازششیں کرتا رہا، چنانچہ اس کے شر کے استیصال کی صرف یہی ایک صورت باقی رہ گئی تھی کہ پردہ کے پیچھے ہی اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جاتا، آخر جب وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا بلکہ مسلمانوں کے درگزر کرنے سے اس کی جرات اور بڑھ گئی تو آپ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ ، فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟قَالَ:نَعَمْ، قَالَ فَافْعَلْ إِنْ قَدرتَ عَلَى ذَلِكَ، قَالَ: فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا قَالَ:قُلْ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف یہودی نے اللہ اور اس کے رسول کو بہت ایذا پہنچائی ہے تم میں سے

(۱) المائدۃ ۱۱

(۲) النساء ۵۱

کون اس کے قتل کے لئے تیار ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہر وقت اپنی جان آپ پر نچھاور کرنے کے لئے تیار رہتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنتے ہی بنو عبد الاشہل قبیلہ کے اس شخص محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابو عبد الرحمٰن یا ابو عبد اللہ تھی کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کعب بن اشرف کو قتل کرنا چاہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ میرا ماموں ہے (محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے دودھ شریک بھتیجے تھے) میں اسے قتل کروں گا، رضاعت کا رشتہ عرب کے معاشرے میں بڑی اہمیت رکھتا تھا، لیکن اسلام کے مقابلے میں خون کے رشتے ہیچ ہو چکے تھے، رضاعت کا رشتہ تو پھر دوسرے درجے پر آتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کر سکتے ہو تو ضرور ایسا کر گزرو، اس سخت کام کرنے کے لئے مکر وحیلہ کرنا ضروری تھا کیونکہ یہودی اپنے قلعہ نما حویلیوں میں رہا کرتے تھے، اور دن کے وقت منڈیوں میں اپنے غلاموں کے ساتھ ہوتے، اور جو وقت ملتا اپنے ساتھیوں کی مجلسوں میں بیٹھتے، اس لئے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے (جنگی چال کے طور پر) عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پھر مجھے اسے خوش کرنے کے لئے کچھ مبہم اور ذو معنی تعریفی کلمات کہنے کی اجازت فرمائیں تا کہ اس طرح اسے قتل کرنے کی راہ ہموار ہو سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت عطا فرمائی،

وعند ابن عبد البر فَمَكَثَ مُحَمَّد بْن مسلمة أَيَّامًا مَشْغُول النَّفس بِمَا وعد رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من نَفسه فِي قتل ابْن الْأَشْرَف، وأتى أَبَا نائلة سلكان بْن سَلامَة بْن وقش وَكَانَ أَخا كَعْب بْن الْأَشْرَف من الرضَاعَة وَعباد بْن بشر بْن وقش والْحَارث بْن أَوْس بْن معَاذ وَأَبا عبس بْن جبر، فأعلمهم بِمَا وعد بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من قتل ابْن الْأَشْرَف، فَأَجَابُوهُ إِلَى ذَلِك، وَقَالُوا: كلنا يَا رَسُول الله نَقْتُلهُ،ثم أتوارَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُول الله،لَا بُد لنا أَن نقُول قولا غير مطابق للواقع، يسر كعبا لنتوصل به إلى التمكن من قتله

ابن عبد البر کی روایت میں ہے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کعب بن اشرف کے قتل کرنے کا وعدہ کرنے کے بعد کئی روز تک متفکر رہے اور اسے قتل کرنے کے طریقوں پر غور کرتے رہے، بالآخر وہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی اور شاعر ابو نائلہ (سلکان بن سلامہ بن وقش) عباد بن بشر، حارث بن اوس اور ابو عبس بن جبران (یہ سب افراد قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے) سے مل کر مشورہ کیا، ان سب نے اس کے قتل پر آمادگی ظاہر کی اور کہا ہم سب مل کر اسے قتل کریں گے، پھر سب مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہاں جا کر کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مناسب ہو وہ کہنا میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔[1]

عَن بن عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشَى مَعَهُمْ إِلَى بَقِيعِ الْغَرْقَدِ ثُمَّ وَجَّهَهُمْ فَقَالَ انْطَلِقُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ أَعِنْهُمْ،ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَيْتِهِ، إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ يَعْنِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً سَأَلَنَا الصَّدَقَةَ وَنَحْنُ لَا نَجِدُ مَا نَأْكُل،قَوْلُهُ وَاللهِ لَتَمَلُّنَّهُ بِفَتْحِ الْمُثَنَّاةِ وَالْمِيمِ وَتَشْدِيدِ اللامِ وَالنُّونِ مِنَ

[1] شرح الزرقاني على المواهب ٣٧٤/٢

الْمَلَالِ، قَالُوا أَنْفَقْنَاهُ عَلَى هَذَا الرَّجُلِ وَعَلَى أَصْحَابِهِ،قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لَكُمْ أَنْ تَعْرِفُوا مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْبَاطِلِ، قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ، فَلاَ نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیع غرقد تک ان کی مشایعت فرمائی اور انہیں رخصت کرتے ہوئے فرمایا اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ،اور دعا فرمائی اے اللہ ان کی مدد فرمانا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس گھر تشریف لے آئے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت کعب بن اشرف سے ملنے کے لئے گئے اور دوران گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس طرح گویا ہوئے، یہ شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے (فقراء، مساکین پر تقسیم کرنے کے لئے) صدقہ وزکواۃ مانگتا ہے، جبکہ ہمارے پاس کھانے کو بھی نہیں ہے، اس شخص نے ہمیں تنگ اور پریشان کر دیا ہے، اس لیے میں تم سے قرض لینے آیا ہوں، کعب بن اشرف نے جو ایک مسلمان کی زبان سے ایسے کلمات سنے تو اپنی باطنی خباثت کا اظہار کر کے کہنے لگا ابھی تو کچھ نہیں آگے چل کر دیکھنا ابھی تم لوگوں کو اور بھی رنج ومصیبت برداشت کرنا ہوں گے، اور واللہ تم اس شخص اور اس کے ساتھیوں پر نفقہ کرنے سے اکتا چکے ہیں، کیا تمہیں ابھی تک محسوس نہیں ہوا کہ تم باطل پر ہو؟ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ان کے ہاتھ پر ان کی پیروی اور فرمابرداری کا عہد کر چکے ہیں اس لئے ان کا ساتھ چھوڑنا پسند نہیں کرتے بس ان کے انجام کے منتظر ہیں، میں اس وقت آپ کے پاس وسق یا دو وسق (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے، اس طرح ایک وسق دو سو دس سیر یعنی سوا پانچ من ہوا، بعض نے کہا ہے کہ وسق ایک اونٹ کے بار پر تولا جاتا ہے) غلہ قرض کے طور پر مانگنے کے لئے حاضر ہوا ہوں،

ارْهَنُونِي،قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ؟قَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ،قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ العَرَبِ،قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ،قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا، فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ، فَيُقَالُ: رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ، هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللأْمَةَ،وَفِي مُرْسَلِ عِكْرِمَةَ وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ سِلَاحَنَا مَعَ عِلْمِكَ بِحَاجَتِنَا إِلَيْهِ

کعب بن اشرف نے کہا ٹھیک ہے میں غلہ دینے کے لئے تیار ہوں مگر اس کے بدلے کوئی چیز میرے پاس رہن رکھ دو، انہوں نے کہا آپ کیا چیز رہن رکھنا پسند کریں گے؟ کعب بن اشرف نے کہا اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن رکھ دو، انہوں نے کہا ہماری غیرت اور حمیت یہ کیسے برداشت کرے گی کہ ہم اپنی عورتیں آپ کے پاس رہن رکھیں جبکہ آپ عرب کے ایک حسین وجمیل نوجوان ہیں، کعب بن اشرف نے کہا اچھا تو پھر اپنے لڑکوں کو رہن رکھ دو، انہوں نے جواب دیا اے کعب! یہ تو ہمارے لئے بے غیرتی کی بات ہو گی، لوگ ہماری اولاد کو اس بات کا طعنہ دیں گے کہ تم تو صرف ایک یا دو وسق غلہ کے عوض رہن رکھے گئے تھے، البتہ ہم اپنے ہتھیار آپ کے پاس رہن رکھ سکتے ہیں، عکرمہ رحمہ اللہ کی ایک مرسل روایت ہے کہ انہوں نے کہا آپ کو تو علم ہے ہم ہتھیاروں کے کس قدر محتاج اور ضرورت مند ہیں (انہوں نے یہ پیشکش اس لئے کی تھی تاکہ اسے ان لوگوں کے ہتھیار لے کر اس کے پاس آنے سے کچھ شک وشبہ نہ رہے) کعب بن اشرف نے ہتھیار رہن رکھنے کی تجویز کو مان لیا اور یہ طے پایا کہ وہ رات کو ہتھیار رہن رکھ کر غلہ لے جائیں، طے شدہ پروگرام کے مطابق محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بعد ابو نائلہ بھی کعب بن اشرف کے پاس آئے اور باتوں باتوں میں اپنے پہلے ساتھی کی طرح اس طرح گویا ہوئے

قَالَ: كان قدوم هذا الرجل علينا بلاء من البلاء، عَادَتْنَا الْعَرَبُ وَرَمَتْنَا عَنْ قَوْسٍ وَاحِدَةٍ وَقَطَعَتْ عنا السبيل حَتَّى ضَاعَ الْعِيَالُ، وَجَهِدَتِ الْأَنْفُسُ وَأَصْبَحْنَا قَدْ جَهِدْنَا وَجَهِدَ عِيَالُنَا ،إِنَّ مَعِي أَصْحَابًا لِي عَلَى مِثْلِ رَأْيِي وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ آتِيَكَ بِهِمْ

قریش کے اس شخص کی مدینہ میں آمد ہمارے لئے ایک آزمائش بن گئی ہے، اس کی وجہ سے سارا عرب ہمارے خون کا پیاسا ہو گیا ہے اور سب نے ہمیں ایک کمان سے مارا ہے، انہوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے جس سے ہماری راہیں بند ہو گئی ہیں وغیرہ ایک کے بعد دوسرے مسلمان سے اس طرح کی مخالفانہ گفتگو سن کر کعب اور زیادہ خوش ہوا، جب ابو نائلہ نے اس کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے تو مزید کہا میں اپنی سوچ میں اکیلا نہیں ہوں بلکہ کئی اور مسلمان بھی میری طرح سوچتے ہیں، میرا خیال ہے کہ میں انہیں بھی آپ کے پاس لے آؤں تا کہ آپ ان کے پاس کچھ بیچیں اور ان پر احسان کریں،

کعب بن اشرف نے ابو نائلہ کی بات بھی مان لی اور طے ہوا کہ وہ اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت اس کے پاس آسکتا ہے، یہودی اپنی حفاظت کے لئے اپنے مضبوط اور مستحکم قلعوں نما حویلیوں میں رہا کرتے تھے، اس کی حویلی مدینہ منورہ کے جنوب میں بنونضیر کی آبادی کے پیچھے واقع تھی، چنانچہ چودہ ربیع الاول تین ہجری کو طے شدہ پروگرام کے مطابق یہ چاروں ساتھی تیاری کر کے کعب بن اشرف کی حویلی کے دروازے پر پہنچ گئے اور اسے زور سے آواز دی، اس نے ان لوگوں کی آوازوں سے سب کو پہچان لیا، کعب بن اشرف کی نئی نئی شادی ہوئی تھی آوازوں کو پہچاننے کے باوجود اپنے لحاف میں دبک گیا

فَوَثَبَ فِي مِلْحَفَتِهِ فَأَخَذَتِ امْرَأَتُهُ بِنَاحِيَتِهَاوَقَالَتْ لَهُ أَنْتَ امْرُؤٌ مُحَارِبٌ لَا تَنْزِلُ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ ،قَالَتْ: أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ ، قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ إِنَّ الكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ،فَقَالَ: إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ، فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوه

لیکن اس کی نئی نویلی بیوی نے لحاف کا کونا پکڑ کر ہٹا دیا اور کہا تم ایک جنگجو شخص ہو لڑنے والے اس وقت نہیں آیا کرتے، اس نے کہا اگر ابو نائلہ مجھے لیٹا ہوا دیکھے گا تو وہ مجھے بیدار نہ کرے گا، اس کی بیوی نے کہا مجھے اس آواز سے خون ٹپکتا نظر آرہا ہے، کعب بن اشرف نے کہا یہ تمہارا وہم ہے یہ تو میرا بھائی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا رضاعی بھائی ابو نائلہ رضی اللہ عنہ ہیں، اور بڑی بے فکری سے کہا اگر کسی نوجوان کو نیزہ بازی کے لئے پکارا جائے تو وہ اس چیلنج کو قبول کر لیتا ہے، کعب بن اشرف کو آواز دینے اور اس کے نیچے اترنے کے دوران محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو اپنا منصوبہ سمجھایا کہ جیسے ہی کعب بن اشرف نیچے آئے گا میں اس کا سر سونگھنے کے بہانے اس کے بال مضبوطی سے پکڑ لوں گا، اس وقت تم لوگ اس کی گردن اتار لینا،

فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا، أَيْ أَطْيَبَ، قَالَ: عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ العَرَبِ،فَقَالَ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشَمَّ رَأْسَكَ؟قَالَ: نَعَمْ،فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ: نَعَمْ،فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ، قَالَ: دُونَكُمْ، فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ

جب کعب بن اشرف نیچے آیا تو خوشبوؤں میں بسا ہوا تھا، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پروگرام کے مطابق اسے کہا جو خوشبو آپ نے لگائی ہوئی ہے اتنی اچھی خوشبو تو میں نے کبھی سونگھی ہی نہیں، کعب بن اشرف نے کہا میرے پاس عرب کی سب سے حسین و جمیل عورت ہے جو ہر وقت عطر میں بسی رہتی ہے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے خوشدلی سے کہا کیا آپ مجھے اپنا معطر سر سونگھنے کی اجازت دیں گے؟ اس نے اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے اجازت دے دی، محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر اس کا سر سونگھا اور پیچھے ہٹ گئے، اور بولے واقعی ہی بڑی لاجواب خوشبو ہے، پھر کچھ ہی لمحوں بعد بولے کہ کیا آپ دوبارہ مجھے اپنے سر کی خوشبو سونگھنے کی اجازت دیتے ہیں، کعب بن اشرف نے کہا بڑے شوق سے سونگھ لو، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور سر کی خوشبو سونگھنے کے بہانے اس کے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑ لیا، اور ساتھیوں کو اس کی گردن پر تلوار کا وار کرنے کا اشارہ کیا، وہ تو اشارے کے منتظر تھے فوراً ہی اس کی گردن پر باقی تینوں ساتھیوں نے تلواروں کے زوردار وار کر کے اس کا سر قلم کر دیا۔[1]

اور اس کا سر گھوڑے کے توبرے میں رکھ لیا، اس دوران حارث رضی اللہ عنہ بن اوس کو اپنے کسی ساتھی کی تلوار سے کچھ زخم لگ گئے اور جسم سے خون بہنے لگا، تمام ساتھی فوراً ہی اس جگہ سے رخصت ہو گئے مگر حرہ عریض پہنچے تو دیکھا کہ ان کا ایک زخمی ساتھی حارث بن اوس رضی اللہ عنہ نہیں ہے، وہ وہاں رک کر ان کا انتظار کرنے لگے کچھ دیر بعد حارث بن اوس رضی اللہ عنہ اپنے تینوں ساتھیوں سے آملے، حارث بن اوس رضی اللہ عنہ خون بہہ جانے کی وجہ کافی کمزور ہو رہے تھے اس لئے ان کے دوسرے ساتھیوں نے انہیں اپنی سواری پر اٹھا لیا، اور بنو قریظہ کے راستے رات کے آخری پہر اطلاع دینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے،

وَقَدْ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ يُصَلِّي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ نَظَرَ إِلَيْهِمْ:أَفْلَحَتِ الْوُجُوهُ ، فَقَالُوا: وَوَجْهُكَ يَا رَسُولَ اللهِ! وَرَمَوْا بِرَأْسِهِ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَحمد الله عَلَى قتله

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ساری رات نماز کھڑے پڑھتے رہے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو ان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دمکتے چہروں کو دیکھ کر فرمایا اور ان چہروں نے فلاح پائی اور کامیاب ہوئے، ان لوگوں نے جواب میں کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے چہرے کو بھی، پھر کعب بن اشرف کا کٹا ہوا چہرہ توبرے سے نکال کر آپ کے سامنے ڈال دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل پر اللہ کا شکر ادا کیا۔[2]

وَجُرِحَ الحارث بن أوس بِبَعْضِ سُيُوفِ أَصْحَابِهِ، فَتَفَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَرِئَ

اور حارث بن اوس اپنے ساتھیوں کے وار سے زخمی ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کے زخموں پر لگایا جس

---

[1] فتح الباری ۷؍۳۳۷،صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ ۴۰۳۷

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ عن جابر ۴۰۳۷،وکتاب الجهادبَابُ الفَتْكِ بِأَهْلِ الحَرْبِ ۳۰۳۲،صحیح مسلم کتاب الجهاد بَابُ قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ طَاغُوتِ الْيَهُودِعن جابر ۴۶۶۴،سنن ابوداودکتاب الجهاد بَابٌ فِي الْعَدُوِّ يُؤْتَى عَلَى غِرَّةٍ وَيُتَشَبَّهُ بِهِمْ ۲۷۶۸،فتح الباری۳۳۸تا۳۴۰؍۷،البداية والنهاية۲۵؍۲،مغازی واقدی ۱۹۰؍۱

سے ان کے زخم مندمل ہو گئے اور وہ صحت یاب ہو گئے اور آئندہ کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ [1]

جب یہودیوں کو اپنے سردار کے قتل کے واقعہ کا علم ہوا تو وہ خوف زدہ ہو گئے، اور اچھی طرح سمجھ گئے کہ اگر اب وہ اپنی بدزبانی اور ریشہ دانیوں سے باز نہ رہے تو رسول اللہ ﷺ طاقت کے استعمال سے گریز نہیں کریں گے، کیونکہ اپنی کاروائیوں کو جانتے تھے اس لئے اپنے سردار کے قتل پر کوئی شر وہنگامہ نہ کیا،

فَأَصْبَحَتِ الْيَهُودُ مذعورين. فجاؤوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: قُتِلَ سيدنا غيلة! فذكرهم النبي. صَنِيعَهُ وَمَا كَانَ يَحُضُّ عَلَيْهِمْ وَيُحَرِّضُ فِي قِتَالِهِمْ وَيُؤْذِيهِمْ، ثُمَّ دَعَاهُمْ إِلَى أَنْ يَكْتُبُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ صُلْحًا أَحْسبُهُ،قَالَ: وَكَانَ ذَلِكَ الكتاب مع علي رضي الله عَنْهُ. بَعْد

یہود کی صبح خوف کی حالت میں ہوئی، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت کہ ہمارا سردار دغا سے قتل کیا گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا سردار مسلمانوں کو طرح طرح سے ایذائیں دیتا رہتا، اور لوگوں کو ہمارے قتال پر برانگیختہ اور آمادہ کرتا رہتا تھا، آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ سن کر یہود دم بخود رہے گئے اور ان کے پاس خاموش رہنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا، پھر آپ ﷺ نے ان سے ایک عہد لکھوایا کہ ان میں سے کوئی آئندہ اس قسم کی حرکت نہیں کرے گا، یہ عہد نامہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا [2]

فَأَذِنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَتْلِ مَنْ وُجِدَ مِنَ الْيَهُودِ لِنَقْضِهِمْ عَهْدَهُ وَمُحَارَبَتِهِمُ اللهَ وَرَسُولَهُ

اس کے بعد نبی ﷺ نے یہود کی عہد شکنی اور اللہ اور رسول سے جنگ آزمائی کے باعث ان کے قتل کی اجازت دی۔ [3]

جس سے ہر یہودی خوفزدہ ہوا اور اپنے قتل سے ڈرنے لگا اس طرح رسول اللہ ﷺ کافی عرصہ تک مدینہ منورہ پر اندرونی اور بیرونی متوقع خطرات سے فارغ ہو گئے۔

اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہے کہ خفیہ طریقہ سے دشمن کے سرداروں کو قتل کرادینا اسلام کے قانون جنگ کی کوئی مستقل دفعہ ہے، اگر ایسا ہوتا تو یقیناً رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے فرعون امت ابوجہل اور ابوسفیان جیسے دشمنوں کو قتل کراتے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایسے فدائیوں کی کوئی کمی نہ تھی جو اس قسم کے تمام دشمنوں کو ایک ایک کر کے قتل کر سکتے تھے، عہد رسالت اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کی پوری تاریخ میں صرف کعب بن اشرف اور ابو رافع کے سوا کسی اور شخص کا نام نہیں ملتا جسے اس طرح خفیہ طریقہ سے قتل کیا گیا ہو، حالانکہ آپ ﷺ کے دشمن صرف یہی شخص نہ تھے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَإِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ، وَإِذَا وُضِعَ فِي أُمَّتِي السَّيْفُ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، حَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي

[1] زادالمعاد ۱۷۱/۳

[2] ابن سعد ۲۵/۲

[3] ابن سعد ۲۵/۲، زادالمعاد ۱۷۱/۳

الْأَوْثَانَ ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اپنی امت کے بارے میں صرف گمراہ پیشواؤں کا خدشہ ہے، اور جب ان میں ایک دفعہ تلوار چل پڑی تو قیامت تک بند نہ ہوگی، اور قیامت اس وقت تک بپا نہیں ہوگی جب تک میری امت کی ایک بڑی جماعت مشرکین سے نہ جا ملے اور میری امت کے بہت سے گروہ بت پرستی نہ کرنے لگیں، اور میری امت میں تیس (۳۰) دجال پیدا ہوں گے وہ سب نبوت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ (قیامت تک) حق پر رہے گا اور ان کی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مدد کی جائے گی اور ان کے ساتھ چھوڑ جانے والے ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے۔ [1]

حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ ظَفِرْتُمْ بِهِ مِنْ رِجَالِ يَهُودَ فَاقْتُلُوهُ ، قَدْ أَسْلَمَ، فَعَدَا مُحَيِّصَةُ عَلَى ابْنِ سُنَيْنَةَ فَقَتَلَهُ، فَجَعَلَ حُوَيِّصَةُ يَضْرِبُ مُحَيِّصَةَ، وَكَانَ أَسَنَّ مِنْهُ، يَقُولُ: أَيْ عَدُوّ اللهِ، أَقَتَلْته؟أَمَا وَاللهِ لَرُبَّ شَحْمٍ فِي بَطْنِك مِنْ مَالِهِ! فَقَالَ مُحَيِّصَةُ: وَاللهِ، لَوْ أَمَرَنِي بِقَتْلِك الّذِي أَمَرَنِي بِقَتْلِهِ لَقَتَلْتُك،قَالَ: وَاللهِ، لَوْ أَمَرَك محمّد أن تقتلني؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ حُوَيِّصَةُ: وَاللهِ، إنّ دِينًا يَبْلُغُ هَذَا لَدِينٌ مُعْجِبٌ. فَأَسْلَمَ حُوَيِّصَةُ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ مُحَيِّصَةُ- وَهِيَ ثَبْتٌ، لَمْ أَرَ أَحَدًا يَدْفَعُهَا

کعب بن اشرف کے قتل کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہود کی عہد شکنی اور اللہ اور رسول سے جنگ آزمائی کے باعث ان کے قتل کی اجازت دی تھی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق حویصہ بن مسعود کے چھوٹے بھائی محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مشہور تاجر ابن سنینہ یہودی کو جو حویصہ بن مسعود اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں اکثر آتا رہتا اور خرید وفروخت کرتا تھا، مگر کعب بن اشرف کے نقش قدم پر چل رہا تھا قتل کر ڈالا، ان کے بھائی حویصہ بن مسعود جو عمر میں ان سے بڑے تھے اور ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ان سے کہا جبکہ ان کے چھوٹے بھائی محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے، بڑے بھائی حویصہ بن مسعود نے اپنے چھوٹے بھائی محیصتہ بن مسعود کو زدوکوب کرنا شروع کر دیا اور کہا اے اللہ کے دشمن تو نے اس کو قتل کر ڈالا جس کا مال کھا کھا کر تیرے پیٹ میں بہت سی چربی جمع ہو گئی ہے، محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم! اس کے قتل کا حکم اس ذات نے دیا تھا کہ اگر وہ ذات بابرکات تیرے قتل کا بھی حکم دیتی تو اللہ کی قسم !میں تیری بھی گردن اڑا دیتا، بڑے بھائی حویصہ بن مسعود کو یہ سن کر بڑا تعجب ہوا اور بولا، کیا واقعی اگر محمد (ﷺ) تجھے میرے قتل کا حکم دیں تو تو مجھے قتل کر ڈالے گا؟ چھوٹے بھائی نے جرات سے جواب دیا ہاں، اللہ کی قسم! اگر وہ تیری گردن مارنے کا حکم فرماتے تو ضرور تیری

[1] مسند احمد ۲۲۳۹۵

گردن مار دیتا اور تیرے بڑے بھائی ہونے کا خیال تک نہ کرتا، عرب معاشرے میں اس جواب کی اہمیت بہت زیادہ تھی، چنانچہ حویصہ بن مسعود یہ بیباک جواب سن کر بڑا حیران ہوا اور بولا اللہ کی قسم! یہی دین حق ہے جو دلوں میں اس درجہ راسخ، مستحکم اور رگ و پے میں اس طرح جاری و ساری ہے، اس کے بعد اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔[1]

جب آپ ﷺ غزوہ بدر کے لئے تشریف لے گئے تو یہی یہودی اور عبد اللہ بن ابی بن سلول جو بڑا حسین و جمیل، گداز جسم اور فصیح البیان شخص تھا، جس کے ساتھ اوس و خزرج کے تین سو ساتھی تھے، جنہیں یقین تھا کہ قریش کا کیل کانٹے سے لیس بڑا لشکر محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو دنیا سے مٹا دیں گے اس لئے وہ اس مقابلے کی خبر کے بے چینی سے منتظر تھے، کہ کب یہ اطلاع ملتی ہے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت کفار سے لڑتے ہوئے فنا ہو گئے ہیں، اس لئے انہوں نے مسلمانوں کی شکست اور رسول اللہ ﷺ کے قتل کا پروپیگنڈا کیا تھا جس سے مسلمانوں میں بڑا اضطراب پیدا ہوا، اور جب انہیں قریش مکہ کی عبرت ناک شکست اور قلیل التعداد بے سروساماں مسلمانوں کی فتح و نصرت کی خبر ہو تو ان کے دلوں میں مزید بغض و عناد پیدا ہو گیا، یہود نے اپنی عیاری و مکاری، چالبازیوں کے ذریعہ بار بار کھلم کھلا عہد شکنی کا مظاہرہ کیا، جب یہ سامنے ہوتے تو دوستی اور محبت کا دم بھرتے اور پیٹھ پیچھے اسلام کا گلا گھوٹنے کی سازشیں کرتے، مشرکوں سے بھی سلام و پیام جاری تھا، غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح ہوئی تو ان کے لئے یہ دورخی پالیسی دشوار ہو گئی، اب ان کے سینوں میں غیرت کی آگ سلگنے لگی، دل حسد سے پکنے لگے، ان کی عقلیں حیران تھیں کہ محمد ﷺ نے دیکھتے ہی دیکھتے اپنے دین کو اتنا چمکا دیا کہ گھر گھر اسلام کا چراغ روشن ہو گیا ہے، یہی نہیں وہ بے سروسامانی کی حالت میں مشرکوں اور ظالموں سے ٹکر بھی لیتے ہیں اور اللہ ان کو فتح و نصرت سے ہمکنار بھی کرتا ہے، عرب قبائل پر ان کی دھاک بیٹھ گئی ہے، سارے لوگ ان سے ڈرنے اور لرزنے لگے ہیں، یہودی بھلا اس صورت حال کو ٹھنڈی آنکھوں کیسے دیکھ سکتے تھے یہ تو ان کے لئے خطرہ کی گھنٹی تھی اب وہ کھل کر سامنے آ گئے، ریا اور نفاق کا نقاب انہوں نے اتار پھینکا اب وہ مسلمانوں کے لئے ننگی تلوار بن گئے اور ان کی کھلے بندوں مخالفت کرنے لگے، لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جوش دلاتے، اشعار میں آپ ﷺ کی ہجو کرتے، کڑوی کسیلی باتوں سے آپ ﷺ کا دل چھیدتے، سب سے زیادہ شریر عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قبیلہ بنی قینقاع کے لوگ تھے جن کا پیشہ زرگری تھا، اس لئے ان کے پاس کافی مال و دولت تھا جس سے انہوں نے سامان جنگ اکھٹا کر رکھا تھا، اس قبیلہ کے لوگ نہایت بہادر و دلیر تھے اور ان میں لڑنے والے مردوں کی تعداد تقریباً سات سو تھی، یہ لوگ مدینہ منورہ کے مضافات میں ایک قلعہ میں رہتے تھے، چنانچہ مسلمان مردوں میں سے جب کوئی اپنی ضرورت سے ان کے بازار میں جاتا تو یہ اس شخص کا مذاق اڑاتے اور کسی نہ کسی طرح انہیں تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے، پھر ان کا دائرہ مسلمان عورتوں کی طرف بھی بڑھ گیا اور انہوں نے مردوں اور عورتوں کے ساتھ اس طرح کا یکساں معاملہ کرنا شروع کر دیا، رسول اللہ ﷺ کو یہود کے اس طرز عمل کی خبر ملتی رہتی تھی مگر کچھ عرصہ آپ نے خاموشی اختیار فرمائی کہ

[1] مغازی واقدی ۱۹۲/۱، ابن ہشام ۵۳/۲، الروض الانف ۲۹۳/۵، عیون الاثر ۳۵۳/۱، تاریخ طبری ۴۹۱/۲، البدایۃ والنہایۃ ۱۰/۴، دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۰۰/۳، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۱۶/۳

شاید ان کے دلوں میں کچھ خوف پیدا ہو جائے اور اپنی غلیظ حرکتوں سے باز آجائیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا أَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا يَوْمَ بَدْرٍ، وَقَدِمَ الْمَدِينَةَ جَمَعَ الْيَهُودَ فِي سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ يَهُودَ، أَسْلِمُوا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قُرَيْشًا، قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، لَا يَغُرَّنَّكَ مِنْ نَفْسِكَ أَنَّكَ قَتَلْتَ نَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا أَغْمَارًا، لَا يَعْرِفُونَ الْقِتَالَ، إِنَّكَ لَوْ قَاتَلْتَنَا لَعَرَفْتَ أَنَّا نَحْنُ النَّاسُ، وَأَنَّكَ لَمْ تَلْقَ مِثْلَنَا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے مگر یہ سلسلہ جب دراز ہونے لگا تو شوال کی پندرہ یا سولہ تاریخ بروز شنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے کے لئے ان کے بازار بنی قینقاع میں تشریف لے گئے، اور سب یہود کو جمع فرما کر ایک ہمدرد اور خیر خواہ کی طرح ظلم و بغاوت کے انجام سے ڈرایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو، جیسے بدر میں قریش پر اللہ کا عذاب نازل ہوا ہے کہیں تم پر بھی ایسا عذاب نازل نہ ہو جائے، اسلام قبول کر لو، تم خوب اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا نبی اور اس کا رسول ہوں جس کو تم اپنی کتاب (توریت) میں لکھا ہوا پاتے ہو اور اللہ نے تم سے اس کا عہد بھی لیا ہوا ہے، بنی قینقاع جو طاقت کے نشے میں چور تھے، آپ کی بات کی کوئی پرواہ نہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ پر مشتعل ہو گئے، اور اپنی کتابی معلومات، اپنی عددی کمتری، اور مسلمانوں کے ساتھ بود وباش کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درشتی سے جواب دیا اور ادب واحترام کی حدود تجاوز کر کے اپنی بہادری کی بڑائی مارنے لگے، کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ ایک فنون حرب سے ناآشنا اور ناتجربہ کار قوم یعنی قریش سے مقابلہ میں آپ ان پر غالب ہو گئے، واللہ اگر ہم سے مقابلہ ہوا تو آپ کو اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ ہم میدان جنگ کے شیر ہیں، مرد میدان اور تلواروں کے دھنی ہیں اور صاف طور پر کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے تیار ہیں۔[1]

یہ عہد شکنی اور دشمنی کا واضح اعلان تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کوئی اور جواب دینے کے بجائے اپنا غصہ ضبط کر لیا اور واپس تشریف لے آئے، اب مسلمانوں اور یہودیوں کے تعلقات بگڑ گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی تادیبی کاروائی نہ ہونے کے سبب یہودیوں کی جرات اور بڑھ گئی اور انہوں نے مدینہ منورہ میں ہنگامے کھڑے کر لئے، ان حالات میں یہ سورت نازل ہوئی تھی۔

مضامین سورۃ آل عمران: اس سورہ کے آغاز میں راسخ العقیدہ مسلمانوں کی علامات اور اوصاف کا ذکر کیا گیا، پھر نصاریٰ کے مذہب میں جو اعتقادی گمراہیوں، اخلاقی خرابیوں اور عملی کمزوریاں پیدا ہوئیں ان کے ذکر کرنے کے بعد ان کمزوریوں کی اصلاح کے اقدامات کا بیان ہے، مگر جب انہوں نے اس دعوت حقیقی کو تسلیم نہ کیا تو پھر سچ اور جھوٹ کو واضع کرنے کے لئے دعوت مباہلہ دی گئی، یہود کی سازشی سرشت وجبلت کا ذکر اور ان کی سازشیں، جنگ احد میں مسلمانوں کی خامیوں اور کمزوریوں کی نشان دہی اور ان کے ازالے کے لئے ہدایات اور عام معافی کا اعلان اور رسول اللہ کی امت کو بہترین امت قرار دیا گیا اور اس کی بقا کے اصول بتلائے گئے، سب سے آخر میں باری تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے اظہار اور دعا پر ہے۔

[1] سنن ابوداود کتاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ بَابُ كَيْفَ كَانَ إِخْرَاجُ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ؟ ۳۰۰۱

سورۃ آل عمران اتا۴۵

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

الف لام میم، اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا نگہبان ہے، جس نے آپ پر حق کے ساتھ

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝

اس کتاب کو نازل فرمایا جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے، اسی نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو اتارا تھا، ا

لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۬ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

س سے پہلے لوگوں کو ہدایت کرنے والی بنا کر اور قرآن بھی اسی نے اتارا، جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کرتے ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ

ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے، بدلہ لینے والا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان کی کوئی چیز

وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

پوشیدہ نہیں، وہ ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جس طرح کی چاہتا ہے بناتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (آل عمران اتا٦)

وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

ا، ل، م، اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کا اعلان فرمایا کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی معبود برحق ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کے سوا جس معبود کی پرستش کی جاتی ہے وہ باطل ہے، اللہ وہ زندہ جاوید ہستی ہے جس نے اس عظیم الشان کائنات کو بغیر کسی نمونے کے تخلیق کیا اور اس کے ہر طرح کے کجی سے پاک نظام کو چلا رہا ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ: اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ فِي ثَلَاثٍ: سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ وَطَهَ

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آیتوں میں اللہ کا اسم اعظم ہے جس کے ذریعے سے دعا کی جائے تو رد نہیں ہوتی، ایک یہی آل عمران کی آیت اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ دوسری آیت الکرسی میں اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ اور تیسری سورہ طہ میں وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۔[1]

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم يقول فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

[1] تفسیر ابن کثیر ۱/٦٧٧

اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وَ الٓـمّٓ ۝ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۙ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ، إِنَّ فِيهِمَا اسْمَ اللهِ الْأَعْظَمِ

اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ان دو آیتوں اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۝۲۵۵ (۱)

الٓـمّٓ ۝ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۙ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ؕ ۝۲ (۲) میں اللہ کا اسم اعظم ہے۔ (۳)

اور جس نے آپ پر حق کے ساتھ اس جلیل القدر کتاب قرآن مجید کو نازل کیا ہے، جو ان کتابوں اور صحیفوں کی تائید و تصدیق کرنے والا ہے جو پہلے انبیاء پر ہوئی تھیں، اور اس عظیم الشان کتاب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے موسیٰ علیہ السلام پر تورات اور عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی تھی مگر اب ان کتابوں کا دور ختم ہو گیا، اب اللہ تعالیٰ نے دلائل و براہین قاطعہ کے ساتھ قرآن مجید نازل فرمایا ہے جو حق و باطل، ہدایت و ضلالت، گمراہی اور راہ راست میں فرق کرنے والا ہے تاکہ کسی شخص کے پاس کوئی حجت و دلیل باقی نہ رہے، لہٰذا اب جو لوگ اللہ کے اس فرامین کو قبول کرنے سے انکار کریں گے ان کو یقیناً سخت ترین سزا ملے گی، اللہ بے پناہ طاقت کا مالک ہے اور جو اس کے فرمان کی نافرمانی کرے اس کا بدلہ لینے والا ہے، اس کا علم تمام کائنات پر محیط ہے، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

...وَسِعَ رَبِّیۡ کُلَّ شَیۡءٍ عِلۡمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَکَّرُوۡنَ ۝۸۰ (۴)

ترجمہ: میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے؟۔

...وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ شَیۡءٍ عِلۡمًا... ۝۸۹ (۵)

ترجمہ: ہمارے رب کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔

...وَسِعَ کُلَّ شَیۡءٍ عِلۡمًا ۝۹۸ (۶)

ترجمہ: ہر چیز پر اس کا علم حاوی ہے۔

...وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا ۝۱۲ (۷)

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

لہٰذا وہ اس عظیم الشان کائنات کی تمام ظاہر و پوشیدہ حقیقتوں کا جاننے والا ہے، اس وسیع و عریض کائنات، بحر و بر کی ان گنت مخلوقات، اور تمہارا خالق اللہ وحدہ لاشریک ہی تو ہے جو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہتا ہے تمہاری شکل و صورت بناتا ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

---

(۱) البقرۃ ۲۵۵

(۲) آل عمران ۱،۲

(۳) مسند احمد ۲۷۶۱۱

(۴) الانعام ۸۰

(۵) الاعراف ۸۹

(۶) طہ ۹۸

(۷) الطلاق ۱۲

...يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ: وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے، یہی اللہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے، بادشاہی اس کی ہے، کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے پھر تم کدھر سے پھرائے جا رہے ہو؟۔

اللہ جس کے ہر کام میں حکمت پوشیدہ ہوتی ہے اس کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے، اسی اللہ وحدہ لاشریک نے یہ آخری کتاب تمام انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے تم پر نازل کی ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ

وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں،

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَاۗءَ

پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی

تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ

جستجو کے لئے، حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، اور پختہ اور مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں

اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا

کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں، اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں، اے ہمارے رب!

لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ

ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ

یقیناً تو ہی بڑی عطا دینے والا ہے، اے ہمارے رب! تو یقیناً لوگوں کو ایک دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں

لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ (آل عمران ۷ تا ۹)

کوئی شک نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ہماری سمجھ سے بلند آیات: اللہ وحدہ لاشریک نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے، جس میں دو طرح کی آیات ہیں، ایک محکمات جن میں

[1] الزمر ۶

عقائد، عبادات، اخلاق، فرائض اور امر و نواہی کے احکام و مسائل اور قصص و حکایات ارشاد ہوئے ہیں، ان آیات کا مفہوم واضح اور اٹل ہے، اور ان کے سمجھنے میں کسی کو شخص کو مشکل پیش نہیں آتی، اور یہی کتاب کی اصل اور بنیادی تعلیمات بنیاد ہیں، جیسے فرمایا

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍۙ ۝١ [1]

ترجمہ: ا، ل، ر۔ فرمان ہے، جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں، ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے۔

اس لئے ہر متشابہ کو انہی کی روشنی میں سمجھنا چاہیے اور دوسری متشابہات آیات جن میں اللہ تعالیٰ کی ہستی، قضا و قدر کے مسائل، جنت و دوزخ اور ملائکہ وغیرہ ہیں یعنی ماوراء عقل حقائق جن کی حقیقت سمجھنے سے انسانی عقل قاصر ہو یا ان میں ایسی تاویل کی گنجائش ہو یا کم از کم ایسا ابہام ہو جس سے عوام کو گمراہی میں ڈالنا ممکن ہو، جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے یعنی جو سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں وہ محکم اور واضح ارشادات کو چھوڑ کر فتنہ برپا کرنے کے لئے ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو فلسفیانہ استدلال کے ذریعے اپنی من مرضی کے معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں، حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: {مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ} فَهُنَّ حُجَّةُ الرَّبِّ وَعِصْمَةُ الْعِبَادِ، وَدَمْغُ الْخُصُومِ وَالْبَاطِلِ لَيْسَ لَهُنَّ تَصْرِيفٌ وَلَا تَحْرِيفٌ عَمَّا وُضِعْنَ عَلَيْهِ {مُتَشَابِهَاتٌ} فِي الصِّدْقِ لَهُنَّ تَصْرِيفٌ وَتَحْرِيفٌ وَتَأْوِيلٌ، ابْتَلَى اللهُ فِيهِنَّ الْعِبَادَ كَمَا ابْتَلَاهُمْ فِي الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، أَلَّا يُصْرَفْنَ إِلَى الْبَاطِلِ وَلَا يُحَرَّفْنَ عَنِ الْحَقِّ

محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ ،جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان میں رب کی حجت، بندوں کی عصمت، مدمقابل اور باطل کا رد ہوتا ہے اور ان میں کوئی تصریف و تحریف نہیں ہو سکتی جبکہ متشابہات بھی مبنی بر صدق ہوتی ہیں لیکن ان میں تصریف و تحریف اور تاویل ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے بندوں کی آزمائش کرتا ہے جیسا کہ حلال و حرام میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے کہ ان کو باطل کی طرف نہ پھیرا جائے اور حق سے انہیں الگ نہ کیا جائے۔ [2] جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ۝٥ [3]

ترجمہ: وہ رحمان (کائنات کے) تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنِ الِاسْتِوَاءِ، فَقَالَ: الِاسْتِوَاءُ مَعْلُومٌ، وَالْكَيْفِيَّةُ مجهولة، والإيمان به واجب، والسؤال عند بِدْعَةٌ

امام مالک رحمہ اللہ بن انس سے پوچھا گیا کس طرح مستوی ہے؟ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا قائم ہونا معلوم ہے (یعنی واضح لفظ ہے جس کی تشریح

---

[1] ھودا

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۵۹۲، ۵۹۴/ ۲

[3] طٰہٰ ۵

کی ضرورت نہیں) اس کی کیفیت نامعلوم ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: تَلاَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الآيَةَ: {هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الكِتَابَ، مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الكِتَابِ، وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ}، فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ، وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ، وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ، وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ: آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الأَلْبَابِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا رَأَيْتِ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولَئِكِ الَّذِينَ سَمَّى اللَّهُ فَاحْذَرُوهُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت "وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے، حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، اور پختہ اور مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں، اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔" تلاوت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے ہوں تو یاد رکھو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے (آیت بالا میں) ذکر بتلایا ہے اس لیے اس سے بچتے رہو۔ (۲)

اسی طرح صفات باری سے متعلق بھی جس قدر آیات ہیں ان کو ان کے ظاہری معانی پر محمول کرنا اور تاویل نہ کرنا اور ان کی حقیقت اللہ کے حوالہ کر دینا یہی سلف صالحین کا طریقہ ہے، اور ان کی تاویلات کے پیچھے پڑنا اہل زیغ کا طریقہ ہے۔ بخلاف اس کے پختہ علم والے، صحیح العقیدہ مسلمانوں کی سات صفات بیان فرمائیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا محکمات اور متشابہات دونوں طرح کی آیات پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے نازل ہوئی ہیں، اور اس کی طرف سے نازل ہونے والی چیز میں تعارض اور تناقض نہیں ہوسکتا بلکہ یہ ایک دوسرے کی تائید اور تصدیق کرتے ہیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾ (۳)

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی۔

اور سچ یہ ہے کہ اللہ کی نصیحت سے اہل دانشمند لوگ ہی سبق حاصل کرتے ہیں۔

نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: يُقَالُ: الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ الْمُتَوَاضِعُونَ لِلَّهِ، الْمُتَذَلِّلُونَ لِلَّهِ فِي مَرْضَاتِهِ، لَا يَتَعَاطَوْنَ مَنْ فَوْقَهُمْ،

(۱) تفسیرالرازی ۱۴۷/۷، تفسیر القرطبی ۲۴۵/۱، تفسیر البحر المحیط ۲۸/۳، تفسیر للباب فی علوم الکتاب ۱۴۱/۵

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ ۴۵۴۷، صحیح مسلم کتاب العلم بَابُ النَّهْيِ عَنِ اتِّبَاعِ مُتَشَابِهِ الْقُرْآنِ، وَالتَّحْذِيرِ مِنْ مُتَّبِعِيهِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الِاخْتِلَافِ فِي الْقُرْآنِ ۶۷۷۵، سنن ابوداودکتاب السنة بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجِدَالِ وَاتِّبَاعِ الْمُتَشَابِهِ مِنَ الْقُرْآنِ ۴۵۹۸، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ۲۹۹۳

(۳) النساء ۸۲

وَلَا يُحَقِّرُونَ مَنْ دُونَهُمْ.

نافع بن یزید رحمہ اللہ سے رویت ہے راسخ فی العلم وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنے آپ کو کھپا دینے والے ہوں، اپنے سے بڑوں کے حفظ مراتب کالحاظ رکھتے ہوں، اور چھوٹوں کو حقیر نہ سمجھتے ہوں۔ (۱)

يَا رَسُولَ اللَّهِ، سُورَةً جَامِعَةً، فَأَقْرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ: {إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا}، حتى أتى على آخرها: {مَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مثقال ذرةٍ شراً يره}، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أُبَالِي أَلا أَزِيدَ عَلَيْهَا حَتَّى أَلْقَى اللَّهَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جامع سورت کونسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ ''جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی۔'' (۲) تلاوت فرمائی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخر میں پہنچے، ''پھر جس نے ذرّہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے ذرّہ برابر بھی بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔'' یہ آیت اس صحابی کے دل میں اتر گئی اس نے عرض کیا اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے یہ آیت مجھے پوری زندگی کے لئے کافی ہے۔ (۳)

یہ راسخ العقیدہ لوگ اللہ سے گڑگڑا کر دعا کرتے رہتے ہیں کہ پروردگار! جب تو نے ہمیں سیدھے رستہ پر لگا دیا ہے تو پھر اس کے بعد ہمیں ان لوگوں کے دلوں کی طرح نہ کر دینا جو متشابہات کے پیچھے پڑ کر حق سے روگردانی کرتے ہیں، اپنی رحمت خاص سے ہمیں صراط مستقیم پر قائم و دائم رکھ، یعنی ہمیں ایسی عظیم رحمت عطا فرما جس کے ساتھ تو ہمیں نیکیوں کی توفیق اور گناہوں سے ہماری حفاظت کرے، یقیناً تیرے انعامات وعطیات بے حد وسیع اور تیرے احسانات بے شمار ہیں، تیری سخاوت سے ہر مخلوق بہرور ہوتی ہے۔

حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ، قَالَ: قُلْتُ لأُمِّ سَلَمَةَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا لأَكْثَرِ دُعَائِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ؟ قَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلاَّ وَقَلْبُهُ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ، فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ. فَتَلاَ مُعَاذٌ {رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا}.

شہر بن ہوشب رحمہ اللہ نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا اے ام المومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کونسی دعا مانگا کرتے تھے، انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے، اے دلوں کے پھیرنے والے، میرے دل کو اپنے دین پر جما ہوا رکھ۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اکثر یہ دعا اے دلوں کے پھیرنے والے، میرے دل کو اپنے دین پر جما ہوا رکھ کیوں کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! کوئی آدمی ایسا نہیں جس کا دل اللہ کی دو انگلیوں میں نہ ہو، پھر جسے وہ چاہتا ہے قائم رکھتا ہے یعنی دین حق پر اور جسے چاہتا ہے اس کا دل ٹیڑھا کر دیتا ہے، پھر یہ دعا پڑھتے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

(۱) روائع التفسير ۱/۲۶۰، البحر المديد في تفسير القرآن المجيد ۱/۳۲۵، الأساس في التفسير ۲/۷۰۹

(۲) الزلزال ۷،۸

(۳) تفسيرالقرآن من الجامع لابن وهب ۱/۱۵، موارد الظمآن الى زوائدابن حبان ۱۲۹، ۱/۴۷۲

الْوَهَّابُ۔[1]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ، اللَّهُمَّ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي، وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ، اللَّهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا، وَلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي، وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً، إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ رات کو جاگتے تو یہ دعا پڑھتے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، اے اللہ! میں تجھی سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور تیری رحمت کا سوالی ہوں، اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما اور ہدایت دے دینے کے بعد میرے دل کو گمراہ نہ کر دینا (اے میرے رب!) مجھے اپنے پاس سے رحمت عنایت فرما، بے شک تو ہی عنایت کرنے والا ہے۔[2]

اے ہمارے پروردگار! تو یقیناً سب لوگوں کو ایک مقررہ روز اعمال کی جزا کے لئے جمع کرنے والا ہے، جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں، اور تیرے وعدوں کے سچے ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ

کافروں کو ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے چھڑانے میں کچھ کام نہ آئیں گی یہ

وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۙ۝۱۰ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

تو جہنم کا ایندھن ہی ہیں، جیسا آل فرعون کا حال ہوا اور ان کا جو ان سے پہلے تھے انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۱۱ (آل عمران ۱۱،۱۰)

پھر اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں ان کے گناہوں پر پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

پچھلی سرکش اقوام کو اللہ تعالیٰ بہت مال و دولت سے نوازتا جس سے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ وہ سرکشی، بغاوت اور ہر طرح کی اخلاقی برائیوں کے باوجود اللہ کے پسندیدہ ہیں، اگر اللہ ان سے ناراض ہوتا تو وہ انہیں یہ سب کچھ کیوں عطا فرماتا، اس بنا پر جب اللہ کے پیغمبر انہیں اللہ کے عذاب سے ڈراتے تو وہ بے خوف ہو کر کہتے تھے وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝۳۵ [3]

ترجمہ: انہوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ ہم تم سے زیادہ مال اولاد رکھتے ہیں اور ہم ہرگز سزا پانے والے نہیں ہیں۔

دنیا میں تو جو ان پر بیتی مگر قیامت کے روز انہیں اپنی توقع کے برعکس صورت حال کا سامنا کرنا پڑے گا جیسے فرمایا۔

---

[1] جامع ترمذی کتاب الدعوات باب دعاءُ یامقلب القلوب ۳۵۲۲

[2] سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَعَارَّ مِنَ اللیلِ ۵۰۶۱حکم الألباني : ضعيف

[3] سبا ۳۵

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ [۱]

ترجمہ: وہاں اپنی کمائی کے سارے برے نتائج ان پر کھل جائیں گے اور وہی چیز ان پر مسلط ہو جائے گی جس کا یہ مذاق اڑاتے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں مال و اولاد کی کوئی قدر نہیں بلکہ اللہ وحدہ لاشریک پر غیر متزلزل ایمان اور اعمال صالحہ کی قدر و قیمت ہے جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ [۲]

ترجمہ: یہ تمہاری دولت اور تمہاری اولاد نہیں ہے جو تمہیں ہم سے قریب کرتی ہو، ہاں مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے یہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کے عمل کی دُہری جزا ہے اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔

مدینہ منورہ میں یہودیوں کے پاس بھی مال و دولت تھی، جنگی اسلحہ جات اور جنگجو بھی تھے جس پر وہ بہت اترا رہے تھے، چنانچہ فرمایا جن لوگوں (یہودیوں) نے حق کو خوب جاننے پہچاننے کے باوجود دعوت حق سے کفر کا رویہ اختیار کیا ہے، انہیں اللہ کے دردناک عذاب کے مقابلے میں نہ ان کا مال کچھ کام دے گا، نہ اولاد اور نہ حیثیت و مرتبہ، جیسے ایک مقام پر فرمایا

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ [۳]

ترجمہ: ان کے مال و دولت اور ان کی کثرتِ اولاد کو دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ انہی چیزوں کے ذریعہ سے ان کو دنیا کی زندگی میں بھی مبتلائے عذاب کرے اور یہ جان بھی دیں تو انکارِ حق ہی کی حالت میں دیں۔

...فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿۴﴾ [۴]

ترجمہ: دنیا کے ملکوں میں ان کی چلت پھرت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے۔

یہ اس دنیا کا یہ عارضی فائدہ حاصل کر لیں لیکن انجام کار انہوں نے جہنم میں ہی داخل ہونا ہے جو بدترین جائے قرار ہے، ان مکذبین کا انجام بھی ویسا ہی المناک ہو گا جیسا فرعون کے سرداروں اور ان سے پہلے کے جابر، سرکش، مالوں اور لشکروں والی اقوام کا ہو چکا ہے، انہوں نے آیات الٰہی کو جھٹلایا، رسولوں کی لائی ہوئی پاکیزہ تعلیمات کو تسلیم کرنے سے انکار کیا، اللہ کے پیغمبروں اور اہل ایمان کا مذاق اڑایا اور اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو کر کا مطالبہ عذاب کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان اقوام پر ان کے گناہوں کے سبب عذاب نازل فرمایا، پھر مشکل کی اس گھڑی میں ان کا مال و دولت کچھ کام آیا اور نہ ہی اولاد اور نہ ہی ان کے معبود ہی ان کی کوئی داد رسی سکے، اور حق یہ ہے کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

[۱] الزمر ۴۸

[۲] سبا ۳۷

[۳] التوبۃ ۵۵

[۴] المومن ۴

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾

کافروں سے کہہ دیجئے! کہ تم عنقریب مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے،

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى

یقیناً تمہارے لیے عبرت کی نشانی تھی ان دو جماعتوں میں جو گتھ گئی تھیں، ایک جماعت تو اللہ کی راہ میں لڑ رہی تھی اور دوسرا

كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

گروہ کافروں کا تھا وہ انہیں اپنی آنکھوں سے اپنے سے دوگنا دیکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی مدد سے قوی کرتا ہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ

یقیناً اس میں آنکھوں والوں کے لیے بڑی عبرت ہے، مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کر دی گئی ہے

مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ

جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان دار گھوڑے

الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

اور چوپائے اور کھیتی یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانا

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ (آل عمران ۱۲ تا ۱۴)

تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

کفار کو تنبیہ فرمائی کہ اے نبی ﷺ! یہودی جنہوں نے اللہ کی دعوت حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے ان سے کہہ دو کہ وہ وقت بہت قریب ہے جب تم اپنی دولت، اسلحہ جات، مضبوط قلعوں اور لڑنے والے جنگجوؤں کے باوجود دنیا میں مغلوب ہو جاؤ گے اور قیامت کے روز جانوروں کی طرح جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور جہنم بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے، چنانچہ یہ پیش گوئی جلد پوری ہو گئی، بنو قینقاع جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو لڑنے کی دھمکی دی تھی کہ آپ اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ ایک فنون حرب سے نا آشنا اور ناتجربہ کار قوم یعنی قریش سے مقابلہ میں آپ ان پر غالب ہو گئے، واللہ اگر ہم سے مقابلہ ہوا تو آپ کو اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ ہم میدان جنگ کے شیر ہیں، مرد میدان اور تلواروں کے دھنی ہیں اور بنو نضیر کو مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیا گیا، بنو قریظہ کے جنگجو قتل کیے گئے، یہود کا گڑھ خیبر بھی فتح ہو گیا اور تمام یہودیوں پر جزیہ عائد کر دیا گیا، فرمایا تمہارے لئے ان دو گروہوں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کفار قریش میں ایک عظیم عبرت

تھا جو میدان بدر میں ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے،ایک گروہ قلت تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود اللہ کا کلمہ سر بلند کرنے کے لئے لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافر تھا،سرسری نگاہ سے دیکھنے والے بچشم سر دیکھ رہے تھے کہ کفار کا لشکر مسلمانوں سے دو چند ہے۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: قَدْ نَظَرْنَا إِلَى الْمُشْرِكِينَ، فَرَأَيْنَاهُمْ يُضَعَّفُونَ عَلَيْنَا، ثُمَّ نَظَرْنَا إِلَيْهِمْ فَمَا رَأَيْنَاهُمْ يَزِيدُونَ عَلَيْنَا رَجُلًا وَاحِدًا،وَذَلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ {وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ} وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے مشرکوں کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہم سے دوگنا ہیں اور ہم نے پھر انہیں دیکھا تو یوں نظر آیا کہ تعداد میں ہمارے برابر ہیں ان میں ایک آدمی بھی زیادہ نہیں ہے اور اس وقت جب تم ایک دوسرے کے مدمقابل ہوئے تو کافروں کو تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو ان کی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا،یہی معنی ہیں اس ارشاد باری تعالیٰ کے " وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ ۔"[1]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ قُلِّلُوا فِي أَعْيُنِنَا حَتَّى قُلْتُ لِرَجُلٍ إِلَى جَانِبِي تَرَاهُمْ سَبْعِينَ؟ قَالَ: أَرَاهُمْ مِائَةً،قَالَ: فَأَسَرْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ فَقُلْنَا: كَمْ كُنْتُمْ؟قَالَ: أَلْفًا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کافر ہماری نظروں میں بہت تھوڑے کر کے دکھائے گئے حتی کہ میں نے اپنے پاس کھڑے ایک شخص سے پوچھا کیا کافروں کی تعداد ستر (۷۰) ہوگی؟اس نے کہا میرے خیال میں ایک سو ہوں گے.اور ہم نے جب ان کے ایک قیدی سے یہ پوچھا کہ تمہاری تعداد کتنی تھی؟ تو اس نے کہا ایک ہزار۔[2]

اگرچہ حقیقی فرق سہ چند تھا،ان کے پاس جنگی اسلحہ بھی زیادہ تھا،مشرکین عرب کی حمایت بھی انہیں حاصل تھی مگر اس جنگ کے نتیجے نے ثابت کر دیا کہ اللہ اپنی فتح ونصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے،دیدہ بینا رکھنے والوں کے لئے اس میں بڑی عبرت ونصیحت پوشیدہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا أَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا يَوْمَ بَدْرٍ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ جَمَعَ يَهُودَ فِي سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعٍ فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ يَهُودَ، أَسْلِمُوا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قُرَيْشًا ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ لَا تَغُرَّنَّكَ نَفْسُكَ أَنَّكَ قَتَلْتَ نَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا أَغْمَارًا لَا يَعْرِفُونَ الْقِتَالَ، إِنَّكَ وَاللَّهِ لَوْ قَاتَلْتَنَا لَعَرَفْتَ أَنَّا نَحْنُ النَّاسُ، وَأَنَّكَ لَمْ تَأْتِ مِثْلَنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِمْ: {قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ}[3] إِلَى قَوْلِهِ: {لِأُولِي الْأَبْصَارِ}[4]

[1] تفسیر طبری ۶٫۲۳۴

[2] تفسیرطبری۶٫۲۴۰

[3] آل عمران: 12

[4] آل عمران: 13

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے حالات وواقعات سے فارغ ہونے کے بعد جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قینقاع کے بازار میں یہودیوں کو جمع کیا اور فرمایا اے یہودیو! مسلمان ہو جاؤ کہ تمہیں بھی قریشیوں کی سی سزا اور ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑے، انہوں نے جواب دیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ہمیں اپنے ساتھیوں کی طرح خیال کرتا ہے اور تجھے وہ معرکہ گھمنڈ میں نہ ڈال دے جس میں تو نے فنون جنگ سے نابلد چند لوگوں کو ہرا دیا تھا یہ تو تجھے ان کے مقابلے میں ایک موقع مل گیا تھا اللہ کی قسم !اگر ہم سے لڑائی ہوئی تو بتادیں گے کہ ہم جنگجو ہیں اور ہم جیسوں سے تو نے کبھی پنجہ آزمائی نہ کی ہو گی، تو اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں آل عمران کی آیات بارہ اور تیرہ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ○ نازل فرمادیں۔ [1]

لوگوں کے لیے مرغوبات نفس، خوبصورت عورتیں، کثیر اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، اعلیٰ نسل کی گائے، اونٹ اور بکریاں اور زرخیز زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنادی گئی ہیں، مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کا مال ومتاع ہے تا کہ ان کے ذریعے سے ہم لوگوں کی آزمائش کریں، جیسے فرمایا

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۞ [2]

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سروسامان بھی زمین پر ہے اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تا کہ ان لوگوں کو آزمائیں ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر نقصان دینے والا اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔ [3]

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ

آپ کہہ دیجئے! کیا میں تمہیں اس سے بہت ہی بہتر چیز بتاؤں؟ تقویٰ والوں کے لیے ان کے رب تعالیٰ کے پاس جنتیں ہیں

[1] تفسیر طبری ۶٫۲۲۷

[2] الکھف ۷

[3] صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ المَرْأَةِ ۵۰۹۶، صحیح مسلم کتاب الرقاق بَابُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ ۲۷۴۵، جامع ترمذی ابواب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْذِيرِ فِتْنَةِ النِّسَاءِ ۲۷۸۰، مسند احمد ۲۱۷۴۶، صحیح ابن حبان ۵۹۶۷

تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا وَ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ

جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے،

وَ اللّٰهُ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا

سب بندے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں، جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے اس لیے ہمارے گناہ معاف فرما

وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِیۡنَ وَ الصّٰدِقِیۡنَ وَ الۡقٰنِتِیۡنَ وَ الۡمُنۡفِقِیۡنَ

اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا، جو صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور فرماں برداری کرنے والے

وَ الۡمُسۡتَغۡفِرِیۡنَ بِالۡاَسۡحَارِ ﴿۱۷﴾ (آل عمران ۱۵ تا ۱۷)

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔

اے نبی ﷺ کہو! میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو دنیا کی رعنائی و زیبائی اور یقینی طور پر زوال پذیر ہو جانے والی نعمتوں سے کہیں اچھی ہے ؟ جو لوگ تقویٰ کی روش اختیار کریں، اللہ کی مقرر کردہ حدود کو پامال نہ کریں ان کے لیے ان کے رب کے پاس انواع واقسام کے پھل دار گھنے سایوں والے درختوں کے باغ ہیں جن کے نیچے نتھرے پانی، مختلف ذائقوں کی شرابوں، دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہوں گی، اور ایسی ایسی نعمتیں ہوں گی جنہیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا تصور آ سکتا ہے، وہاں انہیں موت کا خوف نہیں ہو گا بلکہ ہمیشگی کی زندگی حاصل ہو گی، خوبصورت، بڑی اور شرمیلی نگاہوں والی، نوجوان ہم سن پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں گی اور ان سب نعمتوں سے بڑھ کر وہ اللہ کی رضامندی و خوشنودی سے سرفراز ہوں گے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَعَدَ اللّٰهُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا وَ مَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ وَ رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَکۡبَرُ ؕ ذٰلِکَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۷۲﴾ [1]

ترجمہ: ان مومن مردوں اور عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، ان سدا بہار باغوں میں ان کے لیے پاکیزہ قیام گاہیں ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی انہیں حاصل ہو گی یہی بڑی کامیابی ہے۔

اللہ اپنے بندوں کے عقائد، اعمال و افعال اور ان کی نیتوں اور ارادوں پر گہری نظر رکھتا ہے اور بخوبی جانتا ہے کہ کون اس کے انعام کا مستحق ہے اور کون نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے ان پرہیزگار بندوں کی صفت بیان فرمائی، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی دعاؤں میں درخواست کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ پر، تیری کتابوں پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لائے، ہمارے اس ایمان کے باعث اپنے فضل و کرم سے ہمارے

[1] التوبۃ ۷۲

گناہوں، خطاؤں اور لغزشوں سے درگزر فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے، یہ متقی پرہیز گار لوگ راہ حق میں پوری استقامت دکھانے والے ہیں، نافرمانی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں، اور اللہ کی تقدیر کے مطابق پیش آنے والے مصائب و مشکلات میں صبر سے کام لیتے ہیں، اور اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں، خلوص نیت سے اللہ کی اطاعت بجالاتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے انہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں بیواؤں، یتیموں، مسکینوں، ضرورت مندوں اور محتاجوں پر خرچ کرتے ہیں اور رات کی آخری گھڑیوں میں (جو دعاؤں کی قبولیت کا وقت ہے) اپنے رب سے بخشش و مغفرت کی درخواست کرتے ہیں، جیسے یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا

سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۹۸ [1]

ترجمہ: اس نے کہا میں اپنے رب سے تمہارے لیے معافی کی درخواست کروں گا، وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي، فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا پروردگار بلند برکت والا ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں، کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں، یہاں تک کہ طلوع فجر کا وقت ہو جاتا ہے۔ [2] اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔

حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُحْيِي اللَّيْلَ صَلَاةً فَيَقُولُ: يَا نَافِعُ: أَسْحَرْنَا؟ فَيَقُولُ: لَا، فَيُعَاوِدُ الصَّلَاةَ فَإِذَا قُلْتُ: نَعَمْ، قَعَدَ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَيَدْعُو حَتَّى يُصْبِحَ

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو نماز ادا فرماتے تو کہتے اے نافع! کیا ہم وقت سحر میں داخل ہو گئے ہیں؟ میں کہتا نہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ دوبارہ نماز شروع کر دیتے جب میں کہتا ہاں! سحر ہو گئی ہے تو وہ دعا اور استغفار میں مصروف ہو جاتے حتی کہ صبح ہو جاتی۔ [3]

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ

اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے،

---

[1] یوسف ۹۸

[2] صحیح بخاری کتاب التهجد بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلاَةِ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ ۱۱۴۵، صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرين باب الترغيب فی الدعاء والذكر فی آخر الليل ۱۷۷۲، سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوة باب ماجاء فی ای ساعات الليل افضل ۱۳۶۶، سنن ابوداود کتاب السنة بَابٌ فِي الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ ۴۷۳۳، مسند احمد ۷۵۹۲، سنن الدارمی ۱۵۲۰، صحیح ابن حبان ۹۲۰

[3] تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۶۱۶

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ

اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے،

وَ مَا اخۡتَلَفَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡيًاۢ بَيۡنَهُمۡ

اور اہل کتاب اپنے پاس علم آجانے کے بعد آپس کی سرکشی اور حسد کی بنا پر ہی اختلاف کیا ہے،

وَ مَنۡ يَّكۡفُرۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ

اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ جو بھی کفر کرے اللہ تعالیٰ اس کا جلد حساب لینے والا ہے، پھر بھی اگر یہ آپ سے جھگڑیں

فَقُلۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡهِىَ لِلّٰهِ وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَ قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ

تو آپ کہہ دیں کہ میں اور میرے تابعداروں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہے اور اہل کتاب سے

وَالۡاُمِّيّٖنَ ءَاَسۡلَمۡتُمۡ ؕ فَاِنۡ اَسۡلَمُوۡا فَقَدِ اهۡتَدَوۡا ۚ

اور ان پڑھ لوگوں سے کہہ دیجئے! کہ کیا تم بھی اطاعت کرتے ہو؟ پس اگر یہ بھی تابعدار بن جائیں تو یقیناً ہدایت والے ہیں

وَ اِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۲۰﴾ (آل عمران ۱۸تا۲۰)

اور اگر یہ روگردانی کریں تو آپ پر صرف پہنچا دینا ہے، اور اللہ بندوں کو خوب دیکھ بھال رہا ہے۔

اللہ عزوجل اپنی وحدت کا خود شاہد ہے: اللہ تعالیٰ جو سب سے زیادہ سچا گواہ ہے خود اپنی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے کہ پورے عالم وجود میں اس کی اپنی ذات کے سوا کوئی ہستی ایسی نہیں ہے جو خدائی کی صفات سے متصف ہو، خدائی کے اقتدار کی مالک ہو اور خدائی کے حقوق کی مستحق ہو، اس کے سوا کوئی الہٰ نہیں ہے، کائنات کی تمام مخلوقات اس کی پیدا کردہ اور غلام ہیں اور اپنی ہر ضرورت کے لئے اپنے خالق کی محتاج ہیں، اور اللہ کے بعد سب سے زیادہ معتبر شہادت اللہ کی نورانی مخلوق فرشتے ہیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشۡهَدُ بِمَآ اَنۡزَلَ اِلَيۡكَ اَنۡزَلَهٗ بِعِلۡمِهٖ ۚ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ يَشۡهَدُوۡنَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ﴿۱۶۶﴾ [1]

ترجمہ: (لوگ نہیں مانتے تو نہ مانیں) مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ اے نبی! جو کچھ اس نے تم پر نازل کیا ہے اپنے علم سے نازل کیا ہے، اور اس پر ملائکہ بھی گواہ ہیں اگرچہ اللہ کا گواہ ہونا بالکل کفایت کرتا ہے۔

اور سب اہل علم بھی جو کتاب وسنت کے علم سے بہرور ہیں کی متفقہ شہادت رہی ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی اس عظیم الشان کائنات کا مالک ومدبر ہے، وہ انصاف پر قائم ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے افعال میں اور بندوں کے معاملات کے فیصلے کرنے میں ازل سے انصاف کے ساتھ

[1] النساء ۱۶۶

متصف ہے، امر و نہی میں بھی اس کاراستہ صراط مستقیم ہے خلق و تقدیر میں بھی، اس زبردست اور حکمت والے کے سوافی الواقع کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے، جس کی دعوت و تعلیم ہر پیغمبر اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی قوم کو پیش کرتے رہے ہیں، اور اب سید الامم محمد رسول اللہ ﷺ دنیا کے تمام انسانوں کو پیش کر رہے ہیں، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵۸﴾ [۱]

ترجمہ: اے محمد ﷺ! کہو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی الہٰ نہیں ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبیِّ اُمّی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور پیروی اختیار کرو اس کی، اُمید ہے کہ تم راہِ راست پالو گے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ﴿۱﴾ [۲]

ترجمہ: نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ سارے جہان والوں کے لیے خبردار کر دینے والا ہو۔

چنانچہ یہود ہوں یا نصاریٰ سب پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ اور اللہ کے پسندیدہ دین اسلام پر ایمان لائیں، اس کے علاوہ اللہ کوئی دین قبول نہیں فرمائے گا، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۸۵﴾ [۳]

ترجمہ: اس فرماں برداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی یہودی یا نصرانی میرا حال سنے اور میری لائی ہوئی چیز (قرآن) پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ [۴]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ،

[۱] الاعراف ۱۵۸

[۲] الفرقان ۱

[۳] آل عمران ۸۵

[۴] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ ۳۸۶، مسند احمد ۸۲۰۳

وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چھ وجوہ سے انبیاء کرام علیہ السلام پر فضیلت دی گئی ہے، مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے، رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی، میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا، اور میرے لئے تمام روئے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ بنادی گئی، اور میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں، اور میرے اوپر نبوت ختم کی گئی۔ (۱)

أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِي المَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسے کو نہ دی گئی تھیں، مجھے ایک مہینہ کی راہ سے رعب کے ذریعہ مدد دی گئی، زمین میرے لیے مسجد اور پاک بنادی گئی لہذا میری امت میں جس شخص پر نماز کا وقت (جہاں) آجائے اسے چاہیے کہ (وہیں زمین پر) نماز پڑھ لے، میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیئے گئے حالانکہ مجھ سے پہلے کسی (نبی) کے لئے حلال نہ کئے گئے تھے، مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی، اور تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوتے تھے لیکن میں تمام انسانوں کے لئے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (۲)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ غُلاَمٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ:أَسْلِمْ، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک یہودی لڑکا (عبدالقدوس) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک دن وہ بیمار پڑ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور اس سے کہا کہ مسلمان ہو جاؤ، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ وہیں موجود تھا اس نے کہا کہ (کیا مضائقہ ہے) ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں مان لے، چنانچہ وہ بچہ اسلام لے آیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ پاک کا شکر ہے جس نے اس بچے کو میرے ذریعے سے آگ سے بچالیا۔ (۳)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب المساجدباب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ۱۱۶۷، جامع ترمذی ابواب السیر بَابُ مَا جَاءَ فِي الغَنِيمَةِ ۱۵۵۳، صحیح ابن حبان ۲۳۱۳، ۶۴۰۳، ۶۴۰۱

(۲) صحیح بخاری کتاب التیمم باب وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا، فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ۳۳۵، مسند احمد ۱۴۲۶۴، صحیح ابن حبان ۶۳۹۸

(۳) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسْلاَمُ ۱۳۵۶، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي عِيَادَةِ الذِّمِّيِّ ۳۰۹۵، مسند احمد ۱۳۳۷۵، صحیح ابن حبان ۴۸۸۴

اللہ کے پیغمبر مبعوث ہونے اور اللہ کی کتابیں نازل ہونے کے باوجود اہل کتاب یہود و نصاریٰ نے اصل دین کے عقائد، اصول اور احکام میں ردوبدل کر کے جو باہمی اختلاف اور فرقہ بندیاں کیں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آپس کے بغض و حسد میں اپنی جائز حد سے بڑھ کر حقوق، فائدے اور امتیازات حاصل کرنا چاہتے تھے، جیسا کہ وہ ایک دوسرے کے بارے میں کہتے ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ... ﴿۱۱۳﴾ (۱)

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں عیسائیوں کے پاس کچھ نہیں، عیسائی کہتے ہیں یہودیوں کے پاس کچھ نہیں حالانکہ دونوں ہی کتاب پڑھتے ہیں۔

اور جو کوئی اللہ کے نازل کردہ احکام وہدایات کی اطاعت سے انکار کر دے، اللہ کو اس سے حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی، اے پیغمبر ﷺ! اب اگر یہ لوگ تم سے توحید باری تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کریں، تو ان سے کہو میں نے اور میرے پیروؤں نے تو اپنے مالک کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے، ہم تو اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کے قائل ہو چکے ہیں، ہم تو خالص اپنے خالق و مالک اور رازق کی ہی بندگی کریں گے، جس کا کوئی ساجھی نہیں جس کا کوئی بیٹا اور جس کی کوئی بیوی نہیں جیسے فرمایا

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ (۲)

ترجمہ: تم ان سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی، اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔

اور اے پیغمبر ﷺ! اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور غیر اہل کتاب مشرکین مکہ دونوں سے پوچھو کیا تم نے بھی اپنے آباؤ اجداد کے مشرکانہ دین کو چھوڑ کر اس اصلی اور حقیقی دین کو قبول کرتے ہو؟ اگر انہوں نے دعوت اطاعت و بندگی قبول کر لی تو وہ راہ راست پا گئے، اور اگر اس دعوت حق سے منہ موڑتے ہیں تو تم پر صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی، آگے اللہ خود اپنے بندوں کے معاملات دیکھنے والا ہے، وہ جانتا ہے کہ ہدایت کا مستحق کون ہے اور ضلالت کا مستحق کون۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کرتے ہیں اور ناحق نبیوں کو قتل کر ڈالتے ہیں اور جو لوگ عدل و انصاف کی بات کہیں

بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

انہیں بھی قتل کر ڈالتے ہیں، تو اے نبی! انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے، ان کے اعمال دنیا

(۱) البقرۃ ۱۱۳

(۲) یوسف ۱۰۸

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ (آل عمران ۲۱،۲۲)

اور آخرت میں غارت ہیں اور ان کا کوئی مدد گار نہیں۔

انبیاء کے قاتل بنی اسرائیل: اہل کتاب کی سرکشی وبغاوت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ اللہ کے احکام وہدایات کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور پیغمبروں کو جن پر ایمان لانا، ان کی اطاعت کرنا اور ان کی مدد کرنا ان پر فرض تھا مگر انہوں نے انہیں ناحق قتل کیا اور ایسے داعیان حق کے بھی جان کے درپے ہو جاتے ہیں جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، اور یہ تکبر کی انتہا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، قَالَ: إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا، یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ کوئی آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس عمدہ ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل یعنی اچھا اور آراستہ ہے اور جمال یعنی اچھائی وآراستگی کو پسند کرتا ہے، اور تکبر یہ ہے کہ حق بات کو ہٹ دھرمی کے ساتھ نہ مانا جائے اور لوگوں کو حقیر وذلیل سمجھا جائے۔[1]

عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: رَجُلٌ قَتَلَ نَبِيًّا، أَوْ رَجُلٌ أَمَرَ بِالْمُنْكَرِ وَنَهَى عَنِ الْمَعْرُوفِ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {وَيَقْتُلُونَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ}[2] إِلَى قَوْلِهِ: {وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ}[3] ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَا أَبَا عُبَيْدَةَ قَتَلَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ ثَلَاثَةً وَأَرْبَعِينَ نَبِيًّا مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَامَ مِائَةُ رَجُلٍ وَسَبْعُونَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَأَمَرُوا مَنْ قَتَلَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ، فَقُتِلُوا جَمِيعًا مِنْ آخِرِ النَّهَارِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ، فَهُمُ الَّذِينَ ذَكَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب کسے ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی نبی کو مار ڈالے یا کسی ایسے شخص کو جو برائی کا بتانے والا اور بھلائی سے بچانے والا ہو، تکبر وغرور ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "جو لوگ اللہ کے احکام وہدایات کو ماننے سے انکار کرتے ہیں، اور اس کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں، اور ایسے لوگوں کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں جو خلق خدا میں سے عدل وراستی کا حکم دینے کے لیے اٹھیں، ان کو دردناک سزا کی خوش خبری

[1] صحيح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ ۲۶۵

[2] آل عمران: 21

[3] آل عمران: 22

سنادو، یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیاوآخرت دونوں میں ضائع ہو گئے اور ان کا مددگار کوئی نہیں ہے۔‘‘ اور پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بنی اسرائیل نے تنتالیس نبیوں کو دن کے اول حصہ میں ایک ہی ساعت میں قتل کیا، پھر ایک سو ستر بنو اسرائیل کے وہ ایماندار جو انہیں روکنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے انہیں بھلائی کا حکم دے رہے تھے اور برائی سے روک رہے تھے، ان سب کو بھی اسی دن کے آخری حصہ میں قتل کر دیا، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انہی کا ذکر کیا ہے۔ (۱)

عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ فِي الْيَوْمِ تَقْتُلُ ثَلَاثَمِائَةِ نَبِيٍّ ثُمَّ تَقُومُ سُوقُ بَقْلِهِمْ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بنو اسرائیل نے تین سو نبیوں کو دن کے شروع میں قتل کیا اور شام کو سبزی پالک بیچنے بیٹھ گئے۔ (۲)

اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! جن کرتوتوں پر یہ آج خوش ہو رہے ہیں، جس پر ان کے دل شاد ہیں اس پر انہیں جہنم کے دردناک عذاب کی خوش خبری سنادو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ قَتَلَهُ نَبِيٌّ، أَوْ قَتَلَ نَبِيًّا، وَإِمَامُ ضَلَالَةٍ، وَمُمَثِّلٌ مِنَ الْمُمَثِّلِينَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا روز قیامت سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جسے کسی نبی نے قتل کیا ہوگا یا اس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا اور ضلالتوں کے امام اور مثلہ کرنے والے۔ (۳)

چونکہ انہوں نے اپنی قوتیں اور صلاحیتیں اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کو روکنے کے لئے صرف کیں اس لئے ان کے اعمال دنیاوآخرت دونوں میں ضائع ہو گئے اور آخرت میں ان کا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں ہوگا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں ایک حصہ کتاب کا دیا گیا ہے، وہ اپنے آپس کے فیصلوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا

کی طرف بلائے جاتے ہیں، پھر بھی ایک جماعت ان کی منہ پھیر کر لوٹ جاتی ہے، اس کی وجہ ان کا یہ کہنا ہے کہ ہ

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَّ غَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا

میں تو گنے چنے چند دن ہی آگ جلائے گی، ان کی گھڑی گھڑائی باتوں نے انہیں ان کے دین کے بارے میں

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۶۲۱/۲، تفسیر طبری ۲۸۸/۵، تفسیر القرطبی ۴۶/۴، تفسیر ابن کثیر ۲۷/۲

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۶/۱، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ۱۷۸/۱، تفسیر ابن کثیر ۲۸۳/۱، فتح القدیر للشوکانی ۱۱۰/۱، فتحُ البیان فی مقاصد القرآن ۱۸۴/۱

(۳) مسند احمد ۳۸۶۸

يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ

دھوکے میں ڈال رکھا ہے، پس کیا حال ہو گا جبکہ ہم انہیں اس دن جمع کریں گے؟ جس کے آنے میں کوئی شک نہیں

وَ وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٥﴾ (آل عمران ۲۳تا۲۵)

اور ہر شخص کو اپنا اپنا کیا پورا پورا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

یہود کے باطل عقائد: اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! تم نے یہود و نصاریٰ کے علما کو دیکھا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ تورات و انجیل پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے مطابق عمل پیرا ہیں مگر جب انہیں کہا جاتا ہے کہ انہی کتابوں کو سند مان کر اس کے فیصلے کے آگے سر جھکا دو اور جو کچھ اس کی روشنی میں حق ثابت ہو اسے حق تسلیم کر لو اور جو اس کی روشنی میں غلط ثابت ہو اسے باطل تسلیم کر کے چھوڑ دو مگر ان میں سے ایک کثیر تعداد اس سے پہلو تہی کرتی ہے اور اس فیصلے کی طرف آنے سے منہ پھیر جاتے ہیں، اس کے برعکس مومنین کا کردار یہ ہے۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥١﴾ [1]

ترجمہ: ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسول ﷺ کی طرف بلائے جائیں تا کہ رسول ان کے مقدمے کا فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

کتاب اللہ کے ماننے سے گریز و اعراض کی وجہ ان کا یہ زعم باطل ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کا چہیتا سمجھتے ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ اول تو آتش دوزخ ہمیں مس تک نہ کرے گی اور اگر فرض محال دوزخ کی سزا ہم کو ملے گی بھی تو بس گنے چنے چند روز کے لئے ہی ہو گی یعنی سات روز تا کہ گناہوں کی جو آلائش لگ گئی ہے وہ صاف ہو جائے، اس کے بعد ہم سیدھے جنت میں داخل کر دیے جائیں گے، ان کے بے سروپا خیال اور خود ساختہ عقیدوں نے ان کو اپنے دین کے معاملے میں دھوکے اور فریب میں مبتلا رکھا ہے، مگر اس روز ان کا کیا حال ہو گا جب ہم انہیں روز قیامت میدان محشر میں جمع کریں گے، اس روز ان کے یہ دعوے اور غلط عقائد ان کے کچھ کام نہ آئیں گے، اس روز تو اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کو بروئے کار لانے کے بعد ہر شخص کو اس کے چھوٹے بڑے، اچھے اور برے اعمال کی پوری پوری جزا دے گا اور کسی پر زرہ برابر ظلم نہ ہو گا۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ

آپ کہہ دیجئے اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے جس سے چاہے سلطنت چھین لے

[1] النور ۵۱

وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾

اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے،

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں لے جاتا ہے، تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے

وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ (آل عمران ۲۶،۲۷)

اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے، تو ہی ہے کہ جسے چاہتا ہے بیشمار روزی دیتا ہے۔

مالک الملک کی حمد وثناء: اے نبی ﷺ! اپنے رب کی تعظیم اور اس کا شکر بجالانے کے لئے ان الفاظ میں اس کی اعلیٰ صفات بیان کرو! اے میرے پروردگار! تو مالک الملک ہے، آسمان وزمین کی تمام سلطنت تیری ہی ہے، اس میں تبدیلیاں لانا اور انتظام کرنا سب تیرے اختیار میں ہے، چنانچہ چند تبدیلیوں کا ذکر فرمایا جو اللہ وحدہ لاشریک کے اختیار میں ہیں، فرمایا تو اپنی حکمت ومشیت سے جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے اپنا عطا کیا ہوا چھین لے، تو ہی دینے والا اور لینے والا ہے، تو جسے چاہے اپنی اطاعت کی وجہ سے عزت ومرتبہ بخشے دے، اور جس کو چاہے اپنی معصیت کی وجہ سے ذلیل وخوار کر دے، تمام بھلائیاں صرف تیرے ہاتھ میں ہیں، یہ تیری قدرت ہے کہ تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر کے موسمی تغیرات کرتا ہے، بیشک اس عظیم الشان کائنات پر پورا قبضہ اور تصرف تیرا ہی ہے، تو ہی جاندار میں سے بے جان کو اور بے جان میں سے جاندار کو نکالتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عنایت فرمادیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا، اور جسے چاہتا ہے فقر وفاقہ اور مصائب وآلام میں مبتلا کر دیتا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے اوپر قرض کی شکایت کی

فَقَالَ: أَلَا آمُرُكَ بِكَلِمَاتٍ تَقُولُهُنَّ إِنْ كَانَ عَلَيْكَ أَمْثَالُ الْجِبَالِ قَضَاهُ اللهُ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: قُلِ: {اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ}[1] إِلَى قَوْلِهِ {بِغَيْرِ حِسَابٍ}[2] إِلَى الْآخِرِ، رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيمَهُمَا، تُعْطِي مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ، وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ، اللّٰهُمَّ أَغْنِنِي عَنِ الْفَقْرِ، وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ

تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ کلمات سکھلاؤں جس کے پڑھنے سے اگر تم پر احد پہاڑ جتنا قرض بھی ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی کا تمہارے لئے انتظام فرمادے گا، میں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ!

قَالَ: قُلِ: قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (۲۶) تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۲۷) رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

[1] آل عمران: 26

[2] آل عمران: 27

وَرَحِيمَهُمَا، تُعْطِي مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ، وتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ، اللهُمَّ أَغْنِنِي عَنِ الْفَقْرِ، وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ

آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ آیت اے اللہ! ملک کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے، رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں، جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے اور بے جان میں سے جاندار کو، اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ پڑھ کر یہ دعا کرو، اے دنیا و آخرت کے رحمان و رحیم تو جسے چاہے ان میں سے دے دے اور جسے چاہے نہ دے، اے اللہ! مجھے تنگ دستی سے لا پرواہ کر دے اور قرض کا بوجھ مجھ سے اتار دے۔ [1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ مِنْ آلِ عِمْرَانَ: {قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ؗ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۶ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؗ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ؗ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۲۷

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسم اعظم آل عمران کی اس آیت میں ہے جب اس نام سے اس سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرمالیتا ہے ''اے اللہ! ملک کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے، رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں، جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے اور بے جان میں سے جاندار کو، اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔'' [2]

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا

فَلَيْسَ مِنَ اللهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللهُ

وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں مگر یہ کہ ان کے شر سے کس طرح بچاؤ مقصود ہو، اور اللہ تعالیٰ خود تمہیں

نَفْسَهٗ ؕ وَ اِلَى اللهِ الْمَصِيْرُ ۝۲۸ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ

اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے، کہہ دیجئے! کہ تم اپنے سینوں کی باتیں چھپاؤ

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۵۹، ۲۰/۳۳۲ ،مجمع الزائد ۱۰۰، ۴/۹۴۸۱

[2] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۷۹۲، ۱۲/۱۷۱

اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ

خواہ ظاہر کرو اللہ تعالیٰ (بہرحال) جانتا ہے، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسے معلوم ہے، اور اللہ تعالیٰ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۹ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚۛ

ہر چیز پر قادر ہے، جس دن ہر نفس (شخص) اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی برائیوں کو موجود پالے گا،

وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ

آرزو کرے گا کہ کاش! اس کے اور برائیوں کے درمیان بہت سی دوری ہوتی، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے،

وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۳۰ (آل عمران ۲۸ تا ۳۰)

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

مسلمانوں کو ہدایت اور منافقین کو تنبیہ : کیونکہ کافر اللہ کے دشمن ہیں اور اہل ایمان کے بھی دشمن ہیں اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے سختی سے فرمایا کہ مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو جو اپنے مکر و فریب اور غلیظ چالوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اپنا رفیق اور یار و مددگار ہرگز نہ بنائیں، اسی مضمون کو متعدد مقامات پر یوں فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ... ۝۱ (۱)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝۱۴۴ (۲)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف صریح حجت دے دو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۱ (۳)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے، یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

(۱) الممتحنۃ ۱

(۲) النساء ۱۴۴

(۳) المائدۃ ۵۱

وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿57﴾ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پیش رو اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو مذاق اور تفریح کا سامان بنالیا ہے انہیں اور دوسرے کافروں کو اپنا دوست اور رفیق نہ بناؤ، اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

کفار تو ایک دوسرے کے دوست ہیں اس لئے اگر تم ان سے ترک تعلق نہیں کرو گے تو بڑا فساد پھیل جائے گا، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿73﴾ [2]

ترجمہ: جو لوگ منکرِ حق ہیں وہ ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں اگر تم یہ نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو گا۔

یہود و نصاریٰ اور دوسرے کفار تو ایک طرف اگر تمہارے باپ، بھائی اور دوسرے بھائی بند بھی ایمان کے بجائے کفر سے محبت رکھیں تو ان کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَي الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿23﴾ [3]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں، تم میں سے جو ان کو رفیق بنائیں گے وہی ظالم ہوں گے۔

الغرض جو اللہ کے دشمنوں کو اپنا رفیق اور مددگار بنائے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں، اس کا اللہ کے دین سے کوئی حصہ نہیں ہے، ہاں، اگر تم کافر حکومت میں رہتے ہو اور تمہیں اپنی جان کا خطرہ ہے اور اظہار دوستی کے بغیر ان کے شر سے بچنا ممکن نہ ہو تو بظاہر دوستانہ رویہ کا اظہار کر سکتے ہو مگر دل میں ان کی طرف رغبت اور ان سے حقیقی محبت نہ ہو۔

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: إِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوهِ أَقْوَامٍ، وَإِنَّ قُلُوبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے سامنے ہم ہنستے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں مگر ہمارے دل ان پر لعنت کرتے ہیں۔ [4]

وَقَالَ الحَسَنُ: التَّقِيَّةُ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ

امام بخاری رحمہ اللہ نے حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ کفار سے شر سے بچاؤ کی یہ صورت قیامت تک باقی رہے گی۔ [5]

اللہ تمہیں اپنے دبدبے اور اپنے عذاب سے ڈراتا ہے لہذا اس کی نافرمانی کر کے اس کی ناراضگی مول نہ لو ورنہ وہ تمہیں اس کی سزا دے گا، اور یہ کبھی نہ بھولو کہ ایک مقررہ دن تمہیں اسی کی بارگاہ میں پلٹ کر پیش ہونا ہے، پھر وہ ترازو عدل میں تمہارے اعمال کا وزن کرے گا، ان پر محاسبہ

[1] المائدۃ 57

[2] الانفال 73

[3] التوبۃ 23

[4] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ المُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ

[5] صحیح بخاری كِتَابُ الإِكْرَاهِ قبل الحدیث 6940 تعلیقاً

کرے گا اور سزا و جزا دے گا جیسے فرمایا

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾ [1]

ترجمہ: اور روز اس روز عین حق ہو گا جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پانے والے ہوں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿١٠٣﴾ [2]

ترجمہ: پھر جونہی کہ صور پھونک دیا گیا ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے، اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ﴿٨﴾ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ [3]

ترجمہ: اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہو گی۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُؤْتَى بِابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُوقَفُ بَيْنَ كَفَّتَيِ الْمِيزَانِ وَيُوَكَّلُ بِهِ مَلَكٌ، فَإِنْ ثَقُلَ مِيزَانُهُ نَادَى الْمَلَكُ بِصَوْتٍ يُسْمِعُ الْخَلَائِقَ: سَعِدَ فُلَانٌ سَعَادَةً لَا يَشْقَى بَعْدَهَا أَبَدًا , وَإِنْ خَفَّتْ مِيزَانُهُ نَادَى الْمَلَكُ بِصَوْتٍ يُسْمِعُ الْخَلَائِقَ: شَقِيَ فُلَانٌ شَقَاوَةً لَا يَسْعَدُ بَعْدَهَا أَبَدًا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کو قیامت کے روز لایا جائے گا اور انہیں میزان عدل کے قریب کھڑا کر دیا جائے گا اور فرشتہ ان کے اعمال کا وزن کرے گا اگر اس شخص کے اعمال کا وزن بھاری ہو جائے گا تو اونچی آواز سے پکارے گا کہ تمام خلقت اس کی آواز سنے گی فلاں شخص کامیاب و کامران رہا اس کے بعد وہ کبھی بھی محروم نہیں رہے گا، اور اگر اس شخص کے اعمال کا وزن ہلکا ہو جائے گا تو اونچی آواز سے پکارے گا کہ تمام خلقت اس کی آواز سنے گی فلاں شخص ناکام و نامراد رہا اس کے بعد وہ کبھی بھی کامیاب و کامران نہیں رہے گا۔ [4]

اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی وسعت کے بارے میں فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں کو خبردار کر دو کہ تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے خواہ تم

---

[1] الاعراف ۹،۸

[2] المومنون ۱۰۱تا۱۰۳

[3] القارعة ۹،۸

[4] مسند الحارث ۱۱۲۵، مسند البزار ۶۹۴۲، شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة ۲۲۰۵، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ۱۷۴/۶

چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ بہر حال اسے جانتا ہے، زمین اور آسمانوں کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اس کے علم سے باہر نہیں، اور اس کا اقتدار ہر چیز پر حاوی ہے، ایک مقررہ وقت پر یوم حساب آنے والا ہے جب ہر نفس اپنی ذرہ برابر بھلائی یا برائی کا صلہ پائے گا، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿١٣﴾ (1)

ترجمہ: اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا کرایا بتادیا جائے گا۔

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾ (2)

ترجمہ: پھر جس نے ذرّہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرّہ برابر بھی بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

اس روز انسان اپنی برائیوں کو دیکھ کر شدید ترین غم کی وجہ سے آرزو کرے گا کہ کاش! اس کے اور ان (برائیوں) کے درمیان بہت ہی دوری ہوتی، شیطان جو دنیا میں اس کے ساتھ رہتا اور اللہ کی نافرمانیوں اور برائیوں پر اکساتا رہتا تھا، انسان اس سے بھی بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے یوں کہے گا۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَنَا قَالَ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ ﴿٣٨﴾ (3)

ترجمہ: آخر کار جب یہ شخص ہمارے ہاں پہنچے گا تو اپنے شیطان سے کہے گا کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا بعد ہوتا تو تو بدترین ساتھی نکلا۔

اور بڑی حسرت و افسوس سے کہے گا۔

... يَا حَسْرَتَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ﴿٥٦﴾ (4)

ترجمہ: افسوس! میری اس تقصیر پر جو میں اللہ کی جناب میں کرتا رہا بلکہ میں تو الٹا مذاق اڑانے والوں میں شامل تھا۔

اور اپنی ذلت و رسوائی کو دیکھ کر تمنا کریں گے۔

يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ... ﴿٤٢﴾ (5)

ترجمہ: اس وقت وہ سب لوگ جنہوں نے رسول کی بات نہ مانی اور اس کی نافرمانی کرتے رہے تمنا کریں گے کہ کاش! زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں۔

ایک مقام پر گناہ گاروں کے حسرت و افسوس کو یوں بیان فرمایا۔

---

(1) القیامة ۱۳

(2) الزلزال ۸،۷

(3) الزخرف ۳۸

(4) الزمر ۵۶

(5) النساء ۴۲

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾ [1] ترجمہ: ظالم انسان اپنے ہاتھ چبائے گا اور کہے گا کاش! میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا، ہائے میری کم بختی کاش! میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

اللہ تمہیں اپنے دردناک عذاب سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں کا نہایت خیر خواہ ہے اس لئے وہ تمہیں قبل از وقت ایسے اعمال سے متنبہ کر رہا ہے جو تمہارے برے انجام کا سبب بن سکتے ہیں۔

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ فِي قَوْلِهِ: {وَيُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ وَاللهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ} قَالَ: مِنْ رَأْفَتِهِ بِهِمْ أَنْ حَذَّرَهُمْ نَفْسَهُ

حسن بصری رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے قول وَيُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ وَاللهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ اللہ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں کا نہایت خیر خواہ ہے۔ کے بارے میں فرماتے ہیں یہ بھی اس کی رحمت وشفقت ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو اپنی ذات سے ڈرایا ہے۔ [2]

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ

کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے

ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ

گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے، کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾ (آل عمران ۳۱،۳۲)

اگر یہ منہ پھیر لیں تو بیشک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

اللہ سے محبت کا دعویٰ: یہود و نصاریٰ اپنے آپ کو محب اور محبوب بتایا کرتے تھے اور مشرکین عرب بھی بتوں کی عبادت کرنے کی یہی وجہ بتلایا کرتے تھے کہ ہم اللہ کی محبت کی غرض سے ان کی پوجا کرتے ہیں اصل مقصود ہمیں محبت الٰہی ہے، ان دونوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، اگر تم اس اونچے مرتبے کا دعویٰ رکھتے ہو جس سے بلند کوئی مرتبہ نہیں تو اس کے لئے صرف دعویٰ کافی نہیں بلکہ یہ دعویٰ سچا ہونا چاہیے، اس کے سچا ہونے کی دلیل یہ ہے کہ سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اقوال، افعال، عقائد، اعمال اور ظاہر و باطن ہر حال میں ہو، پس جو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے، اللہ کی محبت اس کے دعویٰ کی تصدیق کرتی ہے تو اللہ اس سے محبت رکھتا ہے اور اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے، اس پر اپنی بے پناہ رحمتیں نچھاور فرماتا ہے اور اسے تمام حرکات وسکنات میں راہ راست پر قائم رکھتا ہے، جس نے سید عرب و عجم محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع نہ کی وہ اللہ سے محبت رکھنے والا نہیں کیونکہ اللہ کی محبت کا تقاضا رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے، جب اتباع موجود نہیں تو یہ محبت نہ ہونے کی دلیل ہے، اس صورت میں اگر وہ رسول سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا دعویٰ جھوٹا ہے، اور اگر محبت موجود بھی ہو تو اس کی شرط اتباع کے بغیر ایسی محبت بے کار ہے، جتنی کسی میں اتباع رسول

[1] الفرقان ۲۸،۲۷

[2] تفسیر طبری ۳۲۴، ۵، الدر المنثور ۱۷۷، ۲

ہو گی اسی قدر اس میں ایمان اور اللہ کی محبت کا حصہ ہو گا، اور جس طرح اتباع میں کمی ہو گی اسی قدر ایمان اور اللہ کی محبت میں نقص ہو گا۔

وَقَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَغَيْرُهُ مِنَ السَّلَفِ: زَعَمَ قَوْمٌ أَنَّهُمْ يُحِبُّونَ اللهَ فَابْتَلَاهُمُ اللهُ بِهَذِهِ الْآيَةِ، فَقَالَ: {قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ

حسن بصری رحمہ اللہ اور دیگر کئی علماء نے فرمایا ہے کہ کئی لوگوں نے یہ گمان کیا کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ ''اے نبی! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔'' کے ذریعے سے انہیں آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ (۱)

وَقَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى: النَّاجِشُ: آكِلُ رِبًا خَائِنٌ وَهُوَ خِدَاعٌ بَاطِلٌ لاَ يَحِلُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخَدِيعَةُ فِي النَّارِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

ابن ابی اوفیٰ سے مروی ہے ناجش سود خور اور خائن ہے اور نجش فریب ہے، خلاف شرع بالکل درست نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فریب دوزخ میں لے جائے گا، اور جو شخص ایسا کام کرے جس کا حکم ہم نے نہیں دیا (یعنی ہمارے بتلائے ہوئے طریقے سے مختلف ہے) تو وہ مردود ہے (یعنی وہ مسترد ہے)۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے، اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو کہ اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے آخری رسول کی اطاعت کرو، وہ جس کام کا حکم دیں اسے بخوشی بجالاؤ اور جس چیز سے روک دیں اس سے پرہیز کرو، پھر اگر وہ تمہاری یہ دعوت حق قبول نہ کریں تو یقیناً یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت میں انکار کرتے ہوں۔

غزوہ بحران (فرع کے نواح میں)

ربیع الثانی تین ہجری

أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ بِهَا جَمْعًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ كَثِيرًا، وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ، فخرج في ثلاثمائة رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى بَلَغَ بُحْرَانَ، مَعْدِنًا بِالْحِجَازِ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرُعِ ، فَأَقَامَ بِهَا شَهْرَ رَبِيعٍ الْآخِرِ وَجُمَادَى الْأُولَى، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَلَمْ يَلْقَ كَيْدًا، إِنَّمَا كَانَتْ غَيْبَتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْمَدِينَةِ عَشَرَةَ أَيَّامٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ بنی سلیم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک بڑی جمعیت جمع کر لی ہے مگر یہ کہنا کہ آپ بنو سلیم کی سرکوبی کے لئے بحران نامی علاقے کی طرف روانہ ہوئے تھے صحیح نہیں، کیونکہ بنو سلیم تو نجد میں آباد تھے فرع میں نہیں، اور فرع نجد سے کافی

(۱) تفسیر ابن کثیر ۳۲/۲

(۲) صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ النَّجْشِ، وَمَنْ قَالَ لاَ يَجُوزُ ذَلِكَ البَيْعُ ، صحیح مسلم كِتَابُ الْأَقْضِيَةِ بَابُ نَقْضِ الْأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ، وَرَدِّ مُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ عن عائشہ ۴۴۹۳ ،مسند احمد ۲۵۱۲۸

دور ہے، دراصل یہ ایک بڑی فوجی طلایہ گردی تھی جس کا مقصد ارد گرد کے علاقوں پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ قائم کرنا تھا، ربیع الثانی کو آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ پر اپنا قائم مقام مقرر فرمایا، اور تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت لیکر حجاز کے معدان میں مقام بحران پر (جو حجاز کے اندر فرع کے اطراف میں ایک معدنیاتی مقام ہے، فرع اور مدینہ منورہ کے درمیان تقریباً ۹۶ میل کا فاصلہ ہے) تک پہنچے، اور ربیع آخر اور ۱۶ جمادی الاولیٰ تک وہاں قیام فرما کر بلا کسی جدال و قتال واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے، واقدی کے مطابق رسول اللہ ﷺ صرف دس راتیں مدینہ منورہ سے باہر رہے۔ [1]

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ قردہ (نجد) کی طرف

جمادی الآخر تین ہجری

قریش مکہ گرمیوں میں شام کی طرف تجارتی سفر کرتے تھے، گرمی کا موسم آچکا تھا مگر جس قدیم راستے سے تجارتی قافلے ملک شام کو لے جایا کرتے تھے غزوہ بدر کے واقعات کی وجہ سے انہیں اس راہ میں اندیشے پیدا ہو گئے تھے مگر شام کی طرف تجارتی سفر اختیار کرنا بھی اہم تھا، جب قافلہ تیار ہو گیا تو اس قافلے کا میر کارواں صفوان بن امیہ کو مقرر کیا گیا تھا، اس نے اپنے ساتھیوں سے مشاورت کی اور کہا مجھے مشورہ دو کہ ہم اپنا تجارتی مال لے کر شام کس طرح جائیں جبکہ صورت حال یہ ہے کہ ہماری ساحل کے ساتھ قدیم شاہراہ مسلمانوں کی وجہ سے محفوظ نہیں رہی اور اس ساحل پر مقیم قبائل نے مسلمانوں سے مصالحت کے سمجھوتے کر لئے ہیں، غزوہ بدر میں انکی فتح و نصرت کی وجہ سے ان کا دھاک ہر طرف بیٹھ گئی ہے اور عام لوگ بھی انہی کے ہم نوا بن گئے ہیں مجھے سمجھ نہیں آتا کہ ان سے کیسے نمٹیں اور شام جانے کا کونسا راستہ اختیار کریں، اگر ہم ان کے رعب و دبدبے سے خوف زدہ ہو کر اپنا قافلہ روانہ نہ کر سکے تو اپنی تمام جمع پونجی یہیں پر خرچ کر ڈالیں گے اور ہمارے پاس کچھ بھی نہیں بچے گا، اسود بن عبد المطلب نے کہا تم نے جو کہا وہ صحیح ہے وہ راستہ اب ہمارے لئے پرصعوبت بن گیا ہے مگر کیا یہ ضروری ہے کہ تم ساحل کے راستے ہی شام کا سفر اختیار کرو جبکہ مدینہ کے مشرق میں کافی فاصلے سے ایک راستہ نجد سے ہوتا ہوا عراق کی طرف سے شام کو جاتا ہے، اسود بن عبد المطلب کی یہ تجویز تسلیم کر لی گئی مگر قریش اس راستے سے کبھی نہیں گزرے تھے اس لئے اس راستے کے بارے میں کوئی معلومات نہیں رکھتے تھے۔

وَاسْتَأْجَرُوا رَجُلًا مِنْ بَنِي بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، يُقَالُ لَهُ: فُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ يَدُلُّهُمْ فِي ذَلِكَ عَلَى الطَّرِيقِ

اس مسئلہ کا حل یہ طے ہوا کہ قافلہ کی رہبری کے لئے قبیلہ بکر بن وائل کے فرات بن حیان کو جو اس راستے سے اچھی طرح واقف ہے آجرت پر ساتھ لے لیا جائے۔

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ:فُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ، مِنْ بَنِي عِجْلٍ، حَلِيفٌ لِبَنِي سَهْمٍ

ابن ہشام کہتے ہیں یہ فرات بن حیان بنی عجل سے تھے جو بنی سہم کے حلیف تھے۔

---

[1] ابن ہشام ۴۶/۲، الروض الانف ۲۷۴/۵، عیون الآثر ۳۵۶/۱، البدایۃ والنہایۃ ۴/۴، زادالمعاد ۱۷۰/۳

چنانچہ ابوسفیان بن حرب، صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبد العزیٰ اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ (یہ چاروں فتح مکہ پر اسلام لائے) نے رہبری کے لئے فرات بن حیان عجلی کو ہمراہ لیا اور بڑی خاموشی سے مال تجارت لیکر عراق کے راستے سے شام روانہ ہوئے، مگر عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتا۔

وَقدِمَ الْمَدِينَةَ نُعَيْمُ بْنُ مَسْعُودٍ الْأَشْجَعِيّ، وَهُوَ عَلَى دِينِ قَوْمِهِ، فَنزَلَ عَلَى كِنَانَةَ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ فِي بَنِي النّضِيرِ فَشَرِبَ مَعَهُ، وَشَرِبَ مَعَهُ سَلِيطُ بْنُ النّعْمَانِ بْنِ أَسْلَمَ وَلَمْ تُحَرّمْ الْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ يَأْتِي بَنِي النّضِيرِ وَيُصِيبُ مِنْ شَرَابِهِمْ. فَذَكَرَ نُعَيْمٌ خُرُوجَ صَفْوَانَ فِي عِيرِهِ وَمَا مَعَهُمْ مِنْ الْأَمْوَالِ، فَخَرَجَ مِنْ سَاعَتِهِ إلَى النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، وَمَعَهُ فِضّةٌ كَثِيرَةٌ، وَهِيَ عُظْمُ تِجَارَتِهِمْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زيد بن حَارِثَةَ فِي مِائَةِ رَاكِبٍ، وغزوة زيد بن حارثة بثنية القردة

نعیم بن مسعود اشجعی مدینہ منورہ سے بنی نضیر آ کر کنانہ بن ابی الحقیق کے ہاں ٹھہرے جو ابھی اپنی کے دین پر تھے، سلیط بن نعمان رضی اللہ عنہ اسلام سے بہرہ ور ہو چکے تھے، دونوں شراب نوشی میں مگن تھے، یہ اس وقت کی بات ہے جب شراب حرام نہیں ہوئی تھی، جب نعیم بن مسعود نشے میں چور ہو گیا تو اس نے قریشی قافلہ کا راز فاش کر دیا، سلیط بن نعمان رضی اللہ عنہ نے اس اہم اور خفیہ خبر کو سن کر برق رفتاری سے سفر کیا اور مدینہ پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قافلہ کی خبر دے دی، قافلہ کے ساتھ بڑا سرمایہ تھا اور سونے چاندی کے برتن سے لدا ہوا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قافلے کے روانگی کی خبر ہوئی تو زید بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابو اسامہ تھی کو سوصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک سوار دستہ دے کر ان کی طرف روانہ فرمایا، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے قافلہ کو پکڑنے کے لئے برق رفتاری سے سفر کیا اور قافلہ کو قردہ نامی چشمہ پر جب وہ قیام کے لئے اتر رہے تھے جا لیا۔

(قردہ نجد کی وادی الرمہ میں بنی نعامہ کا چشمہ ہے۔

ذو القردة من أرض نجد

ذو القردہ بھی نجد میں ہے مگر شاید یہ قردہ سے مختلف جگہ ہے۔[۱]

زید بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ کی اس اچانک کاروائی سے میر کارواں سمیت سب کو فرار کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہ آیا، اور اہل قافلہ اپنا مال واسباب بچانے کے لئے مقابلہ کرنے کے بجائے خوف ودہشت سے فرار ہو گئے، مگر رہبر قافلہ فرات بن حیان عجلی گرفتار ہو گیا (کہا جاتا ہے کہ دو اور مرد بھی گرفتار ہوئے تھے) اس واقعہ کے وقت علاقے کے نواحی قبائل میں سے کسی نے قریش کی مدد نہیں کی، اس طرح مال واسباب سے لدے ہوئے سارے اونٹ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ لگے جنہوں نے وہ سب لے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا۔

وَأُسِرَ فُرَاتُ بْنُ حَيّانَ فَأُتِيَ بِهِ النّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقِيلَ لَهُ إنْ تُسْلِمْ تُتْرَكْ، فَأَسْلَمَ، فَتَرَكَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقَتْلِ ، وَحَسُنَ إسْلَامُ فُرَاتٍ بَعْدَ ذَلِكَ

[۱] معجم البلدان ۲۴۸؍۴

گرفتار ہونے والوں میں فرات بن حیان عجلی بھی تھا مدینہ منورہ پہنچ کر اسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے دعوت اسلام پیش کی ورنہ تجھے قتل کر دیا جائے گا اس نے اسلام قبول کر لیا چنانچہ اسے قتل نہ کیا گیا، اس کے بعد فرات کا اسلام بہت اچھا رہا۔ (۱)

فَكَانَ الْخُمُسُ يَوْمَئِذٍ قِيمَةَ عِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ

قافلہ کے مال کی کثرت کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں سے آپ نے اپنا پانچواں حصہ نکالا تو اس پانچویں حصہ کی قیمت بیس ہزار درہم تک پہنچی، یعنی غنیمت کی مجموعی مالیت ایک لاکھ درہم تھی۔ (۲)

غزوہ بدر کے بعد قریش کے لئے یہ اور دوسرا بڑا تازیانہ تھا، ان کے دل پہلے ہی اپنے عزیز و اقارب کے قتل سے رنج و غم میں ڈوبے ہوئے تھے، ان کے جنگجو اور بارعب سرداروں کے قتل سے ان کی ہوا اکھڑ چکی تھی اور وہ مایوسی میں ڈوبے ہوئے تھے، اب انہیں فیصلہ کرنا تھا کہ وہ اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں یا اپنی عزت و وقار کو بلائے طاق رکھ کر جھک کر مسلمانوں کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھائیں اور دب کر زندگی گزاریں یا پھر اپنی عزت و وقار کو زندہ کرنے کے لئے مسلمانوں پر ایک بڑا حملہ کر کے ان سے نجات حاصل کریں، اہل قریش نے ان تینوں راستوں میں سے آخری راستے کا انتخاب کیا اور اس مقصد کے لئے تیاریاں شروع کر دیں۔

نزول سورۂ آل عمران آیات ۶۴ تا ۱۲۰:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ

آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی

اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں،

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ

پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں، اے اہل کتاب! تم ابراہیم کی بابت جھگڑتے ہو حالانکہ

وَ مَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَ الْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ هٰٓاَنْتُمْ

تورات اور انجیل تو ان کے بعد نازل کی گئیں کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے، سنو!

(۱) ابن ہشام ۵۱،۵۰/۲،ابن سعد ۲۷/۲،مغازی واقدی ۱۹۸/۱، الروض الانف ۲۷۹/۵،عیون الاثر ۳۵۸/۱،تاریخ طبری ۴۹۲/۲

(۲) ابن سعد ۲۷/۲ ،مغازی واقدی ۱۹۸/۱، شرح الزرقانی المواھب ۳۸۵/۲

هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ

تم لوگ اس میں جھگڑ چکے جس کا تمہیں علم تھا پھر اب اس بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں ،

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۶ (آل عمران ۶۴ تا ۶۶)

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

یہود و نصاریٰ سے خطاب: یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنالیا تھا، اس کے علاوہ انہوں نے کتاب اللہ کو چھوڑ کر اپنے احبار و رہبان کو حلال و حرام کرنے کا اختیار دے رکھا تھا یعنی شریعت سازی کا خدائی مقام ان کو دے رکھا تھا، جیسے ایک مقام پر فرمایا

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳۱ [۱]

ترجمہ: انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا وہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

اسی بات کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اہل کتاب سے کہو! ایک ایسی عدل و انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یہ کہ تمام انبیاء کرام کی دعوت کے مطابق ہم صرف اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کسی اور چیز کی بندگی نہ کریں، اپنی محبت ،خوف اور امید کا تعلق صرف اللہ وحدہ لاشریک سے رکھیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝۲۵ [۲]

ترجمہ: ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

ایک مقام پر فرمایا

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۶ [۳]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو، اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہو گئی، پھر ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہو چکا ہے۔

[۱] التوبۃ ۳۱

[۲] الانبیاء ۲۵

[۳] النحل ۳۶

اور اس کے ساتھ نہ کسی نبی کو شریک ٹھہرائیں، نہ ولی کو، نہ صنم کو نہ وثن کو، نہ حیوان کو نہ جمادات کو، اور نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی اپنا رب بنائیں، بلکہ صرف اللہ کی اور اس کے رسولوں کی اطاعت کریں، کسی مخلوق کی بات مان کر اپنے خالق، مالک اور رازق کی نافرمانی نہ کریں کیونکہ یہ کام مخلوق کو خالق کا مقام دینے کے مترادف ہے۔

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: يَعْنِي: يُطِيعُ بَعْضُنَا بَعْضًا فِي مَعْصِيَةِ اللهِ

ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی ہم میں سے کوئی کسی کی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اطاعت نہ کرے۔ [1]

اگر یہ لوگ اس حق وانصاف کی دعوت کو قبول نہ کریں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو صرف اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی واطاعت کرنے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ روم ہرقل کو جو خط بھیجا تھا اس کے آخر میں یہی آیت

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴿۶۴﴾

کہو اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنالے۔

لکھی تھی۔ [2]

مگر جنہیں علم دیا گیا ہے وہ اللہ کے اس پاکیزہ کلام کو سن کر سجدے میں گر جاتے ہیں جیسے فرمایا

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿۱۰۷﴾ [3]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم اسے مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے انہیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں۔

یہودی کہتے تھے ابراہیم خلیل اللہ یہودی تھے، اور نصاریٰ کہتے تھے نہیں وہ تو عیسائی تھے، اس سلسلہ میں ان دونوں گروہوں کے درمیان بحث ومباحثہ ہوتا رہتا تھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اجْتَمَعَتْ نَصَارَى نَجْرَانَ وَأَحْبَارُ يَهُودَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنَازَعُوا عِنْدَهُ، فَقَالَتِ الْأَحْبَارُ: مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا يَهُودِيًّا، وَقَالَتِ النَّصَارَى: مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا نَصْرَانِيًّا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ:

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۵۶

[2] صحیح بخاری کتاب الجهاد باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام والنبوة ۲۹۴۱، عیون الاثر ۲/۳۲۶، شرح الزرقانی علی المواهب ۶/۵، البداية والنهاية ۴/۳۰۲

[3] بنی اسرائیل ۱۰۷

{يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ} (١) قَالَتِ النَّصَارَى: كَانَ نَصْرَانِيًّا، وَقَالَتِ الْيَهُودُ: كَانَ يَهُودِيًّا، فَأَخْبَرَهُمُ اللَّهُ أَنَّ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ مَا أُنْزِلَا إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ، وَبَعْدَهُ كَانَتِ الْيَهُودِيَّةُ وَالنَّصْرَانِيَّةُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نجران کے عیسائی اور یہودی علماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپس میں جھگڑنے لگے، یہودی علماء نے کہا ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے، عیسائیوں نے کہا نہیں ابراہیم علیہ السلام تو عیسائی ہی تھے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ”اے اہل کتاب! تم ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہم سے کیوں جھگڑا کرتے ہو؟ تورات اور انجیل تو ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہی نازل ہوئی ہیں پھر کیا تم اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔“ (٢)

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کی تردید میں فرمایا اے یہود و نصاریٰ! تم ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہم سے کیوں جھگڑا کرتے ہو کہ وہ یہودی تھے یا عیسائی تھے حالانکہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے صدیوں بعد مبعوث ہوئے تھے، اس لئے یہودیت اور نصرانیت بہرحال تورات وانجیل کے نزول کے بعد پیدا ہوئی ہیں، یعنی نہ وہ یہودی تھے اور نہ نصاریٰ تھے پھر کیا تم اتنی موٹی سی بات سمجھنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے، تم لوگ جن چیزوں کا علم رکھتے ہو ان میں تو خوب بحثیں کر چکے، اب ان معاملات میں کیوں بحث کرنے چلے ہو جن کا تمہارے پاس کچھ بھی علم نہیں، اللہ ہی چھپی کھلی تمام چیزوں کا علم رکھتا ہے تم نہیں جانتے۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ

ابراہیم تو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ وہ تو ایک طرفہ (خالص) مسلمان تھے،

وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝۶۷ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ

وہ مشرک بھی نہ تھے، سب لوگوں سے زیادہ ابراہیم سے نزدیک تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کا کہنا مانا

وَ هٰذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۶۸ (آل عمران ۶۸،۶۷)

اور یہ نبی اور جو لوگ ایمان لائے، مومنوں کا ولی اور سہارا اللہ ہی ہے۔

فرمایا حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نہ تو موسیٰ علیہ السلام پر نازل تورات کا پیروکار تھا کہ تم انہیں یہودی کہو، اور نہ عیسیٰ علیہ السلام پر نازل انجیل کا پیروکار تھا کہ تم اسے عیسائی کہو، بلکہ وہ تو ہر طرح کے شرک سے بیزار صرف اللہ وحدہ لاشریک کا پرستار تھا، اس لئے یہود کا یہ کہنا کہ اگر ہدایت حاصل کرنی ہے تو یہودیت اختیار کرلو، اور نصاریٰ کا یہ کہنا کہ ہدایت حاصل کرنی ہے تو نصرانیت اختیار کرلو غلط ہے، اس لئے اگر راہ راست اختیار کرنی ہے تو ابراہیم خلیل اللہ کے طریقے کی پیروی کرو جو مشرکوں میں سے نہ تھے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

(١) آل عمران: ٦٥

(٢) تفسیر طبری ۴۹۰/۶

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ [۱]

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں یہودی ہو تو راہِ راست پاؤ گے، عیسائی کہتے ہیں عیسائی ہو تو ہدایت ملے گی، ان سے کہو نہیں بلکہ سب کو چھوڑ کر ابراہیم کا طریقہ، اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھا۔

تمہارا تو اس کے طریقے سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے تمہیں اس سے نسبت رکھنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے، ابراہیم علیہ السلام سے نسبت رکھنے کا سب سے زیادہ حق اگر کسی کو پہنچتا ہے تو ان لوگوں کو پہنچتا ہے جنہوں نے اس کے زمانے میں اس کے طریقے کی پیروی کی، اور اب یہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ اور اس کے پیروکار اس سے نسبت رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ یہ اس کے طریقے کی پیروی کرتے ہیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ [۲]

ترجمہ: پھر ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یک سو ہو کر ابراہیم کے طریقے پر چلو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

اللہ صرف انہی کا حامی و مددگار ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً مِنَ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ وَلِيِّي أَبِي وَخَلِيلُ رَبِّي، ثُمَّ قَرَأَ: {إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ}.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے نبیوں میں سے قریبی دوست ہوتے ہیں اور ان میں سے میرے قریبی دوست میرے باپ اور میرے رب کے قریبی دوست ابراہیم علیہ السلام ہیں، پھر آپ ﷺ نے اس آیت کریمہ ”سب لوگوں سے زیادہ ابراہیم سے نزدیک تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کا کہنا مانا اور یہ نبی اور جو لوگ ایمان لائے، مومنوں کا ولی اور سہارا اللہ ہی ہے۔“ کی تلاوت فرمائی۔ [۳]

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾

اہل کتاب کی ایک جماعت چاہتی ہے کہ تمہیں گمراہ کر دیں دراصل وہ خود اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں اور سمجھتے نہیں،

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

اے اہل کتاب تم (باوجود قائل ہونے کے پھر بھی) دانستہ اللہ کی آیات کا کیوں کفر کر رہے ہو، اے اہل کتاب!

[۱] البقرۃ ۱۳۵

[۲] النحل ۱۲۳

[۳] جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ۲۹۹۵، مستدرک حاکم ۳۱۵۱، تفسیر طبری ۶/۴۹۸

لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ (آل عمران ۶۹ تا ۷۱)

باوجود جاننے کے حق و باطل کو کیوں خلط ملط کر رہے ہو اور کیوں حق کو چھپا رہے ہو۔

یہود و نصاریٰ کا حسد: اے ایمان لانے والو! اہل کتاب میں سے ایک گروہ اپنے بغض و عناد اور تعصبات میں مبتلا ہو کر چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں راہ راست سے ہٹا دے، اس لئے وہ تمہیں گمراہ کرنے کے لئے خفیہ سازشیں کرتے رہتے ہیں، مکر و فریب کے جال بچھاتے رہتے ہیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ... ﴿۱۰۹﴾ [۱]

ترجمہ: اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بناء پر تمہارے لیے ان کی یہ خواہش ہے۔

حالانکہ اس طرز عمل سے درحقیقت وہ تمہیں نہیں بلکہ بے شعوری میں اپنے کو گمراہی میں ڈال رہے ہیں، اور خود دعوت حق کی تکذیب کرنا اور لوگوں کو راہ راست سے روکنے کی کوشش کرنا عذاب میں اضافت کا باعث بنتی ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ [۲]

ترجمہ: جن لوگوں نے خود کفر کی راہ اختیار کی اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکا انہیں ہم عذاب پر عذاب دیں گے اس فساد کے بدلے جو وہ دنیا میں برپا کرتے رہے۔

اے یہود و نصاریٰ! تمہیں رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی صداقت و حقانیت اور ان کی پاکیزہ زندگی کا خوب علم ہے، ان پر منزل کلام قرآن مجید کو بھی تم خوب پہچانتے ہو، تمہاری کتابوں میں محمد ﷺ کی جو صفات لکھی ہوئی ہیں تم انہیں خوب جانتے ہو، پھر کیوں جان بوجھ کر دعوت حق کا انکار کرتے ہو، اے اہل کتاب! تم خوب جانتے ہو کہ سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ جو دعوت پیش کر رہے ہیں وہ حق و سچ ہے، پھر اس دعوت حقہ کو باطل کا رنگ چڑھا کر لوگوں کی نظروں میں کیوں مشتبہ بناتے ہو؟ حالانکہ تم نے حق بیان کرنے کا اللہ سے عہد کیا تھا، جیسے فرمایا

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ [۳]

---

[۱] البقرۃ ۱۰۹

[۲] النحل ۸۸

[۳] آل عمران ۱۸۷

ترجمہ: ان اہل کتاب کو وہ عہد بھی یاد دلاؤ جو اللہ نے ان سے لیا تھا کہ تمہیں کتاب کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلانا ہوگا انہیں پوشیدہ رکھنا نہیں ہوگا، مگر انہوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر اُسے بیچ ڈالا، کتنا بُرا کاروبار ہے جو یہ کر رہے ہیں۔

اور جانتے بوجھتے حق کو کیوں چھپاتے ہو، جیسے فرمایا

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾ [1]

ترجمہ: باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش کرو۔

وَ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اور اہل کتاب کی ایک اور جماعت نے کہا جو کچھ ایمان والوں پر اتارا گیا ہے اس پر دن چڑھے تو ایمان لاؤ

وَجْهَ النَّهَارِ وَ اكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ لَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ ؕ

اور شام کے وقت کافر بن جاؤ تا کہ یہ لوگ بھی پلٹ جائیں، اور سوائے تمہارے دین پر چلنے والوں کے اور کسی کا یقین نہ کرو،

قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ یُّؤْتٰۤى

آپ کہہ دیجئے کہ بیشک ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے (اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس بات کا بھی یقین نہ کرو) کہ کوئی اس

اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ

جیسا دیا جائے جیسا تم دیئے گئے ہو یا یہ کہ تم سے تمہارے رب کے پاس جھگڑا کریں گے، آپ کہہ دیجئے کہ فضل تو اللہ تعالیٰ

بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ

ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے اسے دے، اللہ تعالیٰ وسعت والا اور جاننے والا ہے، وہ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾ (آل عمران ۷۲ تا ۷۴)

مخصوص کرلے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

یہود و نصاریٰ کی سازشیں: چنانچہ یہودیوں کے مکر وفریب کو بیان فرمایا کہ اہل کتاب کے لیڈروں اور مذہبی پیشواؤں نے دعوت اسلام کو کمزور کرنے کے لئے طے کیا کہ اس نبی ﷺ کے ماننے والوں پر جو قرآن نازل ہوا ہے اس پر دن چڑھے علانیہ ایمان لاؤ، اور شام کو اس سے کھلم کھلا انکار کر دو، اور اس بات کو مشہور کرو تا کہ مسلمانوں لوگوں کے دل میں شک وشبہ پیدا ہو جائے، ان کا اعتماد وایمان متزلزل

[1] البقرة ۴۲

ہو جائے کہ آخر اہل کتاب جو اللہ کی کتاب کو جانتے ہیں انہیں اسلام اور پیغمبر اسلام میں ایسے کیا عیوب اور خامیاں نظر آئیں کہ وہ قبول اسلام کے بعد دوبارہ اپنے دین کی طرف پلٹ گئے ہیں، شاید اس ترکیب سے یہ لوگ اپنے ایمان سے پھر جائیں۔

قَالَ ابْنُ أَبِي نَجِيح، عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى إِخْبَارًا عَنِ الْيَهُودِ بِهَذِهِ الْآيَةِ: يَعْنِي يَهُودَ، صَلَّت مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ وَكَفَرُوا آخِرَ النَّهَارِ، مَكْرًا مِنْهُمْ، لِيُرُوا النَّاسَ أَنَّ قَدْ بَدَتْ لَهُمْ مِنْهُ الضَّلَالَةُ، بَعْدَ أَنْ كَانُوا اتَّبِعُوهُ

ابن ابو نجیح نے مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کریمہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر ادا کی لیکن مکر و فریب کی وجہ سے دن کے آخری حصے میں پھر کافر ہو گئے تا کہ لوگوں کو یہ تاثر ملے کہ اسلام کو قبول کرنے کے بعد انہیں کوئی خامی نظر آئی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے اسلام کو ترک کر دیا ہے۔[1]

نیز یہ لوگ آپس میں کہتے ہیں کہ تم ظاہری طور پر تو اسلام کا اظہار کرو لیکن اپنے مذہب (یہود) کے سوا کسی کی بات پر یقین نہ کرنا، یعنی حقیقتاً اور واقعتاً مسلمان نہ ہو جانا بلکہ اپنے دین پر جمے رہنا، اور جو تمہارے پاس ہے اسے مسلمانوں پر بھی ظاہر نہ کرنا، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سازشی لوگوں سے کہہ دو کہ تمہارے مکر و فریب سے کچھ حاصل نہیں ہو گا کیونکہ ہدایت تو کلی طور اللہ کے اختیار میں ہے، وہ جس کو چاہے بخش دے اور جس کو نہ چاہے نہ دے، اور یہ اسی کا فضل و کرم اور رحمت ہے کہ کسی کو وہی کچھ دے دیا جائے جو کبھی تم کو دیا گیا تھا، یا یہ کہ مسلمانوں کو تمہارے رب کے حضور پیش کرنے کے لیے تمہارے خلاف قوی حجت مل جائے، اے نبی! ان سے کہو کہ فضل و شرف اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے ایمان و عمل اور علم و فضل کی دولت سے مالامال کر دے، اور جسے چاہے راہ راست سے اندھا اور کلمہ اسلام سے بہرا اور صحیح سمجھ بوجھ سے محروم کر دے، اس کے تمام امور حکمت سے بھرپور ہوتے ہیں، وہ وسیع النظر ہے، اور آسمان و زمین کی تمام حقیقتوں کو جانتا ہے، وہ اپنی رسالت اور رحمت کے لیے جس کو چاہتا ہے مخصوص کر لیتا ہے اور اس کا فضل بہت بڑا ہے۔

وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ

بعض اہل کتاب تو ایسے ہیں کہ اگر تو خزانے کا امین بنا دے تو بھی وہ واپس کر دیں، اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر

بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

تو انہیں ایک دینار بھی امانت دے تو تجھے ادا نہ کریں ہاں یہ اور بات ہے کہ تو اس کے سر پر ہی کھڑا رہے، یہ اس لیے کہ

قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

انہوں نے کہہ رکھا ہے کہ ہم پر ان جاہلوں (غیر یہودی) کے حق کا کوئی گناہ نہیں، یہ لوگ باوجود جاننے کے

[1] تفسیر طبری ۶/۵۰۸

وَ هُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ وَ اتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۷۶﴾

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہتے ہیں، کیوں نہیں (مواخذہ ہوگا) البتہ جو شخص اپنا قرار پورا کرے اور پرہیز گاری کرے

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَ اَيۡمَانِهِمۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا اُولٰٓئِكَ

تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے پرہیز گاروں سے محبت کرتا ہے، بیشک جو لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر

لَا خَلَاقَ لَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنۡظُرُ اِلَيۡهِمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ

بیچ ڈالتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ تعالیٰ نہ ان سے بات چیت کرے گا نہ ان کی طرف قیامت کے دن

وَلَا يُزَكِّيۡهِمۡ ۖ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۷۷﴾ (آل عمران ۷۵ تا ۷۷)

دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

یہود کی اخلاقی حالت: اللہ تعالیٰ نے یہود کی اخلاقی حالت کے بارے میں فرمایا کہ اہل کتاب کے کچھ لوگوں کی اخلاقی حالت تو یہ ہے کہ اگر تم اس کے اعتماد پر مال و دولت کا ایک ڈھیر بھی ان کے پاس امانت رکھ دے دو تو جب تم چاہو گے وہ تمہیں تمہاری امانت فوراً واپس کر دے گا ،اور بعض ایسے بد دیانت ہیں کہ اگر تم اس پر بھروسہ کر کے ایک دینار بھی اس کے پاس امانت رکھ دو تو وہ امانت ادا نہ کرے گا الا یہ کہ تم اس کے سر پر سوار ہو جاؤ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ، فَقَالَ: ائْتِنِي بِالشُّهَدَاءِ أُشْهِدُهُمْ، فَقَالَ: كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا، قَالَ: فَأْتِنِي بِالكَفِيلِ، قَالَ: كَفَى بِاللَّهِ كَفِيلًا، قَالَ: صَدَقْتَ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَخَرَجَ فِي البَحْرِ فَقَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ التَمَسَ مَرْكَبًا يَرْكَبُهَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْأَجَلِ الَّذِي أَجَّلَهُ، فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے بنی اسرائیل کے ایک دوسرے آدمی سے ایک ہزار دینار قرض مانگے، انہوں نے کہا کہ پہلے ایسے گواہ لاؤ جن کی گواہی پر مجھے اعتبار ہو قرض مانگنے والا بولا کہ گواہ تو بس اللہ ہی کافی ہے، پھر انہوں نے کہا کہ اچھا کوئی ضامن لا، قرض مانگنے والا بولا کہ ضامن بھی اللہ ہی کافی ہے، انہوں نے کہا کہ تو نے سچی بات کہی، چنانچہ اس نے ایک مقررہ مدت کے لئے اس کو قرض دے دیا، یہ صاحب قرض لے کر دریائی سفر پر روانہ ہوئے اور پھر اپنی ضرورت پوری کر کے کسی سواری (کشتی وغیرہ) کی تلاش کی تا کہ اس سے دریا پار کر کے اس مقررہ مدت تک قرض دینے والے کے پاس پہنچ سکے جو اس سے طے پائی تھی (اور اس کا قرض ادا کر دے)، لیکن کوئی سواری نہیں ملی،

فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا، فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ وَصَحِيفَةً مِنْهُ إِلَى صَاحِبِهِ، ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا، ثُمَّ أَتَى بِهَا إِلَى البَحْرِ، فَقَالَ:

اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا أَلْفَ دِينَارٍ، فَسَأَلَنِي كَفِيلاً، فَقُلْتُ: كَفَى بِاللّٰهِ كَفِيلًا، فَرَضِيَ بِكَ، وَسَأَلَنِي شَهِيدًا، فَقُلْتُ: كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا، فَرَضِيَ بِكَ، وَأَنِّي جَهَدْتُ أَنْ أَجِدَ مَرْكَبًا أَبْعَثُ إِلَيْهِ الَّذِي لَهُ فَلَمْ أَقْدِرْ، وَإِنِّي أَسْتَوْدِعُكَهَا، فَرَمَى بِهَا فِي البَحْرِ حَتَّى وَلَجَتْ فِيهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَهُوَ فِي ذَلِكَ يَلْتَمِسُ مَرْكَبًا يَخْرُجُ إِلَى بَلَدِهِ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ، يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَاءَ بِمَالِهِ، فَإِذَا بِالخَشَبَةِ الَّتِي فِيهَا المَالُ، فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا، فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ المَالَ وَالصَّحِيفَةَ،

آخر اس نے ایک لکڑی لی اور اس میں سوراخ کیا پھر ایک ہزار دینار اور ایک (اس مضمون کا) خط کہ اس کی طرف سے قرض دینے والے کی طرف (یہ دینار بھیجے جا رہے ہیں) اور اس کا منہ بند کر دیا اور اسے دریا پر لے آیا، پھر کہا اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لئے تھے، اس نے مجھ سے ضامن مانگا تو میں نے کہہ دیا کہ میرا ضامن اللہ ہے اور وہ بھی تجھ پر راضی ہوا، اس نے مجھ سے گواہ مانگا تو اس کا جواب بھی میں نے یہی دیا کہ اللہ پاک گواہ کافی ہے تو وہ مجھ پر راضی ہو گیا اور (تو جانتا ہے کہ) میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی سواری ملے جس کے ذریعہ میں اس کا قرض اس تک (مدت مقررہ میں) پہنچا سکوں لیکن مجھے اس میں کامیابی نہیں ہوئی، اس لئے اب میں اس کو تیرے ہی حوالے کرتا ہوں (کہ تو اس تک پہنچا دے) چنانچہ اس نے وہ لکڑی جس میں رقم تھی دریا میں بہا دی اب وہ دریا میں تھی، اور وہ صاحب (قرض دار) واپس ہو چکے تھے، اگرچہ فکر اب بھی یہی تھا کہ کسی طرح کوئی جہاز ملے جس کے ذریعہ وہ اپنے شہر میں جا سکیں، دوسری طرف وہ صاحب جنہوں نے قرض دیا تھا اسی تلاش میں (بندرگاہ) آئے کہ ممکن ہے کوئی جہاز ان کا مال لے کر آیا ہو لیکن وہاں انہیں ایک لکڑی ملی جس میں مال تھا انہوں نے وہ لکڑی اپنے گھر کے ایندھن کے لئے لے لی، لیکن جب اسے چیرا تو اس میں سے دینار نکلے اور ایک خط بھی نکلا،

ثُمَّ قَدِمَ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ، فَأَتَى بِالأَلْفِ دِينَارٍ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا زِلْتُ جَاهِدًا فِي طَلَبِ مَرْكَبٍ لِآتِيَكَ بِمَالِكَ، فَمَا وَجَدْتُ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِي أَتَيْتُ فِيهِ، قَالَ: هَلْ كُنْتَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: أُخْبِرُكَ أَنِّي لَمْ أَجِدْ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِي جِئْتُ فِيهِ، قَالَ: فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَدَّى عَنْكَ الَّذِي بَعَثْتَ فِي الخَشَبَةِ، فَانْصَرِفْ بِالأَلْفِ الدِّينَارِ رَاشِدًا

(کچھ دنوں کے بعد جب وہ صاحب اپنے شہر آئے) تو قرض خواہ کے گھر آئے اور (یہ خیال کر کے کہ شاید وہ لکڑی نہ مل سکی ہو دوبارہ) ایک ہزار دینار ان کی خدمت میں پیش کر دیئے، اور کہا قسم اللہ کی! میں تو برابر اسی کوشش میں رہا کہ کوئی جہاز ملے تو تمہارا مال لے کر پہنچوں، لیکن اس دن سے پہلے جب کہ میں یہاں پہنچنے کے لئے سوار ہوا مجھے اپنی کوششوں میں کامیابی نہیں ہوئی، پھر انہوں نے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ کوئی چیز کبھی تم نے میرے نام بھیجی تھی؟ مقروض نے جواب دیا بتا تو رہا ہوں آپ کو کہ کوئی جہاز مجھے اس جہاز سے پہلے نہیں ملا، جس سے آج پہنچا ہوں، اس پر قرض خواہ نے کہا کہ پھر اللہ نے بھی آپ کا وہ قرض ادا کر دیا جسے آپ نے لکڑی میں بھیجا تھا، چنانچہ وہ صاحب اپنا ہزار دینار لے کر خوش خوش واپس لوٹ گئے۔ [1]

یہود کے خائن لوگوں کی بد دیانتی کا سبب یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں امیوں (غیر یہودی لوگوں) کا مال اگر ہم ہڑپ کر جائیں تو اس سلسلہ میں ہم

---

[1] صحیح بخاری کتاب الکفالة بَابُ الكَفَالَةِ فِي القَرْضِ وَالدُّيُونِ بِالأَبْدَانِ وَغَيْرِهَا ۲۲۹۱

پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات وہ محض جھوٹ گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ انہیں خوب معلوم ہے کہ اللہ نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو ناحق مال کھانے کو حرام قرار دیا ہے۔

عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ , أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنَّا نُصِيبُ فِي الْغَزْوِ مِنْ أَمْوَالِ أَهْلِ الذِّمَّةِ: الدَّجَاجَةَ وَالشَّاةَ " قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:فَتَقُولُونَ مَاذَا؟قَالُوا: نَقُولُ:لَيْسَ عَلَيْنَا بَأْسٌ فِي ذَلِكَ هَذَا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ:لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ , إِنَّهُمْ إِذَا أَدُّوا الْجِزْيَةَ لَمْ تَحِلْ لَكُمْ أَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِطِيبِ أَنْفُسِهِمْ

صعصعہ بن معاویہ سے روایت ہے ایک شخص نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہمیں بسااوقات میدان جنگ میں اہل ذمہ کے مال میں سے مرغی اور بکری وغیرہ مل جاتی ہے؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کے بارے میں پھر تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا ہم کہتے ہیں کہ اس کے بارے میں کوئی حرج نہیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ تو وہی بات ہوئی جو اہل کتاب نے کہی تھی کہ امیوں کے بارے میں ہم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا، وہ جب تمہیں جزیہ ادا کریں تو ان کا مال ان کی رضامندی کے بغیر تمہارے لیے حلال نہیں ہے۔ [۱]

اس دلیل کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ جب ان یہود و نصاریٰ کی دشمنی اور حسد اس حد تک بڑھا ہوا ہے تو ان سے کس طرح توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے حق میں اپنی زبان سے کوئی سچی بات نکالیں گے، یا پھر ان کی خیر خواہی کے لئے کوئی مشورہ دیں گے، اگر کبھی ان کے مشوروں میں کوئی خیر خواہی نکل آئے تو دراصل ان کے اندر مسلمانوں کے لئے کوئی نقصان ضرور پوشیدہ ہوگا۔

عَنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: لَمَّا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ:{ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ} [۲] قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ :كَذَبَ أَعْدَاءُ اللَّهِ مَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا وَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، إِلَّا الْأَمَانَةَ فَإِنَّهَا مُؤَدَّاةٌ إِلَى الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان کی اس اخلاقی حالت کا سبب یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں امیوں (غیر یہودی لوگوں) کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے دشمنوں نے جھوٹ کہا، زمانہ جاہلیت کی تمام چیزیں میرے قدموں تلے ہیں، سوائے امانت کے کہ وہ ہر صورت میں ادا کی جائے گی چاہے کسی نیکوکار کی ہو یا بدکار کی۔ [۳]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قیامت کے روز جب تمام انسانوں کے اعمال کی باز پرس ہوگی تو آخر کس وجہ سے ان کے اعمال کا مواخذہ نہ ہوگا؟ حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اللہ سے اپنے وعدہ الست کو پورا کرے گا، اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا، اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کرے گا، ایسے لوگ یقیناً مواخذہ الٰہی سے نہ صرف محفوظ رہیں گے، بلکہ وہ محبوب باری تعالیٰ بھی ہوں گے کیونکہ متقی، پرہیزگار لوگ اللہ کو پسند ہیں، جیسے فرمایا

---

[۱] تفسیر عبدالرزاق ۱/۳۹۸، تفسیر طبری ۶/۵۲۴

[۲] آل عمران: 75

[۳] تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۶۸۴، تفسیر ابن کثیر ۲/۵۳، تفسیر البیضاوی ۲/۲۴

۔۔۔إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ [1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

ان لوگوں کے برعکس وہ لوگ جو اللہ سے کیے ہوئے وعدہ الست اور اپنی قسموں کو پس پشت ڈال کر تھوڑے سے دنیاوی مفادات کے لئے نبی ﷺ پر ایمان نہیں لائے، اور وہ لوگ جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سودا بیچتے یا کسی کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں، تو ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، یعنی وہاں انہیں کوئی بھلائی اور خیر حاصل نہیں ہوگی، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان پر غضب ناک ہوگا اس لئے نہ ان سے کلام کرے گا، اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا، کیونکہ انہوں نے اپنی خواہش نفس کو رب کی رضا سے مقدم سمجھا ہے، اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا، بلکہ ان کے لیے تو سخت دردناک سزا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، هُوَ عَلَيْهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی ایسی جھوٹی قسم کھائے جس کے ذریعے وہ کسی مسلمان کے مال پر ناحق قبضہ کر لے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر بہت زیادہ غضب ناک ہوگا۔ [2]

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ،قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَأَعَادَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ: الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ أَوِ الْفَاجِرِ

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے لوگ ہیں جن سے نہ اللہ جل شانہ کلام کرے گا، اور نہ ان کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت سے دیکھے گا، اور نہ انہیں پاک کرے گا، میں نے یہ سن کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟ یہ تو بڑے گھاٹے اور نقصان میں پڑے، رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا، پھر جواب دیا کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، جھوٹی قسم سے اپنا سودا بیچنے والا، دے کر احسان جتلانے والا۔ [3]

---

[1] التوبة ۴

[2] صحیح بخاری کتاب المساقاة بَابُ الخُصُومَةِ فِي البِئْرِ وَالقَضَاءِ فِيهَا ۲۳۵۶،۲۳۵۷، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وَعِيدِ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِيَمِينٍ فَاجِرَةٍ بِالنَّارِ ۳۵۷ ،سنن ابن ماجه کتاب الاحکام بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَاجِرَةٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا ۲۳۲۳،سنن ابوداودکتاب الایمان والنذور بَابٌ فِيمَنْ حَلَفَ يَمِينًا لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا لِأَحَدٍ ۳۲۴۳،جامع ترمذی ابواب البیوع بَابُ مَا جَاءَ فِي اليَمِينِ الفَاجِرَةِ يُقْتَطَعُ بِهَا مَالُ الْمُسْلِمِ ۱۲۶۹، مصنف ابن ابی شیبه ۲۰۸۳۰، مسند احمد ۴۲۱۲

[3] مسند احمد ۲۱۳۱۸،سنن الدارمی ۲۶۴۷، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ إِسْبَالِ الْإِزَارِ، وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ، وَتَنْفِيقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلِفِ، وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

عَنْ أَبِيهِ عَدِيٍّ، قَالَ: خَاصَمَ رَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ يُقَالُ لَهُ: امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنُ عَابِسٍ، رَجُلًا مِنْ حَضَرَمَوْتَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَرْضٍ، فَقَضَى عَلَى الْحَضْرَمِيِّ بِالْبَيِّنَةِ، فَلَمْ تَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ، فَقَضَى عَلَى امْرِئِ الْقَيْسِ بِالْيَمِينِ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: إِنْ أَمْكَنْتَهُ مِنَ الْيَمِينِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَتْ وَاللَّهِ - أَوْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ - أَرْضِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ أَخِيهِ لَقِيَ اللَّهَ، وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ رَجَاءٌ: وَتَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا}[1] فَقَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ: مَاذَا لِمَنْ تَرَكَهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الْجَنَّةُ،قَالَ: فَاشْهَدْ أَنِّي قَدْ تَرَكْتُهَا لَهُ كُلَّهَا

عدی بن عمیرہ کندی سے مروی ہے قبیلہ کندہ کے امرؤالقیس بن عابس نامی ایک آدمی کارسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک زمین کے متعلق حضرت موت کے ایک آدمی سے جھگڑا ہوگیا، آپ ﷺ نے حضرمی کو گواہ پیش کرنے کی تلقین کی لیکن اس کے پاس گواہ نہیں تھے ، آپ ﷺ نے امرؤالقیس کو قسم کھانے کے لئے فرمایا، حضرمی کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ نے اسے قسم اٹھانے کی اجازت دے دی تو رب کعبہ کی قسم! یہ میری زمین لے جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس مقصد کے لئے جھوٹی قسم کھائے اس کے ذریعے اپنے بھائی کا مال ہتھیالے، تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس سے ناراض ہوگا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا تلاوت فرمائی، بیشک وہ لوگ جو اللہ کے وعدے اور اپنی قسموں کو تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ دیتے ہیں۔ امرؤالقیس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جو شخص اپنے حق کو چھوڑ دے اسے کیا ملے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت، امرؤالقیس نے کہا تو پھر آپ گواہ رہیے، میں نے ساری زمین اس کے حق میں چھوڑ دی۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيلِ فَضْلَ مَاءٍ عِنْدَهُ، وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ يَعْنِي كَاذِبًا، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا فَإِنْ أَعْطَاهُ وَفَى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے آدمیوں سے اللہ عزوجل قیامت کے روز کلام نہیں فرمائے گا ایک وہ آدمی جس نے کسی مسافر سے اپنا بقیہ پانی روک لیا ہو، دوسرا وہ جس نے عصر کے بعد کسی سودے پر جھوٹی قسم کھائی ہو، اور تیسرا وہ جس نے امام (اعلیٰ) سے بیعت کی ہو، اگر وہ اسے (دنیا کا مال) دیتا رہے تو اس کا وفادار رہے اور اگر نہ دے تو وفا نہ کرے۔[3]

أَلِيمٌ ۲۹۳، سنن ابوداودکتاب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ ۴۰۸۷، جامع ترمذی ابواب البیوع بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ كَاذِبًا ۱۲۱۱، سنن نسائی کتاب الزکوٰۃباب الْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى ۲۵۶۴، سنن ابن ماجہ كِتَابُ التِّجَارَاتِ باب بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَيْمَانِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ ۲۲۰۹

[1] ص:255 , آل عمران: 77

[2] مسند احمد ۱۷۷۱۶

[3] سنن ابوداود کتاب البیوع بَابٌ فِي مَنْعِ الْمَاءِ ۳۴۷۴، جامع ترمذی ابواب السیربَابُ مَا جَاءَ فِي نَكْثِ الْبَيْعَةِ ۱۵۹۵، مسند

وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ

یقیناً ان میں ایسا گروہ بھی ہے جو کتاب پڑھتے ہوئے اپنی زبان مروڑتا ہے تا کہ تم اسے کتاب ہی کی عبارت خیال کرو

وَ مَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ

حالانکہ دراصل وہ کتاب میں سے نہیں، اور یہ کہتے بھی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے حالانکہ دراصل

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۷۸ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ

وہ اللہ کی طرف سے نہیں وہ تو دانستہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں، کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالیٰ کتاب وحکمت

وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ

اور نبوت دے یہ لائق نہیں کہ پھر بھی وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو کہے گا کہ

كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝۷۹ وَ لَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا

تم سب رب کے ہو جاؤ، تمہارے کتاب سکھانے کے باعث اور تمہارے کتاب پڑھنے کے سبب، اور یہ نہیں (ہوسکتا) کہ

الْمَلٰٓئِكَةَ وَ النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۸۰ (آل عمران ۷۸ تا ۸۰)

وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم کرے، کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا۔

غلط تاویل اور تحریف کرنے والے لوگ: یہودی جنہوں نے اللہ کی کتاب تورات میں تحریف وتبدیلی تو کی ہی ہے، اس کے علاوہ کتاب کو پڑھتے ہوئے کسی خاص لفظ یا فقرے کو جو ان کے مفاد یا ان کے خود ساختہ عقائد ونظریات کے خلاف ہوتا ہے زبان کو مڑوڑ کر اس طرح پڑھتے ہیں کہ اس کا معنی کچھ کا کچھ بن جاتا ہے، جیسے امت مسلمہ میں جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی بشریت کے منکر ہیں وہ آیت کریمہ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ... ۝۱۱۰ [1]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا۔

میں اِنَّمَا کو اِنَّ مَا پڑھتے ہیں اور اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ اے نبی ﷺ! کہہ دو کہ تحقیق نہیں ہوں بشر تم جیسا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ جو کچھ ہم پڑھ رہے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے، حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا، وہ جان بوجھ کر جھوٹ بات اللہ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

احمد ۱۰۲۲۶

[1] الکہف ۱۱۰

وَقَالَ مُجَاهِدٌ، وَالشَّعْبِيُّ، وَالْحَسَنُ، وَقَتَادَةُ، وَالرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ: يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ قَالَ: يُحَرِّفُونَهُ،

مجاہد رحمہ اللہ، شعبی رحمہ اللہ، حسن رحمہ اللہ، قتادہ رحمہ اللہ اور ربیع بن انس رحمہ اللہ ''کتاب (تورات) کو زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے ہیں۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تورات میں تحریف کرتے ہیں۔ (۱)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: {يُحَرِّفُونَ} يُزِيلُونَ ، وَلَيْسَ أَحَدٌ يُزِيلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِنْ كُتُبِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَكِنَّهُمْ يُحَرِّفُونَهُ يَتَأَوَّلُونَهُ عَلَى غَيْرِ تَأْوِيله

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''وہ تحریف کرتے ہیں۔'' اور اس کو زائل کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں کسی کتاب کے ایک لفظ کو بھی زائل کر سکے لیکن یہ لوگ تحریف کرتے اور اس کی غلط تاویل کرتے ہیں۔ (۲)

وَقَالَ وَهَبُ بْنُ مُنَبِّه: إِنَّ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ كَمَا أَنْزَلَهُمَا اللَّهُ لَمْ يُغَيَّرْ مِنْهُمَا حَرْفٌ، وَلَكِنَّهُمْ يُضِلّونَ بِالتَّحْرِيفِ وَالتَّأْوِيلِ، وَكُتُبٍ كَانُوا يَكْتُبُونَهَا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ، {وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ} فَأَمَّا كُتُبُ اللَّهِ فَإِنَّهَا مَحْفُوظَةٌ وَلَا تُحَوَّلُ.

اور وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں تورات وانجیل کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح نازل فرمایا تھا ان میں سے کسی ایک حرف کو بھی بدلا نہیں جا سکا لیکن یہ لوگ اپنی تحریف و تاویل کے ذریعے سے لوگوں کو گمراہ کرتے تھے، اور اپنی طرف سے کتابیں لکھ کر کہتے تھے وہ اللہ کی طرف سے (نازل ہوا) ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا، جہاں تک اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا تعلق ہے تو وہ محفوظ ہیں انہیں بدلا نہیں جا سکتا۔ (۳)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ، فَإِنْ عَنَى وَهْب مَا بِأَيْدِيهِمْ مِنْ ذَلِكَ، فَلَا شَكَّ أَنَّهُ قَدْ دَخَلَهَا التَّبْدِيلُ وَالتَّحْرِيفُ وَالزِّيَادَةُ وَالنَّقْصُ، وَأَمَّا تَعْرِيبُ ذَلِكَ الْمُشَاهَدِ بِالْعَرَبِيَّةِ فَفِيهِ خَطَأٌ كَبِيرٌ، وَزِيَادَاتٌ كَثِيرَةٌ وَنُقْصَانٌ، ووَهْم فَاحِشٌ. وَهُوَ مِنْ بَابِ تَفْسِيرِ الْمُعَبَّرِ الْمُعْرَبِ، وفَهْم كَثِيرٍ مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ، بَلْ جَمِيعُهُمْ فَاسِدٌ. وَأَمَّا إِنْ عَنَى كُتُبَ اللَّهِ الَّتِي هِيَ كُتُبُهُ مِنْ عِنْدِهِ، فَتِلْكَ كَمَا قَالَ مَحْفُوظَةٌ لَمْ يَدْخُلْهَا شَيْءٌ.

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر وہب رحمہ اللہ کی مراد ان کتابوں سے ہے جو اس وقت اہل کتاب کے پاس موجود ہیں تو بلاشک وشبہ ان میں تبدیلی، تحریف اور کمی بیشی ہو چکی ہے، اور جہاں تک ان کے عربی تراجم کا تعلق ہے ان میں بھی بہت بڑی غلطیاں، بہت کمی بیشی اور بہت نمایاں اوہام ہیں، بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ عربی میں ترجمہ کرنے والوں نے ازخود اپنی طرف سے تفسیر ہی کو کتابوں میں داخل کر کے انہیں اصل باور کرانے کی کوشش کی ہے، جبکہ ان سب ترجمہ کرنے والوں کا فہم ہی فاسد ہے، اور اگر وہب کا مقصد ان کتابوں کی طرف اشارہ

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۶۹۹

(۲) صحیح بخاری کِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ قبل الحديث ۷۵۵۳

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۶۹۹

کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں تو وہ واقعی محفوظ ہیں ان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہے۔ [1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو رَافِعٍ الْقُرَظِيُّ حِينَ اجْتَمَعَتِ الْأَحْبَارُ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ: أَتُرِيدُ يَا مُحَمَّدُ أَنْ نَعْبُدَكَ كَمَا تَعْبُدُ النَّصَارَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ نَصْرَانِيٌّ، يُقَالُ لَهُ الرَّئِيسُ أَوَذَاكَ تُرِيدُ مِنَّا يَا مُحَمَّدُ وَإِلَيْهِ تَدْعُونَا؟ أَوْ كَمَا قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَعْبُدَ غَيْرَ اللَّهِ، أَوْ نَأْمُرَ بِعِبَادَةِ غَيْرِهِ، مَا بِذَلِكَ بَعَثَنِي، وَلَا بِذَلِكَ أَمَرَنِي

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ابو رافع قرظی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب یہودیوں اور نجرانی نصرانیوں کے علماء جمع ہوئے اور آپ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی، تو ابو رافع قرظی کہنے لگا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح نصرانیوں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی عبادت کی ہم بھی آپ کی عبادت کریں؟ تو نجران کے ایک نصرانی نے بھی جسے رئیس کہا جاتا تھا یہی کہا کہ کیا آپ کی یہی خواہش ہے؟ اور یہی دعوت ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اللہ۔ نہ ہم خود اللہ وحدہ لاشریک کے سوا دوسرے کی پوجا کریں نہ کسی اور کو اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت کی تعلیم دیں، نہ میری پیغمبری کا یہ مقصد ہے اور نہ مجھے اللہ حاکم اعلیٰ کا یہ حکم ہے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ کسی انسان کا یہ کام نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اس کو کتاب وحکمت اور نبوت سے سرفراز فرمائے اور وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ۔ [2]

بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ سچے ربانی بنو جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔

الضَّحَّاكَ، يَقُولُ فِي قَوْلِهِ: ﴿كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ﴾ [3] قَالَ: حَقٌّ عَلَى مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ أَنْ يَكُونَ فَقِيهًا

امام ضحاک رحمہ اللہ ''تم سب رب کے ہو جاؤ، تمہارے کتاب سکھانے کے باعث اور تمہارے کتاب پڑھنے کے سبب۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں جو شخص قرآن کا علم حاصل کرے تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ فقیہ بھی ہو۔ [4]

وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ فرشتوں کو یا پیغمبروں کو اپنا رب بنالو، کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جب کہ تم مسلم ہو، انبیائے کرام تو صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی کی طرف دعوت دیتے ہیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۶۵

[2] تفسیر طبری ۵/۵۲۱

[3] آل عمران: 79

[4] تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۶۹۲

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ [۱]

ترجمہ: ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ [۲]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو، اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہوگئی، پھر ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہو چکا ہے۔

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ [۳]

ترجمہ: اور عنقریب تم لوگوں کو اس کی جواب دہی کرنی ہوگی، تم سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے تھے ان سب سے پوچھ دیکھو کیا ہم نے خدائے رحمان کے سوا کچھ دوسرے معبود بھی مقرر کیے تھے کہ ان کی بندگی کی جائے؟۔

اور فرشتوں کے حوالے سے بات کرتے ہوئے فرمایا

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ [۴]

ترجمہ: اور جو ان میں سے کوئی کہہ دے کہ اللہ کے سوا میں بھی ایک الٰہ ہوں تو اسے ہم جہنم کی سزا دیں، ہمارے ہاں ظالموں کا یہی بدلہ ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب وحکمت سے دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے

مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ

جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لیے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے، فرمایا کہ

ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ

تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے، فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی

---

[۱] الانبیاء۲۵

[۲] النحل۳۶

[۳] الزخرف۴۵

[۴] الانبیاء۲۹

الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨١﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٨٢﴾ (آل عمران ۸۲،۸۱)

تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں، پس اس کے بعد بھی جو پلٹ جائیں وہ یقیناً پورے نافرمان ہیں۔

انبیاء سے عہد و میثاق: یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے ارواح بنی آدم سے اپنی ربوبیت اور الوہیت کا حلف لیا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، اس وقت سب نے اقرار کیا تھا کہ آپ ہی ہمارے رب ہیں، جیسے فرمایا

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٧٢﴾ [1]

ترجمہ: اور اے نبی! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں ہم اس پر گواہی دیتے ہیں، یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔

بنی آدم سے عہد لینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو پیغمبر بھیجنے تھے ان سے بھی پختہ عہد و پیمان لیا تھا کہ ہم نے تمہیں کتاب، اس کی عملی تشریح اور نبوت سے نوازا ہے اور حکمت کے بارے میں فرمایا

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ... ﴿٢٦٩﴾ [2]

ترجمہ: جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت ملی اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی۔

اگر تمہاری زندگی اور دور نبوت میں کوئی دوسرا رسول اس دین کی تبلیغ و اقامت کے بھیجا جائے جس کی تبلیغ و اقامت پر تم مامور ہو تو تم کو اس پر ایمان لانا ہوگا، اور اس کی مدد کرنی ہوگی، یعنی تمام انبیاء کرام کا راستہ ایک ہی راستہ ہے، سب کے عقائد ایک ہی ہیں، اس لئے کہ سب عقائد کا مصدر و منبع اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے، اسی نے سب کو ایک جیسی تعلیم دی ہیں، بعد میں لوگوں نے ان کو بدل ڈالا اور ان میں تحریف کر ڈالی، یہ ارشاد فرما کر اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے عہد و میثاق کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو؟۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَمُجَاهِدٌ، وَالرَّبِيعُ، وَقَتَادَةُ، وَالسُّدِّيُّ: يَعْنِي عَهْدِي.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مجاہد رحمہ اللہ، ربیع رحمہ اللہ، قتادہ رحمہ اللہ اور سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں إِصْرِی سے مراد میرا عہد ہے۔ [3]

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَوْلُهُ {أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَٰلِكُمْ إِصْرِي} أَيْ ثِقَلَ مَا حُمِّلْتُمْ مِنْ عَهْدِي

[1] الاعراف ۱۷۲

[2] البقرة ۲۶۹

[3] تفسیر ابن ابی حاتم ۶۹۵،۲

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو۔'' اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا تم نے میرے شدید تاکید والے اس عہد و قرار کو تسلیم کیا؟۔ [1]

انہوں نے کہا ہاں، ہم اقرار کرتے ہیں، اللہ نے فرمایا اچھا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عَمِّهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا أُخِذَ عَلَيْهِ الْمِيثَاقُ، لئن بَعَث محمدًا وَهُوَ حَيٌّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ وَلَيَنْصُرَنَّهُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب اور ان کے عم زاد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی انبیائے کرام مبعوث فرمائے ان میں سے ہر ہر نبی سے یہ عہد و پیمان لیا تھا کہ اگر ان کی زندگی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر دیا گیا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ضرور ایمان لانا ہو گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور مدد کرنی ہو گی۔ [2]

چنانچہ اسی عہد کی بنا پر ہر پیغمبر اپنی امت کو بعد میں آنے والے نبی کی خبر دیتا رہا ہے اور اس کا ساتھ دینے کی تلقین کرتا رہا ہے،

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ [3]

ترجمہ: اور یاد کرو عیسیٰ ابن مریم کی وہ بات جو اس نے کہی تھی کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہو گا، مگر جب وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا یہ صریح دھوکا ہے۔

لیکن قرآن و حدیث میں یہ کہیں ثابت نہیں کہ سید کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا عہد لیا گیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بعد میں کسی نبی یا رسول کی خبر دی ہو اور اس کی مدد کی ہدایت فرمائی ہو، اہل کتاب کو تنبیہ فرمائی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے تم اللہ کے عہد کو توڑ رہے ہو جو انبیاء سے لیا گیا تھا لہٰذا تم اللہ کی اطاعت سے نکل چکے ہو، جس کی سزا جہنم کا دردناک عذاب ہے۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَ لَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

کیا وہ اللہ کے دین کے سوا اور دین کی تلاش میں ہیں؟ حالانکہ تمام آسمانوں اور سب زمین والے اللہ تعالیٰ ہی کے

طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

فرماں بردار ہیں خوشی سے ہوں یا ناخوشی سے سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے، آپ کہہ دیجئے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۶۹۵/۲

[2] تفسیر طبری ۵۵۵/۶

[3] الصف ۶

وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ

اور جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے اور جو کچھ ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) پر

وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى

اور یعقوب (علیہ السلام) پر اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور جو کچھ موسیٰ و عیسیٰ (علیہم السلام) پر

وَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ

اور دوسرے (انبیاء علیہم السلام) اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ان سب پر ایمان لائے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان

مِّنْهُمْ ۫ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ

فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار ہیں، جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین

يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ (آل عمران ۸۳ تا ۸۵)

قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا۔

اب کیا یہ لوگ اللہ کے دین کو چھوڑ کر کسی اور دین کی تلاش میں ہیں، حالانکہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں اللہ کی مخلوق اور اس کی محکوم ہیں، اور انہوں نے اپنی خوشی سے اللہ کی اطاعت قبول کر لی ہے، جیسے فرمایا

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ [1]

ترجمہ: وہ تو اللہ ہی ہے جس کو زمین و آسمان کی ہر چیز طوعاً و کرہاً سجدہ کر رہی ہے اور سب چیزوں کے سائے صبح و شام اس کے آگے جھکتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ [2]

ترجمہ: اور کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کو بھی نہیں دیکھتے کہ اس کا سایہ کس طرح اللہ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں گرتا ہے؟ سب کی سب اس طرح اظہارِ عجز کر رہے ہیں۔

یعنی اس عظیم الشان کائنات کی ہر چیز تو اللہ کی اطاعت و بندگی کر رہی ہے تم اسلام کو چھوڑ کر کس دین کے خواہش مند اور طالب ہو؟۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: عَجِبَ اللَّهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ فِي السَّلاَسِلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے لوگوں پر اللہ کو تعجب ہو گا جو جنت میں داخل ہوں گے حالانکہ دنیا میں اپنے کفر کی

[1] الرعد ۱۵

[2] النحل ۴۸

وجہ سے وہ بیڑیوں میں تھے۔ [1]

یعنی مسلمانوں نے کافروں کو پکڑ کر بیڑیوں میں قید کر دیا پھر وہ مسلمان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر تعجب کرے گا کہ یہ لوگ اپنے کفر کی وجہ سے پابہ زنجیر ہوئے اور پھر خوشی سے اسلام لاکر فوراً ہی شہید ہو کر جنت میں داخل ہو گئے۔

اور ایک وقت مقررہ پر اسی وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں ہم نے پیش ہونا ہے؟ اے نبی! کہو کہ ہم اپنے خالق، مالک اور رازق اللہ وحدہ لاشریک کو مانتے ہیں، اس کتاب قرآن مجید کو مانتے ہیں جو ہماری ہدایت و رہنمائی کے لئے پیغمبر آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی ہے، اور ان کتابوں اور صحیفوں کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں، اور ان ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں، ہم تمام رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے درمیان فرق نہیں کرتے، یعنی کسی نبی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں، کسی کو جھوٹا کہیں اور کسی کو سچا، اور ہم تعصّبات اور حمیت جاہلیہ سے پاک اللہ کے تابع فرمان ہیں، اس فرماں برداری یعنی اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور دین پر چلے گا اس کا وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایسا کام کرے جس کے لئے ہمارا حکم نہ ہو (یعنی دین میں ایسا عمل نکالے) تو وہ مردود ہے۔ [2]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ

ایک روایت میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ الفاظ مروی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ہمارے دین میں از خود کوئی ایسی چیز نکالی جو اس میں نہیں تھی تو وہ رد ہے۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ الأُسَارَى فِي السَّلاَسِلِ ۳۰۱۰

[2] صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَابُ إِذَا اجْتَهَدَ العَامِلُ أَوِ الحَاكِمُ، فَأَخْطَأَ خِلاَفَ الرَّسُولِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ، فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ، صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ بَابُ نَقْضِ الْأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ، وَرَدِّ مُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ ۴۴۹۳، مسند احمد ۲۵۴۷۲

[3] صحیح بخاری کتاب الصلح بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ ۲۶۹۷، صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ بَابُ نَقْضِ الْأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ، وَرَدِّ مُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ ۴۴۹۲، سنن ابوداودکتاب السنۃ بَابٌ فِي لُزُومِ السُّنَّةِ ۴۶۰۶، سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ بَابُ تَعْظِيمِ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّغْلِيظِ عَلَى مَنْ عَارَضَهُ ۱۴، مسند احمد ۲۶۰۳۳، صحیح ابن حبان ۲۶

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کیسے ہدایت دے گا جو اپنے ایمان لانے اور رسول کی حقانیت کی گواہی دینے اور اپنے پاس

الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۶ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ

روشن دلیلیں آجانے کے بعد کافر ہو جائیں، اللہ تعالیٰ ایسے بے انصاف لوگوں کو راہ راست پر نہیں لاتا، ان کی تو یہی سزا ہے

اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝۸۷ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ

کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، جس میں یہ ہمیشہ پڑے رہیں گے

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۸۸ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

نہ تو ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا نہ انہیں مہلت دی جائے گی، مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ

وَ اَصْلَحُوْا ۫ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۸۹ (آل عمران ۸۶ تا ۸۹)

اور اصلاح کرلیں تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ ان لوگوں کو ہدایت بخش دے جنہوں نے نعمت ایمان پالینے کے بعد پھر کفر اختیار کیا، حالانکہ وہ خود ان کے علماء اس بات پر گواہی دے چکے ہیں کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ نبی برحق ہیں، اور جو تعلیم آپ لائے ہیں وہ وہی تعلیم ہے جو پچھلے انبیاء لاتے رہے ہیں، مگر انہوں نے محض تعصّبات، ہٹ دھرمی، فطری دشمنی حق اور خواہش نفس میں مبتلا ہو کر تکذیب کی راہ اختیار کی، اور ظالموں کو ہدایت دے دینا اللہ کی سنت نہیں ہے، ان کے اس کفر و گمراہی کا صحیح بدلہ یہی ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، یہ ہمیشہ اسی حالت میں رہیں گے، اللہ تعالیٰ لحظہ بھر نہ ان کی سزا میں تخفیف کرے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ وَلَحِقَ بِالشِّرْكِ، ثُمَّ تَنَدَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَى قَوْمِهِ، سَلُوا لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَجَاءَ قَوْمُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: إِنَّ فُلَانًا قَدْ نَدِمَ وَإِنَّهُ أَمَرَنَا أَنْ نَسْأَلَكَ: هَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَنَزَلَتْ: {كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ} [1] إِلَى قَوْلِهِ {غَفُورٌ رَحِيمٌ} [2] " فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأَسْلَمَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انصار کا ایک شخص (حارث بن سوید) مسلمان ہوا اور پھر مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جاملا، لیکن جلد ہی اسے اپنے اس عمل پر ندامت ہوئی تو اس نے لوگوں کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام پہنچایا کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس

[1] آل عمران: 86

[2] البقرة: 173

پر یہ آیات نازل ہوئی

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کیسے ہدایت دے گا جو اپنے ایمان لانے اور رسول کی حقانیت کی گواہی دینے اور اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد کافر ہو جائیں، اللہ تعالیٰ ایسے بے انصاف لوگوں کو راہ راست پر نہیں لاتا، ان کی تو یہی سزا ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، جس میں یہ ہمیشہ پڑے رہیں گے نہ تو ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا نہ انہیں مہلت دی جائے گی، مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کر لیں تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔'' اس کی قوم نے اسے کہلوا بھیجا اور وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ [1]

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: جَاءَ الْحَارِثُ بْنُ سُوَيد فَأَسْلَمَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ كَفَرَ الْحَارِثُ فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ: { كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ } إِلَى قَوْلِهِ: { إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ } قَالَ: فَحَمَلَهَا إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَقَرَأَهَا عَلَيْهِ. فَقَالَ الْحَارِثُ: إِنَّكَ وَاللَّهِ مَا علمتُ لَصَدُوقٌ، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَصْدَقُ مِنْكَ، وَإِنَّ اللَّهَ لَأَصْدَقُ الثَّلَاثَةِ. قَالَ: فَرَجَعَ الْحَارِثُ فَأَسْلَمَ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ.

اور مسند عبد الرزاق میں ہے حارث بن سوید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا، پھر قوم میں مل گیا اور اسلام سے پھر گیا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ''کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ ان لوگوں کو ہدایت بخشے جنھوں نے نعمت ایمان پا لینے کے بعد پھر کفر اختیار کیا۔'' اس کی قوم کے ایک شخص نے یہ آیتیں اسے پڑھ کر سنائیں، تو حارث نے کہا جہاں تک میرا خیال ہے اللہ کی قسم تو سچا ہے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو تجھ سے بہت ہی زیادہ سچے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سب سچوں سے زیادہ سچا ہے، پھر حارث رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ آئے، اسلام لائے اور بہت اچھی طرح اسلام کو نبھایا۔ [2]

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ج

بیشک جو لوگ اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کریں پھر کفر میں بڑھ جائیں ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی

وَ أُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ مَاتُوا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ

یہی گمراہ لوگ ہیں، ہاں جو لوگ کفر کریں اور مرتے دم تک کافر رہیں ان میں سے کوئی اگر

مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ط أُولَٰئِكَ لَهُمْ

رر زمین بھر سونا دے گو فدیے میں ہی ہو تو بھی ہرگز قبول نہ کیا جائے گا یہی لوگ ہیں جن کے لیے ت

[1] سنن نسائی کتاب المحاربہ باب تَوْبَةُ الْمُرْتَدِّ ٤٠٧٣، صحیح ابن حبان ٤٤٧٧، مستدرک حاکم ٨٠٩٢، تفسیر ابن کثیر ٢/٧٠

[2] تفسیر ابن کثیر ٢/٧١، تفسیر طبری ٦/٥٧٦

عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ (آل عمران۹۱،۹۰)

تکلیف دینے والا عذاب ہے اور جن کا کوئی مددگار نہیں۔

جب سانس ختم ہونے کو ہوں تو توبہ قبول نہیں ہوگی: اللہ تعالیٰ نے وعید اور خوف دلاتے ہوئے فرمایا مگر جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا، پھر دعوت حق کی عملاً مخالفت ومزاحمت کی، اللہ کے بندوں کو راہ راست سے روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، دعوت حق کا راستہ روکنے کے لئے لوگوں کے دلوں میں دین حق کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کیے، بدگمانیاں پھیلائیں، اگر وہ موت کے وقت توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہ کی جائے گی، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بار بار توبہ کی اہمیت اور قبولیت کو بیان فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ (۱)

ترجمہ: وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں سے درگزر فرماتا ہے حالانکہ تم لوگوں کے سب افعال کا اُسے علم ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ (۲)

ترجمہ: کیا اِن لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خیرات کو قبولیت عطا فرماتا ہے، اور یہ کہ اللہ بہت معاف کرنے والا اور رحیم ہے؟۔

مگر جب سکرات موت کا وقت آجائے تو پھر توبہ قبول نہیں کی جاتی۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰٓىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ (۳)

ترجمہ: مگر توبہ ان لوگوں کے لیے نہیں ہے جو بُرے کام کیے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے اس وقت وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی، اور اسی طرح توبہ ان لوگوں کے لیے بھی نہیں ہے جو مرتے دم تک کافر رہیں، ایسے لوگوں کے لیے تو ہم نے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک اسے موت کا اچھو نہ لگے۔ (۴)

---

(۱) الشوریٰ۲۵

(۲) التوبة۱۰۴

(۳) النساء۱۸

(۴) مسنداحمد۶۱۶۰، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ بِعِبَادِهِ ۳۵۳۷، سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ التَّوْبَةِ۴۲۵۳، صحیح ابن حبان۶۲۸، مستدرک حاکم۷۶۵۹، شعب الایمان۶۶۶۱، شرح السنة للبغوی۱۳۰۶

ایسے لوگ تو پکے گمراہ ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ قَوْمًا أَسْلَمُوا ثُمَّ ارْتَدُّوا، ثُمَّ أَسْلَمُوا ثُمَّ ارْتَدُّوا، فَأَرْسَلُوا إِلَى قَوْمِهِمْ يَسْأَلُونَ لَهُمْ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ:{إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ}

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگ مسلمان ہوئے پھر مرتد ہو گئے، پھر مسلمان ہو گئے پھر مرتد ہو گئے، تو انہوں نے اپنی قوم کی طرف پیغام بھیج کر اپنے بارے میں پوچھا، چنانچہ انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آیت کریمہ '' بیشک جو لوگ اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کریں پھر کفر میں بڑھ جائیں ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی یہی گمراہ لوگ ہیں۔'' نازل ہو گئی۔ (۱)

یقین رکھو جن لوگوں نے دعوت حق کی تکذیب کی اور اسی حالت میں جان دی، ان میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو عذاب جہنم سے بچانے کے لیے روئے زمین بھر کا بھی سونا فدیہ میں دے تو اسے قبول نہ کیا جائے گا، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿١٢٣﴾ (۲)

ترجمہ: اور ڈرو اس دن سے، جب کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا، نہ کسی سے فدیہ قبول کیا جائے گا، نہ کوئی سفارش ہی آدمی کو فائدہ دے گی ، اور نہ مجرموں کو کہیں سے کوئی مدد پہنچ سکے گی۔

قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ﴿٣١﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، میرے جو بندے ایمان لائے ہیں ان سے کہہ دو کہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے (راہ خیر میں) خرچ کریں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ دوست نوازی ہو سکے گی۔

عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَيُطْعِمُ الْمِسْكِينَ، فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ؟ قَالَ: لَا يَنْفَعُهُ، إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا: رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جدعان کا بیٹا جاہلیت کے زمانہ میں ناتے جوڑتا تھا (یعنی ناتے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا) اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام اس کو (قیامت کے دن) فائدہ دیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کچھ فائدہ نہ دیں گے اس نے کبھی یوں نہ کہا کہ اے پروردگار! میرے گناہوں کو

(۱) الدر المنثور ۲۵۸/۲

(۲) البقرۃ ۱۲۳

(۳) ابراہیم ۳۱

قیامت کے دن بخش دے۔ [١]

عَنْ أَنَسٍ، يَرْفَعُهُ: إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا: لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ، أَنْ لاَ تُشْرِكَ بِي، فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص سے پوچھے گا جسے دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب دیا گیا ہوگا اگر دنیا میں تمہاری کوئی چیز ہوتی تو کیا تو اس عذاب سے نجات پانے کے لئے اسے بدلے میں دے سکتا تھا؟ وہ شخص کہے گا جی ہاں! اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو آدم کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بھی معمولی چیز کا مطالبہ کیا تھا (روز ازل میں) کہ میرا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرانا، لیکن (جب تو دنیا میں آیا تو) اسی شرک کا عمل اختیار کیا۔ [٢]

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِالرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ كَيْفَ وَجَدْتَ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ خَيْرُ مَنْزِلٍ، فَيَقُولُ: سَلْ وَتَمَنَّ، فَيَقُولُ: مَا أَسْأَلُ وَأَتَمَنَّى إِلَّا أَنْ تَرُدَّنِي إِلَى الدُّنْيَا، فَأُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ، وَيُؤْتَى بِالرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيَقُولُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ، كَيْفَ وَجَدْتَ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ، شَرُّ مَنْزِلٍ، فَيَقُولُ لَهُ: أَتَفْتَدِي مِنْهُ بِطِلَاعِ الْأَرْضِ ذَهَبًا؟ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ، نَعَمْ، فَيَقُولُ: كَذَبْتَ، قَدْ سَأَلْتُكَ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ وَأَيْسَرَ، فَلَمْ تَفْعَلْ فَيُرَدُّ إِلَى النَّارِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ایسے جنتی کو لایا جائے گا جس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہو تم نے کیسی جگہ پائی؟ وہ جواب دے گا اللہ بہت ہی بہتر، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا اور کچھ مانگنا ہو تو مانگو، دل میں جو تمنا ہو کہو، تو یہ کہے گا باری تعالیٰ میری صرف یہی تمنا ہے اور میرا یہی ایک سوال ہے کہ مجھے دنیا میں پھر بھیج دے، میں تیری راہ میں جہاد کروں اور پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ ہو جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، دس مرتبہ ایسا ہی ہو کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت اور شہید کے مرتبے دیکھ چکا ہو گا، اسی طرح ایک جہنمی کو بلایا جائے گا اور اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! تو نے اپنی جگہ کیسے پائی؟ وہ کہے گا اللہ بہت ہی بری، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا ساری زمین بھر کر سونا دے کر ان عذابوں سے چھوٹنا تجھے پسند ہے؟ وہ کہے گا ہاں اے باری تعالیٰ، اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے، میں نے تو اس سے بہت ہی کم اور بالکل آسان چیز تجھ سے طلب کی تھی لیکن تو نے اسے بھی نہ کیا، چنانچہ وہ جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ [٣] ایسے لوگوں کے لیے دردناک سزا تیار ہے اور وہ اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔

---

[١] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مِنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلٌ ٥١٨، صحیح ابن حبان ٣٣١، مسند احمد ٢٤٦٢١، مستدرک حاکم ٣٥٢٦

[٢] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ ٣٣٣٤، مسند احمد ١٢٣١٢

[٣] مسند احمد ١٣١٦٢

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

جب تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ

بِهٖ عَلِيْمٌ ۝۹۲ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ

بخوبی جانتا ہے، تورات کے نزول سے پہلے (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) نے جس چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا

اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ

اس کے سوا تمام کھانے بنی اسرائیل پر حلال تھے، آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو تورات لے آؤ

فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۹۳ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

اور پڑھ کر سناؤ، اس کے بعد بھی جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھیں

فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹۴ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

وہ ہی ظالم ہیں، کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے تم سب ابراہیم حنیف کی ملت

وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۹۵ (آل عمران ۹۲تا۹۵)

کی پیروی کرو جو مشرک نہ تھے۔

سب سے زیادہ محبوب چیزاور صدقہ: نیکی کے بارے میں یہود کے جو تصورات تھے ان کارد کرتے ہوئے فرمایا تم لوگ اس وقت تک بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے، یعنی جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔

قَالَ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ التَّأْوِيلِ: الْبِرُّ الْجَنَّةُ؛

اکثر اہل تاویل الْبِرّ سے جنت مراد لیتے ہیں۔[1]

جب تک کہ اپنی وہ چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جنہیں تم محبوب رکھتے ہو، اللہ تمہیں تنگی میں نہیں ڈالتا اس لئے جو اچھی یا بری چیز تم خرچ کرو گے اللہ اس سے بے خبر نہ ہو گا اور وہ اس کے مطابق تمہیں جزا عطا فرمائے گا۔

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ المَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ،

[1] تفسیر طبری ۶/۵۸۷

قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: {لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ} [۱] قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: {لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ} [۲] وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ، أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَخٍ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں اپنے کھجور کے باغات کی وجہ سے انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور اپنے باغات میں سب سے زیادہ پسند انہیں بیرحاء کا باغ تھا، یہ باغ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت کریمہ " تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی محبوب چیز خرچ نہ کرو۔" نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے " تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی محبوب چیز خرچ نہ کرو۔" اور مجھے بیرحاء کا باغ سب سے زیادہ محبوب ہے، اس لئے میں اسے اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے صدقہ کرتا ہوں، اور اس کی نیکی اور اس کے ذخیرہ آخرت ہونے کا امیدوار ہوں، اللہ کے حکم سے جہاں آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کریں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب! یہ تو بڑا ہی آمدنی کا مال ہے، یہ تو بہت ہی نفع بخش مال ہے، اور جو بات تم نے کہی میں نے وہ سن لی اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے نزدیکی رشتہ داروں میں تقسیم کردو، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایسا ہی کروں گا، چنانچہ انہوں نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے لڑکوں میں تقسیم کر دیا۔ [۳]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ بِخَيْبَرَ أَرْضًا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ، فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا، فَتَصَدَّقَ عُمَرُ أَنَّهُ لاَ يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلاَ يُوهَبُ وَلاَ يُورَثُ فِي الفُقَرَاءِ، وَالقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيلِ، لاَ جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ، أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک زمین ملی (جس کا نام ثمغ تھا) تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایک زمین ملی ہے اور اس سے عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا تھا، میں اسے اللہ کی راہ میں

[۱] آل عمران: 92

[۲] آل عمران: 92

[۳] صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الأَقَارِبِ۱۴۶۱، صحیح مسلم کتاب الزکاۃ بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقْرَبِينَ وَالزَّوْجِ وَالْأَوْلَادِ، وَالْوَالِدَيْنِ وَلَوْ كَانُوا مُشْرِكِينَ۲۳۱۵، مسند احمد۱۲۴۳۸، سنن الدارمی۱۶۹۵، السنن الکبری للنسائی ۱۱۰۰۰، صحیح ابن حبان ۳۳۴۰، تفسیرابن کثیر۲/۷۳، تفسیرابن ابی حاتم۳/۷۰۳، تفسیر البغوی ۲/۶۷

دینا چاہتا ہوں اس کے بارے میں آپ مجھے مشورہ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہے تو اصل جائداد اپنے قبضے میں رکھ لو اور اس کے منافع کو خیرات کر دو چنانچہ سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس شرط کے ساتھ صدقہ (وقف) کیا کہ اصل زمین نہ بیچی جائے، نہ ہبہ کی جائے اور نہ وراثت میں کسی کو ملے، اور فقراء، رشتہ دار، غلام آزاد کرانے، اللہ کی راہ میں (مجاہدوں) مہمانوں اور مسافروں کے لئے (وقف ہے) جو شخص بھی اس کا متولی ہو اگر دستور کے مطابق اس میں سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ مال جمع کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ [1]

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَضَرَتْنِي هَذِهِ الْآيَةُ: {لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ} فذكرتُ مَا أَعْطَانِي اللَّهُ، فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا أحبَّ إِلَيَّ مِنْ جَارِيَةٍ رُومِيَّة، فقلتُ، هِيَ حُرَّة لِوَجْهِ اللَّهِ. فَلَوْ أَنِّي أَعُودُ فِي شَيْءٍ جَعَلْتُهُ لِلَّهِ لنكَحْتُها، يَعْنِي تَزَوَّجتُها .

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس آیت کی تلاوت کر کے سوچا تو مجھے کوئی چیز ایک کنیز سے زیادہ پیاری نہ تھی میں نے اس لونڈی کو اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا، اب تک بھی میرے دل میں اس کی ایسی محبت ہے کہ اگر کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے نام پر دے کر پھر لوٹا لینا جائز ہو تو میں کم از کم اس سے نکاح کر لیتا۔ [2]

جب علماء یہود کوئی اصولی اعتراض نہ کر سکے تو انہوں نے فقہی اعتراضات شروع کر دیے، یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے اعتراض کیا کہ آپ دین ابراہیمی کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اونٹ کا گوشت بھی کھاتے ہیں، جبکہ اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ دین ابراہیمی میں حرام تھا، اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس دعویٰ کو غلط بتلایا اور اعتراض کا جواب فرمایا کہ کھانے کی یہ ساری چیزیں جو شریعت محمدی میں حلال ہیں بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں، البتہ بعض چیزیں ایسی تھیں جنہیں تورات کے نازل کیے جانے سے پہلے یعقوب علیہ السلام نے خود (ایک نذر یا بیماری کی وجہ سے) اپنے اوپر اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ حرام کر لیا تھا، اور ان کے بعد ان کی اولاد نے بھی (آپ کے احترام میں) اس سے اجتناب کیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَقْبَلَتْ يَهُودُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّا نَسْأَلُكَ عَنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ، فَإِنْ أَنْبَأْتَنَا بِهِنَّ، عَرَفْنَا أَنَّكَ نَبِيٌّ وَاتَّبَعْنَاكَ، فَأَخَذَ عَلَيْهِمْ مَا أَخَذَ إِسْرَائِيلُ عَلَى بَنِيهِ، إِذْ قَالُوا: اللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ، قَالَ:هَاتُوا قَالُوا: أَخْبِرْنَا عَنْ عَلَامَةِ النَّبِيِّ، قَالَ:تَنَامُ عَيْنَاهُ، وَلا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالُوا: أَخْبِرْنَا كَيْفَ تُؤَنِّثُ الْمَرْأَةُ، وَكَيْفَ تُذْكِرُ؟ قَالَ:يَلْتَقِي الْمَاءَانِ، فَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ أَذْكَرَتْ، وَإِذَا عَلَا مَاءُ الْمَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ آنَثَتْ قَالُوا: أَخْبِرْنَا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَى نَفْسِهِ؟ قَالَ:كَانَ يَشْتَكِي عِرْقَ النَّسَا، فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُلَائِمُهُ إِلا أَلْبَانَ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ الْوَقْفِ كَيْفَ يُكْتَبُ؟۲۷۷۲، صحیح مسلم کتاب الوصیۃ بَابُ الْوَقْفِ۴۲۲۴،سنن ابوداودکتاب الوصایا بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُوقِفُ الْوَقْفَ ۲۸۷۸ ،جامع ترمذی ابواب الاحکام بَابٌ فِي الْوَقْفِ ۱۳۷۵،سنن نسائی كِتَابُ الْأَحْبَاسِ باب الْأَحْبَاسُ كَيْفَ يُكْتَبُ الْحُبْسُ، وَذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى ابْنِ عَوْنٍ فِي خَبَرِ ابْنِ عُمَرَ فِيهِ۳۶۲۷ ،سنن ابن ماجہ کتاب الصدقات بَابُ مَنْ وَقَفَ۲۳۹۷، مسنداحمد۴۶۰۸، ۵۱۷۹، صحیح ابن حبان۴۹۰۱

[2] تفسیر ابن کثیر ۲/۷۴بحوالہ مسندالبزار

كَذَا وَكَذَا قَالَ أَبِي :قَالَ بَعْضُهُمْ: يَعْنِي الْإِبِلَ فَحَرَّمَ لُحُومَهَا، قَالُوا: صَدَقْتَ،

اس سلسلہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگے اے ابو القاسم ! ہم آپ سے پانچ سوال کرنا چاہتے ہیں اگر آپ صحیح جواب دے دیں تو آپ جان جائیں گے کہ آپ نبی ہیں اور ہم آپ کی پیروی کریں گے تو اس پر آپ نے ان سے عہد لیا جیسا کہ اسرائیل نے اپنے بیٹوں سے لیا تھا جب انہوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ اللہ ہی ہماری باتوں کا ضامن ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اپنے سوالات پیش کرو، فرمایا نبی کی علامت کیا ہیں؟ فرمایا نبی کی نیند میں آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل جاگتا رہتا ہے، انہوں نے دوسرا سوال یہ پوچھا کہ یہ بتایئے کہ بچہ مونث اور مذکر کس طرح بنتا ہے؟ فرمایا مرد کا پانی سفید رنگ اور گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا پانی زردی مائل پتلا ہوتا ہے، دونوں میں سے جو اوپر آجائے اس پر نر مادہ ہوتی ہے، اور شکل وشباہت میں بھی اسی پر جاتی ہے، پھر تیسرا سوال پوچھا کہ بتلائیں اسرائیل علیہ السلام نے کیا چیز اپنے اوپر حرام کی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اسرائیل علیہ السلام سخت بیمار ہوئے تو نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے شفا دے گا تو میں کھانے پینے کی سب سے پیاری چیز چھوڑ دوں گا، جب شفایاب ہو گئے تو اونٹ کا گوشت اور دودھ چھوڑ دیا،

قَالُوا: أَخْبِرْنَا مَا هَذَا الرَّعْدُ؟ قَالَ:مَلَكٌ مِنْ مَلَائِكَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ بِيَدِهِ أَوْ فِي يَدِهِ مِخْرَاقٌ مِنْ نَارٍ، يَزْجُرُ بِهِ السَّحَابَ، يَسُوقُهُ حَيْثُ أَمَرَ اللَّهُ قَالُوا: فَمَا هَذَا الصَّوْتُ الَّذِي نَسْمَعُ؟ قَالَ:صَوْتُهُ قَالُوا: صَدَقْتَ، إِنَّمَا بَقِيَتْ وَاحِدَةٌ وَهِيَ الَّتِي نُبَايِعُكَ إِنْ أَخْبَرْتَنَا بِهَا، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَبِيٍّ إِلا لَهُ مَلَكٌ يَأْتِيهِ بِالْخَبَرِ، فَأَخْبِرْنَا مَنْ صَاحِبُكَ؟ قَالَ: جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ، قَالُوا: جِبْرِيلُ ذَاكَ الَّذِي يَنْزِلُ بِالْحَرْبِ وَالْقِتَالِ وَالْعَذَابِ عَدُوُّنَا، لَوْ قُلْتَ: مِيكَائِيلَ الَّذِي يَنْزِلُ بِالرَّحْمَةِ وَالنَّبَاتِ وَالْقَطْرِ، لَكَانَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ} [1] إِلَى آخِرِ الْآيَةَ

انہوں نے کہا آپ نے سچ کہا، پھر انہوں نے چوتھا سوال یہ پوچھا کہ یہ رعد (بادلوں کی گرج چمک) کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتوں میں سے ایک فرشتہ جو بادلوں کے ہانکنے پر مقرر ہے، اس کے ہاتھ میں آگ کا کوڑا ہے جس سے بادلوں کو جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہو لے جاتا ہے، انہوں نے عرض کی کہ یہ آواز کس کی ہے جو ہم سنتے ہیں؟ فرمایا یہ گرج کی آواز اسی کی آواز ہے، انہوں نے کہا آپ نے سچ کہا باقی ایک سوال رہ گیا ہے اگر آپ صحیح بتادیں تو ہم آپ کی بیعت کرلیں گے، کیونکہ اس سوال کا جواب سوائے نبی کے کوئی نہیں بتا سکتا، وہ یہ کہ فرشتوں میں سے کون سا فرشتہ اس کے پاس وحی لے کر آتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل! وہ کہنے لگے کہ وہی جبرئیل جو جنگ لڑائی اور سزا لے کر آتا ہے، وہ تو ہمارا دشمن ہے اگر آپ میکائیل کا نام لیتے جو رحمت، نباتات اور بارش لے کر آتا ہے تب بات بن جاتی، اس پر اللہ تعالیٰ نے سورت بقرہ کی یہ آیت ”ان سے کہو کہ جو کوئی جبریل سے عداوت رکھتا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبریل نے اللہ ہی کے اِذن سے یہ قرآن تمہارے قلب پر نازل کیا ہے، جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق وتائید کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور کامیابی

[1] البقرة: 97

کی بشارت بن کر آیا ہے۔" نازل فرمائی۔ (۱)

اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! ان اعتراض کرنے والوں سے کہو، اگر تم اپنے اس اعتراض میں سچے ہو تو توراۃ کی کوئی عبارت پیش کرو جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں یہ چیزیں حلال تھیں، البتہ تمہارے ظلم و سرکشی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے تورات میں بعض چیزیں تم یہودیوں پر حرام کر دی تھیں، جیسے فرمایا

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۱۴۶﴾ (۲)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے یہودیت اختیار کی ان پر ہم نے سب ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے، اور گائے اور بکری کی چربی بھی بجز اس کے جو ان کی پیٹھ یا ان کی آنتوں سے لگی ہوئی ہو یا ہڈی سے لگی رہ جائے، یہ ہم نے ان کی سرکشی کی سزا انہیں دی تھی اور یہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ﴿۱۶۰﴾ (۳)

ترجمہ: الغرض یہودیوں کے اس ظلم کی وجہ سے ہم نے (کئی ایک) اچھی چیزیں ان پر حرام کر دیں جو (پہلے) حلال تھیں اور اس وجہ سے بھی کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہت روکنے لگے تھے۔

لیکن یہود اس کے بعد بھی ظلم و عناد کی روش پر قائم رہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کے بعد بھی جو لوگ اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنی جھوٹی گھڑی ہوئی باتیں اللہ کی طرف منسوب کرتے رہیں وہی درحقیقت ظالم ہیں، اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کہو! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے سچ فرمایا ہے، اس لئے تم فقہی جزئیات میں پھنسنے کے بجائے یکسو ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ کی پیروی کرتے ہوئے توحید کو اختیار کرو، اور یاد رکھو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جسے تم اپنا پیشوا سمجھتے ہو اللہ وحدہ لاشریک کا پرستار اور شرک سے بیزار تھا۔ جیسے ایک مقام پر فرمایا

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۲۳﴾ (۴)

ترجمہ: پھر ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یکسو ہو کر ابراہیم (علیہ السلام) کے طریقے پر چلو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا

اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ (شریف) میں ہے جو تمام دنیا کے لیے برکت

(۱) مسند احمد ۲۴۸۳، جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الرَّعْدِ ۳۱۱۷

(۲) الانعام ۱۴۶

(۳) النساء ۱۶۰

(۴) النحل ۱۲۳

وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ

اور ہدایت والا ہے، جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے،

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس طرف کی راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ

غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ (آل عمران ۹۷،۹۶)

(اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔

یہود کہتے تھے کہ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) سب سے پہلی عبادت گاہ ہے، محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد اقصیٰ کو چھوڑ کر اپنا قبلہ بیت اللہ کو کیوں قرار دیا ہے؟ حالانکہ پچھلے انبیاء کا قبلہ بیت المقدس ہی تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ تمہارا یہ دعویٰ بھی غلط ہے، اور کعبہ کی پانچ صفات بیان فرمائیں، فرمایا حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی وہ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) نہیں بلکہ بیت اللہ ہے جو مکہ میں واقع ہے۔

أَبَا ذَرٍّرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الأَرْضِ أَوَّلَ؟ قَالَ:المَسْجِدُ الحَرَامُ قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ المَسْجِدُ الأَقْصَى قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ:أَرْبَعُونَ سَنَةً، ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلاَةُ بَعْدُ فَصَلِّهْ، فَإِنَّ الفَضْلَ فِيهِ

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! سب سے پہلے روئے زمین پر کون سی مسجد بنائی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد حرام، میں نے عرض کیا اور اس کے بعد؟ فرمایا مسجد اقصیٰ (مسجد بیت المقدس)، میں نے عرض کیا ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا فاصلہ رہا؟ آپ ﷺ نے فرمایا چالیس سال، پھر فرمایا اب جہاں بھی تجھ کو نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لیا کرو، بڑی فضیلت نماز پڑھنا ہے۔[1]

ان دونوں مساجد کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ بیت اللہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بنایا اور بیت المقدس سلیمان علیہ السلام نے بنایا، اور ان دونوں انبیاء کے درمیان ایک ہزار سال سے زائد فاصلہ ہے، اس حدیث کی رو سے دونوں مساجد کی تعمیر میں چالیس سال کا فاصلہ ہے، اس لیے کہا گیا کہ اس حدیث میں آدم علیہ السلام کی بنا کا ذکر ہے، انہوں نے پہلے بیت اللہ بنایا پھر چالیس سال بعد بیت المقدس بنایا، اور قرآن کریم میں جو تعمیر کعبہ اور اس کی بنادیں اٹھانے کی نسبت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی طرف ہے، تو اس سے سابقہ منہدم عمارت کی بنیادیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیائ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۳۳۶۶،صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ باب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ ۱۱۶۱،سنن نسائی كِتَابُ الْمَسَاجِدِ باب ذِكْرُ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلًا ۶۹۱ ، سنن ابن ماجہ كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ بَابُ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلُ ۷۵۳، مسند احمد ۲۱۳۳۳،صحیح ابن حبان۱۵۹۸

از سر نو اٹھانا اور اس کی تعمیر کرنا مراد ہے، البتہ اہل کتاب کے نزدیک بیت المقدس یعقوب علیہ السلام نے بنایا، اگر یہ قول صحیح ہو تو پھر کوئی اشکال نہیں رہتا، کیونکہ یعقوب علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں پیدا ہو چکے تھے۔

اس کو خیر و برکت دی گئی تھی اور اس میں دینی و دنیاوی فوائد موجود ہیں۔ جیسے ایک مقام پر فرمایا

لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۔۔۔ ﴿٢٨﴾ [1]

ترجمہ: تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کے لیے رکھے گئے ہیں، اور چند مقرر دنوں میں ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں بخشے ہیں۔

اور تمام جہان والوں کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا تھا، اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جو اس کی عظمت و شرافت کی دلیل ہیں، اور جن سے ظاہر ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بنا یہی ہے، اور اس کی نشانی یہ ہے کہ وہاں پر ابراہیم علیہ السلام کا مقام عبادت ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ (فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ) قَالَ: أَثَرُ قَدَمَيْهِ فِي الْمَقَامِ آيَةٌ بَيِّنَةٌ

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ''جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں اس مقام میں آپ کے قدموں کے نشان بھی ایک کھلی نشانی ہے۔ [2]

وَلِهَذَا قَالَ أَبُو طَالِبٍ فِي قَصِيدَتِهِ الْمَعْرُوفَةِ اللامِيَّةِ:

ابو طالب نے اپنے مشہور قصیدہ لامیہ میں کہا ہے۔

وَمَوطِئُ إِبْرَاهِيمَ فِي الصَّخْرِ رَطْبَةٌ ... عَلَى قَدَمَيْهِ حَافِيًا غَيْرَ نَاعِلِ

اس پتھر پر ابراہیم علیہ السلام کے دونوں قدموں کے نشان تازہ ہیں ... اور صاف نظر آرہا ہے کہ آپ برہنہ پا ہیں پاؤں میں جوتے نہیں ہیں

اور بیت اللہ کا حال یہ ہے کہ جو اس میں داخل ہوا مامون ہو گیا۔

عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِهِ: {وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا} [3] قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَقْتُلُ الرَّجُلَ فَيُعَلِّقُ فِي رَقَبَتِهِ الصُّوفَةَ، ثُمَّ يَدْخُلُ الْحَرَمَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ الْمَقْتُولِ، أَوْ أَبُوهُ فَلَا يُحَرِّكُهُ

امام حسن بصری رحمہ اللہ آیت کریمہ ''اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں آدمی قتل کرتا تو وہ اپنی گردن پر اون کا ایک ٹکڑا رکھ لیتا اور حرم میں داخل ہو جاتا، اس حالت میں مقتول کا بیٹا یا باپ بھی ملتا تو اسے کچھ نہ کہتا حتی کہ

---

[1] الحج ۲۸

[2] تفسیر طبری ۶،۲۸

[3] آل عمران: 97

وہ حرم سے نکل جاتا۔ [1]

جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۗ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ... ١٢٥ [2]

ترجمہ: اور یہ کہ ہم نے اس گھر (کعبے) کو لوگوں کے لیے مرکز اور امن کی جگہ قرار دیا تھا اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ابراہیم جہاں عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے اس مقام کو مستقل جائے نماز بنالو۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ... ٦٧ [3]

ترجمہ: کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے ایک پُر امن حرم بنا دیا ہے حالانکہ ان کے گرد و پیش لوگ اُچک لیے جاتے ہیں؟۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کو مقدم رکھ کر حج کی فرضیت میں فرمایا لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کے لئے زاد راہ کی استطاعت رکھتا ہو، صحت و تندرستی کے لحاظ سے سفر کے قابل ہو، وہ زندگی میں کم از کم ایک بار اس کا حج کرے۔

عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: {وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا} [آل عمران: 97] قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا السَّبِيلُ؟ قَالَ: الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کا فرمان "اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔" کے بارے میں پوچھا گیا، اور عرض کی گئی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سبیل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا زاد راہ اور سواری۔ [4]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَطَبَنَا وَقَالَ مَرَّةً: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَسَكَتَ، حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ " ثُمَّ قَالَ: ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ، فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ، فَدَعُوهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا لوگو! تم پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا ہے، تم حج کرو ایک شخص (اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ) نے پوچھا کیا ہر سال اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، اس نے تین مرتبہ یہی سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو فرض ہو جاتا پھر تم بجا نہ لا سکتے، میں خاموش رہوں تو تم کرید کر نہ پوچھا کرو، تم سے اگلے لوگ اپنے انبیاء سے سوالوں کی بھرمار اور نبیوں پر اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے، لہٰذا اگر کسی حکم کے کرنے کا کہہ دوں تو میرے حکموں

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۷۱۲

[2] البقرة ۱۲۵

[3] العنکبوت ۶۷

[4] مستدرک حاکم ۱۶۱۳

کو طاقت بھر بجالاؤ اور جس چیز سے منع کروں اس سے رک جاؤ۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تَعَجَّلُوا إِلَى الْحَجِّ - يَعْنِي: الْفَرِيضَةَ - فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي مَا يَعْرِضُ لَهُ

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرض حج جلدی ادا کرلیا کرو تم میں سے کوئی نہیں جانتا نہ معلوم کل کیا پیش آئے۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو حج کرنا چاہے تو چاہیے کہ جلدی ہی کرلے۔ (۳)

اور بے اعتنائی و ناراضگی کے اظہار کے لئے فرمایا جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہو جانا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے مستغنی ہے، اسے کسی کے حج کی ضرورت نہیں۔

وَقَوْلُهُ:{وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ} قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمُجَاهِدٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ: أَيْ وَمَنْ جَحَدَ فَرِيضَةَ الْحَجِّ فَقَدْ كَفَرَ، وَاللَّهُ غَنِيٌّ عَنْهُ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان "اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔" کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امام مجاہد رحمہ اللہ اور دیگر کئی ائمہ تفسیر فرماتے ہیں جو شخص فریضہ حج کا انکار کرے وہ کافر ہے، اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے مستغنی ہے اسے کسی کے حج کی ضرورت نہیں۔ (۴)

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَنْ مَاتَ وَهُوَ مُوسِرٌ لَمْ يَحُجَّ، فَلْيَمُتْ عَلَى أَيِّ حَالٍ شَاءَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے فرمایا جس شخص کو حج کی طاقت ہو اور وہ حج نہ کرے تو برابر ہے خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی۔ (۵)

کسی شاعر نے کہا

أطوف به والنفس بعد مشوقة إليه وهل بعد الطواف تداني

میں اس کا طواف کرتا ہوں اور دل پھر بھی شوق سے بھرپور ہے کیا طواف کے بعد مزید قریب بھی ہوسکتا ہے؟

وألثم منه الركن أطلب برد ما بقلبي من شوق ومن هيان

میں اس کے حجر اسود کو چومتا ہوں اور اس طرح دل میں موج زن محبت اور پیاس کو ٹھنڈک پہنچاتا ہوں

(۱) مسنداحمد ۱۰۶۰۷، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمُرِ ۳۲۵۷،سنن نسائی کتاب الحج بَابُ وُجُوبِ الْحَجِّ ۲۶۲۰

(۲) مسند احمد ۲۸۶۷،اخبارمکة للفاکھی ۸۱۲

(۳) سنن ابوداودکتاب المناسک بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْحَجِّ ۱۷۳۲، مسنداحمد ۱۹۷۳،سنن الدارمی ۱۸۲۵

(۴) تفسیرابن کثیر ۸۴/۲

(۵) مصنف ابن ابی شیبه ۱۴۴۵۵

فوالله ما ازداد إلا صبابة — ولا القلب إلا كثرة الخفقان

قسم اللہ کی! میری محبت ہی میں اضافہ ہوتا ہے — اور دل اور زیادہ دھڑکنے لگتا ہے

فيا جنة المأوى ويا غاية المنى — ويا منيتي من دون كل أمان

اے جنت ماویٰ! اے مقصود تمنا! — اور اے میری آرزو! ہر امان سے قریب تر!

أبت غلبات الشوق إلا تقربا — إليك فما لي بالبعاد يدان

غلبہ ہائے شوق تیرے قرب پر اصرار کرتے ہیں — تجھ سے فراق میرے بس میں نہیں

وما كان صدى عنك صد ملالة — ولي شاهد من مقلتي ولسان

میں اگر تجھ سے دور ہوا تو اس کی وجہ بے اعتنائی نہیں — اس کا گواہ میری (اشک بار) آنکھیں اور (نالہ وشیون کرتی) زبان ہے

دعوت اصطباري عنك بعدك والبكا — فلبى البكا والصبر عنك عصاني

تجھ سے دور ہونے کے بعد میں نے صبر کو بھی آواز دی اور گریہ کو بھی — گریہ نے (فوراً) لبیک کہا (اور آ گیا) اور صبر نے میری بات نہ مانی (صبر نہ آیا)

وقد زعموا أن المحب إذا نأى — سيبلى هواه بعد طول زمان

لوگ گمان کرتے ہیں کہ جب محب دور چلا جائے — تو لمبا عرصہ گزرنے کے بعد اس کی محبت کمزور ہو جاتی ہے

ولو كان هذا الزعم حقا لكان ذا — دواء الهوى في الناس كل زمان

اگر یہ خیال درست ہوتا تو یقیناً ہر زمانے کے لوگوں کے لئے محبت کا علاج ہوتا۔ ہر زمانے کے لوگوں میں محبت کی دواء ہوتی ہے

بلى إنه يبلى والهوى على — حاله لم يبله الملوان

ہاں ہاں محب کمزور ہو جائے گا اور محبت — اسی حال میں ہو گی، اسے رات دن کے گزرنے نے کمزور نہیں کیا ہو گا

وهذا محب قاده الشوق والهوى — بغير زمام قائد وعنان

یہ محبت کرنے والا ہے، جسے شوق اور عشق لے جاتا ہے — بغیر کسی لگام اور باگ کے جو اسے کھینچے لیے جاتی ہو

أتاك على بعد المزار ولو ونت — مطيته جاءت به القدمان

زیارت گاہ دور ہونے کے باوجود وہ تیرے در پر آپہنچا ہے — اگر اس کی سواری کمزور ہو جاتی تو اس کے قدم ہی اسے لے آتے۔[1]

---

[1] بدائع الفوائد ۲/۴۶

قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَ اللّٰهُ شَهِيۡدٌ

آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کیوں کرتے ہو؟ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ

عَلٰى مَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۸﴾ قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ تَبۡغُوۡنَهَا

اس پر گواہ ہے، ان اہل کتاب سے کہو کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ سے لوگوں کو کیوں روکتے ہو؟ اور اس میں عیب ٹٹولتے ہو

عِوَجًا وَّ اَنۡتُمۡ شُهَدَآءُ ‌ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۹﴾ (آل عمران ۹۸،۹۹)

حالانکہ تم خود شاہد ہو، اللہ تعالیٰ مہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کفار اہل کتاب کی ملامت کی اور فرمایا اے نبی ﷺ یہود و نصاریٰ سے کہو! تم دعوت اسلام ماننے سے کیوں انکار کرتے ہو؟ حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ دین اسلام حق ہے، اور اس کے داعی محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور جو کتاب ان پر نازل ہو رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے، لیکن اس دعوت کو قبول کرنے کے بجائے دین اسلام کا راستہ روکنے کے لئے جو مذموم سازشیں تم کر رہے ہو اللہ انہیں دیکھ رہا ہے، اے نبی ﷺ یہود و نصاریٰ سے کہو! یہ تمہاری کیا روش ہے کہ تم خود تو دعوت حق قبول نہیں کرتے، اور جو اللہ کا بندہ اس دعوت کو قبول کر لیتا ہے اسے بھی تم پروپیگنڈے، غلط تاویلات اور مختلف طریقوں سے راہ راست سے روکتے ہو، اور تمہاری شدید خواہش ہوتی ہے کہ وہ سیدھی راہ چھوڑ کر گمراہی اختیار کر لے، حالانکہ تم خود اس کے راہ راست ہونے پر گواہ ہو، تمہاری حرکتوں سے اللہ غافل نہیں ہے، بلکہ تمہارے اعمال، تمہاری نیتوں، اور تمہاری تدبیروں سے پوری طرح باخبر ہے، وہ تمہیں اس کی سخت سزا دے گا، جیسے فرمایا

اَلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ زِدۡنٰهُمۡ عَذَابًا فَوۡقَ الۡعَذَابِ بِمَا كَانُوۡا يُفۡسِدُوۡنَ ﴿۸۸﴾ [1]

ترجمہ: جن لوگوں نے خود کفر کی راہ اختیار کی اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکا انہیں ہم عذاب پر عذاب دیں گے، اس فساد کے بدلے جو وہ دنیا میں برپا کرتے رہے۔

یعنی روز قیامت انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔

يَوۡمَ لَا يَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ [2]

ترجمہ: جس دن نہ مال کوئی فائدہ دے گا اور نہ اولاد۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تُطِيۡعُوۡا فَرِيۡقًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ يَرُدُّوۡكُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ

اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کی کسی جماعت کی باتیں مانو گے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد مرتد و

[1] النحل ۸۸

[2] الشعراء ۸۸

كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٠﴾ وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ

کافر بنادیں گے،(گویا یہ ظاہر ہے کہ) تم کیسے کفر کر سکتے ہو؟ باوجودیکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں

وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

اور تم میں رسول اللہ (ﷺ) موجود ہیں، جو شخص اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوط تھام لے تو بلاشبہ اسے راہ راست دکھادی گئی،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٢﴾

اے ایمان والو ! اللہ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا ،

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ

اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب ملکر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک

اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ

دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے،

وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچا لیا اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے

لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ (آل عمران ۱۰۰تا۱۰۳)

اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

وَقَدْ ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ يَسار وَغَيْرُهُ: أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ، وَذَلِكَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ مَرَّ بِمَلَأٍ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ، فَسَاءَهُ مَا هُمْ عَلَيْهِ مِنَ الِاتِّفَاقِ والألْفَة، فَبَعَثَ رَجُلًا مَعَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِسَ بَيْنَهُمْ وَيُذَكِّرَهُمْ مَا كَانَ مِنْ حُرُوبِهِمْ يَوْمَ بُعَاث وَتِلْكَ الْحُرُوبِ، فَفَعَلَ، فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دأبُه حَتَّى حَمِيَتْ نُفُوسُ الْقَوْمِ وَغَضِبَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَتَثَاوَرُوا، وَنَادَوْا بِشِعَارِهِمْ وَطَلَبُوا أَسْلِحَتَهُمْ، وَتَوَاعَدُوا إِلَى الْحَرَّةِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُمْ فَجَعَلَ يُسَكِّنهم وَيَقُولُ: أَبِدَعْوَى الجاهِلِيَّةِ وأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ وَتَلَا عَلَيْهِمْ هَذِهِ الْآيَةَ، فَنَدِمُوا عَلَى مَا كَانَ مِنْهُمْ، وَاصْطَلَحُوا وَتَعَانَقُوا، وَأَلْقَوُا السِّلَاحَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ آیت اوس وخزرج کے بارے اتری ہے، وہ یہ کہ انصار کے دونوں قبیلے اوس وخزرج ایک مجلس میں اکٹھے بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ شاس بن قیس یہودی ان کے پاس سے گزرا اور دونوں قبائل کا باہمی پیار دیکھ کر جل بھن گیا کہ پہلے یہ ایک دوسرے

کے جانی دشمن تھے، اور اب اسلام کی برکت سے باہم شیر و شکر ہو گئے ہیں، اس نے ایک نوجوان کے ذمے یہ کام لگایا کہ وہ ان کے درمیان جا کر جنگ بعاث کا تذکرہ کرے جو ہجرت سے کچھ پہلے ان کے درمیان برپا ہوئی تھی اور انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف جو رزمیہ اشعار کہے تھے وہ ان کو سنائے، چنانچہ اس نوجوان نے جا کر ایسا ہی کیا، جس پر ان دونوں قبائل کے پرانے جذبات پھر بھڑک اٹھے اور ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے، یہاں تک کہ ہتھیار اٹھانے کے لئے للکار اور پکار شروع ہو گئی، قریب تھا کہ ان میں باہم قتال بھی شروع ہو جائے اتنے میں نبی کریم ﷺ کو خبر ہو گئی، آپ جلدی سے تشریف لے آئے، اور فرمایا کیا تم جاہلیت کی پکار کرتے ہو اور میں تم میں موجود ہوں، اور یہ آیات ''اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کی کسی جماعت کی باتیں مانو گے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد مرتد و کافر بنا دیں گے۔'' پڑھ کر سنائیں، تو سب نادم ہوئے اور آپس میں نئے سرے سے معانقہ مصافحہ کیا اور بھائیوں کی طرح گلے مل گئے، ہتھیار ڈال دیئے اور صلح صفائی ہو گئی۔ (۱)

جس میں مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم نے ان یہود و نصاریٰ کی بات مانی تو یہ اپنے بغض و عناد اور تعصّبات کی وجہ سے تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ﴿١٠٩﴾ (۲)

ترجمہ: اہلِ کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بناء پر تمہارے لیے ان کی یہ خواہش ہے۔

اور اب تمہارے لئے کفر کی طرف جانے کا کیا موقع باقی ہے جب کہ ہر وقت تم کو اللہ کی آیات سنائی جا رہی ہیں اور تمہارے درمیان اس کا رسول موجود ہے؟ جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۙ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ (۳)

ترجمہ: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تمہیں اپنے رب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور وہ تم سے عہد لے چکا ہے اگر تم واقعی ماننے والے ہو۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ:أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَعْجَبُ إِلَيْكُمْ إِيمَانًا؟ قَالُوا: الْمَلَائِكَةُ. قَالَ:وَكَيْفَ لَا يُؤْمِنُونَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟!وَذَكَرُوا الْأَنْبِيَاءَ قَالَ:وَكَيْفَ لَا يُؤْمِنُونَ وَالْوَحْيُ يَنزِلُ عَلَيْهِمْ؟قَالُوا: فَنَحْنُ. قَالَ:وَكَيْفَ لَا

(۱) تفسیر ابن کثیر ۹۱/۲، تفسیر البغوی ۷۵/۲

(۲) البقرۃ ۱۰۹

(۳) الحدید ۸

تُؤْمِنُونَ وأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟!قَالُوا: فَأَيُّ النَّاسِ أَعْجَبُ إِيمَانًا؟ قَالَ:قَوْمٌ يَجِيؤُونَ مِنْ بَعْدِكُمْ يَجِدونَ صُحُفًا يُؤْمِنُونَ بِمَا فِيهَا

رسول اللہ ﷺ نے ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا تمہارے نزدیک سب سے بڑا ایمان والا کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا فرشتے، آپ ﷺ نے فرمایا بھلا وہ ایمان کیوں نہ لاتے وہ تو رب کے پاس ہیں، انہوں نے کہا انبیاء، فرمایا وہ ایمان کیوں نہ لاتے انہیں تو اللہ تعالیٰ کی وحی سے براہ راست تعلق ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا پھر ہم، فرمایا تم ایمان کیوں نہ لاتے، تم میں تو میں خود موجود ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا پھر آپ ﷺ خود ہی ارشاد فرمائیں، فرمایا کہ تمام لوگوں سے زیادہ عجیب ایمان والے وہ ہوں گے جو تمہارے بعد آئیں گے، وہ کتابوں میں لکھا پائیں گے اور اس پر ایمان لائیں گے۔ [1]

جو اللہ کے دین کو مضبوطی کے ساتھ تھامے گا اور اطاعت میں کوتاہی نہیں کرے گا وہ ضرور راہ راست پالے گا، اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت قرآن مجید پر پورا عمل کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو، اس کا شکر بجالاؤ اور کفر نہ کرو، اسی طرح اپنی تمام زندگی بسر کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: {اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ} [2] قَالَ: أَنْ يُطَاعَ فَلَا يُعْصَى، وَأَنْ يُذْكَرَ فَلَا يُنْسَى، وَأَنْ يُشْكَرَ فَلَا يُكْفَرَ.

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ کے بارے میں فرمایا اللہ سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے، اسے یاد رکھا جائے اور بھولا نہ جائے، اور اس کا شکر ادا کیا جائے اور کفر نہ کیا جائے۔ [3]

اور جب تمہیں موت آئے تو اطاعت گزار اور فرمانبردار بندے کی صورت میں آئے، جس کی جس طرح موت آئے گی اسی پر قیامت کے روز اٹھایا جائے گا، تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو، یعنی تمہاری زندگی کا خاتمہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین سلام پر ہی ہو، اللہ کے اطاعت گزار اور فرمانبردار بندے کی صورت میں آئے کیونکہ جس شخص کی جس حالت میں موت واقع ہو گی اسے اسی کے مطابق قبر سے اٹھایا جائے گا۔

عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، جَالِسٌ مَعَهُ مِحْجَنٌ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ} [4] ، وَلَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّومِ قُطِرَتْ، لَأَمَرَّتْ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ عَيْشَهُمْ، فَكَيْفَ مَنْ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا الزَّقُّومُ

مجاہد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس وقت بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۸۶

[2] آل عمران: 102

[3] تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۷۲۲

[4] آل عمران: 102

پاس ایک چھڑی بھی تھی، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ ''اے ایمان والو! اللہ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔'' کی تلاوت کی اور فرمایا اور اگر (جہنم کے) تھوہر کے درخت کا ایک قطرہ گرا دیا جائے تو وہ تمام روئے زمین کے لوگوں کی زندگی تلخ کر دے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کا کھانا ہی تھوہر ہوگا۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ، فَلْتُدْرِكْهُ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَيَأْتِي إِلَى النَّاسِ مَا يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جہنم سے الگ ہونا اور جنت میں جانا چاہتا ہو اسے چاہیئے کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے، اور لوگوں سے وہ برتاؤ کرے جسے وہ خود اپنے لئے چاہتا ہو۔ (۲)

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَبْلَ وَفَاتِهِ بِثَلَاثٍ، يَقُولُ:لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللهِ الظَّنَّ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی آپ کے انتقال سے تین روز پہلے سنا کہ تم میں سے کسی کی موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ:أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، إِنْ ظَنَّ بِي خَيْرًا فَلَهُ، وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے میرا بندہ میرے ساتھ جیسا گمان رکھے میں اس کے گمان کے پاس ہی ہوں، اگر اس کا میرے ساتھ حسن ظن ہے تو میں اس کے ساتھ اچھائی کروں گا، اور اگر وہ میرے ساتھ بدگمانی کرے گا تو میں اس سے اسی طرح پیش آؤں گا۔ (۴)

فرمایا سب مل کر اللہ کی رسی کو یعنی دین کی اساسی تعلیمات کو مضبوطی سے پکڑلو، اور توجہات، جزئیات اور فروعی مسائل میں الجھ کر تفرقہ میں نہ پڑو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا، فَيَرْضَى لَكُمْ:

(۱) مسند احمد ۲۷۳۵، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ أَهْلِ النَّارِ ۲۵۸۵، سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الشَّفَاعَةِ ۴۳۲۵، صحیح ابن حبان ۷۴۷۰، مستدرک حاکم ۳۱۵۸، سنن الکبری للنسائی ۱۱۰۰۴

(۲) مسند احمد ۶۸۰۷

(۳) صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ الْأَمْرِ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ تَعَالَى عِنْدَ الْمَوْتِ ۷۲۲۹، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ عِنْدَ الْمَوْتِ ۳۱۱۳، سنن ابن ماجه کتاب الزهد بَابُ التَّوَكُّلِ وَالْيَقِينِ ۴۱۶۷، مسند احمد ۱۴۱۲۵، صحیح ابن حبان ۶۳۸

(۴) مسند احمد ۹۰۷۶، صحیح ابن حبان ۶۳۹

أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تین باتوں سے خوش ہوتا ہے اور تین باتوں سے ناخوش ہوتا ہے، اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اس کی رسی سب مل کر تھامے رہو اور پھوٹ مت ڈالو، اور جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارا ولی مقرر کر دے تو اس سے خندہ پیشانی سے پیش آؤ، اور اللہ تعالیٰ تین باتوں سے ناخوش ہوتا ہے، بے فائدہ گفتگو سے، اور بہت پوچھنے سے (یعنی اس مسائل کا پوچھنا جن کی ضرورت نہ ہو یا ان باتوں کا جن کی حاجت نہ ہو اور جن کا پوچھنا دوسرے کو ناگوار گزرے)، اور مال کے تباہ کرنے سے (یعنی بے فائدہ اٹھانے سے جو نہ دنیا میں کام آئے نہ عقبیٰ میں، جیسے پتنگ بازی، آتش بازی میں)۔ (۱)

اور قبیلہ اوس وخزرج جن میں سو برس سے برابر لڑائی چلی آتی تھی کے بارے میں فرمایا اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے، تم ایک دوسرے کے جان کے دشمن تھے اس نے اپنی رحمت سے تمہارے دل جوڑ دیئے، اور اس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

هُوَ الَّذِيٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾ (۲)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعہ سے تمہاری تائید کی اور مومنوں کے دل ایک دُوسرے کے ساتھ جوڑ دیے، تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو اِن لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے مگر وہ اللہ ہے جس نے ان لوگوں کے دل جوڑے، یقیناً وہ بڑا زبردست اور دانا ہے۔

تم اپنے عقائد واعمال کے سبب عذاب جہنم کے مستحق ہو چکے تھے، اللہ نے تم کو اسلام کی توفیق عطا فرما کر جہنم کے ہولناک گڑھے میں گرنے سے بچالیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمایا، اور کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیت کے مطابق کچھ زیادہ عطا فرما دیا، تو تو کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ، أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللَّهُ بِي، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللَّهُ بِي، وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللَّهُ بِي كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ

اے گروہ انصار! کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا تھا؟ تو اللہ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت بخشی، اور تم میں نااتفاقی تھی تو اللہ نے میری وجہ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الاقضية بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَثْرَةِ الْمَسَائِلِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ، وَالنَّهْيِ عَنْ مَنْعٍ وَهَاتِ، وَهُوَ الِامْتِنَاعُ مِنْ أَدَاءِ حَقٍّ لَزِمَهُ، أَوْ طَلَبِ مَا لَا يَسْتَحِقُّهُ ۴۴۸۱، مسند احمد ۸۷۹۹، صحیح ابن حبان ۳۳۸۸

(۲) الانفال ۶۳،۶۲

سے تم میں الفت پیدا کر دی، کیا تم فقیر نہیں تھے؟ تو اللہ نے میری وجہ سے تمہیں مالدار بنایا، آپ ﷺ جب بھی کچھ فرماتے تو انصار عرض کرتے کہ اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ (۱)

اس طرح اللہ تمہارے لئے حق و باطل اور ہدایت و گمراہی الگ الگ کر کے واضح کر دیتا ہے تا کہ تم حق کو پہچان کر اور اس پر عمل پیرا ہو کر ہدایت پاؤ۔

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف لائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں، تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنھوں نے اپنے پاس

الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ

روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا انہی لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے، جس دن بعض چہرے سفید

وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۫ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ

ہوں گے اور بعض سیاہ، سیاہ چہروں والوں (سے کہا جائے گا) کہ تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ؟

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ

اب اپنے کفر کا عذاب چکھو، اور سفید چہرے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل

رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ

ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے، اے نبی! ہم ان حقانی آیتوں کی تلاوت آپ پر کر رہے ہیں

وَ مَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ لوگوں پر ظلم کرنے کا نہیں، اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ (آل عمران ۱۰۴تا۱۰۹)

اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام کام لوٹائے جاتے ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ ۴۳۳۰، صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ۲۴۴۶

یوم آخرت اہل بدعت اور مومن کی پہچان: اے مومنو! جن پر اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے اور اپنی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کی توفیق دے کر احسان فرمایا ہے ویسے تو ہر متنفس پر تبلیغ حق فرض ہے، تاہم تم میں سے ایک جماعت تو خاص اسی کام میں مشغول رہنی چاہیے جو اللہ کے بندوں کو دین کی طرف رہنمائی کرے، اور بھلائی کا حکم دے اور برائیوں سے روکتی رہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمار ہے تھے تم میں جو کوئی کسی برائی کو دیکھے اور اسے اپنے ہاتھ سے دور کر سکتا ہو تو ہاتھ سے دور کرے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے روکے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے نفرت کرے، اور یہ سب سے کم درجہ کا ایمان ہے۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ، وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ، وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہلے جس امت میں نبی بھیجا گیا ہے اس کی امت میں سے اس کے کچھ دوست اور صحابی بھی ہوئے ہیں جو اس کے طریقہ پر کاربند اور اس کے حکم کے پیرو رہے ہیں، لیکن ان صحابیوں کے بعد کچھ لوگ ایسے بھی ہوئے ہیں جن کا قول فعل کے خلاف اور فعل حکم نبی کے خلاف ہوا ہے، جس شخص نے ہاتھ سے ان مخالفین کا مقابلہ کیا وہ بھی مومن تھا، جس نے زبان سے ان مخالفین کا مقابلہ کیا وہ بھی مومن تھا، جس نے دل میں انہیں برا جانا وہ بھی مومن تھا، اس کے علاوہ رائی کے دانہ کے برابر ایمان کا کوئی درجہ نہیں۔ (۲)

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلاَ يُسْتَجَابُ لَكُمْ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم اچھائی کا حکم اور برائیوں سے مخالفت

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْإِيمَانِ، وَأَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ، وَأَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبَانِ۱۷۷،سنن ابوداودکتاب الصلاةبَابُ الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ ۱۱۴۰،جامع ترمذی ابواب الفتن بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْيِيرِ الْمُنْكَرِ بِاليَدِ أَوْ بِاللِّسَانِ أَوْ بِالقَلْبِ ۲۱۷۲،سنن نسائی كِتَابُ الْإِيمَانِ وَشَرَائِعِهِ باب تَفَاضُلُ أَهْلِ الْإِيمَانِ۵۰۱۱،سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ۱۲۷۵،وکتاب الفتن بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ۴۰۱۳

(۲) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْإِيمَانِ، وَأَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ، وَأَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبَانِ۱۷۹

کرتے رہو، ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمادے گا، پھر تم دعائیں کرو گے لیکن قبول نہ ہوں گی۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، قَبْلَ أَنْ تَدْعُوا فَلَا يُسْتَجَابَ لَكُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو قبل ازیں کہ تم دعائیں مانگو اور تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرنے کی وجہ سے) (۲)

وَقَالَ عَمْرٌو: عَنْ هُشَيْمٍ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، ثُمَّ يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا، ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوا، إِلَّا يُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ مِنْهُ بِعِقَاب

عمرو (بن عون) نے ہشیم سے روایت کرتے ہوئے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس قوم میں اللہ کی نافرمانی کے کام ہوں، اور وہ انہیں روکنے پر قادر ہوں مگر منع نہ کرتے ہوں، تو قریب ہوتا ہے کہ اللہ اس سبب سے ان سب کو اپنے عقاب کی لپیٹ میں لے لے۔ (۳)

عَنِ الْعُرْسِ ابْنِ عَمِيرَةَ الْكِنْدِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ فِي الْأَرْضِ، كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا وَقَالَ مَرَّةً: أَنْكَرَهَا - كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا، وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا، كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا

عرس بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب زمین میں کوئی خطا اور نافرمانی کی جائے، تو اس میں حاضر اور موجود شخص نے اس کو برا جانا، اور ایک بار فرمایا اور اس کا انکار کیا، تو وہ ایسے ہو گا جیسے اس معصیت سے غائب اور دور رہا، لیکن جو غائب اور دور تھا مگر اس نافرمانی کو اس نے پسند کیا، تو وہ ایسے ہو گا جیسے کہ اس میں حاضر اور موجود تھا۔ (۴)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خَطِيبًا، فَكَانَ فِيمَا قَالَ:أَلَا لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلًا هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ إِذَا عَلِمَهُ قَالَ: فَبَكَى أَبُو سَعِيدٍ، وَقَالَ:قَدْ وَاللَّهِ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ فَهِبْنَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو جو باتیں کہیں اس میں یہ بات بھی تھی آگاہ رہو! کسی شخص کو لوگوں کا خوف حق بات کہنے سے نہ روکے جب وہ حق کو جانتا ہو، یہ حدیث بیان کرکے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رونے لگے، اور فرمایا اللہ کی قسم! ہم نے بہت سی باتیں (خلاف شرع) دیکھیں لیکن ہم ڈر اور ہیبت کا شکار ہو گے۔ (۵)

(۱) جامع ترمذی ابواب الفتن بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَمْرِ بِالمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ۲۱۶۹، مسند احمد ۲۳۳۲۷

(۲) سنن ابن ماجه كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ۴۰۰۴

(۳) سنن ابوداودكِتَاب الْمَلَاحِمِ بَابُ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ ۴۳۳۸

(۴) سنن ابوداودكِتَاب الْمَلَاحِمِ بَابُ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ ۴۳۴۵

(۵) سنن ابن ماجه كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ۴۰۰۷، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْفِتَنِ بَابُ مَا جَاءَ مَا أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ ۲۱۹۱، شرح السنة للبغوى ۴۰۳۹، المسند الموضوعي الجامع للكتب العشرة ۱۱

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ، أَوْ أَمِيرٍ جَائِرٍ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ انسان جابر حاکم یا ظالم امیر کے سامنے حق وانصاف کا کلمہ کہہ گزرے۔ (۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحْقِرْ أَحَدُكُمْ نَفْسَهُ ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَحْقِرُ أَحَدُنَا نَفْسَهُ؟ قَالَ: يَرَى أَمْرًا لِلَّهِ عَلَيْهِ فِيهِ مَقَالٌ، ثُمَّ لَا يَقُولُ فِيهِ ،فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولَ فِي كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُولُ: خَشْيَةُ النَّاسِ، فَيَقُولُ: فَإِيَّايَ كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ تَخْشَى

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی خود کو حقیر نہ سمجھے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کوئی خود کو کیسے حقیر بنا سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص خلاف شرع امر دیکھے اور کچھ نہ کہے، تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا کہ فلاں موقع پر حق بات کہنے سے تمہیں کون سی چیز مانع ہوئی، وہ عرض کرے گا کہ لوگوں کا خوف، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں اس بات کا زیادہ مستحق تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا۔ (۲)

سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:إِنَّ اللَّهَ لَيَسْأَلُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يَقُولَ: مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَ الْمُنْكَرَ أَنْ تُنْكِرَهُ؟ فَإِذَا لَقَّنَ اللَّهُ عَبْدًا حُجَّتَهُ، قَالَ: يَا رَبِّ رَجَوْتُكَ، وَفَرِقْتُ مِنَ النَّاسِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندے سے ضرور باز پرس کرے گا، یہاں تک کہ وہ فرمائے گا جب تو نے برائی (خلاف شرع بات) دیکھی تو اس پر اظہار نفرت سے کونسی چیز مانع تھی، اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو حجت سکھادی تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں نے تجھ سے امید وابستہ کی اور لوگوں سے ڈر گیا۔ (۳)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى نَتْرُكُ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ:إِذَا ظَهَرَ فِيكُمْ مَا ظَهَرَ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا ظَهَرَ فِي الْأُمَمِ قَبْلَنَا؟ قَالَ:الْمُلْكُ فِي صِغَارِكُمْ، وَالْفَاحِشَةُ فِي كِبَارِكُمْ، وَالْعِلْمُ فِي رُذَالَتِكُمْ قَالَ زَيْدٌ: تَفْسِيرُ مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَالْعِلْمُ فِي رُذَالَتِكُمْ، إِذَا كَانَ الْعِلْمُ فِي الْفُسَّاقِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيَ عَنِ

---

(۱) سنن ابوداود كِتَاب الْمَلَاحِمِ بَابُ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ ۴۳۴۴

(۲) سنن ابن ماجه كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَ ۴۰۰۸

(۳) سنن ابن ماجه كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ} ۴۰۱۷

الْمُنْكَرِ کوکب ترک کیا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں بھی وہی ظاہر ہو جائے جو تم سے پہلی امتوں میں ظاہر ہوا تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم سے پہلی امتوں میں کیا ظاہر ہوا تھا؟ فرمایا گھٹیا لوگوں کے پاس اقتدار آ جائے، بڑے لوگوں میں بدکاری عام ہو جائے، اور رزیل لوگوں کے پاس علم آ جائے، زید فرماتے ہیں رذیلوں میں علم کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ فاسقوں کے پاس چلا آئے۔ (۱)

عَدِيَّ بْنَ عَدِيٍّ الْكِنْدِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَوْلًى لَنَا، أَنَّهُ سَمِعَ جَدِّي، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ، حَتَّى يَرَوْا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، وَهُمْ قَادِرُونَ عَلَى أَنْ يُنْكِرُوهُ فَلَا يُنْكِرُوهُ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، عَذَّبَ اللَّهُ الْخَاصَّةَ وَالْعَامَّةَ

عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے عوام الناس کو اس وقت مبتلائے عذاب کرتا ہے جب وہ اپنے سامنے برائیاں ہوتے دیکھیں لیکن قدرت کے باوجود نفرت کا اظہار نہ کریں، اس وقت اللہ تعالیٰ سب عام و خاص کو عذاب میں گرفتار کر دیتا ہے۔ (۲)

جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے، کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو دنیاوی مفادات اور نفسانی اغراض کے باعث فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر غیر متعلق، ضمنی و فروعی مسائل کی بنیاد پر الگ الگ فرقے بنانے لگ گئے۔

عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّهُ قَامَ فِينَا فَقَالَ: أَلَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِينَا فَقَالَ: أَلَا إِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوا عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَإِنَّ هَذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ: ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ زَادَ ابْنُ يَحْيَى، وَعَمْرٌو فِي حَدِيثَيْهِمَا وَإِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ تَجَارَى بِهِمْ تِلْكَ الْأَهْوَاءُ، كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ لِصَاحِبِهِ وَقَالَ عَمْرٌو :الْكَلْبُ بِصَاحِبِهِ لَا يَبْقَى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ إِلَّا دَخَلَهُ

ابو عامر ہوزنی سے مروی ہے معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ ہم میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا، تحقیق رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا خبردار! تم سے پہلے اہل کتاب بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے، اور یہ ملت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی، بہتر آگ میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور یہی الجماعۃ ہو گا، ابن یحییٰ اور عمرو نے اپنی روایتوں میں مزید کہا بلاشبہ میری امت میں سے کچھ قومیں نکلیں گی ان میں من پسند نظریات اور اعمال کو دین میں داخل کرنا ایسے سرایت کر جائیں گے جیسے کہ باولے پن کی بیماری اپنے بیمار میں

(۱) سنن ابن ماجه كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ}۴۰۱۵حكم الألباني :ضعيف الإسناد لعنعنة مكحول

(۲) مسند احمد ۱۷۷۲۰

سرایت کر جاتی ہے، عمرو نے کہا باولے پن کے بیمار کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ باقی نہیں رہتا جس میں اس بیماری کا اثر نہ ہو۔ ①

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ مِثْلًا بِمِثْلٍ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى لَوْ كَانَ فِيهِمْ مَنْ نَكَحَ أُمَّهُ عَلَانِيَةً كَانَ فِي أُمَّتِي مِثْلُهُ، إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ افْتَرَقُوا عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً فَقِيلَ لَهُ: مَا الْوَاحِدَةُ؟ قَالَ:مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر ایک زمانہ آئے گا جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا اور دونوں کے زمانے مطابق ہوں گے جیسے ایک نعل دوسرے نعل کے مطابق ہوتی ہے، حتی کہ اگر ان میں کوئی شخص ایسا ہو گا جو اپنی ماں سے زنا کرے تو میری امت میں سے بھی ایسا شخص ہو گا جو اس امر شنیع کا مرتکب ہو گا، اور بنی اسرائیل متفرق ہوئے بہتر فرقوں پر اور میری امت متفرق ہو گی تہتر فرقوں پر، سب فرقے دوزخی ہیں، مگر ایک فرقہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر میں ہوں اور میرے صحابی یعنی کتاب وسنت پر۔ ②

جنہوں نے یہ روش اختیار کی وہ قیامت کے روز سخت سزا پائیں گے، قیامت کے روز کچھ خوش نصیبوں اور نیکی کرنے والوں کے چہرے سفید نورانی ہوں گے، اور بدنصیبوں اور بدکاروں کے چہرے سیاہ ہوں گے، جو اختلاف وافتراق پیدا کرنے والے تھے، ذلت ورسوائی کی وجہ سے ان کے دلوں کی جو کیفیت ہو گی، اس کے نتیجے میں ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے، اور نیک لوگوں کو نعمتیں اور خوشیاں نصیب ہوں گی، ان کے اثرات ان کے چہروں پر ظاہر ہوں گے، اور ان کے چہرے سفید اور روشن ہوں گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: {يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ} قَالَ: تَبْيَضُّ وُجُوهُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، تَسْوَدُّ أَهْلُ الْبِدَعِ وَالضَّلَالَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے قول يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ جبکہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہو گا کے بارے میں فرماتے ہیں قیامت کے دن اہل سنت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت وفرقت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ ③

جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝۱۱ ④

---

① مسند احمد ۶۹۳۷، سنن ابوداود کتاب السنة بَابُ شَرْحِ السُّنَّةِ ۴۵۹۷، سنن الدارمی ۲۵۶۰، مستدرک حاکم ۴۴۳

② مستدرک حاکم ۴۴۴، جامع ترمذی ابواب الایمان باب مَا جَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الأُمَّةِ ۲۶۴۱

③ تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۷۲۹

④ الدھر ۱۱

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے بچالے گا اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا۔

دوسرے مقام پر فرمایا

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ [1]

ترجمہ: اور جن لوگوں نے بُرائیاں کمائیں ان کی بُرائی جیسی ہے ویسا ہی وہ بدلہ پائیں گے، ذلت ان پر مسلط ہو گی کوئی اللہ سے ان کو بچانے والا نہ ہو گا، ان کے چہروں پر ایسی تاریکی چھائی ہوئی ہو گی جیسے رات کے سیاہ پردے ان پر پڑے ہوئے ہوں، وہ دوزخ کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

عَنْ أَبِي غَالِبٍ، قَالَ: رَأَى أَبُو أُمَامَةَ رُءُوسًا مَنْصُوبَةً عَلَى دَرَجِ دِمَشْقَ، فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ: كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ، خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوهُ، ثُمَّ قَرَأَ: {يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ} إِلَى آخِرِ الآيَةِ، قُلْتُ لأَبِي أُمَامَةَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلاَّ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا أَوْ أَرْبَعًا حَتَّى عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ.

ابی غالب سے مروی ہے ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے جب خارجیوں کے سر دمشق کی مسجد کے زینوں پر لٹکے ہوئے دیکھے تو فرمانے لگے یہ جہنم کے کتے ہیں، ان سے بدتر مقتول روئے زمین پر کوئی نہیں، انہیں قتل کرنے والے بہترین مجاہد ہیں، پھر آیت يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ تلاوت فرمائی، ابوغالب نے کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے؟ فرمایا ایک دو دفعہ نہیں بلکہ سات مرتبہ، اگر ایسا نہ ہوتا تو میں اپنی زبان سے یہ الفاظ نکالتا ہی نہیں۔ [2]

عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ

ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوارج جہنم کے کتے ہیں۔ [3]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَوْ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، أَوْ حُلُوقَهُمْ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، إِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ، أَوْ إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں یا یوں فرمایا کہ اس امت میں ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے، یہ قرآن ان کے نرخرے یا یوں فرمایا کہ حلق سے تجاوز نہیں کرے گا، ان کی علامت سر کے بال منڈانا ہو گی، جب تم ان کو دیکھو یا یوں فرمایا

---

[1] یونس ۲۷

[2] جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ۳۰۰۰، سنن ابن ماجه كتاب السنة بَابٌ فِي ذِكْرِ الْخَوَارِجِ ۱۷۶

[3] سنن ابن ماجه کتاب فِي فَضَائِلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابٌ فِي ذِكْرِ الْخَوَارِجِ ۱۷۳

کہ جب تم ان سے ملو (جنگ میں) تو ان کو قتل کر ڈالو۔ (۱)

جن کا منہ کالا ہو گا انہیں ڈانٹ ڈپٹ اور زجر و توبیخ کے انداز میں کہا جائے گا کہ تم نے نعمت ایمان پانے کے بعد بھی کافرانہ رویہ اختیار کیا؟ ہدایت اور ایمان کے بجائے کفر و ضلالت کو کیوں ترجیح دی؟ تم نے ہدایت والا راستہ چھوڑ کر گمراہی کا راستہ کیوں اختیار کیا؟۔

عَنِ الْحَسَنِ قَوْلُهُ: {يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ} قَالَ: هُمُ الْمُنَافِقُونَ

حسن بصری رحمہ اللہ آیت کریمہ ''جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہتے ہیں ان سے مراد منافق ہیں (۲)

اچھا تو اب اس کفران نعمت کے صلہ میں جہنم کے دردناک عذاب کا مزہ چکھو، اور وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے تو انہیں لازوال انواع و اقسام کی نعمتوں سے بھری جنت میں داخلے، رب کی خوشنودی اور اس کی رحمت کی خوش خبری دی جائے گی، اور وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے، یہ اللہ کے ارشادات، اس کے روشن اور واضح دلائل و براہین ہیں جو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک سنا رہے ہیں، کیونکہ اللہ دنیا والوں پر ظلم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ (۳)

ترجمہ: یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے اللہ اپنے بندوں کے لیے ظالم نہیں ہے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ (۴)

ترجمہ: یہ وہ جزا ہے جس کا سامان تمہارے اپنے ہاتھوں نے پیشگی مہیّا کر رکھا تھا، ورنہ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ (۵)

ترجمہ: یہ ہے تیرا وہ مستقبل جو تیرے اپنے ہاتھوں نے تیرے لیے تیار کیا ہے ورنہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾ (۶)

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا، اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

(۱) سنن ابن ماجه کتاب فِي فَضَائِلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابٌ فِي ذِكْرِ الْخَوَارِجِ۱۷۶

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم۳/۷۲۹

(۳) آل عمران۱۸۲

(۴) الانفال۵۱

(۵) الحج۱۰

(۶) حم السجدة۴۶

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ [1]

ترجمہ: میرے ہاں بات پلٹی نہیں جاتی اور میں اپنے بندوں پر ظلم توڑنے والا نہیں ہوں۔

زمین وآسمان کی ساری چیزوں کا مالک اللہ وحدہ لاشریک ہے، اور کائنات کے سارے معاملات اللہ ہی کے حضور پیش ہوتے ہیں، اور قیامت کے دن وہ اسی کے مطابق جزا دے گا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو

وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں

وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَ اِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫

لیکن اکثر تو فاسق ہیں، یہ تمہیں ستانے کے سوا اور زیادہ کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے، اگر لڑائی کا موقع آجائے تو پیٹھ موڑ لیں گے

ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ

پھر مدد نہ کئے جائیں گے، ان پر ہر جگہ ذلت کی مار پڑی الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی یا لوگوں کی پناہ میں ہوں،

مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

یہ غضب الٰہی کے مستحق ہوگئے اور ان پر فقیری ڈال دی گئی یہ اس لیے کہ یہ لوگ

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا

اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کرتے تھے اور بے وجہ انبیاء کو قتل کرتے تھے، یہ بدلہ ہے ان کی نافرمانیوں

وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ (آل عمران ۱۱۰ تا ۱۱۲)

اور زیادتیوں کا۔

مسلمانوں پر خلافت کی ذمہ داری: اے امت محمدیہ! دنیا کی امامت و رہنمائی کے جس منصب سے بنی اسرائیل اپنی نااہلی کے باعث معزول کیے جا چکے ہیں اب تم اس منصب پر مامور کیے گئے ہو، اخلاق و اعمال کے لحاظ سے اب دنیا میں تم بہترین امت ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح

[1] ق ۲۹

کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ایک مقام پر فرمایا۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ... ﴿١٤٣﴾ (1)

ترجمہ:اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک امتِ وسط بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ، قَالَ:خَيْرَ النَّاسِ لِلنَّاسِ تَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلاَسِلِ فِي أَعْنَاقِهِمْ، حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الإِسْلاَمِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ”اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔“فرمایا تم لوگوں میں سے لوگوں کے لیے سب سے بہتر ہو کہ تم ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لاؤ گے حتی کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ (2)

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بہت سی فضیلتیں بخشی ہیں،ان میں سے چند روایات پیش ہیں۔

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: { كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ} قَالَ: أَنْتُمْ تُتِمُّونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللهِ

بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کریمہ ”اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہوئے سنا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ ستر امتوں کو پورا کرنے والے ہو (یعنی سترہویں امت تم ہو) اور تم ان سب میں اللہ تعالیٰ کے آگے بہتر اور زیادہ عزت رکھتے ہو۔ (3)

عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أُعْطِيتُ مَا لَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ،فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا هُوَ قَالَ؟:نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَسُمِّيتُ أَحْمَدَ، وَجُعِلَ التُّرَابُ لِي طَهُورًا، وَجُعِلَتْ أُمَّتِي خَيْرَ الْأُمَمِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ وہ نعمتیں دیا گیا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی انبیاء کو نہیں دی گئیں،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!وہ کیا نعمتیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مدد رعب سے کی گئی ہے،اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں،میرا نام احمد رکھا گیا ہے،میرے لئے مٹی پاک کی گئی ہے،میری امت سب امتوں سے بہتر بنائی گئی ہے۔ (4)

---

(1) البقرۃ ۱۴۳

(2) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۴۵۵۷

(3) جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ۳۰۰۱،سنن ابن ماجه کتاب الزهد بَابُ صِفَةِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۲۸۸

(4) مسند احمد ۷۶۳

قَالَ: شُرَيْحُ بْنُ عُبَيْدٍ: مَرِضَ ثَوْبَانُ بِحِمْصَ وَعَلَيْهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قُرْطٍ الْأَزْدِيُّ، فَلَمْ يَعُدْهُ فَدَخَلَ عَلَى ثَوْبَانَ رَجُلٌ مِنَ الْكَلَاعِيِّينَ عَائِدًا. فَقَالَ لَهُ ثَوْبَانُ: أَتَكْتُبُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ: اكْتُبْ. فَكَتَبَ لِلْأَمِيرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرْطٍ مِنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ لِمُوسَى وعِيسَى مَوْلًى بِحَضْرَتِكَ لَعُدْتَهُ، ثُمَّ طَوَى الْكِتَابَ وَقَالَ لَهُ: أَتُبَلِّغُهُ إِيَّاهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ بِكِتَابِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى ابْنِ قُرْطٍ، فَلَمَّا قَرَأَهُ قَامَ فَزِعًا فَقَالَ النَّاسُ: مَا شَأْنُهُ أَحَدَثَ أَمْرٌ، فَأَتَى ثَوْبَانَ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ، فَعَادَهُ وَجَلَسَ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ ثَوْبَانُ بِرِدَائِهِ وَقَالَ: اجْلِسْ حَتَّى أُحَدِّثَكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ:لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ، وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا

شریح بن عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک مرتبہ شہر حمص میں ثوبان رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے،اس زمانے میں حمص کے گورنر عبد اللہ بن قرط ازدی رضی اللہ عنہ تھے،وہ ثوبان رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے نہیں آئے،اسی دوران کلاعیین کا ایک آدمی ثوبان رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے آیا تو انہوں نے اس سے پوچھا کیا تم لکھنا جانتے ہو؟اس نے کہا جی ہاں!ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا لکھو،چنانچہ اس نے گورنر حمص عبد اللہ بن قرط ازدی رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ کی طرف سے امابعد!

اگر تمہارے علاقے میں موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی غلام ہوتا تو تم اس کی عیادت کو ضرور جاتے۔

پھر خط لپیٹ کر فرمایا کیا تم یہ خط انہیں پہنچا دو گے؟اس نے حامی بھر لی اور وہ خط لے جا کر عبد اللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا،وہ خط پڑھتے ہی گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے،لوگ جسے دیکھ کر حیرانگی سے کہنے لگے کہ انہیں کیا ہوا،کیا کوئی عجیب واقعہ پیش آیا ہے؟ وہ وہاں سے سیدھے ثوبان رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے گھر میں داخل ہوئے ان کی عیادت کی اور تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھ کھڑے ہوئے،ثوبان رضی اللہ عنہ نے ان کی چادر پکڑ کر فرمایا بیٹھ جایئے تا کہ میں آپ کو ایک حدیث سنا دوں جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے،میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں ضرور داخل ہوں گے جن کا کوئی حساب ہوگا اور نہ عذاب اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار افراد مزید ہوں گے۔[1]

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: أَكْثَرْنَا الْحَدِيثَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاتَ لَيْلَةٍ، ثُمَّ غَدَوْنَا إِلَيْهِ، فَقَالَ:عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ اللَّيْلَةَ بِأُمَمِهَا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ يَمُرُّ، وَمَعَهُ الثَّلَاثَةُ، وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الْعِصَابَةُ، وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ النَّفَرُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، حَتَّى مَرَّ عَلَيَّ مُوسَى، مَعَهُ كَبْكَبَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَأَعْجَبُونِي، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ فَقِيلَ لِي: هَذَا أَخُوكَ مُوسَى، مَعَهُ بَنُو إِسْرَائِيلَ . قَالَ:قُلْتُ: فَأَيْنَ أُمَّتِي؟ فَقِيلَ لِيَ: انْظُرْ عَنْ يَمِينِكَ. فَنَظَرْتُ، فَإِذَا الظِّرَابُ قَدْ سُدَّ بِوُجُوهِ الرِّجَالِ، ثُمَّ قِيلَ لِيَ: انْظُرْ عَنْ يَسَارِكَ. فَنَظَرْتُ، فَإِذَا الْأُفُقُ قَدْ سُدَّ بِوُجُوهِ الرِّجَالِ، فَقِيلَ لِي: أَرَضِيتَ؟ فَقُلْتُ: رَضِيتُ يَا رَبِّ، رَضِيتُ يَا رَبِّ . قَالَ: فَقِيلَ لِي: إِنَّ مَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعِينَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ

[1] مسند احمد ۲۲۴۱۸

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فِدًا لَكُمْ أَبِي وَأُمِّي، إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ السَّبْعِينَ الْأَلْفِ، فَافْعَلُوا، فَإِنْ قَصَّرْتُمْ، فَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الظِّرَابِ، فَإِنْ قَصَّرْتُمْ، فكُونُوا مِنْ أَهْلِ الْأُفُقِ، فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ ثَمَّ نَاسًا يَتَهَاوَشُونَ.

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک مرتبہ رات کے وقت ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں دیر تک باتیں کرتے رہے، پھر صبح جب حاضر خدمت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سنو! آج رات انبیاء اپنی اپنی امت سمیت مجھے دکھائے گئے، بعض انبیاء کے ساتھ صرف تین شخص تھے، بعض کے ساتھ مختصر سا گروہ، بعض کے ساتھ ایک جماعت، کسی کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا، حتی کہ میرے پاس سے موسی علیہ السلام کا گذر ہوا جن کے ساتھ بنی اسرائیل کی بہت بڑی تعداد تھی، جسے دیکھ کر مجھے تعجب ہوا اور میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کے بھائی موسی ہیں اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل کے لوگ ہیں، میں نے پوچھا کہ پھر میری امت کہاں ہے؟ مجھ سے کہا گیا کہ اپنی دائیں جانب دیکھئے، تو ایک ٹیلہ لوگوں کے چہروں سے بھرا ہوا نظر آیا، پھر مجھ سے کہا گیا کہ اپنی بائیں جانب دیکھئے، میں نے بائیں جانب دیکھا تو افق لوگوں کے چہروں سے بھرا ہوا نظر آیا، اب مجھ سے پوچھا گیا کیا خوش ہو؟ میں نے کہا میرے رب! میں راضی ہوگیا، یارب! میں راضی ہوگیا، پھر مجھ سے کہا گیا کہ ان لوگوں کے ساتھ ستر ہزار ایسے بھی ہوں گے جو بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں اگر ہو سکے تو ان ستر ہزار میں سے ہی ہونا، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو ٹیلے والوں میں شامل ہو جاؤ، اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو افق والوں میں شامل ہو جاؤ کیونکہ میں نے وہاں بہت سے لوگوں کو ملتے ہوئے دیکھا ہے،

فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ، فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ لِي، يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنْ يَجْعَلَنِي مِنَ السَّبْعِينَ، فَدَعَا لَهُ، فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ:قَدْ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ. قَالَ: ثُمَّ تَحَدَّثْنَا، فَقُلْنَا: مَنْ تَرَوْنَ هَؤُلَاءِ السَّبْعُونَ الْأَلْفُ؟ قَوْمٌ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ، لَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا حَتَّى مَاتُوا؟ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ، وَلَا يَسْتَرْقُونَ، وَلَا يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ

عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان ستر ہزار میں سے کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، تو ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی اٹھ کر گزارش کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں میں بھی ان میں سے ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ رضی اللہ عنہ تم پر سبقت کر گئے، ہم اب آپس میں کہنے لگے کہ شاید یہ ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو اسلام پر ہی پیدا ہوئے ہوں، اور پوری عمر میں کبھی اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ شرک کیا ہی نہ ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ معلوم ہوا تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو جھاڑ انہیں کراتے، آگ کے داغ نہیں لگواتے، شگون نہیں لیتے، اور اپنے رب پر پورا بھروسہ رکھتے ہیں۔ [1]

ایک اور روایت میں اتنی زیادتی ہے

قُلْتُ: رَضِيتُ رَبِّ، قَالَ: أَرَضِيتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: انْظُرْ عَنْ يَسَارِكَ ، قَالَ:فَنَظَرْتُ، فَإِذَا الْأُفُقُ قَدْ سُدَّ بِوُجُوهِ

[1] مسند احمد ۳۸۰۶

الرِّجَالِ، فَقَالَ: رَضِيتَ؟ قُلْتُ: رَضِيتُ،

جب میں نے کہا اے رب میں راضی ہو گیا، تو مجھ سے کہا گیا کیا آپ راضی ہو گئے؟ میں نے عرض کیا ہاں میں راضی ہو گیا، تو مجھ سے کہا گیا اب اپنی بائیں جانب دیکھیں، میں نے دیکھا تو بے شمار مجمع ہے جس نے آسمان کے کناروں کو بھی ڈھک لیا ہے، کہا گیا کیا آپ راضی ہو گئے، میں نے عرض کیا میں راضی ہو گیا۔ (۱)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَدْخُلَنَّ الجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا، أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ - شَكَّ فِي أَحَدِهِمَا - مُتَمَاسِكِينَ، آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ، حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمُ الجَنَّةَ، وَوُجُوهُهُمْ عَلَى ضَوْءِ القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں میری امت کے ستر ہزار یا سات لاکھ (راوی کو ان میں سے کسی ایک تعداد میں شک تھا) آدمی اس طرح داخل ہوں گے کہ بعض بعض کو پکڑے ہوئے ہوں گے، اور اس طرح ان میں اگلے پچھلے سب جنت میں داخل ہو جائیں گے، اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔ (۲)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ وَعَدَنِي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي أَرْبَعَمِائَةِ أَلْفٍ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: زِدْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ:وَهَكَذَاوَجَمَعَ كَفَّهُ، قَالَ: زِدْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ:وَهَكَذَا، فَقَالَ عُمَرُ حَسْبُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: دَعْنِي يَا عُمَرُ، وَمَا عَلَيْكَ أَنْ يُدْخِلَنَا اللَّهُ الْجَنَّةَ كُلَّنَا فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ اللَّهَ إِنْ شَاءَ أَدْخَلَ خَلْقَهُ الْجَنَّةَ بِكَفٍّ وَاحِدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:صَدَقَ عُمَرُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا وعدہ ہے کہ میری امت میں سے چار لاکھ آدمی جنت میں جائیں گے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کچھ اور زیادہ کیجئے، اسے سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بس کرو، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیوں جناب اگر ہم سب کے سب جنت میں چلے جائیں گے تو آپ کو کیا نقصان ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اللہ چاہے تو ایک ہی ہاتھ میں ساری مخلوق کو جنت میں ڈال دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں۔ (۳)

عَنْ أَبِي مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَيُبْعَثَنَّ مِنْكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ مِثْلُ اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ زُمْرَةٌ جَمِيعُهَا يُحِيطُونَ الْأَرْضَ، تَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: لَمَا جَاءَ مَعَ مُحَمَّدٍ أَكْثَرُ مِمَّا جَاءَ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ

ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم ایک اندھیری رات کی طرح بے شمار ایک ساتھ جنت کی طرف بڑھو گے، زمین تم سے پر ہو جائے گی، تمام فرشتے پکار اٹھیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو جماعت

(۱) مسند احمد ۳۹۸۷

(۲) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ يَدْخُلُ الجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۶۵۴۳، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى دُخُولِ طَوَائِفَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ ۵۲۶، المعجم الکبیر للطبرانی ۵۷۸۴

(۳) مسند احمد ۱۲۶۹۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۳۴۲

آئی وہ تمام نبیوں کی جماعت سے بہت زیادہ ہے۔ (۱)

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:أَرْجُو أَنْ يَكُونَ مَنْ يَتَّبِعُنِي مِنْ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ: فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ:أَرْجُو أَنْ يَكُونُوا ثُلُثَ النَّاسِ قَالَ: فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ:أَرْجُو أَنْ يَكُونُوا الشَّطْرَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا صرف میری تابعدار امت اہل جنت کی چوتھائی ہو گی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوش ہو کر نعرہ تکبیر بلند کیا، پھر فرمایا کہ مجھے تو امید ہے کہ تم اہل جنت کا تیسرا حصہ ہو جاؤ، ہم نے پھر تکبیر کہی، پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم آدھوں آدھ ہو جاؤ۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ فِي قُبَّةٍ، فَقَالَ:أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الجَنَّةِقُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ:أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الجَنَّةِقُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ:أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الجَنَّةِقُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ:وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَذَلِكَ أَنَّ الجَنَّةَ لاَ يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ البَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الأَسْوَدِ، أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الأَحْمَرِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خیمہ میں تھے، جس میں تقریباً چالیس آدمی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا ایک چوتھائی رہو؟ ہم نے کہا کہ جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تم ایک تہائی رہو؟ ہم نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تم نصف رہو؟ ہم نے کہا جی ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم لوگ (امت مسلمہ) اہل جنت کا آدھا حصہ ہو گے، اور ایسا اس لئے ہو گا کہ جنت میں فرمانبردار نفس کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہو گا، اور تم لوگ شرک کرنے والوں کے درمیان (تعداد میں) اس طرح ہو گے جیسے سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہوتے ہیں، یا جیسے سرخ رنگ کے جسم پر ایک سیاہ بال ہو۔ (۳)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ، هَذِهِ الْأُمَّةُ مِنْ ذَلِكَ ثَمَانُونَ صَفًّا

سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے لوگوں کی ایک سو بیس صفیں ہیں، اسی صفیں اس امت کی اور چالیس دوسری امتوں کی ہیں۔ (۴)

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی ۳۴۵۵

(۲) مسند احمد ۱۴۷۲۴

(۳) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ كَيْفَ الحَشْرُ ۶۵۲۸، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ كَوْنِ هَذِهِ الْأُمَّةِ نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ ۵۳۰، جامع ترمذی ابواب الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي صَفِّ أَهْلِ الجَنَّةِ ۲۵۴۷، صحیح ابن حبان ۷۴۵۸، مسند احمد ۳۶۶۱

(۴) مسند احمد ۲۳۰۶۱، سنن الدارمی ۲۸۷۷، صحیح ابن حبان ۷۴۶۰ ، جامع ترمذی ابواب صفۃ الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي صَفِّ أَهْلِ الجَنَّةِ ۲۵۴۶، سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ ذِكْرِ الْبَعْثِ ۴۲۸۹

مَوْلَى رَبِيعَةَ بْنِ الحَارِثِ، حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، ثُمَّ هَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ، فَاخْتَلَفُوا فِيهِ، فَهَدَانَا اللَّهُ، فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ اليَهُودُ غَدًا، وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ

ربیعہ بن حارث سے روایت ہے میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم دنیا میں تمام امتوں کے بعد ہونے کے باوجود قیامت میں سب سے آگے رہیں گے، فرق صرف یہ ہے کہ کتاب انہیں ہم سے پہلے دی گئی تھی، یہی (جمعہ) ان کا بھی دن تھا جو تم پر فرض ہوا ہے، لیکن ان کا اس کے بارے میں اختلاف ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دن بتادیا، اس لئے لوگ اس میں ہمارے تابع ہوں گے، یہود دوسرے دن ہوں گے، اور نصاریٰ تیسرے دن۔ (۱)

امت مسلمہ کی امتیازی خصوصیات یہ ہیں کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ وحدہ لاشریک پر اعتقاداً وعملاً غیر متزلزل ایمان رکھتے ہو۔

قَالَ قَتَادَةُ: بَلَغَنَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي حَجَّةٍ حَجَّهَا رَأَى مِنَ النَّاسِ سُرْعة فَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّه أَنْ يَكُونَ مِنْ تِلْكَ الْأُمَّةِ فَلْيُؤدّ شَرْط اللهِ فِيهَا

امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے اپنے ایک حج کے موقع پر لوگوں کو جلد بازی کو دیکھا تو انہوں نے اس آیت کریمہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کی تلاوت کی، اور فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اس بہترین امت میں سے بن جائے تو اسے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی عائد کردہ شرط کو بھی پورا کرنا چاہیے۔ (۲)

لہٰذا اپنی ان ذمہ داریوں کو سمجھو اور ان غلطیوں سے بچو جو بنی اسرائیل کر چکے ہیں، جو امر بالمعروف ونہی المنکر کا فریضہ ادا نہیں کرے گا وہ اہل کتاب کے مشابہ قرار پائے گا، اور اہل کتاب کی صفت یہ ہے۔

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ... ﴿۷۹﴾ (۳)

ترجمہ: انہوں نے ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا۔

اگر یہود ونصاریٰ دعوت اسلام پر ایمان لاتے تو انہی کے حق میں بہتر تھا، اگرچہ ان میں قلیل التعداد لوگ ایمان دار بھی پائے جاتے ہیں، مگر ان کی اکثریت ضلالت وکفر اور فسق ومعصیت کو اختیار کیے ہوئے ہے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل کتاب کے مقابلے میں فتح ونصرت کی بشارت فرمائی، فرمایا ان سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں یہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے، زیادہ سے زیادہ یہ جھوٹا پروپیگنڈا اور بہتان تراشی کر کے تمہیں وقتی طور پر خفیف سی تکلیف پہنچا سکتے ہیں، اگر یہ تمہارے مقابلہ میں میدان میں اتریں گے تو جم کر مقابلہ نہیں کر سکیں گے بلکہ بزدلوں

(۱) صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ فَرْضِ الجُمُعَةِ ۸۷۶، صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ هِدَايَةِ هَذِهِ الْأُمَّةِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ ۱۹۷۸، مسند احمد ۷۷۰۷

(۲) تفسیرطبری ۷/۱۰۲

(۳) المائدة ۷۹

کی طرح پیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑے ہوں گے، پھر ایسے بے بس ہوں گے کہ کہیں سے ان کو مدد نہ ملے گی، یہ جہاں بھی پائے گئے ان پر ذلت کی مار ہی پڑی، اللہ کی پناہ کے علاوہ کہیں بھی امن وامان اور عزت نہیں، یعنی یا تو ذمی بن کر مسلم حکومتوں کی اطاعت قبول کر لیں گے یا نصاریٰ کے ماتحت ہوں گے۔

وَهَكَذَا وَقَعَ، فَإِنَّهُمْ يَوْمَ خَيْبَر أَذَلَّهُمُ اللَّهُ وأرْغَم آنَافَهُمْ وَكَذَلِكَ مَنْ قَبْلَهُمْ مِنْ يَهُودِ الْمَدِينَةِ بَنِي قَيْنُقَاع وَبَنِي النَّضِير وَبَنِي قُرَيْظَةكُلُّهُمْ أَذَلَّهُمُ اللَّهُ، وَكَذَلِكَ النَّصَارَى بِالشَّامِ كَسَرهم الصَّحَابَةُ فِي غَيْرِ مَا مَوْطِنٍ، وسَلَبوهم مُلْك الشَّامِ أَبَدَ الْآبِدِينَ وَدَهْرَ الدَّاهِرِينَ، وَلَا تَزَالُ عِصَابة الإسلام قائمة بالشام حتى ينزل عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ [عَلَيْهِ السَّلَامُ] وَهُمْ كَذَلِكَ، وَيَحْكُمَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ بِشَرْعِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ فيَكْسر الصَّلِيب، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، ويَضَع الجزْية، وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا الْإِسْلَامَ.

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے خیبر کے دن انہیں ذلیل ورسوا کر کے ان کی ناک کو خاک آلود کر دیا، اور اسی طرح اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مدینہ کے تمام یہودیوں بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ کو بھی ذلیل ورسوا کر دیا تھا، اسی طرح شام کے عیسائیوں کی شان وشوکت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خاک میں ملا دیا تھا انہیں ملک شام سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا تھا، اسلام کی ایک جماعت ہمیشہ شام میں رہے گی، حتی کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، اور وہ اسی طرح اسلام پر ہوں گے اور ان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلہ فرمائیں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، اور جزیہ کو ختم کر دیں گے، اور صرف اور صرف اسلام ہی کو قبول فرمائیں گے۔ (۱)

یہ اللہ کے غضب میں گھر چکے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے ان پر ذلت ومسکنت، محتاجی ومغلوبی مسلط کر دی گئی ہے اور یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ وہ تکبر، بغاوت وسرکشی اور حسد کی وجہ سے اللہ کی آیات سے کفر کرتے رہے، اور انہوں نے بے شمار پیغمبروں کو ناحق قتل کیا، یہ ان کی نافرمانیوں اور زیادتیوں کا انجام ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ فِي الْيَوْمِ تَقْتُلُ ثَلَاثَمِائَةِ نَبِيٍّ، ثُمَّ يُقِيمُونَ سُوقَ بَقْلِهِمْ فِي آخِرِ النَّهَارِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بنی اسرائیل ایک ایک دن میں تین تین سو نبیوں کو قتل کر ڈالتے تھے اور دن کے آخری حصہ میں بازاروں میں اپنے اپنے کاموں پر لگ جاتے تھے (۲)

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ

یہ سارے کے سارے یکساں نہیں بلکہ ان اہل کتاب میں ایک جماعت (حق پر) قائم رہنے والی بھی ہے

(۱) تفسیر ابن کثیر ۱۰۳/۲

(۲) تفسیر ابن کثیر ۱۰۴/۲، بحوالہ ابو داود الطیالسی

يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَ هُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ

جو راتوں کے وقت بھی کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدے بھی کرتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر

وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ

ایمان بھی رکھتے ہیں، بھلائیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں،

وَ اُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَ مَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ

یہ نیک بخت لوگوں میں سے ہیں، یہ جو کچھ بھی بھلائیاں کریں ان کی ناقدری نہ کی جائے گی

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ (آل عمران ۱۱۳ تا ۱۱۵)

اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هَذِهِ الْآيَاتِ نَزَلَتْ فِيمَنْ آمَنَ مِنْ أَحْبَارِ أَهْلِ الْكِتَابِ، كَعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلام وأسَد بْنِ عُبَيْد وَثَعْلَبَةَ بْنِ سَعْية وأسَيد بْنِ سعْية وَغَيْرِهِمْ

محمد بن اسحاق وغیرہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیات یہود کے ان علماء کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو ایمان لے آئے تھے مثلاً عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، اسد بن عبید رضی اللہ عنہ، ثعلبہ بن سعیہ رضی اللہ عنہ اور اسد بن سعیہ رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ [1]

مگر سارے یہود ونصاریٰ ایک جیسے نہیں ہیں، ان میں قلیل التعداد لوگ ایسے بھی ہیں جو راہ راست پر قائم ہیں، نمازوں میں کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، یعنی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز تہجد پڑھتے ہیں، اللہ وحدہ لاشریک اور روز آخرت، اعمال کی جزاوسزا، جنت وجہنم پر ایمان رکھتے ہیں، لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں، یہی نیک بخت لوگ ہیں، اور جو نیکی بھی یہ کریں گے اس کی ناقدری نہ کی جائے گی بلکہ انہیں پورا پورا صلہ دیا جائے گا۔ جیسے ایک مقام پر فرمایا

...اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ [2]

ترجمہ: اللہ تو متقیوں ہی کی نذریں قبول کرتا ہے۔

اللہ پرہیزگار لوگوں کو خوب جانتا ہے۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۱۰۵/۲

[2] المائدۃ ۲۷

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ

کافروں کو ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے ہاں کچھ کام نہ آئیں گی ،یہ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱۶ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ

جہنمی ہیں جو ہمیشہ اس میں پڑے رہیں گے،یہ کفار جو خرچ اخراجات کریں اس کی مثال یہ ہے ایک

رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَ مَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

تند ہوا چلی جس میں پالا تھا جو ظالموں کی کھیتی پر پڑا اور اسے تہس نہس کر دیا ،اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا ب

وَ لٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۱۱۷ (آل عمران ۱۱۷،۱۱۶)

لکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مشرکوں کے بارے میں فرمایا اور وہ لوگ جنھوں نے دعوت حق کو قبول کرنے کے بجائے سرکشی وبغاوت کا رویہ اختیار کیا ہے تو اللہ کے مقابلہ میں ان کو نہ ان کا مال کچھ کام دے گا نہ اولاد ، بلکہ یہ جہنم کی طرف سفر میں ان کا زاد راہ ہیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۫ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝۳۷ [1]

ترجمہ: یہ تمہاری دولت اور تمہاری اولاد نہیں ہے جو تمہیں ہم سے قریب کرتی ہو،ہاں مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے یہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کے عمل کی دُہری جزا ہے،اور وہ بلند وبالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔

وہ تو آگ میں جانے والے لوگ ہیں اور دائمی طور پر آگ ہی میں رہیں گے،یہ کفار اپنے مال خرچ کر کے اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں،اور لوگوں کو راہ راست پر چلنے سے روکنے کے لئے خرچ کرتے ہیں، لیکن اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود یہ ناکام ونامراد ہی رہیں گے،جیسے کوئی شخص فصل بوئے اور اسے اس کی پیداوار کی امید ہو، کہ اچانک ایک سخت ٹھنڈی ہوا چلے جس سے تمام کھیت جل کر خاکستر ہو جائے، یا آگ کا بگولا آئے اور اسے جلادے،اور اس کے حصہ میں سوائے محنت، مشقت اور حسرت وافسوس کے کچھ نہ آئے، کفار کا بھی یہی حال ہے،ان کے ہاتھ میں بھی حسرت وپشیمانی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ۬ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۶ [2]

ترجمہ: جن لوگوں نے حق کو ماننے سے انکار کیا ہے وہ اپنے مال خدا کے راستے سے روکنے کے لیے خرچ کر رہے ہیں اور ابھی اور خرچ کرتے

[1] سبا ۳۷

[2] الانفال ۳۶

رہیں گے، مگر آخر کار یہی کوششیں ان کے لیے پچھتاوے کا سبب بنیں گی، پھر وہ مغلوب ہوں گے پھر یہ کافر جہنّم کی طرف گھیر لائے جائیں گے۔

اللہ رحیم اور ودود ہے۔ جیسے فرمایا

...اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿٩٠﴾ (۱)

ترجمہ: بے شک میرا رب رحیم ہے اور اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے۔

وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٤٦﴾ (۲)

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اُسی پر ہو گا اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٥١﴾ (۳)

ترجمہ: یہ وہ جزا ہے جس کا سامان تمہارے اپنے ہاتھوں نے پیشگی مہیّا کر رکھا تھا ورنہ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿١٠﴾ (۴)

ترجمہ: یہ ہے تیرا وہ مستقبل جو تیرے اپنے ہاتھوں نے تیرے لیے تیار کیا ہے ورنہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٢٩﴾ (۵)

ترجمہ: میرے ہاں بات پلٹی نہیں جاتی اور میں اپنے بندوں پر ظلم توڑنے والا نہیں ہوں۔

اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا کہ ان کے اعمال ضائع کر دے بلکہ یہ خود دعوت حق کی تکذیب کر کے، اللہ کے رسولوں کو جھٹلا کر اور اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ

اے ایمان والو ! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ (تم تو) نہیں دیکھتے

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ

دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے وہ چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو، ان کی عداوت تو خود ان کی زبان

(۱) ھود ۹۰

(۲) حم السجدة ۴۶

(۳) الانفال ۵۱

(۴) الحج ۱۰

(۵) ق ۲۹

اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَ مَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ

سے بھی ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے، ہم نے تمہارے لیے آیتیں بیان کر دیں،

اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَ لَا یُحِبُّوْنَكُمْ

اگر عقلمند ہو (تو غور کرو) ہاں تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے، تم پوری کتاب کو مانتے ہو

وَ تُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَ اِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْكُمُ الْاَنَامِلَ

(وہ نہیں مانتے، پھر محبت کیسی؟) یہ تمہارے سامنے تو اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں مارے غصہ کے

مِنَ الْغَیْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ

انگلیاں چباتے ہیں کہہ دو کہ اپنے غصہ ہی میں مرجاؤ اللہ دلوں کے راز کو بخوبی جانتا ہے، تمہیں اگر

حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَیِّئَةٌ یَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا

بھلائی ملے تو یہ ناخوش ہوتے ہیں ہاں! اگر برائی پہنچے تو خوش ہوتے ہیں، تم اگر صبر کرو اور پرہیز گاری کرو

لَا یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴿۱۲۰﴾ (آل عمران ۱۱۸ تا ۱۲۰)

تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے۔

مسلمانوں کو ہدایات: یہود و نصاریٰ اور منافقین اپنے تعصّبات اور بغض وعناد میں مسلمانوں کے خلاف ریشہ دانیوں میں مصروف تھے، بعض مسلمانوں کا ان کے ساتھ میل جول تھا، وہ ان لوگوں کی ظاہری باتوں سے متاثر ہو کر ان کو اپنا خیر خواہ جانتے تھے اور بعض راز کی باتیں کہہ ڈالتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کو اس بات سے منع فرمایا کہ وہ اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا یہود و نصاریٰ یا دوسرے مذاہب کے لوگوں اور منافقین کے ساتھ محبت کی پینگیں نہ بڑھاؤ اور نہ انہیں اپنے راز بتاؤ۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ، وَلاَ اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ، إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، فَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ تَعَالَى

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی مبعوث فرمایا اور جو بھی خلیفہ مقرر فرمایا تو اس کے صلاح کار اور مشیر دو طرح کے ہوتے تھے، ایک تو وہ جو نیکی اور بھلائی کا حکم دیتے تھے اور اس کی ترغیب دیتے رہتے تھے، اور دوسرے وہ جو اسے

برائی کا حکم دیتے رہتے تھے، اور اس کی ترغیب دیتے رہتے تھے، اور معصوم تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ گناہ سے بچالے۔ [1] مسند احمد اور جامع ترمذی کے الفاظ مختلف ہیں۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک ذمی کو کاتب رکھ لیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے انہیں سختی سے ڈانٹا اور فرمایا

لَا تُدْنِهِمْ وَقَدْ أَقْصَاهُمُ اللَّهُ، وَلَا تُكْرِمْهُمْ وَقَدْ أَهَانَهُمُ اللَّهُ، وَلَا تَأْمَنْهُمْ وَقَدْ خَوَّنَهُمُ اللَّهُ

تم انہیں اپنے قریب نہ کرو جب کہ اللہ نے انہیں دور کر دیا ہے، ان کو عزت نہ بخشو جب کہ اللہ نے انہیں ذلیل کر دیا ہے، اور انہیں امین و راز دار مت بناؤ جب کہ اللہ نے انہیں خائن قرار دیا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔ [2]

عَنْ أَبِي دُهْقَانَةَ، قَالَ: قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ هَاهُنَا غُلَامًا مِنْ أَهْلِ الْحِيرَةِ حَافِظًا كَاتِبًا فَلَوِ اتَّخَذْتَهُ كَاتِبًا قَالَ: قَدِ اتَّخَذْتُ إِذًا بِطَانَةً مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

ابو دہقانہ سے روایت ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کی خدمت میں عرض کی گئی کہ یہاں اہل حیرہ کا ایک ماہر کاتب ہے اسے آپ اپنے ہاں بطور کاتب مقرر فرمالیں؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے معنی تو یہ ہوں گے کہ میں مومنوں کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا راز دار بنالوں۔ [3]

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمہارے کھلے دشمن ہیں، ان جن دل بغض وعداوت سے بھرے ہوئے ہیں حتی کہ یہ عداوت ان کی زبان سے بلاارادہ ظاہر ہوجاتی ہے، اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ ظاہر ہوجانے والی دشمنی سے بہت زیادہ ہے، اللہ نے تمہارے لئے آیتیں بیان کر دی ہیں جن میں تمہاری دینی اور دنیاوی مصلحتیں اور فوائد موجود ہیں، اگر تم عقل مند ہو تو ان نشانیوں کو پہچان کر دوستوں اور دشمنوں کی پہچان کرو، کیونکہ ہر شخص اس قابل نہیں ہوتا کہ اسے ہم راز بنایا جائے، عقل مند وہ ہوتا ہے جسے اگر دشمن سے میل جول رکھنے کی ضرورت پیش آجائے تو اس سے میل جول صرف ظاہری معاملات میں ہو، اور اپنے اندرونی معاملات اسے نہ بتائے اگرچہ دشمن کتنی ہی چاپلوسی کرے اور قسمیں کھائے کہ وہ تمہارا دوست ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہود و نصاریٰ اور منافقین سے احتیاط کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے ان کی شدید دشمنی کو واضح کیا، کہ ہاں تم یہود و نصاریٰ کو اہل کتاب سمجھ کر ان کے بارے میں دھوکا کھاتے ہو اور ان سے محبت رکھتے ہو، جبکہ وہ تم سے محبت نہیں رکھتے، تم ان تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو جو اللہ نے اپنے نبیوں پر نازل کی ہیں حالانکہ وہ تمہاری کتاب قرآن پر ایمان نہیں رکھتے، جب وہ تم سے ملتے ہیں تو اوپر اوپر سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں، لیکن تنہائی میں تم پر غیظ وغضب اور حسد کے مارے اپنی انگلیاں چباتے ہیں، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہہ دو کہ اپنے غیظ وغضب میں آپ جل مرو، اللہ اپنے پسندیدہ دین اسلام اور مسلمانوں

---

[1] صحیح بخاری کِتَابُ القَدَرِ بَابٌ المَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللهُ ٦٦١١، وكِتَابُ الأَحْكَامِ بَابُ بِطَانَةِ الإِمَامِ وَأَهْلِ مَشُورَتِهِ ٧١٩٨، سنن نسائی كِتَابُ الْبَيْعَةِ باب بِطَانَةُ الْإِمَامِ ٤٢٠٧، جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعِيشَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ٢٣٦٩ عن ابوہریرہ ، مسنداحمد ١٣٤٢١ عن ابوہریرہ

[2] تفسیرالقرطبی ٤/١٧٩

[3] تفسیرابن ابی حاتم ٣/٧٤٣، مصنف ابن ابی شیبہ ٢٥٨٧

کو ترقی سے ہمکنار فرماتا رہے گا۔

...وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا... ﴿٤٠﴾ [1]

ترجمہ: اور اللہ کا بول تو اُونچا ہی ہے۔

اللہ تمہارے دلوں کے چھپے ہوئے رازوں کو خوب جانتا ہے، وہ تمہارے تمام منصوبوں کو خاک میں ملادے گا، اگر اللہ کی تائید ونصرت سے تمہیں دشمنوں پر فتح نصیب ہو یا مال غنیمت حاصل ہو جائے جس سے تم میں خوشحالی میسر آجائے تو یہ ناخوش ہوتے ہیں، اور اگر تمہیں برائی پہنچے مثلاً قحط سالی یا تنگدستی میں مبتلا ہو جاؤ یا اللہ کی مشیت سے دشمن وقتی طور پر تم پر غالب آجائے تو خوشی کے شادیانے بجاتے ہیں، اگر تم صبر اور پرہیز گاری اختیار کرو گے تو ان کا مکر وفریب تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے مکر وفریب کو انہی پر الٹ دے گا، کیونکہ اس کا علم اور اس کی قدرت ان کو گھیرے ہوئے ہے، وہ اس کی قدرت کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتے، اور اس کی کوئی بات اللہ سے چھپی نہیں رہ سکتی۔

حفصہ رضی اللہ عنہا بنت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نکاح

شعبان تین ہجری

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا جن کی وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحفصہ تھی کی شادی خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ سے ہو چکی تھی، ان کے شوہر غزوہ بدر میں شامل تھے، جب یہ جنگ کے بعد مدینہ منورہ واپس آئے تو بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں ان کا انتقال ہو گیا اور حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں۔

أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يُحَدِّثُ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لاَ أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ، إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا

---

[1] التوبة ٤٠

سالم بن عبد اللہ ،عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میرے والد سید نا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے فرمایا جب حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں اور ان کے شوہر خنیس رضی اللہ عنہ بن حذافہ سہمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور شریک بدر تھے مدینہ میں انتقال کر گئے تو میں عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا اور ان سے کہا کہ اگر تم کہو تو میں ان کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں غور کر کے جواب دوں گا میں کئی دن ٹھہرا رہا پھر جب ملا تو کہنے لگا کہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی میں دوسرا نکاح نہ کروں، سید نا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کا نکاح جلد از جلد کر دینا چاہتے تھے ، پھر میں سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ کہیں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں، وہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا مجھ کو سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس طرز سے اس سے بھی زیادہ رنج ہوا جتنا عثمان رضی اللہ عنہ کے انکار سے ہوا تھا، میں کئی راتیں خاموش رہا کہ اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا (سید نا عمر رضی اللہ عنہ کی خوشی کی انتہاء نہ رہی) میں نے فوراً ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا، ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے بعد سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ سید نا عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا اے عمر رضی اللہ عنہ !جب تم نے مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تھی تو میں نے تمہیں جواب نہیں دیا تھا، اور تم مجھ سے ناراض ہو گئے تھے؟ سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں (مجھے بہت دکھ ہوا تھا)، سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس لئے تمہیں کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ مجھے علم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرمایا تھا (جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا ارادہ ظاہر ہوتا تھا) اور میں آپ کے اس راز کو ظاہر بھی نہیں کر سکتا تھا، ہاں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ ترک فرما دیتے تو میں انہیں قبول کر لیتا۔ [1]

حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ،قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لاَ أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ،فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ، فَرَدَّهُ، فَبَلَغَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَنْ رَاحَ إِلَيْهِ عُمَرُ قَالَ:يَا عُمَرُ، أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَتَنٍ خَيْرٍ لَكَ مِنْ عُثْمَانَ، وَأَدُلُّ عُثْمَانَ عَلَى خَيْرٍ لَهُ مِنْكَ؟ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ؟قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ، إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قُلْتُ: نَعَمْ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا

سید نا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا جن کی وجہ سے سید نا عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حفصہ تھی کی شادی خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ سے ہو چکی تھی، ان کے شوہر غزوہ بدر میں شامل تھے، جب یہ جنگ کے بعد مدینہ منورہ واپس آئے تو بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں ان

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ شُهُودِ المَلاَئِكَةِ بَدْرًاعن ابن عمر ۴۰۰۵

کاانتقال ہوگیا اور حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں، ان کی عدت پوری ہونے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کردوں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں غور کر کے جواب دوں گا، میں کئی دن ٹھہرا رہا پھر جب ملا تو کہنے لگا کہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی میں دوسرا نکاح نہ کروں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کا نکاح جلد از جلد کر دینا چاہتے تھے، اس لئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے کہا اگر آپ پسند کریں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کردوں، مگر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی جواب نہ دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خاموشی پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جواب سے زیادہ دکھ پہنچا، اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا عثمان پر پیش کیا مگر انہوں نے مجھ سے رخ پھیر لیا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! حق تعالیٰ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو تمہاری بیٹی سے بہتر بیوی عطا فرمادی اور تمہاری بیٹی کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر شوہر عطا فرمادیا، میں کئی راتیں خاموش رہا کہ اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی) میں نے فوراً ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کردیا، شادی کے وقت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر بیس سال تھی، اس طرح حفصہ رضی اللہ عنہا ام المومنین اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر بن گئے، ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! جب تم نے مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تھی تو میں نے تمہیں جواب نہیں دیا تھا اور تم مجھ سے ناراض ہوگئے تھے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں (مجھے بہت دکھ ہوا تھا) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس لئے تمہیں کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ مجھے علم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرمایا تھا (جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا ارادہ ظاہر ہوتا تھا) اور میں آپ کے اس راز کو ظاہر بھی نہیں کرسکتا تھا ہاں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ ترک فرمادیتے تو میں انہیں قبول کرلیتا۔ [1]

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ:طَلَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عُمَرَ، فَحَثَا عَلَى رَأْسِهِ التُّرَابَ، وَقَالَ: مَا يَعْبَأُ اللَّهُ بعمر وابنته بعد هذا، فنزل جبريل الْغَدِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُرَاجِعَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ رَحْمَةً لِعُمَرَ.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک طلاق دے دی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو اپنے سر پر خاک ڈال لی اور کہا اللہ تعالیٰ کو میری اور میری بیٹی کی کچھ بھی پرواہ نہیں، جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ سے رجوع فرمالیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ شُهُودِ المَلاَئِكَةِ بَدْرًا عن ابن عمر ۴۰۰۵، مسند احمد ۷۴، مسندالبزار ۱۲۱، السنن الکبری للنسائی ۵۳۴۳، صحیح ابن حبان ۴۰۳۹، مسندابی یعلی ۷، السنن الکبری للبیہقی ۱۳۷۴۹، مستدرک حاکم ۴۵۶۹، دراسة نقدية في المرويات الواردة في شخصية عمر بن الخطاب وسياسته الإدارية ۲۴۶/۱

سے رجوع فرمالیا۔ (۱)

وقال :فَإِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ وَإِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِي الجَنَّةِ

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اور جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ کثرت سے روزے رکھنے والی اور قیام کرنے والی ہیں وہ جنت میں آپ کی بیوی ہوں گی۔ (۲)

وماتت في شعبان سَنَةَ خَمْسٍ وَأَرْبَعِيْنَ بِالمَدِيْنَةِ في خلافة معاوية ، وقيل إنها ماتت في خلافة عثمان،وَصَلَّى عَلَيْهَا وَالِي المَدِيْنَةِ مَرْوَانُ

انہوں نے ماہ شعبان میں ۵۴ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی یہ بھی کہاجاتا ہے کہ انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی،ان کی نماز جنازہ والی مدینہ مروان نے پڑھائی۔ (۳)

عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی وفات

ایک روایت میں ہےثم مات عثمان بن مظعون في ذي الحجة، فهول أول من مات من المهاجرين بالمدينة

ذی الحجہ میں عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون وفات پاگئے وہ مہاجرین مدینہ میں سب سے پہلے وفات پانے والے ہیں۔ (۴)

اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ کس سن میں وفات پائی۔ایک روایت میں ہے

وَشَهِدَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ بَدْرًا وَمَاتَ فِي شَعْبَانَ عَلَى رَأْسِ ثَلاثِينَ شَهْرًا مِنَ الْهِجْرَةِ

اورعثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک تھے اور ہجرت کے تیسویں مہینے شعبان میں فوت ہوئے۔ (۵)

عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بھائی چارہ ابوالہیثم بن تیہان انصاری رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا اور وہ ان کے ہاں رہنے لگے تھے،عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون بڑے عبادت گزار تھے،آپ رضی اللہ عنہ ان صحابہ اکرام میں شامل تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت دیکھ کرخود پر ازخود پابندیاں عائد کی تھیں،جس صحابی نے یہ کہا تھا لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ میں تمام عمر شادی نہیں کروں گا اور عبادت کرتا رہوں گا،وہ عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون ہی تھے، مگر جیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلاکراس چیز سے منع فرمایا۔ (۶)

غزوہ بدر کے چند دنوں بعد وہ بیمار ہوگئے،

(۱) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۸۱۲/۴،اسدالغابۃ ۶۷/۷

(۲) سیراعلام النبلاء ۴۸۴/۳،اسدالغابۃ ۶۷/۷ ،الإصابة في تمييز الصحابة ۸۶/۸،نساء النبي صلى الله عليه وآله وسلم ۷۷/۱،معرفة الصحابة لابی نعیم ۳۳۲۵/۴

(۳) سیراعلام النبلاء ۲۲۹/۲

(۴) وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۲۱۶/۱

(۵) ابن سعد ۳۰۰/۳

(۶) صحیح مسلم كتاب النكاح بَابُ اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ ۳۴۰۴

أَنَّ أُمَّ العَلاَءِ، امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهُمُ اقْتَسَمُوا المُهَاجِرِينَ قُرْعَةً، قَالَتْ: فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَأَنْزَلْنَاهُ فِي أَبْيَاتِنَا، فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ غُسِّلَ وَكُفِّنَ فِي أَثْوَابِهِ، دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

ابوالہیثم بن تیہان انصاری رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی کہتی ہیں، مہاجرین کے سلسلہ اخوت قائم کرنے کے لیے قرعہ اندازی کی تو ہمارا اقرعہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے نام نکلا، پھر ہم نے انہیں اپنے گھر میں ٹھہرایا، اس کے بعد انہیں ایک بیماری ہوگئی جس میں ان کی وفات ہوگئی، جب وہ وفات پا گئے تو ہم نے انہیں غسل دیا اور ان کے کپڑوں کا کفن دیا گیا اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ (۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

لَمَّا مُرَّ بِجَنَازَةِ عُثْمَانَ بنِ مَظْعُوْنٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ذَهَبْتَ وَلمْ تَلَبَّسْ مِنْهَا شَيْئاً . يَعْنِي الدُّنْيَا.

اور جب وعثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو فرمایا تم دنیا سے اس طرح رخصت ہوئے کہ تمہارا دامن ذرہ برابر دنیا سے آلودہ نہ ہونے پایا۔ (۲)

فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللَّهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا هُوَ فَوَاللَّهِ لَقَدْ جَاءَهُ اليَقِينُ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الخَيْرَ، وَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِي فَقَالَتْ: وَاللَّهِ لاَ أُزَكِّي بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا

میں نے کہا ابوسائب (عثمان رضی اللہ عنہ) تم پر اللہ کی رحمت ہو، تمہارے متعلق میری گواہی ہے کہ اللہ نے تمہیں عزت بخشی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے انہیں عزت بخشی ہے، ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! (اگر یہ عزت والے نہ ہوں گے) تو پھر اللہ کسے عزت دے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک ان کا تعلق ہے تو یقینی چیز (موت) ان پر آ چکی ہے، اور اللہ کی قسم میں بھی ان کے لئے بھلائی کی امید رکھتا ہوں اور اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ہونے کے باوجود حتمی طور پر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، ام علاء انصاریہ نے عرض کیا اللہ کی قسم! اب میں کسی کی برات بیان نہیں کروں گی۔ (۳)

وَقَالَ:مَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِهِ قَالَتْ: وَأَحْزَنَنِي فَنِمْتُ، فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِي، فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ذَلِكَ عَمَلُهُ

(۱) صحیح بخاری کتاب التعبیر بَابُ رُؤْيَا النِّسَاءِ ۷۰۰۳

(۲) ابن سعد ۳/۳۰۴

(۳) صحیح بخاری کتاب التعبیر بَابُ رُؤْيَا النِّسَاءِ ۷۰۰۳

وہ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، کہتی ہیں مجھے اس بات سے کافی صدمہ ہوا (کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی بات یقین کے ساتھ معلوم نہیں ہے) چنانچہ میں سوگئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ایک جاری چشمہ ہے، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور اپنا خواب بیان کیا، خواب سنکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ (جاری چشمہ) ان کا عمل ہے۔ [1]

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ. قَالَ فَرَأَيْتُ دُمُوعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسِيلُ عَلَى خَدِّ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں بوسہ دیا کہ وہ مردہ تھے، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے آنسو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے رخسار پر بہہ رہے تھے۔ [2]

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ مَاتَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ

جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔ [3]

فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ قُبِرَ هُنَاكَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ. فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَرًا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ: هَذَا فَرَطُنَا، فَكَانَ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ بَعْدَهُ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيْنَ نَدْفِنُهُ؟ فَيَقُولُ رَسُولُ اللهِ:عِنْدَ فَرَطِنَا عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ

جنت البقیع کے شکم میں سپرد کی جانے والی سب سے پہلی امانت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی تھی ان کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ان کی تدفین کہاں کی جائے آپ ﷺ نے فرمایا انہیں بقیع میں دفن کیا جائے، قبر کی کھودائی کے درمیان ایک پتھر برآمد ہوا جسے رسول اللہ ﷺ نے قبر کے سرہانے نصب کر دیا اور فرمایا یہ ہماری علامت ہے، ان کے بعد جب کوئی میت ہوتی تو پوچھا جاتا اے اللہ کے رسول ﷺ! اسی ہم کہاں دفن کریں، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہمارے نشان (عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون) کے پاس۔ [4]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ دُفِنَ بِالْبَقِيعِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے سب سے پہلے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا [5]

عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ دُفِنَ بِالْبَقِيعِ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ.

[1] صحیح بخاری کتاب التعبیر بَابُ رُؤْيَا النِّسَاءِ ۷۰۰۴
[2] ابن سعد ۳۰۳، ۳
[3] ابن سعد ۳۰۳، ۳
[4] ابن سعد ۳۰۰، ۳
[5] ابن سعد ۳۰۴، ۳

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سب سے پہلے عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کو بقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ قَالَتْ: نَزَلَ فِي قَبْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ. عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَظْعُونٍ وَقُدَامَةُ بْنُ مَظْعُونٍ وَالسَّائِبُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَمَعْمَرُ بْنُ الْحَارِثِ.

نَزَلَ فِي قَبْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ. عَبْدُ اللهِ بْنُ مَظْعُونٍ وَقُدَامَةُ بْنُ مَظْعُونٍ وَالسَّائِبُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَمَعْمَرُ بْنُ الْحَارِثِ

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر میں عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مظعون اور قدامہ رضی اللہ عنہ بن مظعون اور سائب بن عثمان رضی اللہ عنہ ابن مظعون اور معمر بن حارث اترے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے پر کھڑے تھے۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے اب تک مدینہ کا قبرستان رہا ہے، اس میں تقریباً دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدفون ہیں جن میں خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات باستثناء ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا مدفون ہیں، علاوہ ازیں فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور دوسری صاحبزادیاں، نیز نواسے حسن رضی اللہ عنہ اور متعدد اہل خانہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم، چچا عباس رضی اللہ عنہ، خلیفہ ثالث سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، ابوسعید خذری، نافع مولی عمر رضی اللہ عنہ اور امام مالک مختلف جگہوں پر مدفون ہیں۔ (۳)

غزوہ احد

پندرہ شوال تین ہجری (جنوری ۶۲۵ء)

جب قریش پر جنگ بدر میں مصائب کا پہاڑ ٹوٹا تو اس کی ہزیمت اور ذلت آمیز شکست کا گہرا زخم ویسے تو ہر مشرک شخص کے دل میں تھا مگر جن لوگوں کے باپ، بیٹے، بھائی بھتیجے اور عزیز و اقارب مارے گئے تھے ان کو رہ رہ کر جوش آتا تھا، عرب میں جہاں ایک آدمی کے قتل پر لڑائیوں کا کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل پڑتا تھا وہاں تو ستر بڑے بڑے سردار مارے گئے تھے اس لئے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے ہر شخص کا سینہ جوش انتقام سے لبریز تھا، غزوہ بدر کا انتقام لینے کے لئے ابوسفیان نے جو قسم کھائی تھی اور دو سو سواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوا تھا مگر کچھ سفارتی کامیابیوں کے سوا کوئی بڑی کاروائی کرنے کے بجائے کھجوروں کے چند درخت جلانے اور سوئے ہوئے دو افراد کو قتل کرنے کے بعد ناکام و نامراد واپس چلا آیا تھا بلکہ واپسی میں بڑی مقدار میں زاد راہ بھی راستہ میں پھینک آیا تھا، شام جانے کے لئے قریش کا قدیم تجارتی راستہ جو مدینہ منورہ کے قریب سے گزرتا تھا وہ تو بند ہو ہی چکا تھا اور سونے پہ سہاگہ دوسرا متبادل راستہ جو عراق کی طرف سے شام جاتا تھا بھی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی کاروائی کی وجہ سے بند ہو گیا تھا جس میں ان کا پورا مال سے لدا ہوا قافلہ ہی مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا تھا بند

---

(۱) ابن سعد ۱۱۳/۱

(۲) ابن سعد ۳۰۵/۳

(۳) جزیرة العرب ندوی ۲۵۱

ہو چکا تھا، اب وہ ذلت آمیز شکست کے بعد معاشی طور پر بھی محصور ہو چکے تھے، چنانچہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ابوسفیان بن حرب، عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ، حویطب بن عبد العزیٰ، حارث بن ہشام اور دوسرے معززین قریش ایک مجلس میں جمع ہوئے اور ان لوگوں سے گفتگو کی جن کا اس تجارتی قافلہ میں سامان تھا جو جنگ بدر کا سبب بنا تھا اور اس کا منافع ابھی دار الندوہ میں جوں کا توں محفوظ تھا، قریش کو مسلمانوں کے زور بازوؤں کا اچھی طرح اندازہ ہو چکا تھا اور اب وہ چاہتے تھے کہ مکمل جنگی تیاریوں، پوری طاقت اور بڑے لشکر کے ساتھ مقابلہ کر کے اپنے سرداروں کا انتقام لیں اور اپنے ماتھے پر لگے ہزیمت کے داغ کو بھی مٹا دیں، اس لئے ان لوگوں نے اہل قافلہ سے کہا کہ محمد (ﷺ) نے تم پر ظلم کیا ہے اور تمہارے بہترین و منتخب سرداروں کو قتل کیا ہے لہٰذا تم محمد (ﷺ) سے اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے اس مال سے ہماری مدد کرو۔

نحن طيّبو أنفس إن تجهزوا بربح هذه الْعِيرِ جَيْشًا إِلَى مُحَمّدٍ

ہم تب خوش ہوں گے جب تم اس مال تجارت سے نفع کی رقم سے محمد (ﷺ) سے جنگ کے لئے ہمارے لشکر کو مسلح کرو۔

فقال أبو سفيان: فأنا أول من أجاب إلى ذلك، وبنو عبد مناف

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا سب سے پہلے میں اس تجویز کو قبول کرتا ہوں اور بنو عبد مناف بھی اس میں میرے ساتھ ہیں۔

غزوہ بدر میں کسی نہ کسی کا کوئی عزیز قتل یا اسیر ہوا تھا، ان کے دلوں میں انتقام کا جذبہ شعلہ زن تھا، اس لئے کسی نے اس تجویز کی مخالفت نہیں کی۔

أَلْفَ بَعِيرٍ والْمَالُ خَمْسِينَ أَلْفَ دِينَارٍ

اور سب نے اپنے جذبہ غیظ و غضب کو تسکین دینے کے لئے مال تجارت کا منافع پچاس ہزار مثقال سونا اور ایک ہزار اونٹ مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لئے منظور کر لیا۔

انہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾ (۱)

ترجمہ: جن لوگوں نے حق کو ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ اپنے مال اللہ کے راستے سے روکنے کے لئے صرف کر رہے ہیں اور ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے مگر آخر کار یہی کوششیں ان کے لئے پچھتاوے کا سبب بنیں گی پھر وہ مغلوب ہوں گے پھر یہ کافر جہنم کی طرف گھیر لائے جائیں گے۔

فنڈز ملنے کی دیر تھی قریش نے کئی قبائل کو جنگ پر ابھارا، کتنے قبائل سے معاہدے کیے، رضا کار بھرتی ہونے لگے، دن رات سامان حرب اور دیگر سامان اکٹھا ہونے لگا، عرب میں دلوں میں جوش و ولولہ پھیلانے کا سب سے بڑا ذریعہ جوشیلے شاعر اور جوشیلے مقرر تھے، اس وقت مکہ میں دو مشہور جوشیلے شاعر ابوعزہ جمحی اور مسافع بن عبد مناف جمحی تھے، صفوان بن امیہ نے ابوعزہ جمحی کو ساتھ چلنے کے لئے اکسایا اور لالچ دیتے

(۱) الانفال ۳۶

ہوئے کہا

يَا أَبَا عَزَّةَ، إِنَّكَ امْرُؤٌ شَاعِرٌ فَأَعِنَّا بِلِسَانِكَ وَاخْرُجْ مَعَنَا، فَأَعِنَّا بِنَفْسِكَ فَلَكَ اللهُ إِنْ رَجَعْتَ أَن أغنيك وَإِنْ قُتِلْتَ أَنْ أَجْعَلَ بَنَاتِكَ مَعَ بَنَاتِي يُصِيبُهُنَّ مَا أَصَابَهُنَّ مِنْ عُسْرٍ وَيُسْرٍ،

اے ابوعزہ! تم ایک شاعر ہو تم جنگ میں ہمارے ساتھ چلو اور اپنی زبان سے ہماری مدد کرو، میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم اس جنگ میں زندہ واپس آ گئے تو میں تمہیں دولت مند بنادوں گا اور اگر تم قتل ہو گئے تو تمہاری بیٹیوں کو اپنی بیٹیوں کے ساتھ رکھوں گا، اچھے برے، فراخی و تنگی ہر حال میں وہ ہمارے شریک حال رہیں گی۔

فَقَالَ: إِنِّي قَدْ أَعْطَيْت مُحَمَّدًا مَوْثِقًا أَلَّا أُقَاتِلَهُ وَلَا أُكْثِرَ عَلَيْهِ أَبَدًا

اس نے جواب دیا جنگ بدر میں محمد (ﷺ) نے مجھ پر احسان کیا تھا اور یہ عہد لیکر بغیر کسی فدیئے کے مجھے رہا کر دیا تھا کہ میں کبھی ان کے خلاف لب نہیں کھولوں گا، اس لئے اپنے وعدہ کے مطابق میں اس کے خلاف کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

صفوان بن امیہ نے کہا تمہاری سب باتیں صحیح مگر پھر بھی تمہیں ضرور اپنی زبان سے ہماری مدد کرنی ہو گی۔

فَخَرَجَ أَبُو عَزَّةَ يَسِيرُ فِي تِهَامَةَ وَيَدْعُو بَنِي كِنَانَةَ

چنانچہ ابوعزہ نے لالچ اور قومی عصبیت میں مبتلا ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا اور تہامہ میں جاکر قریہ قریہ گھوما اور اپنی آتش بیانی اور پر جوش، ولولہ انگیز اشعار سناتا پھرا۔

إِيهًا بَنِي عَبْدِ مَنَاةَ الرُّزَّامِ — أَنْتُمْ حُمَاةٌ وَأَبُوكُمْ حَامْ

لَا تَعْدُونِي نَصْرَكُمْ بَعْدَ الْعَامِ — لَا تُسْلِمُونِي لَا يَحِلُّ إِسْلَامْ

اس تگ و دو کا فائدہ یہ ہوا کہ کنانہ اور تہامہ کے باشندے جو غزوہ بدر میں غیر جانب دار رہے تھے ان قریش کے لشکر کا جزو بن گئے۔

وَخَرَجَ مُسَافِعُ بْنُ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ وَهْبِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ جُمَحٍ إِلَى بَنِي مَالِكِ بْنِ كِنَانَةَ، يُحَرِّضُهُمْ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى حَرْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور پھر ایک دوسرے شاعر مسافع بن عبد مناف جمحی کے ساتھ لشکر قریش کے ہمراہ انہیں اپنے اشعار سے جوش دلاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے خلاف روانہ ہوا۔

فَقَالَ:

يَا مَالُ، مَالُ الْحَسَبِ الْمُقَدَّمِ — أَنْشُدُ ذَا الْقُرْبَى وَذَا التَّذَمُّمْ

مَنْ كَانَ ذَا رَحِمٍ وَمَنْ لَمْ يَرْحَمْ — الْحِلْفَ وَسْطَ الْبَلَدِ الْمُحَرَّمْ

ایسے بے شمار لوگ جو براہ راست لڑائی میں دلچسپی لینے کی کوئی وجہ نہیں رکھتے تھے خرید لئے گئے۔

وَدَعَا جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ غُلَامًا لَهُ حَبَشِيًّا يُقَالُ لَهُ: وَحْشِيٌّ، يَقْذِفُ بِحَرْبَةٍ لَهُ قَذْفَ الْحَبَشَةِ، قَلَّمَا يُخْطِئُ بِهَا ،فَقَالَ لَهُ:

أُخْرُجْ مَعَ النَّاسِ، فَإِنْ أَنْتَ قَتَلْتُ حَمْزَةَ عَمَّ مُحَمَّدٍ بِعَمِّي طُعَيْمَةَ بْنِ عَدِيٍّ، فَأَنْتَ عَتِيقٌ

مثلاً جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام جس کا نام وحشی تھا کو بلایا یہ نیزہ پھینک کر مارنے میں ماہر تھا (کیونکہ یہ حبشہ والوں کا خاص ہتھیار تھا) اور اس کا نشانہ بہت کم ہی خطا جاتا تھا اور اس سے کہا تو بھی لشکر کے ساتھ چل، اگر تم نے حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو میرے چچا طعیمہ بن عدی کے بدلے میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو جاؤ گے (کیونکہ غزوہ بدر کے دن سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے ہی طعیمہ بن عدی کو قتل کیا تھا)۔ ⑴

یہ بھی روایت ہے طعیمہ بن عدی کی بیٹی نے اس سے کہا تھا۔

إِنْ قَتَلْت مُحَمّدًا، أَوْ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطّلِبِ، أَوْ عَلِيّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَإِنّي لَا أَرَى فِي الْقَوْمِ كُفُوًا لِأَبِي غَيْرَهُمْ

اگر تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا ان کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو بدلے میں قتل کر ڈالا تو بہت قیمتی انعام دوں گی کیونکہ مسلمانوں کی پوری قوم میں میرے باپ کا ہم پلہ ان تینوں کے سوا دوسرا کوئی نہیں۔ ⑵

وحشی غلام نے دونوں سے وعدہ کر لیا۔

اس طرح بھرپور جنگی تیاریاں کرتے ہوئے تقریباً پورا سال ہی گزر گیا جس سے قریش اور ان کے حلفاء نے جنگی ساز و سامان تیار کر لیا، قریش کے حلیف بنو المصطلق (بنو الحرث، بنو العوف، بنو کعب) الاحابیش (بنو نضر، بنو مالک، مطیبین) بنو ہون بن خزیمہ اور بنو ثقیف سمیت تین ہزار یا پانچ ہزار جنگجوؤں پر مشتمل لشکر تیار ہو گیا۔ ⑶

جن میں قریش کی تعداد صرف ایک ہزار تھی اور باقی دو ہزار فرزندان الیاس بن مضر سے تھے۔

وكان عددهم ثلاثة آلاف رَجُل فيهم سَبْعُمِائَةِ دَارِعٍ. ومعهم مائتا فَرَسٍ وَثَلَاثَةُ آلَافِ بَعِيرٍ

ان کے لشکر کی تعداد تین ہزار تک تھی جبکہ لشکر میں سات سو پیادہ زرہ پوش، دو سو گھوڑ اسوار اور بار برداری و سواری کے لئے تین ہزار اونٹ تھے۔ ⑷

مِائَةُ فَرَسٍ

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک سو گھوڑے تھے۔ ⑸

اس کے مقابلے میں مرکز اسلام کی تیاریوں پر پہلی توجہ تجارتی ناکہ بندی پر کی گئی تاکہ مصارف جنگ جمع کرنے کی دشمن کی کوششوں کو زیادہ سے زیادہ محدود کیا جا سکے، اس کے ساتھ ساتھ ان شورشوں کو فرد کیا گیا جنہیں ابوسفیان کی جنگی سفارت نے برپا کر دیا تھا، اس کے علاوہ

⑴ ابن ہشام ۲/۶۱، الروض الانف ۵/۲۹۹، تاریخ طبری ۲/۵۰۱، البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۲

⑵ مغازی واقدی ۱/۲۸۵

⑶ ناسخ التواریخ

⑷ ابن سعد ۲/۲۸، تاریخ طبری ۲/۵۰۵، مغازی واقدی ۱/۲۰۴

⑸ فتح الباری ۷/۳۴۶

افرادی قوت میں بھی اضافہ ہوا، مرکز اسلام پہلے غزوہ میں ۳۱۳ سرفروش پیش کر سکا تھا امید تھی کہ اگر مکہ نے دوبارہ حملہ کیا تو لڑنے والوں کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہو گی، پہلے غزوہ میں ہزار کے مقابلے میں تین سو تیرہ تھے یعنی ایک اور تین کی نسبت تھی، دوسرے غزوہ میں امید کی جاتی تھی کہ یہ نسبت بہر حال قائم رہے۔

مگر قریش کو مدینہ منورہ کرنے کے لئے دو مشکلات کا سامنا تھا، ایک تو یہ کہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان بنو کنانہ کا علاقہ پڑتا تھا جن سے قریش کی کئی پشتوں سے مخاصمت چلی آرہی تھیں، اب قریش اس شش و پنج میں مبتلا تھے کہ آیا بنو کنانہ انہیں اپنے علاقہ سے بخیر و خوبی گزرنے دیں گے، دوسرے یہ کہ اگر انہوں نے راستہ دے بھی دیا تو کہیں ہمارے عقب سے سلسلہ منقطع کر کے خود مکہ مکرمہ پر ہی حملہ نہ کر کے قبضہ نہ کر لیں جہاں کوئی ہتھیار اٹھانے والا ہی نہیں ہو گا، جب بنو کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک المدلجی الکنانی کو (جسے غزوہ بدر میں قریش کی مدد نہ کرنے کا بے حد افسوس تھا) قریش کی اس پریشانی کا علم ہوا، تو وہ اپنی پچھلی تمام مخاصمتوں اور عداوتوں کو بالائے طاق رکھ کر قریش سے ملنے کے لئے مکہ گیا، اور مسلمانوں کے خلاف قریش سے اتحاد کا معاہدہ طے کر لیا۔ معاہدہ میں یہ طے پایا کہ جب مکی لشکر مدینہ پر حملہ کے لئے روانہ ہو گا تو بنو کنانہ انہیں محفوظ راستہ مہیا کریں گے، اور مسلمانوں کے خلاف ہر ممکن امداد بھی دیں گے، اور کسی طور پر مکہ مکرمہ پر حملہ نہیں کریں گے۔ اب قریش مکہ کے لئے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا راستہ صاف تھا، چنانچہ جب وہ اس طرف سے مطمئن ہو گئے تو انہوں نے ابوسفیان بن حرب کو لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا۔

وَجعلت قُرَيْش على ميمنتهم فِي الْخَيل خَالِد بْن الْوَلِيد وعَلى ميسرتهم فِي الْخَيل عِكْرِمَة بْن أَبي جهل

قریش نے خالد بن ولید کو گھوڑوں کے ایک دستہ کے ساتھ میمنہ پر اور عکرمہ بن ابوجہل کو میسرہ پر مقرر کیا۔ [1]

جنگ میں گھوڑوں کو تازہ دم رکھنے کے لئے ان پر سواری نہیں کی گئی۔ جنگ میں مردوں کو مردانہ وار سینہ ٹھوک کر جنگ کرنے، شکست خوردگی اور راہ فرار اختیار نہ کرنے اور جذبہ جان نثاری کے ابھارنے کا ایک ذریعہ عورتیں ہوتی تھیں، جن کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے عرب اپنی جانوں پر کھیل جاتے تھے، اس لئے سرداران قریش نے یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ان مقاصد کے لئے عورتوں کو بھی ساتھ لیا جائے، اس لئے معزز گھرانوں کی پندرہ یا سترہ عورتیں بھی ساتھ تھیں۔ جن میں عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی ام حکیم بنت الحارث بن الہشام، عمرو بن عاص کی بیوی ریطہ بنت سہمیہ، خالد بن ولید کی بہن فاطمہ بنت الولید، طائف کے رئیس مسعود ثقفی کی بیٹی اور صفوان بن امیہ بن خلف کی اہلیہ برزہ، ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن صفوان کی والدہ برہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفیہ بھی نکلیں، عمرو بن العاص بن وائل کی اہلیہ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی والدہ بریطہ بنت منبہ بن الحجاج، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی والدہ خناس بنت مالک بن المغرب، طلحہ کے بیٹے مسافعہ، الجلاس اور کلاب کی والدہ سلافہ بنت سعد، بنی حارث بن عبد مناف بن کنانہ کی عورتوں میں عمیرہ بنت علقمہ روانہ ہوئی، ان عورتوں میں ہند بنت عتبہ زوجہ ابی سفیان بھی تھی جس کا باپ غزوہ بدر میں مارا گیا تھا اور اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک انتقام نہیں لے لیے گی خوشبو نہ لگائے گی، یہ اپنے باپ کا بدلہ لینے کے لئے دوسری عورتوں کی سردار بن کر لشکر کے ساتھ نکلی تھی۔

[1] جوامع السيرة ١٥٦/١، الدرر في اختصار المغازي والسير ١٤٧/١

وَجَعَلَ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ يَضْرِبْنَ بِالدُّفُوفِ وَالْغَرَابِيلِ، ويحرّضن ويذكرنهم قَتْلَى بَدْرٍ، ويقلن شعرا

چنانچہ ان کے علاوہ دوسری مشرک عورتیں بھی مل کر دف اور ڈھول بجاتی بدر کے مقتولین پر روتیں، شکست پر غیرت دلاتیں، انتقام پر ابھارتیں اور مقابلہ کے وقت مردوں کو مردانہ وار جنگ کرنے، شکست خوردگی اور راہ فرار اختیار نہ کرنے پر ابھارتی ہوئی روانہ ہوئیں۔[۱]

قریش کو اپنی کامیابی کا پورا یقین تھا، اس لئے کامیابی کے بعد عیاشی کے لئے لشکر کے ساتھ ڈھول، گانے کے آلات شراب اور فاحشہ عورتیں بھی تھیں۔

أبو عامر الفاسق، واسمه عبد عمرو بن صيفي، وَكَانَ يُسَمَّى: الرَّاهِبَ، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَاسِقَ

اور عامر راہب جس کا نام عبد عمرو بن صیفی تھا اور جاہلیت میں راہب کے نام سے پکارا جاتا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام راہب کی جگہ فاسق رکھ دیا تھا[۲]

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولُوا: الرَّاهِبَ، وَلَكِنْ قُولُوا: الْفَاسِقَ

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے راہب نہیں بلکہ اسے فاسق کہو۔[۳]

رسول اللہ ﷺ کے مدینہ ہجرت کرنے کے کچھ عرصہ بعد مکہ مکرمہ چلا آیا تھا، اور قریش مکہ کو محمد ﷺ کے خلاف اکساتا رہتا تھا، وہ بھی ستر گھوڑسواروں کے ساتھ روانہ ہوا، اس نے قریش مکہ سے کہا چلو اس بار تو خوب مزا آئے گا۔

وَكَانَ يَعِدُ قُرَيْشًا أَنْ لَوْ قَدْ لَقِيَ قَوْمَهُ لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ

محمد (ﷺ) کے مقابلہ میں جہاں میں نکلا قبیلہ اوس کے سارے لوگ میرے گرد اکٹھا ہو جائیں گے، محمد (ﷺ) کے ساتھ ایک بھی نہ رہے گا۔

اس کے ساتھی مکہ مکرمہ کے نچلے حصہ میں احابیش حبیش کے پاس جمع ہوئے، وہاں انہوں نے پختہ عہد کیا کہ جب تک راتوں میں اندھیرا اور دن میں روشنی باقی ہے اور جب تک حبیش پہاڑ اپنی جگہ قائم ہے ہم قریش کے ساتھ ان کے دست و بازو بن کر رہیں گے۔

في شوال سنة ثلاث بالاتفاق

قریش کا یہ لشکر جرار نہایت کروفر سے پانچ یا سات شوال ۳ ہجری کو مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا۔[۴]

فَتَعَالَوْا نَنْبُشُ قَبْرَ أُمّ مُحَمّدٍ، فَإِنّ النّسَاءَ عَوْرَةٌ، فَإِنْ يُصِبْ مِنْ نِسَائِكُمْ أَحَدًا قُلْتُمْ هَذِهِ رِمّةُ أُمّك، فَإِنْ كَانَ بَرّا بِأُمّهِ كَمَا يَزْعُمُ، فَلَعَمْرِي لَيُفَادِيَنّكُمْ بِرِمّةِ أُمّهِ

[۱] ابن ہشام ۶۲؍۲،الروض الانف ۳۰۰؍۵،تاریخ طبری ۵۰۱؍۲،البدایۃ والنہایۃ ۱۲؍۴، مغازی واقدی ۲۰۳؍۱

[۲] زادالمعاد ۱۷۵؍۳

[۳] ابن ہشام ۵۸۵؍۱

[۴] ابن سعد ۲۸؍۲،شرح الزرقانی علی المواهب ۳۸۹؍۲،تاریخ طبری ۴۹۹؍۲

اور جب لشکر مقام ابواء (جہاں رسول اللہ ﷺ کی والدہ کی قبر ہے) پر پہنچا تو ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے رائے ظاہر کی کہ موقع اچھا ہے محمد (ﷺ) کی والدہ کی قبر اکھیڑ دی جائے، ہم میں سے کوئی قید ہوا تو جسم کا ایک ایک ٹکڑا فدیہ میں دے دیں گے۔
لیکن محمد ﷺ کی والدہ کی قبر کی بے حرمتی کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی، قریش اس کے سنگین نتائج سے اچھی طرح واقف تھے، اس لئے اس رائے کو مسترد کر دیا گیا فَقَالُوا: لَا تَذْكُرْ مِنْ هَذَا شَيْئًا، فَلَوْ فَعَلْنَا نَبَشَتْ بَنُو بَكْرٍ وَخُزَاعَةُ مَوْتَانَا
اور کہا ایسا بھول کر بھی نہ کرنا ورنہ بنی خزاعہ اور بنی بکر ہمارے مردوں کی ساری قبریں کھود کھود کر رکھ دیں گے۔ (۱)
لشکر قریش دن رات سفر کرتے ہوئے سات دن بعد بارہ شوال بروز بدھ مدینہ منورہ کے مقابل میدان ذی الحلیفہ میں احد پہاڑ کی سمت وادی میں اترے اور تین دن یہاں قیام کیا۔

جبل احد:

جبل احد مدینہ منورہ کی شمالی جانب واقع ایک پہاڑ ہے جو مسجد نبوی سے ساڑھے پانچ کلومیٹر دور ہے، اس پہاڑ کی لمبائی مشرق سے مغرب کی جانب تقریباً چھ کلومیٹر ہے اور اس کا رنگ سرخی مائل ہے۔
اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیغمبر آخر الزمان محمد ﷺ کو خبر دے دی تھی کہ مشرکین غزوہ بدر کا بدلہ لینے کے لئے جوش وخروش سے مدینہ منورہ پر حملہ کریں گے اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا مگر گھبرانے یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اللہ تمہاری فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائے گا۔
بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ (۲)
ترجمہ: بے شک، اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تمہارے اُوپر چڑھ کر آئیں گے اُسی آن تمہارا رب (تین ہزار نہیں) پانچ ہزار صاحبِ نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔
كَتَبَ الْعَبَّاسُ ابن عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كِتَابًا وَخَتَمَهُ، وَاسْتَأْجَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِ أَنْ يَسِيرَ ثَلَاثًا إلى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَدِمَ الْغِفَارِيّ فَلَمْ يجد رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالمدينة وَوَجَدَهُ بِقُبَاءَ ،فَدَفَعَ إِلَيْهِ الْكِتَابَ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِ أُبَيّ بْنُ كَعْبٍ وَاسْتَكْتَمَ أُبَيّا مَا فِيهِ
ادھر عباس نے بھی قریش کی جنگی تیاریوں اور روانگی کی اطلاع پہنچانے کے لئے ایک سربمہر خط لکھ کر قبیلہ غفار کے ایک تیز رفتار قاصد کو رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ کیا اور اسے تاکید کی کہ وہ مسلسل سفر کرتے ہوئے یہ خط تین دن کے اندر اندر رسول اللہ ﷺ تک پہنچادے، قاصد نے ایسا ہی کیا، اور تین دن کے اندر اندر رسول اللہ ﷺ کو مدینہ منورہ کی بجائے مقام قباء پر پاکر عباس رضی اللہ عنہ کا خط نامہ پہنچادیا، آپ ﷺ نے خط کی مہر کھول کر ابی بن کعب کو پڑھنے کے لئے دیا انہوں نے خط پڑھ کر سنایا جس میں لکھا تھا۔

(۱) مغازی واقدی ۱/۲۲۳
(۲) آل عمران ۱۲۵

أَنْ قُرَيْشًا قَدْ أَجْمَعَتْ الْمَسِيرَ إِلَيْكَ فَمَا كُنْت صَانِعًا إِذَا حَلّوا بِكَ فَاصْنَعْهُ. وَقَدْ تَوَجّهُوا إِلَيْكَ ، وَهُمْ ثَلَاثَةُ آلَافٍ، وَقَادُوا مِائَتَيْ فَرَسٍ، وَفِيهِمْ سَبْعُمِائَةِ دِ رَاعٍ وَثَلَاثَةُ آلَافِ بَعِيرٍ، وَأَوْعَبُوا مِنْ السّلَاحِ

قریش مکہ نے اپنے مقتولین کا انتقام لینے کے لئے ایک بڑا لشکر جمع کیا ہے اپنا فکر کریں، ان کی تعداد تین ہزار ہے، دو سو گھوڑے ہیں، سات سو زرہیں ہیں، تین ہزار اونٹ ہیں اور سب اسلحہ سے لیس ہیں۔

آپ ﷺ نے انہیں اس بات کو صیغہ راز میں رکھنے کی ہدایت فرمائی تا کہ اس اچانک خبر سے اہل مدینہ میں اضطراب نہ پھیل جائے،

فَدَخَلَ مَنْزِلَ سَعْدِ بْنِ الرّبِيعِ فَقَالَ: فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ؟ فَقَالَ سَعْدٌ: لَا، فَتَكَلّمْ بِحَاجَتِك. فَأَخْبَرَهُ بِكِتَابِ الْعَبّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطّلِبِ، وَجَعَلَ سَعْدٌ يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إنّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ فِي ذَلِكَ خَيْر، فَلَمّا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ خَرَجَتْ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرّبِيعِ إليه فقال: مَا قَالَ لَك رَسُولُ اللهِ؟فَقَالَ: مَا لَك وَلِذَلِكَ، لَا أُمّ لَك؟ قَالَتْ: قَدْ كُنْت أَسْمَعُ عَلَيْك. وَأَخْبَرَتْ سَعْدًا الْخَبَرَ،فقال: يا رسول اللهِ، إنّ امْرَأَتِي سَأَلَتْنِي عَمّا قُلْت، فَكَتَمْتهَا فَقَالَتْ قَدْ سَمِعْت قَوْلَ رَسُولِ اللهِ! فَجَاءَتْ بِالْحَدِيثِ كُلّهِ، فَخَشِيت يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ يَظْهَرَ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ فَتَظُنّ أَنّي أَفْشَيْت سِرّك ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ: خَلّ سَبِيلَهَا

پھر آپ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کیا گھر میں کوئی ہے؟ سعد نے کہا نہیں، پھر انہیں بھی عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے خط کے مضمون سے مطلع فرمایا، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے امید ہے کہ اس میں بہتری ہی ہو گی ،آپ نے انہیں بھی اس بات کو راز میں رکھنے کی ہدایت فرمائی، جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے تشریف لے گئے تو ان کی بیوی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا اے ام محمد! بھلا تمہیں اس بات سے کیا واسطہ، اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے میں نے سن لیا ہے اور وہ سب باتیں شوہر سے بیان کر دیں، یہ سن کر انہوں نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھی اور بیوی کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے جو کچھ فرمایا تھا میری بیوی نے سن لیا ہے اور مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ خبر فاش ہو جائے اور آپ یہ خیال فرمائیں کہ میں نے ہی یہ راز فاش کیا ہے حالانکہ آپ نے اسے مخفی رکھنے کے لئے فرمایا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کو چھوڑ دو۔ [1]

فبعث رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ عَيْنَيْنِ لَهُ: أَنَسًا وَمُؤْنسًا ابْنَيْ فَضَالَةَ الظّفَرِيّيْنِ، لَيْلَةَ الْخَمِيسِ لِخَمْسٍ مَضَتْ مِنْ شَوّالٍ، فَأَتَيَا رَسُولَ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ بخبرهم، وَأَنّهُمْ قَدْ حَلّوا إِبِلَهُمْ وَخَيْلَهُمْ فِي الزّرْعِ الذ بِالْعَرِيضِ حَتّى تَرَكُوهُ لَيْسَ بِهِ خَضْرَاء، ثُمّ بَعَثَ الْحُبَابَ بْنَ الْمُنْذِرِ بْنِ الْجَمُوحِ إِلَيْهِمْ أَيْضًا، فَدَخَلَ فِيهِمْ فحزرهم، وجاء بعلمهم

جب پانچ شوال تین ہجری (سترہ جنوری ۶۳۵ء) کو عباس رضی اللہ عنہ کا خط رسول اللہ ﷺ کو ملا، تو رسول اللہ ﷺ نے فوراً دو خبر رساں انس رضی اللہ عنہ اور مونس رضی اللہ عنہ کو قریش کی خبر لانے کے لئے روانہ فرمایا کہ وہ معلوم کریں کہ قریش کا لشکر کہاں تک پہنچا ہے، انہوں نے واپس

[1] مغازی واقدی ۲۰۴/۱

آ کر اطلاع دی کہ قریش کا لشکر مدینہ منورہ کے قریب آ پہنچا ہے اور ان کے گھوڑوں نے عریض (مدینہ منورہ کی ایک چراگاہ) کو صاف کر دیا ہے، پھر آپ ﷺ نے حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو لشکر قریش کا اندازہ لگانے کے لئے روانہ فرمایا، دشمن کا لشکر تین یا چار میل سے زیادہ دور نہ تھا اس لئے حباب رضی اللہ عنہ بن منذر اپنے مشن سے جلد فارغ ہو کر لوٹے اور رسول اللہ ﷺ کو ٹھیک اندازہ اور صحیح تخمینہ سے اطلاع دی۔ [1]

کوئی تاریخ اس بات کی گواہی نہیں دیتی کہ اس خبر کی وجہ سے مدینہ منورہ میں کسی قسم کی کوئی دہشت، سراسیمگی یا پریشانی محسوس کی گئی ہو۔

وبات سعید بْنُ مُعَاذٍ وَأُسَيْدُ بْنُ حَضِيرٍ وَسَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فِي عِدَّةٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ عَلَيْهِمُ السِّلاحُ فِي الْمَسْجِدِ بِبَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلّم ، وحرمت الْمَدِينَةُ حَتَّى أَصْبَحُوا

خطرے کے پیش نظر مدینہ منورہ کے اطراف میں پہرے لگا دیئے گئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے ہتھیار بند ہو کر تمام رات مسجد نبوی کا پہرہ دیا۔ [2]

مجلس شوریٰ کا اجلاس:

صبح آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے انہیں مشرکین کے لشکر اور ان کے موجودہ قیام کی تمام تر صورت حال سے آگاہ کر کے مشورہ طلب فرمایا اور اپنا خواب بیان فرمایا إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ وَاللَّهِ خَيْرًا، رَأَيْتُ بَقَرًا، وَرَأَيْتُ فِي ذُبَابِ سَيْفِي ثَلْمًا، وَرَأَيْتُ أَنِّي أَدْخَلْتُ يَدِي فِي دِرْعٍ حَصِينَةٍ، فَأَوَّلْتُهَا الْمَدِينَةَ، فَأَمَّا الْبَقَرُ فَهِيَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِي يُقْتَلُونَ، وَأَمَّا الثَّلْمُ الَّذِي رَأَيْتُ فِي ذُبَابِ سَيْفِي، فَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُقْتَلُ

میں نے خواب میں گائے ذبح ہوتے دیکھی ہے اور اپنی تلوار کی دھار ٹوٹتے بھی دیکھی ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں داخل کیا ہے میں نے اس کی تعبیر مدینہ منورہ سے کی ہے، گائے ذبح ہونے میں اس طرف اشارہ ہے کہ میرے اصحاب میں سے کچھ آدمی شہید ہوں گے، اور میری تلوار کی دھار ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ میرا کوئی عزیز اس جنگ میں شہید ہوگا۔ [3]

فَإِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُقِيمُوا بِالْمَدِينَةِ وَتَدْعُوهُمْ حَيْثُ نَزَلُوا، فَإِنْ أَقَامُوا أَقَامُوا بِشَرِّ مُقَامٍ وَإِنْ هُمْ دَخَلُوا عَلَيْنَا قَاتَلْنَاهُمْ فِيهَا

پھر فرمایا اگر تمہاری رائے ہو کہ ہم مدینے میں ٹھہریں اور قریش نے جہاں پڑاؤ ڈالا ہے وہیں انہیں رہنے دیا جائے تو یہ بات خود ان کے لئے ٹھیک نہ ہوگی کیونکہ انہوں نے بہت غلط مقام پر پڑاؤ ڈالا ہے، اور اگر وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو ہم ان سے گلی کوچوں میں لڑیں گے اور

---

[1] عیون الاثر ۱۳/۲

[2] عیون الاثر ۱۴/۲،ابن سعد ۲۹/۲،مغازی واقدی ۲۰۸/۱

[3] دلائل النبوة للبیہقی ۲۲۴/۳،عیون الاثر ۸/۲،البدایة والنهایة ۱۳/۴،شرح زرقانی علی المواهب ۳۹۲/۲، السیرة النبویة لابن کثیر ۲۱/۳

مکانوں سے ان پر پتھر برسائیں گے۔ (۱)

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أُرَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ بِهِ اللَّهُ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ، وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا، وَاللَّهُ خَيْرٌ، فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ

اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا اور اس سے اس کی دھار ٹوٹ گئی، اس کی تعبیر مسلمانوں کی اس نقصان کی شکل میں ظاہر ہوئی جو غزوہ احد میں اٹھانا پڑا تھا، پھر میں نے دوبارہ اس تلوار کو ہلایا تو پھر وہ اس سے بھی زیادہ عمدہ ہوگئی جیسی پہلے تھی، اس کی تعبیر اللہ تعالیٰ نے فتح اور مسلمانوں کے از سر نو اجتماع کی صورت میں ظاہر کی، میں نے اسی خواب میں ایک گائے دیکھی تھی (جو ذبح ہو رہی تھی) اور اللہ تعالیٰ کے تمام کام خیر و برکت لیے ہوئے ہوتے ہیں، اس کی تعبیر وہ مسلمان تھے (جو) احد کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ (۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں مہاجرین و انصار کے اکابرین شامل تھے مشورہ دیا کہ کیونکہ دشمن کا لشکر مدینہ کے بالکل قریب پہنچ گیا ہے اس لئے حفاظت کے پیش نظر عورتوں کو شہر سے باہر قلعوں میں بھیج دیا جائے اور پھر شہر کے اندر رہ کر ان کا مقابلہ کیا جائے۔

وَكَانَ رَأْيُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ مَعَ رَأْيِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَرَى رَأْيَهُ فِي ذَلِكَ، وَأَلَّا يَخْرَجَ إِلَيْهِمْ

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بھی مجلس میں شریک تھا اس سے بھی مشورہ طلب کیا گیا عبداللہ بن ابی سلول کی رائے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سے موافق تھی اور یہی چاہتا تھا کہ مسلمان شہر سے باہر نکل کر جنگ کرنے کے بجائے شہر پناہ کے اندر رہ کر مقابلہ کریں۔ (۳)

اور بہتر بھی یہی تھا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وہ جماعت جو غزوہ بدر سے پیچھے رہ گئی تھی، جنہیں غزوہ بدر میں شامل نہ ہونے کا دکھ تھا، جو غازی کے لقب سے ملقب ہونے یا شہید ہو کر اللہ تعالیٰ سے چھ انعامات حاصل کرنے کے لئے بے قرار تھے۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ الْكِنْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللَّهِ تِسْعَ خِصَالٍ - أَنَا أَشُكُّ - يَغْفِرُ اللَّهُ ذَنْبَهُ فِي أَوَّلِ دُفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ، وَيَرَى مِقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُحَلَّى بِحِلْيَةِ الْإِيمَانِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَيُؤَمَّنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ، كُلُّ يَاقُوتَةٍ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنْ حُورِ الْعِينِ، وَيَشْفَعُ فِي سَبْعِينَ إِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهِ

مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ شہید کو اللہ تعالیٰ کے پاس نو باتیں ملتی ہیں (بعض روایات میں چھ باتوں کا ذکر ہے) شہید کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے ہی گناہوں کو (سوائے قرض کے) معاف کر دیا جاتا ہے، شہید کو جنت

---

(۱) ابن ہشام ۶۳،۶۲/۲، الروض الانف ۳۰۱/۵،عیون الاثر ۸/۲،تاریخ طبری ۵۰۲/۲،البدایۃ والنہایۃ ۱۵/۴

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ۴۰۸۱

(۳) ابن ہشام ۶۲/۲ ،الروض الانف ۳۰۱/۵،عیون الآثر ۸/۲،تاریخ طبری ۵۰۲/۲

کامکان دکھلادیا جاتا ہے، شہید حشر کے دن جو بڑی گھبراہٹ ہو گی اس سے محفوظ رہے گا،اس کے سر پر وقار کا تاج رکھ دیا جاتا ہے جو یاقوت سے مرصع ہوتا ہے جو یہ دنیااور مافیہا سے بہتر ہے،شہید عذاب قبر سے بچالیا جاتا ہے،شہید کو ایمان کے زیور سے آراستہ کر دیا جاتا ہے،اور نہایت خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح کرادیا جاتا ہے، اور اپنے خاندان کے ستر شخصوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (۱)

وہ لوگ بھی مجلس مشاورت میں شامل تھے،انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!ہم تو اس دن متمنی اور مشتاق تھے اور اس دن کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے تھے،اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے،اور مسافت بھی دور نہیں تو ہمیں دشمن کا کھلے میدان میں مقابلہ کرنا چاہیے۔

فَقَالَ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، مِمَّنْ أَكْرَمَ اللهُ بِالشَّهَادَةِ يَوْمَ أُحُدٍ وَغَيْرِهِ، مِمَّنْ كَانَ فَاتَهُ بَدْرٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، اُخْرُجْ بِنَا إِلَى أَعْدَائِنَا، لَا يَرَوْنَ أَنَّا جَبُنَّا عَنْهُمْ وَضَعُفْنَا؟

مسلمانوں میں سے وہ لوگ جن کو شہادت سے فائز ہوناتھااور وہ لوگ بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!ہم کو ساتھ لے کر آپ دشمنوں کے مقابلہ پر نکلیں اگر ہم نے مدینہ میں رہ کر دشمنوں سے مدافعت کی تو وہ ہمیں اللہ کی راہ میں بزدل تصور کریں گے۔ (۲)

فَقَالَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ، لَا أَطْعَمُ الْيَوْمَ طَعَامًا حَتَّى أُجَالِدَهُمْ بِسَيْفِي خَارِجًا مِنَ الْمَدِينَةِ

سید الشہداء حمزہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بن عبدالمطلب نے اپنے عزم کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ منورہ سے باہر نکل کر دشمنوں کو اپنی تلوار سے مقابلہ نہ کرلوں۔ (۳)

فَأَتَاهُ النُّعْمَانُ بْنُ مَالِكٍ الأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ:يا رسول الله لا تحرمني الجنه، فو الذى بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ، فَقَالَ لَهُ: بِمَ؟قَالَ: بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، وَأَنِّي لا أَفِرُّ مِنَ الزَّحْفِ،قَالَ: صَدَقْتَ

نعمان بن مالک رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ انصاری تشریف لائے اور انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!ہمیں جنت سے محروم نہ کریں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے میں ضرور جنت میں داخل ہو کر رہوں گا،آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کس بنا پر؟انہوں نے عرض کیا اس لئے کہ میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے سچے رسول ہیں،اور میں لڑائی میں کبھی نہیں بھاگتا،آپ

---

(۱) مصنف عبدالرزاق ۹۵۵۹، مسند احمد ۱۷۱۸۲،المعجم الکبیر للطبرانی ۶۲۹،شعب الایمان ۳۹۴۹،سنن ابن ماجہ کتاب الجھادبَابُ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ ۲۸۰۰،زادالمعاد۷۹؍۳

(۲) ابن ہشام ۶۳؍۲

(۳) مغازی واقدی ۲۱۱؍۱،امتاع الاسماع ۱۳۴؍۱،سبل الھدی والرشاد، في سيرة خير العباد ۱۸۵؍۴

نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ (۱)

بِأَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَلَا أَفِرُّ يَوْمَ الزَّحْفِ،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقْتَ

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس وجہ سے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں اور میں لڑائی سے کبھی نہیں بھاگتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ (۲)

جب آپ ﷺ نے مہاجرین وانصار کے نوجوانوں کا شوق شہادت دیکھا کہ وہ راہ للہ جان دینے کو تیار و بے چین ہیں، تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبۂ شوق شہادت کے پیش نظر مدینہ منورہ سے باہر رہ کر لڑنے کا فیصلہ فرمایا۔

مگر میجر جنرل اکبر خاں اس رائے سے اختلاف کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صرف نوخیز صحابہ کے اصرار پر اپنا ارادہ بدلنے پر تیار ہو گئے ،ان کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی رائے کسی پر ظاہر نہ فرمائی البتہ جنگ کے لئے تیار ہو جانے کا حکم صادر فرمایا، آپ کے اس سکوت پر لوگوں کو کچھ حیرت ہوئی اور انہوں نے اپنے خیالات میں اس کا اظہار بھی کیا، لیکن جلد ہی سب اس تردد پر نادم ہوئے ،اگر رسول اللہ ﷺ کی اس عادت شریفہ کا ذہن میں رکھا جائے کہ آپ اپنا ارادہ ظاہر نہیں فرماتے تھے تو میجر جنرل کا یہ خیال بعید از قیاس معلوم نہیں ہوتا، اس کے علاوہ آنے والے واقعات کی منطقی کڑیاں بھی اسی وقت مربوط ہوتی ہیں جب ہم یہ قبول کر کے چلیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سب کی رائے سنی لیکن اپنی رائے کا اظہار نہیں فرمایا، اور صرف جنگ کی تیاری کرنے کا حکم صادر کرنے پر ہی اکتفا کیا، میجر جنرل کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو پرچہ نویسوں اور جاسوسوں کے ذریعے دشمن کے جنگی منصوبوں کا علم ہو چکا تھا، مجلس مشاورت میں عبد اللہ بن ابی بن سلول نے جب مدینے کے اندر رہ کر جنگ کرنے کا مشورہ دیا اور اس پر اصرار کیا تو ان معلومات کی تصدیق ہوگئی، اور آپ نے ایک دانشمند اور اعلیٰ پائے کے فوجی جرنیل کی حیثیت سے دشمن کے منصوبے کو خاک میں ملانے کے لئے اس کے بالکل الٹ اقدام فرمایا، اور مدینہ سے باہر نکل کر جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا، رسول اللہ ﷺ کا یہ فقرہ توجہ طلب ہے

فَإِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُقِيمُوا بِالْمَدِينَةِ وَتَدْعُوهُمْ حَيْثُ نَزَلُوا، فَإِنْ أَقَامُوا أَقَامُوا بِشَرِّ مُقَامٍ

اگر تمہاری رائے ہو کہ ہم مدینے میں ٹھہریں اور قریش نے جہاں پڑاؤ ڈالا ہے وہیں انہیں رہنے دیا جائے تو یہ بات خود ان کے لئے ٹھیک نہ ہو گی کیونکہ انہوں نے بہت غلط مقام پر پڑاؤ ڈالا ہے۔ (۳)

کیا یہ سمجھنا مشکل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عظیم الشان فوجی جرنیل کی حیثیت سے جنگی نقطہ نظر سے دشمن کی اس غلطی سے فائدہ اٹھانے کو کیوں مناسب نہیں سمجھا ہو گا، اور یہ رائے کیوں قائم کی ہو گی کہ اس غلطی سے فائدہ اٹھائے بغیر مدینے کے اندر رہ کر حملے کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ وَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ، وَأَمَرَهُمْ بِالْجِدِّ وَالْجِهَادِ،وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ لَهُمْ

(۱) تاریخ طبری ۲،۵۰۲

(۲) السیرة النبویة لابن کثیر ۳،۲۱

(۳) ابن ہشام ۲،۶۲،۶۳، الروض الانف ۵،۳۰۱،عیون الاثر ۲،۸،تاریخ طبری ۲،۵۰۲،البدایة والنہایة ۴،۱۵

النَّصْرَ مَا صَبَرُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالتَّهَيّؤِ لِعَدُوِّهِمْ

یہ جمعہ کا دن تھا آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پورے سکون واطمینان کے ساتھ نماز جمعہ پڑھائی، اور اپنے خطبہ میں ان کو جہاد فی سبیل اللہ کا جوش دلایا اور انتہائی جد وجہد کی ضرورت پر زور دیا۔[1]

اور مسلمانوں کو تسلی دی کہ اگر صبر سے کام لوگے اور اللہ سے ڈرتے رہوگے، تو اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ میں فتح ونصرت ہے تمہاری مدد کے لئے تین ہزار فرشتے نہیں بلکہ پانچ ہزار فرشتے نازل فرمائے گا، اور یہ تمہارے لئے کوئی حیران کن امر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ جنگ بدر میں تمہاری تین ہزار فرشتوں کے ذریعے سے مدد کر چکا ہے، حالانکہ اس وقت تم انتہائی کمزور اور بے سروساماں تھے، لہذا تم کو چاہئے کہ اللہ کی ناشکری سے بچو، امید ہے کہ اب تم شکر گزار بنوگے۔ نیز دشمن کے مقابلے کے لئے پوری تیاری کا حکم دیا۔

فَفَرِحَ النَّاسُ بِذَلِكَ حَيْثُ أَعْلَمَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّخُوصِ إِلَى عَدُوِّهِمْ

یہ حکم سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے رب کی جنتوں میں جانے کا عزم صمیم کرلیا۔

عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کا شوق شہادت:

عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شامل نہیں ہوسکے تھے مگر اس موقع پر پیچھے نہ رہے جنگ میں شرکت کے لئے تیار ہوگئے۔

كَانَ عَمْرُو بْنُ الْجَمُوحِ رَجُلًا أَعْرَجَ شَدِيدَ الْعَرَجِ،وَكَانَ لَهُ بَنُونَ أَرْبَعَةٌ مِثْلَ الْأُسْدِ، يَشْهَدُونَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَشَاهِدَ،فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَرَادُوا حَبْسَهُ، وَقَالُوا: إِنَّ اللهَ قَدْ عَذَرَكَ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ بَنِيَّ يُرِيدُونَ أَنْ يَحْبِسُونِي عَنْ هَذَا الْوَجْهِ، وَالْخُرُوجِ مَعَك فِيهِ، فو الله إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَطَأَ بِعَرْجَتِي هَذِهِ فِي الْجَنَّةِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا أَنْتَ فَقَدْ عَذَرَكَ اللهُ فَلَا جِهَادَ عَلَيْكَ ،وَقَالَ لِبَنِيهِ: مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَمْنَعُوهُ، لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَرْزُقَهُ الشَّهَادَةَ فَخَرَجَ مَعَهُ فَقُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ ،فَأَخَذَ سِلاحَهُ وَوَلَّى، فَلَمَّا وَلَّى أَقْبَلَ عَلَى الْقِبْلَةِ وَقَالَ: اللهُمَّ ارْزُقْنِي الشَّهَادَةَ، وَلا تَرُدَّنِي إِلَى أَهْلِي خَائِبًا،فَخَرَجَ مَعَهُ فَقُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ، مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ الْجَمُوحِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَطَأُ فِي الْجَنَّةِ بِعَرَجَتِهِ

عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی ٹانگ میں اس قدر لنگ تھا کہ وہ لنگڑا کر بھی مشکل سے چل سکتا تھے، اور ان کے چار بیٹے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر شیروں کی طرح جہاد کیا کرتے تھے، جب غزوہ احد کا موقعہ آیا تو وہ اس میں شرکت پر مصر تھے اس لئے ان کے چاروں بیٹوں نے اسے یہ کہا کہ معذوروں پر جہاد میں شرکت لازمی نہیں ہے لیکن اس نے اصرار کیا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا جائے، چنانچہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے بیٹوں نے مجھے میرے لنگ کی وجہ سے محبوس کر دیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ جہاد کروں، اللہ کی قسم مجھے امید ہے کہ اگر میں لڑائی میں مارا گیا تو اس

[1] شرح زرقانی علی المواہب۲/۳۹۵،السیرۃ الحلبیۃ۲/۲۹۸،ابن سعد۲/۲۹،امتاع الاسماع۹/۲۵۱

پاؤں کو گھسیٹتا ہوا جنت میں جاؤں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے تمہیں جہاد میں شامل نہ ہونے کا عذر دیا ہے تم پر جہاد فرض نہیں ہے، اور ان کے بیٹوں سے فرمایا جب تمہارے باپ کی یہی خواہش ہے تب پھر تم ان کو کیوں منع کرتے ہو شاید ان کی قسمت میں شہادت ہی لکھی ہے، آپ ﷺ کی طرف سے اجازت ملنے پر خوشی خوشی گھر لوٹے اور جنگ کے لئے ہتھیار سنبھالے اور قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی اے اللہ مجھے شہادت نصیب فرمانا اور گھر والوں کی طرف واپس نہ کرنا، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ احد پر روانہ ہوئے اور شہید ہو گئے، ان کی شہادت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص اللہ کی قسم کھالے تو اسے پورا کر لے کیونکہ میں نے عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو جنت میں پروں سے اڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ [1]

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام کا شوق شہادت:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَ أُحُدٌ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ: مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنِّي لاَ أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ، غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ، وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا، «فَأَصْبَحْنَا، فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدُفِنَ مَعَهُ آخَرُ فِي قَبْرٍ، ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ الآخَرِ، فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ، فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ هُنَيَّةً غَيْرَ أُذُنِهِ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب غزوہ احد کا وقت قریب آیا تو رات کو میرے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام نے مجھے اپنے قریب بلایا، اور کہا اے بیٹے! مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سب سے پہلے مقتول میں ہی ہوں گا، اور دیکھو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ میں تم سے زیادہ کسی کو عزیز نہیں جانتا، مجھ پر کچھ قرض ہے اس لئے تم میرا قرض ادا کر دینا، اور اپنی (نو) بہنوں سے اچھی طرح برتاؤ کرنا۔ [2]

خثیمہ رضی اللہ عنہ کا شوق شہادت:

غزوہ بدر کے موقع پر خثیمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا تھا اے بیٹا! ہم میں سے ایک کا عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے گھر پر رہنا ضروری ہے تم میرے لئے ایثار کرو اور یہاں رک جاؤ، اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جانے کی اجازت دے دو، مگر سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی یہ بات ماننے سے صاف انکار کر دیا تھا، اور عرض کیا اے میرے باپ! جنت کے سوا اگر کوئی اور معاملہ ہوتا تو میں آپ کے لئے ضرور ایثار کرتا، اور آپ کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا، لیکن میں اس سفر میں اپنے شہید ہونے کی قوی امید رکھتا ہوں، اس پر خثیمہ رضی اللہ عنہ نے قرعہ اندازی کی تجویز دی جو سعد رضی اللہ عنہ نے تسلیم کرلی، چنانچہ دونوں باپ بیٹے میں اس سفر کے بارے میں قرعہ اندازی ہوئی، اور قرعہ سعد رضی اللہ عنہ کے نام ہی نکلا،

---

[1] السنن الکبری للبیہقی ۱۷۸۲۱، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳،۲۴۶، ابن ہشام ۲،۹۰، الروض الانف ۶،۱۵، عیون الاثر ۲،۲۷، زادالمعاد ۳،۱۸۷، سیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳،۷۳

[2] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابٌ هَلْ يُخْرَجُ المَيِّتُ مِنَ القَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّةٍ عن جابر ۱۳۵۱

وَقَالَ خيثمة أبو سعد، وَكَانَ ابْنُهُ اسْتُشْهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ بَدْرٍ: لَقَدْ أَخْطَأَتْنِي وَقْعَةُ بَدْرٍ، وَكُنْتُ وَاللهِ عَلَيْهَا حَرِيصًا، حَتَّى سَاهَمْتُ ابْنِي فِي الْخُرُوجِ، فَخَرَجَ سَهْمُهُ، فَرُزِقَ الشَّهَادَةَ

ابو سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد خیثمہ رضی اللہ عنہ سے خوش قسمت ثابت ہوئے، وہ اجازت لے کر خوشی خوشی شوق شہادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر کی طرف روانہ ہوئے اور شہید ہو گئے تھے، اس غزوہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! افسوس غزوہ بدر مجھ سے رہ گیا حالانکہ میں اس میں شرکت کا بڑا ہی مشتاق اور حریص تھا، یہاں تک کہ اس سعادت عظیم کو حاصل کرنے کے لئے میں نے اپنے بیٹے سعد رضی اللہ عنہ سے قرعہ اندازی کی تھی، مگر شہادت میرے بیٹے کی قسمت میں لکھی ہوئی تھی، اس لئے قرعہ اس کے نام نکلا اور میں پیچھے رہ گیا،

وَقَدْ رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ ابْنِي فِي النَّوْمِ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ يَسْرَحُ فِي ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَأَنْهَارِهَا، وَيَقُولُ: الْحَقْ بِنَا تُرَافِقْنَا فِي الْجَنَّةِ، فَقَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا، وَقَدْ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ أَصْبَحْتُ مُشْتَاقًا إِلَى مُرَافَقَتِهِ فِي الْجَنَّةِ، وَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي، وَرَقَّ عَظْمِي، وَأَحْبَبْتُ لِقَاءَ رَبِّي

آج رات میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا ہے جو نہایت حسین وجمیل شکل وصورت میں جنت کے باغات اور نہروں میں گھومتا پھرتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ اے میرے باپ تم بھی یہیں میرے پاس آجاؤ ہم دونوں مل کر جنت میں رہیں گے، میرے پروردگار نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے حق پایا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے بیٹے سے ملنے کا مشتاق ہوں اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری ہڈیاں بھی کمزور ہو گئی ہیں میری تمنا ہے کہ کسی طرح اپنے رب سے جا ملوں،

فَادْعُ اللهَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ يَرْزُقَنِي الشَّهَادَةَ، وَمُرَافَقَةَ سعد فِي الْجَنَّةِ، فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ، فَقُتِلَ بِأُحُدٍ شَهِيدًا

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ مجھے شہادت نصیب کرے اور مجھے جنت میں سعد کے ساتھ کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیثمہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی، اور اللہ نے آپ کی دعا کو قبول ومقبول فرمایا اور خیثمہ رضی اللہ عنہ احد میں شہید ہوئے۔[1]

صحابیات کا جذبہ خدمت:

غزوہ بدر میں ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ انہیں بھی جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہونے کی اجازت عطا فرمائی جائے تاکہ وہ مریضوں کی تیمار داری کر سکیں، لیکن چونکہ باقاعدہ لڑائی کا خدشہ ہی نہیں تھا اس لئے انہیں ساتھ نہیں لیا گیا تھا، لیکن اس غزوہ (اُحد) میں مریضوں وزخمیوں کی تیمار داری کے لئے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

[1] زاد المعاد ۳/۱۸۶، دلائل النبوة للبیهقی ۳/۲۴۹، مغازی واقدی ۱/۲۱۳

ام سلیم رضی اللہ عنہا، عمرو بن جموع کی زوجہ ام سلیط رضی اللہ عنہا ، ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہ اور دوسری صحابیات شامل تھیں،

ثُمَّ صَلّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِالنَّاسِ،كَانَ مَالِكُ بْنُ عَمْرٍو النَّجّارِيّ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَلَمّا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِسَ لَأْمَتَهُ ثُمّ خَرَجَ وَهُوَ مَوْضُوعٌ عِنْدَ مَوْضِعِ الْجَنَائِزِ صَلّى عَلَيْهِ،وَقَدْ حَشَدَ النّاسُ وَحَضَرَ أَهْلُ الْعَوَالِي ، ثُمَّ دَخَلَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَهُ، وَمَعَهُ أَبُو بكر وعمر فعماه وَلَبّسَاهُ، وَصُفَّ النَّاسُ يَنْتَظِرُونَ خُرُوجَهُ

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز عصر پڑھائی، قبیلہ نجار کے ایک انصاری مالک رضی اللہ عنہ بن عمرو کا جمعہ کے دن انتقال ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ گاہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی،اس وقت تک صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ اور ارد گرد کی جگہوں سے جمع ہو گئے تھے،نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا، برزخ اور آخرت کے ساتھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ گھر تشریف لے گئے،انہوں نے آپ کے سر پر پگڑی باندھی اور آپ کو ہتھیار اور نیچے اوپر دو زرہ پہنائی،صحابہ رضی اللہ عنہم باہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے،

فَقَالَ لَهُمْ سَعْد بْنُ مُعَاذٍ وَأُسَيْدُ بْنُ حَضِيرٍ: اسْتَكْرَهْتُمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ على الْخُرُوجِ فَرُدُّوا الأَمْرَ إِلَيْهِ،فَخَرَجَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ لَبِسَ لأْمَتَهُ، وَأَظْهَرَ الدِّرْعَ وَحزم وَسَطَهَا بِمِنْطَقَةٍ مِنْ أَدَمٍ من حمائل السيف، وَاعْتَمّ وَتَقَلّدَ السَّيْفَ، وَأَلْقَى التّرْسَ فِي ظَهْرِهِ، فَنَدِمُوا جَمِيعًا عَلَى مَا صَنَعُوا، وَقَالُوا: مَا كَانَ لَنَا أَنّ نُخَالِفَكَ، فَاصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ،فَقَالَ:لا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ إِذَا لَبِسَ لَأْمَتَهُ أَنْ يَضَعَهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَعْدَائِهِ

اسی اثنا میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی مرضی کے خلاف مدینہ سے باہر جا کر لڑنے پر مجبور کیا ہے جو شاید مناسب نہ ہو اس لئے اس معاملہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر چھوڑ دو،جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہن کر اور گلے میں تلوار لٹکا کر باہر تشریف لائے،اس صورت میں کہ آپ نے جلد کے پٹے سے اپنی تلوار لٹکائی ہوئی تھی اور ڈھال اپنی کمر پر ڈالے ہوئے تشریف لائے، تو سب لوگوں نے اپنے کہے پر ندامت کا اظہار کیا،اور بیک آواز بولے ہم آپ کی رائے سے اختلاف نہیں کرتے ،جس طرح آپ کی رضا ہے اسی طرح کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی کے واسطے یہ بات لائق نہیں کہ جب وہ سلاح جنگ سے آراستہ ہو جائے تو پھر ان کو بغیر جنگ کے اتار دے،جب تک کہ اللہ اس کے اور اس کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔[1]

ثُمّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُنْظُرُوا مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَاتّبِعُوهُ، امْضُوا عَلَى اسْمِ اللهِ فَلَكُمْ النّصْرُ مَا صَبَرْتُمْ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اللہ کے نام پر نکلو میں جو حکم دوں اسے بجالاؤ اور یاد رکھو جب تک تم ثابت قدم رہو گے اور صبر کرو گے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت تمہارے ساتھ رہے گی۔[2]

---

[1] ابن سعد۲۹؍۲،عیون الآثر۱۴؍۲،شرح زرقانی علی المواھب ۳۹۷؍۲،السیرة النبویة لابن کثیر۲۲؍۳،البدایة والنھایة۱۳؍۴، زادالمعاد۱۷۳؍۳

[2] مغازی واقدی۲۱۳؍۱

وَاسْتَعْمَلَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ عَلَى الصَّلَاةِ بِمَنْ بَقِيَ فِي الْمَدِينَةِ

مدینہ منورہ پر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھانے کے لئے اپنا نائب مقرر فرمایا اور کچھ لوگ شہر کی حفاظت کے لئے ان کے پاس چھوڑ کر باقی لوگوں کو مدینہ منورہ سے روانگی کا حکم صادر فرمایا۔ (۱)

وَعَلَى الْحَرَسِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ

اس رات پہرے کا فریضہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیا۔ (۲)

مسلمانوں کی تعداد:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو کر اور ایک روایت کے مطابق

فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَلْفٍ مِنَ الصَّحَابَةِ

ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جمعیت میں مدینہ منورہ سے پیدل باہر نکلے تھے۔ (۳)

قَالَ ابْنُ عُقْبَةَ: وَلَيْسَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَرَسٌ وَاحِدٌ، قَالَ الْوَاقِدِيُّ: لَمْ يَكُنْ مَعَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ أُحُدٍ مِنَ الْخَيْلِ إِلَّا فَرَس رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَرَسُ أَبِي بُرْدَةَ

ابن عقبہ کہتے ہیں کسی مسلمان کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا اور واقدی کہتا ہے غزوہ احد میں دو گھوڑے تھے، ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، اور ایک ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ (۴)

أَنَّ الْخَمْسِينَ عَدَدُ الْفَرَسَانِ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ غَلَطٌ بَيِّنٌ ، وَقَدْ جَزَمَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ بِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ فِي أُحُدٍ شَيْءٌ مِنَ الْخَيْلِ ، وَوَقَعَ عِنْدَ الْوَاقِدِيِّ كَانَ مَعَهُمْ فَرَسٌ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَرَسٌ لِأَبِي بُرْدَةَ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس دن مسلمانوں کے پاس پچاس گھوڑے تھے یہ فاش غلطی ہے مسلمانوں کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا، اور موسیٰ بن عقبہ نے تاکیداً کہا کہ احد والے دن مسلمانوں کے پاس کچھ بھی نہ تھا، جبکہ واقدی کے بیان کے مطابق دو گھوڑے تھے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اور دوسرا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ (۵)

وَلَيْسَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ فَرَسٌ

مسلمانوں کے پاس کوئی گھوڑا تک بھی نہ تھا۔ (۶)

---

(۱) سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۱۸۶/۴

(۲) عيون الأثر ۱۴/۲، شرح الزرقانی علی المواهب ۳۹۸/۲

(۳) زاد المعاد ۱۷۳/۳

(۴) عيون الأثر ۱۳/۲

(۵) فتح الباری ۳۵۰/۷

(۶) فتح الباری ۳۴۵/۷

وَفِي الْمُسْلِمِينَ مِائَةُ دَارِعٍ، وَخَرَجَ السَّعْدَانِ أَمَامَهُ يَعْدُوَانِ: سَعْد بْنُ مُعَاذٍ، وَسَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ دَارِعَيْنِ،وَالنَّاسُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، وعقد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثلاثة ألوية،ولواء للمهاجرين بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَقِيلَ: بِيَدِ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ ،وَلِوَاءً لِلْخَزْرَجِ بِيَدِ الْحُبَابِ بْنِ الْمُنْذِرِ، وَقِيلَ: بِيَدِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ،لِوَاءً للأَوْسِ بيد أسيد بن حضير

اور صرف ایک سو مجاہدین نے زرہ پہن رکھی تھی، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ زرہ پہنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے دوڑتے ہوئے چل رہے تھے، جبکہ باقی مجاہدین دائیں بائیں چل رہے تھے، (ان ایک ہزار کے لشکر میں تین سو رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے رفقاء بھی شامل تھے) اس غزوہ میں آپ علیہ السلام نے تین جھنڈے تیار کیے تھے، مہاجرین کا جھنڈا سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ایک قول کے مطابق مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھا، خزرج کا جھنڈا حباب بن منذر رضی اللہ عنہ یا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے فرمایا، اوس کا جھنڈا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھا۔[1]

لشکر کا معائنہ:

مسلمانوں کے اس لشکر میں شوق شہادت میں مخمور کچھ کم سن لڑکے بھی تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر میں کم سن لڑکوں کو شامل نہیں فرماتے تھے۔

وَمَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّى أَتَى الشَّيْخَيْنِ فَعَسْكَرَ بِهِ. وَعُرِضَ عَلَيْهِ غِلْمَانٌ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَالنّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ، وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ، وَأُسَيْدُ بْنُ ظُهَيْرٍ، وَعَرَابَةُ بْنُ أَوْسٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيّ، وَسَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ، وَرَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ

اس لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام شیخین

وَهُمَا أُطُمَانِ كَانَا فِي الْجَاهِلِيّةِ فِيهِمَا شَيْخٌ أَعْمَى وَعَجُوزٌ عَمْيَاءُ يَتَحَدّثَانِ، فَسُمّيَ الْأُطُمَانِ الشّيْخَيْنِ

شیخین دو ٹیلوں کا نام ہے جو مدینہ اور احد کے درمیان واقع ہے، جہاں ایک اندھا اور بوڑھا یہودی اور اس کے ساتھ ایک اندھی اور بوڑھی یہودن رہا کرتی تھی اس لئے ان کی وجہ سے شیخین کے نام سے مشہور ہو گئے۔

پر پہنچے تو لشکر کا جائزہ لیا تو غزوہ بدر کی طرح اس لشکر میں بھی کئی کم سن لڑکے موجود تھے جن میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ بن ثابت، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، براء بن عازب رضی اللہ عنہ، اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ، عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ وغیرہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں کو واپس کر دیا۔[2]

مگر بخاری کی ایک روایت کے مطابق براء بن عازب رضی اللہ عنہ اس دن جنگ میں حاضر تھے۔

---

[1] عیون الاثر ۱۴؍۲، ابن سعد ۲۹؍۲، شرح الرقانی علی المواهب ۳۹۶؍۲

[2] مغازی واقدی ۲۱۶؍۱، البدایة والنهایة ۱۷؍۴

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں سترہ صحابہ پیش کیے گئے

قال: لم يرهم بلغوا أربع عشرة سنة

جن کی عمر چودہ سال تھی رسول اللہ ﷺ نے انہیں نابالغ قرار دے کر واپس فرمادیا۔ [۱]

وَعُرِضْتُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَأَجَازَنِي

جب ایک سال بعد جب وہ پندرہ برس کے ہوئے تو آپ نے انہیں جہاد کی اجازت دے دی۔ [۲]

مگر ان لڑکوں کی جانثاری اور جذبہ شہادت کا یہ عالم تھا

قَدِ اسْتَصْغَرَ رَافِعًا، فَقَامَ عَلَى خُفَّيْنِ لَهُ فِيهِمَا رِقَاعٌ، وَتَطَاوَلَ عَلَى أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ، فَلَمَّا رَآه رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَازَهُ

کہ جب رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو جن کی عمر پندرہ برس کی تھی کو واپس ہونے کے لئے کہا گیا تو وہ اپنے کو بڑا قد آور ثابت کرنے کے لئے پیوندزدہ جوتوں میں پاؤں کے انگوٹھوں کے بل تن کر کھڑے ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے جب ان کا معائنہ کیا تو (انہیں بڑا سمجھ کر) لشکر میں شامل کر دیا گیا۔ [۳]

بعض روایات میں ہے

فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ رَافِعًا رَامٍ، فَأَجَازَهُ، فَلَمَّا أَجَازَ رَافِعًا

جب رسول اللہ ﷺ کو عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! رافع مشتاق تیرانداز ہے، تب آپ ﷺ نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو لشکر میں شامل ہونے کی اجازت فرمائی۔ [۴]

ان کم سن صحابہ میں سمرہ رضی اللہ عنہ بن جندب بھی تھے جو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے ہم سن تھے انہوں نے اپنے علاتی والد مری بن سنان رضی اللہ عنہ سے کہا

يَا أَبَتِ، اجاز رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ، وَرَدَّنِي وَأَنَا أَصْرَعُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ،فَقَالَ: مُرِّيُّ بْنُ سِنَانٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، رَدَدْتَ ابْنِي، وَأَجَزْتَ رَافِعَ بْنَ خديج وابنى يصرعه!فقال النبي ﷺ لِرَافِعٍ وَسَمُرَةَ: تَصَارَعَا، فَصَرَعَ سَمُرَةُ رَافِعًا، فَأَجَازَهُ

اباجان! رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو تو اجازت دے دی گئی ہے مگر میں پیچھے رہ گیا ہوں، حالانکہ میں ان سے زیادہ طاقت وار ہوں، اور میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو کشتی میں گرا دیتا ہوں ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے رافع بن خدیج

---

[۱] السيرة الحلبية ۲۹۴،۲

[۲] فتح الباری ۲۷۸،۵،دلائل النبوة للبيهقی ۳۹۵،۳،ابن سعد ۱۰۷،۴، البداية والنهاية ۱۶،۴،السيرة النبوية لابن كثير ۲۹،۳

[۳] تاريخ طبری ۵۰۵،۲

[۴] ابن ہشام ۶۶،۲،البداية والنهاية ۱۵،۴،السيرة النبوية لابن كثير ۳۰،۳، عيون الاثر ۱۲،۲

کو تو اجازت عطا فرمادی ہے اور میرے بیٹے سمرہ بن جندب کو واپس فرمادیا ہے حالانکہ وہ رافع رضی اللہ عنہ کو کشتی میں پچھاڑ دیتا ہے، اس لئے اگر انہیں رضی اللہ عنہ اجازت عطا فرمائی گئی ہے تو میرے بیٹے کو بھی ساتھ چلنے کی اجازت دی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مری بن سنان رضی اللہ عنہ کی اس دلیل پر رافع بن خدیج اور سمرہ رضی اللہ عنہ بن جندب دونوں میں کشتی کا مقابلہ کرایا، اپنے دعویٰ کے مطابق سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کچھ ہی لمحوں میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر زمین پر پچھاڑ دیا، اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی لشکر میں شامل فرمالیا۔ (۱)

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَرَسِ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فِي خَمْسِينَ رَجُلًا ،وَغَابَتْ الشَّمْسُ فَأَذَّنَ بَلَالٌ بِالْمَغْرِبِ، فَصَلّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ ،ثُمّ أَذّنَ بِالْعِشَاءِ فَصَلّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ

اب دن ڈھل چکا تھا اس لئے رات یہیں قیام کا فیصلہ کر کے رات کو دشمن کے شب خون کے خطرے کے پیش نظر لشکر کی حفاظت کے لئے پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پہرے کے لئے منتخب فرمایا اور ان پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو کمانڈر مقرر فرمایا، اسی اثنا میں سورج غروب ہوگیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز کے لیے اذان کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ نماز ادا فرمائی، پھر عشاء کی اذان ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیں عشا کی نماز ادا فرمائی۔ (۲)

ذکوان بن عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ بطور خاص رات بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کے پاس پہرہ دیتے رہے۔ (۳)

عبداللہ بن ابی کی سازش:

آخر شب طلوع فجر سے پہلے سب کم سن نوجوان، جوان اور ادھیڑ عمر کے لوگ نشہ شہادت سے مخمور ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں آگے روانہ ہوئے، اور احد کے بالکل قریب مقام شوط پر جہاں مسلمانوں کو مشرکین کا کیمپ نظر آ رہا تھا اور وہ مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے، پہنچ کر نماز فجر ادا فرمائی، عبداللہ بن ابی کے لئے مسلمانوں کو زک پہنچانے کا یہ بہترین موقعہ تھا اور شاید وہ اسی موقعہ کی انتظار میں تھا،

حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالشَّوْطِ بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَأُحُدٍ، انْخَزَلَ عَنْهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ بن سَلُولَ بِثُلُثِ النَّاسِ، وَقَالَ: أَطَاعَهُمْ وَعَصَانِي، مَا نَدْرِي عَلَامَ نَقْتُلُ أَنْفُسَنَا هَاهُنَا أَيُّهَا النَّاسُ فَرَجَعَ بِمَنْ اتَّبَعَهُ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ أَهْلِ النِّفَاقِ وَالرَّيْبِ

چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار مسلمانوں کے لشکر کو لے کر مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر شوط نامی بستی میں پہنچے تو عبداللہ بن ابی ان میں سے ایک تہائی لوگوں کو جو منافقین اور اہل شک تھے لے کر مدینہ منورہ واپس ہوا اور بغیر کسی شرم وحیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا چونکہ آپ نے میری رائے کا احترام نہیں کیا اور غیر صائب الرائے لوگوں کی رائے کو اہمیت دی، اس لئے میں اپنے تین سو ساتھیوں سمیت واپس لوٹ رہا ہوں ہم اپنی جانوں کو کیوں ہلاک کریں، اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔

(۱) تاریخ طبری ۲؍۵۰۶

(۲) مغازی الوقدی ۱؍۲۱۶

(۳) سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۴؍۱۸۷

حالانکہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کی چھوٹی سی ریاست کے حاکم تھے، آپ ﷺ نے اپنی سیرت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب فرمایا اور جس کی جتنی سمجھ بوجھ تھی اس نے اس کے مطابق اپنی رائے کا برملا اظہار کر دیا تھا مگر فیصلہ کا تمام تر حق تو آپ ﷺ ہی کے ہاتھ میں تھا، اور اگر وہ اپنی رائے کے بارے میں اتنا ہی دل گرفتہ تھا تو پھر اسے مدینہ منورہ سے ہی باہر نہ نکلنا چاہیے تھا، اور وہیں اپنی شکر رنجی کا اظہار کرتا، میدان جنگ احد کے قریب پہنچ کر اپنی دل گیری کا اظہار کرنے سے صاف معلوم ہو گیا کہ اس کا مقصد صرف مسلمانوں کو زک پہنچانا تھا، ان کے دلوں میں اضطراب اور کھلبلی مچانا تھا، تا کہ مجاہدین اسلام دشمن کی کثیر تعداد اور اپنی کم تعداد دیکھ کر اپنی جان کے خوف سے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں، یا کم از کم ان کی حوصلے ہی پست ہو جائیں، دوسری طرف مشرکین کے لئے یہ کھلا پیغام تھا کہ وہ اپنی بھاری جمعیت سے ان مٹھی بھر بے سروساماں مسلمانوں کو کچل دیں، تا کہ مدینہ منورہ میں اس کی تاج پوشی کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ رہے، اس لئے عین احد کے قریب یہ عذر تراشا،

وَاتَّبَعَهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ، أَخُو بَنِي سَلِمَةَ، يَقُولُ: يَا قَوْمِ، أذكِّركم اللهَ أَلَّا تَخْذُلُوا قومكم ونبيّكم عِنْد مَا حَضَرَ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَقَالُوا: لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكُمْ تُقَاتِلُونَ لَمَا أَسْلَمْنَاكُمْ، وَلَكِنَّا لَا نَرَى أَنَّهُ يَكُونُ قِتَالٌ ،قَالَ: فَلَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ وَأَبَوْا إِلَّا الِانْصِرَافَ عَنْهُمْ، قَالَ: أَبْعَدَكُمْ اللهُ أَعْدَاءَ اللهِ، فَسَيُغْنِي اللهُ عَنْكُمْ نَبِيَّهُ

جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام نے دشمن کے مقابلے میں اسلام کی دفاعی قوت کو اس طرح سبوتاژ کرنے سے عبد اللہ بن ابی کو باز رکھنے کی کوشش کی، ان منافقین کو جہاد کی ترغیب دی، اور کہا اے لوگو! کیا تم اللہ کو بھول گئے جو اس کے نبی اور اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کرتے ہو، مگر انہوں نے ان کی نصیحت پر کان نہ دھرے، اور ان لوگوں نے کہا ہم یہ نہ سمجھتے تھے کہ تم جنگ کے لیے نکلے ہو اگر ہمیں یہ خبر ہوتی تو ہرگز تمہارے ساتھ نہ نکلتے، عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام نے جب دیکھا کہ یہ لوگ کوئی بات ماننے کو تیار نہیں ہیں اور واپس جا رہے ہیں تو کہا، اے اللہ کے دشمنو! اللہ تعالیٰ تم کو دور کرے عنقریب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تم سے بے پرواہ کر دے گا، پھر واپس لشکر میں آ گئے۔ [1]

جب عین وقت پر عبد اللہ ابن ابی نے اپنے ساتھیوں سمیت مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیا تو اس کی بچھائی ہوئی چال کے مطابق مسلمانوں کی دو جماعتوں خزرج کے بنو حارثہ اور اوس کے بنو سلمہ میں بھی جہاد پر ندامت اور احساس خطا کا غلبہ ہوا اور انہوں نے بھی بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جنگ سے جی چرانے کا ارادہ کیا، مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا اور وہ لشکر اسلامی کے ساتھ چلنے پر راضی ہو گئیں۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِينَا: {إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا} [2] بَنِي سَلِمَةَ، وَبَنِي

[1] ابن ہشام ۲/۶۴، الروض الانف ۵/۳۰۳، عیون الاثر ۲/۹، البدایة والنہایة ۴/۱۶، تاریخ طبری ۲/۵۰۴، تاریخ الحمیس ۱/۴۲۳، سیرت النبویة لابن کثیر ۳/۲۷، شرح الزرقانی علی المواهب ۲/۴۰۱

[2] آل عمران: 122

حَارِثَةَ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ، وَاللَّهُ يَقُولُ: {وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا}[1]

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ آیت ہمارے یعنی بنی حارثہ اور بنی سلمہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی "یاد کرو جب تم میں سے دو گروہ بزدلی دکھانے پر آمادہ ہو گئے تھے، حالانکہ اللہ ان کی مدد پر موجود تھا اور مومنوں کو (مادی قوت پر بھروسہ رکھنے کے بجائے) اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔"[2]

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ، رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ مَعَهُ، وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ: فِرْقَةً تَقُولُ: نُقَاتِلُهُمْ، وَفِرْقَةً تَقُولُ: لاَ نُقَاتِلُهُمْ، فَنَزَلَتْ {فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا}[3] وَقَالَ: إِنَّهَا طَيْبَةُ، تَنْفِي الذُّنُوبَ، كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الفِضَّةِ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عبداللہ بن ابی اور اس کے تین سو ساتھیوں نے عین وقت پر مسلمانوں کو دھوکا دیا تو منافقین کے بارے میں مسلمانوں میں دو گروہ بن گئے، ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم ان منافقین کے ساتھ جو عین جنگ کے وقت دھوکا دے کر واپس چلے گئے ہیں جنگ کریں گے، جبکہ دوسرے گروہ کا موقف تھا کہ وہ ہمارے کلمہ گو مسلمان بھائی ہیں اس لئے ہم ان سے جنگ نہیں کریں گے، اس پر باری تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی "پھر یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے بارے میں تمہارے درمیان دو رائیں پائی جاتی ہیں حالانکہ جو برائیاں انہوں نے کمائی ہیں ان کی بدولت اللہ انہیں اُلٹا پھیر چکا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ جسے اللہ نے ہدایت نہیں بخشی اُسے تم ہدایت بخش دو؟ حالانکہ جس کو اللہ نے راستہ سے بھٹکا دیا اس کے لیے تم کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔"[4]

قَالُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَسْتَعِينُ بِحُلَفَائِنَا مِنْ يَهُودَ؟قَالَ: لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِمْ

اس وقت انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اجازت ہو تو ہم اپنے حلیف یہودیوں کو مدد کے لئے بلا لیں، آپ نے فرمایا اس درخواست کو مسترد فرما دیا اور یہودیوں کی مدد لینے سے انکار کر دیا۔

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر کمان لشکر اسلام جو پہلے ہی کفار کے تین ہزار کے مقابلے میں ایک ہزار تھا اور بھی گھٹ کر صرف سات سو رہ گیا جن کو لیکر آپ آگے روانہ ہوئے، کیونکہ مشرکین کا لشکر احد کے درمیان حائل تھا

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: مَنْ رَجُلٌ يَخْرُجُ بِنَا عَلَى الْقَوْمِ مِنْ كَثَبٍ: أَيْ مِنْ قُرْبٍ، مِنْ طَرِيقٍ لَا يَمُرُّ بِنَا عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ أَبُو خَيْثَمَةَ أَخُو بَنِي حَارِثَةَ بْنِ الْحَارِثِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کوئی ایسا آدمی ہے جو ہمیں کفار کے پاس سے گزارے بغیر نزدیک ترین راستہ سے لے چلے، اس کام کے لئے بنو حارثہ کے ایک فرد ابو خیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں لے کر چلتا ہوں۔

---

(1) آل عمران: 122

(2) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ المُؤْمِنُونَ ۴۰۵۱

(3) النساء: 88

(4) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ ۴۰۵۰

اور لشکر اسلام ان کی رہبری میں اس دشوار گزار پتھریلی زمین پر ہو کر چلا جو اونٹوں کے لئے ناقابل گزر سمجھی جاتی تھی، مشرکین کے سالار لشکر اس سے بے خبر نہیں سمجھے جاسکتے، اس لئے یہ قیاس غلط نہیں کہ یہ سالار اس طرف سے مطمئن ہوں گے، اور یہ سمجھتے ہوں گے کہ لشکر اسلام اس راستے سے ادھر نہیں آئے گا، یہی وہ جنگی منصوبہ تھا جس کا رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک اظہار نہیں فرمایا جب تک عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھی مقام شوط تک انے کے بعد واپس نہیں چلے گئے، اور یہ اطمینان نہیں ہو گیا کہ لشکر اسلام میں دشمن کا کوئی جاسوس یعنی منافق نہیں ہے، اور دشمن کو اس منصوبے کے خبر نہیں ہو سکے گی۔

حَتَّى سَلَكَ فِي مَالٍ لِمِرْبَعِ بْنِ قَيْظِيٍّ، وَكَانَ رَجُلًا مُنَافِقًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ، فَلَمَّا سَمِعَ حِسَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ مَعَهُ مِنْ الْمُسْلِمِينَ، قَامَ يَحْثِي فِي وُجُوهِهِمْ التُّرَابَ،وَيَقُولُ: إنْ كُنْتَ رَسُولَ اللهِ فَإِنِّي لَا أُحِلُّ لَكَ أَنْ تَدْخُلَ حَائِطِي

اس راستے میں شخص مربع بن قیظی کا باغ بھی پڑتا تھا جو اندھا اور نہایت بد ذات منافق تھا، اسے اسلام سے کوئی دلچسپی اور مسلمانوں سے کوئی ہمدردی نہ تھی، جب اس کو پتہ چلا کہ مسلمان اس کے باغ سے گزرنے لگے ہیں تو اٹھ کر مسلمانوں کے چہروں پر مٹی ڈالنے لگا، اور رسول اللہ ﷺ کو مخاطب ہو کر کہا اگر تو اللہ کا رسول ہے تو میں تجھے اپنے باغ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا،

وَقَدْ ذُكِرَ لِي أَنَّهُ أَخَذَ حَفْنَةً مِنْ تُرَابٍ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي لَا أُصِيبُ بِهَا غَيْرَكَ يَا مُحَمَّدُ لَضَرَبْتُ بِهَا وَجْهَكَ ،فَابْتَدَرَهُ الْقَوْمُ لِيَقْتُلُوهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقْتُلُوهُ، فَهَذَا الْأَعْمَى أَعْمَى الْقَلْبِ، أَعْمَى الْبَصَرِ،وَقَدْ بَدَرَ إلَيْهِ سَعْدُ بْنُ زَيْدٍ، أَخُو بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، قَبْلَ نَهْيِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ، فَضَرَبَهُ بِالْقَوْسِ فِي رَأْسِهِ، فَشَجَّهُ

اور یہ بھی روایت ہے کہ مربع بن قیظی کے ہاتھ میں اس وقت مٹی کا ایک ڈھیلا تھا، اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے کہا تھا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ ڈھیلا کسی اور کے لگ سکتا ہے اور میں تیرا منہ دیکھ سکتا تو اسے سیدھا تیرے منہ پر کھینچ مارتا، میں جانتا کہ یہ خاک محمد ﷺ کے سوا اور کسی پر نہیں پڑے گی تو محمد ﷺ پر پھینک دوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس نابینا کی گستاخی دیکھی تو کچھ لوگ اسے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے، مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع کر دیا، اور فرمایا اس کو قتل نہ کرو یہ آنکھوں کی طرح دل کا بھی اندھا ہے، مگر سعد بن زید اشہلی نے رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے سے پہلے ہی اپنی کمان سے اس کا سر پھوڑ دیا۔ [1]

لشکر اسلام نے تیزی سے حرکت کر کے دشمن کی توقعات کے خلاف عمل کیا اور دونوں متوقع رکاوٹوں پر قابو پا کر دشمن کو خبر ہونے سے پہلے جبل عینین پر قبضہ کر لیا، جبل عینین وادی سے پہاڑ کی جانب اونچائی پر واقعہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اپنی اور لشکر کی پشت بلند و بالا احد پہاڑ کی طرف کر کے لشکر کا کیمپ لگوایا، اور اس پر بہہ کر قریش تک جانے والے چشمے لشکر اسلام کی زد میں تھے، گویا اس منصوبے کے مطابق وہی بدر والی صورت پیدا ہو گئی تھی، کفار کا لشکر نشیب میں تھا اور پانی کی رسد کے ذرائع مسلمانوں کی زد میں تھے، قریش لشکر اسلام سے دو دن

[1] ابن ہشام ۲/۶۵، الروض الانف ۵/۳۰۴، البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۶

پہلے میدان جنگ میں پہنچے تھے، اس مسابقت کی وجہ سے وہ میدان جنگ کا بہترین مقام منتخب کر سکتے تھے جو جنگی نقطہ نظر سے اہم ہوتا، لیکن کامل رازداری اور تیز اقدام و حرکت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو اس سبقت سے حاصل ہو سکنے والے فائدے سے محروم کر دیا، جنگی نقطہ نظر سے غزوہ احد میں یہ کفار کی پہلی ناکامی تھی کہ میدان میں جنگ سے پہنچنے میں سبقت کرنے کے باوجود وہ اس سے خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھا سکے، رسول اللہ ﷺ نے اسی کو غلط پڑاؤ قرار دیا ہوگا۔

مسلمانوں کی صف بندی:

دوسرے دن ہفتہ سات شوال تین ہجری کی صبح کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے میدان جنگ کا معائنہ فرمایا، معائنہ کے بعد آپ ﷺ نے ایک اونچی زمین پر صف بندی کرتے ہوئے لشکر کی پشت بلند و بالا پہاڑ کی طرف رکھی تا کہ عقب سے حملہ ہونے کے امکانات معدوم ہو جائیں اس طرح اسلامی لشکر پہاڑ کی بلندی کی وجہ سے عقب اور دائیں طرف سے محفوظ ہو گیا، پھر لشکر سے بائیں طرف جنوب مشرق میں تقریباً ڈیڑھ سو میٹر دور وادی قناۃ کے جنوبی کنارے ایک چھوٹی بلند پہاڑی جبل عینین (جبل رماۃ) میں ایک درہ تھا اور یہ وہ کھلا مقام تھا جس سے نکل کر مشرکین کا رسالہ عقب سے مسلمانوں پر حملہ کر سکتا تھا جو اسلامی لشکر کے لئے انتہائی تباہ کن ثابت ہو سکتا تھا،

وَجَعَلَ الرّمَاةَ خَمْسِينَ رَجُلًا عَلَى عَيْنَيْنِ، عَلَيْهِمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ جُبَيْرٍ

وہاں آپ ﷺ نے پچاس ماہر تیر اندازوں کے ایک دستے کو خوات بن جبیر کے بھائی عبداللہ بن جبیر اوسی رضی اللہ عنہ بدری کی قیادت میں درے پر تعینات فرمایا۔

اور انہیں سخت تاکید فرمائی کہ اگر دشمن ہمارے عقب سے حملہ آور ہو تو اپنی بلندی کا فائدہ اٹھا کر نیچے سے اوپر چڑھتے دشمنوں کو تیروں کی زد پر رکھ لینا، کیونکہ سوار تیروں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے، جب تک تم اپنی جگہ پر ثابت قدمی سے ڈٹے رہو گے ہم غالب رہیں گے، اے اللہ میں ان پر تجھے گواہ بناتا ہوں۔

الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، يُحَدِّثُ قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ، وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ، فَقَالَ:إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلاَ تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ، هَذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ، فَلاَ تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اس دستہ کو تاکید فرمائی اگر تم یہ بھی دیکھ لو کہ پرندے ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں، پھر بھی اپنی اس جگہ سے مت ہٹنا جب تک میں تم لوگوں کو کہلا نہ بھیجوں، اسی طرح اگر تم دیکھو کہ ہم نے کفار کو شکست دے دی ہے اور ان کو پاؤں تلے روند ڈالا ہے پھر بھی میرے حکم کے بغیر اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔[1]

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ ۴۰۴۳، وکتاب كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلاَفِ فِي الحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ ۳۰۳۹، مسند احمد ۱۸۵۹۳

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَهُمْ فِي مَوْضِعٍ، ثُمَّ قَالَ: احْمُوا ظُهُورَنَا، فَإِنْ رَأَيْتُمُونَا نُقْتَلُ، فَلَا تَنْصُرُونَا، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا قَدْ غَنِمْنَا فَلَا تُشْرِكُونَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک جگہ کھڑا کر کے تاکید فرمائی ہمارے پیچھے سے ہماری حفاظت کرنا اگر تم ہمیں قتل ہوتے ہوئے دیکھو تو اس جگہ سے نہ ہٹنا اور اگر دیکھو کہ ہم نے دشمن کو شکست دے دی ہے اور غنیمت جمع کرنے لگے ہیں تو ہمارے ساتھ اس میں شریک نہ ہونا۔ (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمنہ پر منذر رضی اللہ عنہ بن عمرو کو، میسرہ پر زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو، اور ان کی معاونت کے لئے مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود کو، اور قلب پر سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کو امیر مقرر فرمایا، ان کی پہلی صفوں میں مسلمانوں کے ممتاز اور منتخب دلیر و بہادر مجاہدین کو جو ہزاروں کے برابر مانے جاتے تھے کھڑا کیا

وَقَالَ لَا يُقَاتِلَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ حَتَّى نَأْمُرُهُ بِالْقِتَالِ

صف بندی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ دوں کوئی جنگی اقدام شروع نہ کریں۔ (۲)

وَظَاهَرَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ دِرْعَيْنِ يَعْنِي لَبِسَ دِرْعًا فَوْقَ دِرْعٍ

غزوہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مطہر پر ایک کے اوپر ایک دو زرہیں تھیں۔ (۳)

میدان جنگ میں خطبہ:

ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أُوصِيكُمْ بِمَا أَوْصَانِي اللهُ فِي كِتَابِهِ مِنْ الْعَمَلِ بِطَاعَتِهِ وَالتَّنَاهِي عَنْ مَحَارِمِهِ.ثُمَّ إِنَّكُمُ الْيَوْمَ بِمَنْزِلِ أَجْرٍ وَذُخْرٍ لِمَنْ ذَكَرَ الَّذِي عَلَيْهِ ثُمَّ وَطَّنَ نَفْسَهُ لَهُ عَلَى الصَّبْرِ وَالْيَقِينِ وَالْجِدِّ وَالنَّشَاطِ، فَإِنَّ جِهَادَ الْعَدُوِّ شَدِيدٌ، شَدِيدٌ كَرْبُهُ ،قَلِيلٌ مَنْ يَصْبِرُ عَلَيْهِ إِلَّا مَنْ عَزَمَ اللهُ رُشْدَهُ،

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو! میں تمہیں وہی وصیت کرتا ہوں جو وصیت باری تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کی ہے یعنی یہ کہ تم اس کی اطاعت بجالاتے رہو، اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرتے رہو، سنو آج تم اجر و ذکر کی جگہ ہو، جو شخص ذکر پر جم جائے صبر و یقین، پختگی اور خوش نفسی سے جہاد کرے وہ اللہ کے ہاں اجر و ثواب پائے گا، اس کا نام دونوں جہان میں بلند ہو جائے گا، کیونکہ دشمن سے جہاد کرنا سخت اور مشکل کام ہے، اس پر صبر بہت کم لوگوں سے ہوتا ہے، وہی یہاں ثابت قدم رہتے ہیں جنہیں اپنے ہدایت یافتہ

(۱) مسنداحمد۲۶۰۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۷۳۱،مستدرک حاکم ۳۱۶۳ ،فتح الباری ۳۵۰،۴۳،۴۰۴۳/۷

(۲) ابن ہشام۶۵/۲،الروض الانف ۳۰۴/۵،عیون الآثر۱۱/۲،تاریخ طبری۵۰۷/۲،البدایۃ والنہایۃ ۱۷/۴،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۲۹/۳

(۳) البدایۃ والنہایۃ۱۷/۴

ہونے پر پختہ یقین ہوتا ہے،

فَإِنّ اللهَ مَعَ مَنْ أَطَاعَهُ، وَإِنّ الشّيْطَانَ مَعَ مَنْ عَصَاهُ، فَافْتَتِحُوا أَعْمَالَكُمْ بِالصّبْرِ عَلَى الْجِهَادِ، وَالْتَمِسُوا بِذَلِكَ مَا وَعَدَكُمْ اللهُ، وَعَلَيْكُمْ بِالّذِي أَمَرَكُمْ بِهِ، فَإِنّي حَرِيصٌ عَلَى رُشْدِكُمْ، فَإِنّ الِاخْتِلَافَ وَالتّنَازُعَ وَالتّثْبِيطَ مِنْ أَمْرِ الْعَجْزِ وَالضّعْفِ مِمّا لَا يُحِبّ اللهُ، وَلَا يُعْطِي عَلَيْهِ النّصْرَ وَلَا الظّفَرَ.

اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے جو اس کی اطاعت کرے اور جو اس کی نافرمانی کرے اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے، اپنے اعمال کو جہاد کی سختیوں پر صبر کرنے سے شروع کرو، اس کے ذریعے ان چیزوں کو تلاش کرو جن کا اللہ نے تم سے وعدہ کر رکھا ہے، میرے حکموں کی فرمانبرداری کو لازم پکڑے رہو، کیونکہ میں تمہاری ہدایت پر حریص ہوں، اختلاف جھگڑا اور جنگ سے جی چرانا عجز اور ضعف ایسی چیزیں ہیں جن کو اللہ ناپسند کرتا ہے، اور ان پر فتح ونصرت عطا نہیں فرماتا،

يَا أَيّهَا النّاسُ، جُدّدَ فِي صَدْرِي أَنّ مَنْ كَانَ عَلَى حَرَامٍ فَرّقَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ، وَمَنْ رَغِبَ لَهُ عَنْهُ غَفَرَ اللهُ ذَنْبَهُ، وَمَنْ صَلّى عَلَيّ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَمَلَائِكَتُهُ عَشْرًا، وَمَنْ أَحْسَنَ مِنْ مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللهِ فِي عَاجِلِ دُنْيَاهُ أَوْ آجِلِ آخِرَتِهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاَللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إلّا صَبِيّا أَوْ امْرَأَةً أَوْ مَرِيضًا أَوْ عَبْدًا مَمْلُوكًا، وَمَنْ اسْتَغْنَى عَنْهَا اسْتَغْنَى اللهُ عَنْهُ، وَاَللهُ غَنِيّ حَمِيدٌ.

لوگو! ابھی ابھی مجھے وحی کی گئی ہے کہ جو شخص کسی حرام کام میں مبتلا ہو پھر ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اسے چھوڑ دے اس کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے، اور جو شخص کسی مومن یا کافر سے نیکی کرے وہ اپنا بدلہ ضرور پاتا ہے، جلدی حاصل ہونے والی دنیا میں یا دیر سے آنے والی آخرت میں، اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والوں پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض ہے، ہاں بچوں پر، عورتوں پر، بیماروں پر اور غلاموں پر فرض نہیں (وہ نماز ظہر پڑھ لیں) یاد رکھو جو جمعہ کی نماز سے بے پروائی کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے منہ موڑ لے گا اور اللہ تعالیٰ (سارے جہان سے) بے نیاز، بے پروا اور غنی ہے اور وہی تعریفوں والا اور مستحق تعریف ہے۔[1]

مشرکین کی صف بندی:

کفار نے جن کا سالار اعلیٰ ابوسفیان تھا نے اس بار باقاعدہ صف بندی کی تھی، اس نے غزوہ بدر کی شکست سے یہ سبق ضرور سیکھ لیا تھا کہ مسلمانوں کو شکست دینا اور اسلام کے استیصال کا مقصد حاصل کرنا اتنا آسان نہیں جتنا اس کے پیش رو سمجھ رہے تھے، ابوسفیان کے ذہن میں اسلام ایک فوجی قوت بن چکا تھا اور اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے مکہ کے اس یقیناً بے حد ذہین اور نکتہ رس سیاست دان اور سپہ سالار نے وہ تمام کوششیں کیں جو اس زمانے کے حالات کے مطابق ہونی چاہئے تھیں، میدان جنگ میں اس نے عربوں کی احمقانہ انفرادی بہادری کو ضابطے میں پابند اور فوج کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے انہیں جنگی اہمیت کے نقطوں پر مستعد (Deploy) کر دیا، ابوسفیان نے لشکر کے

[1] مغازی واقدی ۱/۲۲۲، امتاع الاسماع ۱/۱۳۸، سبل الهدى والرشدفی سیرة خیرالعباد ۴/۱۸۹، لسيرة النبوية والدعوة في العهد المدني ۱/۳۳۶، السِّيرةُ النّبوية عرضُ وقائع وَتحليل أحداث ۱/۴۸۰

قلب کو اپنا مرکز بنایا

وَاسْتَعْمَلُوا عَلَى الْمَيْمَنَةِ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَعَلَى الْمَيْسَرَةِ عِكْرِمَةَ بْنَ أَبِي جَهْلٍ وَلَهُمْ مُجَنَّبَتَانِ مِائَتَا فَرَسٍ وَجَعَلُوا عَلَى الْخَيْلِ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ

لشکر کے میمنہ (دائیں جانب) پر خالد بن ولید کو اور میسرہ (بائیں جانب) پر عکرمہ بن ابو جہل کو تعینات کیا دونوں کناروں میمنہ و میسرہ پر دو سو گھوڑے تھے، سواروں پر صفیان بن امیہ کو مقرر کیا۔[1]

جبکہ پیدل لشکر کی قیادت عمرو بن عاص کو سونپی گئی، تیر اندازوں کے دستے الگ تھے جن کا کمانڈر عبداللہ بن ربیعہ تھا

وَقَدْ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ لِأَصْحَابِ اللِّوَاءِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ يُحَرِّضُهُمْ بِذَلِكَ عَلَى الْقِتَالِ، يَا بَنِي عَبْدِ الدَّارِ، إنَّكُمْ قَدْ وَلِّيتُمْ لِوَاءَنَا يَوْمَ بَدْرٍ، فَأَصَابَنَا مَا قَدْ رَأَيْتُمْ، وَإِنَّمَا يُؤْتَى النَّاسُ مِنْ قِبَلِ رَايَاتِهِمْ إذَا زَالَتْ زَالُوا، فَإِمَّا أَنْ تَكْفُونَا لِوَاءَنَا، وَإِمَّا أَنْ تُخَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فَنَكْفِيكُمُوهُ، فَهَمُّوا بِهِ وَتُوَاعَدُوهُ ،وَقَالُوا: نَحْنُ نُسْلِمُ إلَيْكَ لِوَاءَنَا، سَتَعْلَمُ غَدًا إذَا الْتَقَيْنَا كَيْفَ نَصْنَعُ! وَذَلِكَ أَرَادَ أَبُو سُفْيَانَ

مشرکین کا جھنڈا حسب دستور بنو عبد الدار کی ایک جماعت کے ہاتھ میں تھا، ابو سفیان نے اپنے لشکر کے علم برداروں سے کہا اور ان کو جنگ کی ترغیب دلائی، اے بنی عبد الدار! فتح و شکست کا دارومدار جھنڈے پر موقوف ہوتا ہے، جب تک جھنڈا قائم رہتا ہے لشکر بھی قائم رہتا ہے اور جب جھنڈا گر جاتا ہے تو لشکر کے پیر بھی اکھڑ جاتے ہیں، لہذا یا تو تم ثابت قدمی کے ساتھ جھنڈے کو اٹھاؤ اور یا ہمارا جھنڈا ہمارے حوالے کر دو انہوں نے کہا اے ابو سفیان! مقابلہ کے وقت دیکھ لینا کہ ہم کس طرح جھنڈے کو قائم رکھتے ہیں، ابو سفیان کا بھی یہی مقصد تھا وہ ان کا جواب سن کر بہت خوش ہوا[2] اس طرح زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ خالد بن ولید کے سوار دستہ کے سامنے، منذر رضی اللہ عنہ بن عمرو عکرمہ بن ابی کے سوار دستہ سامنے اور سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب صفوان بن امیہ کے سامنے تھے۔

مسلمانوں میں دلیری و بہادری کی روح پھونکنا:

پھر آپ ﷺ نے مجاہدین میں ثابت قدمی و بے خوفی، دلیری و بہادری کی روح پھونکنے کے لئے ایک تلوار (ذ االفقار) ہاتھ میں لی اور فرمایا

مَنْ يَأْخُذُ هَذَا السَّيْفَ بِحَقِّهِ؟فَقَالَ عُمَرُ زَعَمُوا : أَنَا آخُذُهُ ،فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ عَرَضَهُ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا آخُذُهُ،فَأَعْرَضَ عَنْهُ،فَوَجَدَ عُمَرُ وَالزُّبَيْرُ فِي أَنْفُسِهِمَا مِنْ ذَلِكَ حَتَّى قَامَ إلَيْهِ أَبُو دُجَانَةَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ، أَخُو بَنِي سَاعِدَةَ، فَقَالَ: وَمَا حَقُّهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟

اس کا حق ادا کرنے کے لئے یہ تلوار کون لے گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب فرماتے ہیں میں تلوار لینے کے لئے آگے بڑھا اور کہا میں اس کا حق

---

[1] ابن سعد ۲؍۳۰

[2] ابن ہشام ۲؍۶۶، تاریخ طبری ۲؍۵۱۳

ادا کرنے کے لئے لیتا ہوں، مگر آپ ﷺ نے مجھے نہیں دی، آپ ﷺ نے دوبارہ اپنا فقرہ دوہرایا، تو زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کہا میں اس کا حق ادا کرنے کے لئے لیتا ہوں، مگر آپ ﷺ نے انہیں بھی تلوار عطا نہیں کی، پھر ابو دجانہ رضی اللہ عنہ سماک بن خرشہ رئیس خزرج سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ابن عم، جو بڑے بہادر اور لڑائی کے وقت خوب بہادری کا مظاہرہ کرتے تھے اور جنگ کے موقع پر متکبرانہ انداز میں اکڑ کر چلا کرتے تھے نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس تلوار کا حق کیا ہے؟

تشرب بِهِ الْعَدُوَّ حَتَّى يَنْحَنِيَ، أَنَا آخُذُهُ يَا رَسُولَ اللهِ بِحَقِّهِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ،فَقَامَ أَبُو دُجَانَةَ وَرَفَعَ عَلَى عَيْنَيْهِ عِصَابَةً حَمْرَاءَ تَرْفَعُ حَاجِبَيْهِ عَنْ عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ،قَالَ: إِنَّهَا لِمِشْيَةٍ يُبْغِضُهَا اللهُ إِلَّا فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ

آپ ﷺ نے فرمایا اس کو دشمنوں کی گردنوں پر اس قدر چلاؤ کہ ٹیڑھی ہو جائے، ابو دجانہ رضی اللہ عنہ سماک بن خرشہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس کا یہ حق ادا کرنے کے لئے اس کو قبول کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اسے تم کو دے دوں تو شاید تم اسے آخری صفوف میں استعمال کرو گے ، انہوں نے عرض کیا نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! پس آپ ﷺ نے فوراً وہ تلوار ان کو عطا فرما دی، تلوار لیکر وہ اپنے خیمے میں گئے اور سر پر سرخ پٹی باندھے اور تلوار حمائل کئے باہر آئے اور اکڑتے ہوئے مشرکین کی طرف بڑھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا کہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اب موت تک لڑتے رہیں گے، جب آپ ﷺ نے ان کو میدان جنگ میں متکبرانہ انداز میں چلتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس چال کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے مگر میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں یہ پسندیدہ عمل ہے۔[1] چنانچہ ابو داجانہ انصاری نے ایسی شجاعت اور جوانمردی کا مظاہرہ کیا کہ کفار کے چھکے چھڑا دیئے اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے ،جدھر رخ کرتے صفیں الٹ دیتے تھے،

وَكَانَ شِعَارُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ: أَمِتْ، أَمِتْ

اس جنگ میں اصحاب رسول کا شعار أَمِتْ أَمِتْ (یعنی مار دو، مار دو) تھا، اور مشرکین کا یا عزیٰ اور یا ہبل تھا۔

مشرکین کی سیاسی چال:

وأول من خرج من المشركين أبو عامر بن أمية في الأحابيش،وَكَانَ أَبُو عَامِرٍ يُسَمَّى فِي الْجَاهِلِيَّةِ: الرَّاهِبَ، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْفَاسِقَ ،وَقَدْ كَانَ خَرَجَ حِينَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُبَاعِدًا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَكَانَ يَعِدُ قُرَيْشًا أَنْ لَوْ قَدْ لَقِيَ قَوْمَهُ لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ،

مشرکین کی طرف سے سب سے پہلے عبد عمرو بن صیفی بن مالک بن نعمان (ابو عامر) میدان میں نکلا، یہ دور جاہلیت میں قبیلہ اوس کا سردار تھا، بعض کہتے ہیں قبیلہ خزرج میں ایک شخص تھا، اور ابو عامر جو جاہلیت میں راہب کے نام سے پکارا جاتا تھا جو مدینہ منورہ میں اسلام کی روشنی

---

[1] صحیح مسلم كتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي دُجَانَةَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ۶۳۵۳،دلائل النبوة للبيهقى ۲۰۶،۳،مجمع الزوائد ۱۰۰۱۷، ۱۰۹،۶، ابن ہشام ۶۶،۲،عيون الآثر ۱۵،۲،البداية والنهاية ۱۷،۴، شرح زرقانى على المواهب ۴۰۴،۲

کو پسند نہ کر سکا تھا اور کھل کر رسول اللہ ﷺ کی عداوت پر اتر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام فاسق رکھ دیا، آخر مدینہ منورہ سے بھاگ کر مشرکین مکہ کے پاس چلا گیا تھا اور انہیں مسلمانوں کے خلاف بھڑکا تا رہا، اس نے قریش سے بڑے بلند بانگ دعوے کیے تھے کہ جب میری قوم مجھے تم لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوا دیکھے گی تو محمد (ﷺ) کا ساتھ چھوڑ کر مجھ سے آملے گی،

فَلَمَّا الْتَقَى النَّاسُ، فَنَادَى: يَا مَعْشَرَ الْأَوْسِ، أَنَا أَبُو عَامِرٍ،قالوا: لا أنعم الله بك عينا يا فاسق،فَلَمَّا سَمِعَ رَدَّهُمْ عَلَيْهِ، قَالَ:لَقَدْ أَصَابَ قَوْمِي بَعْدِي شَرٌّثُمَّ قَاتَلَهُمْ قِتَالًا شَدِيدًا، ثُمَّ رَاضَخَهُمْ بِالْحِجَارَةِ

اس لئے سب سے پہلے وہ سامنے آیا اور کہنے لگا، اور اپنی قوم کو اپنا تعارف کرا کر قریش کی مدد پر آمادہ کرنے کی کوشش کرنے لگا، مگر اسلامی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت نے رنگ و نسل، قوم و برداری، زبان و علاقہ، بڑے چھوٹے ہر طرح کی تعصبات کا خاتمہ کر دیا تھا، جب ابو عامر فاسق نے اپنی قوم کو پکارا تو جواب میں اس کی قوم نے اسے کہا اے ابو عامر فاسق! اللہ تیرا ستیاناس کرے، ہمیں اسلام کے مقابلہ میں کفر و شرک کی دعوت دیتا ہے، تو جتنی بھی کوشش کر لے تو اپنے مقصد بد میں کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکے گا، یہ منہ توڑ جواب سن کر وہ قریش کے سامنے کھسیا گیا اور کہنے لگا میرے بعد میری قوم بگڑ گئی ہے، بہر حال وہ مشرکین کی طرف سے جان توڑ کر لڑا اور مسلمانوں پر خوب پتھر پھینکے۔[1]

حنظلہ رضی اللہ عنہ (غسیل ملائکہ) نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے باپ کے قتل کی اجازت چاہی مگر آپ نے انہیں منع فرما دیا۔ ابو عامر کے بعد ابوسفیان نے پکار کر کہا اے جمعیت اوس وخزرج! تم ہمارے اور ہمارے جد برادران کے درمیان سے ہٹ جاؤ، ہمارا اور ان کا راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو جاؤ، ہم تم لوگوں سے درگزر کریں گے اور ان سے نمٹ لیں گے، ابوسفیان کی قبائل اوس وخزرج کو توڑنے یہ کوشش بھی کارگر ثابت نہ ہوئی اور ان لوگوں نے اسے بہت برا بھلا کہا اور سخت لعن طعن کیا۔

مبارزت:

جنگ کی ابتدا عرب دستور کے مطابق مبارزت طلبی سے ہوئی

أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ أَبِي طَلْحَةَ الْعَبْدَرِيَّ حَامِلَ لِوَاءِ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ دَعَا إِلَى الْبِرَازِ ، فَأَحْجَمَ عَنْهُ النَّاسُ فَبَرَزَ إِلَيْهِ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ فَوَثَبَ حَتَّى صَارَ مَعَهُ عَلَى جَمَلِهِ، ثُمَّ اقْتَحَمَ بِهِ الْأَرْضَ فَأَلْقَاهُ عَنْهُ وَذَبَحَهُ بِسَيْفِهِ

سب سے پہلے مشرکین کا علم بردار طلحہ ابن ابی طلحہ عبدری اونٹ پر سوار ہو کر سامنے آیا اور مبارزت طلب کی، یہ شخص قریش کا ایک نامی شہسوار تھا اور مسلمان اسے لشکر کا منڈھا کہتے تھے، اس لئے اس کی مبارزت طلب کرنے پر عام مسلمان اس سے مقابلہ کرنے سے کترا گئے، مگر زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کے لئے بے خوف وخطر میدان میں نکل آئے، کیونکہ طلحہ ابن ابی طلحہ اونٹ پر سوار اونچی جگہ پر تھا اور اپنے نیزے سے زمین پر اپنے مدمقابل کو گرا سکتا تھا اس لئے زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک زوردار جست لگائی اور اس کے پیچھے اونٹ پر چڑھ گئے اور پھر اس

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۴۰۸/۲،ابن ہشام ۶۷/۲،تاریخ طبری ۵۱۲/۲،عیون الاثر ۱۵/۲،البدایۃ والنہایۃ ۱۶/۴

کی کمر کو گرفت میں لیکر زمین پر چھلانگ لگادی اور تلوار سے اسے قتل کر ڈالا، رسول اللہ ﷺ نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی بہادری و دلیری دیکھ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا آپ کے ساتھ دوسرے مسلمانوں نے بھی زوردار نعرۂ تکبیر لگایا۔ [۱]

مسلمانوں میں سے جنہوں نے غزوہ بدر میں حصہ لیا تھا انہوں نے بچشم خود اللہ کی مدد کا مشاہدہ کیا تھا، اور دشمنوں کے بڑے بڑے سردار قتل کر کے ان کے مال غنیمت کو حاصل کیا تھا ان کے حوصلے جواں تھے، انہیں یقین تھا کہ اب بھی اللہ کی مدد ان کے شامل حال ہی ہے، اور وہ مجاہدین جو اس معرکہ میں شامل نہیں تھے مگر شوق شہادت سے مغمور تھے، اس طرح سارا لشکر جو تعداد اور جنگی سامان میں بہت کم تھا مگر انہیں اللہ کی غائبانہ مدد پر یقین کامل تھا، اس لئے جیسے ہی دشمن نے حملہ کیا وہ بے جگری سے ان پر پل پڑے اور مشرکین کو چن چن کر قتل کرتے ہوئے بہت جلد ان کے قلب تک پہنچ گئے، جہاں ان کا جھنڈا بردار کھڑا تھا (علم بردار ہی سوار فوج کا کمانڈر ہوتا ہے)

ثُمَّ حَمَلَ لِوَاءَهُمْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ

طلحہ بن ابی طلحہ کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھا۔

إِنَّ عَلَى أَهْلِ اللِّوَاءِ حَقًّا أَنْ يَخْضِبُوا الصَّعْدَةَ أَوْ تَنْدَقَّا

علم اٹھانے والوں کا یہ فرض ہے کہ نیزہ (خون سے) رنگین ہو جائے یا ٹوٹ جائے۔ [۲]

فَحَمَلَ عَلَيْهِ حَمْزَةُ فَقَطَعَ يَدَهُ وَكَتِفَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مُؤْتَزَرِهِ وَبَدَا سَحْرُهُ ،ثُمَّ حَمَلَهُ أَبُو سَعِيد بْنُ أَبِي طَلْحَةَ، فَرَمَاهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، فَأَصَابَ حَنْجَرَتَهُ فَقَتَلَهُ

سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے اس کے کندھے پر تلوار کا اس شدت سے حملہ کیا کہ تلوار اس کا ہاتھ اور شانہ کاٹتی ہوئی اس کی ناف تک جا پہنچی اور جھنڈا زمین پر گر پڑا، اس کے بعد ان دونوں کے تیسرے بھائی ابوسعید بن ابی طلحہ نے اٹھالیا، اس پر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے تاک کر تیر چلایا جو اس کے حلق میں پیوست ہو گیا اور اس کی زبان باہر نکل پڑی، اور وہ جھنڈے سمیت زمین پر گر کر اپنی آخری سانسیں پوری کرنے لگا۔

إِنَّ أَبَا سَعْدِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ خَرَجَ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ، فَنَادَى :مَنْ يُبَارِزُ بِرَازًا، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِ أَحَدٌ. فَقَالَ: يَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ، زَعَمْتُمْ أَنَّ قَتْلَاكُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَأَنَّ قَتْلَانَا فِي النَّارِ، كَذَبْتُمْ وَاللاتِ! لَوْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ حَقًّا لَخَرَجَ إِلَيَّ بَعْضُكُمْ،فَخَرَجَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ، فَضَرَبَهُ عَلِيٌّ فَقَتَلَهُ

ایک روایت یہ بھی ہے مشرکوں کے علم بردار ابوسعد بن ابی طلحہ نے میدان میں آ کر آواز دی کہ کوئی ہے جو میرے مقابل آئے، اسی طرح کئی بار دعوت مبارزت دی، جب مسلمانوں میں سے کوئی اس کے مقابلہ میں نہ آیا، تو اس نے کہا اے اصحاب محمد! تم کہتے ہو کہ ہم میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تم میں سے کوئی میرے مقابل

---

[۱] البداية والنهاية۲۳؍۴،السيرة النبوية لابن كثير۴۰؍۳

[۲] شرح الزرقاني على المواهب۴۱۰؍۲،ابن ہشام۷۴؍۲،البداية والنهاية۱۷؍۴

نہیں آتا معلوم ہوا کہ تم لوگ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہو اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے تو ضرور میرے مقابل آتے، یہ بات سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اس کے مقابل آئے اور اس کے حملہ کو روک کر ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔[1]

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: قَتَلَ أَبَا سَعْدِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو سعد کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔[2]

ثُمَّ حَمَلَهُ مُسَافِعُ بْنُ طَلْحَةَ، فَرَمَاهُ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَتَلَهُ، ثُمَّ حَمَلَهُ الْحَارِثُ بْنُ طَلْحَةَ، فَرَمَاهُ عَاصِمٌ فَقَتَلَهُ، ثُمَّ حَمَلَهُ كِلَابُ بْنُ طَلْحَةَ، فَقَتَلَهُ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ، ثُمَّ حَمَلَهُ الْجُلَاسُ بْنُ طَلْحَةَ، فَقَتَلَهُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، ثُمَّ حَمَلَهُ أَرْطَاةُ بْنُ شُرَحْبِيلَ، فَقَتَلَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، ثُمَّ حَمَلَهُ شُرَيْحُ بْنُ قَارِظٍ، فَلَسْنَا نَدْرِي مَنْ قَتَلَهُ، وَالْقَاسِطُ بْنُ شُرَيْحِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ عَبْدِ الدَّارِ قَتَلَهُ قُزْمَانُ

پھر اس جھنڈے کو مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اپنے قابو میں کر لیا اسے عاصم رضی اللہ عنہ بن ثابت بن ابی افلح نے تیر چلا کر ٹھنڈا کر دیا، پھر اس جھنڈے کو مسافع کے بھائی حارث بن طلحہ نے اٹھالیا مگر اسے بھی عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ہی قتل کر ڈالا، اس کے بعد کلاب بن طلحہ نے جھنڈا کھڑا کر دیا مگر اس کی حسرت بھی دل میں رہ گئی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا تب یہ جھنڈا جلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ نے سنبھالا مگر اسے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے نیزے کے وار سے قتل کر دیا، اس طرح جھنڈے کی حفاظت کرتے کرتے ایک ہی گھر کے چھ اشخاص مارے گئے، پھر اس قبیلہ کے ایک شخص ارطاۃ بن شرحبیل نے سنبھالا اسے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے خاک میں ملا دیا، پھر شریح بن قارظ نے جھنڈا قائم رکھنے کی کوشش کی مگر اسے نامعلوم شخص نے قتل کر دیا، اور کہا جاتا ہے کہ قزمان جو ایک منافق تھا اور قبائلی حمیت کے جوش میں مسلمانوں کا ساتھ دے رہا تھا قتل کر دیا، اب کے جھنڈا شرجیل بن ہاشم کے بیٹے نے تھاما اسے قزمان نے ٹھنڈا کر دیا، اس کے بعد ابو زید عمرو بن عبد مناف نے جھنڈا اٹھایا مگر اسی لمحے قزمان نے اسے بھی خاک نشین کر دیا، پھر شرجیل بن ہاشم کے ایک لڑکے نے جھنڈے کو تھامنے کی کوشش کی مگر وہ بھی قزمان کے ہاتھوں انجام کو پہنچا، اس طرح بنو عبد الدار کے دس افراد یکے بعد دیگرے جھنڈے کو تھامتے لقمہ اجل بن گئے ان کے بعد اس قبیلے کا کوئی فرد ایسا نہ بچا جو جھنڈا اٹھانے کا فرض منصبی ادا کرتا،

أَنَّ اللِّوَاءَ لَمْ يَزَلْ صَرِيعًا حَتَّى أَخَذَتْهُ عَمْرَةُ بِنْتُ عَلْقَمَةَ الْحَارِثِيَّةُ، فَرَفَعته لقريش، فَلَا ثَوَابه . وَكَانَ اللِّوَاءُ مَعَ صُؤَابٍ، غُلَامٌ لِبَنِي أَبِي طَلْحَةَ، حَبَشِيٌّ وَكَانَ آخِرُ مَنْ أَخَذَهُ مِنْهُمْ، فَقَاتَلَ بِهِ حَتَّى قُطِعَتْ يَدَاهُ، ثُمَّ بَرَكَ عَلَيْهِ، فَأَخَذَ اللِّوَاءَ بِصَدْرِهِ وَعُنُقِهِ حَتَّى قُتِلَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَقُولُ: اللهمّ هَلْ أَعْزَرْتُ يَقُولُ: أَعَذَرْتُ

مشرکین کا نشان گرا پڑا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک عورت جس کا نام عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نے آ کر اس جھنڈے کو اٹھالیا اور پھر اس عورت سے بنو ابی طلحہ کے ایک حبشی غلام صواب نے حق نمک ادا کرنے کے لئے اس جھنڈے کو اٹھالیا اور بڑی دیر تک مسلسل خوب بہادری و دلیری

---

[1] ابن ہشام ۲/۷۴، الروض الانف ۵/۳۱۲، عیون الأثر ۲/۱۱

[2] ابن ہشام ۲/۷۴، الروض الانف ۵/۳۱۹

سے مقابلہ کرتا رہا، یہاں تک کہ اس کے دونوں ہاتھ کٹ گئے مگر پھر بھی اس نے جھنڈے کو زمین پر نہ گرنے دیا، اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس نے گردن اور ٹھوڑی کے ذریعہ سے جھنڈے کو اپنے سینہ سے چمٹالیا اور اسے کھڑا رکھا، آخر یہ کہتا ہوا قتل ہوگیا کہ اے اللہ! میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے، اور یہ غلام قریش کا آخری علم بردار تھا۔[1]

اس طرح گیارہ علم برداروں کے قتل کے بعد بڑی دیر تک مشرکین کا یہ جھنڈا بغیر کسی علم بردار کے زمین پر ہی پڑا رہا، جان کے خوف سے کسی میں ہمت وجرات ہی نہیں ہو رہی تھی کہ آگے بڑھ کر جھنڈا اکھڑا کر دے، اور نہ ہی مجاہدین انہیں کوئی موقعہ دے رہے تھے، بار بار علم برداروں کے قتل ہو جانے سے قریش کی سوار جمعیت منتشر ومتفرق ہوگئی، تب مجاہدین نے جن کی غیرت وحمیت قالینوں پر چلنے والیوں کے وصال وفراق کے جذبات پر مبنی نہیں تھی، بلکہ اس کا محور ایک ایسی ریاست کا قیام وبقا تھا جو پوری دنیا کو مرکزیت اور قانونیت کا درس دینے اور اس طرح بندہ خاکی کو مسجود ملائک بنانے کے لئے قائم ہوئی تھی، جوش وخروش سے ان پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے، توقع کے مطابق مجاہدین کو خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو رہی تھی اور مشرکین کے قدم اپنی جگہ سے اکھڑنے لگے تھے، سید الاشہداء حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بھی دو تلواروں سے دشمن کے قلب میں اپنی تلوار کے جوہر دیکھا رہے تھے، وہ دشمن کے قلب میں اسی طرح دشمنوں کا صفایا کر رہے تھے کہ مشرکین مکہ کی طرف سے سباع بن عبد العزیٰ الغبشانی نامی ایک شخص (جس کی ماں عورتوں کا ختنہ کرتی تھی) ان کے مقابلہ کے لئے نکلا اور چیلنج دینے لگا ھَلْ من مبارز! اس کے مبارز طلب کرنے پر اسد اللہ و رسولہ سید الشہد احمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب اس کے مقابلہ کے لئے نکلے اور کہا

يَا سِبَاعُ يَا ابْنَ أُمِّ أَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُورِ أَتُحَادُّ اللهَ وَرَسُولَهُ؟

اے سباع! اے ام انمار کے بیٹے! جو عورتوں کا ختنہ کرتی ہے کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتا ہے؟ یہ کہہ کر اس پر حملہ آور ہوئے اور چند ثانوں (سیکنڈوں) میں اسے قصہ پارینہ بنا دیا۔[2]

عرب میں مردوں کی طرح عورتوں کا بھی ختنہ ہوتا تھا اور جس طرح مردوں کے ختنے مرد کیا کرتے تھے عورتوں کے ختنے عورتیں کیا کرتی تھیں، یہ طریقہ جاہلیت میں بھی رائج تھا اور اسلام نے اسے باقی رکھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی جو بعض سنتیں عربوں میں باقی رہ گئیں تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کیونکہ سباع بن عبد العزیٰ کی ماں عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی اس لیے حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے اسے اس کی ماں کے پیشے کی عار دلائی، جب آپ اس کے جسم سے زرہ اتارنے کے لئے اس پر جھکے تو اسی لمحے وحشی بن حرب نے جو ایک پتھر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا جس کو اس مقصد کی خاطر میدان احد لایا گیا تھا کہ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کو قتل کرے گا تو اسے اس کے بدلے میں آزادی مل جائے گی وَهَزَزْتُ حَرْبَتِي حَتَّى إِذَا رَضِيتُ مِنْهَا دَفَعْتُهَا عَلَيْهِ، فَوَقَعَتْ فِي ثُنَّتِهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، فَأَقْبَلَ نَحْوِي، فَغُلِبَ فَوَقَعَ، وَأَمْهَلْتُهُ حَتَّى إِذَا مَاتَ جِئْتُ فَأَخَذْتُ حَرْبَتِي، ثُمَّ تَنَحَّيْتُ إِلَى الْعَسْكَرِ، وَلَمْ تَكُنْ لِي بِشَيْءٍ حَاجَةٌ غَيْرُهُ

[1] ابن ہشام ۲/۷۸، عیون الاثر ۲/۱۸، الروض الانف ۵/۳۲۵، البداية والنهاية ۴/۲۵، تاریخ طبری ۲/۵۱۳، السيرة النبوية لابن كثير ۳/۴۳

[2] صحيح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَتْلِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۴۰۷۲

اس نے موقعہ غنیمت جان کر اپنا نیزہ تولا اور حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب پر اچھال دیا، نیزہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کی ناف کے نیچے لگا اور دونوں پاؤں کے بیچ سے آر پار ہو گیا، حمزہ رضی اللہ عنہ نے حملہ آور کی طرف بڑھنا چاہا مگر آگے نہ بڑھ سکے اور زمین پر گر پڑے اور اپنی جان اپنے رب کے حوالے کر دی، جس کے نام کی سربلندی کے لئے وہ میدان میں نکلے تھے، جب وہ شہید ہو گئے تو وحشی نے اپنا نیزہ جا کر باہر نکال لیا اور اپنا طے شدہ کام ختم کر کے اپنے لشکر میں جا کر بیٹھ گیا[۱]

وَقَدْ كَانَ حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي عَامِرٍ الْغَسِيلُ، الْتَقَى هُوَ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَلَمَّا اسْتَعْلاهُ حَنْظَلَةُ رَآهُ شَدَّادُ بْنُ الْأَسْوَدِ- وَكَانَ يُقَالُ لَهُ ابْنُ شَعُوبٍ- قَدْ عَلا أَبَا سُفْيَانَ، فَضَرَبَهُ شَدَّادٌ فَقَتَلَهُ،قَالَ رَأَيْت الْمَلَائِكَةَ تُغَسِّلُهُ فِي صِحَافِ الْفِضَّةِ بِمَاءِ الْمُزْنِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، فَسُئِلَتْ صَاحِبَتُهُ

حنظلہ رضی اللہ عنہ (ابو عامر فاسق کے بیٹے) بھی دل جمعی اور جوش وخروش سے لڑتے اور دشمنوں کا کام تمام کرتے ہوئے دشمن کے قلب میں سالار لشکر ابوسفیان بن حرب تک جا پہنچے اور ابوسفیان کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے لگے، حنظلہ رضی اللہ عنہ بن ابی عامر اوسی اس پر بھاری پڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ اسے قتل کر ڈالتے کہ شداد بن اسود لیثی نے بزدلی سے جھٹ ان پر عقب سے حملہ کر کے شہید کر دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حنظلہ رضی اللہ عنہ کو چاندی کے برتنوں میں ابر کے پانی سے غسل دے رہے ہیں جاؤ ان کی بیوی سے دریافت کرو کہ یہ کس حال میں تھے؟

فَقَالَتْ خَرَجَ وَهُوَ جُنُبٌ حِينَ سَمِعَ الْهَاتِفَةَ. صَاحِبَتُهُ يَعْنِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ جَمِيلَةُ بِنْتُ أُبَيِّ ابْنِ سَلُولَ أُخْتُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيِّ، وَكَانَ ابْتَنَى بِهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَكَانَتْ عَرُوسًا عِنْدَهُ فَرَأَتْ فِي النَّوْمِ تِلْكَ اللَّيْلَ كَأَنَّ بَابًا فِي السَّمَاءِ فُتِحَ لَهُ فَدَخَلَهُ ثُمَّ أُغْلِقَ دُونَهُ فَعَلِمَتْ أَنَّهُ مَيِّتٌ مِنْ غَدِهِ ان کی بیوی نے کہا ان کو نہانے کی حاجت تھی مگر جہاد کی آواز سنتے ہی فوراً گھر سے بغیر غسل کئے چلے گئے، اور ان کی بیوی جمیلہ بنت ابی سلول تھی جو عبد اللہ بن ابی کی بہن تھیں، یہ واقعہ لیلہ زفاف کا ہے کہ اسی رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے لیے آسمان سے دروازہ کھلا جب اندر داخل ہوئے تو اسے بند کر دیا گیا تو میں پہچان گئی کہ کل جام شہادت نوش فرمائیں گے،

فَدَعَتْ رِجَالًا مِنْ قَوْمِهَا حِينَ أَصْبَحَتْ فَأَشْهَدَتْهُمْ عَلَى الدّخُولِ بِهَا خَشْيَةَ أَنْ يَكُونَ فِي ذَلِكَ نِزَاعٌ ذَكَرَهُ الْوَاقِدِيّ فِيمَا ذُكِرَ لِي،وَذَكَرَ غَيْرُهُ أَنّهُ الْتُمِسَ فِي الْقَتْلَى، فَوَجَدُوهُ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَلَيْسَ بِقُرْبِهِ مَاءٌ تَصْدِيقًا لِمَا قَالَهُ الرّسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي هَذَا الْخَبَرِ مُتَعَلّق

لہٰذا انہوں نے اپنے قبیلے والوں کو بلوا بھیجا تو وہ صبح کو سب آپ کے پاس حاضر ہوئے تو سارا ماجرا بیان فرمایا اور اس واقعہ کو واقدی نے ذکر کیا ہے، لڑائی ختم ہونے کے بعد جب ان کی لاش تلاش کی گئی تو ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی بیوی عبد اللہ بن ابی کی بہن جمیلہ رضی اللہ عنہا سے حنظلہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ جنبی تھے انہوں نے جیسے ہی اعلان جہاد سنا فوراً ہی جنگ میں کود پڑے اور انہیں غسل جنابت کرنے کا موقعہ ہی نہ مل سکا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے انہیں

[۱] ابن ہشام۶۹؍۲،عیون الاثر۱۷؍۲، تاریخ طبری ۵۱۷،۵۱۶؍۲، البدایۃ والنہایۃ۱۷؍۴

غسل دیا ہے۔ (۱)

سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (عشرہ مبشرہ) سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب، نضر بن انس رضی اللہ عنہ، سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور کئی کفار کو تہ تیغ کیا۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کفار کے مجمع پر پل پڑے اور اس زور سے حملہ کیا کہ جو سامنے آتا اسے جہنم واصل کر دیتے، جب ان کی تلوار کند ہو جاتی تو پتھر پر اسے تیز کر لیتے اور پھر دشمنوں کی کاٹ میں مشغول ہو جاتے، اسی طرح جاں فروشی سے لڑتے ہوئے کافروں کی صفوں کو چیرتے ہوئے بہادرانہ وار کفار کی عورتوں تک پہنچ گئے، جہاں دامن کوہ میں عورتوں کی سردار ہند بنت عتبہ، ابوسفیان کی بیوی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں دوسری ساتھیوں کے ساتھ کھڑی اپنے لشکر کی ہمت بندھوا رہی تھی اور انہیں آگے بڑھا رہی تھی، وہ اور اس کے ساتھ کی عورتیں اس وقت یہ اشعار گا گا کر اپنے مردوں کو غیرت کا جوش دلا رہی تھیں، اور میدان چھوڑ کر بھاگنے سے باز رکھ رہی تھیں۔

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقْ	نَمْشِي عَلَى النَّمَارِقْ
ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں ہیں	ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں
مَشْيَ الْقَطَا النّوَاتِقْ	وَالْمِسْكُ فِي الْمَفَارِقْ
ہماری چال اور ہمارے انداز و ناز دلبری اور دلکشی لئے ہوئے ہیں	ہمارے جسموں کی مست خوشبو بے نظیر ہے
وَالدّرّ فِي الْمَخَانق	إِنْ تُقْبِلُوا نُعَانِقْ
ہم زیورات اور موتیوں سے لدی ہوئی ہیں	تو ہم تمہارے گلوں میں باہیں ڈال دیں گی
أَوْ تُدْبِرُوا نُفَارِقْ	فِرَاقَ غَيْرِ وَامِقْ
اور پیچھے قدم ہٹایا تو ہم تم سے الگ ہو جائیں گی	اور اس فراق کے بعد کبھی ملاقات نہ ہو گی۔ (۲)

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کے بے پناہ حملوں کی تاب مشرکین مکہ کے بہادر مرد نہ لا سکے تھے تو عورتیں کیا مقابلہ کرتیں، ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی ہند بنت عتبہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا فرمائی ہوئی تلوار اٹھائی وہ اپنی جماعت کے مردوں کو مدد کے لئے نام بنام پکارتی اور شور مچاتی ہوئی بھاگ کھڑی ہوئی مگر اس کی مدد کی پکار پر کسی کی ہمت و جرات نہ ہوئی کہ موت کے منہ کی طرف بڑھتا،

فَلَمَّا حَمَلْتُ عَلَيْهِ السَّيْفَ وَلْوَل ، فَأَكْرَمْتُ سَيْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَضْرِبَ بِهِ امْرَأَةً

اسی وقت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے ایک عورت پر حملہ کروں، یہ خیال آتے ہی اپنی تلوار ہٹالی اور مشرکین کے لشکر کو کاٹتے ہوئے دوبارہ اپنے لشکر میں شامل ہو گئے۔ (۳)

---

(۱) الروض الانف ۵/۳۲۰، زادالمعاد ۳/۱۷۹، مغازی واقدی ۱/۲۷۴

(۲) مجمع الزوائد ۶/۱۰۰۶۹،۱۰۹

(۳) البداية والنهاية ۴/۱۹، عيون الاثر ۲/۱۷، السيرة النبوية لابن كثير ۳/۳۳

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ سے پہلے تلوار ذوالفقار لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ان کے حوالے نہیں کی تھی،

أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ قَالَ:وَجِدْتُ فِي نَفْسِي حِينَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّيْفَ فَمَنَعْنِيهِ وَأَعْطَاهُ أَبَا دُجَانَةَ، وَقُلْتُ: أَنَا ابْنُ صَفِيَّةَ عَمَّتِهِ، وَمِنْ قُرَيْشٍ، وَقَدْ قُمْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ إِيَّاهُ قَبْلَهُ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَتَرَكَنِي، وَاللَّهِ لَأَنْظُرَنَّ مَا يَصْنَعُ ،فَاتَّبَعْتُهُ، فَأَخْرَجَ عِصَابَةً لَهُ حَمْرَاءَ، فَعَصَبَ بِهَا رَأْسَهُ، فَقَالَتْ الْأَنْصَارُ: أَخْرَجَ أَبُو دُجَانَةَ عِصَابَةَ الْمَوْتِ

زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام کہتے ہیں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلوار مانگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلوار نہ دی اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو عنایت کر دی تو میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا اور میں نے کہا کہ میں ایک قریشی اور آپ کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا ہوں پھر آپ نے مجھے تلوار کیوں عنایت نہ کی، آخر ابو دجانہ رضی اللہ عنہ میں ایسی کیا صفت ہے کہ ان کو عطا کر دی اب میں دیکھوں گا کہ ابو دجانہ اس تلوار کا حق کیسے ادا کرتے ہیں؟ اس لئے میں ان کے پیچھے پیچھے لگا رہا چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے اپنے سر پر سرخ عمامہ نکال کر باندھا، اس کو دیکھ کر انصار کہنے لگے کہ اب ابو دجانہ رضی اللہ عنہ جنگ کے لئے تیار ہے اور انہوں نے موت کا عمامہ نکال کر سر پر باندھ لیا ہے، پھر وہ یہ اشعار کہتے ہوئے دشمن کی طرف قدم بڑھے۔

أَنَا الَّذِي عَاهَدَنِي خَلِيلِي وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَى النَّخِيلِ
میں نے اپنے خلیل سے وعدہ کیا ہے ہم پہاڑ کے دامن میں نخلستان کے قریب تھے
أَلَّا أَقْوَمَ الدَّهْرَ فِي الْكَيّوِلِ أَضْرِبْ بِسَيْفِ اللهِ وَالرَّسُولِ
عہد یہ ہے کہ کبھی پیچھے کی صف میں کھڑا نہ ہوں گا اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے جنگ کروں گا۔[1]

فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَتَلَهُ ،وَكَانَ فِي الْمُشْرِكِينَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَنَا جَرِيحًا إِلَّا ذَفَّفَ عَلَيْهِ، فَجَعَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَدْنُو مِنْ صَاحِبِهِ فَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَالْتَقَيَا، فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ، فَضَرَبَ الْمُشْرِكُ أَبَا دُجَانَةَ، فَاتَّقَاهُ بِدَرَقَتِهِ، فَعَضَّتْ بِسَيْفِهِ، وَضَرَبَهُ أَبُو دُجَانَةَ فَقَتَلَهُ ثُمَّ رَأَيْتُهُ قَدْ حَمَلَ السَّيْفَ عَلَى مَفْرِقِ رَأْسِ هِنْدِ بِنْتِ عُتْبَةَ، ثُمَّ عَدَلَ السَّيْفَ عَنْهَا،قَالَ الزُّبَيرُ فَقُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ،ثُمَّ عَدَلَ السَّيْفَ عَنْهَا

پھر تو جو بھی ان کے مدمقابل ہوا وہ قتل ہو گیا، اسی طرح مشرکین میں بھی ایک شخص تھا جو مسلمانوں کے زخمیوں کو قتل کر رہا تھا، دونوں اپنا اپنا کام کرتے قریب تر ہوتے جا رہے تھے، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ان دونوں کا مڈبھیڑ ہو جائے اور پھر ایسا ہی ہوا اور دونوں مقابلے پر آ گئے اور تلوار بازی ہونے لگی، اس مشرک شخص نے اپنی تلوار ابو دجانہ رضی اللہ عنہ پر چلائی مگر انہوں نے اس کا وار اپنی ڈھال پر روک لیا اور تلوار اس میں پھنس گئی، اب ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اس پر وار کیا اور اسے ڈھیر کر دیا اور میں نے دیکھا کہ ابو دجانہ اپنی تلوار ہند بنت عتبہ کے سر پر لیئے

[1] الروض الانف ۳۱۰؍۵

ہوئے کھڑے ہیں لیکن بہر حال ان سے اپنی تلوار کو ہٹالیا، زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا بے شک اللہ اور رسول ہی خوب جانتے ہیں، واقعی ابو دجانہ ہی اس تلوار کا حق ادا کرنے کے قابل تھے۔ (۱)

اس طرح دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر، طلحہ بن عبید اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھیرے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ، نضر رضی اللہ عنہ بن انس وغیرہ نے بھی اس جواں مردی اور ثابت قدمی سے لڑائی کی کہ مشرکین کو پاؤں جمانے کا موقعہ ہی نہ مل سکا،

وَحَمَلَتْ خَيْلُ الْمُشْرِكِينَ فَنَضَحَتْهُمُ الرُّمَاةُ بِالنَّبْلِ ثَلَاثَ مَرَّات فَدخل الْمُسلمُونَ عَسْكَر الْمُشْرِكين فانتبهوهم فَرَأَى ذَلِكَ الرُّمَاةُ فَتَرَكُوا مَكَانَهُمْ

خالد بن ولید جو مکی لشکر کے میمنہ پر مقرر تھے نے مسلمانوں کے بائیں بازو پر جس کی قیادت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود کر رہے تھے مسلمانوں کی صفوں کو پلٹنے کے لئے تین بار پرزور حملے کیے تاکہ ان کا گھیرا توڑ کر مسلمانوں کی پشت تک پہنچ جائیں اور عقب سے حملہ کر کے شکست سے دوچار کر دیں مگر درے پر تعینات ماہر تیر اندازوں نے ان کی ہر کوشش ناکام بنا دی۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی تیر چلا رہے تھے،

قَالَ قَتَادَةُ بْنُ النّعْمَانِ:وَبَاشَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِتَالَ، فَرَمَى بِالنّبْلِ حَتّى فَنِيَتْ نَبْلُهُ وَتكَسّرَتْ سِيَةُ قَوْسِهِ، فَأَخَذَهَا قَتَادَةُ بْنُ النّعْمَانِ وَكَانَتْ عِنْدَهُ

قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قتال میں شامل تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کمان سے اتنے تیر چلائے کہ اس کا کنارہ ٹوٹ گیا، پھر اس کمان کو قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے ہی لے لیا اور وہ انہیں کے پاس رہی۔ (۳)

ان رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى عَنْ قَوْسِهِ حَتَّى انْدَقَّتْ سِيَتُهَا، فَأَخَذَهَا قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی کمان سے اتنے تیر چلائے کہ اس کا کنارہ ٹوٹ گیا پھر اس کمان کو قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے ہی لے لیا اور وہ انہیں کے پاس رہی (۴)

مشرکین کی عبرتناک شکست:

اس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لڑائی کے بعد مسلمانوں کو مشرکین پر واضح غلبہ حاصل تھا، جب مکی لشکر نے مسلمانوں کے دلیرانہ اور جان

(۱) ابن ہشام ۶۹،۶۸/۲، الروض الانف ۳۱۰/۵، عیون الآثر ۱۶/۲

(۲) فتح الباری ۳۴۶/۷

(۳) المغازی واقدی ۲۴۲/۱

(۴) تاریخ طبری ۵۱۶/۲

بازانہ تابڑ توڑ حملوں کو روکنے کے لئے پوری کوشش کر ڈالی مگر اس کے باوجود وہ خود کو بے بس اور مجبور محسوس کرنے لگے، ان کے پیر اکھڑنے لگے تو آخر ان کے حوصلے جواب دے گئے، ان کے کیمپ میں کھلبلی اور گھبراہٹ کے آثار پیدا ہوئے اور وہ مقابلے کے تاب نہ لا کر منہ چھپا کر اور پشت دکھا کر بھاگ کھڑے ہوئے، ان کی عورتیں بھی جو ان کی حوصلہ افزائی کر رہی تھیں بھی پریشان اور بدحواس ہو کر پہاڑوں کی طرف بھاگنے لگیں اور مکی لشکر کی ہزیمت اور پسپائی کا سبب بن گئیں۔

عَنِ البَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا لَقِينَا هَرَبُوا حَتَّى رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الجَبَلِ، رَفَعْنَ عَنْ سُوقِهِنَّ، قَدْ بَدَتْ خَلاَخِلُهُنَّ

براء رضی اللہ عنہ بن عازب سے مروی ہے جب زور کا رن پڑا تو دشمن بھاگ کھڑا ہوا، میں نے ان کی عورتوں کو بھاگتے دیکھا ہے، انہوں نے (تیزی سے بھاگنے کے لئے) اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اٹھائے ہوئے تھے اور ان کی پازیبیں نظر آ رہی تھیں۔ (۱)

عَنْ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ قَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتنِي أَنْظُرُ إِلَى خَدَمِ هِنْدِ بِنْتِ عُتْبَةَ وَصَوَاحِبِهَا مُشَمَّرَاتٌ هَوَارِبُ، مَا دُونِ أَخْذِهِنَّ قَلِيلٌ وَلَا كَثِيرٌ إِذْ مَالَتْ الرُّمَاةُ إِلَى الْعَسْكَرِ، حِينَ كَشَفْنَا الْقَوْمَ عَنْهُ وَخَلَّوْا ظُهُورَنَا لِلْخَيْلِ، فَأُتِينَا مِنْ خَلْفِنَا، وَصَرَخَ صَارِخٌ: أَلَا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ، فَانْكَفَأْنَا وَانْكَفَأَ عَلَيْنَا الْقَوْمُ بَعْدَ أَنْ أَصَبْنَا أَصْحَابَ اللِّوَاءِ حَتَّى مَا يَدْنُو مِنْهُ أَحَدٌ مِنْ الْقَوْمِ.

زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب کفار کو شکست ہوئی تو میں نے دیکھا ہند بنت عتبہ اور اس کے ساتھ دوسری عورتیں اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اٹھائے بے تحاشا بھاگ رہی تھیں اور کسی چیز کی طرف مڑ کر نہ دیکھتی تھیں، اس شکست کو دیکھ کر وہ تیرانداز جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کے درہ میں بٹھایا تھا وہاں سے اٹھ کر لشکر کی طرف مال غنیمت کے لوٹنے کی لالچ سے چلے آئے، اور اسی وقت شیطان نے آواز دی کہ محمد قتل ہو گئے، پس اس آواز کو سن کر مشرکین اسی درہ میں جو اب خالی ہو گیا تھا مسلمانوں پر پلٹ پڑے، جس کے نتیجے میں ہماری فتح شکست میں بدل گئی۔ (۲)

وَنَادَى إِبْلِيسُ وَتَصَوَّرَ فِي صُورَةِ جُعَالِ بْنِ سُرَاقَةَ: إِنّ مُحَمّدًا قَدْ قُتِلَ! ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ

ابلیس (لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِ) نے جو جعال بن سراقہ کی صورت میں ظاہر ہوا تین بار زور سے آواز لگائی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل ہو گئے۔ (۳)

ونادى إبليس عند جبل عينين وقدتَصَوّرَ فِي صُورَةِ جُعَالِ بْنِ سُرَاقَةَ: إِنّ مُحَمّدًا قَدْ قُتِلَ! ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ۴۰۴۳، صحیح ابن حبان۴۷۳۸، البدایة والنهایة۴،۲۸، السیرة النبویة لابن کثیر۳،۴۸

(۲) ابن ہشام ۲،۷۷

(۳) مغازی واقدی۱،۲۳۲

ابلیس جبل عینین پر جعال بن سراقہ کی صورت میں ظاہر ہوا اور تین بار چیخ کر بولا محمد قتل ہو گئے۔[1]

دوزخی مجاہد:

وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لاَ يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلاَ فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقِيلَ: مَا أَجْزَأَ مِنَّا اليَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلاَنٌ ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ،فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ القَوْمِ: أَنَا صَاحِبُهُ، قَالَ: فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ، وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ

مسلمانوں کے لشکر میں ایک ایسا شخص (قزمان) بھی تھا جو بہت بے جگری، دلیری اور سرفروشی کے ساتھ (اپنی قومی غیرت سے) جنگ کر رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کے متعلق کسی نے ذکر کیا کہ مشرکین کا جو آدمی اسے ملتا ہے وہ اس کا پیچھا کر کے اسے قتل کیے بغیر نہیں رہتے، کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے (اس کو اس طرح لڑتا دیکھ کر) کہا آج تو فلاں شخص ہماری طرف سے جتنی بہادری اور ہمت سے لڑا شاید اتنی بہادری سے کوئی نہیں لڑا ہوگا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص دوزخی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک نے کہا میں اس شخص کے ساتھ رہوں گا (تا کہ اس کے دوزخی ہونے کا معلوم کرسکوں) الغرض وہ صحابی رضی اللہ عنہ اس شخص کے ساتھ ساتھ رہا، جہاں وہ ٹھہرتا یہ بھی وہیں ٹھہر جاتا اور جب وہ دوڑتا تو یہ بھی اس کے ساتھ دوڑتا،

قَالَ: فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا ،فَاسْتَعْجَلَ المَوْتَ، فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ،فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ،قَالَ:وَمَا ذَاكَ؟

آخر لڑتے لڑتے وہ شخص شدید زخمی ہو گیا اور چاہا کہ جلدی موت آجائے، (اور زخموں کی تکلیف برداشت نہ کرتے ہوئے، اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے کے لئے) اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی دھار کو اپنی چھاتیوں کے درمیان رکھ کر اپنا سارا بوجھ اس پر دے دیا اور خودکشی کر لی، وہ صحابی رضی اللہ عنہ جو اس شخص کے پیچھے پیچھے لگا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟

قَالَ: الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: أَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ، ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا، فَاسْتَعْجَلَ المَوْتَ، فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الأَرْضِ، وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الجَنَّةِ، فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ، فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ،وَإِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالخَوَاتِيمِ

اس صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے، لوگوں پر یہ بات ناگوار گزری تو میں نے کہا اے ساتھیوں میں اس معاملہ میں تمہارا اطمنان کرائے دیتا ہوں، میں اس شخص کا پیچھا کرتا رہا، وہ شخص شدید زخمی ہو گیا اور اس نے چاہا کہ جلدی موت

[1] امتاع الاسماع ۱۴۵/۱

آجائے تو (زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر کے) اس نے اپنی تلوار زمین پر گاڑ دی اور اس کی نوک کو اپنے سینے کے سامنے کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح انہوں نے خودکشی کر لی، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان زندگی بھر لوگوں کی نظروں میں جنتیوں کی طرح عمل کرتا ہے حالانکہ درحقیقت وہ دوزخی ہوتا ہے، اسی طرح دوسرا انسان لوگوں کی نظروں میں دوزخیوں جیسے عمل کرتا ہے حالانکہ فی الحقیقت وہ جنتی ہوتا ہے، بے شک تمام اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔ [1]

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الجَنَّةَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، فَيَدْخُلُ النَّارَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور آپ سچوں کے سچے تھے۔۔۔ پس انسان (زندگی بھر) دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آتی ہے اور وہ جنتیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے، اسی طرح ایک شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آتی ہے اور وہ دوزخیوں کے کام شروع کر دیتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ [2]

ہدایت کے باوجود تیراندازوں کی فاش غلطی:

غزوہ بدر کے بعد مسلمانوں کی مشرکین مکہ پر یہ دوسری واضح فتح تھی، مگر عین اس وقت تیراندازوں کی اکثریت سے ایک فاش غلطی ہوگئی اور چند ہی لمحوں میں جنگ کا پانسہ میدان جنگ سے فرار ہوتے مشرکین کے حق میں ہوگیا، اور مسلمان اپنی بقا کی جنگ لڑنے لگے، ہوا یہ کہ عربوں میں معاشی ضروریات کے لئے غنیمت سے بڑھ کر کوئی چیز پسندیدہ نہ تھی، شکست کھا کر بھاگتے دشمن کی چیزوں کو لوٹنا، دشمن مردوں کو گرفتار کر کے انہیں غلام بنانا، یا دل لگی کے لئے ان کی زبان اور آنکھوں میں کانٹے چھو کر یا جسم کا کوئی عضو کاٹ کر قید کرنا، تا کہ وہ تکلیف کی شدت سے تڑپ تڑپ کر مر جائے اور وہ اس سے محظوظ ہوں، میدان جنگ میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا، یا انہیں آگ میں جلا دینا، حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر دینا، میدان جنگ میں برسرعام عورتوں کو بے آبرو کر دینا، مردوں کا مثلہ کرنا، کی رسم صدیوں سے ان کے رگ و ریشے میں پڑی ہوئی تھی، مشرکین کا فرار، اور اپنے ساتھیوں کو مشرکین کے لشکر کو لوٹنے اور ان کے مال غنیمت جمع کرتے دیکھ کر عبداللہ بن

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ۴۲۰۲،وکتاب القدربَابٌ العَمَلُ بِالخَوَاتِيمِ عن سهل ۶۶۰۷، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ، وَأَنَّ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي النَّارِ، وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ ۳۰۶، مسند احمد ۲۲۸۳۵،۲۲۸۱۳

[2] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ۳۳۳۲

جبیر کے زیادہ تر تیر انداز ساتھی جنہیں ایک اہمیت کے حامل بلند درہ پر تعینات کیا گیا تھا، اور فتح یا شکست کسی بھی حالت میں وہاں سے نہ ہٹنے کا حکم فرمایا گیا تھا، مال غنیمت کے لالچ میں مبتلا ہو گئے، حالانکہ غزوہ بدر میں کفار و مشرکین کو قتل کرنے کے بجائے اسی مال غنیمت کو سمیٹنے پر اللہ تعالیٰ کی تنبیہ نازل ہو چکی تھی۔

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ [۱]

ترجمہ: اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لے لیا ہے اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی۔

مگر وہ سب بھول کر سوچنے لگے کہ کہیں ساری غنیمت انہی لوگوں کو نہ مل جائے جو اسے لوٹ رہے ہیں، اور ہم تقسیم کے موقع سے محروم نہ رہ جائیں،

ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُونَ؟

چنانچہ وہ کہنے لگے اے قوم! مشرکین شکست کھا چکے ہیں، اور تمہارے ساتھیوں نے فتح حاصل کر لی ہے، اب تم یہاں کس انتظار میں کھڑے ہو،

فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لاَ تَبْرَحُوا،فَأَبَوْا،قَالُوا: وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ، فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الغَنِيمَةِ،فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ، فَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ

ان کے امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا (اس لیے تم لوگ مال غنیمت لوٹنے کے لیے نہ جاؤ) لیکن ان کے ساتھیوں نے اپنے موجودہ قائد عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور کمانڈر اعلیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نظر انداز کر دیا اور کہنے لگے واللہ! ہم ضرور دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر غنیمت جمع کریں گے، چنانچہ وہ غنیمت جمع کرنے کے لئے مورچہ چھوڑ کر نیچے اتر آئے، جب یہ لوگ (اکثریت) اپنی جگہ چھوڑ کر چلے آئے تو ان کے منہ کافروں نے پھیر دیئے اور (مسلمانوں کو) شکست زدہ پا کر بھاگتے ہوئے آئے۔ [۲]

فَقَالَ لهم النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لم أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ أَنْ لَا تَتْرُكُوا الْمَرْكَزَ حَتَّى يَأْتِيَكُمْ أَمْرِي؟قَالُوا: تَرَكْنَا بَقِيَّةَ إِخْوَانِنَا وُقُوفًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنَّا نَغُلُّ وَلَا نَقْسِمُ لَكُمْ

جنگ ختم ہونے کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو آپ نے ان لوگوں کو بلا کر فرمایا کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ جب تک میں حکم نہ دوں اس جگہ کو نہ چھوڑنا، انہوں نے جواب میں کچھ عذرات پیش کیے جو نہایت کمزور تھے، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱] الانفال ۶۸

[۲] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ ۴۰۴۳، وكِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلاَفِ فِي الحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ ۳۰۳۹

فرمایا اصل بات یہ ہے کہ تم کو ہم پر اطمینان نہ تھا تم نے یہ گمان کرلیا کہ ہم تمہارے ساتھ خیانت کریں گے اور تم کو حصہ نہیں دیں گے۔ (۱)

عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے دس رفقاء رضی اللہ عنہ کی شہادت:

وَنَظَرَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ إِلَى خَلاءِ الْجَبَلِ وَقِلَّةِ أَهْلِهِ، فَكَرَّ بِالْخَيْلِ، وَتَبِعَهُ عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ، فَحَمَلُوا عَلَى مَنْ بَقِيَ مِنَ الرُّمَاةِ فَقَتَلُوهُمْ، وَقُتِلَ أَمِيرُهُمْ عبد الله بن جبير [رحمه الله] وانتقضت صفوف المسلمين

خالد بن ولید جو ایک گھوڑسوار دستہ کے ساتھ درے کی اوٹ میں کھڑے میدان جنگ کا بغور مشاہدہ کر رہے تھے، اور تین بار پشت پر پہنچنے کے لئے کوشش کر چکے تھے مگر ناکام رہے تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ سوائے چند لوگوں کے درہ خالی ہوگیا ہے اور مسلمانوں کی پشت خالی ہوگئی ہے، تو انہوں نے اس زریں موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور تیزی کے ساتھ چکر کاٹ کر درے کے پیچھے سے چڑھ کر ان لوگوں پر بھرپور حملہ کر دیا، اسی اثنا میں عکرمہ بن ابی جہل بھی اپنا دستہ لے آیا اور درہ پر تعینات عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور باقی چند تیر اندازوں کو جو مال غنیمت کے لالچ میں گرفتار نہ ہوئے اور آخر وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنے مورچے پر ڈٹے رہے، قتل کر کے پشت سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور سب کو قتل کر دیا۔ (۲)

نافرمانی کی سزا:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں سے اپنی مدد کا وعدہ فرمایا تھا مگر یہ اس چیز سے مشروط تھا کہ اگر تم صبر کرو گے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرو گے، مگر درے پر متعین زیادہ تعداد نے مال غنیمت کے لالچ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی صریح خلاف ورزی کی، اور اپنے امیر کی ہدایت کو بالائے طاق رکھ کر پہاڑی سے نیچے اتر آئے، جس سے میدان جنگ کا پانسہ پلٹ گیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ ہمیشہ سے اصول رہا ہے کہ چند لوگ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہیں مگر اس کا وبال سب ہی کو بھگتنا پڑتا ہے، اسی اصول پر اللہ تعالیٰ نے چند لوگوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی، اور مادی لالچ، کی وجہ سے بطور سزا مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ میں پسپا کر دیا، اور ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید زخمی ہو گئے،

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے پہلے میرے والد شہید ہو گئے۔ (۳)

عن محمود بن لبيد، قال:لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ، رَفَعَ حُسَيْلُ بْنُ جَابِرٍ وَهُوَ الْيَمَانِ أَبُو حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، وَثَابِتُ بْنُ وَقْشٍ فِي الْآطَامِ مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ وَهُمَا شَيْخَانِ كَبِيرَانِ لَا

(۱) تفسیرالثالبی ۳٫۱۹۶،تفسیرالبغوی ۲٫۱۲۶، تفسیر الزمخشری ۱٫۴۳۴، تفسیر الخازن ۱٫۳۱۳، اللباب فی علوم الکتاب ۶٫۲۵،تفسیرا لنیساپوری ۲٫۳۰۰،روح البیان ۲٫۱۱۸

(۲) عیون الآثر ۲٫۱۹،المواھب الدینۃ ۱٫۲۴۵، شرح الزرقانی علی المواھب ۲٫۴۱۲

(۳) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابٌ هَلْ يُخْرَجُ المَيِّتُ مِنَ القَبْرِ وَاللحْدِ لِعِلَّةٍ ۱۳۵۱

أَبَا لَكَ، مَا تَنْتَظِرُ؟ فَوَاللهِ لَا بَقِيَ لِوَاحِدٍ مِنَّا مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا ظِمْءُ حِمَارٍ إِنَّمَا نَحْنُ هَامَةُ الْيَوْمِ أَوْ غَدٍ، أَفَلَا نَأْخُذُ أَسْيَافَنَا، ثُمَّ نَلْحَقُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللهُ يَرْزُقُنَا شَهَادَةً مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

محمود بن لبید سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ غزوہ احد کے لیے نکلے تو حسیل رضی اللہ عنہ بن جابر اور ایک دوسرے ضعیف العمر بزرگ ثابت رضی اللہ عنہ بن وقش کا ضعف دیکھا تو انہیں عورتوں اور بچوں کے پاس ایک بلند ٹیلے پر بٹھادیا جب میدان کارزار گرم ہوا تو دونوں بزرگوں کو جوش جہاد نے بے تاب کر دیا ایک نے دوسرے سے کہا (کلمہ غیرت یعنی تیرا باپ مرے) ہم یہاں کیوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں، اب ہماری عمر ہی کیا رہی ہے آج نہ مرے کل مرے، چلو اللہ کی راہ میں لڑیں شاید اللہ تعالیٰ شہادت نصیب کر دے،

فَأَخَذَا أَسْيَافَهُمَا ثُمَّ خَرَجَا، حَتَّى دَخَلَا فِي النَّاسِ وَلَمْ يُعْلَمْ بِهِمَا، فَأَمَّا ثَابِتُ بْنُ وَقْشٍ فَقَتَلَهُ الْمُشْرِكُونَ وَأَمَّا حُسَيْلُ بْنُ جَابِرٍ فَاخْتَلَفَتْ عَلَيْهِ أَسْيَافُ الْمُسْلِمِينَ فَقَتَلُوهُ وَلَا يَعْرِفُونَهُ

چنانچہ دونوں بزرگ تلواریں سونت کر میدان وغا میں پہنچ گئے، ثابت رضی اللہ عنہ بن وقش کو مشرکین نے شہید کر دیا اور حسیل رضی اللہ عنہ کو مسلمان افراتفری کے عالم میں پہچان نہ سکے اور ان پر تلواریں مارنے لگے۔[1]

شیطان کا فریب:

پھر مسلمانوں کی پسپائی کچھ اس طرح شروع ہوئی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: " لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ، فَصَرَخَ إِبْلِيسُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ: أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أُخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ، فَبَصُرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ، فَقَالَ: أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَبِي أَبِي، قَالَ: قَالَتْ: فَوَاللَّهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے غزوہ احد کے شروع میں مشرکین کھلی شکست کھا چکے تھے اور مسلمان ان کا تعاقب کر رہے تھے، ابلیس، اللہ کی اس پر لعنت ہو دھوکا دینے کے لئے بلند آواز سے چلا چلا کر کہنے لگا اے اللہ کے بندو! پچھلوں کی خبر لو (تعاقب کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا کہ شاید مشرکین کی کوئی جماعت عقب سے حملہ کر رہی ہے) اس لئے تعاقب چھوڑ کر واپس مڑے اور اپنے پیچھے آتے دوسرے ساتھیوں سے (پہچان نہ کر) گتھم گتھا ہو گئے، حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حسیل رضی اللہ عنہ یمان بن جابر رضی اللہ عنہ بھی مشرکین کا تعاقب کرنے والوں کے ساتھ تھے جب آگے والے پلٹے تو انہوں نے اپنے پیچھے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد یمان رضی اللہ عنہ کو نہ پہچان کر گھیر لیا حذیفہ رضی اللہ عنہ بہت پکارے اے اللہ کے بندو! یہ میرا والد ہے، مگر پلٹنے والوں نے اپنے ہاتھ اس وقت روکے جب وہ انہیں قتل کر چکے تھے، یہ دیکھ کر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہیں معاف فرمائے۔[2]

---

[1] الروض الانف ۶/۱۰،سیراعلام النبلاء ۱/۴۲۳،معرفة الصحابة لابن منده ۱/۳۳۸،اسدالغابة ۱/۴۵۸

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ المُؤْمِنُونَ ۴۰۶۵، وکتاب بدءالخلق بَابُ صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ ۳۲۹۰، وکتاب الدیات بَابُ العَفْوِ فِي الخَطَإِ بَعْدَ المَوْتِ ۶۸۸۳

قَالَ عُرْوَةُ: فَوَاللهِ مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ بَقِيَّةُ خَيْرٍ، حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ

عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں واللہ! جب تک حذیفہ رضی اللہ عنہ زندہ رہے اپنے باپ کے قاتلوں کے حق میں دعائے خیر کرتے رہے۔[1]

فَأَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدِيَهُ، فَتَصَدَّقَ حُذَيْفَةُ بِدِيَتِهِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَزَادَهُ ذَلِكَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے والد کی دیت دینے کا ارادہ فرمایا مگر انہوں نے دیت لینے سے انکار کر دیا اور عرض کیا کہ میں اپنے باپ کی دیت مسلمانوں پر صدقہ کرتا ہوں، اس طرز عمل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت بڑھ گئی۔[2]

مسلمان چکی کے دو پاٹ میں:

درہ پر دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کر کے خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل نے اپنا نعرہ بلند کیا تو ابوسفیان اور دوسرے لوگوں کو بھی علم ہو گیا کہ اب جنگ کا رخ بدل گیا ہے

فَرَفَعته عَمْرَة بنت عَلْقَمَة الحارثية لِلْمُشْرِكين فَاجْتمعُوا إِلَيْهِ

چنانچہ عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نے آگے بڑھ کر جھنڈا اٹھا کر کھڑا کر دیا، اور قریش اس کے گرد جمع ہو کر سامنے سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے، اس طرح مسلمان دو طرف سے گھر گئے، پیچھے سے خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل تھے، تو سامنے سے ابوسفیان نے انہیں گھیر رکھا تھا، مشرکین کے اس ناگہانی اور یکبارگی حملہ سے مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں، اور بڑے بڑے دلیروں کے پاؤں اکھڑ گئے، اور وہ جو اللہ سے عہد کئے ہوئے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے، پیٹھ پھیر گئے، اور اس بدحواسی میں درے پر متعین کچھ مسلمانوں کے علاوہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ بن عقبہ انصاری، ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ، خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ اور رفاعہ بن معلیٰ شامل تھے اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے، اور راعوص کے قریب مقام حلوب پر جا کر دم لیا، اور کچھ لوگ احد پر چڑھ گئے، اور مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچنے کا موقعہ مل گیا، یہ دن مسلمانوں کے لئے بڑی مصیبت اور سختی کا تھا، اس افراتفری میں مسلمان اپنا علامتی جملہ بھول کر اپنوں اور دشمنوں کا امتیاز کھو بیٹھے، اور بدحواسی میں ایک دوسرے کو مارنے لگے، جس سے بہت سے مسلمان اپنے ہی ساتھیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کر گئے، مگر اس یکبارگی اور ناگہانی حملہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات اور قدم استقلال میں ذرہ برابر تزلزل نہیں آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہٹے، دشمنوں کا چاروں طرف ہجوم تھا اور مٹھی بھر جماعت پاس رہ گئی تھی، اگر کوئی کمتر درجے کا جرنیل ہوتا تو موقع کی نزاکت دیکھ کر اس کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے، اور وہ لشکر کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا باعث بن جاتا، مگر اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس نازک ترین موقع پر بھی پہاڑ کی طرح اپنی جگہ جما ہوا تھا اور بھاگنے والوں کو پکار رہا تھا۔

إِلَيَّ عِبَادَ اللهِ، إِلَيَّ عِبَادَ اللهِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ المُؤْمِنُونَ عن عائشه ۴۰۶۵

[2] ابن ہشام۸۸/۲ ,الروض الانف ۶/۱۱،تاریخ طبری۵۳۰/۲،عیون الاثر۲۵/۲

ترجمہ: اللہ کے بندو میری طرف آؤ، اللہ کے بندو میری طرف آؤ۔

مگر بھاگنے والوں پر اتنی دہشت طاری تھی کہ میدان جنگ سے تیزی کے ساتھ فرار ہوتے ہوئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز بھی نہ سنی جو ان کو آواز دے رہے تھے۔ اس افراتفری اور بدحواسی میں رسول اللہ ﷺ کے قریب حالات کے مطابق کبھی چودہ، کبھی بارہ، کبھی گیارہ، کبھی نو، کبھی سات اور کبھی دو آدمی رہ گئے،

فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف بارہ صحابہ کے سوا اور کوئی بھی باقی نہ رہ گیا۔[1]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُفْرِدَ يَوْمَ أُحُدٍ فِي سَبْعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ سات انصار اور دو قریش کے (نو) آدمیوں کے ساتھ تنہا رہ گئے۔[2]

الغرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی (ایک مختصر مگر جاں نثار) جماعت میدان کے ایک کنارے پر ثابت قدم رہی، واقدی اور ابن سعد کہتے ہیں

وَثَبَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا هُوَ فِي عِصَابَةٍ صَبَرُوا مَعَهُ، أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، سَبْعَةٌ مِنْ الْمُهَاجِرِينَ وَسَبْعَةٌ من الأنصار

ہمراہ اصحاب میں سے چودہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت ثابت قدم رہی، جن میں سات مہاجرین بشمول سیدنا ابو بکر صدیق تھے، اور سات انصار میں سے تھے۔

مہاجرین کے نام یہ ہیں۔

أبو بكر، وَعَبْدُ الرّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَعَلِيّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقّاصٍ، وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرّاحِ، وَالزّبَيْرُ بْنُ الْعَوّامِ

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ،

انصاریوں کے نام یہ ہیں

وَمِنْ الْأَنْصَارِ: الْحُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ، وأبو دجانة، وعاصم بْنُ ثَابِتٍ، وَالْحَارِثُ بْنُ الصّمّةِ، وَسَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَسَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ. ويقال ثبت سعد بن عبادة، ومحمّد ابن مَسْلَمَةَ، فَيَجْعَلُونَهُمَا مَكَانَ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلاَفِ فِي الحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ٣٠٣٩ ، و كتاب التفسيرسوره آل عمران بَابُ قَوْلِهِ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ عن براء ٤٥٦١،سنن نسائی کتاب الجهادباب مَا يَقُولُ مَنْ يَطْعَنُهُ الْعَدُوُّ عن جابر ٣١٥١

[2] صحیح مسلم کتاب الجهادبَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ ٤٦٤١

وَسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

سات انصاریوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں ابو دجانہ رضی اللہ عنہ، حباب بن منذر رضی اللہ عنہ، عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ، حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ، سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

وَبَايَعَهُ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ عَلَى الْمَوْتِ- ثَلَاثَةٌ مِنْ الْمُهَاجِرِينَ وَخَمْسَةٌ مِنْ الْأَنْصَارِ: عَلِيّ، وَالزّبَيْرُ، وَطَلْحَةُ عَلَيْهِمْ السّلَامُ، وَأَبُو دُجَانَةَ، وَالْحَارِثُ بن الصّمّة، وحباب ابن المنذر، وعاصم بن ثابت، وَسَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، فَلَمْ يُقْتَلْ مِنْهُمْ أَحَدٌ

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سعد بن عبادہ، محمد بن مسلمہ نے اسید بن حضیر و سعد بن معاذ کا مورچہ سنبھالا، اور اس دن آٹھ صحابہ نے موت پر بیعت کی، جن میں تین مہاجرین اور پانچ انصار میں سے، ان میں سیدنا علی، زبیر، طلحہ، ابو دجانہ، حارث بن صمہ، حباب بن منذر، عاصم بن ثابت، سہل بن حنیف ان میں سے کوئی بھی شہید نہ ہوا۔ [۱]

مسلمانوں کے علم کا گرنا:

اس انتشار میں مزید اضافہ اس وقت ہو گیا جب ابن قمیہ لیثی کا مقابلہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے ہوا جن کے ہاتھوں میں اسلامی لشکر کا جھنڈا تھا، دوران لڑائی ابن قمیہ لیثی نے ان کے داہنے ہاتھ پر جس میں انہوں نے جھنڈا پکڑا ہوا تھا اس زور کی تلوار چلائی کہ ان کا ہاتھ کٹ گیا، مگر انہوں نے جھنڈے کو گرنے نہیں دیا بلکہ اسے بائیں ہاتھ میں تھام کر مقابلے پر ڈٹے رہے، ابن قمیہ لیثی نے ان کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا مگر اب بھی انہوں نے جھنڈے کو نہ گرنے دیا اور جھنڈے پر ٹیک لگا کر اسے اپنے سینے اور گردن کے سہارے لہراتے رہے، اور اب جبکہ مقابلے کے لئے ہاتھ نہ رہے تھے تو دشمن کو انہیں شہید کرنے میں کیا روکاوٹ تھی چنانچہ وہ شہید کر دیئے گئے، اس وقت ان کی عمر ۴۰ سال کی تھی، ان کی شہادت سے مسلمانوں کا علم زمین پر گر پڑا، ابن قمیہ لیثی انہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سمجھ رہا تھا کیونکہ جب وہ زرہ پہن کر نکلتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ لگتے تھے،

وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَجَعَ إلَى قُرَيْشٍ فَقَالَ: قَتَلْتُ مُحَمَّدًا

جس سے اس نے خیال کیا کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا ہے، چنانچہ اسی خیال میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد اپنے کیمپ کی طرف بھاگتے ہوئے اس نے چلا چلا کر کہا میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیا ہے۔ [۲]

بِأَبْعَدِ صَوْتٍ: أَلَا إنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ

اور شیطان نے بھی بلند آواز سے کہا کہ محمد قتل ہو گئے ہیں۔ [۳]

[۱] مغازی واقدی ۱/۲۳۷، ابن سعد ۲/۳۲

[۲] ابن ہشام ۲/۷۳، عیون الاثر ۲/۱۷، الروض الانف ۵/۳۱۷، تاریخ طبری ۲/۵۱۶، البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۰، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳/۲۳۸

[۳] السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳/۶۰

یہ غلط خبر فوراً ہی جنگل کی آگ کی طرح مشرکین اور مسلمانوں کے پورے لشکر میں پھیل گئی، جس سے مسلمان حیران وسراسیمہ ہو گئے اور اکثر لوگوں کے حوصلے ٹوٹ گئے، ان کے عزائم سرد پڑ گئے، اور کچھ لوگوں نے ہتھیار پھینک دیے، جبکہ مشرکین سمجھے کہ انہوں نے بازی جیت لی ہے اب فکر کرنے کی کوئی بات ہی نہیں، جب مسلمانوں نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے تو مشرکین کے حملوں میں بھی کمی واقع ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی:

بعض (نومسلم) لوگوں کو بس اپنی جان کی پڑی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ کے متعلق دور جاہلیت کا سا گمان کر رہے تھے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قتل کی افواہ سن کر ایک منافق نے کہا کہ اگر محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نبی ہوتے تو شہید نہ کیے جاتے، پس بہتر یہی ہے کہ تم اپنے پہلے دین پر واپس پلٹ آؤ، ایک منافق بولا کاش! کوئی شخص ہمارا قاصد بن کر عبداللہ بن ابی کے پاس جاتا اور اس سے کہتا کہ وہ ہمارے لئے ابوسفیان سے امن طلب کرے، ایک بولا اے لوگو! محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) قتل ہو چکے پس بہتر ہے کہ تم اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ وہ تمہیں پناہ دے سکیں اس سے قبل کہ کفار یہاں پہنچ کر تمہیں قتل کر ڈالیں کیونکہ وہ تو ہمارے گھروں کے اندر تک داخل ہو جائیں گے، موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کچھ مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے اور سب گڈمڈ ہو گئے تو انہوں نے سنا کہ ایک منافق چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ اگر ہمیں ذرا بھی اختیار ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔

حارث رضی اللہ عنہ بن عقبہ بن قابوس کا اسلام قبول کرنا

البَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالحَدِيدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ؟ قَالَ: أَسْلِمْ، ثُمَّ قَاتِلْ، فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَاتَلَ، فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اسی حالت میں ایک شخص (حارث بن عقبہ بن قابوس) جس نے جنگی ہتھیار پہنے ہوئے تھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں اسلام قبول کروں یا لڑوں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا پہلے اسلام قبول کرو پھر لڑو، چنانچہ وہ شخص مسلمان ہو گیا اور پھر میدان جنگ میں کود پڑا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو گیا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس نے عمل کم کیا ہے اور اجر بہت زیادہ پایا ہے۔[1]

مسلمانوں کے حوصلوں کا جواں ہونا:

لوگوں کی اس طرح کی باتیں سن کر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن سقر یا نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اے قوم! اگر محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شہید کر ڈالے گئے ہیں تو محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا رب تو قتل نہیں ہوا، پس تم اس کے نام پر جنگ جاری رکھو، ان کے اس قول پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے گواہی دی تھی، انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اہل صدق ویقین تھے، جن کے قلوب میں ایمان راسخ ہو چکا تھا نے اتفاق کیا۔

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابٌ عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ القِتَالِ۲۸۰۸، مسند احمد ۱۸۵۶۵، صحیح ابن حبان ۴۶۰۱

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: قَالَ: انْتَهَى أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ، عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، فِي رِجَالٍ مِنْ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَقَدْ أَلْقَوْا بِأَيْدِيهِمْ، فَقَالَ: مَا يُجْلِسُكُمْ؟ قَالُوا: قُتِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَمَاذَا تَصْنَعُونَ بِالْحَيَاةِ بَعْدَهُ؟ (قُومُوا)فَمُوتُوا عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقَوْمَ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ.

ابن اسحاق سے مروی ہے انس بن نضر رضی اللہ عنہ ،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور مہاجرین وانصار کی ایک جمعیت کے پاس سے گزرے، یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے،انس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم لوگ کیوں بیٹھے ہو؟انہوں نے کہا رسول اللہ تو قتل ہو گئے اب ہم کیا کریں؟انس رضی اللہ عنہ نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی شہید کر دیئے گئے ہیں تو پھر تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے،اٹھو اور اس دین کے لئے جان دے دو جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی ہے، پھر ان کو متنبہ کر کے کفار کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور لڑتے ہوئے جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ [1]

فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ يَا قَوْمُ إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ قَدْ قُتِلَ فَإِنَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ يُقْتَلْ فَقَاتِلُوا عَلَى مَا قَاتَلَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک روایت میں ہے انس رضی اللہ عنہ بن نضیر نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب تو زندہ ہے اس دین پر لڑ کر مرو جس پر تمہارے پیغمبر لڑے، یہ کہہ کر انس بن النضر رضی اللہ عنہ کافروں کی صف میں گھس گئے اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ [2]

فَقَالَ:اللهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ، يَعْنِي المُسْلِمِينَ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ المُشْرِكُونَ ،فَتَقَدَّمَ بِسَيْفِهِ فَلَقِيَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ، فَقَالَ: أَيْنَ يَا سَعْدُ، إِنِّي أَجِدُ رِيحَ الجَنَّةِ دُونَ أُحُدٍ، فَمَضَى فَقُتِلَ،فَمَا عُرِفَ حَتَّى عَرَفَتْهُ أُخْتُهُ بِشَامَةٍ أَوْ بِبَنَانِهِ، وَبِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُونَ مِنْ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ

پھر کہا اے اللہ !میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کارگزاریوں کی وجہ سے ان کی طرف سے تجھ سے معذرت چاہتا ہوں اور مشرکوں کے اعمال سے تیری بارگاہ میں اپنی برات پیش کرتا ہوں یہ کہہ کر اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے جہاں ان کی ملاقات سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ہوئی،انہوں نے دریافت کیا اے ابو عمر ! کہاں جا رہے ہو؟انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے سعد !میں احد کی طرف سے جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں، پھر وہ دشمن پر جھپٹے اور ان سے نبرد آزما ہوئے حتی کہ شہید کر دیئے گئے، جنگ کے بعد ان کی لاش کو ئی نہ پہچان سکا صرف ان کی بہن ہی انہیں ان کی انگلیوں کے پوروں کو دیکھ کر انہیں پہچان سکیں،انہیں تلوار، نیزے اور تیر کے اسی (۸۰) سے زیادہ زخم لگے تھے۔ [3]

[1] ابن ہشام ۸۳/۲،زادامعاد۱۸۷/۳،الروض الانف ۳۳۲/۵، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۶۸/۳

[2] البدایۃ والنہایۃ ۲۶/۴،تاریخ طبری۵۲۰/۲

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ عن انس ۴۰۴۸،صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ ثُبُوتِ الْجَنَّةِ لِلشَّهِيدِ۴۹۱۸،مسند احمد۱۳۶۵۸،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۴۴/۳،ابن ہشام۸۳/۲،عیون الاثر۳۴/۲

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَمَّهُ غَابَ عَنْ بَدْرٍ، فَقَالَ: غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَئِنْ أَشْهَدَنِي اللَّهُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَيَنَّ اللَّهُ مَا أُجِدُّ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں حاضر نہ ہو سکے تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں پہلے معرکہ جہاد میں غیر حاضر رہا تھا ورنہ اللہ تعالیٰ دیکھتا کہ میں کیا کر کے دکھاتا ہوں۔ (۱)

فَقَالَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا اسْتَطَعْتُ مَا اسْتَطَاعَ

سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتا کہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کیا اعلیٰ کارگزاری دکھائی۔ (۲)

قَالَ: أَقْبَلَ ثَابِتُ بْنُ الدَّحْدَاحَةِ يَوْمَئِذٍ وَالْمُسْلِمُونَ أَوْزَاعٌ، قَدْ سَقَطَ فِي أَيْدِيهِمْ، فَجَعَلَ يَصِيحُ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، إِلَيَّ! إِلَيَّ! أَنَا ثَابِتُ بْنُ الدَّحْدَاحَةِ، إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ قَدْ قُتِلَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ! فَقَاتِلُوا عَنْ دِينِكُمْ، فَإِنَّ اللهَ مُظْهِرُكُمْ وَنَاصِرُكُمْ!

انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے قول کی طرح ثابت بن دحداح رضی اللہ عنہ نے بھی کہا تھا جس وقت مسلمانوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے تو زور سے چلاتے ہوئے کہا، اے جماعت انصار! اگر محمد ﷺ شہید ہو گئے تو بلاشبہ باری تعالیٰ تو زندہ ہے جو مرنے والا نہیں، تم لوگ اپنے دین کی حمایت میں جنگ کرو اللہ تمہیں فتح وظفر عطا فرمائے گا،

فَنَهَضَ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَجَعَلَ يَحْمِلُ بِمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَقَدْ وَقَفَتْ لَهُمْ كَتِيبَةٌ خَشْنَاءُ، فِيهَا رُؤَسَاؤُهُمْ: خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، وَعِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ، وَضِرَارُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَجَعَلُوا يُنَاوِشُونَهُمْ. وَحَمَلَ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِالرُّمْحِ، فَطَعَنَهُ فَأَنْفَذَهُ فَوَقَعَ مَيِّتًا

اس پر انصار کی ایک جماعت جنگ پر آمادہ ہوگئی جسے لے کر انہوں نے مشرکین کے سوار دستہ پر جس میں خالد بن ولید، عمرو بن عاص، عکرمہ بن ابی جہل اور ضرار بن خطاب وغیرہ شامل تھے حملہ کر دیا جوابی حملہ میں دشمنوں نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو نیزہ کے وار سے شہید کر دیا۔ (۳)

قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ يَوْمَ أُحُدٍ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ. فَقَالَ لَهُ: يَا فُلَانُ، أَشَعَرْتَ أَنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُتِلَ فَقَدْ بَلَّغَ الرِّسَالَةَ فَقَاتِلُوا عَنْ دِينِكُمْ!

مہاجر خون میں لت پت ایک زخمی انصاری صحابی کے پاس سے گزرے اور اس کو یا فلان کہا جاتا تھا تمہیں معلوم ہے کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں؟ اس زخمی انصاری نے کہا اگر محمد رسول اللہ ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں تو کیا ہوا وہ اپنا کام یعنی اللہ کا دین اسلام تم تک پہنچا چکے، لہذا اب

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ ۴۰۴۸

(۲) مسند احمد ۱۳۶۵۸

(۳) مغازی واقدی ۲۸۱/۱، السیرۃ الحلبیۃ ۳۰۹/۲

یہ تمہارا کام ہے کہ اس دین کی حفاظت کے لئے مشرکین سے لڑو۔ (1)

اس طرح کے واقعات سے مسلمانوں کے ٹوٹے حوصلے اور گم شدہ ہوش وحواس بحال ہو گئے، چنانچہ انہوں نے دشمنوں کے رحم وکرم پر رہنے کے بجائے اپنے ہتھیار دوبارہ اٹھالئے، اور مشرکین کا گھیرا توڑنے اور اپنے مرکزی پڑاؤ تک پہنچنے کے لئے سر پر کفن باندھ لیا۔

رسول اللہ ﷺ کا زخمی ہونا:

رسول اللہ ﷺ تک مشرکین کے پہنچنے سے پہلے کچھ اس طرح کی صورت حال بن گئی کہ کچھ مسلمان جو مشرکین کے تعاقب میں دور تک چلے گئے تھے اور واپس پلٹتے ہوئے پہچان نہ کر آپس میں گتھم گتھا ہو گئے، اس طرح یہ گروہ مسلمانوں کے مرکزی لشکر سے کافی دور تھا، کچھ مسلمان کفار کے دوطرفہ سخت حملے کا مقابلہ نہ کر سکے اور جان بچانے کے لئے محفوظ مقام تک پہنچ کر رک گئے، ایک زیادہ تعداد میں گروہ وہ تھا جو مشرکین کے قلب میں جنگ کر رہا تھا مگر رسول اللہ ﷺ کی شہادت کا سن کر پریشان تھا، اور اس نے اپنے ہتھیار تک پھینک دیئے تھے، مگر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزعمل سے ان کے ولولے جوان ہو گئے، اور اب ان کا مقصد صرف یہ رہ گیا تھا کہ میدان جنگ میں ثابت قدمی سے جما رہے، اور آخر تک لڑائی کرتے ہوئے شہید ہو جائے، اس دوران جبکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف نو صحابہ کرام جن میں سات انصاری اور دو مہاجر تھے کے ساتھ الگ تھلگ رہ گئے تھے، کچھ دشمنوں کو جن میں عتبہ بن ابی وقاص اور عبداللہ قمیہ وغیرہ بھی شامل تھے رسول اللہ ﷺ کے قریب تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے ایک بھاری پتھر اٹھا کر آپ ﷺ پر پھینکا، پتھر آپ ﷺ کے منہ پر آ کر لگا

وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَئِذٍ، وَجُرِحَ وَجْهُهُ، وَكُسِرَتِ البَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ

جس کی زوردار ضرب سے خود آپ ﷺ کے سر پر ٹوٹ گیا (اور خود کے نیچے والی باریک زرہ کی دو کڑیاں آپ کے رخسار میں چھب گئیں) اور سامنے نیچے کا ایک دانت مبارک شہید ہو گیا، نچلا ہونٹ کچلا گیا اور اس سے خون بہنے لگا، چہرہ مبارک بھی زخمی ہو گیا۔ (2)

حَتَّى خَلَصَ الْعَدُوُّ إِلى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُذِفَ بِالْحِجَارَةِ حَتَّى وَقَعَ لِشِقِّهِ، وَأُصِيبَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَشُجَّ فِي وَجْهِهِ، وَكُلِمَتْ شَفَتُهُ، وَكَانَ الَّذِي أَصَابَهُ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ

ایک روایت میں ہے کچھ دشمنوں کو جن میں عتبہ بن ابی وقاص اور عبداللہ قیمہ وغیرہ بھی شامل تھے، رسول اللہ ﷺ کے قریب تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر اٹھا کر رسول اللہ کے چہرے پر دے مارا، جس سے آپ کے اگلے چاروں دانت شہید ہو گئے اور ہونٹ زخمی ہوا، اور سر مبارک میں بھی چوٹ آئی اور خون تمام چہرہ پر جاری ہو گیا۔ (3)

---

(1) السيرة النبوية لابن كثير ۶۱/۳، زادالمعاد ۱۸۶/۳

(2) صحيح بخاری كتاب المغازی بَابُ مَا أَصَابَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ عن سهل ۴۰۷۵

(3) ابن ہشام ۷۹/۲، الروض الانف ۳۲۷/۵، عيون الاثر ۲۰/۲، البداية والنهاية ۲۶/۴، السيرة النبوية لابن كثير ۴۴/۳

اسی وقت عبداللہ بن قمیہ لیثی نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پہلو پر حملہ کیا

فَقَالَ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ قَمِيئَةَ! فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمْ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ مَا لَكَ، أَقْمَأَكَ اللهُ،فَسَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِ تَيْسَ جَبَلٍ، لَا تَيْس، فَلَمْ يَزَلْ يَنْطَحُهُ حَتَّى قَطَعَهُ قِطْعَةً قِطْعَةً

اور کہا میرا یہ وار سنبھال اور میں قمیہ کا بیٹا ہوں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے چہرے سے خون پونچھتے ہوئے اس کا یہ فخریہ قول سن کر فرمایا اللہ تجھے ذلیل وخوار کرے، اس بد دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پہاڑی بکرا مسلط کر دیا، جس نے اپنے سینگ مار مار کر اس کا جوڑ جوڑ الگ کر دیا۔[۱]

عَائِذٍ مِنْ طَرِيقِ الْأَوْزَاعِيِّ بَلَغَنَا أَنَّهُ لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يُنَشِّفُ بِهِ دَمَهُ وَقَالَ لَوْ وَقَعَ مِنْهُ شَيْءٌ عَلَى الْأَرْضِ لَنَزَلَ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ مِنَ السَّمَاءِ،ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

ابن عائذ، اوزاعی سے روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زخمی ہو کر گر پڑے تو کپڑے سے اپنا خون پونچھ کر فرماتے تھے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر پڑا تو ان پر آسمان سے عذاب نازل ہو جائے گا، پھر فرمایا الٰہی! میری قوم کو بخش دے ان کو علم نہیں ہے۔[۲]

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَيَقُولُ:رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے گویا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میری نظروں کے سامنے ہیں اپنی پیشانی سے خون پونچھتے ہوئے فرماتے جاتے ہیں الٰہی! میری قوم کو بخش دے ان کو علم نہیں ہے۔[۳]

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَشُجَّ فِي رَأْسِهِ، فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ، وَكَسَرُوا رَبَاعِيَتَهُ، وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ؟

انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دانت ٹوٹ گئے اور زخمی چہرے سے خون بہنے لگا تو آپ اس کو پونچھتے ہوئے (آپ کے منہ سے کفار کے حق میں بد دعا نکل گئی کہ) وہ قوم کس طرح نجات پائے گی جس نے نبی کے چہرے کو خون سے رنگین کیا ہے جبکہ وہ انکو ان کے رب کی طرف بلاتا ہے۔[۴]

---

[۱] المعجم الكبير للطبرانی ۷۵۹۶،فتح الباری ۷؍۳۶۶،شرح الزرقانی علی المواهب ۲؍۴۲۶

[۲] فتح الباری ۷؍۳۷۲،شرح الزرقانی علی المواهب ۲؍۴۲۷

[۳] صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ ۴۶۴۶، مسنداحمد ۳۶۱۱

[۴] صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ عن انس ۴۶۴۵،مسنداحمد ۱۳۶۵۷،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ۳۰۰۲

سالم سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن امیہ، سہل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے حق میں بد دعا فرمائی (تینوں فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ [۱]

ترجمہ: (اے پیغمبر) فیصلہ کے اختیارات میں تمہارا کوئی حصہ نہیں، اللہ کو اختیار ہے چاہئے انہیں معاف کرے چاہئے سزا دے۔

مشرکین کا دباؤ اور سات انصاریوں کی شہادت:

اس سنہری موقعہ کو مشرکین ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے تھے، ان سب کا رخ محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی طرف تھا، وہ سب مل کر محمد رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دینا چاہتے تھے اس لئے وہ اپنا دباؤ بڑھا رہے تھے، اس سے پہلے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ گروہ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے قریب پہنچتا، مشرکین کے گروہ نے آپ ﷺ پر حملہ کر دیا، اور آپ کو قتل کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کر دی، ایک طرف صرف نو صحابہ تھے، اور دوسری طرف مشرکین کی پوری طاقت تھی، جن کی پوری پوری کوشش تھی کہ آپ تک پہنچ کر آپ کو قتل کر ڈالے۔

فقال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من يردهم عنا وهو رفيقي في الجنة،فقام رجال من الأنصار فاستشهدوا كلهم

جب مشرکین اور قریب پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو انہیں ہم سے دور کرے جو انہیں دور کرے گا اس کے لئے جنت ہے یا یہ فرمایا کہ وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا؟ آپ ﷺ کا یہ فرمان مبارک سن کر ایک انصاری آگے بڑھا اور دشمنوں سے لڑتا ہو شہید ہو گیا۔ اب دشمن کچھ اور قریب ہو گیا اور آپ نے پھر پہلے والا جملہ دہرایا، اس طرح چھ انصاری صحابی یکے بعد دیگرے شہید ہوتے گئے، آخر میں ساتویں انصاری عمارۃ رضی اللہ عنہ بن یزید بن السکن آگے بڑھے اور مشرکین سے قتال کرنے لگے حتیٰ کہ لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کر گر پڑے، جب تک ثابت قدم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکین کا گھیرا توڑ کر رسول اللہ ﷺ تک پہنچتے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم باری باری شمع رسالت پر قربان ہو چکے تھے، ساتواں انصاری زخمی ہو کر گر چکا تھا اور جان بلب تھا، یہ ساری کاروائی چند لمحوں ہی میں ہو گئی، اب سارا دباؤ صرف دو قریشی مہاجرین سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ پر تھا جو عرب کے ماہر ترین تیر انداز تھے۔

قَالَ زَعَمَ أَبُو عُثْمَانَ:أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي بَعْضِ تِلْكَ الأَيَّامِ الَّتِي يُقَاتِلُ فِيهِنَّ، غَيْرُ طَلْحَةَ، وَسَعْدٍ

ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ اور سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کے سوا کوئی تیسرا آدمی نہیں تھا۔ [۲]

---

[۱] آل عمران ۱۲۸

[۲] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ المُؤْمِنُونَ۴۰۶۱،۴۰۶۰

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ غَشِيَهُ الْقَوْمُ:مَنْ رَجُلٌ يَشْرِي لَنَا نَفْسَهُ؟قَالَ: فَقَامَ زِيَادُ بْنُ السَّكَنِ فِي نَفَرٍ خَمْسَةٍ مِنْ الْأَنْصَارِ- وَبَعْضُ النَّاسِ يَقُولُ: إنَّمَا هُوَ عُمَارَةُ بْنُ يَزِيدَ بِنِ السَّكَنِ فَقَاتَلُوا دُونَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَجُلًا ثُمَّ رَجُلًا، يُقْتَلُونَ دُونَهُ، حَتَّى كَانَ آخِرُهُمْ زِيَادَ أَوْ عُمَارَةَ،

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مشرکین نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر ہجوم کیا تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کون ہے جو میرے لیے اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرے؟ زیاد رضی اللہ عنہ بن السکن قریب ہی کھڑے تھے جونہی ان کے کانوں میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی آواز پڑی وہ اپنے چار انصاری ساتھیوں کے ساتھ لپک کر یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ہم حاضر ہیں، بعض کہتے ہیں وہ عمارہ رضی اللہ عنہ بن زیاد بن السکن تھے، پھر وہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر نرغہ کرنے والے مشرکین کے گروہ میں گھس گئے اور ایسی جانبازی سے لڑے کے ایک ایک کر کے شہید ہو گئے، آخر میں زیاد رضی اللہ عنہ یا عمارہ رضی اللہ عنہ چودہ زخم کھا کر گر پڑے،

فَقَاتَلَ حَتَّى أَثْبَتَتْهُ الجِرَاحَةُ، ثُمَّ فَاءَتْ فِئَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَأَجْهَضُوهُمْ عَنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَدْنُوهُ مِنِّي، فَأَدْنَوْهُ مِنْهُ، فَوَسَّدَهُ قَدِمَهُ، فَمَاتَ وَخَدُّهُ عَلَى قَدَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پھر مسلمانوں کا ایک گروہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس پہنچ گیا اور اس نے مشرکین کو مار مار کر وہاں سے ہٹا دیا، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اطلاع دی گئی تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا زیاد رضی اللہ عنہ یا عمارہ رضی اللہ عنہ کی لاش میرے پاس لاؤ، عمارہ رضی اللہ عنہ کی لاش میرے قریب لاؤ، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اٹھا کر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے روبرو رکھ دیا بولنے کی سکت نہ تھی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان کا سر اپنے مقدس قدموں پر رکھ لیا اور وہ اپنے رخساروں سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پائے اقدس کے تلوؤں کو سہلاتے ہوئے روضہ رضواں کو سدھار گئے۔ [1]

سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی کارگزاری:

اس نازک ترین وقت پر ان دو مہاجرین نے بے مثال بہادری و جانبازی کا مظاہرہ کیا سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص نے نشانے پر تیر برسا کر اور طلحہ بن عبید اللہ تیمی رضی اللہ عنہ نے تلوار سے بڑی تعداد میں دشمنوں سے لڑ کر اور سامنے کی طرف سے آنے والوں تیروں اور واروں کو روک کر مدافعت کی کوشش کر رہے تھے، یہ دونوں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سامنے ڈھال بن گئے۔

نَثَلَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنا ترکش سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سامنے پھیلا دیا اور فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ! میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں کفار پر تیر چلاؤ، اور دعا فرمائی الٰہی ان کا نشانہ خطا نہ ہو۔ [2]

،صحیح مسلم کتاب الجهادبَابٌ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۶۲۴۲

[1] دلائل النبوة للبيهقى ۳،۲۳۴ ،ابن ہشام ۲،۸۱ ،الروض الانف ۵،۳۳۰ ،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۴،۲۰۳ ،مغازی واقدی ۱،۲۴۱ ،تاريخ الخميس ۱،۴۳۲

[2] صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ المُؤْمِنُونَ۴۰۵۵

فلم يفد أحدًا ألف مرة على هذا إلّا سعد بن أبي وقاص

اس دن سعد رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار تیر چلائے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تیر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سامنے بکھیر دیئے اور فرمایا

ارْمِ يَا سَعْدُ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

اے سعد! تیر چلاؤ، تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔[2]

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ:يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا سعد ابن مالک کے سوا میں نے اور کسی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کرتے نہیں سنا، میں نے خود سنا کہ احد کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے سعد! خوب تیر برساؤ میرے باپ اور ماں تم پر قربان ہوں۔[3]

قَالَ سَعْدٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يُنَاوِلُنِي النَّبْلَ وَهُوَ يَقُولُ: ارْمِ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، حَتَّى إِنَّهُ لَيُنَاوِلُنِي السَّهْمَ مَا لَهُ نَصْلٌ، فَيَقُولُ: ارْمِ بِهِ

سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں، تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں ،یہاں تک کہ بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسا تیر بھی اٹھا کر دیا جس میں پھل بھی نہ ہوتا تھا،اور فرمایا اس کو مار۔[4]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ كَانَ يَرْمِي بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ يَتَتَرَّسُ بِهِ. وَكَانَ رَامِيًا. فَكَانَ إِذَا مَا رَفَعَ رَأْسَهُ يَنْظُرُ أَيْنَ وَقَعَ سَهْمُهُ. فَيَرْفَعُ أَبُوطَلْحَةَ رَأْسَهُ وَيَقُولُ: هَكَذَا بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ لا يُصِيبُكَ سَهْمٌ. نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یوم احد میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تیر انداز کر رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے آڑ میں تھے، وہ تیر انداز تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھا کر دیکھتے تھے کہ ان کا تیر کہاں گرا، تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنا سر اٹھاتے تھے اور کہتے تھے اسی طرح (دیکھتے رہیے) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کوئی تیر نہیں لگے گا، میرا سینہ آپ کے سینے سے آگے ہے۔[5]

---

(۱) شرح الزرقاني على المواهب۴۳۱/۲

(۲) مسنداحمد۷۰۹

(۳) صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ المُؤْمِنُونَ ۴۰۵۹ ،صحيح مسلم كتاب الْفَضَائِلِ بَابٌ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۶۲۳۳، مسند احمد ۱۰۱۷

(۴) ابن ہشام۸۲/۲

(۵) ابن سعد۳۸۳/۳

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ لَهُ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ أَحْرَقَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي قَالَ فَنَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ فِيهِ نَصْلٌ، فَأَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ، فَانْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى نَوَاجِذِهِ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مشرکین میں ایک ایسا شخص بھی تھا جس نے کچھ مسلمانوں کو آگ میں جلادیا تھا (یعنی بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا تھا) (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو میدان میں دیکھا) توسعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تیر مارو، انہوں نے تعمیل حکم میں اس شخص کو بے پھل کا تیر مارا جو اس کے پہلو میں جالگا، تیر لگتے ہی وہ شخص گر پڑا اور اس کا ستر کھل گیا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کے قتل سے بڑی خوشی ہوئی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں۔ [1]

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ النَّزْعِ، كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ بِجَعْبَةٍ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ:انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے احد کے روزلوگ شکست کھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے بجائے منتشر ہو گئے، مگر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اپنی چمڑے کی ڈھال لیکر سپر بن گئے، وہ ماہر ترین تیرانداز تھے اور تیر کو بہت دور تک پہنچانے کے لئے کمان کو خوب کھینچ کر تیر چلاتے تھے اس دن اس کوشش میں کہ دشمن دور ہی رہے وہ کمان کو خوب کھینچ کھینچ کر تیر چلا رہے تھے جس کی وجہ سے ان سے دو یا تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ [2]

عَنْ أَنَسٍ،قَالَ: وَكَانَ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيْهِ فِي الْحَرْبِ، ثُمَّ يَنْثُرُ كِنَانَتَهُ، وَيَقُولُ:

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جنگ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے تھے، اور کمان کو خوب کھینچ کر تیر چلاتے وقت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہ شعر تھے۔

وَجْهِي لِوَجْهِكَ الْوِقَاءُ　　　وَنَفْسِي لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ

میرا چہرہ آپ کے چہرے کے لیے بچاؤ اور میری ذات آپ کی ذات پر فدا ہو

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَصَوْتُ أَبِي طَلْحَةَ فِي الْجَيْشِ خَيْرٌ مِنْ فِئَةٍ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فوج میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی آواز سو آدمیوں سے بہتر ہے۔ [3]

اس خیال کے پیش نظر کہ تیر کم نہ پڑ جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب سے گزرنے والے صحابی کے پاس اگر ترکش بھرا ہوا دیکھتے تو فرماتے، ان تیروں کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے بکھیر دو۔

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۶۲۳۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۳۱۵

[2] صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ المُؤْمِنُونَ ۴۰۶۴

[3] مسند احمد ۱۲۰۹۵، معجم الصحابة للبغوی ۴۵۲؍۲، معرفة الصحابة لابی نعیم ۱۱۴۷؍۳

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وَيُشْرِفُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى القَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لاَ تُشْرِفْ، يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ القَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مشرکین کو دیکھنے کے لیے سر اٹھا کر جھانکتے، تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں سر مبارک اوپر نہ اٹھائیے ایسا نہ ہو کہ ادھر سے کوئی تیر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو آ کر لگ جائے، آپ کی حفاظت کے لئے میرا سینہ آپ کے سینہ مبارک کے لئے ڈھال ہے۔[1]

فَقَاتَلَ طَلْحَةُ قِتَالَ الْأَحَدَ عَشَرَ

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بھی (زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود) گیارہ آدمیوں کے برابر تنہا اس زور سے شمشیر زنی کی اور کئی دشمنوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

ابن عساکر کے مطابق اس وقت ان کی زبان پر یہ رجز جاری تھا۔

نحن حماة غالب ومالكِ — نذبّ عن رسولنا المبارك

ہم غالب آنے والے اور قدرت رکھنے والے محافظ ہیں — ہم اپنے رسول مبارک سے دشمنوں کو ہنکاتے ہیں

نضرب عنه القوم في المعارك — ضرب صفاح الكوم في المبارك

معرکوں میں مشرکین کو مار کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ہٹاتے ہیں — جس طرح بچنے والا آدمی موٹی اونٹنی کو باندھنے کی جگہ پر ماتا ہے۔[2]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:حَتَّى ضُرِبَتْ يَدُهُ، فَقُطِعَتْ أَصَابِعُهُ، فَقَالَ: حَسِّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لڑائی کے دوران دشمن کی تلوار کی ضرب ان کے ہاتھ پر پڑی جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں، تکلیف کی شدت سے ان کے منہ سے سی کی آواز نکلی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اگر تم بسم اللہ کہتے تو فرشتے تمہیں اٹھا لیتے اور لوگ دیکھتے۔[3]

حَتَّى ضُرِبَتْ يَدُهُ فَقُطِعَتْ أَصَابِعُهُ فَقَالَ حَسَنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ قُلْتَ بِسْمِ اللهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ

ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ ہاتھ پر ضرب لگی اور انگلی کٹ گئی تو انہوں نے کہا حسن (خوب ہوا) کا لفظ نکلا، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اگر تم

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ المُؤْمِنُونَ ۴۰۶۴،البداية والنهاية۳۱/۴،السيرة النبوية لابن كثير۵۳/۳

[2] حياة الصحابة۱۹۲/۲،تاريخ دمشق لابن عساكر۱۰۵/۲۵،كال تهذيب الكال في أسماء الرجال۷۶/۷

[3] سنن نسائی کتاب الجهادباب مَا يَقُولُ مَنْ يَطْعَنُهُ الْعَدُوّ۳۱۵۱

بسم اللہ کہتے تو فرشتے تمہیں اٹھا لیتے اور سب لوگوں کے سامنے تمہیں آسمان پر لے جاتے۔ (۱)

ثُمَّ رَدَّ اللهُ الْمُشْرِكِينَ

پھر اللہ نے مشرکین کو پلٹا دیا۔ (۲)

اس روز انہی کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی شہید کو زمین پر چلتا ہوا دیکھنا چاہئے وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ (۳)

ابن حازم کہتے ہیں اس روز انہیں پینتیس یا انتالیس زخم لگے اور ان کی بیچلی اور شہادت کی انگلیاں شل ہو گئیں۔ (۴)

بعض روایتوں میں ان کے زخموں کی تفصیل بھی دی گئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محض ہاتھ پر چوبیس زخم آئے تھے اور یہ ہمیشہ کے لیے شل ہو گیا تھا، کل بدن پر تلوار، نیزہ اور تیر کے پچھتر زخم آئے تھے، تلوار کی ایک ضرب سے سر بھی شدید زخمی ہو گیا تھا۔

عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ

قیس بن ابی حازم کہتے ہیں میں نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا وہ شل ہو چکا تھا، اسی ہاتھ سے انہوں نے احد کے دن نبی کریم ﷺ کو بچایا تھا۔ (۵)

طلحہ رضی اللہ عنہ نے جس عدیم النظیر جوش ایمان، شجاعت و بسالت اور فدا کاری کا مظاہرہ کیا اس کے صلہ میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں طلحہ خیر کا عظیم الشان لقب مرحمت فرمایا

سَمَّانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحْسِبُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، طَلْحَةَ الْخَيْرِ

رحمت دارین ﷺ نے غزوہ احد کے دن ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ طلحہ رضی اللہ عنہ نہیں خیر ہے۔ (۶)

ویوم العشیرة طلحة الفیاض .ویوم حنین طلحة الجودی

---

(۱) فتح الباری ۷٫۳۶۰

(۲) سنن نسائی کتاب الجهادباب مایقول من یطعنه العدو ۳۱۵۴،زرقانی ۲٫۴۲۵،المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۶، ۱٫۲۱۴، فتح الباری ۴۰۶۳، ۷٫۳۶۱

(۳) ابن ہشام ۲٫۸۰

جُرِحَ يَوْمَ أُحُدٍ تِسْعًا وَثَلَاثِينَ أَوْ خَمْسًا وَثَلَاثِينَ وَشُلَّتْ إِصْبَعُهُ أَيِ السَّبَّابَةُ وَالَّتِي تَلِيهَا

(۴) فتح الباری ۷٫۳۶۱

(۵) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ المُؤْمِنُونَ ۴۰۶۳

(۶) اسدالغابة ۳٫۸۴،میزان الاعتدال ۲٫۱۹۷

یوم العشیرہ کو انہیں فیاض کا لقب عطا ہوا اور غزوہ حنین پر انہیں جواد کا لقب عنایت فرمایا۔ (۱)

ایک روایت میں ہے اس موقع پر رحمت عالم ﷺ کے ایماء پر حسان بن ثابت نے یہ اشعار کہے۔

وَطَلْحَة يَوْم الشّعب آسى مُحَمَّدًا ۔ علی سَاعَة ضَاقَتْ عَلَيْهِ وَشقت

اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے گھاٹی کے دن محمد ﷺ کی حفاظت کی ۔ ایسے وقت میں جو آپ ﷺ پر تنگ اور دشوار ہو گیا تھا

يقيه بكفّيه الرماحَ وأسلمت ۔ أشاجعه تحت السيوف فشلَّتِ

وہ اپنی ہتھیلیوں کے ذریعے نیزوں سے آپ ﷺ کو بچاتے تھے اور انہوں نے اپنی انگلیاں تلواروں کے نیچے دے دیں جو شل ہو گئیں۔ (۲)

طلحہ رضی اللہ عنہ نے صفحہ تاریخ پر جو داستان وفا رقم کی، اس نے انہیں دوسرے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک نہایت محبوب اور محترم بنا دیا تھا، اور وہ ان پر رشک کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا ذَكَرَ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ كَانَ ذَلِكَ الْيَوْمُ كُلُّهُ لِطَلْحَةَ

ان کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ جب غزوہ احد کا ذکر فرماتے تو کہتے کہ یہ جنگ کل کی کل طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے تھی (یعنی رسول اللہ ﷺ کے تحفظ کا اصل کارنامہ انہیں نے سرانجام دیا تھا)۔ (۳)

اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں یہ شعر کہے۔

يا طلحةُ بن عُبيد الله قد وجبت ۔ لك الجنان وزُوِّجتَ المها العِينَ

اے طلحہ بن عبید اللہ تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ۔ اور تم نے اپنے یہاں حور عین کا ٹھکانہ بنا لیا۔ (۴)

جھنڈا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنا:

وَقُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَدَفَعَ اللِّوَاءَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسلامی جھنڈا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو عطا فرمایا۔ (۵)

آپ رضی اللہ عنہ نے اور وہاں پر موجود دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بے مثال بہادری و دلیری کے ساتھ مشرکین کا حملہ روک کر ان پر حملہ کر دیا، تاکہ مشرکین کی صفوں کو چیر کر ان کے نرغے میں آئے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم تک پہنچا جا سکے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قدم مبارک آگے بڑھا کر صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانب تشریف لائے۔

---

(۱) میزان الاعتدال ۲/۱۹۷

(۲) تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۵/۱۰۶

(۳) فتح الباری ۷/۳۶۱، شرح الزرقانی علی المواهب ۲/۴۲۵

(۴) حیاة الصحابه ۲/۱۶۲

(۵) زادالمعاد ۳/۱۷۶، غزوات النبي صلى الله عليه وآله وسلم ۱/۵۰

قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ عَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،عَرَفْتُ عَيْنَيْهِ تَزْهَرَانِ مِنْ تَحْتِ الْمِغْفَرِ، فَنَادَيْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، أَبْشِرُوا، هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَشَارَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ أَنْصِتْ

کعب رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں مسلمانوں کی شکست اور لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر مشہور ہونے کے بعد جس شخص نے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر پہچانا وہ میں تھا، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں چمکتی ہوئی دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا، اور بلند آواز سے بے اختیار چیخ اٹھا مسلمانو! تمہیں بشارت ہو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح وسلامت تشریف لارہے ہیں، آپ نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا تا کہ مشرکین کو آپ کی موجودگی اور مقام موجودگی کا علم نہ ہو سکے۔ [1]

مگر ان کی خوشی کی بلند آواز مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ گئی، چنانچہ مسلمان آپ کی پناہ میں آنا شروع ہو گئے اور رفتہ رفتہ یہ تعداد تیس تک پہنچ گئی، مشرکین کا گھیرا توڑ کر سب سے پہلے عقاب کی طرح سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں جھپٹتے، اور پھر دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے ہتھیاروں سے اور جن کے پاس ہتھیار نہیں تھے انہوں نے اپنے جسموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف گھیرا ڈال دیا، اور دشمنوں کے مہلک اور مسلسل حملوں سے مدافعت کرنے لگے، اس ہجوم سے محفوظ رکھنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کمال فداکاری اور جاں نثاری کے ثبوت دیئے، جس کی مثال بڑی سے بڑی تحریکوں کی تاریخ میں بھی کم نظر آئے گی

وَتَرَّسَ دُونَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو دُجَانَةَ بِنَفْسِهِ، يَقَعُ النَّبْلُ فِي ظَهْرِهِ وَهُوَ مُنْحَنٍ عَلَيْهِ، حَتَّى كَثُرَ فِيهِ النَّبْلُ

پشت کی طرف ابو دجانہ رضی اللہ عنہ ڈھال بن گئے اور کفار کے جتنے تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتے انہیں اپنی پیٹھ پر لیتے مگر وہ حرکت نہیں کرتے تھے جس سے ان کی ساری پیٹھ چھلنی ہوگئی۔ [2]

ثم ألبسني لأمته ولبس لأمتي، فلقد ضربت حتى جرحت بضع وعشرين جراحة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس اور ہتھیار اس وقت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے پہن لیا تھا، مشرکین نے انہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر گھیر لیا جس سے انہیں بیس سے اوپر زخم آئے۔ [3]

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ قَالَ: كُنْتُ فِي أَوَّلِ مَنْ فَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1] مصنف عبدالرزاق ۹۷۳۵،المعجم الاوسط ۱۱۰۴،شرح الزرقانی علی المواهب ۲/۴۳۵،دلائل النبوۃ لابی نعیم ۱/۴۸۲،ابن ہشام ۲/۸۳،الروض الانف ۵/۳۳۳،عیون الآثر ۲/۲۳،ابن سعد ۲/۳۵،تاریخ طبری ۲/۵۱۸

[2] ابن ہشام ۲/۸۲،عیون الآثر ۲/۲۲،الروض الانف ۵/۳۳۱،البدایة والنهایة ۳/۳۹، تاریخ طبری ۲/۵۱۶،زادالمعاد ۳/۱۷۷،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳/۲۳۴، شرح الزرقانی علی المواهب ۲/۴۳۱،السیرۃ النبویة لابن کثیر ۳/۶۸

[3] شرح الزرقانی علی المواهب ۲/۴۳۵، سبل الهدى والرشادفی سیرۃ خیر العباد ۴/۲۰۷، إنارة الدجى في مغازي خير الورى صلى الله عليه وآله وسلم ۱/۲۹۱

يَوْمَ أُحُدٍ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا احد کے دن سب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پلٹ گئے تھے (یعنی محافظین کے سوا تمام صحابہ آپ کو اپنی قیام جگہ پر چھوڑ کر لڑائی کے لئے اگلی صفوں میں چلے گئے تھے پھر دشمنوں کے گھیراو کے بعد) میں پہلا شخص تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پلٹ کر آیا۔ (۱)

فَرَأَيْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ رَجُلًا يُقَاتِلُ عَنْهُ وَيَحْمِيهِ، قُلْتُ: كُنْ طلحة فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي،فَلَمْ أَنْشَبْ، أَنْ أَدْرَكَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، وَإِذَا هُوَ يَشْتَدُّ كَأَنَّهُ طَيْرٌ حَتَّى لَحِقَنِي

میں نے دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک آدمی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لئے آپ کی طرف سے لڑ رہا ہے، میں نے دل ہی دل میں کہا تم طلحہ رضی اللہ عنہ ہو، تم پر میرے ماں باپ قربان، اتنے میں ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے گویا پرندے اڑ رہے ہوں میرے پاس آ گئے، اب ہم دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے، وہاں پہنچ کر دیکھا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بچھے پڑے ہیں۔ (۲)

فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ. يُرِيدُ طَلْحَةَ. وَقَدْ نُزِفَ فَلَمْ يُنْظَرْ إِلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کو سنبھالو، آپ کی مراد طلحہ رضی اللہ عنہ سے تھی جن کا بکثرت خون بہہ گیا تھا، مگر ہم نے ان کو نہیں دیکھا تھا۔ (۳)

عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم يقول: أَوْجَبَ طَلْحَةُ.

زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے (اپنے لئے) جنت کو واجب کر لیا۔ (۴)

قال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ قَدْ قَضَى نَحْبَهُ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔ (۵)

فَأَقْبَلْنَا عَلَى طلحة نُعَالِجُهُ، وَقَدْ أَصَابَتْهُ بِضْعَةَ عَشَرَ ضَرْبَةً

اب ہم طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں سنبھالا اس وقت تک انہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کرتے ہوئے) دس سے زیادہ زخم آ چکے تھے (۶)

ابْنَتِي طَلْحَةَ قَالَتَا: جُرِحَ أَبُونَا يَوْمَ أُحُدٍ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ جِرَاحَةً

---

(۱) ابن سعد ۱۶۲ر۳

(۲) زاد المعاد ۱۸۳ر۳

(۳) ابن سعد ۱۶۲ر۳

(۴) ابن سعد ۱۶۳ر۳

(۵) ابن سعد ۱۶۴ر۳

(۶) ۔زاد المعاد ۱۸۳ر۳

طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں کہتی ہیں کہ ہمارے والد کو غزوہ احد میں چوبیس زخم لگے۔ (۱)

وَأَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ قَالَ: رَجَعَ طَلْحَةُ يَوْمَئِذٍ بِخَمْسٍ وَسَبْعِينَ أَوْ سَبْعٍ وَثَلَاثِينَ ضَرْبَةً رُبِّعَ فِيهَا جَبِينُهُ وَقُطِعَ نَسَاهُ وَشَلَّتْ إِصْبَعُهُ الَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ.

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس روز طلحہ رضی اللہ عنہ پچھتر (۷۵) یا سنتیس (۳۷) زخموں کے ساتھ واپس آئے، جن میں ایک تو ان کی پیشانی میں چوکور تھا، ان کی رگ نسا کٹ گئی تھی اور وہ انگلی بے کار ہو گئی تھی جو انگوٹھے کے پاس ہے۔ (۲)

پھر ان نازک ترین لمحات میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت جن میں ابو دجانہ رضی اللہ عنہ، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، سہل بن حنیف، ابو سعد خذری کے والد مالک رضی اللہ عنہ بن سنان، قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب، حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، ام عمارہ رضی اللہ عنہا نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہ اور مازنیہ رضی اللہ عنہا شامل تھے آ پہنچی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشرکین کو پیچھے دھکیل دیا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَدْنُوهُ مِنِّي، فَأَدْنَوْهُ مِنْهُ، فَوَسَّدَهُ قَدَمَهُ، فَمَاتَ وَخَدُّهُ عَلَى قَدَمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیاد کو میرے قریب کر دو، مسلمان دم توڑتے عمارۃ رضی اللہ عنہ بن یزید بن السکن بن رافع کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاؤں پر ٹیک لیا ان کا رخسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر تھا کہ اسی حالت میں انہوں نے دم توڑ دیا۔ (۳)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبَيْهِ:مَا أَنْصَفْنَا أَصْحَابَنَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا ہم نے اپنے ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا یا ہمارے ساتھیوں نے ہم سے انصاف نہیں کیا (مطلب یہ کہ انہوں نے ہم کو شہادت حاصل کرنے کا موقعہ نہیں دیا) (۴)

کڑیوں کا نکالنا:

قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:وَقَدْ رُمِيَ فِي جَبْهَتِهِ وَوَجْنَتِهِ، فَأَهْوَيْتُ إِلَى السَّهْمِ الَّذِي فِي جَبْهَتِهِ لِأَنْزِعَهُ،فَقَالَ لِي أَبُو عُبَيْدَةَ: نَشَدْتُكَ بِاللهِ يَا أَبَا بَكْرٍ إِلَّا تَرَكْتَنِي، قَالَ: فَتَرَكْتُهُ، فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ السَّهْمَ بِفِيهِ، فَجَعَلَ يُنَضْنِضُهُ، وَيَكْرَهُ أَنْ يُؤْذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَلَّهُ بِفِيهِ ،ثُمَّ أَهْوَيْتُ إِلَى السَّهْمِ الَّذِي فِي وَجْنَتِهِ لِأَنْزِعَهُ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ:

(۱) ابن سعد ۳/۱۶۲

(۲) ابن سعد ۳/۱۶۲

(۳) ابن ہشام ۲/۸۱، تاریخ طبری ۲/۵۱۵

(۴) صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ ۴۶۴۱

نَشَدْتُكَ بِاللهِ يَا أَبَا بَكْرٍ إِلَّا تَرَكْتَنِي،فَأَخَذَ السَّهْمَ بِفِيهِ، وَجَعَلَ يُنَضْنِضُهُ، وَيَكْرَهُ أَنْ يُؤْذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَلَّهُ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (کہ جب ہم مشرکین کا گھیرا توڑ کر پہنچے تو) میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک اور پیشانی تیروں سے زخمی ہو چکے ہیں اور لوہے کی خود کی دو کڑیاں آپ کی پیشانی میں پیوست ہیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان ٹوٹی ہوئی کڑیوں کو نکالنا چاہا تو ابو عبیدہ الجراح نے کہا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں یہ کڑیاں مجھے نکالنے دیں، پھر انہوں نے اپنے دانتوں سے ایک کڑی پکڑی اور آہستہ آہستہ باہر کی طرف نکالنا شروع کی تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور بالآخر انہوں نے وہ کڑی باہر نکال دی لیکن اس کوشش میں خود ان کا ایک نچلا دانت بھی گر گیا، اب میں نے دوسری کڑی نکالنی چاہی تو پھر ابو عبیدہ الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں مجھے دوسری کڑی بھی نکالنے دیں، پھر انہوں نے پہلی کڑی کی طرح دوسری کڑی کو بھی اپنے دانتوں سے پکڑ کر آہستہ آہستہ باہر نکال دیا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور ان کی اس کوشش میں ان کا دوسرا دانت بھی گر گیا اور ان کے لئے عیب کی بجائے حسن و جمال کا سبب بن گئے کیونکہ ان کے یہ ٹوٹے ہوئے دانت سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت نظر آتے تھے۔ [1]

یہ وہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ:عَائِشَةُ، قِيلَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ:أَبُو بَكْرٍ، قِيلَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:عُمَرُقِيلَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی ایسا ہے جس سے آپ محبت کرتے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے عرض کی مردوں میں سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں، میں نے عرض کی پھر کس سے ،فرمایا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، میں نے پھر عرض کی پھر کس سے فرمایا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے۔ [2]

جنہیں عاقب اور سید کی فرمائش پر امین بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کی طرف بھیجا تھا، جنہیں آپ نے امین امت کا خطاب فرمایا تھا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کا امین ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ [3]

ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ان دس خوش بخت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں جنہیں ان کی زندگی میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے جنت کی بشارت دے دی تھی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَشَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ،

---

[1] صحیح ابن حبان ۶۹۳۸،۱۵

[2] صحیح ابن حبان ۶۹۹۸

[3] صحیح ابن حبان۷۰۰۱

وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَابْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ.

عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس صحابی جنتی ہیں، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، اور سیدنا علی مرتضیٰ جنتی ہیں، اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، اور طلحہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، اور ابن عوف رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، اور سعد رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔ [1]

وَلَمَّا مَصَّ مالك أبو أبي سعيد الخدري جُرْحَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَنْقَاهُ قَالَ لَهُ:مُجَّهُ ، قَالَ: وَاللَّهِ لَا أَمُجُّهُ أَبَدًا ثُمَّ أَدْبَرَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار سے رستے خون کو چوس کر صاف کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے تھوک دو، انہوں نے عرض کیا واللہ! میں اسے ہرگز نہیں تھوکوں گا اور پھر جا کر دشمنوں سے قتال کرنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہئے تو وہ انہیں دیکھے، آخر دشمنوں سے لڑتے لڑتے وہ شہید ہو گئے۔ [2]

عتبہ بن ابی وقاص کے بھائی سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کی تمنا تھی کہ وہ اپنے مشرک بھائی کو قتل کر ڈالیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کیا ہے۔

قال حاطب: لما رأيت ما فعل عتبة بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قلت لرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أين توجه عتبة؟ فأشار النبي صلى الله عليه وسلم إلى حيث توجه فمضيت حتى ظفرت به، فضربته بالسيف فطرحت رأسه، فنزلت وأخذت فرسه وسيفه

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہ منظر دیکھا جو عتبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تو میں عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! عتبہ کس طرف گیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کیا تو حاطب فرماتے ہیں کہ میں ان کے پیچھے ہولیا یہاں تک کہ میں نے انہیں پاکر اپنی تلوار سے وار کر کے اس کا سر اس کے تن سے جدا کر دیا اس کے بعد میں نے اس کی تلوار اور گھوڑے پر قبضہ کر لیا۔ [3]

سهيل بن حنيف رضي الله عنه، وكان ممن ثبت مع النبي صلى الله عليه وسلم في هذا اليوم الذي هو يوم أحد. قال بعضهم: وكان بايعه صلى الله عليه وسلم يومئذ على الموت، فثبت معه صلى الله عليه وسلم حتى انكشف الناس عنه،

سہل رضی اللہ عنہ بن حنیف بھی بڑے اچھے تیرانداز تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی، اور پھر اوپر چڑھے چلے آنے

---

[1] صحیح ابن حبان ۷۰۰۲

[2] زادالمعاد ۳/۱۸۸ ،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳/۲۶۶،شرح الزرقانی علی المواهب ۵/۵۴۶

[3] السيرة الحلبية ۲/۳۱۷

والے دشمنوں پر پل پڑے اور انہیں کافی دور تک دھکیل دیا۔ (۱)

عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف بھی ان لوگوں میں شامل تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کر رہے تھے، اس دوران انہوں لڑتے لڑتے منہ پر چوٹ لگی جس سے ان کا دانت ٹوٹ گیا

وجرح يَوْمئِذٍ عَبْد الرَّحْمَن بْن عَوْف نَحْو عشْرِين جِرَاحَة بَعْضهَا فِي رجله، فعرج مِنْهَا

اس دوران انہیں جسم کے مختلف حصوں پر بیس (۲۰) یا اس سے زیادہ زخم آئے، پاؤں کے زخموں کی وجہ سے وہ لنگڑے ہو گئے۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم . قَالَتْ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لأَزْوَاجِهِ إِنَّ الَّذِي يُحَافِظُ عَلَيْكُنَّ بَعْدِي لَهُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ. اللَّهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ.

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواج سے فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد جو شخص تم لوگوں کا محافظ ہو گا وہ صادق اور نیکو کار ہو گا، اے اللہ! عبد الرحمٰن بن عوف کو سلسبیل جنت سے سیراب کر۔ (۳)

حَمَلَ هُوَ وَابْنُهُ خَلادٌ حين انكشف المسلمون فقتلا جميعا

عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ بھی اپنے بیٹے خلاد رضی اللہ عنہ کو ساتھ لئے دشمن کی صفوں میں گھس گئے، دونوں ثابت قدمی سے لڑے اور لڑتے لڑتے آخر کار شہید ہو گئے۔ (۴)

عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے غلام سلیم رضی اللہ عنہ بھی تھے، یہ بھی ان کے ساتھ نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے، عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ اگرچہ آخری عمر میں مسلمان ہوئے تھے اور مسلمان کی حیثیت سے صرف تین سال زندہ رہے، اس کے باوجود بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ:

عن قتادة: كُنْتَ يَوْم أُحد أَتْقَى السِّهَامُ بِوَجْهِي دُون وَجْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَكَانَ آخِرهَا سَهْمًا نَدَرتْ مِنْهُ حَدَقَتِي فَأَخَذْتها بِيَدِي وَسَعَيْت إِلى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَلَمَّا رَآهَا فِي كُفِّي دَمَعَتْ عَيْنَاهُ

اس دن ایک واقعہ یہ بھی ہوا قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قبیلہ بنو ظفر کے قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر دشمن کے تیروں کی بوچھاڑ کو اپنے جسم پر روک رہے تھے کہ ان کی آنکھ میں دشمن کا تیر آ کر لگا جس سے وہ آنکھ کا ڈھیلا پپوٹے کے اندر سے نکل

(۱) السيرة الحلبية ۲/۳۱۳، نور اليقين فى سيرة سيد المرسلين ۱/۱۳۴

(۲) جوامع السيرة ۱/۱۲۸، الدرر فى اختصار المغازى والسير ۱/۱۵۰

(۳) ابن سعد ۳/۹۸

(۴) عيون الاثر ۲/۲۷

کر چہرے پر ڈھلک آیا جسے وہ تھام کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ یہ دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے، اور ان کے حق میں دعا فرمائی،

فَقَال :اللهُمَّ قِ قَتَادَة، كَمَا وَقَى وَجْهُ نَبِيّك, فَاجْعَلْهَا أَحْسَن عَيْنَيْهِ وَأَحَدَّهُمَا نَظَرًا،فَكَانَت أَحْسَن عَيْنَيْهِ وَأَحَدُهُمَا أقواهمانَظَرًا

اے اللہ! جس طرح قتادہ نے تیرے نبی کے چہرہ کی حفاظت کی ہے اسی طرح تو اس کے چہرہ کو محفوظ رکھ، اور اس کی اس آنکھ کو دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور تیز نظر بنا دے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ڈھلکے ہوئے ڈھیلے کو اپنے ہاتھ مبارک سے اٹھا کر پپوٹے کے اندر کر دیا، اس کے بعد ان کی دونوں آنکھوں میں یہی آنکھ زیادہ خوبصورت لگتی تھی، اور اس کی بینائی بھی زیادہ تیز تھی۔ [1]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ،فقال له:إِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ وَلَكَ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَكَ ،فَقَالَ إِنّ لِي امْرَأَةً أُحِبّهَا، وَأَخْشَى إِنْ رَأَتْنِي أَنْ تَقْذَرَنِي ، فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ وَرَدّهَا إِلَى مَوْضِعِهَا، وَقَالَ اللهُمّ اكْسِبْهُ جَمَالًا، فَكَانَتْ أَحَسَنَ عَيْنَيْهِ وَأَحَدّهُمَا نَظَرًا، وَكَانَتْ لَا تَرْمَدُ إِذَا رَمِدَتْ الْأُخْرَى

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب قتادہ اپنے ڈھلے کو چہرہ پر دبائے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو اس پر صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہئے تو اس ڈھلے کو اسی جگہ رکھ کر تیرے لئے دعا کروں، قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ایک بیوی ہے جس سے میں بہت پیار کرتا ہوں اگر میں ایک آنکھ سے محروم ہو گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے گی، ان کی یہ بات سن کر آپ نے ان کا ڈھیلا اپنی جگہ پر رکھ دیا اور دعا فرمائی اے اللہ اس کو حسن و جمال عطا فرما، اس کے بعد ان کی دونوں آنکھوں میں یہی آنکھ زیادہ خوبصورت لگتی تھی اور اس کی بینائی بھی زیادہ تیز تھی دوسری آنکھ کبھی آشوب کر آتی مگر یہ آنکھ ہمیشہ آشوب سے محفوظ رہی۔ [2]

صحابیات کی کارگزاری:

صحابیہ بھی اس معرکہ میں پیچھے نہیں رہیں اور انہوں نے بھی جاں نثاری میں تاریخ رقم کی۔

وقاتلت أم عمَارَة الْأَنْصَارِيَّة، وَهِي نسيبة بنت كَعْب قتالا شَدِيدا، وَضربت عَمْرو بْن قمْئَة بِالسَّيْفِ ضربات فوقاه دِرْعَانِ كَانَتَا عَلَيْهِ وضربها عَمْرو بِالسَّيْفِ فجرحها جرحا عَظِيما على عاتقها

نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا زوجہ زید بن عاصم (ام عمارہ) رضی اللہ عنہا بھی رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے بڑی غیر معمولی بہادری سے مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ لڑائی کر رہی تھیں، وہ لڑتے لڑتے عبد اللہ بن قمیہ لیثی جس نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں کے سامنے آ گئیں اور اس کے آگے دیوار بن گئیں، ابن قمیہ نے انہیں نیزوں کے کچوکوں اور تلوار کے وار سے بارہ زخم لگائے، آخر ابن قمیہ نے ان کے کندھے پر تلوار

[1] المواهب اللدينة۲۹۹٫۲ ، شرح الزرقانی علی المواهب۴۲۸٫۲،السيرة الحلبية ۳۴۲٫۲

[2] شرح الزرقانی علی المواهب۴۳۲٫۲،المعجم الكبير للطبرانی ۱۱۳۵۲، ۱۵۷٫۱۱، البداية النهاية۱۶۰٫۶، الروض الانف۶٫۸

کاوار کیا جس سے انہیں گہرا زخم آیا اور ران کا ایک ہاتھ ضائع ہو گیا، ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی تلوار سے اسے کئی مہلک زخم لگائے مگر زرہوں کی وجہ سے بچ گیا۔ (۱)

قال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في حقها مَا الْتَفَتُّ يَمِينًا وَلا شِمَالا يوم أحد إلا ورأيتها تُقَاتِلُ دُونِي اهـ أي وقد جرحت رَضِيَ الله عَنْهُما اثني عشر جرحا بين طعنة برمح أو ضربة بسيف

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کے متعلق فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ دائیں بائیں کسی طرف متوجہ ہوئے بغیر وہ صرف میرے بچاؤ کے لئے لڑتی رہیں اور نیزوں کے کچوکوں اور تلوار کے وار سے ان خاتون کے جسم پر بارہ زخم آئے تھے۔ (۲)

أُمّ عمارة نسيبة بنت كعب .سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ: مَا الْتَفَتُّ يَمِينًا وَلا شِمَالا إلا وَأَنَا أَرَاهَا تُقَاتِلُ دُونِي

ام عمارہ رضی اللہ عنہا بنت کعب سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا غزوہ احد کے دن میں دائیں بائیں جس طرف نظر ڈالتا تھا، ام عمارہ ہی ام عمارہ لڑتی نظر آتی تھیں۔ (۳)

قَالَتْ أُمُّ عُمَارَةَ: قَدْ رَأَيْتُنِي وَانْكَشَفَ النَّاسُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ فَمَا بَقِيَ إِلا فِي نُفَيْرٍ مَا يُتِمُّونَ عَشَرَةً. وَأَنَا وَابْنَايَ وَزَوْجِي بَيْنَ يَدَيْهِ نَذُبُّ عَنْهُ. وَالنَّاسُ يَمُرُّونَ بِهِ مُنْهَزِمِينَ.وَرَآنِي لا تُرْسَ مَعِي فَرَأَى رَجُلا مُوَلِّيًا مَعَهُ تُرْسٌ فَقَالَ لِصَاحِبِ التُّرْسِ: أَلْقِ تُرْسَكَ إِلَى مَنْ يُقَاتِلُ. فَأَلْقَى تُرْسَهُ فَأَخَذْتُهُ فَجَعَلْتُ أَتَتَرَّسُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ.

عمارہ بن غزیہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ مسلمان انہیں چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس دس آدمی بھی باقی نہیں ہیں، میں اور میرے شوہر اور دونوں بیٹے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی حفاظت و دفاع میں کھڑے ہو گئے، اور لوگ شکست خوردہ حالت میں قریب سے گزر رہے تھے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دیکھا کہ میرے پاس ڈھال نہیں ہے، اتنے میں ایک آدمی پشت پھیر کر بھاگتا ہوا نظر آیا جس کے پاس ڈھال تھی، جب وہ قریب سے گزرا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس ڈھال والے سے فرمایا ڈھال لڑنے والے کے لیے چھوڑ جاؤ، اس نے ڈھال پھینک دی، میں نے اسے اٹھالیا اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی حفاظت میں اسے استعمال کرنے لگی،

وَإِنَّمَا فَعَلَ بِنَا الأَفَاعِيلُ أَصْحَابُ الْخَيْلِ. لَوْ كَانُوا رَجَّالَةً مِثْلَنَا أَصَبْنَاهُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ. فَيُقْبِلُ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ فَضَرَبَنِي وَتَتَرَّسْتُ لَهُ فَلَمْ يَصْنَعْ سَيْفُهُ شَيْئًا. وَوَلَّى. وَأَضْرِبُ عُرْقُوبَ فَرَسِهِ فَوَقَعَ عَلَى ظَهْرِهِ.فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم يصيح: يا بن أُمِّ عُمَارَةَ أُمُّكَ أُمُّكَ! قَالَتْ: فَعَاوَنَنِي عَلَيْهِ حتى أوزدته شَعُوبٌ.

اس موقع پر ہمارا مقابلہ گھڑسواروں سے ہوا، اگر وہ ہماری طرح پیدل ہوتے تو ان شاء اللہ ہم ہی ان پر غالب آتے، ان میں سے ایک نے

---

(۱) الدرر فی اختصار المغازی والسیر ۱۴۹/۱، جوامع السيرة ۱۴۸/۱

(۲) السيرة الحلبية ۳۱۴/۲

(۳) ابن سعد ۳۰۹/۸

مجھ پر حملہ کر دیا میں نے اس کا حملہ اپنی ڈھال پر روکا، اور اس کی تلوار میرا کچھ نہ بگاڑ سکی، وہ پشت پھیر کر چلا تو میں نے اس کے گھوڑے کے پاؤں پر حملہ کر دیا، جس کی وجہ سے وہ گھوڑے پر سے گر پڑا، نبی کریم ﷺ یہ ماجرا دیکھ رہے تھے آپ ﷺ نے بلند آواز سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو پکار کر کہا اے ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے! اپنی ماں کی مدد کرو، وہ فوراً میری مدد کے لیے لپکے اور میں اسے گھاٹی میں دھکیل آئی۔ [1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: جُرِحْتُ يَوْمَئِذٍ جُرْحًا فِي عَضُدِي الْيُسْرَى. ضَرَبَنِي رَجُلٌ كَأَنَّهُ الرَّقْلُ وَلَمْ يُعَرِّجْ عَلَيَّ وَمَضَى عَنِّي. وَجَعَلَ الدَّمُ لا يَرْقَأُ.فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: اعْصِبْ جُرْحَكَ. فَتُقْبِلُ أُمِّي إِلَيَّ وَمَعَهَا عَصَائِبُ فِي حَقْوَيْهَا قَدْ أَعَدَّتْهَا لِلْجِرَاحِ فَرَبَطَتْ جُرْحِي. وَالنَّبِيُّ وَاقِفٌ يَنْظُرُ إِلَيَّ. ثُمَّ قَالَتْ: انْهَضْ بُنَيَّ فَضَارِبِ الْقَوْمَ.فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَمَنْ يُطِيقُ مَا تُطِيقِينَ يَا أُمَّ عُمَارَةَ!

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن زید سے مروی ہے غزوہ احد میں میرے بائیں بازو میں زخم آ گیا تھا یہ زخم مجھے کھجور کے تنے کی طرح ایک لمبے آدمی نے لگایا تھا، لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا بلکہ پاس سے گزر گیا، لیکن زخم کا خون کسی طرح بند نہ ہو رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زخم پر پٹی باندھ لو، پس میری والدہ میری طرف آئیں ان کے پاس کئی ایک پٹیاں تھیں جو ان کے ازار میں بندھی ہوئی تھیں، اور انہوں نے یہ زخموں پر باندھنے کی غرض سے ساتھ لے لی تھیں، انہوں نے ایک پٹی میرے زخم پر باندھ دی، نبی کریم ﷺ کھڑے میری طرف دیکھ رہے تھے، میری والدہ نے کہا میرے بیٹے! اٹھو اور کفار سے جنگ کرو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ام عمارہ رضی اللہ عنہا! کیا یہ تمہاری طرح لڑنے کی طاقت رکھتا ہے؟

قَالَتْ:وَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي ضَرَبَ ابْنِي. فَقَالَ رَسُولُ الله: هَذَا ضَارِبُ ابْنِكِ. قَالَتْ:فَأَعْتَرِضُ لَهُ فَأَضْرِبُ ساقه فبرك. قالت: فرأيت رسول الله يَتَبَسَّمُ حَتَّى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ وَقَالَ: اسْتَقَدْتِ يَا أُمَّ عُمَارَةَ. ثُمَّ أَقْبَلْنَا نَعُلُّهُ بِالسِّلاحِ حَتَّى أتينا على نفسه. فقال النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي ظَفَرَكِ وَأَقَرَّ عَيْنَكِ مِنْ عَدُوِّكِ وَأَرَاكِ ثَأْرَكِ بِعَيْنِكِ .

ام عمارہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اتنے میں وہ شخص سامنے آیا جس نے میرے بیٹے کو زخمی کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جس نے تمہارے بیٹے کو زخمی کیا تھا، پس میں نے یہ سن کر اس شخص پر حملہ کر دیا اور اس کی ٹانگ پر زوردار ضرب لگائی، جس کی وجہ سے وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ مسکرا رہے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اندرونی دانت مبارک نظر آنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا اے ام عمارہ رضی اللہ عنہا! تم نے اپنے بیٹے کا بدلہ لے لیا، پھر ہم نے اسلحہ سے حملہ کر کے اسے جہنم کی راہ دکھا دی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے تمہیں کامیابی عطا فرمائی، دشمن کی طرف سے تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب فرمائی، اور تمہاری آنکھوں سے تمہیں انتقال کا منظر دکھایا۔ [2]

قَالَتْ:أُدْعُ اللهَ أَنْ نُرَافِقَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: اللهُمّ اجْعَلْهُمْ رُفَقَائِي فِي الْجَنَّةِ،قَالَتْ: مَا أُبَالِي مَا أَصَابَنِي مِنْ الدّنْيَا

[1] ابن سعد ۸٫۳۰۹

[2] ابن سعد ۸٫۳۰۹

کیمپ میں پہنچ کر نسیبہ ؓ نے نبی ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ جنت میں ہمیں آپ کا ساتھ نصیب ہو آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ان سب کو جنت میں میرا ساتھی بنانا، یہ سن کر ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور نسیبہ ؓ نے کہا اب مجھے دنیا کی کسی مصیبت کی بھی پرواہ نہیں رہی۔ [۱]

انہوں نے ہی رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ میں دیکھتی ہوں کہ ہر چیز مردوں کے لئے ہے عورتوں کا کہیں ذکر نہیں آتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۳۵ [۲]

ترجمہ: بالیقین! جو مرد اور جو عورتیں مسلم ہیں، مومن ہیں، مطیع فرمان ہیں، راست باز ہیں، صابر ہیں، اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں، صدقہ دینے والے ہیں، روزہ رکھنے والے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں، اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے۔

أُمَّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا لَا نُذْكَرُ فِي الْقُرْآنِ كَمَا يُذْكَرُ الرِّجَالُ؟ قَالَتْ: فَلَمْ يَرُعْنِي مِنْهُ يَوْمًا إِلَّا وَنِدَاؤُهُ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ. قَالَتْ: وَأَنَا أُسَرِّحُ رَأْسِي، فَلَفَفْتُ شَعْرِي، ثُمَّ دَنَوْتُ مِنَ الْبَابِ، فَجَعَلْتُ سَمْعِي عِنْدَ الْجَرِيدِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: {**إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ**} [۳] هَذِهِ الْآيَةَ. قَالَ عَفَّانُ: {**أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا**} [۴]

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! جس طرح مردوں کا ذکر قرآن میں ہوتا ہے ہم عورتوں کا ذکر کیوں نہیں ہوتا، ابھی اس بات کو ایک ہی دن گزرا تھا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر اے لوگو! کا اعلان کرتے ہوئے سنا، میں اپنے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی میں نے اپنے بال لپیٹے اور دروازے کے قریب ہو کر سننے لگی، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بالیقین! جو مرد اور جو عورتیں مسلم ہیں، مومن ہیں، مطیع فرمان ہیں، راست باز ہیں، صابر ہیں، اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں، صدقہ دینے والے ہیں، روزہ رکھنے والے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے

[۱] مغازی واقدی ۱/۲۷۳، السیرۃ الحلبیۃ ۲/۳۱۴

[۲] الاحزاب ۳۵

[۳] الأحزاب: 35

[۴] الأحزاب: 35

والے ہیں، اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔"(۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافی زخمی ہو چکے تھے،

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ، وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تُنْقِزَانِ القِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ القَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآَنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ القَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلاَثًا

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ اور اپنی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا (اس وقت تک پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا) کہ انہوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا ہوا ہے جس کے باعث میں ان کی پازیبیں دیکھتا تھا، وہ جاتیں اور اپنی پیٹھ پر پانی کے مشکیزے اٹھا کر لاتیں، سپاہیوں کو پلا کر پھر جاتیں اور مشکیزے بھر کر ان کو پانی پلاتیں، وہ دوران جنگ یہی کام کرتی رہیں، اور اس روز ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین دفعہ تلوار گری۔(۲)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں هَذَا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ قَبْلَ أَمْرِ النِّسَاءِ بِالْحِجَابِ وَتَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَيْهِنَّ

یہ واقعہ غزوہ احد کے موقع پر پیش آیا تھا اس وقت عورتوں کو حجاب کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھنے کی حرمت اتری تھی۔(۳)

بعد کے کسی غزوے میں عورتوں کا اس طرح میدان جنگ میں کام کرنا ثابت نہیں، بلکہ غزوہ خیبر کے موقع پر کچھ عورتیں اس مقصد کے لیے گھروں سے نکلیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناگواری کا اظہار فرمایا، اور انہیں واپس گھروں کو بھیج دیا، اور پھر کبھی عورتوں کو میدان جنگ میں نہ جانے دیا۔ اسی طرح ابوسعد خدری رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیط رضی اللہ عنہا بھی مشکیزہ میں پانی لا لا کر زخمیوں کو پلا رہی تھیں،

وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الأَنْصَارِ، مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،قَالَ عُمَرُ: فَإِنَّهَا كَانَتْ تُزْفِرُ لَنَا القِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ

ام سلیط رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ احد میں وہ ہمارے لئے پانی کی مشک بھر بھر کر لاتی تھیں(۴)

اسی طرح دوسری خواتین بھی مجاہدین کی خدمت کر رہی تھیں۔

---

(۱) مسند احمد ۲۶۵۷۵، السنن الکبری للنسائی ۱۱۳۴۱

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ المُؤْمِنُونَ ۴۰۶۴، کتاب مناقب الانصار بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۸۱۱ ،وكِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ غَزْوِ النِّسَاءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ ۲۸۸۰، صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ غَزْوَةِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ ۴۶۸۳

(۳) شرح النووی علی مسلم ۱۲/۱۸۹

(۴) ۔صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ ذِكْرِ أُمِّ سَلِيطٍ ۴۰۷۱، وكِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ حَمْلِ النِّسَاءِ القِرَبَ إِلَى النَّاسِ فِي الغَزْوِ عن عمر ۲۸۸۱

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ، قَالَتْ:كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي وَنُدَاوِي الجَرْحَى، وَنَرُدُّ القَتْلَى إِلَى المَدِينَةِ

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم (دوسری مسلمان عورتیں کے ساتھ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (غزوہ میں) شریک ہوتی تھیں ،مسلمان زخمی فوجیوں کو پانی پلاتے تھے،زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے تھے اور جو لوگ شہید ہو جاتے انہیں مدینہ منورہ منتقل کرتی تھیں۔ (۱)

وانهزمت طائفة منهم حتى دخلت المدينة، فلقيتهم أم أيمن رضي الله عنها فجعلت تحثو التراب في وجوههم وتقول لبعضهم: هاك المغزل فاغزل به، وهلم سيفك -:أي أعطني سيفك، وفيه أن أم أيمن كانت في الجيش تسقي الجرحى،أي فقد جاء أن حباب بن العرقة رمى بسهم فأصاب أم أيمن وكانت تسقي الجرحى فوقعت وتكشفت فأغرق عدوّ الله في الضحك ،

انہی عورتوں میں ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی تھیں انہوں نے جب میدان جنگ سے بھاگے ہوئے مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں گھستے ہوئے دیکھا تو ان کے چہروں پر مٹی پھینکنے لگیں اور کہنے لگیں تم لوگ یہ سوت کاتنے کا تکلا لو اور تلوار ہمیں دے دو، اس کے بعد تیزی سے میدان جنگ میں پہنچ گئیں اور زخمیوں کو پانی پلانے لگیں،ان پر حباب بن عرقہ نے تیر چلایا جس سے وہ گر پڑیں اور ان کا پردہ کھل گیا،یہ دیکھ کر اس نے زوردار قہقہہ لگایا،

فشق ذلك على رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فدفع إلى سعد سهما لا نصل له وقال ارم به،فوقع السهم في نحر حباب فوقع مستلقيا حتى بدت عورته فضحك صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حتى بدت نواجذه، ثم قال: استقاد لها سعد أجاب الله دعوته

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بہت ناگوار گزری،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک بے ریش تیر دے کر فرمایا اسے چلاؤ ،چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ نے اس بے ریش تیر کو چلایا جو حبان کے حلق پر جا کر لگا اور وہ چت گر گیا،اور اس کا پردہ کھل گیا،یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہنسے کہ جڑ کے دانت دکھائی دینے لگے اور فرمایا سعد رضی اللہ عنہ نے ام ایمن کا بدلہ چکا دیا اللہ ان کی دعا قبول فرمائے۔ (۲)

اللہ کی مدد:

اس نازک ترین موقعہ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بھی مدد فرمائی۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَمَعَهُ رَجُلاَنِ يُقَاتِلاَنِ عَنْهُ، عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ، كَأَشَدِّ القِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلاَ بَعْدُ

چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص سے مروی ہے غزوہ احد کے موقع پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے ساتھ دو اور اصحاب (یعنی

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مُدَاوَاةِ النِّسَاءِ الجَرْحَى فِي الغَزْوِ ۲۸۸۲، وبَابُ رَدِّ النِّسَاءِ الجَرْحَى وَالقَتْلَى إِلَى المَدِينَةِعن ربيع ۲۸۸۳

(۲) السيرة الحلبية۲،۳۰۹

جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کو جو انسانی صورت میں) آئے ہوئے تھے، وہ آپ کو اپنی حفاظت میں لے کر کفار سے بڑی سختی سے لڑ رہے تھے، انہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد ان کو کبھی نہیں دیکھا۔ (۱)

جب مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تیروں کی بارش کر دی

وَقَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ يَقُولُ: شَهِدْتُ أُحُدًا، فَنَظَرْتُ إِلَى النَّبْلِ يَأْتِي مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَهَا، كُلُّ ذَلِكَ يُصْرَفُ عَنْهُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ عبد الله بن شهاب الزهري، يَقُولُ يَوْمَئِذٍ: دُلُّونِي عَلَى مُحَمَّدٍ، لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَا، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِهِ مَا مَعَهُ أَحَدٌ، ثُمَّ جَاوَزَهُ،

تو نافع بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے مہاجرین میں سے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا ہے، میں احد کے میدان میں حاضر تھا میں دیکھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چاروں طرف سے تیر پڑ رہے تھے، آپ درمیان میں کھڑے تھے مگر تیر آپ کو لگنے کے بجائے ادھر ادھر جا پڑتے تھے، اور میں نے عبد اللہ بن شہاب زہری کو دیکھا ہے وہ اس دن کہہ رہا تھا مجھے بتاؤ محمد کہاں ہے؟ اگر وہ بچ کر نکل گیا تو میں نہیں بچوں گا، اس وقت آپ اس کے قریب ہی کھڑے تھے، یہ شخص آپ کے قریب سے گزر گیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکا،

فَعَاتَبَهُ فِي ذَلِكَ صفوان، فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُهُ، أَحْلِفُ بِاللَّهِ، إِنَّهُ مِنَّا مَمْنُوعٌ، فَخَرَجْنَا أَرْبَعَةً، فَتَعَاهَدْنَا، وَتَعَاقَدْنَا عَلَى قَتْلِهِ، فَلَمْ نَخْلُصْ إِلَى ذَلِكَ.

بعد میں صفوان نے اس کو ملامت کی تو بولا واللہ! میں نے اس کو نہیں دیکھا، اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کا رب اس کی حفاظت کر رہا تھا، ہم چار آدمی قسم کھا کر اور ایک دوسرے سے عہد کر کے نکلے تھے کہ اس کو ضرور قتل کر دیں گے، مگر اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ (۲)

قَالَ الْحَارِثُ بْنُ الصِّمَّةِ: سَأَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَهُوَ فِي الشِّعْبِ:هَلْ رَأَيْتَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْتُهُ إِلَى جَنْبِ الْجُبَيْلِ، وَعَلَيْهِ عَسْكَرٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَهَوَيْتُ إِلَيْهِ لِأَمْنَعَهُ، فَرَأَيْتُكَ، فَعَدَلْتُ إِلَيْكَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَا إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُقَاتِلُ مَعَهُ،

حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غزوہ احد کے روز جس وقت آپ گھاٹی میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم نے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ پہاڑ کی طرف کفار کے نرغہ میں تھے، میں نے ان کی مدد کو جانا چاہا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑی تو ادھر آ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر مشرکین سے لڑائی کر رہے ہیں،

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۴۰۵۴، وکِتَابُ اللِّبَاسِ بَابُ الثِّيَابِ الْبِيضِ ۵۸۲۶، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي قِتَالِ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ ۶۰۰۴، مسنداحمد ۱۴۶۸، زادالمعاد ۳/۱۸۲، البداية والنهاية ۴/۲۸

(۲) زادالمعاد ۳/۱۸۸، البداية والنهاية ۴/۳۴، مغازی واقدی ۱/۲۳۸، دلائل النبوة للبیهقی ۳/۲۶۴، السيرة النبوية لابن كثير ۳/۵۹

قَالَ الْحَارِثُ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَأَجِدُهُ بَيْنَ نَفَرٍ سَبْعَةٍ صَرْعَى، فَقُلْتُ لَهُ: ظَفِرَتْ يَمِينُكَ، أَكُلَّ هَؤُلَاءِ قَتَلْتَهُ؟ قَالَ: أَمَّا هَذَا لِأَرْطَأَةَ بْنِ عَبْدِ شُرَحْبِيلَ، وَهَذَانِ فَأَنَا قَتَلْتُهُمَا، وَأَمَّا هَؤُلَاءِ فَقَتَلَهُمْ مَنْ لَمْ أَرَهُ ،قُلْتُ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ

حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو دیکھا کہ مشرکین کی سات لاشیں ان کے سامنے پڑی ہیں انہوں نے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا ان سب کو آپ نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ارطاط بن عبد شرجیل اور فلاں فلاں کو تو میں نے ہلاک کیا ہے باقی مشرکوں کے قاتل مجھے نظر نہیں آئے، یہ سن کر حارث رضی اللہ عنہ پکار اٹھے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل صحیح فرمایا تھا۔[1]

اطمینان بخش غنودگی:

اس نازک ترین وقت کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے غزوہ بدر کی طرح اس غزوہ میں بھی امن وسکون کے لئے بعض صحابہ پر اطمینان بخش غنودگی طاری کر دی، یہ لوگ کھڑے کھڑے اونگنے لگے، جس سے وہ ان کے دلوں سے کافروں کا خوف وہراس، دہشت اور گھبراہٹ یکلخت دور ہوگئی، البتہ منافقین کے گروہ کو سخت اضطراب تھا اور صرف اپنی جان بچانے کی فکر دامن گیر تھی ان کو اونگھ نہ آئی۔

عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:كُنْتُ فِيمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أُحُدٍ حَتَّى سَقَطَ سَيْفِي مِنْ يَدِي مِرَارًا يَسْقُطُ وَآخُذُهُ وَيَسْقُطُ فَآخُذُهُ

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہیں غزوہ احد کے موقع پر اونگھ نے آگھیرا تھا اور اسی حالت میں میری تلوار کئی مرتبہ (ہاتھ سے چھوٹ کے بے اختیار) گر پڑتی تھی، میں اسے اٹھالیتا، پھر گر جاتی اور میں اسے پھر اٹھالیتا۔[2]

عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: رَفَعْتُ رَأْسِي يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ، وَمَا مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلاَّ يَمِيدُ تَحْتَ حَجَفَتِهِ مِنَ النُّعَاسِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: {ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا}.

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے غزوہ احد کے دن سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر شخص کا سر اونگھ کے سبب جھکا جاتا تھا، پس یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا، ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا۔[3]

کیمپ کی طرف واپسی:

مشرکین کی ہر ممکن کوشش تھی کہ ان مٹھی بھر مسلمانوں کو گھیرے میں لے کر ہمیشہ کے لیے ان کا صفایا کر دیں اور بعد میں سکھ چین کی بانسری

[1] معرفة الصحابه لابی نعیم۲/۷۷۱،تاریخ دمشق لابن عساکر۳۵/۲۵۶،الخصائص الکبری۱/۳۵۵، السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون۲/۳۴۳، شرح الزرقانی علی المواهب ۲/۴۵۹،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۴/۲۰۵، معجم الصحابة لابن قانع۱/۱۷۹

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللهِ غَيْرَ الحَقِّ ظَنَّ الجَاهِلِيَّةِ عن انس وابی طلحه ۴۰۶۸، وکتاب التفسیر سوره آل عمران بَابُ قَوْلِهِ أَمَنَةً نُعَاسًا۴۵۶۲، صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ غَزْوَةِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ۴۶۸۳

[3] جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ۳۰۰۷

بجائیں، مشرکین کی یہ چال بھانپ کر رسول اللہ ﷺ نے واپس کیمپ کی طرف ہٹنا شروع کر دیا تا کہ مشرکین اپنے مقصد بد میں کامیاب نہ ہوسکیں، مشرکین نے مسلمانوں کو واپس کیمپ میں جانے سے روکنے کے لئے تابڑ توڑ حملے کیے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کچھ پیچھے ہوئے تو ابو عامر فاسق کے کھودے ہوئے ایک گڑھے میں گر پڑے، اور آپ کے گھٹنے میں موچ اور خراشیں آگئیں، آپ ﷺ کو اس سے باہر نکالنے کے لئے زخموں سے چور چور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اندر کود گئے اور آپ ﷺ کو اپنی آغوش میں لے لیا، اوپر سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے آپ کا ہاتھ تھاما اور آپ ﷺ اس گھڑے سے باہر نکل آئے۔ اسی دوران مشرکین میں سے ایک شہسوار عثمان بن عبد اللہ بن مغیرہ یہ نعرہ لگا کر کہ یا تو رہے گا یا میں رہوں گا، اور رسول اللہ ﷺ کی جانب بڑھا، رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا نعرہ سنا اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ٹھہر گئے، مگر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ کی مہلت ہی نہ دی، اس کا گھوڑا ایک گڑھے میں گر پڑا اور حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ نے اس کے پاؤں پر اس زور کی تلوار چلائی کہ اس کے پاؤں کٹ گئے، اور پھر اسے اس گڑھے ہی میں ٹھنڈا کر کے اس کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا، اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آگے، اتنے میں مشرکین کے ایک اور سوار عبد اللہ بن جابر نے حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور ان کے کندھے پر تلوار چلا کر انہیں شدید زخمی کر دیا، جب وہ نیچے گرے تو مسلمانوں نے انہیں لپک کر اٹھالیا، مگر عبد اللہ بن جابر بھی جانے میں کامیاب نہ ہوسکا، سرخ موت کی پٹی باندھے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اس پر ٹوٹ پڑے اور اپنی تلوار سے اس کا سر گردن سے جدا کر دیا۔ اس طرح مٹھی بھر مجاہدین کا یہ دستہ گھاٹی میں اپنے کیمپ تک جانے میں کامیاب ہو گیا، پھر باقی ماندہ مجاہدین بھی اسی راستہ سے کیمپ تک پہنچ گئے۔

ابی بن خلف کا قتل:

فَلَمَّا أُسْنِدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّعْبِ أَدْرَكَهُ أُبَيُّ ابْن خَلَفٍ وَهُوَ يَقُولُ: أَيْ مُحَمَّدُ، لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَوْتَ،فَقَالَ الْقَوْمُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيَعْطِفُ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَّا؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعُوهُ، فَلَمَّا دَنَا،تَنَاوَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبَةَ مِنْ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ،قَتَلَنِي وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ!

جب رسول اللہ ﷺ واپس گھاٹی میں تشریف لا چکے تو ابی بن خلف جس نے خود اور زرہ پہن رکھی تھی گھوڑے پر سوار ہو کر جوش غضب سے مغلوب ہو کر یہ کہتا ہوا گھاٹی کی طرف آیا کہ آج یا تو وہ زندہ رہے گا یا پھر میں یعنی ہم دونوں میں سے ایک زندہ بچے گا، اس کا یہ خبیث کلمہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم جا کر اس کا مقابلہ کریں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں اسے میرے سامنے آنے دو، جب وہ بہت قریب پہنچ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حارث رضی اللہ عنہ بن صمہ سے ایک چھوٹا سا نیزہ لیا اور اسے جھٹکا دیا جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ادھر ادھر ہو گئے، اور آپ ﷺ اٹھ کر ابی بن خلف کے مقابل پہنچے اور اسے بغور دیکھا، اس کی خود اور زرہ کے درمیان حلق کے پاس تھوڑی سی جگہ کھلی دکھائی دی، آپ ﷺ نے اس جگہ پر ایسا تاک کر نیزہ مارا کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا، جس سے اس کو معمولی چوٹیں آئیں، اسی حالت میں وہ واپس بھاگ کر قریش کے پاس پہنچا، اور کہنے لگا واللہ محمد نے مجھے قتل کر دیا، انہوں نے اسے دلاسا دیا کہ ایسی

کوئی بات نہیں، تمہیں معمولی چوٹوں کے علاوہ کوئی خاص چوٹ نہیں آئی بس صرف تم حوصلہ ہار رہے ہو، ابی بن خلف کہنے لگا وہ مکہ میں مجھے کہہ چکا تھا کہ میں تمہیں قتل کروں گا۔

یہ واقعہ یوں ہے

يَلْقَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَيَقُولُ يَا مُحَمّدُ إنّ عِنْدِي الْعَوْذَ فَرَسًا أَعْلِفُهُ كُلّ يَوْمٍ فَرَقًا مِنْ ذرةٍ أَقْتُلُك عَلَيْهِ ،فَيَقُولُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا أَقْتُلُك إنْ شَاءَ اللهُ،فو الله لَوْ بَصَقَ عَلَيَّ لَقَتَلَنِي

مکہ مکرمہ میں جب اس کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوتی تو وہ بڑی نفرت سے کہتا تھا اے محمد ! میرے پاس عود نامی گھوڑا ہے، جسے میں روزانہ تین صاع دانہ کھلاتا ہوں، اسی گھوڑے پر بیٹھ کر میں تمہیں قتل کروں گا، اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے ان شاء اللہ میں تمہیں قتل کروں گا، اس لئے اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو بھی میری جان چلی جاتی بالآخر جب مکی لشکر مقام سرف یا بطن رابغ پر پہنچا تو وہاں یہ جہنم رسید ہوا۔ [1]

فَجَعَلَ يَخُورُ كَمَا يَخُورُ الثّوْرُ. وَيَقُولُ لَهُ أَصْحَابُهُ: واللّات وَالْعُزّى، لَوْ كَانَ الّذِي بِي بِأَهْلِ ذِي الْمَجَازِ لَمَاتُوا أَجْمَعُونَ!

اس کے ساتھی اس کو اٹھا کر لے جانے لگے تو یہ بیل کی طرح اونچی اونچی آوازیں نکالتا تھا، اور کہتا تھا لات وعزیٰ کی قسم! اس خراش سے جو تکلیف مجھے ہو رہی ہے اگر وہ ذی المجاز کے سارے باشندوں کو ہوتی تو سب کے سب مر جاتے۔ [2]

قَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنِّي لَأَسِيرُ بِبَطْنِ رَابِغٍ بَعْدَ هَوِيٍّ مِنَ اللَيْلِ، إِذَا نَارٌ تَأَجَّجُ لِي فَيَمَّمْتُهَا، وَإِذَا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا فِي سِلْسِلَةٍ يَجْتَذِبُهَا يَصِيحُ الْعَطَشَ، وَإِذَا رَجُلٌ يَقُولُ: لَا تَسْقِهِ هَذَا قَتِيلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَذَا أُبي بن خلف

ایک روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رات کے ایک حصہ میں میں وادی رابغ میں جا رہا تھا کہ مجھے ایک آگ نظر آئی، میں ادھر گیا تو دیکھا کہ ایک آدمی ایک زنجیر گھسیٹتا ہوا اس میں سے نکل رہا ہے اور پیاس پیاس چیخ رہا ہے، اور ایک اور آدمی بھی نظر آیا جو کہہ رہا تھا کہ اسے پانی نہ پلانا اسے رسول اللہ ﷺ نے قتل کیا ہے، یہ ابی بن خلف ہے۔ [3]

رسول اللہ ﷺ نے ابی بن خلف کو قتل کرنے سے پہلے یا بعد کسی کو قتل نہیں کیا۔

آخری حملہ:

جب آپ ﷺ گھاٹی میں اپنے مرکز پر پہنچ گئے تو مشرکین کا ایک دستہ ابو سفیان اور خالد بن ولید کی قیادت میں وہاں چڑھ دوڑا، رسول اللہ ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں دعا فرمائی

اللهمّ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَعْلُونَا!فَقَاتَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَرَهْطٌ مَعَهُ مِنْ الْمُهَاجِرِينَ حَتَّى أَهْبَطُوهُمْ مِنَ الْجَبَلِ

(1) ابن ہشام ۸۴؍۲،تاریخ طبری۵۱۹؍۲، البدایۃ والنہایۃ ۳۵؍۴،الروض الانف ۶؍۶،عیون الآثر ۲۴؍۲، زادالمعاد۱۷۸؍۳

(2) زادالمعاد۱۷۸؍۳،مغازی واقدی ۲۵۲؍۱

(3) زادالمعاد۱۸۸؍۳

اے اللہ! یہ ہم سے اوپر نہ جانے پائیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور مہاجرین کی ایک جماعت نے انہیں لڑ کر پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ [1]

ایک روایت ہے

أَنَّ الْمُشْرِكِينَ صَعِدُوا عَلَى الْجَبَلِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لسعد اجْنُبْهُمْ يَقُولُ: ارْدُدْهُمْ، فَقَالَ: كَيْفَ أَجْنُبُهُمْ وَحْدِي؟ فَقَالَ: ذَلِكَ ثَلَاثًا، فَأَخَذَ سعد سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، فَرَمَى بِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ، قَالَ: ثُمَّ أَخَذْتُ سَهْمِي أَعْرِفُهُ، فَرَمَيْتُ بِهِ آخَرَ فَقَتَلْتُهُ، ثُمَّ أَخَذْتُهُ أَعْرِفُهُ، فَرَمَيْتُ بِهِ آخَرَ فَقَتَلْتُهُ، فَهَبَطُوا مِنْ مَكَانِهِمْ، فَقُلْتُ: هَذَا سَهْمٌ مُبَارَكٌ، فَجَعَلْتُهُ فِي كِنَانَتِي، فَكَانَ عِنْدَ سعد حَتَّى مَاتَ، ثُمَّ كَانَ عِنْدَ بَنِيهِ

جب مشرکین پہاڑ پر چڑھ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کے حوصلے پست کرو یعنی انہیں پیچھے دھکیل دو، انہوں نے عرض کیا میں تنہا ان کے حوصلے کیسے پست کروں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہی بات دہرائی، بالآخر سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور ایک شخص پر چلایا جس سے وہ ڈھیر ہوگیا، سعد رضی اللہ عنہ نے وہ تیر پھر لیا اور اسے ایک دوسرے شخص پر چلایا جس سے اس کا بھی کام تمام ہوگیا، اب اسی تیر کو لیکر تیسرے شخص پر چلایا وہ بھی نشانے پر لگا اور اس نے دم توڑ دیا، اپنے تین ساتھیوں کی موت کے بعد مشرکین پہاڑ سے نیچے اتر گئے، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مبارک تیر ہے اور اسے ترکش میں رکھ لیا، یہ تیر زندگی بھر ان کے ساتھ رہا، اور پھر ان کی اولاد کے پاس رہا۔ [2]

زخموں کا علاج:

فَلَمَّا انْتَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فَمِ الشِّعْبِ خَرَجَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ، حَتَّى مَلَأَ دَرَقَتَهُ مَاءً مِنْ الْمِهْرَاسِ ، فَجَاءَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْرَبَ مِنْهُ، فَوَجَدَ لَهُ رِيحًا، فَعَافَهُ ، فَلَمْ يَشْرَبْ مِنْهُ ، وَغَسَلَ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ، وَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَهُوَ يَقُولُ: اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى مَنْ دَمَّى وَجْهَ نَبِيِّهِ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی گھاٹی پر تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پینے کے لئے پانی بھر کر حاضر کیا، مگر بدبو کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش نہ کیا، اور اپنے چہرے اور سر سے خون کو دھویا اور فرمایا اس شخص پر سخت غضب الٰہی نازل ہوگا جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خوب آلودہ کیا۔ [3]

كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ

ایک روایت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلودہ کر دیا۔ [4]

---

[1] ابن ہشام۸۶؍۲،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۳۷؍۳، الروض الانف ۹؍۶، عیون الآثر۲۴؍۲،تاریخ طبری ۵۲۱؍۲،البدایۃ والنہایۃ۴۰؍۴

[2] زادالمعاد۱۸۴؍۳

[3] ابن ہشام۸۵؍۲،الروض الانف۷؍۶،عیون الآثر۲۴؍۲،تاریخ الخمیس ۴۳۷؍۱،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۷۰؍۳، السیرۃ النبویۃ وأخبار الخلفاء لابن حبان۲۲۶؍۱

[4] السیرۃ النبویۃ وأخبار الخلفاء لابن حبان ۲۲۳؍۱،مغازی واقدی۲۰۴؍۱

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جیسے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں نبیوں میں سے ایک نبی حکایۃً بیان کر رہا تھا کہ جب قوم نے انہیں زخموں سے لہولہان کر دیا تو وہ اپنے چہرے مبارک سے خون صاف کرتے ہوئے فرمارہے تھے اے اللہ! انہیں معاف فرما دے یہ لوگ نہیں جانتے۔ (۱)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زخمی صحابہ رضی اللہ عنہم گھاٹی میں پہنچ گئے

خَرَج النّساء إلى الصّحَابَةِ يُعِنْهُمْ, فَكَانَتْ فَاطِمَةُ فِيمَنْ خَرَجَ، فلمَّالَقِيت النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَنَقَتْهُ, وَجَعَلَتْ تَغْسِل جِرَاحَاتُهُ بِالْمَاءِفَيَزْدَادالدّمُ ، فَلَمَّا رَأَت ذَلِكَ أَخَذَتْ شيئًامِنْ حَصِيرُ أَحْرَقْتَهُ بِالنَّارِ وكمّدته به حَتَّى لَصَق بِالْجُرْحِ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ

توعورتیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرہم پٹی کے لئے نکلیں، فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمی ہونے کا سن کر باہر نکلیں اور آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئیں اور آپ کے زخم دھونے لگیں مگر اس سے خون کا اخراج کچھ زیادہ ہی ہو گیا، یہ دیکھ کر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کھجور کے بورے کا ٹکڑا لیا اور اسے جلا کر اس کی راکھ سے زخموں کو بھر دیا جس سے خون بہنا بند ہو گیا۔ (۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ کی صورت حال کا معائنہ کرنے کے لئے گھاٹی کے اوپر ٹیلے پر چڑھنا چاہا

وقد كان بُدْنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وظاهر بين درعين، فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَنْهَضَ لَمْ يَسْتَطِعْ ، فَجَلَسَ تَحْتَهُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، فَنَهَضَ بِهِ، حَتَّى اسْتَوَى عَلَيْهَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْجَبَ طَلْحَةُ حِينَ صَنَعَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ

مگر خون بہنے سے شدید کمزوری، بھاری بدن اور اوپر تلے پہنی ہوئی دو زرہوں کے بوجھ کی وجہ سے اوپر نہ چڑھ سکے اور رک گئے، یہ دیکھ کر طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوار کر کے کھڑے ہو گئے اس طرح آپ چٹان پر پہنچ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلحہ نے (جنت) واجب کر لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خدمت انجام دی۔ (۳)

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَطِشَ يَوْمَئِذٍ عَطَشًا شَدِيدًا، ذَهَبَ مُحَمّدٌ إِلَى قَنَاةٍ وَأَخَذَ سِقَاءَهُ حَتّى

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ حَدِيثِ الغَارِ ۳۴۷۷، فتح الباری۳۴۷۷

(۲) شرح الزرقانی علی المواهب۲،۳۸۶،صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَا أَصَابَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ ۴۰۷۵، وکتاب الوضوبَابُ غَسْلِ المَرْأَةِ أَبَاهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ ۲۴۳، وكِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ المِجَنِّ وَمَنْ يَتَّرِسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ ۲۹۰۳،وبَابُ لُبْسِ البَيْضَةِ۲۹۱۱، صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍعن سهل ۴۶۴۲

(۳) ابن ہشام۲،۸۶،تاریخ طبری ۲،۵۲۲،البدایۃ النہایۃ۵،۴۱۴، عیون الاثر۲،۲۴، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۳،۷۱،شرح زرقانی علی المواهب ۲،۴۳۶

اسْتَقَى مِنْ حِسْيٍ قَنَاةٍ عِنْدَ قُصُورِ التَّيْمِيِّينَ الْيَوْمَفَأَتَى بِمَاءٍ عَذْبٍ فَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لِمُحَمّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ بِخَيْرٍ

اس وقت رسول اللہ ﷺ کو شدید پیاس محسوس ہوئی، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تلاش کرتے ہوئے پانی تک پہنچے، اور وہاں سے میٹھا پانی لے آئے، آپ نے پانی نوش فرمایا اور انہیں دعائے خیر دی۔ (۱)

أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ فيمن خرج مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَمَّا رَأَيْتُ مَثْلَ الْمُشْرِكِينَ بِقَتْلَى الْمُسْلِمِينَ قُمْتُ فَتَجَاوَزْتُ، فَإِذَا رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ جَمْعُ اللأْمَةِ يَحُوزُ الْمُسْلِمِينَ، وَهُوَ يَقُولُ: اسْتَوْسِقُوا كَمَا اسْتَوْسَقَتْ جَزَرُ الْغَنَمِ،

کعب رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں میں ان مسلمانوں میں سے تھا جو گھاٹی سے باہر آئے تھے میں نے دیکھا کہ مشرکین کے ہاتھوں مسلمان شہدا کا مثلہ کیا جا رہا ہے، یہ دیکھ کر میں رک گیا، پھر آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مشرک جو بھاری بھرکم زرہ میں ملبوس تھا شہدوں کے درمیان سے گزر رہا ہے، اور یہ کہتا ہوا جا رہا ہے کہ کٹی ہوئی بکریوں کی طرح ڈھیر ہو گئے،

قَالَ وَإِذَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَنْتَظِرُهُ وَعَلَيْهِ لَأْمَتُهُ،فَمَضَيْتُ حَتَّى كُنْتُ مِنْ وَرَائِهِ ثُمَّ قُمْتُ أَقْدُرُ الْمُسْلِمَ وَالْكَافِرَ بِبَصَرِي فَإِذَا الْكَافِرُ أَفْضَلُهُمَا عُدَّةً وَهَيْئَةً،قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَنْتَظِرُهُمَا حَتَّى الْتَقَيَا فَضَرَبَ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ فَبَلَغَتْ وِرِكَهُ وَتَفَرَّقَ فوقتين (فِرْقَتَيْنِ)ثُمَّ كَشَفَ الْمُسْلِمُ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ: كَيْفَ تَرَى يَا كَعْبُ؟ أَنَا أَبُو دُجَانَةَ

اور ایک مسلمان زرہ پہنے ہوئے اس کی راہ تک رہا ہے، میں چند قدم اور آگے بڑھ کر اس کے پیچھے چل پڑا، اور کھڑے ہو کر آنکھوں ہی آنکھوں میں مسلمان اور کافر کو تولنے لگا، میں نے محسوس کیا کہ کافر اپنے ڈیل ڈول اور ساز و سامان دونوں لحاظ سے مسلمان سے بہتر ہے، میں دونوں کے ٹکرانے کا انتظار کرنے لگا، بالآخر دونوں آپس میں ٹکرا گئے اور مسلمان نے کافر کو ایسی زوردار تلوار ماری کہ وہ پاؤں تک کاٹتی چلی گئی اور مشرک دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا، پھر مسلمان نے اپنا چہرا کھولا اور کہا اے کعب رضی اللہ عنہ! کیسی رہی؟ میں ابو دجانہ ہوں۔ (۲)

شہدا کا مثلہ:

دور جاہلیت میں عام رواج تھا کہ جب اس کا اپنے دشمن سے غیظ و غضب حد سے تجاوز کر جاتا تو وہ انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کے لئے جو دشمن قبضہ میں آتا اس کا مثلہ کر دیتے تھے، چنانچہ اپنی تاریخ کو دوہراتے ہوئے کچھ مشرکین مرد اور عورتیں شہداء کے مثلہ میں مشغول ہو گئے،

وَكَانَ عَاصِمٍ قَتَلَهُمَا يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانَتْ نَذَرَتْ لَئِنْ قَدَرَتْ عَلَى رَأْسِ عَاصِمٍ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ،

عاصم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سلافہ کے دو بیٹے قتل ہوئے تو اس نے منت مانی تھی کہ وہ عاصم رضی اللہ عنہ کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی۔ (۳)

---

(۱) مغازی واقدی ۲۵۰/۱

(۲) البداية والنهاية ۱۹/۴،مغازی واقدی ۲۶۰/۱،حياة الصحابه ۵۷۵/۲

(۳) ابن ہشام ۷۴/۲، الروض الانف ۳۱۹/۵،عیون الآثر ۲۰/۲،ابن سعد ۳۳/۲،تاریخ طبری ۵۳۹/۲،مغازی واقدی ۲۲۸/۱،فتح

ایک روایت ہے

هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ وَالنِّسْوَةُ اللاتِي مَعَهَا، يُمَثِّلْنَ بِالْقَتْلَى مِنْ أَصْحَابِ رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يجدّ عَن الْآذَانَ وَالْأُنُف، حَتَّى اتَّخَذَتْ هِنْدُ مِنْ آذَانِ الرِّجَالِ وَآنُفِهِمْ خَدَمًا وَقَلَائِدَ ،وَأَعْطَتْ خَدَمَهَا وَقَلَائِدَهَا وَقِرَطَتَهَا وَحْشِيًّا، غُلَامَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَبَقَرَتْ عَنْ كَبِدِ حَمْزَةَ، فَلَاكَتْهَا ، فَلَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تُسِيغَهَا ، فَلَفَظَتْهَا

ہند بنت عتبہ اور عورتوں کو ساتھ لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لاشوں کے پاس آئی اور ان کے ناک کان کاٹنے شروع کیے، یہاں تک کہ ہندہ نے ان کے ہار بنا کر اپنے گلے میں پہنے اور اپنا سارا زیور اتار کر جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کے انعام میں دیا، اور سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کا جگر مبارک کو نکال کر اس نے اپنے منہ میں ڈال کر چبایا اور نگلنا چاہا، لیکن نگل نہ سکی تو تھوک دیا[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاش کا مثلہ کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی۔

کیا ہند نے حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کیا تھا

سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے مثلہ کے بارے میں ہر سیرت کی کتاب مثلاً تاریخ مسلمانان عالم ۲/۳۳۷، تاریخ اسلام از عبد الحکیم جالندھری ۶۴، معارف القرآن از پرویز ۴/۵۳۶، تاریخ امت از اسلم جیراجپوری ۱۳۸، سیرت النبی از علامہ شبلی ۱/۳۸۳، اصح السیر از حکیم عبد الروف ۱۵۳ وغیرہ میں یہی لکھا ہوا ہے کہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے لاش کا مثلہ کیا تھا، ناک کان کاٹے اور ان کا ہار بنا کر گلے میں ڈالا، سینہ چیر کر کلیجہ نکالا اور اسے چبایا مگر نگل نہ سکی تو تھوک دیا۔

اس کہانی کی اسناد: یہ کہانی ابن ہشام نے اپنی سیرت میں اور ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں محمد بن اسحاق سے نقل کی ہے، اس روایت کو ابن اسحاق کے علاوہ کوئی اور بیان نہیں کرتا، ابن اسحاق سے اس روایت کو نقل کرنے والے مورخ سلمۃ الابرش اور مورخ محمد بن حمید رازی ہیں، جن کا مختصر تعارف یوں ہے۔

مورخ سلمۃ الابرش:

سلمة بن الْفَضْلِ الأبرش الأَنْصارِيّ ، أَبُو عَبْد اللهِ الأزرق الرازي قاضي الري،ضعفه ابن راهويه ،قال الْبُخَارِيّ: عنده مناكير ،وَقَال النَّسَائي : ضعيف،وقال ابن المديني: ما خرجنا من الرى حتى رمينا بحديث سلمة ،ابن معين، قال: سلمة الابرش رازى يتشيع،وقال أبو حاتم: لا يحتج به،وقال أبو زرعة: كان أهل الرى لا يرغبون فيه لسوء رأيه وظلم فيه

اس کا پورا نام سلمۃ بن الفضل ہے، ابرش کے لقب سے مشہور تھا، اس کی کنیت ابو عبد اللہ ارزق تھی، رازی کی نسبت سے مشہور ہے، یہ رے

الباری ۷/۳۸۴،تاریخ ابن خلدون۲/۴۳۸

[1] ابن ہشام۲/۹۱،البداية والنهاية۴/۳۷

کا قاضی تھا، محمد بن اسحاق کی مغازی کا یہ ایک راوی ہے۔ امام اسحٰق بن راہو رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کی بعض احادیث منکر ہوتی ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ علی بن المدینی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم جس وقت رے سے واپس ہوئے تھے تو ہم نے ان روایات کو جو اس سے سن کر لکھی تھیں لغو اور جھوٹ سمجھ کر زمین پر پھینک دیا تھا۔ یحیٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ابرش رازی شیعہ تھا۔ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ قابل حجت نہیں۔ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ رے کے باشندے اسے قطعاً پسند نہ کرتے تھے کیونکہ اس کے خیالات بہت گندے تھے۔ (۱)

○ مورخ محمد بن حمید رازی:

اس کا پورا نام محمد بن حمید ہے، رے کا باشندہ تھا،

عن يعقوب القمى، قال يعقوب بن شيبة: كثير المناكير، وقال البخاري: فيه نظر. وكذبه أبو زرعة. وقال فضلك الرازي: عندي عن ابن حميد خمسون ألف حديث، ولا أحدث عنه بحرف، وقال صالح جزرة: كنا نتهم ابن حميد في كل شئ يحدثنا ما رأيت أجرأ على الله منه، كان يأخذ أحاديث الناس فيقلب بعضه على بعض، وقال النسائي: ليس بثقة. وقال صالح جزرة: ما رأيت أحذق بالكذب من ابن حميد ومن ابن الشاذكونى، فضلك الرازي يقول: دخلت على محمد بن حميد وهو يركب الأسانيد على المتون

یعقوب قمی (جو شیعہ کتابوں کا مصنف ہے) وغیرہ سے روایات نقل کرتا ہے، حفظ الروایات سمجھا جاتا ہے ضعیف ہے۔ یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ بہت منکر روایات بیان کرتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں اس پر اعتراض ہے۔ اس کے ہم وطن امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ کذاب ہے۔ فضلک الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس اس کی پچاس ہزار روایات ہیں جن میں سے ایک بھی بیان کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ صالح جزرہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ہم لوگ اس محمد بن حمید کو ہر بات میں جھوٹا سمجھتے ہیں میں نے اس شخص سے زیادہ اللہ سے بے خوف کوئی انسان نہیں دیکھا، یہ لوگوں سے احادیث و روایات سنتا اور ان میں ردوبدل کرتا رہتا تھا۔ امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں ضعیف ہے۔ صالح جزرہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں دو شخصوں سے زیادہ جھوٹ کا ماہر کوئی نہیں دیکھا ایک محمد بن حمید مورخ اور دوسرا ابن الشاذکوفی۔ امام فضلک الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس محمد بن حمید کے پاس گیا تو یہ سنی سنائی کہانیوں کی سندات وضع کر رہا تھا۔ (۲)

اس طرح یہ دونوں راوی قطعاً ناقابل اعتبار ہیں۔

○ ابن اسحاق دعویٰ کا ہے کہ اس نے یہ روایت صالح بن کیسان سے سنی، جو چھوٹے درجے کے تابعی ہیں، اگرچہ ثقہ ہیں لیکن ستر ہجری کے بعد پیدا ہوئے اور ایک سو چالیس ہجری میں انتقال ہوا، اس طرح یہ خود چشم دید گواہ نہیں، اور نہ انہوں نے اوپر کی کوئی سند بیان کی ہے، ممکن

(۱) ميزان الاعتدال ۱۹۲/۲، تهذيب الكمال فى أسماء الرجال ۳۰۵/۱۱

(۲) ط

ہے ابن اسحاق نے یہ کہانی وضع کر کے ان کی جانب منسوب کی ہو، اگر واقعتاً انہوں نے یہ روایت بیان کی ہے تب بھی یہ منقطع روایت ہے جو قابل قبول نہیں ہوتی۔

○ اس کہانی کو صالح بن کیسان کے علاوہ کوئی بیان نہیں کرتا، اور صالح بن کیسان سے ابن اسحاق کے علاوہ کوئی نقل نہیں کرتا، ابن اسحاق سے سلمۃ الابرش کے علاوہ کسی نے اسے نقل نہیں کیا، سلمۃ الابرش سے محمد بن حمید رازی کے علاوہ اسے کوئی نقل نہیں کرتا، اور اس سے ابن جریر کے علاوہ اسے کوئی نقل کرنے والا نہیں، اور ابن جریر کا انتقال اکتیس ہجری میں ہوا، گویا ستر ہجری کے بعد اس کہانی کی ابتدا ہوئی، اور تین سو دس ہجری تک ہر زمانہ میں صرف ایک فرد واحد کے سینہ میں یہ کہانی محفوظ رہی، اور اس فرد واحد کے علاوہ کوئی اس کہانی کو جانتا تک نہ تھا، حالانکہ اگر واقعہ پیش آتا تو اول تو اس کے چشم دید گواہ ہوتے، پھر جوں جوں زمانہ بڑھتا جاتا لوگوں کی زبان پر یہ عام ہوتا جاتا۔

اس کہانی کو شروع دور کے لوگوں نے قبول نہیں کیا، اسے مقبولیت اس وقت حاصل ہوئی جب لوگ آنکھیں بند کر کے ابن اسحاق اور طبری کی روایات پر ایمان لے آئے، اور پھر اس پر مکھی پر مکھی ماری جاتی رہی، اور انہوں نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ، ہند رضی اللہ عنہا اور کاتب وحی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیچڑ اچھالنی شروع کر دی، اور بعد کے واقعات بھی اس کہانی کی واضح تردید کرتے ہیں۔

○ فتح مکہ کے بعد جب وحشی بن حرب نے اسلام قبول کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہادر اور شفیق چچا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے قاتل وحشی بن حرب کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ کیا تو اپنا چہرہ مجھ سے نہیں چھپا سکتا، جس کے باعث وہ پھر کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہیں آیا۔

○ فتح مکہ کے موقع پر وحشی کے مالک بن مطعم نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا، جس نے وحشی بن حرب کو آزادی کا لالچ دے کر قتل پر آمادہ کیا تھا، ان کے ساتھ بھی وحشی بن حرب جیسا سلوک نہیں کیا گیا کیونکہ ان کا جرم وحشی بن حرب سے کمتر تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا۔

○ فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان کی بیوی ہند نے (جن پر الزام ہے کہ انہوں نے ہی اپنے غلام وحشی بن حرب کو آزادی کے بدلے میں حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے قتل پر آمادہ کیا تھا اور ان کی شہادت کے بعد ان کی لاش کا مثلہ کیا تھا اور جگر چبایا تھا) اسلام قبول کر لیا، اس روایت کے مطابق اصل مجرم یہی تھیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ وحشی بن حرب جیسا سلوک نہیں کیا، اور نہ کوئی تنبیہ فرمائی، کیونکہ ان کی طرف اس طرح کی کوئی کہانی منسوب نہ تھی، بیعت کے بعد ہند رضی اللہ عنہا نے صاف اور واضح الفاظ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنی گزشتہ اور موجودہ قلبی کیفیت کا برملا اظہار کرتے ہوئے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! زمین پر جتنے خیمے والے بستے ہیں ان میں آپ سے زیادہ میری نظروں میں کوئی ذلیل نہ تھا، لیکن اب روئے زمین کے تمام بسنے والوں میں مجھے آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے، اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کی قبضہ میں میری جان ہے! میرا بھی یہی حال ہے، اب غور کریں اگر کوئی کہانی ان سے منسوب ہوتی، تو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی فہمائش کرنے کے بجائے اللہ کی قسم اٹھا کر محبت کا اظہار فرماتے۔

○ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اس غزوہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی ایک فرد بھی اس واقعہ کی جانب اشارہ تک نہیں کرتا کہ کس نے کس

کا مثلہ کیا تھا، اور نہ ہی اس وقت کوئی ایسی حرکت کو دیکھنے والا تھا، کیونکہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پروانوں کی طرح گھیرے میں لیکر گھاٹی میں چلے گئے تھے، اس طرح مشرک مردوں اور عورتوں میں وہ لوگ جو بعد میں مشرف باسلام ہوئے مثلاً عورتوں میں ہند رضی اللہ عنہا، ام حکیم رضی اللہ عنہا بنت الحارث بن ہشام، فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت الولید بن مغیرہ، اور مردوں میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ، عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل، حارث رضی اللہ عنہ بن ہشام، خالد رضی اللہ عنہ بن ولید، عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص، صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ اور وحشی رضی اللہ عنہ بن حرب یہ سب جنگ احد کے چشم دید گواہ ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی ہند رضی اللہ عنہا کی اس کہانی کو بیان نہیں کرتا، ہاں جنگ کے خاتمہ پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اقرار ضرور کیا تھا

إِلَّا أَنَّكُمْ سَتَجِدُونَ فِي قَتْلَاكُمْ شَيْئًا مِنْ مُثْلَةٍ، وَإِنِّي لَمْ آمُرْ بِذَلِكَ، وَلَمْ أَكْرَهْهُ

ہمارے کچھ افراد نے لاشوں کا مثلہ کیا ہے لیکن میں نے نہ تو اس کا حکم دیا تھا اور نہ یہ بات مجھے بری معلوم ہوئی۔

یعنی مثلہ کرنے والے مرد بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں، اب کس نے کس لاش کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا ان شاہدین میں سے کوئی کچھ بیان نہیں کرتا۔

ان باتوں سے تو یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ہند کے بارے میں کہانی واضح کی گئی تا کہ یہ تخیل پیدا کیا جا سکے کہ بنوامیہ کو بنو ہاشم سے پرانی رقابت تھی اور اسی لئے بنی امیہ اسلام کی مخالفت میں پیش پیش رہے، حالانکہ سابقون اولالون میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ، خالد رضی اللہ عنہ بن ابی العاص، سعید رضی اللہ عنہ بن ابی العاص وغیرہ سب اموی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین صاحبزادیوں کا نکاح امویوں سے کیا، آپ کی ازواج میں ایک زوجہ ام حبیبہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، جبکہ خاندان بنو ہاشم میں سے کسی عورت کو آپ کی زوجیت کا شرف حاصل نہ ہو سکا اگر یہ عداوت ہے تو پھر محبت کس چیز کا نام ہے۔

مشرکین کی واپسی:

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکین مکہ کا گھیرا توڑ کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھیرے میں لیکر اپنے کیمپ تک پہنچ گئے تو جنگ رک گئی، عین اس موقعے پر جب دشمن اپنے آپ کو فاتح ومنصور سمجھ رہا تھا ابی بن خلف کا قتل اور خالد بن ولید جیسے جرنیل کی پسپائی معمولی واقعہ نہیں ہے ،اس نے دشمن کی اخلاقی قوت پر یقیناً اثر کیا ہو گا، مگر کیا صرف ابی بن خلف کے قتل اور خالد بن ولید کی پسپائی کی وجہ سے وہ واپس جانے پر مجبور ہو گئے، جبکہ مجاہدین اس قدر پراگندہ ہو چکے تھے کہ ان کا پھر مجتمع ہو کر جنگ کرنا مشکل تھا، اگر کفار اپنی فتح کو کمال تک پہنچانے پر اصرار کرتے تو ان کی کامیابی بعید نہ تھی، مگر یہ ایک معما ہے کہ کس طرح وہ آپ ہی آپ میدان چھوڑ کر واپس چلے گئے، بعض کا خیال ہے کہ ابوسفیان کو خوف محسوس ہوا کہ اگر مسلمانوں کو مدینہ سے کمک پہنچ گئی تو وہ کہیں غزوہ بدر کی طرح پھر بازی نہ ہار دے، اور اہل مکہ کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہو سکے، اس لئے نہ تو انہوں نے کسی مسلمان کو قید کیا نہ ہی مال غنیمت لوٹا، اور نہ ہی انہیں چند میل کے فاصلے پر مدینہ منورہ پر حملہ کی ہی جرات ہو سکی

ثُمَّ صَرَخَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ، أنعمت فعال إِنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ، يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، اعْلُ هُبَل

بس وہ پہاڑ پر چڑھ کر با آواز بلند بولا آج بہت اچھا کام ہوا ہے، لڑائی ڈول کے برابر رہی ہے اور آج کی جنگ بدر کی جنگ کا جواب ہے، اور پھر اپنے معبود کا نعرہ لگایا ہبل تیری شان بلند ہو۔ [1]

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقِينَا الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ، وَأَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا مِنَ الرُّمَاةِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللَّهِ، وَقَالَ:لاَ تَبْرَحُوا، إِنْ رَأَيْتُمُونَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلاَ تَبْرَحُوا، وَإِنْ رَأَيْتُمُوهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْنَا فَلاَ تُعِينُونَا فَلَمَّا لَقِينَا هَرَبُوا حَتَّى رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الجَبَلِ، رَفَعْنَ عَنْ سُوقِهِنَّ، قَدْ بَدَتْ خَلاَخِلُهُنَّ، فَأَخَذُوا يَقُولُونَ: الغَنِيمَةَ الغَنِيمَةَ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لاَ تَبْرَحُوا، فَأَبَوْا، فَلَمَّا أَبَوْا صُرِفَ وُجُوهُهُمْ، فَأُصِيبَ سَبْعُونَ قَتِيلًا، وَأَشْرَفَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: أَفِي القَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ فَقَالَ:لاَ تُجِيبُوهُ فَقَالَ: أَفِي القَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ قَالَ:لاَ تُجِيبُوهُ فَقَالَ: أَفِي القَوْمِ ابْنُ الخَطَّابِ؟ فَقَالَ: إِنَّ هَؤُلاَءِ قُتِلُوا، فَلَوْ كَانُوا أَحْيَاءً لَأَجَابُوا، فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَهُ،

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس جنگ میں ہمارے ستر آدمی شہید ہو گئے، ابوسفیان نے پہاڑی پر سے آواز دی کیا تمہارے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو جواب نہ دو (کیونکہ جواب نہ دینے میں بے اعتنائی اور اس کی تذلیل منظور تھی) اس نے پھر کہا کیا تمہارے ساتھ ابن قحافہ (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) موجود ہیں؟ (کیونکہ کفار اس وقت بڑے مشتعل تھے اور مسلمانوں خصوصاً اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی تلاش میں دیوانے ہو رہے تھے، اس لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو جواب نہ دو، پھر اس نے کہا کیا تمہارے ساتھ ابن خطاب (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) موجود ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو جواب نہ دو، مسلمانوں کی طرف سے خاموشی دیکھ کر اس نے کہا یہ تینوں قتل ہو گئے ہیں، اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے،

فَقَالَ: كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ، أَبْقَى اللَّهُ عَلَيْكَ مَا يُخْزِيكَ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: اعْلُ هُبَلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَجِيبُوهُ قَالُوا: مَا نَقُولُ؟ قَالَ:قُولُوا: اللَّهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: لَنَا العُزَّى وَلاَ عُزَّى لَكُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَجِيبُوهُ قَالُوا: مَا نَقُولُ؟ قَالَ:قُولُوا اللَّهُ مَوْلاَنَا، وَلاَ مَوْلَى لَكُمْ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، وَالحَرْبُ سِجَالٌ، وَتَجِدُونَ مُثْلَةً، لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي

ابوسفیان کی یہ بات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ برداشت نہ کر سکے (اور اسلام کی شجاعت اور بسالت کا اظہار کیا) اور بولے، اے اللہ کے دشمن! جھوٹ کہتے ہو اللہ نے ابھی انہیں تمہیں ذلیل کرنے کے لئے باقی رکھا ہے، پھر ابوسفیان اپنے معبود ہبل کی بڑائی کا ترانہ گانے لگا، (جب ابوسفیان نے اپنے بتوں کا نام فخر و مباہات سے اچھالا اور شرک کا برملا اظہار کیا تو توحید کی عظمت کے پیش نظر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) فرمایا اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کیا جواب دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اپنے رب حقیقی اور معبود برحق کی قوت کا اعلان کرو) تم کہو اللہ تعالیٰ ہی بلند اور بزرگ تر ہے، ابوسفیان نے کہا ہماری عزیٰ دیوی ہے،

[1] عیون الاثر ۲،۲۸

اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! ہم کیا جواب دیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تم کہو اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں، ابوسفیان نے کہا آج کی جنگ بدر کی جنگ کا جواب ہے اور ہمارے درمیان لڑائی ڈول کی طرح برابر ہے، تم اپنی لاشوں کا مثلہ کیا ہوا پاؤ گے اس کا میں نے حکم نہیں دیا اور مجھے یہ ناگوار بھی نہیں گزرا۔ [۱]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ:فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، الْأَيَّامُ دُوَلٌ، وَإِنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ.قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: لَا سَوَاءً، قَتْلانَا فِي الْجَنَّةِ، وَقَتْلاكُمْ فِي النَّارِ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ابوسفیان نے کہا آج کی جنگ بدر کی جنگ کا جواب ہے، اور لڑائی ہمارے اور تمہارے درمیان ڈول کی طرح برابر ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں، برابر نہیں، ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں ہیں۔ [۲]

فَلَمَّا قَالَ: اعْلُ هُبَلُ، قَالَ عُمَرُ: اللَّهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ. فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، الْأَيَّامُ دُوَلٌ، وَإِنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ ،قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: لَا سَوَاءً، قَتْلانَا فِي الْجَنَّةِ، وَقَتْلاكُمْ فِي النَّارِ. قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَزْعُمُونَ ذَلِكَ، لَقَدْ خِبْنَا إِذَنْ وَخَسِرْنَا.

ایک روایت میں ہے جب ابوسفیان نے اپنے معبود ہبل کی بڑائی کا ترانہ گانے لگا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ ہی بلند اور بزرگ تر ہے، تو ابوسفیان نے کہا آج کی جنگ بدر کی جنگ کا جواب ہے، اور لڑائی ڈول کی طرح برابر ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں برابر نہیں ہے، ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے جہنم میں، ابوسفیان نے کہا یہ محض تمہارا خیال ہے اگر یہ صحیح ہے تو ہم تو پھر گھاٹے اور نقصان میں رہے۔ [۳]

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ،فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا سَوَاءً، أَمَّا قَتْلَانَا فَأَحْيَاءٌ يُرْزَقُونَ، وَقَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ يُعَذَّبُونَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے ابوسفیان کو خود رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جواب دیا تھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان لڑائی برابر نہیں ہے، ہمارے مقتول زندہ ہیں اور اپنا رزق کھا رہے ہیں، اور تمہارے مقتول جہنم میں جل رہے ہیں۔ [۴]

وَلَمَّا انْصَرَفَ أَبُو سُفْيَانَ وَمَنْ مَعَهُ، نَادَى: إِنَّ مَوْعِدَكُمْ بَدْرٌ لِلْعَامِ الْقَابِلِ ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ: قُلْ: نَعَمْ، هُوَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ مَوْعِدٌ

---

[۱] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ ۴۰۴۳،وبَابُ فَضْلِ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلَافِ فِي الحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ۳۰۳۹،البداية والنهاية۲۸/۴،السيرة النبوية لابن كثير۴۹/۳

[۲] ط

[۳] ط

[۴] مسند احمد ۴۴۱۴

جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی واپس جانے لگے تو اس نے اعلان کیا کہ تم سے آئندہ سال بدر کے مقام پر لڑائی ہو گی، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک آدمی کو حکم دیا کہو بہت اچھا ہمارے اور تمہارے درمیان لڑائی کی وہ جگہ مقرر ہو چکی۔ [۱]

ابوسفیان کے اس نوٹس سے مسلمانوں کو ان سے مقابلہ کے لئے جنگی تیاریوں کو تیز کرنے اور ان پر غلبہ حاصل کرنے کا موقع فراہم ہوا۔

صورت حال کی تحقیق:

ثُمَّ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: اخْرُجْ فِي آثَارِ الْقَوْمِ وَانْظُر مَاذَا يَصْنَعُونَ وَمَا يُرِيدُونَ، فَإِنْ كَانُوا قَدْ جَنَّبُوا الْخَيْلَ وَامْتَطُوا الْإِبِلَ فَإِنَّهُمْ يُرِيدُونَ مَكَّةَ، وَإِنْ رَكِبُوا الْخَيْلَ وَسَاقُوا الْإِبِلَ فَهُمْ يُرِيدُونَ الْمَدِينَةَ ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ أَرَادُوهَا لَأَسِيرَنَّ إِلَيْهِمْ فِيهَا ثُمَّ لَأُنَاجِزَنَّهُمْ، قَالَ عَلِيٌّ: فَخَرَجْتُ فِي أَثَرِهِمْ أَنْظُرُ مَاذَا يَصْنَعُونَ، فَجَنَّبُوا الْخَيْلَ وامتطوا الابل ووجهوا إِلَى مَكَّة

اہل مکہ کی واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو بھیجا کہ ان کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ انہوں نے کدھر کا ارادہ کیا ہے، اگر وہ گھوڑوں کی بجائے اونٹوں پر سوار ہوئے تو اس کا ارادہ مکہ جانے کا ہے، اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہیں اور اونٹوں کو پہلو میں خالی لئے جا رہے ہیں تو ان کا ارادہ مدینہ منورہ جانے کا ہے، اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر انہوں نے مدینہ جانے کا ارادہ کیا تو میں وہاں جا کر ضرور ان کا مقابلہ کروں گا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں یہ دیکھنے کے لئے ان کے پیچھے گیا کہ ان کا کدھر کا ارادہ ہے؟ میں نے دیکھا کہ وہ گھوڑوں سے اتر کر اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں اور مکہ کی طرف لوٹ گئے ہیں،

وقد كان رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيَّ ذَلِكَ كَانَ فَأَخْفِهِ حَتَّى تَأْتِيَنِي قال على : فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ قَدْ تَوَجَّهُوا إِلَى مَكَّةَ أَقْبَلْتُ أَصِيحُ، مَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَكْتُمَ الَّذِي أَمَرَنِي به رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا بِي مِنَ الْفَرَحِ، إِذْ رَأَيْتُهُمْ انْصَرَفُوا إِلَى مَكَّةَ عَنِ الْمَدِينَةِ

رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ جو کچھ تم دیکھو جب تک میرے پاس نہ آجاؤ ہر گز کسی سے بیان نہ کرنا مگر جب میں نے ان کو مکہ جاتے دیکھ لیا تو میں اس خبر کو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے باوجود اس خوشی کی وجہ سے کہ میں نے ان کو بجائے مدینہ منورہ جانے کے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے دیکھا تھا چھپا نہ سکا اور میں چلاتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ [۲]

ان کے چلے جانے کے بعد مسلمان شہداء کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی اپنی میتوں کو مدینہ منتقل کرنے لگے،

وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا

آپ ﷺ نے حکم فرمایا جو جہاں فوت ہوا ہے اس کو وہیں خون میں لت پت کپڑوں سمت دفن کر دو، آپ نے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ

---

[۱] ابن ہشام ۲/۹۴، الروض الانف ۶/۱۹، عیون الآثر ۲/۲۸، البداية والنهاية ۴/۴۳، شرح الزرقانی علی المواهب ۲/۴۴۴

[۲] تاریخ طبری ۲/۵۲۸، البداية والنهاية ۴/۴۳، السيرة الحلبية ۲/۳۳۳، السيرة النبوية لابن كثير ۳/۷۶

انہیں غسل دیا گیا۔[1]

رسول اللہ ﷺ کی رب کے حضور دعا گوئی:

عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَانْكَفَأَ الْمُشْرِكُونَ، قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوُوا حَتَّى أُثْنِيَ عَلَى رَبِّي، فَصَارُوا خَلْفَهُ صُفُوفًا،

عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب مشرکین مکہ واپس لوٹ گئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رب کے حضور دعا کرنے کے لئے صفیں سیدھی کرنے کا حکم فرمایا انہوں نے تعمیل حکم میں فوراً آپ ﷺ کے پیچھے صفیں سیدھی کر لی،

فَقَالَ:اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، اللَّهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ، وَلَا هَادِيَ لِمَا أَضْلَلْتَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ، وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اللَّهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ الْمُقِيمَ الَّذِي لَا يَحُولُ وَلَا يَزُولُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ وَالْأَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ، اللَّهُمَّ إِنِّي عَائِذٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَعْطَيْتَنَا وَشَرِّ مَا مَنَعْتَ، اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا، وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ، وَالْفُسُوقَ، وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ، اللَّهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ، وَأَحْيِنَا مُسْلِمِينَ، وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِينَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُونِينَ، اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ، وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَهَ الْحَقِّ

آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! ساری حمد و ثنا تیرے لئے ہے، اے اللہ جس چیز کو تو کشادہ کر دے اسے کوئی تنگ نہیں کر سکتا، اور جس چیز کو تو تنگ کر دے اسے کوئی کشادہ نہیں کر سکتا، جس شخص کو تو گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، اور جس شخص کو تو ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، جس چیز کو تو روک لے اسے کوئی دے نہیں سکتا، اور جو چیز تو دے دے اسے کوئی روک نہیں سکتا، جس چیز کو تو دور کر دے اسے کوئی قریب نہیں کر سکتا، اور جس چیز کو تو قریب کر دے اسے کوئی دور نہیں کر سکتا، اے اللہ! ہمارے اوپر اپنی برکتیں و رحمتیں اور فضل و رزق پھیلا دے، اے اللہ! میں تجھ سے برقرار رہنے والی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو نہ ٹلے اور نہ ختم ہو، اے اللہ! میں تجھ سے فقر کے دن مدد کا اور خوف کے دن امن کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! جو کچھ تو نے ہمیں عنایت کیا ہے اس کے شر سے اور جو کچھ نہیں دیا ہے اس کے بھی شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! ہمارے نزدیک ایمان کو محبوب کر دے، اور اسے ہمارے دلوں میں خوشنما بنا دے، اور کفر و فسق اور نافرمانی کو ناگوار بنا دے، اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں کر دے، اے اللہ! ہمیں مسلمان رکھتے ہوئے موت دے اور مسلمان ہی رکھتے ہوئے زندہ رکھ، اور رسوائی اور فتنے سے دوچار کیے بغیر صالحین میں شامل فرما، اے اللہ! تو ان کافروں کو مار اور ان پر سختی اور عذاب کر جو تیرے پیغمبر کو جھٹلاتے اور تیری راہ سے روکتے ہیں اور ان پر عذاب کو مسلط کر دے، اے اللہ! ان کافروں کو بھی مار جنہیں

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَنْ قُتِلَ مِنَ المُسْلِمِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ۴۰۷۹، السنن الکبری للنسائی ۲۰۹۳، صحیح ابن حبان ۳۱۹۷، سنن الدارقطنی ۴۲۰۷، شرح السنة للبغوی ۱۵۰۰، السنن الکبری للبیہقی ۶۷۹۵

کتاب دی گئی ہے۔ (۱)

ید بن رفاعہ الزرقی رضی اللہ عنہ مروی ہے تب آپ نے یوں دعا فرمائی،

اللهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، اللهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ، وَلَا هَادِيَ لِمَا أَضْلَلْتَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ، وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اللهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ، اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ الْمُقِيمَ الَّذِي لَا يَحُولُ وَلَا يَزُولُ، اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ وَالْأَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ، اللهُمَّ إِنِّي عَائِذٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَعْطَيْتَنَا وَشَرِّ مَا مَنَعْتَ، اللهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا، وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ، وَالْفُسُوقَ، وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ، اللهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ، وَأَحْيِنَا مُسْلِمِينَ، وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِينَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُونِينَ، اللهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ، وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اللهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَهَ الْحَقِّ

”اے اللہ! ساری حمد و ثنا تیرے لئے ہے، اے اللہ جس چیز کو تو کشادہ کر دے اسے کوئی تنگ نہیں کرسکتا، اور جس چیز کو تو تنگ کر دے اسے کوئی کشادہ نہیں کرسکتا، جس شخص کو تو گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جس شخص کو تو ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، جس چیز کو تو روک لے، اسے کوئی دے نہیں سکتا اور جو چیز تو دے دے اسے کوئی روک نہیں سکتا، جس چیز کو تو دور کر دے اسے کوئی قریب نہیں کرسکتا اور جس چیز کو تو قریب کر دے اسے کوئی دور نہیں کرسکتا، اے اللہ، ہمارے اوپر اپنی برکتیں و رحمتیں اور فضل و رزق پھیلا دے، اے اللہ میں تجھ سے برقرار رہنے والی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو نہ ٹلے اور نہ ختم ہو، اے اللہ، میں تجھ سے فقر کے دن مدد کا اور خوف کے دن امن کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ، جو کچھ تو نے ہمیں عنایت کیا ہے اس کے شر سے اور جو کچھ نہیں دیا ہے اس کے بھی شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ، ہمارے نزدیک ایمان کو محبوب کر دے اور اسے ہمارے دلوں میں خوشنما بنا دے اور کفر و فسق اور نافرمانی کو ناگوار بنا دے اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں کر دے، اے اللہ، ہمیں مسلمان رکھتے ہوئے موت دے اور مسلمان ہی رکھتے ہوئے زندہ رکھ اور رسوائی اور فتنے سے دوچار کیے بغیر صالحین میں شامل فرما، اے اللہ، تو ان کافروں کو مار اور ان پر سختی اور عذاب کر جو تیرے پیغمبر کو جھٹلاتے اور تیری راہ سے روکتے ہیں، اے اللہ، ان کافروں کو بھی مار جنہیں کتاب دی گئی۔“ (۲)

بعد ازاں آپ نے وضو فرمایا

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ أُحُدٍ قَاعِدًا مِنَ الْجِرَاحِ الَّتِي أَصَابَتْهُ، وَصَلَّى الْمُسْلِمُونَ خَلْفَهُ قُعُودًا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر ظہر کی نماز پڑھائی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی بیٹھ کر آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ (۳)

---

(۱) مسند احمد ۱۵۴۹۲

(۲) صحیح بخاری، مسند احمد ۱۵۴۹۲

(۳) ابن ہشام ۲/۸۷، عیون الاثر ۲/۲۵، السیرة النبویة لابن کثیر ۳/۷۱، البدایة والنہایة ۵/۴۱۵

سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ وامن ہر صورت میں اپنے اصحاب کے حالات دریافت فرماتے تھے اور ان کی خبر گیری کا غایت درجہ اہتمام فرماتے تھے، ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ اور فوق العادت محبت رکھتے، اور اپنی زندگی کی آخری رمق تک بھی آپ کی حفاظت کرتے تھے اور ہر اس خطرہ کا لحاظ رکھتے تھے جس سے آپ کو کوئی ادنیٰ گزند بھی پہنچ سکتا ہو، مکی لشکر کی واپسی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے تو آپ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (حاکم) یا ابی بن کعب (حافظ ابن عبد البر) یا محمد بن مسلمہ (واقدی) کو حکم دیا کوئی ایسا شخص ہے جو سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع کی خبر مجھے لادے کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ، انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سعد رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ پھر یہ انصاری سعد رضی اللہ عنہ کو مقتولوں میں تلاش کرتے ہوئے آئے تو دیکھا کہ سعد رضی اللہ عنہ زخمی ہیں اور ان کے جسم میں کچھ سانسیں باقی ہیں، حالت یہ تھی کہ پورا جسم زخموں سے چھلنی تھا، ان کے جسم پر تیر و تلوار کے ستر سے زیادہ زخم تھے، میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا پیغام سن کر سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا،

فَأَبْلِغْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّي السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: إِنَّ سَعْدَ بْنَ الرَّبِيعِ يَقُولُ لَكَ: جَزَاكَ اللهُ عَنَّا خَيْرَ مَا جَزَى نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهِ،

تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع عرض کرتا ہے کہ اللہ آپ کو ہماری طرف سے ایسی جزائے خیر دے جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے نہ دی ہو

وَأَبْلِغْ قَوْمَكَ عَنِّي السَّلَامَ وَقُلْ لَهُمْ: إِنَّ سَعْدَ ابْنَ الرَّبِيعِ يَقُولُ لَكُمْ: إِنَّهُ لَا عُذْرَ لَكُمْ عِنْدَ اللهِ إِنْ خَلُصَ إِلَى نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْكُمْ عَيْنٌ تَطْرِفُ قَالَ: ثُمَّ لَمْ أَبْرَحْ حَتَّى مَاتَ،

اور پھر اپنی قوم کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع تم سے کہتا ہے کہ اگر تم لوگوں میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کی طرف سے کسی قسم کی تکلیف پہنچی تو یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کے پاس تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا، یعنی اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرنی چاہئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہیں پہنچنے دینا چاہئے، محبت و جانثاری کی یہ الفاظ ادا کرتے ہی ان کی روح رب کی جنتوں کی طرف پرواز کر گئی [1] ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دینا کہ یہ میرا آخری وقت ہے اور سعد یہ کہتا تھا اے اللہ کے رسول، اللہ آپ کو ہماری اور تمام امت کی طرف سے جزائے خیر عنایت کرے کہ آپ نے ہمیں راستی کا راستہ دکھایا، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی طرف سے واپس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی، جسے سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے، وہ زندگی میں بھی اور مرتے وقت بھی اللہ اور اس کے رسول کا خیر خواہ رہا ( )

---

[1] ابن ہشام ۹۵،۹۴/۲ ،تاریخ طبری۵۲۸/۲،البدایۃ والنہایۃ۴۲۴/۵،عیون الاثر۲۹/۲،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۷۸/۳

عمرو رضی اللہ عنہ بن جموع کی شہادت :

مشرکین کے پسپا ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان احد کا چکر لگایا، عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کی خاک وخون میں لتھڑی لاش کو دیکھ کر فرمایا

لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لأَبَرَّهُ،مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ الْجُمُوحِ،وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَطَأُ بِعَرَجَتِهِ فِي الْجَنَّةِ

اللہ کے بندے جب اللہ کی قسم کھاتے ہیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کر دیتا ہے، عمرو رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی بندوں میں شمار ہیں میں انہیں جنت میں لنگڑے پاؤں سے چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔[1]

اس لڑائی میں عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کے برادر نسبتی نقیب محمدی عبداللہ بدری رضی اللہ عنہ اور بیٹے خلاد بدری رضی اللہ عنہ نے بھی شہادت پائی تھی، جب عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہندہ بنت عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کو بتلایا گیا کہ ان کا جلیل القدر خاوند عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں تو انہوں نے إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر وعافت معلوم کی، پھر انہیں بتایا گیا کہ انکا بھائی بھی شہید ہو گیا ہے، تو تب بھی انہوں نے إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر وعافت ہی معلوم کی، پھر انہیں بتایا گیا کہ انکا بیٹا بھی شہید ہو گئے ہیں، تو انہوں نے ان سب کی شہادت کا سن کر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر وعافیت کا معلوم کیا

حَتَّى إِذَارَأَتْهُ قَالَتْ كُلّ مُصِيبَةٍ بَعْدَك جَلَلٌ تُرِيدُ صَغِيرَةً

جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بولیں، آپ سلامت ہیں تو آپ کے بعد ہر مصیبت چھوٹی ہے، یعنی سب سے زیادہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت وسلامتی مطلوب ہے۔[2]

ہند رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ اونٹ لے کر آئیں تھیں، اس پر اپنے شوہر، بھائی اور فرزند کی لاشیں لاد کر مدینہ کی طرف روانہ ہونے لگیں مگر اونٹ راستے بیٹھ گیا، انہوں نے بہت مشکل سے اٹھایا لیکن اونٹ نے مدینہ طیبہ کی طرف ایک قدم نہ اٹھایا، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا شاید وزن زیادہ ہے، ہند رضی اللہ عنہا نے جواب دیا جی نہیں! اس پر تو اس سے زیادہ بوجھ لادا جاتا ہے، انہوں نے اونٹ کا رخ احد کے میدان کی طرف کیا تو وہ فوراً چل پڑا، ہند رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ کے بارے میں بتلایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا انہوں نے چلتے وقت کچھ کہا تھا؟ اس پر ہند رضی اللہ عنہا نے کہا جی ہاں! انہوں نے چلتے وقت دعا کی تھی

اللهُمَّ ارْزُقْنِي الشَّهَادَةَ، وَلا تَرُدَّنِي إِلَى أَهْلِي خَائِبًا ،وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لأَبَرَّهُ، مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ الْجُمُوحِ

اے اللہ! مجھے شہادت نصیب فرمانا، مجھے میرے اہل وعیال میں واپس نہ لانا، یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے انصار میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیں، عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ ایسے

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۲،۴۴۷،عیون الأثر ۲،۲۷

[2] ابن ہشام ۲،۹۹،الروض الانف۶،۲۹، عیون الآثر ۲،۳۳

ہی تھے [۱]

اس کے بعد ان تینوں کو احد کے شہدوں کے درمیان دفن کر دیا گیا۔

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَوْمَئِذٍ، حِينَ أَمَرَ بِدَفْنِ الْقَتْلَى: أُنْظُرُوا إِلَى عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ، فَإِنَّهُمَا كَانَا مُتَصَافِيَيْنِ فِي الدُّنْيَا، فَاجْعَلُوهُمَا فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جب شہدا کو دفن کرنے کا حکم فرمایا تو عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمرو بن حرام کو دیکھ کر فرمایا یہ دنیا میں اچھے دوست تھے، اس لیے انہیں ایک ہی قبر میں دفن کر دو، چنانچہ عبد اللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ [۲]

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے لئے دعا کی۔

عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا جذبہ شہادت:

وَكَانَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقّاصٍ يُحَدّثُ أَنّهُ لَقِيَهُ يَوْمَ أُحُدٍ أَوّلَ النّهَارِ فَخَلَا بِهِ وَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ يَا سَعْدُ هَلُمّ فَلْنَدْعُ اللهَ وَلِيَذْكُرْ كُلّ وَاحِدٍ مِنّا حَاجَتَهُ فِي دُعَائِهِ وَلِيُؤَمّنْ الْآخَرُ ، قَالَ سَعْدٌ فَدَعَوْت اللهَ أَنْ أَلْقَى فَارِسًا شَدِيدًا بَأْسُهُ شَدِيدًا حَرْدُهُ مِنْ الْمُشْرِكِينَ فَأَقْتُلُهُ وَآخُذُسَلَبَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ آمِنْ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے احد کے دن جنگ شروع ہونے سے پہلے عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک طرف بلا کر کہا آؤ ہم دونوں علیحدہ بیٹھ کر رب کے حضور دعا مانگیں اور ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہیں، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم دونوں ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ گئے، سب سے پہلے میں نے اس طرح دعا مانگی، اے اللہ! میرا آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو جو نہایت دلیر و بہادر ہو، میں غضبناک ہو کر اس کا مقابلہ کروں اور وہ میرا مقابلہ کرے، پھر تو مجھے اس پر فتح نصیب فرما یہاں تک کہ میں اس کو قتل کر دوں اور اس کا سامان چھین لوں، جب میں نے دعا ختم کی تو عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہی،

ثُمّ اسْتَقْبَلَ عَبْدُ اللهِ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى السّمَاءِ وَقَالَ اللهُمّ لَقّنِي الْيَوْمَ فَارِسًا شَدِيدًا بَأْسُهُ شَدِيدًا حَرْدُهُ يَقْتُلُنِي وَيَجْدَعُ أَنْفِي وَأُذُنِي، فَإِذَا لَقِيتُك غَدًا تَقُولُ لِي: يَا عَبْدِي: فِيمَ جُدِعَ أَنْفُك وَأُذُنَاك، فَأَقُولُ فِيك يَا رَبّ وَفِي رَسُولِك، فَتَقُولُ لِي: صَدَقْت

پھر عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ کعبہ کی طرف کیا اور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی اے اللہ آج میرا ایسے دشمن سے مقابلہ ہو جو بڑا سخت جان، زور آور اور غضبناک ہو، میں صرف اور صرف تیرے دین کی سر بلندی کے لئے اس سے قتال کروں اور وہ مجھ سے قتال کرے اور بالآخر وہ مجھے قتل کر کے میری ناک اور کان کاٹے، اور اے میرے رب! جب میں تجھ سے اس حال میں ملوں تو تو مجھ سے دریافت کرے اے عبد اللہ رضی اللہ عنہ! تیرے کان اور ناک کہاں گئے، اور میں تیرے حضور عرض کروں اے اللہ! وہ تیری اور تیرے پیغمبر کی راہ میں قربان

[۱] عیون الاثر ۲٫۲۷ ،السیرۃ الحلبیۃ۲٫۳۲۹

[۲] ابن ہشام ۲٫۹۷ ابن ہشام ۲٫۹۷

ہو گئے، میری اس عرض پر میرے رب تو یہ فرمائے اے عبد اللہ رضی اللہ عنہ تو نے سچ کہا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ان کی اس دعا پر آمین کہی۔ (۱)

قال سعد: كانت دعوته خيرًا من دعوتي, لقد رأيته أخير النهار، وأنَّ أنفه وأنه معلقان في خيط

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ان کی دعا میری دعا سے کہیں بہتر تھی میں نے جب میدان جنگ میں ان کو دیکھا تو (ان کی خواہش کے مطابق) ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے اور ایک دھاگے میں معلق تھے۔ (۲)

سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اللہ نے میری دعا بھی قبول فرمائی

وَلَقِيت أَنَا فُلَانًا مِنْ الْمُشْرِكِينَ فَقَتَلْته، وَأَخَذْت سَلَبَهُ

میں نے ایک بہت بڑے کافر کو قتل کیا اور اس کا سامان چھینا (۳)

اور ایک مرسل روایت میں سعد بن مسیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

وَقَالَ عبد الله بن جحش فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ: اللهُمَّ إِنِّي أُقْسِمُ عَلَيْكَ أَنْ أَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا فَيَقْتُلُونِي، ثُمَّ يَبْقُرُوا بَطْنِي، وَيَجْدَعُوا أَنْفِي، وَأُذُنِي، ثُمَّ تَسْأَلُنِي: فِيمَ ذَلِكَ فَأَقُولُ فِيكَ

عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے یوں دعا مانگی تھی اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میں تیرے دشمنوں کا مقابلہ کروں، وہ مجھے قتل کر دیں اور میرا سینہ چاک کر دیں، میری ناک اور کان کاٹیں، پھر جب میں تجھ سے ملوں اور دریافت کرے کہ یہ کیوں ہوا تو میں عرض کروں اے اللہ صرف تیری خاطر۔ (۴)

قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَبَرَّ الله آخِرَ قَسَمِهِ كَمَا أَبَرَّ أَوَّلَهُ

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی شہادت کی دعا قبول فرمائی اس طرح دوسری دعا بھی قبول فرمائے گا۔ (۵)

اسی وجہ سے عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ مُجدَّع فِي الله وہ شخص جس کے ناک اور کان اللہ کی راہ میں کاٹے گئے کے لقب سے مشہور ہوئے۔

سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت:

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَطْلُبُ سَعْدَ بْنَ الرَّبِيعِ، فَقَالَ لِي: إِنْ رَأَيْتَهُ

(۱) الروض الانف ۶/۲۶، عيون الآثر ۲/۳۰، شرح الزرقاني على المواهب ۲/۴۴۹

(۲) شرح الزرقاني على المواهب ۲/۴۴۹، تاريخ الخميس ۱/۴۴۲، مستعذب الإخبار بأطيب الأخبار ۱/۳۲۹، ذخائر العقبى في مناقب ذوى القربى ۱/۲۵۵، الاكتفاء بما تضمنه من مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم والثلاثة الخلفاء ۱/۳۸۷

(۳) الروض الانف ۶/۲۶

(۴) زاد المعاد ۳/۱۸۷

(۵) دلائل النبوة للبيهقي ۳/۲۵۰

فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: فَجَعَلْتُ أَطُوفُ بَيْنَ الْقَتْلَى فَأَتَيْتُهُ، وَهُوَ بِآخِرِ رَمَقٍ، وَفِيهِ سَبْعُونَ ضَرْبَةً، مَا بَيْنَ طَعْنَةٍ بِرُمْحٍ، وَضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ، وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ، فَقُلْتُ: يَا سعد، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ لَكَ: أَخْبِرْنِي كَيْفَ تَجِدُكَ؟

زید بن ثابت سے مروی ہے غزوہ احد کے روز رسول اللہ ﷺ نے مجھے سعد بن ربیع کی خبر لانے کے لئے بھیجا،اور مجھے فرمایا اگر تم اسے پاؤ تو اسے میرا سلام کہنا،اور اس سے کہنا رسول اللہ ﷺ دریافت فرمارہے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہے؟فرماتے ہیں میں مقتولوں میں انہیں تلاش کرنے لگا اور آخر انہیں دیکھ لیا،وہ زندگی کی آخری سانسیں لے رہے تھے،اور ان کے جسم پر تیروں،نیزوں اور تلواروں کے ستر زخم تھے،میں نے کہا اے سعد رضی اللہ عنہ!رسول اللہ ﷺ نے تمہیں سلام بھیجا ہے،اور پوچھا ہے کہ تمہارا کیا حال ہے؟

فَقَالَ: وَعَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ، قُلْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَجِدُ رِيحَ الْجَنَّةِ، وَقُلْ لِقَوْمِي الْأَنْصَارِ: لَا عُذْرَ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ إِنْ خُلِصَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيكُمْ عَيْنٌ تَطْرِفُ، وَفَاضَتْ نَفْسُهُ مِنْ وَقْتِهِ.

انہوں نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ کو میرا سلام کہنا،اور انہیں عرض کرنا اے اللہ کے رسول ﷺ!میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں،اور میری قوم انصار سے کہنا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچی،اور تم میں ایک آنکھ بھی جھپکنے والی باقی ہوئی، تو یاد رکھو اللہ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا،اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔[1]

فَرَجَعْت إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْته، فَرَأَيْت رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ رَافِعًا يَدَيْهِ يَقُولُ: اللهُمّ الْقَ سَعْدَ بْنَ الرّبِيعِ وَأَنْتَ عَنْهُ رَاضٍ!

زید بن ثابت کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کا پورا واقعہ گوش گزار کر دیا،میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاقبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا دیئے،اور بڑی دلسوزی سے دعا کی اے اللہ!سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ سے خوش ہو کر ملنا۔[2]

عمرو رضی اللہ عنہ بن ثابت کی شہادت:

وكان يلقب أصيرم ، كَانَ يَأْبَى الْإِسْلَامَ عَلَى قَوْمِهِ.فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ، بَدَا لَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمَ، ثُمَّ أَخَذَ سَيْفَهُ، فَغَدَا حَتَّى دَخَلَ فِي عُرْضِ النَّاسِ، فَقَاتَلَ حَتَّى أَثْبَتَتْهُ الْجِرَاحَة،قَالَ: فَبَيْنَا رِجَالٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَلْتَمِسُونَ قَتْلَاهُمْ فِي الْمَعْرَكَةِ إِذَا هُمْ بِهِ، فَقَالُوا: وَاَللَّهِ إِنَّ هَذَا لَلْأُصَيْرِمُ، مَا جَاءَ بِهِ؟ لَقَدْ تَرَكْنَاهُ وَإِنَّهُ لِمُنْكِرٍ لِهَذَا الْحَدِيثَ، فَسَأَلُوهُ مَا جَاءَ بِهِ، فَقَالُوا: مَا جَاءَ بِكَ يَا عَمْرُو؟ أَحَدَبٌ عَلَى قَوْمِكَ أَمْ رَغْبَةٌ فِي الْإِسْلَامِ؟

عمرو بن ثابت کا لقب اصیرم تھا،احد کی دن تک یہ اسلام سے منحرف ہی رہے مگر جب حق وباطل کا یہ معرکہ پیش آیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق نصیب فرمائی چنانچہ سامان حرب لیکر میدان احد میں پہنچ گئے اور مشرکین سے خوب قتال کیا اور بہت سے آدمی قتل کر کے

---

[1] زادالمعاد ۳/۱۸۵،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳/۲۴۸،ابن سعد۳/۳۹۶

[2] مغازی واقدی ۱/۲۹۳

خود بھی زخمی ہو کر مقتولوں میں گر پڑے، پھر بنی عبد الاشہل کے چند لوگ اپنے مقتولوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے کہ ان کا گزر اصیرم رضی اللہ عنہ کے پاس ہوا انہوں نے کہا واللہ! یہ تو اصیرم ہے، پھر اصیرم سے لوگوں نے بڑے تعجب سے پوچھا اے عمرو! تیرے یہاں آنے کا کیا سبب ہوا کیا تو قومی غیرت کی وجہ سے ہمارے ساتھ شریک ہو گیا ہے یا اسلام کی رغبت تجھے یہاں کھینچ کر یہاں لے آئی ہے؟

قَالَ: بَلْ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، آمَنْتُ بالله وَبِرَسُولِهِ وَأَسْلَمْتُ ،ثُمَّ أَخَذْتُ سَيْفِي، فَغَدَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَاتَلْتُ حَتَّى أَصَابَنِي مَا أَصَابَنِي، ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ فِي أَيْدِيهِم، فَذَكَرُوهُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اصیرم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں قومی غیرت کی وجہ سے نہیں، بلکہ اسلام کی محبت میرے یہاں آنے کا سبب بنی، میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اسلام کو قبول کر لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے دشمنوں سے قتال کیا، یہاں تک کہ مجھے یہ زخم پہنچے جس میں تم مجھے دیکھ رہے ہو، اسی کے ساتھ ہی ان کی روح بارگاہ الٰہی میں پہنچ گئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، آپ نے فرمایا البتہ تحقیق وہ اہل جنت میں سے ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ يَقُولُ: حَدِّثُونِي عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ لَمْ يُصَلِّ قَطُّ فَإِذَا لَمْ يَعْرِفْهُ النَّاسُ سَأَلُوهُ: مَنْ هُوَ؟ فَيَقُولُ: أُصَيْرِمُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ عَمْرُو بْنُ ثَابِتِ بْنِ وَقْشٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے بتلاؤ وہ شخص کون ہے کہ جس نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی اور جنت میں پہنچ گیا، جب لوگ حیران ہوئے اور ان کے خیال میں کوئی ایسا شخص نہ آیا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے پوچھا کہ آپ ہی بتائیں وہ کون شخص ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اصیرم رضی اللہ عنہ بنو عبد اشہل عمرو بن ثابت بن وقش ہیں۔ (۲)

سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب:

وخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا بَلَغَنِي، يَلْتَمِسُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَوَجَدَهُ بِبَطْنِ الْوَادِي قَدْ بُقِرَ بَطْنُهُ عَنْ كَبِدِهِ، وَمُثِّلَ بِهِ، فَجُدِعَ أَنْفُهُ وَأُذُنَاهُ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ رَأَى مَا رَأَى: لَوْلَا أَنْ تَحْزَنَ صَفِيَّةُ، وَيَكُونُ سُنَّةً مِنْ بَعْدِي لَتَرَكْتُهُ، حَتَّى يَكُونَ فِي بُطُونِ السِّبَاعِ، وَحَوَاصِلِ الطَّيْرِ، وَلَئِنْ أَظْهَرَنِي اللهُ عَلَى قُرَيْشٍ فِي مَوْطِنٍ مِنَ الْمَوَاطِنِ لَأُمَثِّلَنَّ بِثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْهُمْ

میدان احد کو چکر لگاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطن وادی میں پہنچے تو حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کو شہید کیا ہوا پایا ان کی لاش کا مثلہ کیا گیا تھا ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے تھے، ان کا پیٹ چاک کیا ہوا اور جگر باہر نکلا پڑا تھا، یہ دل آزار منظر دیکھ کر آپ کا دل بھر آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر اللہ کی رحمت ہو، جہاں تک میرے علم میں ہے تم صلہ رحمی اور نیکی کے کام کرنے والے تھے، اگر صفیہ کو رنج نہ ہوتا اور میرے

(۱) الإصابة في تمييز الصحابة۵۰۰/۴

(۲) ابن ہشام۹۰/۲،عیون الاثر ۲۷/۲، الروض الانف۱۴/۶،البدایة والنہایة۴۱/۴، الاصحابة فی تمیز الصحابة۵۰۱/۴

بعد لوگ اس کو دستور نہ بنالیں گے اگر مجھے تمہاری بہن صفیہ رضی اللہ عنہا کے رنج وغم کا خیال نہ ہوتا تو میں تمہیں اسی حال میں چھوڑ دیتا، درندے اور پرندے تمہارے گوشت کو کھاتے اور روز قیامت تم ان کے شکم سے اٹھتے، اگر اللہ نے مجھے کافروں پر غلبہ دیا تو میں اس کے عوض ان میں سے تیس کفار ومشرکین کا تیرے بدلے میں مثلہ کروں گا،

قَالُوا: وَاللَّهِ لَئِنْ أَظْفَرَنَا اللهُ بِهِمْ يَوْمًا مِنَ الدَّهْرِ لَنُمَثِّلَنَّ بِهِمْ مُثْلَةً لَمْ يُمَثِّلْهَا أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ،وَلَمَّا وَقَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَمْزَةَ قَالَ:لَنْ أُصَابَ بِمِثْلِكَ أَبَدًا! مَا وَقَفْتُ مَوْقِفًا قَطُّ أَغْيَظَ إِلَيَّ مِنْ هَذَا! ثُمَّ قَالَ: جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مَكْتُوبٌ فِي أَهْلِ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ: حَمْزَةُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَسَدُ اللهِ، وَأَسَدُ رَسُولِهِ

جب مسلمانوں نے حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کی حالت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر رنج وملال دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر ہمیں اللہ نے کسی وقت قریش پر غالب کیا تو ہم ان کا ایسا مثلہ کریں گے کہ عرب میں کسی نے ایسا مثلہ نہ کیا ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے انتقال کا سا رنج مجھے کبھی نہ پہنچے گا، میں کبھی ایسی جگہ کھڑا نہیں ہوا جہاں اس جگہ سے زیادہ مجھے غیض وغضب ہوا ہو، پھر فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ حمزہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں لکھے گئے ہیں حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب اللہ اور رسول کے شیر ہیں۔ [1]

ابھی آپ وہاں سے ہٹنے ہی نہ پائے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۚ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝۱۲۶ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝۱۲۷ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝۱۲۸ [2]

ترجمہ: اور اگر تم لوگ بدلہ لو تو بس اسی قدر لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہو لیکن اگر تم صبر کرو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں ہی کے حق میں بہتر ہے ،اے نبی صبر سے کام کیے جاؤ اور تمہارا یہ صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے، ان لوگوں کی حرکات پر رنج نہ کرو اور نہ ان کی چال بازیوں پر دل تنگ کرو، اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور احسان پر عمل کرتے ہیں۔

چنانچہ آپ نے حکم الٰہی کے مطابق صبر فرمایا اور قسم کا کفارہ ادا کیا۔

وَرَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثْلًا شَدِيدًا فَأَحْزَنَهُ ذَلِكَ الْمَثْلُ، ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ ظَفِرت بِقُرَيْشٍ لَأُمَثِّلَن بِثَلَاثِينَ مِنْهُمْ! فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ:وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۚ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝۱۲۶ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝۱۲۷ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ

[1] ابن ہشام۹۶،۹۵/۲،تاریخ طبری ۵۲۸/۲،البدایۃ والنہایۃ۴۴/۴،الروض الانف ۲۱/۶،مغازی واقدی ۲۹۰/۱،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۷۹/۳

[2] النحل ۱۲۶تا۱۲۸

اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

ایک روایت میں ہے جب رسول اللہ ﷺ نے ان کا اس طرح مثلہ کیا ہوا پایا تو آپ ﷺ کو شدید رنج ہوا، اور آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ نے مجھے کافروں پر غلبہ دیا تو میں اس کے عوض ان میں سے تیس کفار ومشرکین کا تیرے بدلے میں مثلہ کروں گا، ابھی آپ وہاں سے ہٹنے ہی نہ پائے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ النحل کی آیات ۱۲۶ تا ۱۲۸ نازل فرمائیں، اور اگر تم لوگ بدلہ لو تو بس اسی قدر لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہو لیکن اگر تم صبر کرو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں ہی کے حق میں بہتر ہے، اے نبی صبر سے کام کیے جاؤ اور تمہارا یہ صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے، ان لوگوں کی حرکات پر رنج نہ کرو اور نہ ان کی چال بازیوں پر دل تنگ کرو، اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور احسان پر عمل کرتے ہیں۔

فَعَفَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُمَثِّلْ بِأَحَدٍ

چنانچہ آپ ﷺ نے حکم الٰہی کے مطابق صبر فرمایا اور کسی کا مثلہ نہیں کیا۔[۱]

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَمْزَةُ

اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو دیکھا تو رو پڑے اور آپ کی ہچکی بندھ گئی اور فرمایا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام شہیدوں کے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ ہوں گے[۲]

عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب تمام شہیدوں کے سردار ہیں۔[۳]

اور پھر شہدا کی نماز جنازہ پڑھنے لگے سب سے پہلے حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کا جنازہ لایا گیا

فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمْزَةَ فَصَلَّى عَلَيْهِ، وَجِيءَ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَوُضِعَ إِلَى جَنْبِهِ فصلَّى عَلَيْهِ، فَرُفِعَ الْأَنْصَارِيُّ وتُرِكَ حَمْزَةُ، ثُمَّ جِيءَ بِآخَرٍ فوضعه إِلَى جَنْبِ حَمْزَةَ فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ وتُرِكَ حَمْزَةُ، حَتَّى صلَّى عَلَيْهِ يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ صَلَاةً

اور رسول اللہ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو اپنے سامنے رکھ کر نماز جنازہ ادا کی، پھر ایک انصاری کا جنازہ لایا گیا اور اسے حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھا گیا، اور آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی، انصاری رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھالیا گیا لیکن حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ وہیں رہا، اسی طرح ستر شخص لائے گئے اور سیدالشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ کی ستر مرتبہ جنازے کی نماز پڑھی گئی۔[۴]

وَأَقْبَلَتْ فِيمَا بَلَغَنِي صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لِتَنْظُرَ إِلَى حَمْزَةَ وَكَانَ أَخَاهَا لأَبِيهَا وَأُمِّهَافقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

[۱] مغازی واقدی ۲۹۰؍۱

[۲] المعجم الاوسط ۲۳۸؍۴، مستدرک حاکم ۲۵۵۷

[۳] المعجم الکبیر للطبرانی ۲۹۵۸

[۴] مسند احمد ۴۴۱۴ ،مصنف ابن ابی شیبة ۳۶۷۸۳، البدایة والنهایة ۴۶؍۴،ابن سعد ۱۱؍۳،السیرة النبویة لابن کثیر ۸۱؍۳

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لابْنِهَا الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ: الْقِهَا فَارْجِعْهَا، لا تَرَى مَا بِأَخِيهَا فَلَقِيَهَا الزُّبَيْرُ ، فَقَالَ لَهَا: يا أمه، ان رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكِ أَنْ تَرْجِعِي، فَقَالَتْ: وَلِمَ،وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّهُ مُثِّلَ بِأَخِي وَذٰلِكَ فِي اللهِ قَلِيلٌ! فَمَا أَرْضَانَا بِمَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ! لأَحْتَسِبَنَّ وَلأَصْبِرَنَّ إِنْ شَاءَ اللهُ

جب صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے حقیقی بھائی کی شہادت کا علم ہوا تو وہ تشریف لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صاحبزادے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ تم ان کے پاس جاؤ اور انہیں واپس لوٹا دو تا کہ جو کچھ ان کے بھائی کے ساتھ ہوا ہے وہ اسے دیکھنے نہ پائیں، زبیر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور کہا اماں جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں، انہوں نے پوچھا کیوں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ کیا گیا ہے اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے محض اس وجہ سے اگر مجھے ممانعت کی گئی ہے تو میں اس سے خوش نہیں ہوئی ان شاء اللہ میں صبر وتحمل سے کام لوں گی،

فَلَمَّا جَاءَ الزُّبَيْرُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ، قَالَ: خَلِّ سَبِيلَهَا، فَأَتَتْهُ فَنَظَرَتْ إِلَيْهِ وَصَلَّتْ عَلَيْهِ، وَاسْتَرْجَعَتْ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُ، ثُمَّ امررَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ فَدُفِنَ

زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاش دیکھنے کی اجازت فرما دی، وہ لاش پر گئیں خون کا جوش تھا اور عزیز و مشفق اور بہادر بھائی کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے لیکن إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہہ کر چپ ہو رہیں اور مغفرت کی دعا مانگی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دفن کرنے کا حکم فرمایا۔[1]

وَقَفَتْ وَأَخَذَتْ ثَوْبَيْنِ، وَكَانَ إِلَى جَنْبِ حَمْزَةَ قَتِيلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَكَرِهُوا أَنْ يَتَخَيَّرُوا لِحَمْزَةَ أَوْ لِلْأَنْصَارِيِّ قَالَ: أَسْهِمُوا سَهْمًا فَأَيُّهُمَا طَاوَلَهُ أَجْوَدُ الثَّوْبَيْنِ فَهُوَ لَهُ، فَأَسْهَمُوا بَيْنَهُمَا فَكُفِّنَ حَمْزَةُ فِي ثَوْبٍ وَالْأَنْصَارِيُّ فِي ثَوْبٍ

وہ اپنے بھائی سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے کفن کے لئے دو چادریں لائیں تھیں، انہوں نے دیکھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے پاس ایک انصاری کی لاش بھی اسی طرح برہنہ پڑی ہوئی ہے، یہ دیکھ کر وہ دل میں شرمائیں کہ حمزہ رضی اللہ عنہ تو دو کپڑوں میں کفنائے جائیں اور انصاری کے لئے ایک کپڑا بھی نہ ہو، انہوں نے دونوں کو ناپا تو ایک کا قد بڑا نکلا، مجبوراً کپڑے پر قرعہ ڈالا گیا اور جو کپڑا جس کے حصہ میں پڑا وہ اسی میں کفنایا گیا۔[2]

اس غزوہ میں مشرکین کے بائیس (۲۲) یا سینتیس (۳۷) آدمی قتل ہوئے فَأُصِيبَ سَبْعُونَ قَتِيلًا اور مسلمانوں میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا۔[3]

[1] تاریخ طبری۲،۵۲۹،ابن ہشام ۲،۹۷،الروض الانف۶،۲۴،البدایۃ والنہایۃ۴،۴۷،السیرۃ الحلبیۃ۲،۳۳۵،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۳،۸۳

[2] دلائل النبوۃ للبیہقی۳،۲۸۹

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ۴۰۴۳،و كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلاَفِ فِي الحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ ۳۰۳۹

شہید ہونے والوں میں زیادہ تر انصار تھے۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:اصْطَبَحَ الخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ نَاسٌ، ثُمَّ قُتِلُوا شُهَدَاءَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان میں بعض وہ بھی تھے جنہوں نے غزوہ احد کی صبح کو شراب پی تھی (جو ابھی تک حرام نہیں ہوئی تھی) اور پھر شہادت کی موت نصیب ہوئی۔ (۱)

قال ابن مسعود: ما رأينا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باكيا أشد من بكائه على حمزة رضي الله عنه،وضعه في القبلة ثم وقف على جنازته وانتحب حتى نشق أي شهق

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب پر روئے کسی دوسرے پر اتنا نہیں روئے، آپ نے انہیں قبلہ کی جانب رکھا اور جنازہ پڑھانے لگے تو اس پر سسکیاں لے لے کر روئے اور غشی تک نوبت جا پہنچی۔ (۲)

بغوی رحمہ اللہ نے المعجم میں لکھا ہے کہ آپ عموماً جنازے پر چار تکبیریں کہتے تھے مگر حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر تکبیریں کہیں۔

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَهُ،وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُغَسَّلُوا

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ انہیں خون آلود کپڑوں میں انہیں دفن کیا جائے، شہداء احد کو غسل نہیں دیا گیا اور ان پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ (۳)

دَفْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ مَعَ حَمْزَةَ

عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا (۴)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ أُحُدٍ قَاعِدًا مِنْ الْجِرَاحِ الَّتِي أَصَابَتْهُ، وَصَلَّى الْمُسْلِمُونَ خَلْفَهُ قُعُودًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن زخموں کی وجہ سے نماز ظہر بیٹھ کر پڑھی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ (۵)

جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام بھی شہید ہوئے تھے، مشرکین نے ان کی لاش کا مثلہ کر دیا تھا۔

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَبْكِي، وَأَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ، فَجَعَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنِي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ،

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد کو شہید کر دیا گیا تو ان حالت دیکھ کر میں رونے لگا، اور بار بار کپڑا ہٹا کر ان کے چہرہ کو دیکھنے لگا، صحابہ

(۱) صحيح بخاری كتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ ۴۰۴۴

(۲) السيرة الحلبية ۲،۳۳۵

(۳) صحيح ابن حبان ۳۱۹۷،سنن ابوداودكتاب الجنائز:باب فی الشهيد يغسل ۳۱۳۵،صحيح بخاری كتاب الجنائز:باب من لم يرغسل الشهداعن جابر ۱۳۴۶

(۴) ابن ہشام ۲،۹۷

(۵) ابن ہشام ۲،۸۷ ،عيون الاثر ۲،۲۵،السيرة النبوية لابن كثير ۳،۷۱،البداية والنهاية ۵،۴۱۵

کرام رضی اللہ عنہم مجھے روکتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع نہیں کیا،

فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِيج

جب عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کے لئے اٹھایا گیا تو جابر رضی اللہ عنہ کی پھوپھی (فاطمہ بنت عمر رضی اللہ عنہا) اپنے بھائی کی لاش کو دیکھ کر رونے لگیں،

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَبْكِيهِ أَوْ: مَا تَبْكِيهِ مَا زَالَتِ المَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان پر نہ روؤ (بلکہ خوشی کا اظہار کرو) فرشتے ان پر اپنے پروں سے اس وقت تک سایہ کیے رہے جب تک وہ اٹھائے نہ گئے۔ (۱)

شہدا کی تجہیز وتکفین:

صحابیات رضی اللہ عنہن موت وحیات دونوں حالتوں میں اہل حاجت مند کی اعانت ومدد فرماتی تھیں، اس وقت بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ کسی شہید کے لئے کفن کی چادر تک نہ تھی،

عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:فَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً، كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلاَهُ، وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلاَهُ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ، وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ الإِذْخِرَ

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز نہیں چھوڑی، جو اتنی چھوٹی تھی کہ جب اس چادر سے (کفن دیتے وقت) اگر سر کو ڈھانکتے تو پیر کھل جاتے اور اگر پیر ڈھانکتے تو سر کھل جاتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سر ڈھانک دو اور پیروں پر گھاس ڈال دو (چنانچہ ان کے پاؤں اذخر گھاس سے چھپا دیئے گئے)۔ (۲)

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ:أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ:أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلاَءِ يَوْمَ القِيَامَةِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدا کی تدفین شروع کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر قبر میں رکھا، ہر قبر میں ایک بغلی قبر بھی بنوائی گئی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دفن کرتے تو دریافت فرماتے کہ ان دو میں کون قرآن

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَنْ قُتِلَ مِنَ المُسْلِمِينَ يَوْمَ أُحُدٍعن جابر ۴۰۸۰، وکتاب الجنائز:بَابُ الدُّخُولِ عَلَى المَيِّتِ بَعْدَ المَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ۱۲۴۴ ،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَالِدُ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا۶۳۵۴،سنن نسائی کتاب الجنائز:باب تَسْجِيَةُ الْمَيِّتِ۱۸۴۳، مسنداحمد۱۴۱۸۷،صحیح ابن حبان۷۰۲۱

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَنْ قُتِلَ مِنَ المُسْلِمِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ۴۰۸۲، وبَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ۴۰۴۷،وکتاب الجنائز:بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدْ كَفَنًا إِلَّا مَا يُوَارِي رَأْسَهُ، أَوْ قَدَمَيْهِ غَطَّى رَأْسَهُ۱۲۷۶،وکتاب الرقاق بَابُ فَضْلِ الفَقْرِ ۶۴۴۸ ،صحیح مسلم کتاب الجنائز:بَابٌ فِي كَفَنِ الْمَيِّتِ ۲۱۷۷،المعجم الکبیر للطبرانی ۶۹، ۳۶۶۲، ۴

مجید کا زیادہ عالم تھا، جب آپ کو بتایا جاتا تو آپ اسے بغلی قبر میں رکھتے، دفن کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن ان لوگوں پر گواہ ہوں گا، رسول اللہ ﷺ کے حکم سے تمام شہداء خون میں لتھڑے ہوئے دفن کیے گئے، نہ انہیں غسل دیا گیا، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ [1]

یہ وہ دردناک منظر تھا کہ بعد میں بھی یہ واقعہ مسلمانوں کو یاد آجاتا تو آنکھیں تر ہو جاتیں۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا، فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى المَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى المِنْبَرِ، فَقَالَ:إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا

آٹھ برس کے بعد وفات سے ایک دو برس پہلے جب رسول اللہ ﷺ ادھر سے گزرے تو بے اختیار آپ پر رقت طاری ہو گئی اور آپ ﷺ نے احد کے شہیدوں پر اس طرح نماز پڑھی جیسے کوئی زندوں اور مردوں سے رخصت ہو رہا ہو، اس کے بعد آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے، اور فرمایا مسلمانو! میں تم سے پہلے جا کر تمہارے لئے میر سامان بنوں گا اور میں تم پر گواہ رہوں گا، اور قسم اللہ کی! میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں، اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں، یا (یہ فرمایا کہ) مجھے زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم اللہ کی! مجھے تم سے یہ خوف نہیں کہ پھر مشرک بن جاؤ گے، لیکن اس بات کا ڈر ہے کہ تم لوگ دنیا حاصل کرنے میں رغبت کرو گے (نتیجہ یہ کہ آخرت سے غافل ہو جاؤ گے)۔ [2]

مشرکین مکہ کے جہنم وصل ہونے والوں کے نام

مِنْ بَنِي أَسَدٍ: عَبْدُ اللهِ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ زُهَيْرِ بْنِ الْحَارِثِ، قَتَلَهُ أَبُو دُجَانَةَ.وَمِنْ بَنِي عَبْدِ الدّارِ: طَلْحَةُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ يَحْمِلُ لِوَاءَهُمْ، قَتَلَهُ عَلِيّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السّلَامُ،وَعُثْمَانُ بن ابى طَلْحَةَ، قَتَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ،وَأَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ، قَتَلَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقّاصٍ،وَمُسَافِعُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، قَتَلَهُ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ أَبِي الْأَقْلَحِ،

بنی اسد میں سے عبداللہ بن حمید بن زہیر بن حارث، انہیں ابو دجانہ نے جہنم وصل کیا، بنی عبدالدار میں سے طلحہ بن ابی طلحہ جس نے مشرکین کا جھنڈا اٹھا رکھا تھا، اسے سیدنا علی علیہ السلام نے جہنم کا راستہ دکھایا، اور عثمان بن ابی طلحہ، اسے سید الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب نے موت کے گھاٹ اتارا، اور ابو سعید بن ابی طلحہ، اسے سعد بن ابی وقاص نے جہنم کی طرف روانہ کیا، اور مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ، اسے عاصم بن ثابت

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَنْ قُتِلَ مِنَ المُسْلِمِينَ يَوْمَ أُحُدٍ۴۰۷۹ ،وکتاب الجنائز بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الشَّهِيدِ۱۳۴۳، وبَابُ مَنْ يُقَدَّمُ فِي اللحْدِ عن جابر ۱۳۴۷،سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الشَّهِيدِ يُغَسَّلُ ۳۱۳۸،۳۱۳۶

[2] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الشَّهِيدِ ۱۳۴۴، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ عن عقبہ بن عامر ۵۹۷۶

بن ابی الاقلع نے موت سے ملاقات کرائی،

وَالْحَارِثُ بْنُ طَلْحَةَ، قَتَلَهُ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ، وَكِلَابُ بْنُ طَلْحَةَ، قَتَلَهُ الزّبَيْرُ ابْنُ الْعَوّامِ، وَالْجُلَاسُ بْنُ طَلْحَةَ، قَتَلَهُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ،وَأَرْطَاةُ بْنُ عَبْدِ شُرَحْبِيلَ ، قَتَلَهُ عَلِيّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السّلام،وقاسط بن شُرَيْحِ بْنِ عُثْمَانَ- ثُمّ حَمَلَهُ صُؤَابٌ- فَيُقَالُ قَتَلَهُ قُزْمَانُ،

اور حارث بن طلحہ، اسے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلع نے موت کا مزہ چکھایا، اور کلاب بن طلحہ، اسے زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام نے دوسری دنیا کی طرف روانہ کیا، اور جلاس بن طلحہ، اسے طلحہ بن عبید اللہ نے موت کی آغوش میں پہنچا دیا، اور ارطاہ بن شرجیل اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا، اور قاسط بن شریح بن عثمان جس نے بعد میں جھنڈا اٹھایا تھا کہا جاتا ہے کہ اسے قزمان نے موت کا ذائقہ چکھایا،

وَأَبُو عَزِيزِ بْنُ عُمَيْرٍ، قَتَلَهُ قُزْمَانُ،وَمِنْ بَنِي زُهْرَةَ: أَبُو الْحَكَمِ بْنُ الْأَخْنَسِ بْنِ شَرِيقٍ، قَتَلَهُ عَلِيّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السّلَامُ، وَسِبَاعُ بْنُ عَبْدِ الْعُزّى الْخُزَاعِيّ، وَاسْمُ عَبْدِ الْعُزّى عَمْرُو بْنُ نَضْلَةَ بْنِ عَبّاسِ بْنِ سُلَيْمٍ وَهُوَ ابْنُ أُمّ أَنْمَارٍ، قَتَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطّلِبِ،وَمِنْ بَنِي مَخْزُومٍ: هِشَامُ بْنُ أَبِي أُمَيّةَ بن المغيرة، قتله قزمان،

اور ابو عزیز بن عمیر، اسے بھی قزمان نے قتل کیا اور بنی زہرہ سے ابو الحکم بن خنس بن شریق، اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے موت سے ملاقات کرائی، اور سباع بن عبد العزی الخزوعی اور اسم عبد العزی عمرو بن نضلہ بن عباس بن سلیم جو ام انمار کا بیٹا تھا، اسے سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب نے کفر کا مزہ چکھایا، بنی مخزوم سے ہشام بن ابی امیہ بن مغیرہ اسے قزمان نے موت کی نیند سلایا،

والوليد ابن الْعَاصِ بْنِ هِشَامٍ، قَتَلَهُ قُزْمَانُ،وَأُمَيّةُ بْنُ أَبِي حُذَيْفَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، قَتَلَهُ عَلِيّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَخَالِدُ بْنُ الْأَعْلَمِ الْعُقَيْلِيّ، قَتَلَهُ قُزْمَانُ، وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيّ: عُبَيْدُ بْنُ حَاجِزٍ، قَتَلَهُ أَبُو دُجَانَةَ،وشيبة ابن مَالِكِ بْنِ الْمُضَرّبِ، قَتَلَهُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، وَمِنْ بَنِي جُمَحَ: أُبَيّ بْنُ خَلَفٍ، قَتَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ بِيَدِهِ،

اور ولید بن العاص بن ہشام، اسے بھی قزمان نے ٹھنڈا کر دیا، اور امیہ بن ابی حزیفہ بن مغیرہ، اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس دینا سے دوسری دنیا میں پہنچا دیا، اور خالد بن الاعلم العقیلی، اسے قزمان نے اس دنیا کے رنج والام سے نجات دلا دی، اور بنی عامر بن لوئی سے عبید بن حاجز، اسے ابو دجانہ نے جہنم کی طرف روانہ کیا، اور شیبہ ابن مالک بن مضرب، اسے طلحہ بن عبید اللہ نے زندگی سے نجات دی، اور بنی جمع سے ابی بن خلف، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے جہنم کی طرف روانہ کیا،

وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ وَهْبِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ جُمَحٍ، وَهُوَأَبُو عَزّةَ، أَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ أَسِيرًا يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ يَأْخُذْ رَسُولَ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ يوم أُحُدٍ أَسِيرًا غَيْرَهُ، فَقَالَ: يَا مُحَمّدُ، مُنّ علي! فقال رَسُولَ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ: إن المؤمن لا يلدغ من جحر مَرّتَيْنِ، وَلَا تَرْجِعُ إلَى مَكّةَ تَمْسَحُ عَارِضَيْك تَقُولُ: سَخِرْت بِمُحَمّدٍ مَرّتَيْنِ! ثُمّ أَمَرَ بِهِ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ فَضَرَبَ عُنُقَهُ

اور عمرو بن عبد اللہ بن عمیر بن وھب بن حذافہ جو ابوعزہ کے نام سے مشہور تھا اسے رسول اللہ ﷺ نے گرفتار کر لیا غزوہ احد میں اس کے علاوہ کسی کو گرفتار نہیں کیا تو یہ کہنے لگا کہ اے محمد (ﷺ)! مجھ پر رحم فرمائیں، (کیونکہ یہ غزوہ بدر میں بھی گرفتار ہوا تھا اور اس کی تنگ دستی اور بیٹیوں کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے بغیر کسی فدیہ کے رہا کر دیا تھا اور وعدہ لیا تھا کہ وہ دوبارہ مقابلے میں نہیں آئے گا مگر یہ پھر رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں آیا چنانچہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا میں نہیں چاہتا کہ تم مکہ مکرمہ میں جا کر کہو کہ میں نے دوبار محمد (ﷺ) کو غچہ دیا، اور پھر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس کی گردن مار دینے کا حکم فرمایا۔[1]

شہداء غزوہ احد کے نام یوں ہیں۔

شہداء مہاجرین

حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب		عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ	(یہ دونوں ماموں بھانجے ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے)
مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر	شماس رضی اللہ عنہ بن عثمان مخزومی	عمرو رضی اللہ عنہ بن معاذ اوسی	سعد بن معاذ کے بھائی
حارث رضی اللہ عنہ بن انیس	عمارہ رضی اللہ عنہ بن زیاد بن سکن	سلمہ رضی اللہ عنہ بن ثابت بن وقش	عمرو رضی اللہ عنہ بن ثابت بن وقش
صیفی رضی اللہ عنہ بن قیظی	حباب رضی اللہ عنہ بن قیظی	عباد رضی اللہ عنہ بن سہل	حارث رضی اللہ عنہ بن اوس بن معاذ
یمان رضی اللہ عنہ	ایاس رضی اللہ عنہ بن اوس	عبیدہ رضی اللہ عنہ بن عمرو	عبید رضی اللہ عنہ بن تیہان
حبیب رضی اللہ عنہ بن زید بن تیم	یزید رضی اللہ عنہ بن حاطب	ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث	غسیل الملائکہ حنظلہ رضی اللہ عنہ
قیس رضی اللہ عنہ بن یزید	مالک رضی اللہ عنہ بن امیہ	انیس رضی اللہ عنہ بن قتادہ	ابوحبہ رضی اللہ عنہ بن عمرو
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن جبیر	ابوخثیمہ رضی اللہ عنہ	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن سلمہ	سبیع رضی اللہ عنہ بن حاطب
عمیر رضی اللہ عنہ بن عدی			

قبیلہ خزرج کے شہداء جنہوں نے جام شہادت نوش فرمایا

عمرو رضی اللہ عنہ بن قیس	ان کے بیٹے قیس رضی اللہ عنہ	ثابت رضی اللہ عنہ بن عمرو	عامر رضی اللہ عنہ بن مخلد
ابوہبیرہ رضی اللہ عنہ بن حارث	عمرو رضی اللہ عنہ بن مطرف	اوس رضی اللہ عنہ بن ثابت	انس رضی اللہ عنہ بن نضر
قیس بن مخلد رضی اللہ عنہ	کیسان رضی اللہ عنہ	حارثہ رضی اللہ عنہ بن زید	سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع
اوس رضی اللہ عنہ بن ارقم	مالک رضی اللہ عنہ بن سنان	سعید رضی اللہ عنہ بن سوید	عتبہ رضی اللہ عنہ بن منیع

[1] مغازی واقدی ۳۰۷/۱

ثقف رضی اللہ عنہ بن فردہ	عبداللہ بن عمرو بن وہب	ضمرہ رضی اللہ عنہ	نوفل بن عبداللہ
عباس رضی اللہ عنہ بن عبادہ بن نضلہ	نعمان رضی اللہ عنہ بن مالک	مجذر رضی اللہ عنہ بن زیاد	عبادہ رضی اللہ عنہ بن خشخاش
خلاد رضی اللہ عنہ بن عمرو بن جموع	ابوایمن رضی اللہ عنہ	سلیم رضی اللہ عنہ بن عمرو	عزہ رضی اللہ عنہ
سہل رضی اللہ عنہ بن قیس	ذکوان رضی اللہ عنہ بن عبد قیس	عبید بن معلیٰ بن لوذان	عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام
عمرو رضی اللہ عنہ بن جموح (یہ دونوں گہرے دوست تھے، ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے)			

ان کے علاوہ مالک رضی اللہ عنہ بن ایاس اور عمرو رضی اللہ عنہ بن ایاس بھی شمار ہوتے ہیں۔

قبیلہ اوس کے شہداء جنہوں نے جام شہادت نوش فرمایا

مالک رضی اللہ عنہ بن نمیلہ　　　حارث رضی اللہ عنہ بن عدی خطمی

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَكَانَ مِمَّنْ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ مُخَيْرِيقٌ، وَكَانَ أَحَدَ بَنِي ثَعْلَبَةَ بْنِ الْفِطْيُونِ،وكَانَ حَبْرًا عَالِمًا، وَكَانَ رَجُلًا غَنِيّاكَثِيرَ الْأَمْوَالِ مِنْ النّخْلِ وَكَانَ يَعْرِفُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِفَتِه،يَا مَعْشَرَ يَهُودَ، وَاَللَّهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّ نَصْرَ مُحَمَّدٍ عَلَيْكُمْ لَحَقٌّ،إِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ السَّبْتِ ، قَالَ: لَا سَبْتَ لَكُمْ،إِنْ قُتِلْتُ هَذَا الْيَوْمَ، فَأَمْوَالِي لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيهَا مَا أَرَاهُ اللهُ،فَلَمَّا اقْتَتَلَ النَّاسُ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغَنِي يَقُولُ: مُخَيْرِيقَ خَيْرُ يَهُودِ، وَقَبَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْوَالَهُ، فَعَامَّةُ صَدَقَاتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ مِنْهَا

ابن اسحاق کے مطابق غزوہ احد کے مقتولین میں قبیلہ بنوثعلبہ بن فیطون کا ایک شخص مخیرق بھی تھا، جو بہت عالم اور دولت مند تھا اس کے بہت سے کھجوروں کے باغات تھے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی علامات نبوت اور اپنے سابق کتابی علم کی بنا پر خوب اچھی طرح پہچانتا تھا، جب یہ معرکہ پیش آیا تو اس نے اپنی قوم سے کہا اے جماعت یہود! واللہ تمہیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ تم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا واجب ہے ،اس پر اس کی قوم نے جواب دیا آج تو ہفتہ کا دن ہے آج کے دن ہم بھلا کیا کام کر سکتے ہیں، اپنی قوم کے اس حیلے پر مخیریق نے کہا تم پر ہفتہ کا دن نہ آئے، اور پھر اپنی تلوار اور دوسرے ہتھیار سنبھال کر کہا میں احد میں جا رہا ہوں اگر مجھے کچھ ہو جائے تو میرا تمام مال ومتاع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ جس طرح چاہیں اسے خرچ کر ڈالیں، پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ ہو کر کفار سے لڑا اور قتل ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخیریق تمام یہود میں بہتر شخص تھا، اس کی وصیت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اموال پر قبضہ کر کے سب کو مستحقین میں خیرات کر دیا۔[1]

[1] ابن ہشام۵۱۸/۱، الروض الانف ۲۰۶/۴، عیون الآثر۲۴۰/۱،تاریخ طبری ۵۳۱/۲ ،البدایۃ والنہایۃ۳۶/۴،دلائل النبوۃ لابی

لما قتل مخيريق بأحد وأوصى إن أصبت فأموالي لرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقبضهارَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وتصدق بها

ایک روایت میں یوں مذکور ہے جب وہ غزوہ احد میں مرنے لگا تب اس نے یہ وصیت کی تھی کہ میری تمام دولت میرے بعد محمد ﷺ کی ہے وہ اسے جہاں چاہیں خرچ فرمائیں، اس کی وصیت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس کے اموال پر قبضہ کر کے اس کی تمام دولت تقسیم فرمادی۔ [1]

مدینہ طیبہ کی طرف واپسی:

ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا إلَى الْمَدِينَة، فَلَقِيته حمنة بِنْتُ جَحْشٍ، كَمَا ذُكِرَ لِي، فَلَمَّا لَقِيَتْ النَّاسَ نُعِيَ إلَيْهَا أَخُوهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَحْشٍ، فَاسْتَرْجَعَتْ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُ،ثُمَّ نُعِيَ لَهَا خَالُهَا حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاسْتَرْجَعَتْ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُ،ثُمَّ نُعِيَ لَهَا زَوْجُهَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، فَصَاحَتْ وَوَلْوَلَتْ!فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إنَّ زَوْجَ الْمَرْأَةِ مِنْهَا لَبِمَكَانٍ! لِمَا رَأَى مِنْ تَثَبُّتِهَا عِنْدَ أَخِيهَا وَخَالِهَا، وَصِيَاحِهَا عَلَى زَوْجِهَا

شہید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تدفین اور دعاو نماز اور زخمیوں کی مرہم پٹی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے باقی ماندہ زخموں سے چور چور، جیتی ہوئی جنگ کے بعد شکست سے نڈھال صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف واپسی کا سفر شروع فرمایا، مسلمانوں کی شکست کی خبر سن کر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی بہن اور حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی بھانجی اور مسلمانوں کے علم بردار مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش رضی اللہ عنہ احد کی طرف آرہی تھی، ان کے بھائی، ماموں اور شوہر اس غزوہ میں شہید ہو چکے تھے، راستے میں ان کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں ان کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی انہوں نے کمال ضبط وتحمل سے یہ دردناک خبر سنی اور کہا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر انہیں ان کے ماموں حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی شہادت کی خبر دی، اب بھی انہوں نے بڑے ضبط وتحمل سے إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھی اور اپنے ماموں کے لئے دعائے مغفرت کی، اب صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں ان کے شوہر مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کی شہادت کی خبر دی اب کے وہ برداشت نہ کرسکیں اور تڑپ کر دھاڑھیں مار کر رونے لگیں، رسول اللہ ﷺ نے اس کی اس کیفیت کو دیکھ کر فرمایا عورت کو اپنے خاوند کا ایک خاص رنج ہوتا ہے کیونکہ حمنہ کو دیکھا کہ بھائی اور ماموں کی خبر سے اس قدر بے چین نہیں ہوئیں جیسی کہ خاوند کی خبر سے بے چین ہوئیں۔ [2]

وَجَاءَت أُمّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ تَعْدُو نَحْوَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهوعَلَى فَرَسه وَسَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ آخِذٌ بِلِجَامِهَا

نعیم۷۸/۱، امتاع الاسماع ۱۶۰/۱،السيرة النبوية لابن كثير۳۴۴/۲

[1] سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد۴۰۷/۸

[2] ابن ہشام ۹۸/۲،تاريخ طبرى ۵۳۲/۲،الروض الانف ۲۷/۶،دلائل النبوة للبيهقى ۳۰۱/۳،البداية والنهاية۴۴۸/۵،السيرة النبوية لابن كثير۹۳/۳

، فَقَالَ له سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أُمِّي!فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَرْحَبًا بِهَا! فوقف لهافَدَنَتْ حَتّى تَأَمَّلَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلّم،فَعَزّاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَمْرِو بْنِ مُعَاذٍ ابْنِهَا

کچھ اور آگے بڑھے توسعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی والدہ آتی ہوئی نظر آئیں،ان کے بیٹے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی لگام تھامی ہوئی تھے انہوں نے دور سے اپنی والدہ کو آتے دیکھا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !یہ میری والدہ آرہی ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاانہیں مبارک ہو اور احتراماًان کے استقبال کے لئے رک گے،جب وہ قریب پہنچ گئیں توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ بن معاذ کی شہادت کی خبر دی اور تعزیتی کلمات کہہ کرانہیں تسلی دی اور صبر کی تلقین فرمائی،

فقالت: أمّا إِذْ رَأَيْتُكَ سَالِمًا،فَقَدْ أَشْوَتْ الْمُصِيبَةُ: أي استقلیتها؛وَدَعَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ مَنْ قُتِلَ بِأحد ، أَيْ بعْدأقَالَ لأم سَعْدٍ:يَا أُمّ سَعْدٍ، أَبْشِرِي وَبَشّرِي أَهْلِيهِمْ أَنّ قَتَلَاهُمْ قَدْ تَرَافَقُوا فِي الْجَنّةِ جَمِيعًا وَقَدْ شَفَعُوا فِي أَهْلِيهِمْ. قَالَتْ: رَضِينَا يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَنْ يَبْكِي عَلَيْهِمْ بَعْدَ هَذَا؟!

انہوں نے محبت وجان نثاری میں ڈوباہواایساجواب دیاجوایک مسلمان صحابیہ کاہی شیوہ ہوسکتاہے،عرض کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !جب میں نے آپ کو صحیح وسلامت دیکھ لیاتوپھرمیرے لئے ہرمصیبت ہیچ ہے،ان کاجواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے لئے دعا فرمائی،اس کے بعد ام سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایااے ام سعد!خوش ہوجاؤاور دوسرے شہداء کے گھروالوں کوبھی یہ خوشخبری پہنچادو کہ ان سب کے شہداء سب کے سب ایک ساتھ جنت میں ہیں،اوران سب کی شفاعت ان کے گھروالوں کے لئے قبول کرلی گئی ہے،فرماتی ہیں کہ ہم اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! راضی اور خوش ہیں،بھلااس خوشخبری کے بعد بھی کوئی روئے گا،

ثُمّ قَالَتْ: اُدْعُ يَا رَسُولَ اللهِ لِمَنْ خُلّفُوا، فَقَالَ: اللهُمّ أَذْهِبْ حُزْنَ قُلُوبِهِمْ وَاجْبُرْ مُصِيبَتَهُمْ، وَأَحْسِنْ الْخَلَفَ عَلَى مَنْ خُلّفُوا

ام سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !شہداء کے پسماندگان کے لئے بھی دعافرمائیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعافرمائی اے اللہ!ان کے دلوں کارنج وغم دور کردے،انہیں ان کی مصیبت کانعم البدل عطافرمااور باقی ماندگان کی بہترین دیکھ بھال فرما۔[1]

مدینہ منورہ میں آمد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرشام مدینہ منورہ پہنچ گئے،شہداکے سوگ میں مدینہ منورہ ماتم کدہ کامنظرپیش کررہاتھا،ہرگھرسے آہ وبکابلند ہورہی تھیں اورہرآنکھ اشک بارتھی،

فَذَرَفَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَكَى، ثُمَّ قَالَ: لكِنَّ حَمْزَةَ لَا بَوَاكِيَ لَهُ!فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ إِلَى دَارِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ أَمَرَا نِسَاءَهُمْ أَنْ يَتَحَزَّمْنَ،ثُمَّ يَذْهَبْنَ فَيَبْكِينَ عَلَى عَمِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،قَالَ: لَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُكَاءَهُنَّ عَلَى حَمْزَةَ خَرَجَ عَلَيْهِنَّ وَهُنَّ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ يَبْكِينَ

[1] سیرة الحلبیة۳۴۵؍۲،مغازی واقدی ۳۱۶؍۱

عَلَيْهِ، فَقَالَ: ارْجِعْنَ يَرْحَمْكُنَّ اللهُ، فَقَدْ آسَيْتُنَّ بِأَنْفُسِكُنَّ ، وَنُهِيَ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّوْحِ

لوگوں کی یہ کیفیت دیکھ کر آپ کا دل بھر آیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل گئے مگر حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے والا کوئی نہیں، جب انصار نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے یہ درد میں ڈوبے الفاظ سنے تو اپنا رنج وغم بھول گئے اور ان کے دل سید الشہد احمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دکھ سے بھر گئے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے یہ الفاظ سن کر سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ اور اسید بن حضیر جب بنی عبد الاشہل کے گھروں میں پہنچے تو ان کی خواتین کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے در دولت پر حمزہ بن عبد المطلب پر نوحہ کرنے کے لئے بھیجا یہ خواتین جاہلیت کے دستور کے مطابق بین کرتی ہوئی حاضر ہوئیں، جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان عورتوں کے رونے کی آوازسنیں تو فرمایا اللہ انصار پر رحم کرے یہ لوگ بڑے ہمدرد ہیں ان عورتوں کو چاہیے کہ واپس گھروں کو چلی جائیں اور انہیں جاہلیت کی رسموں منہ پر تھپڑ مارنے، سروں کے مونڈ ھنے، چہروں کو نوچنے اور گریبانوں کو چاک کرنے سے منع فرمایا، اور فرمایا آج سے کسی مرنے والے پر نوحہ نہ کیا جائے۔[1]

گھر پہنچ کر اپنی تلوار فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھمائی اور فرمایا

اغْسِلِي عَنْ هَذَا دَمَهُ يَا بنيّة، فو الله لَقَدْ صَدَقَنِي الْيَوْم، وَنَاوَلَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ سَيْفَهُ، فَقَالَ: وَهَذَا أَيْضًا، فَاغْسِلِي عَنهُ دَمه، فو الله لَقَدْ صَدَقَنِي الْيَوْمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَئِنْ كُنْتُ صَدَقْتَ الْقِتَالَ لَقَدْ صَدَقَ مَعَكَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَأَبُو دُجَانَةَ

اس پر لگا ہوا خون دھو دو، اللہ کی قسم! یہ آج میرے لئے بہت صحیح ثابت ہوئی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے بھی اپنی تلوار انہیں تھمادی کہا کہ اس کا خون بھی دھو دو، اللہ کی قسم! یہ آج میرے لئے بہت صحیح ثابت ہوئی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بات سن کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اگر تم نے بہادری اور ثابت قدمی سے جنگ کی ہے تو تمہارے ساتھ سہل رضی اللہ عنہ بن حنیف اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے بھی جم کر اور بڑی بے جگری سے جنگ کی ہے۔[2]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشرکین، منافقین مدینہ اور یہودیوں سے خطرات لاحق تھے کہ کہیں اس حالت میں جب کہ مسلمان اور خود حاکم مدینہ اور سالار اعظم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زخمی ہیں، وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خلاف کوئی گھناونی سازش نہ کر بیٹھیں، اس لئے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم زخمی ہونے اور تھکاوٹ سے چور چور ہونے کے باوجود ساری رات خصوصی طور پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حجرے، مدینہ منورہ کے داخلی اور اندرون راستوں پر پہرہ دیتے رہے۔

مشرکین کا حمراء الاسد تک تعاقب

جنگ میں مشرکین مکہ کو فتح ہوئی تھی مگر انہوں نے اس فتح سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا تھا، وہ چاہتے تو اس وقت کیمپ میں محصور زخمی

---

[1] ابن ہشام۹۹/۲ ،الروض الانف۲۸/۶ ،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۰۱/۳، البدایۃ النہایۃ۵۵/۴ ،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۹۵/۳

[2] ابن ہشام ۱۰۰/۲ ،الروض الانف۳۰/۶ ،عیون الآثر۳۵/۲ ،البدایۃ والنہایۃ۵۴/۴ ،تاریخ طبری۵۳۳/۲، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۹۴/۳

مسلمانوں کو مزید نقصان پہنچا سکتے تھے، کچھ کو گرفتار کر سکتے تھے، کیمپ کو روند کر مال غنیمت حاصل کر سکتے تھے،اور کچھ نہیں تو چند میل کے فاصلے پر خالی مدینہ منورہ پر بھی حملہ کر سکتے تھے، مگر اس وقت انہوں نے مسلمانوں کو جتنی زک پہنچ چکی تھی اسی کو غنیمت سمجھا،اور اس سے پہلے کہ جنگ کا پلڑا پھر مسلمانوں کے حق میں ہو جائے جلدی میں آئندہ سال جنگ کا اعلان کر کے چلتے بنے تھے، مگر خطرہ ابھی برقرار تھا، دشمن ابھی بہت دور نہیں چلا گیا تھا،اس لئے اندیشہ تھا کہ کہیں راستے میں ان کو اس طرح کا خیال نہ آجائے اور انہیں اپنی جلد بازی پر افسوس و ندامت ہو،ان عواقب پر غور و فکر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کر لیا کہ مشرکین مکہ پر اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے اور ڈرانے کے لئے ان کا تعاقب کرنا چاہیے، تاکہ مشرکین یہ نہ سمجھیں کہ احد کے نقصان نے مسلمانوں کو نڈھال کر دیا ہے،اور اگر ان پر دوبارہ حملہ کیا گیا تو وہ کامیاب ہو جائیں گے،

قَالَ: فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ (مِنْ) يَوْمِ الْأَحَدِ لِستَّ عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَوَّالٍ، أَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ بِطَلَبِ الْعَدُوِّ،فَأَذَّنَ مُؤَذِّنُهُ أَنْ لَا يَخْرُجَنّ مَعَنَا أَحَدٌ إِلّا أَحَدٌ حَضَرَ يَوْمَنَا بِالْأَمْسِ

چنانچہ دوسرے دن آٹھ شوال تین ہجری بروز اتوار صبح نماز کے بعد آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اعلان کر دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں دشمن(مشرکین مکہ)کے تعاقب کا حکم دیا ہے،اور تاکید فرمائی کہ صرف وہ لوگ ہم رکاب ہوں جو کل کی جنگ میں حاضر تھے، کوئی نیا شخص نہ آئے۔[1]

اس تخصیص سے آپ کا مقصد دشمن کے مقابلہ میں شدت اور احد میں شریک ہونے والوں کی مزید تعظیم و توقیر کا اظہار فرمانا تھا،صحابہ کرام جن کے بھائی بند،عزیز و اقارب شہید ہو چکے تھے اور صدمہ سے چور تھے،اور وہ خود بھی زخموں سے نڈھال تھے، آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا اور بغیر کسی پس و پیش کے چلنے پر آمادہ ہو گئے،

فَقَالَ لَهُ عبد الله بن أبي: أَرْكَبُ مَعَكَ؟ قَالَ: لَا

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے ساتھ چلنے کی اجازت چاہی مگر آپ نے اسے اجازت نہیں دی۔[2]

فَكَلَّمَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَبِي كَانَ خَلَّفَنِي عَلَى أَخَوَاتٍ لِي سَبْعٍ، وَقَالَ: يَا بُنَيَّ، إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِي وَلَا لَكَ أَنْ نَتْرُكَ هَؤُلَاءِ النِّسْوَةَ لَا رَجُلَ فِيهِنَّ، وَلَسْتُ بِالَّذِي أُوثِرُكَ بِالْجِهَادِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفْسِي، فَتَخَلَّفْ عَلَى أَخَوَاتِكَ، فَتَخَلَّفْتُ عَلَيْهِنَّ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ مَعَه

جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کل کی جنگ میں میرے والد نے مجھے میری سات بہنوں کے پاس چھوڑ دیا تھا، اور یہ کہتا تھا کہ اے فرزند! مجھے اور تمہیں جہاد کو ترک نہیں کرنا چاہیے،اور میں تجھ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرنے سے زیادہ عزیز نہیں

[1] ابن ہشام۱۰۱؍۲،الروض الأنف۳۱؍۶،عیون الأثر۵۳؍۲،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۹۸؍۳

[2] زادالمعاد۲۱۶؍۳

سمجھتا، تو اپنی بہنوں کے پاس ٹھہر جاؤ کیونکہ ان کے پاس کوئی مرد نہیں ہے، اس مجبوری کی وجہ سے میں حاضر نہ ہو سکا، آج مجھے ساتھ روانہ ہونے کی اجازت فرمائیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی گزارش کو منظور فرمالیا اور ساتھ چلنے کی اجازت فرمادی اور وہ ساتھ روانہ ہوئے۔ (1)

أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، كَانَ شَهِدَ أُحُدًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَهِدْت أُحُدًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَخٌ لِي، فَرَجَعْنَا جَرِيحَيْنِ ، فَلَمَّا أَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخُرُوجِ فِي طَلَبِ الْعَدُوِّ،قُلْتُ لِأَخِي أَوْ قَالَ لِي: أَتَفُوتُنَا غَزْوَةٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ وَاللَّهِ مَا لَنَا مِنْ دَابَّةٍ نَرْكَبُهَا،

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ایک اصحاب جو بنی عبد الاشہل میں سے تھے کہتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی ہم دونوں غزوہ احد میں زخمی ہو گئے تھے، جب ہم نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے منادی کی آواز سنی کہ لوگوں کو دشمن کی طرف جانے کے لئے بلا رہا ہے، تو میں نے اپنے بھائی سے کہا یا اس نے مجھ سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہمراہ جہاد میں ہماری شرکت رہ جائے گی اور ہم سخت زخمی ہیں اور کوئی سواری بھی پاس نہیں ہے جس پر سوار ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں،

وَمَا مِنَّا إِلَّا جَرِيحٌ ثَقِيلٌ،فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْتُ أَيْسَرَ جُرْحًا، فَكَانَ إِذَا غُلِبَ حَمَلْتُهُ عُقْبَةً ، وَمَشَى عُقْبَةً، حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى مَا انْتَهَى إِلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ

پھر آخر کار ہم ہمت کر کے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ روانہ ہوئے اور میرا زخم میرے بھائی کے زخم سے ہلکا تھا جب اس سے چلا نہ جاتا تو میں اس کو سہارا دے دیتا تھا یہاں تک کہ اسی طرح ہم اس جگہ تک پہنچے جہاں تک مسلمان گئے تھے۔ (2)

وَكَانَ اسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ ،وَخَرَجَ وَهُوَ مَجْرُوحٌ فِي وَجْهِهِ، وَمَشْجُوجٌ فِي جَبْهَتِهِ، وَرَبَاعِيَتُهُ قَدْ شظيت وَشَفَتُهُ السُّفْلَى قَدْ كُلِمَتْ فِي بَاطِنِهَا، وَهُوَ مُتَوَهِّنٌ مِنكَبِهِ، يَعْنِي الأَيْمَنَ، من ضربة ابن قمئة، وَرُكْبَتَاهُ مَجْحُوشَتَانِ

مدینہ منورہ پر عبد اللہ بن ام مکتوم کو اپنا خلیفہ مقرر کیا، اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گھوڑے پر اس حال میں سوار ہوئے کہ آپ کا چہرہ مبارک خود کی کڑیوں کی وجہ سے مجروح تھا، پیشانی مبارک پھٹی ہوئی تھی، دندان مبارک زخمی تھے اور نچلا ہونٹ مبارک بھی کٹا ہوا تھا، داہنے کندھے میں شدید درد تھا جہاں ابن قمیہ نے تلوار کا وار کیا تھا، گھٹنوں پر گہری خراشیں تھیں۔ (3)

فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا، قَالَ: كَانَ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ، وَالزُّبَيْرُ

---

(1) ابن ہشام ۲٫۱۰۱،الروض الانف ۶٫۳۱،عیون الآثر ۲٫۵۳،تاریخ طبری ۲٫۵۳۴

(2) ابن ہشام ۲٫۱۰۱،الروض الانف ۶٫۳۰،تاریخ طبری ۲٫۵۳۴،البدایۃ والنہایۃ ۴٫۵۶،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳٫۳۱۴

(3) ابن سعد ۲٫۳۸،عیون الآثر ۲٫۵۴،المغازی واقدی ۱٫۳۳۶

ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس جماعت میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ [1]

فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى حَمْرَاءِ الْأَسَدِ، وَهِيَ مِنْ الْمَدِينَةِ عَلَى ثَمَانِيَةِ أَمْيَالٍ ،فَبَعَثَ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ طَلِيعَةً فِي آثَارِ الْقَوْمِ، فَلَحِقَ اثْنَانِ مِنْهُمُ الْقَوْمَ بِحَمْرَاءِ الْأُسْدِ.وَهِيَ مِن الْمَدِينَةِ عَلَى عَشْرَةِ أَمْيَالٍ طَرِيقِ الْعَقِيقِ متياسرة عَن ذِي الْحُلَيْفَةِ إذا أخذتها فِي الْوَادِي.وَلِلْقَوْمِ زَجَلٌ وَهُمْ يَأْتَمِرُونَ بِالرُّجُوعِ وَصَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ يَنْهَاهُمْ عَنْ ذَلِكَ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے ایک بستی حمراء الاسد (عقیق کے راستے پر ذوالحلیفہ کے بائیں طرف تقریباً تیرہ کلومیٹر (آٹھ میل) دور ایک بستی ہے) تک مشرکین کا تعاقب کیا اور یہاں پر پہنچ کر خیمہ زن ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے روانہ ہونے سے پہلے قبیلہ بنو اسلم کے تین آدمی آگے روانہ کیے ان میں سے دو آدمی مقام روحا پر مشرکین تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، یہاں مشرکین باہم مشورہ کر رہے تھے ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی اصحاب کی کمر توڑ دی ہے، پھر ان کی مکمل بیخ کنی کرنے سے پہلے ہمیں مکہ واپس نہیں جانا چاہیے، بلکہ اس موقع کو غنیمت جان کر مدینہ منورہ پر حملہ کر دینا چاہئے تا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں سے نجات مل جائے، اور ارد گرد میں بھی ہماری دھاک بیٹھ جائے، جبکہ صفوان بن امیہ ان لوگوں کو اس رائے کی مخالفت کر رہا تھا،

فَقَالَ لَهُمْ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ: لَا تَفْعَلُوا، فَإِنَّ الْقَوْمَ قَدْ حَرِبُوا، وَقَدْ خَشِينَا أَنْ يَكُونَ لَهُمْ قِتَالٌ غَيْرُ الَّذِي كَانَ، فَارْجِعُوا ، فَبَصَرُوا بِالرَّجُلَيْنِ فَعَطَفُوا عَلَيْهِمَا فعلوهما وَمَضَوْا وَمَضَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ حَتَّى عَسْكَرُوا بِحَمْرَاءِ الْأُسْد .فَدفن الرَّجُلَيْنِ فِي قَبْرٍ وَاحِدِ

صفوان بن امیہ نے ان لوگوں سے کہہ رہا تھا ایسا ہر گز نہ سوچو، مجھے اس بات کا خطرہ لگ رہا ہے کہ کہیں وہ لوگ بھی تمہارے مقابلے پر نہ آجائیں جو کسی وجہ سے اس جنگ میں حاضر نہیں ہوئے ہوں گے، اس وقت تم فتح یاب ہو لہذا اسی حالت میں مکہ لوٹ چلو، ابھی بحث ومباحثہ جاری تھا کہ انہوں نے ان دو صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو ان پر پل پڑے اور انہیں شہید کر کے مکہ روانہ ہو گئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مقام حمراء الاسد پہنچے اور پڑاؤ ڈالا تو ان دونوں آدمیوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ [2]

پڑاؤ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے طلحہ! یہ لوگ ہم سے اس جیسی شکست نہ کھائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ مکہ کو ہمارے ہاتھوں فتح نہ کرا دے گا، اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابن خطاب! قریش ہم سے گزشتہ شکست جیسی شکست نہ کھائیں گے جب تک ہم رکن یمانی کو جا کر نہ چھو لیں گے،

فَأَقَامَ بِهَا الِاثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءَ وَالْأَرْبِعَاءَ ، وَكَانَ المسلمون يوقدون تلك الليالي خمسمائة نَارٍ حَتَّى تَرَى مِنَ الْمَكَانِ الْبَعِيدِ. وَذَهَبَ صوت مُعَسْكَرِهم وَنِيرَانِهِمْ فِي كُلِّ وَجْهٍ، فَكَبَتَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِذَلِكَ عَدُوَّهُمْ

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ ۴۰۷۷

[2] عیون الاثر ۲/۵۴،ابن سعد ۲/۳۸،ابن ہشام ۲/۱۰۵

آپ حمراء الاسد میں دوشنبہ، سہ شنبہ اور چہار شنبہ تین دن فروکش رہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات کو پانچ سو چولھوں میں آگ جلاتے تھے تاکہ دور سے نظر آئے اور ان کے لشکر کی آواز اور آگ کی روشنی ہر سمت پھیل جائے، اس طرح مسلمانوں کے پڑاؤ اور ان کی آگ کی خبریں ہر طرف پھیل گئیں، اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دل میں رعب ڈال دیا اور انہوں نے پلٹ کر حملہ کرنے کی جرات نہ کی۔ (۱)

ابھی آپ حمیراء الاسد میں ہی تھے کہ شاعر ابوعزہ جمحی گرفت میں آ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں میں اسے فدیہ ادا نہ کر دینے کی سکت اور لڑکیوں کی کثرت کے باعث بلامعاوضہ اس شرط پر رہا کر دیا تھا کہ وہ رسول اللہ کے خلاف کسی طرح کا کوئی تعاون نہیں کرے گا، اور اس نے یہ شرط منظور کر لی تھی مگر عہد شکنی کر کے مسلمانوں کے خلاف جنگ احد میں خود بھی شریک بھی ہوا اور اپنے اشعار سے لوگوں کو بھی خوب بھڑکایا، اب جب دوبارہ گرفتار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو پھر اپنی بیٹیوں کا واسطہ دے کر منت سماجت کرنے لگا،

يَا مُحَمَّدُ أَقِلْنِي، فَقَالَ: لا وَاللهِ، لا تَمْسَحُ عَارِضَيْكَ بِمَكَّةَ تَقُولُ، خَدَعْتُ مُحَمَّدًا مَرَّتَيْنِ،ثُمَّ أَمَرَ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ فَضَرَبَ عُنُقَهُ

اے محمد! مجھ سے ایک بار پھر بڑی غلطی ہوئی ہے، مجھ پر ایک مرتبہ پھر احسان کریں اور میری بچیوں کی خاطر میری جان بخشی کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ اب ایسا نہ ہو گا کہ مکہ کے لوگ تجھ کو دیکھ کر خوش ہوں، اور تو کہتا پھرے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ فریب دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم رضی اللہ عنہ بن ثابت کو حکم فرمایا کہ وہ اس کی گردن مار دیں، چنانچہ انہوں نے فوراً اس کی گردن مار دی۔

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ فِيهِ: قَالَ عَلَيْهِ السَّلامُ لا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جحر مَرَّتَيْنِ

اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ (۲)

مدینہ کی طرف لوٹتے ہوئے آپ کو عبدالملک بن مروان کا دادا معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ہاتھ لگا جو مشرکین کی طرف سے جاسوسی کے لئے آیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اور عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر کو حکم دیا کہ اس کو تہ تیغ کر دیں، چنانچہ یہ قتل کر دیا گیا، تین دن وہاں قیام کے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر تلخ حالات میں حمراء الاسد تک جانا کمال محمدی کا اعلیٰ مظہر ہے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت، صبر و استقامت اور حسن سیادت کی بے مثل خوبیاں اظہر من الشمس ہو جاتی ہیں، اور یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی سے بڑی شکست سے بھی دل برداشتہ نہیں ہوتے تھے، اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظیم فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ کس قدر صبر و استقامت اور تحمل و برداشت کے حامل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیسے فرمانبردار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے پر لبیک کہنے والے تھے۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ وَكَانَ فِي قِصَّةِ أُحُدٍ وَمَا أُصِيبَ بِهِ الْمُسْلِمُونَ فِيهَا مِنَ الْفَوَائِدِ وَالْحِكَمِ الرَّبَّانِيَّةِ أَشْيَاءُ عَظِيمَةٌ مِنْهَا تَعْرِيفُ

(۱) ابن سعد ۳۷/۲،عیون الاثر ۵۴/۲،مغازی واقدی ۳۳۸/۱

(۲) ابن ہشام ۱۰۴/۲،عیون الاثر ۵/۲،البدایة والنهایة ۴۶/۴

الْمُسْلِمِينَ سُوءَ عَاقِبَةِ الْمَعْصِيَةِ وَشُؤْمِ ارْتِكَابِ النَّهْيِ لِمَا وَقَعَ مِنْ تَرْكِ الرُّمَاةِ مَوْقِفَهُمُ الَّذِي أَمَرَهُمُ الرَّسُولُ أَنْ لَا يَبْرَحُوا مِنْهُ وَمِنْهَا أَنَّ عَادَةَ الرُّسُلِ أَنْ تُبْتَلَى وَتَكُونَ لَهَا الْعَاقِبَةُ كَمَا تَقَدَّمَ فِي قِصَّةِ هِرَقْلَ مَعَ أَبِي سُفْيَانَ وَالْحِكْمَةُ فِي ذَلِكَ

علماء کہتے ہیں کہ احد کے واقعہ میں بہت سے فوائد اور بہت سی حکمتیں ہیں جو اہمیت کے لحاظ سے بڑی عظمت رکھتی ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ مسلمانوں کو معصیت اور منہیات کے ارتکاب کا نتیجہ بد بتلادیا جائے تا کہ آئندہ وہ ایسا نہ کریں، کچھ تیراندازوں کو رسول اللہ ﷺ نے ایک گھاٹی پر مقرر فرما کر سخت تاکید فرمائی تھی کہ ہماری جیت ہو یا ہار ہمارا حکم آئے بغیر تم اس گھاٹی سے مت ہٹنا مگر انہوں نے نافرمانی کی اور مسلمانوں کی اول مرحلہ پر فتح دیکھ کر وہ اموال غنیمت لوٹنے کے خیال سے گھاٹی کو چھوڑ کر میدان میں آ گئے، اس نافرمانی کا جو خمیازہ سارے مسلمانوں کو بھگتنا پڑا وہ معلوم ہے، اللہ تعالیٰ نے بتلادیا کہ نافرمانی اور معصیت کے ارتکاب کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے، اور ان حکمتوں میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے کہ رسولوں کو آزمایا جاتا ہے، اور آخر انجام بھی ان ہی کی فتح ہوتی ہے جیسا کہ ہرقل اور ابوسفیان کے قصہ میں گزر چکا ہے۔

أَنَّهُمْ لَوِ انْتَصَرُوا دَائِمًا دَخَلَ فِي الْمُؤْمِنِينَ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ وَلَمْ يَتَمَيَّزِ الصَّادِقُ مِنْ غَيْرِهِ وَلَوِ انْكَسَرُوا دَائِمًا لَمْ يَحْصُلِ الْمَقْصُودُ مِنَ الْبَعْثَةِ فَاقْتَضَتِ الْحِكْمَةُ الْجَمْعَ بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ لِتَمْيِيزِ الصَّادِقِ مِنَ الْكَاذِبِ وَذَلِكَ أَنَّ نِفَاقَ الْمُنَافِقِينَ كَانَ مَخْفِيًّا عَنِ الْمُسْلِمِينَ فَلَمَّا جَرَتْ هَذِهِ الْقِصَّةُ وَأَظْهَرَ أَهْلُ النِّفَاقِ مَا أَظْهَرُوهُ مِنَ الْفِعْلِ وَالْقَوْلِ عَادَ التَّلْوِيحُ تَصْرِيحًا وَعَرَفَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّ لَهُمْ عَدُوًّا فِي دُورِهِمْ فَاسْتَعَدُّوا لَهُمْ وَتَحَرَّزُوا مِنْهُمْ

اگر ہمیشہ رسولوں کے لئے مدد ہی ہوتی رہے تو مومنوں میں غیر مومن بھی داخل ہو سکتے ہیں، اور صادق اور کاذب لوگوں میں تمیز اٹھ سکتی ہے، اور اگر وہ ہمیشہ ہارتے ہی رہیں تو بعثت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے، پس حکمت الٰہی کا تقاضا فتح و شکست ہر دو کے درمیان ہوتا کہ صادق اور کاذب میں فرق ہوتا رہے، منافقین کا نفاق پہلے مسلمانوں پر مخفی تھا اس امتحان نے ظاہر کر دیا، اور انہوں نے اپنے قول و فعل سے کھلے طور پر اپنے نفاق کو ظاہر کر دیا، تب مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا کہ ان کے گھروں ہی میں ان کے دشمن چھپے ہوئے ہیں جن سے پرہیز کرنا لازم ہے۔[1]

نفاق بہت ہی برا مرض ہے جس کی مذمت قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بڑے زوردار لفظوں میں ہوئی ہے اور ان کے لئے دوزخ کا سب سے نچلا و الاحصہ ویل سزا کے لئے تجویز ہونا بتلا ہے، چنانچہ ہر مسلمان کو ہر نماز میں یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ النِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَمِنْ سَيِّئِ الْأَخْلَاقِ

اے اللہ! میں نفاق سے اور آپس کی پھوٹ سے اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔[2]

فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ ، وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ، كَمَا حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ

[1] فتح الباری ۷،۳۴۷

[2] الدعائ للطبرانی ۱۳۸۶

الزُّهْرِيُّ، لَهُ مَقَامٌ يَقُومُهُ كُلَّ جُمُعَةٍ لَا يُنْكَرُ، شَرَفًا لَهُ فِي نَفْسِهِ وَفِي قَوْمِهِ، وَكَانَ فِيهِمْ شَرِيفًا، إِذَا جَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ، قَامَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، أَكْرَمَكُمْ اللهُ وَأَعَزَّكُمْ بِهِ، فَانْصُرُوهُ وَعَزِّرُوهُ، وَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا، ثُمَّ يَجْلِسُ

جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، تو عبداللہ بن ابی بن سلول نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جمعہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ خطبہ پڑھ چکتے، تو یہ کھڑے ہو کر بیان کرتا کہ اے لوگو! یہ رسول اللہ ﷺ تمہارے درمیان موجود ہیں تم کو اللہ نے ان کے ساتھ بزرگی اور عزت عنایت کی ہے پس تم کو لازم ہے کہ ان کی امداد اور اعانت کرو پھر بیٹھ جاتا ہر جمعہ کو یہ اسی طرح کرتا تھا،

حَتَّى إِذَا صَنَعَ يَوْمَ أُحُدٍ مَا صَنَعَ، وَرَجَعَ بِالنَّاسِ، قَامَ يَفْعَلُ ذَلِكَ كَمَا كَانَ يَفْعَلُهُ، فَأَخَذَ الْمُسْلِمُونَ بِثِيَابِهِ مِنْ نَوَاحِيهِ،وَقَالُوا: اجْلِسْ، أَيْ عَدُوَّ اللهِ، لَسْتُ لِذَلِكَ بِأَهْلٍ، وَقَدْ صَنَعْتَ مَا صَنَعْتَ، فَخَرَجَ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ وَهُوَ يَقُولُ: وَاَللَّهِ لَكَأَنَّمَا قُلْتُ بَجْرًا أَنْ قُمْتُ أُشَدِّدُ أَمْرَهُ،

غزوہ احد کے بعد جو اس نے ایسا کیا اور کھڑا ہوا تو مسلمانوں نے چاروں طرف سے اس کے دامن کو پکڑ کر کہا اے اللہ کے دشمن! بیٹھ جا تو اس بات کا اہل نہیں ہے اور جیسے کام تو نے کیے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں، چنانچہ عبداللہ بن ابی ذلیل وخوار ہو کر وہاں سے لوگوں کو الانگتا پھلانگتا باہر نکلا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں نے تو انہی کے کام کی پختگی چاہتا تھا، میرا اور کیا مطلب تھا،

فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ بِبَابِ الْمَسْجِد، فَقَالَ: مَالك؟ وَيْلَكَ! قَالَ: قُمْتُ أُشَدِّدُ أَمْرَهُ، فَوَثَبَ عَلَيَّ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَجْذِبُونَنِي وَيُعَنِّفُونَنِي، لَكَأَنَّمَا قُلْتُ بَجْرًا أَنْ قُمْتُ أُشَدِّدُ أَمْرَهُ ،قَالَ: وَيْلَكَ! ارْجِعْ يَسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَاَللَّهِ مَا أَبْتَغِي أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي

انصار میں سے ایک شخص مسجد نبوی کے دروازے پر اس کو ملے اور انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگا میں تو کھڑے ہو کر انہی کے کام کے پختہ ہونے کے لیے تقریر بیان کیا کرتا تھا مگر انہی کے چند صحابیوں نے میرے کپڑے کھینچ کر مجھے روک دیا، ان انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ساتھ چل میں رسول اللہ ﷺ سے تیرے لیے دعائے مغفرت کراؤں گا، تو اس نے بڑی رعونت سے کہا مجھے ان کی دعا کی کچھ حاجت نہیں۔ [۱]

نزول سورۂ آل عمران ۱۲۱ تا ۲۰۰

غزوہ احد میں جتنے اہم واقعات پیش آئے غزوہ احد کے بعد ان میں سے ہر ایک پر چند جچے تلے فقروں میں نہایت سبق آموز تبصرہ کیا گیا۔

وَ اِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے نبی! اس وقت کو بھی یاد کرو جب صبح ہی صبح آپ اپنے گھر سے نکل کر مسلمانوں کو میدان جنگ میں لڑائی کے مورچوں

[۱] ابن ہشام ۲٫۷۸، الروض الانف ۶٫۳۶

مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ

پر باقاعدہ بٹھارہے تھے، اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے، جب تمہاری دو جماعتیں پس ہمتی کا ارادہ کرچکی تھیں، ا

وَ اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ

للہ تعالیٰ ان کا ولی اور مددگار ہے اور اسی کی پاک ذات پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے، جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس

بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جب کہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے اس لیے اللہ ہی سے ڈرو !

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ (آل عمران ۱۲۱ تا ۱۲۳)

(نہ کسی اور سے) تاکہ تمہیں شکر گزاری کی توفیق ہو۔

اے پیغمبر ﷺ! مسلمانوں کے سامنے اس موقع کا ذکر کرو جب تم اپنے گھر سے نکلے تھے اور احد کے میدان میں مسلمانوں کو بنفس نفیس باقاعدہ جنگ کے لیے مناسب مقامات پر مامور کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے، وہ تمہاری حفاظت کرتا ہے، تمہارے معاملات سنوارتا ہے اور تمہیں اپنی مدد سے نوازتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے فرمایا تھا۔

قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰى ﴿۴۶﴾ [1]

ترجمہ: ڈرومت، میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔

یاد کرو جب رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کی ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت واپسی کے بعد اوس وخزرج کے دو قبائل بنوحارثہ اور بنوسلمہ بھی پست ہمتی کا ارادہ کر چکے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ثابت قدمی کی توفیق بخشی، اس لئے فرمایا اللہ ان کی مدد پر موجود تھا، جیسے ایک مقام پر فرمایا

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۔۔۔ ﴿۲۵۷﴾ [2]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔

اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو اپنا احسان یاد دلایا اور انہیں اپنی مدد یاد دلائی جو غزوہ بدر کے موقع پر ہوئی، فرمایا اس سے پہلے اللہ تعالیٰ غزوہ بدر میں ایک ہزار فرشتوں کے ذریعہ مدد کر کے کفار کو ذلیل وخوار اور تمہیں عزت اور تاریخی غلبہ عطا کر چکا تھا، حالانکہ اس وقت تم کفار کے مقابلے میں قلیل التعداد اور جنگی اسلحہ کے لحاظ سے بھی بے سروساماں تھے۔

عِيَاضًا الْأَشْعَرِيَّ، قَالَ: شَهِدْتُ الْيَرْمُوكَ وَعَلَيْنَا خَمْسَةُ أُمَرَاءَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَابْنُ

[1] طه ۴۶

[2] البقرة ۲۵۷

حَسَنَةَ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَعِيَاضٌ وَلَيْسَ عِيَاضٌ هَذَا بِالَّذِي حَدَّثَ سِمَاكًا قَالَ: وَقَالَ عُمَرُ إِذَا كَانَ قِتَالٌ فَعَلَيْكُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ، قَالَ: فَكَتَبْنَا إِلَيْهِ إِنَّهُ قَدْ جَاشَ إِلَيْنَا الْمَوْتُ، وَاسْتَمْدَدْنَاهُ،

عیاض اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جنگ یرموک میں ہمارے پانچ سردار تھے، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ، ابن حسنہ رضی اللہ عنہ، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عیاض رضی اللہ عنہ اور خلیفتہ المسلمین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حکم تھا کہ لڑائی کے وقت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سردار ہوں گے، اس لڑائی میں ہمیں چاروں طرف سے شکست کے آثار نظر آنے لگے تو ہم نے خلیفہ وقت کو خط لکھا کہ ہمیں موت نے گھیر رکھا ہے امداد کیجئے،

فَكَتَبَ إِلَيْنَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَنِي كِتَابُكُمْ تَسْتَمِدُّونِي، وَإِنِّي أَدُلُّكُمْ عَلَى مَنْ هُوَ أَعَزُّ نَصْرًا وَأَحْضَرُ جُنْدًا: اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَاسْتَنْصِرُوهُ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نُصِرَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي أَقَلَّ مِنْ عِدَّتِكُمْ، فَإِذَا أَتَاكُمْ كِتَابِي هَذَا فَقَاتِلُوهُمْ، وَلَا تُرَاجِعُونِي،

ہماری گزارش کے جواب میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مکتوب گرامی آیا جس میں تحریر تھا کہ تمہارا طلب امداد کا خط پہنچا تمہیں ایک ایسی ذات بتاتا ہوں جو سب سے زیادہ مددگار اور سب سے زیادہ مضبوط لشکر والی ہے، وہ ذات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے، جس نے اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد بدر والے دن کی تھی، بدری لشکر تو تم سے بہت ہی کم تھا، میرا یہ خط پڑھتے ہی جہاد شروع کر دو، اور اب مجھے کچھ نہ لکھنا اور نہ کچھ پوچھنا،

قَالَ: فَقَاتَلْنَاهُمْ فَهَزَمْنَاهُمْ وَقَتَلْنَاهُمْ أَرْبَعَ فَرَاسِخَ، قَالَ: وَأَصَبْنَا أَمْوَالًا فَتَشَاوَرُوا، فَأَشَارَ عَلَيْنَا عِيَاضٌ أَنْ نُعْطِيَ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ عَشْرَةً، قَالَ: وَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: مَنْ يُرَاهِنِّي؟ فَقَالَ شَابٌّ: أَنَا إِنْ لَمْ تَغْضَبْ. قَالَ: فَسَبَقَهُ، فَرَأَيْتُ عَقِيصَتَيْ أَبِي عُبَيْدَةَ تَنْقُزَانِ وَهُوَ خَلْفَهُ عَلَى فَرَسٍ عَرَبِيٍّ

اس خط سے ہماری جراتیں بڑھ گئیں، ہمتیں جواں ہو گئیں، پھر ہم نے جم کر لڑنا شروع کیا، الحمد اللہ دشمن کو شکست ہوئی اور وہ بھاگے، ہم نے بارہ میل تک ان کا تعاقب کیا، بہت سامال غنیمت ہمیں ملا جو ہم نے آپس میں بانٹ لیا، پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے ساتھ کون دوڑ لگائے گا؟ ایک نوجوان نے کہا اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں حاضر ہوں، چنانچہ دوڑنے میں وہ آگے نکل گئے، میں نے دیکھا ان کی دونوں زلفیں ہوا میں اڑ رہی تھیں، اور وہ اس نوجوان کے پیچھے گھوڑا دوڑائے چلے جا رہے تھے۔ (۱)

لہذا تم کو چاہیے کہ صبر اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

لأن من اتقى ربه فقد شكره، ومن ترك التقوى فلم يشكره

جس نے اپنے رب کا تقویٰ اختیار کیا اس نے رب کی بے شمار نعمتوں اور اس کے فضل وکرم کا شکر ادا کیا، اور جس نے اپنے رب کا تقویٰ ترک کر دیا اس نے رب کی عطا فرمائی ہوئی ان گنت نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا۔ (۲)

---

(۱) مسند احمد ۳۴۴

(۲) تیسیر الکریم الرحمن في تفسير كلام المنان ۱۴۶/۱

اس واقعہ کے بعد امید ہے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

(اور یہ شکر گزاری باعث نصرت وامداد ہو) جب آپ مومنوں کو تسلی دے رہے تھے کیا آسمان سے تین ہزار فرشتے اتار کر

مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ

اللہ تعالیٰ کا تمہاری مدد کرنا تمہیں کافی نہ ہوگا، کیوں نہیں بلکہ اگر تم صبر کرو پرہیز گاری کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے

رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ

پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جو نشان دار ہوں گے، اور یہ تو محض تمہارے

اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ ۙ

دل کی خوشی اور اطمینان قلب کے لیے ہے ورنہ مدد تو اللہ کی طرف سے ہے جو غالب وحکمت والا ہے،

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ

(اس امداد الٰہی کا مقصد یہ تھا کہ اللہ) کافروں کی ایک جماعت کو کاٹ دے یا انہیں ذلیل کر ڈالے اور

فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

(سارے کے سارے) نامراد ہو کر واپس چلے جائیں، اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں اللہ تعالیٰ چاہے

اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ

تو ان کی توبہ قبول کر لے یا عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ (آل عمران ۱۲۴ تا ۱۲۹)

وہ جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب کرے اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

جب رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر لشکر سے علیحدہ ہوگیا تو باقی سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لشکر میں رہ گئے، جب انہوں نے کیل کانٹوں سے لیس کفار کا تین ہزار کا لشکر دیکھا تو ان کے حوصلے پست ہونے لگے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا کیا تمہارے لیے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد کرے؟ بے شک، اگر تم صبر کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، تو جس وقت دشمن تم پر حملہ آور ہوں گے اسی وقت تمہارا رب تین ہزار نہیں بلکہ پانچ ہزار صاحب نشان فرشتوں سے

تمہاری مدد کرے گا، پانچ ہزار فرشتے اتار کر تمہیں کمک پہنچانے کی یہ بات اللہ نے تمہیں اس لیے بتادی ہے کہ تم خوش ہوجاؤ اور اس بشارت سے تمہارے دل مطمئن ہوجائیں، ورنہ اللہ کو قدرت ہے کہ فرشتوں کو اتارے بغیر بلکہ تمہارے لڑے بغیر بھی تمہیں فتح و نصرت سے ہمکنار کر دے۔ جیسے ایک مقام پر فرمایا

...وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَاْ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ... ④ [1]

ترجمہ: اللہ چاہتا تو خود ہی ان سے نمٹ لیتا، مگر (یہ طریقہ اس نے اس لیے اختیار کیا ہے) تاکہ تم لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے آزمائے۔

اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی قوت والا اور داناو بینا ہے، اور یہ مدد وہ تمہیں اس لیے دے گا تاکہ کفر کی راہ چلنے والوں کا ایک بازو کاٹ دے، یعنی وہ قتل ہوجائیں یا ان کو ایسی بدترین شکست سے ہمکنار کرے کہ وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ پسپا ہوجائیں۔

حَدَّثَنِي سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ مِنَ الفَجْرِ يَقُولُ:اللَّهُمَّ العَنْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا وَفُلاَنًا بَعْدَ مَا يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ} [2] - إِلَى قَوْلِهِ - {فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ} [3]

سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں جب دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھاتے تو کہہ لیتے تو کفار پر بد دعا کرتے کہ اے اللہ فلاں فلاں پر لعنت کر، اس کے بعد سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ کہتے اس پر یہ آیت کریمہ ”اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں اللہ تعالیٰ چاہئے تو ان کی توبہ قبول کرلے یا عذاب دے۔“ نازل ہوئی۔ [4]

سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " يَدْعُو عَلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، وَالحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَزَلَتْ {لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ} [5] - إِلَى قَوْلِهِ {فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ} [6]

سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض کفار کا نام لے کر بد دعا کرتے تھے اے اللہ فلاں پر لعنت فرما، اے اللہ حارث بن ہشام پر لعنت فرما، اے اللہ سہیل بن عمرو پر لعنت فرما، اے اللہ صفوان بن امیہ پر لعنت فرما، اس پر یہ آیت کریمہ ”اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں اللہ تعالیٰ چاہئے تو ان کی توبہ قبول کرلے یا عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔“ نازل ہوئی۔ [7]

[1] محمد ۴

[2] آل عمران: 128

[3] آل عمران: 128

[4] صحيح بخارى كتاب المغازى بابُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ۴۰۶۹

[5] آل عمران: 128

[6] آل عمران: 128

[7] صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ۴۰۷۰، مسند

بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت نصیب فرمائی اور ان لوگوں نے دعوت اسلام قبول کر لی۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَشُجَّ فِي رَأْسِهِ، فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ، وَكَسَرُوا رَبَاعِيَتَهُ، وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ؟

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ احد میں دانت ٹوٹا اور سر پر زخم آیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم خون کو پونچھ رہے تھے اور فرماتے تھے، وہ قوم کس طرح فلاح یاب ہو گی جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا، اور اس کا دانت توڑا حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ (۱)

گویا کفار کی ہدایت سے ناامیدی ظاہر کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! دنیا و آخرت کے کل امور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، آپ کو کسی فیصلہ کا اختیار نہیں، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

...فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ (۲)

ترجمہ: بہر حال تمہارا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ... ﴿۲۷۲﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی! لوگوں کو ہدایت بخش دینے کی ذمے داری تم پر نہیں ہے، ہدایت تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ (۴)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے، مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

اللہ کو اختیار ہے کہ انہیں توبہ کی توفیق بخش دے اور وہ برائی کے بعد بھلائی کرنے لگیں، یا چاہے تو انہیں کفر و سرکشی کی بنا پر عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں، زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے سب اللہ کی ملک اور اس کی مخلوق ہیں، اور اس کی تدبیر کے تابع ہیں، وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا کر دیتا ہے، اور اس پر احسان کر کے اس کے گناہوں کی مغفرت فرما دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے اسے اس کے نفس کے حوالے کر دیتا ہے، جو اسے برائیوں کے پر اکساتا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ اسے گناہوں کے سبب عذاب دیتا ہے، وہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے، اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے، اس لئے وہ اپنے بندوں پر ایسے انداز سے رحمت فرمائے گا جو کسی انسان کے خیال میں بھی نہیں آ سکتا۔

احمد ۵۶۷۴

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ ۴۶۴۵

(۲) الرعد ۴۰

(۳) البقرۃ ۲۷۲

(۴) القصص ۵۶

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝١٣٠

اے ایمان والو ! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤاور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تمہیں نجات ملے

وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝١٣١ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝١٣٢

اوراس آگ سے ڈروجوکافروں کے لیے تیار کی گئی ہے،اوراللہ اوراس کے رسول کی فرماں برداری کروتاکہ تم پررحم کیاجائے،

وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ

اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے

اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝١٣٣ۙ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ

جو پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے،جولوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں،

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝١٣٤ۚ (آل عمران ١٣٠تا١٣٤)

غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔

سودخور جہنمی ہیں:زمانہ جاہلیت میں سود کایہ رواج عام تھا کہ جب ادائیگی کی مدت آجاتی اورمقروض سود ادانہ کرسکتا تومزید مہلت دے دی جاتی تھی،لیکن اس کے ساتھ سود میں بھی اضافہ ہوجاتاتھا،اس طرح سود درسود ملاکراصل رقم کئی گنابڑھ جاتی اورمقروض اسے اداکرنے کے قابل ہی نہ رہتا،اللہ تعالیٰ نے فرمایااے لوگوجوایمان لائے ہو!سودکم ہویازیادہ،مفردہویامرکب،مطلقاًحرام ہے،اس لئے سود کھاناچھوڑدو،اورطمع دنیامیں مبتلاہونے کے بجائے اللہ کے عذاب سے ڈرو،امیدہے کہ تم فلاح پاؤگے،اس ہولناک آگ سے بچوجوکافروں کے لیے مہیاکی گئی ہے،اوراللہ تعالیٰ کے اوامرپرعمل اوراس کے نواہی سے اجتناب کرکے اللہ اوررسول کی اطاعت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی اطاعت حصول رحمت کاسبب ہے،اس لئے فرمایاتوقع ہے کہ تم پررحم کیاجائے گا،جیسے ایک مقام پرفرمایا

...وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٥٦ۚ [1]

ترجمہ:مگرمیری رحمت ہرچیزپرچھائی ہوئی ہے،اوراُسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گاجونافرمانی سے پرہیزکریں گے،زکوٰة دیں گے اورمیری آیات پرایمان لائیں گے۔

اوراس راہ کی طرف دوڑوجوتمہارے رب کی بخشش ومغفرت اورلازوال انواع واقسام کی نعمتوں سے بھری اس جنت کی طرف جاتی ہے، جس کی چوڑائی زمین اورآسمانوں سے بھی بڑھ کرہے،جب چوڑائی کایہ عالم ہے توپھرلمبائی کیاہوگی،جیسے پرفرمایا

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

[1] الاعراف١٥٦

وَرُسُلِهِ ... ﴿۲۱﴾ [۱]

ترجمہ: دوڑو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین جیسی ہے، جو مہیا کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہوں۔

عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ, قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَرَأَيْت قَوْلَهُ تَعَالَى: {جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالأَرْضُ} فَأَيْنَ النَّارُ؟قَالَ:أَرَأَيْتَ اللَيْلَ إِذَا جَاءَ لَبس كُلَّ شَيْءٍ، فَأَيْنَ النَّهَار؟ قَالَ: حَيْثُ شَاءَ اللهُ ،قَالَ: وَكَذلِكَ النَّارُ تَكُونُ حَيْثُ شَاءَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جنت جس کی چوڑائی زمین اور آسمانوں سے بھی بڑھ کر ہے، تو سوال یہ ہے کہ پھر جہنم کہاں ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے دیکھا ہے کہ جب رات آتی ہے تو ہر چیز پر چھا جاتی ہے تو اس وقت دن کہاں ہوتا ہے؟ اس نے جواب دیا جہاں اللہ چاہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح جہنم کو بھی اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے رکھتا ہے۔ [۲]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلاَةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلاَ نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ:إِنَّ فِي الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ، فَاسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ وَأَعْلَى الجَنَّةِ - أُرَاهُ - فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے، اور نماز پڑھے، اور رمضان کے روزے رکھے، تو اللہ کے ذمہ یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا، خواہ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرے یا جس سرزمین میں پیدا ہوا ہو وہیں جما رہے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم لوگوں میں اس بات کی بشارت نہ سنا دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں، وہ اللہ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کیلئے مقرر کئے ہیں، دونوں درجوں کے درمیان اتنا فصل ہے جیسے آسمان وزمین کے درمیان، پس جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو فردوس مانگو، کیونکہ وہ جنت کا سب سے درمیانی درجہ ہے اور جنت کے سب سے بلند درجے پر ہے، اس کے اوپر پروردگار کا عرش ہے، اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ [۳]

---

[۱] الحدید۲۱

[۲] مسند البزار ۹۳۸۰

[۳] صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ دَرَجَاتِ المُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ، يُقَالُ: هَذِهِ سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي۲۷۹۰، مسند احمد ۸۴۷۴،مصنف ابن ابی شیبہ۳۴۰۷۶

اور وہ انمول جنت ان متقین کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے پاکیزہ مال خواہ وہ تنگ دست ہوں یا خوش حال ہر موقع پر اللہ کی خوشنودی کے لیے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ [۱]

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال شب و روز کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، اور ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا مقام نہیں۔

جب انہیں کسی سے کوئی ایسی تکلیف پہنچتی ہے جو ان کے غصے کا موجب ہوتی ہے تو وہ غصے کو ضبط کر جاتے ہیں، اور لوگوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں، جیسے فرمایا

...فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ... ﴿۴۰﴾ [۲]

ترجمہ: پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، وَلكِنَّ الشَّدِيدَ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو کشتی لڑنے میں غالب ہو جائے، بلکہ اصلی پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے، بے قابو نہ ہو جائے۔[۳]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهِ قَالَ:اعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ، مَا لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا قَدَّمْتَ، وَمَالُ وَارِثِكِ مَا أَخَّرْتَ قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا تَعُدُّونَ فِيكُمُ الصُّرَعَةَ؟قَالَ: قُلْنَا: الَّذِي لَا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ، قَالَ: قَالَ لَا، وَلكِنِ الصُّرَعَةُ: الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے مال زیادہ پیارا نہ ہو، ے فرمایا پھر اس کا مال وہ ہے جو اس نے (موت

[۱] البقرۃ ۲۷۴

[۲] الشوریٰ ۴۰

[۳] مسند احمد ۷۲۱۹،صحیح بخاری كتاب الادب بَابُ الحَذَرِ مِنَ الغَضَبِ ۶۱۱۴،صحیح مسلم كتاب البروصلة بَابُ فَضْلِ مَنْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَبِأَيِّ شَيْءٍ يَذْهَبُ الْغَضَبُ ۲۶۰۹

سے) پہلے (اللہ کے راستہ میں خرچ) کیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو وہ چھوڑ کر مرا، پھر فرمایا تم اپنے درمیان کس کو پہلوان شمار کرتے ہو؟ ہم نے کہا پہلوان وہ ہے جس کو مرد نہ پچھاڑ سکیں، فرمایا وہ کچھ نہیں، پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ جذبات کو سنبھال لے۔ [۱]

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ تَدْرُونَ مَا الرَّقُوبُ قَالُوا الَّذِي لَا وَلَدَ لَهُ فَقَالَ الرَّقُوبُ كُلُّ الرَّقُوبِ الرَّقُوبُ كُلُّ الرَّقُوبِ الرَّقُوبُ كُلُّ الرَّقُوبِ الَّذِي لَهُ وَلَدٌ فَمَاتَ وَلَمْ يُقَدِّمْ مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ تَدْرُونَ مَا الصُّعْلُوكُ قَالُوا الَّذِي لَيْسَ لَهُ مَالٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّعْلُوكُ كُلُّ الصُّعْلُوكِ الصُّعْلُوكُ كُلُّ الصُّعْلُوكِ الَّذِي لَهُ مَالٌ فَمَاتَ وَلَمْ يُقَدِّمْ مِنْهُ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الصُّرَعَةُ قَالُوا الصَّرِيعُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّرَعَةُ كُلُّ الصُّرَعَةِ الصُّرَعَةُ كُلُّ الصُّرَعَةِ الرَّجُلُ يَغْضَبُ فَيَشْتَدُّ غَضَبُهُ وَيَحْمَرُّ وَجْهُهُ وَيَقْشَعِرُّ شَعَرُهُ فَيَصْرَعُهُ غَضَبُهُ

ایک صحابی سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے وہ بھی حاضر تھے، آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ رقوب کسے کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ جس کی کوئی اولاد نہ ہو، آپ ﷺ نے تین مرتبہ کامل رقوب کا لفظ دہرا کر فرمایا کہ یہ وہ ہوتا ہے جس کی اولاد ہو لیکن وہ اس حال میں فوت ہو جائے کہ ان میں سے کسی کو آگے نہ بھیجے، پھر پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو صعلوک کسے کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا جس کے پاس کچھ بھی مال و دولت نہ ہو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کامل صعلوک وہ ہوتا ہے جس کے پاس مال ہو، لیکن وہ اس حال میں مر جائے کہ اس نے اس میں سے آگے کچھ نہ بھیجا ہو، پھر پوچھا صرعہ کسے کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا وہ پہلوان جو کسی کو پچھاڑ دے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کامل صرعہ یہ ہے کہ انسان کو غصہ آئے، اور اس کا غصہ شدید ہو کر چہرہ کا رنگ سرخ ہو جائے، اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں، تو وہ اپنے غصے کو پچھاڑ دے۔ [۲]

جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ السَّعْدِيُّ، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قُلْ لِي قَوْلًا يَنْفَعُنِي، وَأَقْلِلْ عَلَيَّ لَعَلِّي أَعِيهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَغْضَبْ، فَأَعَادَ عَلَيْهِ حَتَّى أَعَادَ عَلَيْهِ مِرَارًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ:لَا تَغْضَبْ

حارثہ بن قدامہ رضی اللہ عنہ نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی نفع کی بات بتلائیں جو مختصر ہوتا کہ میں اسے یاد رکھ سکوں، آپ ﷺ نے فرمایا غصہ نہ کر، اس نے پھر پوچھا، آپ ﷺ نے پھر یہی جواب دیا، کئی مرتبہ یہی کہا غصہ نہ کر [۳]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْصِنِي، قَالَ:لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ:لَا تَغْضَبْ

[۱] مسند احمد ۳۶۲۶

[۲] مسند احمد ۲۳۱۱۵

[۳]۔ مسند احمد ۲۰۳۵۷

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے نصیحت فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو، اس نے کئی بار عرض کیا تو آپ یہی فرماتے رہے کہ غصہ نہ کرو۔ (۱)

ایک روایت میں ہے وہ سائل سفیان بن عبداللہ ثقفی تھے۔

کیونکہ بہت سے ظالمانہ کام انسان غصے میں کر گزرتا ہے اور بعد میں اکثر نادم و پریشان ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: كَانَ يَسْقِي عَلَى حَوْضٍ لَهُ، فَجَاءَ قَوْمٌ فَقَالَ: أَيُّكُمْ يُورِدُ عَلَى أَبِي ذَرٍّ وَيَحْتَسِبُ شَعَرَاتٍ مِنْ رَأْسِهِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا، فَجَاءَ الرَّجُلُ فَأَوْرَدَ عَلَيْهِ الْحَوْضَ فَدَقَّهُ، وَكَانَ أَبُو ذَرٍّ قَائِمًا فَجَلَسَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ، فَقِيلَ لَهُ: يَا أَبَا ذَرٍّ، لِمَ جَلَسْتَ، ثُمَّ اضْطَجَعْتَ؟ قَالَ: فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا :إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ، فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ

ابوزرغفاری رضی اللہ عنہ اپنے ایک حوض پر پانی پی رہے تھے کہ کچھ لوگ آئے، ان میں سے ایک آدمی کہنے لگا کہ تم میں سے کون ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر ان کے سر کے بال نوچے گا؟ ایک آدمی نے اپنے آپ کو پیش کیا اور حوض کے قریب پہنچ کر انہیں مارا، ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا پہلے کھڑے تھے پہلے بیٹھے پھر لیٹ گئے، کسی نے ان سے پوچھا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! آپ پہلے بیٹھے، پھر لیٹے کیوں؟ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہوا ہو تو بیٹھ جائے، اس طرح اگر اس کا غصہ فرو ہو جائے (تو بہتر) ورنہ لیٹ جائے۔ (۲)

اگر کسی کو غصہ آجائے تو اسے چاہیے کہ ہر طرح سے پرسکون ہونے کی کوشش کرے، اور وضو کر لینا بہترین حال ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو وَائِلٍ صَنْعَانِيٌّ مُرَادِيٌّ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُرْوَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: إِذْ أُدْخِلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَكَلَّمَهُ بِكَلَامٍ أَغْضَبَهُ، قَالَ: فَلَمَّا أَنْ غَضِبَ قَامَ، ثُمَّ عَادَ إِلَيْنَا وَقَدْ تَوَضَّأَ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَطِيَّةَ وَقَدْ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ، وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ

ابووائل صنعانی مرادی کہتے ہیں کہ ہم عروہ بن محمد سعدی رحمہ اللہ کے ہاں گئے، ایک آدمی نے ان سے کوئی بات کی تو انہیں غصہ آ گیا تو وہ اٹھے اور وضو کیا پھر (وضو کر کے) واپس آئے، اور بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے میرے دادا عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے بلاشبہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے، اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے، سو جب تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو اسے چاہئے کہ وہ وضو کر لے۔ (۳)

(۱) صحیح بخاری کِتَابُ الأَدَبِ بَابُ الحَذَرِ مِنَ الغَضَبِ ۶۱۱۶

(۲) مسنداحمد ۲۱۳۴۸، سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْغَضَبِ ۴۷۸۲، صحیح ابن حبان ۵۶۸۸

(۳) مسند احمد ۱۷۹۸۵، سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْغَضَبِ ۴۷۸۴

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ اللَّهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَا شَاءَ

سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص باوجود قدرت کے اپنا غصہ ضبط کر لے،اسے اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ وہ جس حور کو چاہے پسند کر لے۔ (۱)

حَدَّثَنِي أَبُو كَبْشَةَ الأَنَّمَارِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ثَلاَثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ، وَلاَ ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلاَّ زَادَهُ اللَّهُ عِزًّا، وَلاَ فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلاَّ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا

ابی کبشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں اور ایک بات تم سے بیان کرتا ہوں تا کہ یاد رکھو، کسی بندہ کے صدقہ دینے سے مال نہیں گھٹتا، کسی شخص پر ظلم ہو اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے، کسی بندے نے اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھول دیا تو اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (۲)

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُشْرِفَ لَهُ الْبُنْيَانُ، وَتُرْفَعَ لَهُ الدَّرَجَاتُ، فَلْيَعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَهُ، وَلْيُعْطِ مَنْ حَرَمَهُ وَيَصِلْ مَنْ قَطَعَهُ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ اس کی بنیاد بلند ہو،اور اس کے درجے بڑھیں، تو اسے ظالموں سے درگزر کرنا چاہیے،اور نہ دینے والوں کو دینا چاہیے،اور توڑنے والوں سے جوڑنا چاہیے۔ (۳)

ایسے ہی اوصاف کے حامل نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪

جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں،

وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۫ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

انہیں کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے

(۱) سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا ۴۷۷۷، مسند احمد ۱۵۶۳۷

(۲) جامع ترمذی کتاب الزهدباب ماجاءٔ مثل الدنیامثل اربعة نفر۲۳۲۵

(۳) مستدرک حاکم ۳۱۶۱

وَ نِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ سُنَنٌ ۙ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ

، ان نیک کاموں کے کرنے والوں کا ثواب کیا ہی اچھا ہے، تم سے پہلے بھی ایسے واقعات گزر چکے ہیں سو زمین میں

فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۳۷﴾ ہٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ

چل پھر کر دیکھ لو (آسمانی تعلیم کے) جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟ عام لوگوں کے لیے تو یہ (قرآن) بیان ہے

وَ ہُدًی وَّ مَوۡعِظَۃٌ لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۳۸﴾ (آل عمران ۱۳۵تا۱۳۸)

اور پرہیز گاروں کے لیے ہدایت ونصیحت ہے۔

استغفار کرنا:اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر بہ تقاضائے بشری کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے، یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں، تو معاً اللہ انہیں یاد آجاتا ہے، اور فوراً اپنے رب سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اس سے اپنے عیوب پر پردہ پوشی کا سوال کرتے ہیں۔

أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَبْتُ فَاغْفِرْ لِي، فَقَالَ رَبُّهُ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي، ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا، أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا، فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ أَوْ أَصَبْتُ آخَرَ، فَاغْفِرْهُ؟ فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي، ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا، وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَابَ ذَنْبًا، قَالَ: قَالَ: رَبِّ أَصَبْتُ أَوْ قَالَ أَذْنَبْتُ آخَرَ، فَاغْفِرْهُ لِي، فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلاَثًا، فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرمار ہے تھے ایک بندے نے بہت گناہ کیے اور کہا اے میرے رب! میں تیرا ہی گنہگار بندہ ہوں تو مجھے بخش دے، اللہ رب العزت نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر بندہ رکا رہا جتنا اللہ نے چاہا، اور پھر اس نے گناہ کیا اور عرض کیا میرے رب! میں نے دوبارہ گناہ کر لیا اسے بھی بخش دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے بدلے میں سزا بھی دیتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر جب تک اللہ نے چاہا بندہ گناہ سے رکا رہا اور پھر اس نے گناہ کیا اور اللہ کے حضور میں عرض کیا اے میرے رب! میں نے پھر گناہ کر لیا ہے تو مجھے بخش دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے ورنہ اس کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا تین مرتبہ پس اب جو چاہے عمل کرے۔ [1]

[1] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلاَمَ اللهِ ۷۵۰۷، صحیح مسلم کتاب التوبۃ بَابُ قَبُولِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ: مَا لَنَا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ رَقَّتْ قُلُوبُنَا، وَزَهِدْنَا فِي الدُّنْيَا، وَكُنَّا مِنْ أَهْلِ الآخِرَةِ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ فَآنَسْنَا أَهَالِينَا، وَشَمَمْنَا أَوْلاَدَنَا أَنْكَرْنَا أَنْفُسَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّكُمْ تَكُونُونَ إِذَا خَرَجْتُمْ مِنْ عِنْدِي كُنْتُمْ عَلَى حَالِكُمْ ذَلِكَ لَزَارَتْكُمُ الْمَلاَئِكَةُ فِي بُيُوتِكُمْ، وَلَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَجَاءَ اللَّهُ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ كَيْ يُذْنِبُوا فَيَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مِمَّ خُلِقَ الخَلْقُ؟ قَالَ: مِنَ الْمَاءِ، قُلْتُ: الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا؟ قَالَ: لَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، وَمِلاَطُهَا الْمِسْكُ الأَذْفَرُ، وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَاليَاقُوتُ، وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ دَخَلَهَا يَنْعَمُ وَلاَ يَبْأَسُ، وَيَخْلُدُ وَلاَ يَمُوتُ، لاَ تَبْلَى ثِيَابُهُمْ، وَلاَ يَفْنَى شَبَابُهُمْ ثُمَّ قَالَ: ثَلاَثٌ لاَ تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ، الإِمَامُ العَادِلُ، وَالصَّائِمُ حِينَ يُفْطِرُ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا فَوْقَ الغَمَامِ، وَتُفَتَّحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: وَعِزَّتِي لأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا کیا حال ہے کہ جب ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم اور دنیا سے بیزار ہوتے ہیں، اور ہم اہل آخرت میں سے ہوتے ہیں، پھر جب ہم آپ کی مجلس سے نکل جاتے ہیں اور اپنی عورتوں اور بچوں سے پیار کرتے ہیں یعنی ان میں مصروف ہوجاتے ہیں تو دلوں کی یہ حالت باقی نہیں رہتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اسی حال میں رہو جس حال میں میرے پاس سے نکلتے ہو تو تمہارے گھروں میں فرشتے تم سے ملاقات کریں، اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سوا ایسی مخلوق کو لائے جو گناہ کریں، اور ان کے استغفار کے بعد اللہ ان کے گناہوں کو معاف کرے، راوی نے پھر عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی؟ فرمایا پانی سے، میں نے عرض کی جنت کس چیز سے بنی ہے؟ فرمایا اس کی ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک اینٹ سونے کی ہے، اس کا گارا مشک اذفر ہے، اس کے کنکر موتی اور یاقوت ہیں، اس کی خاک زعفران کی ہے، جو اس میں داخل ہوگا عیش وعشرت میں ہوگا اور اسے کوئی تکلیف نہ ہوگی، اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا موت نہ آئے گی، نہ اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے، اور نہ جوانی فنا ہوگی، پھر فرمایا تین اشخاص کی دعا پھیری نہیں جاتی یعنی ضرور قبول کی جاتی ہے، امام عادل کی، اور صائم کی جب وہ افطار کرے، اور مظلوم کی کہ اللہ تعالیٰ اس کو بدلی کے اوپر بلند کر لیتا ہے یعنی آسمان پر جاتی ہے، اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد کروں۔ [1]

عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللَّهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي، وَإِذَا حَدَّثَنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ

التَّوْبَةِ مِنَ الذُّنُوبِ وَإِنْ تَكَرَّرَتِ الذُّنُوبُ وَالتَّوْبَةُ ٦٩٨٦، مسند احمد ٩٢٥٦

[1] جامع ترمذی کتاب صفة الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَنَعِيمِهَا ٢٥٢٦، مسند احمد ٨٠٤٣

هَذِهِ الْآيَةَ: {وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ} [1] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

اسماء بن حکم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا، تو اللہ تعالیٰ مجھ کو اس پر عمل کی توفیق بخشتا جس قدر چاہتا، اور جب کوئی اور مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا تو میں اس کو قسم دیتا، جب وہ قسم کھالیتا تو مجھے یقین آجاتا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا، انکا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جو کوئی گناہ کر بیٹھے، اور پھر اچھی طرح وضو کر کے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے، اور پھر اللہ سے معافی چاہے، اور اللہ اس کو بخش نہ دے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد قرآن کی یہ آیت کریمہ ''اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو معاً اللہ انہیں یاد آجاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ معاف کر سکتا ہو؟ اور وہ کبھی دانستہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے۔'' پڑھی۔ [2]

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ، فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص کامل (مسنون) وضو کر کے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ پڑھے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس سے چاہے اندر داخل ہو جائے۔ [3]

بعض احادیث میں کلمہ شہادت أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کے بعد یہ کلمات پڑھنے کا ذکر بھی ملتا ہے، اللهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ اے اللہ! مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں بنا دے۔ [4]

لہذا کلمہ شہادت کے ساتھ ان الفاظ کو بھی پڑھنا جائز ہے، لیکن وضو کے بعد دعا پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف منہ کرنا اور انگلی سے اشارہ کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، لہذا اس عمل سے اجتناب کرنا چاہیے۔

[1] آل عمران: 135

[2] مسند احمد٥٦، سنن ابوداود کتاب الصلاة بَابٌ فِي الِاسْتِغْفَارِ١٥٢١، جامع ترمذی کتاب الصلاة بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ التَّوْبَةِ٤٠٦، سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الصَّلَاةَ كَفَّارَةٌ١٣٩٥

[3] صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ الذِّكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِبَ الْوُضُوءِ ٥٥٣، سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَوَضَّأَ ١٦٩، سنن نسائی کتاب الطهارة باب الْقَوْلُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوءِ١٤٨، سنن ابن ماجه کتاب الطهارة باب مایقال بعدالوضوء ٤٧٠

[4] جامع ترمذی أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ الْوُضُوءِ٥٥

عَن أَنَس؛ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم فقال: يارسول اللَّهِ إِنِّي أُذْنِبُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم: إِذَا أَذْنَبْتَ فَاسْتَغْفِرْ رَبَّكَ قَالَ: فَإِنِّي أَسْتَغْفِرُ، ثُمَّ أَعُودُ فَأُذْنِبُ قَالَ: فَإِذَا أَذْنَبْتَ فَعُدْ فَاسْتَغْفِرْ رَبَّكَ قَالَ: فَإِنِّي أَسْتَغْفِرُ، ثُمَّ أَعُودُ فَأُذْنِبُ قَالَ: فَإِذَا أَذْنَبْتَ فَعُدْ فَاسْتَغْفِرْ رَبَّكَ فَقَالَهَا فِي الرَّابِعَةِ فَقَالَ: اسْتَغْفِرْ رَبَّكَ حَتَّى يَكُونَ الشَّيْطَانُ هُوَ الْمَحْسُورُ.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے گناہ ہوگیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلے، اس نے کہا میں نے توبہ کی مگر پھر گناہ سرزد ہوگیا، فرمایا اگر تم سے کوئی قصور ہوگیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرلے، اس نے کہا مجھ سے پھر گناہ ہوگیا اسی طرح چوتھی مرتبہ کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استغفار کیے جا، یہاں تک کہ شیطان تھک جائے، پھر فرمایا گناہ کو بخشنا اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ [۱]

کیونکہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا اور کون ہے جو گناہ معاف کرسکتا ہو، جیسے فرمایا

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ... ﴿۱۰۴﴾ [۲]

ترجمہ: کیا اِن لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے؟۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ [۳]

ترجمہ: اگر کوئی شخص بُرا فعل کر گزرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے، اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والا اور رحیم پائے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ارْحَمُوا تُرْحَمُوا، وَاغْفِرُوا يَغْفِرِ اللَّهُ لَكُمْ، وَيْلٌ لِأَقْمَاعِ الْقَوْلِ، وَيْلٌ لِلْمُصِرِّينَ الَّذِينَ يُصِرُّونَ عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا لوگو! تم اوروں پر رحم کرو اللہ تم پر رحم فرمائے گا، لوگو! تم دوسروں کی خطائیں معاف کرو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا، باتیں بنانے والوں کی ہلاکت ہے، جان کر گناہ پر جم جانے والوں کی ہلاکت ہے۔ [۴]

امام عبدالرزاق نے انس بن مالک سے حدیث کو بیان کیا ہے

---

[۱] مسند البزار ۶۹۱۳

[۲] التوبۃ ۱۰۴

[۳] النساء ۱۱۰

[۴] مسند احمد ۶۵۴۱

حِينَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾ [۱] بَكَى عَدُوُّ اللهِ

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ''اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو معاً اللہ انہیں یاد آجاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں۔'' تو ابلیس بہت رویا تھا۔ [۲]

اور وہ دیدہ و دانستہ اپنے بداعمالیوں پر اڑے نہیں رہتے، ایسے پرہیز گار لوگوں کی جزاء ان کے رب کے پاس یہ ہے کہ وہ ان کے قصوروں کو معاف کر دے اور انہیں ایسے لازوال انواع و اقسام کی نعمتوں سے بھرے باغوں میں داخل کرے جن کے گھنے سایہ دار درختوں کے نیچے نتھرے پانی، دودھ، شہد اور مختلف ذائقوں کی شرابوں کی نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں وہ ہمیشہ شاہانہ شان سے رہیں گے، نیک عمل کرنے والوں کے لیے کیسا اچھا بدلہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی خاطر تھوڑا عمل کیا مگر ان کو بہترین اجر عطا کیا گیا، اے نبی ﷺ! تم سے پہلے بہت سے دور گزر چکے ہیں، اللہ کی زمین میں گھوم پھر کر دیکھ لو کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جنہوں نے اللہ کے احکام و ہدایات کو جھٹلایا، تباہی و بربادی کافروں ہی کا مقدر ٹھہری اور اللہ نے پرہیز گار لوگوں کو فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا، یہ لوگوں کے لیے ایک صاف اور صریح تنبیہ ہے اور جو اللہ سے ڈرتے ہوں ان کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔

وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ

تم نہ سستی کرو اور نہ غم گین ہو تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایماندار ہو، اگر تم زخمی ہوئے ہو تو تمہارے مخالف لوگ

فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

بھی تو ایسے ہی زخمی ہو چکے ہیں، ہم دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں، (شکست احد) اس لیے تھی کہ اللہ تعالیٰ

اٰمَنُوْا وَ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

ایمان والوں کو ظاہر کر دے اور تم میں سے بعض کو شہادت کا درجہ عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا،

وَ لِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ

(یہ بھی وجہ تھی) کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو بالکل الگ کر دے اور کافروں کو مٹا دے، کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تم جنت میں

وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ

چلے جاؤ گے حالانکہ اب تک اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور

---

[۱] آل عمران: 135

[۲] تفسیر عبد الرزاق ۱/۴۱۴

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ

صبر کرنے والے کون ہیں، جنگ سے پہلے تم شہادت کی آرزو میں تھے اب اسے اپنی آنکھوں سے

وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ (آل عمران ۱۳۹ تا ۱۴۳)

اپنے سامنے دیکھ لیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھانے، ان کے عزائم مضبوط اور ان کے ارادوں کو بلند کرنے کے لئے فرمایا کہ غزوہ احد کے نتیجے پر دل شکستہ نہ ہو اور غم نہ کرو، اگر تم بھس بھرے شیر نہیں بلکہ عملی طور پر مومن ہو تو اللہ کی مدد تمہارے شامل حال رہے گی، اور تم ہی سر بلند اور غالب رہو گے، بالآخر تم ہی فتح ونصرت سے سرفراز کیے جاؤ گے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ [1]

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا رفیق بنالے اُسے معلوم ہو کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے۔

اس وقت اگر تمہارے ستر ساتھی شہید اور کچھ زخمی ہوئے ہیں، تو اس سے پہلے غزوہ بدر میں ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے، یعنی زخم کھانے کے اعتبار سے تم اور وہ برابر ہو، جب اس شدید چوٹ کو کھا کر کافر پست ہمت نہیں ہوئے تو اس چوٹ پر تم کیوں ہمت ہارو، جیسے ایک مقام پر فرمایا

۔۔۔اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۔۔۔ ﴿۱۰۴﴾ [2]

ترجمہ: اگر تم تکلیف اُٹھا رہے ہو تو تمہاری طرف وہ بھی تکلیف اُٹھا رہے ہیں اور تم اللہ سے اس چیز کے اُمیدوار ہو جس کے وہ اُمیدوار نہیں ہیں۔

جنگ میں فتح یا شکست، قوموں کا عروج وزوال تو زمانہ کے نشیب وفراز ہیں، جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں، اگر آج کامیابی ایک گروہ کے لئے ہے تو کل کسی اور گروہ کے لئے بھی ہوسکتی ہے، غزوہ احد میں تمہیں اس لیے ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا کہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں یعنی جنگ کی شدتوں اور مصیبتوں پر صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنے والے کون ہیں، اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی راستی کے گواہ ہیں، یعنی کچھ لوگوں کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کرکے عزت بخشنا چاہتا تھا، کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں، اور وہ اس آزمائش کے ذریعہ سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کردینا چاہتا تھا، کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ بغیر قتال اور آلام ومصائب میں مبتلا ہوئے بغیر یونہی جنت میں چلے جاؤ گے؟ جیسے ایک مقام پر فرمایا

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ

---

[1] المائدہ ۵۶

[2] النساء ۱۰۴

وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۝٢١٤ [1]

ترجمہ: پھر کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی جنت کا داخلہ تمہیں مل جائے گا حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے؟ان پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلا مارے گئے حتیٰ کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝٢ [2]

ترجمہ: کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟۔

حالانکہ ابھی تو اللہ نے تمہیں آزمائش کی بھٹی سے گزار کر یہ دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون لوگ اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے والے ہیں، تم میں سے کچھ لوگ تو غزوہ بدر میں شامل نہ ہونے پر احساس محرومی رکھتے تھے، اور چاہتے تھے کہ کبھی میدان کارزار گرم ہو تو وہ کفار کی سرکوبی کے لئے جہاد میں حصہ لیں اور اللہ کی راہ میں شہید ہوں، اور انہی لوگوں نے مدینہ منورہ سے باہر نکل کر کفار سے لڑنے کا مشورہ دیا تھا! اور انہی کے اصرار پر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ سے باہر نکل کر لڑنے کا فیصلہ فرمایا تھا، جنگ کوئی عام کھیل نہیں جب اس سے واسطہ پڑتا ہے تو حقیقت کھلتی ہے کہ انسان ایمان اور بہادری کے کس معیار پر ہے، اس لئے اس کی آرزو نہیں کرنی چاہیے۔

عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ،إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا، انْتَظَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ،ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا قَالَ:أَيُّهَا النَّاسُ، لاَ تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ العَدُوِّ، وَسَلُوا اللهَ العَافِيَةَاللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الجَنَّةَ تَحْتَ ظِلاَلِ السُّيُوفِ،ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ مُنْزِلَ الكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ

ابوالنضر سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک جہاد کے موقع پر جس میں لڑائی بھی ہوئی تھی سورج کے ڈھلنے تک جنگ شروع نہیں کی، اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا لوگو! دشمن سے ملنے کی تمنا مت کرو، مگر جب اس سے مڈبھیڑ ہو جائے تو پھر صبر و ثبات سے کام لو، اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے، پھر (یہ) دعا فرمائی اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے! بادلوں کو چلانے والے! لشکروں کو پسپا کرنے والے! انہیں پسپا کر دے اور ہمیں ان پر نصرت اور غلبہ عطا فرما۔ [3]

مگر یہ اس وقت کی بات تھی جب موت تمہارے سامنے نہ آئی تھی، لو اب تلواروں کی چمک، نیزوں کی تیزی، تیروں کی یلغار، جاں بازوں کی

---

[1] البقرۃ ۲۱۴

[2] العنکبوت ۲

[3] صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ القِتَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ۲۹۶۵، ۲۹۶۶، صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ، وَالْأَمْرِ بِالصَّبْرِ عِنْدَ اللِّقَاءِ۴۵۴۲، سنن ابوداودکتاب الجهاد بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي لِقَاءَ الْعَدُوِّ۲۶۳۱

صف آرائی اور لاشوں کے گرنے پر تم نے موت کو قریب سے دیکھ لیا، اب تمہیں کیا ہو گیا تم نے صبر کیوں چھوڑ دیا؟۔

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ

(حضرت) محمد ﷺ صرف رسول ہی ہیں اس سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا شہید ہو جائیں

عَلٰۤى اَعۡقَابِكُمۡ ؕ وَ مَنۡ يَّنۡقَلِبۡ عَلٰى عَقِبَيۡهِ فَلَنۡ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيۡـًٔا ؕ

تو اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہر گز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا،

وَ سَيَجۡزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ مَا كَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ

عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک بدلہ دے گا، بغیر اللہ کے حکم کے کوئی جاندار نہیں مر سکتا مقرر شدہ وقت لکھا ہوا ہے،

وَ مَنۡ يُّرِدۡ ثَوَابَ الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا ۚ وَ مَنۡ يُّرِدۡ ثَوَابَ الۡاٰخِرَةِ نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا ؕ

دنیا کی چاہت والوں کو ہم کچھ دنیا دے دیتے ہیں اور آخرت کا ثواب چاہنے والوں کو ہم وہ بھی دے دیں گے

وَ سَنَجۡزِى الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾ (آل عمران ۱۴۵،۱۴۴)

،اور احسان ماننے والوں کو ہم بہت جلد نیک بدلہ دیں گے۔

جب غزوہ احد میں کچھ مسلمان شکست کھا گئے اور کچھ شہید ہو گئے تو

نَادَى الشَّيْطَانُ: أَلَا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِل

شیطان نے اعلان کر دیا کہ محمد ﷺ شہید ہو گئے ہیں،

وَرَجَعَ ابْنُ قَمِيئَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمْ: قتلتُ مُحَمَّدًا

اور ابن ابی قمیہ مشرکین کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں نے محمد ﷺ کو شہید کر دیا ہے۔

تو بہت سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات اتر گئی اور انہیں یقین کامل ہو گیا کہ واقعی محمد رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے ہیں، اور انہوں نے خیال کیا کہ ایسا کچھ بعید بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بہت سے انبیائے کرام کو شہید کر دیا گیا تھا، اس افواہ کی وجہ سے مسلمانوں میں بہت کمزوری و بزدلی اور جنگ سے دوں ہمتی پیدا ہو گئی، تو اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اے لوگو! محمد ﷺ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، یعنی ان کا امتیاز بھی وصف رسالت ہی ہے، وہ بشری خصائص سے بالاتر اور خدائی صفات سے متصف نہیں ہیں کہ انہیں موت سے دوچار نہ ہونا پڑے، ان سے پہلے اور رسول بھی اپنا فرض منصبی ادا کر کے اس دنیا سے جا چکے ہیں۔

عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مَر عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ، فَقَالَ لَهُ:

يَا فُلَانُ أشعرتَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُتِل؟ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُتِل فَقَدْ بَلَّغَ،فَقَاتِلُوا عَنْ دِينِكُمْ،فَنَزَلَ: {وَمَا مُحَمَّدٌ إِلا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

ابن ابو نجیح نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے ایک مہاجر کا ایک نصاری کے پاس سے گزر ہوا جبکہ وہ خاک وخون میں تڑپ رہا تھا تو اس نے کہا اے فلاں! کیا تجھے یہ معلوم ہے کہ محمد ﷺ توشہید ہو گئے ہیں؟ اس حالت میں بھی انصاری نے یہ سن کر کہا کہ اگر محمد ﷺ جام شہادت نوش فرما گئے ہیں تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دین کو پہنچا دیا لہذا جاؤ اور اپنے دین کو بچانے کے لیے جہاد کرو، تو اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ نازل ہوئی۔[1]

جو لوگ اس افواہ سے متاثر ہوئے تھے ان کو خطاب فرمایا اگر بالفرض محمد رسول اللہ ﷺ طبعی مر جائیں یا کسی جنگ میں قتل کر دیے جائیں، تو کیا تم دین اسلام کو چھوڑ کر کفر کی طرف پلٹ جاؤ گے؟ یعنی مرتد ہو جاؤ گے، یاد رکھو! جو دین سے پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا بلکہ اپنا ہی نقصان کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضرور قائم کرے گا اور اپنے مومن بندوں کو غلبہ عطا فرمائے گا۔

أَنَّ عَائِشَةَ ، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ، حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ المَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمْ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، فَتَيَمَّمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى، ثُمَّ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، وَاللَّهِ لاَ يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا المَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ، فَقَدْ مُتَّهَا،فَقَالَ: اجْلِسْ يَا عُمَرُ ،فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی قیام گاہ سے گھوڑے پر آئے اور آ کر اترے، پھر مسجد کے اندر گئے کسی سے آپ نے کوئی بات نہیں کی، اس کے بعد آپ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف گئے، نعش مبارک ایک یمنی چادر سے ڈھکی ہوئی تھی، آپ نے چہرہ کھولا اور جھک کر چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور رونے لگے، پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت طاری نہیں کرے گا، جو ایک موت آپ کے مقدر میں تھی وہ آپ پر طاری ہو چکی ہے، شدت جذبات سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ کی وفات کا انکار کر رہے تھے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں آ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ! بیٹھ جاؤ، لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا، اس وقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہایت حکمت سے کام لیتے ہوئے منبر رسول ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہوئے اور خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا

أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لاَ يَمُوتُ، قَالَ اللهُ: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

امابعد! تم میں جو بھی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ آپ ﷺ کی وفات ہو چکی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت

[1] دلائل النبوہ للبیہقی ۳٫۲۴۸

کرتا تھا تو (اس کا معبود) اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور اس کو کبھی موت نہیں آئے گی، اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ "محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں، پھر کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، البتہ اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انہیں وہ اس کی جزا دے گا۔"

وَقَالَ: وَاللهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللهَ أَنْزَلَ هَذِهِ الآيَةَ حَتَّى تَلاَهَا أَبُو بَكْرٍ،فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ، فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا،أَنَّ عُمَرَ قَالَ:وَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلاَهَا فَعَقِرْتُ، حَتَّى مَا تُقِلُّنِي رِجْلاَيَ، وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلاَهَا، عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اللہ کی قسم! ایسا محسوس ہوا کہ جیسے پہلے سے لوگوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اور جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو سب نے اس کی تلاوت سیکھی، اب یہ حال تھا کہ جو بھی سنتا تھا وہی اس کی تلاوت کرنے لگ جاتا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا جس وقت میں نے انہیں تلاوت کرتے سنا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی ہے تو میں سکتے میں آ گیا اور ایسا محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا پائیں گے اور میں زمین پر گر جاؤں گا۔ (۱)

البتہ اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے گا، غزوہ احد میں کمزوری اور بزدلی کا مظاہرہ کرنے والے مجاہدین کے حوصلوں میں اضافہ کے لئے فرمایا کوئی ذی روح اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مر سکتا، ہر شخص کی موت کا ایک وقت لکھا ہوا ہے، جیسے فرمایا

...وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ... ⑪ (۲)

ترجمہ: کوئی عمر پانے والا عمر نہیں پاتا اور نہ کسی کی عمر میں کچھ کمی ہوتی ہے مگر یہ سب کچھ ایک کتاب میں لکھا ہوتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا... ② (۳)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر تمہارے لیے زندگی کی ایک مدت مقرر کر دی۔

...فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ㉞ (۴)

ترجمہ: جب وہ (مقررہ) وقت آجاتا ہے تو نہ تو ایک گھڑی دیر کرتا ہے اور نہ ایک گھڑی جلدی کرتا ہے۔

بزدلوں کو حوصلہ اور جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا موت تو بند اور مضبوط قلعوں میں بھی اپنے وقت پر آ کر رہے گی، پھر میدان جنگ

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۵۲، ۴۴۵۳، ۴۴۵۴

(۲) فاطر ۱۱

(۳) الانعام ۲

(۴) الاعراف ۳۴

سے بھاگنے اور بزدلی دکھانے سے کیا حاصل ہو گا۔

عَنْ حَبِيبِ بْنِ صُهْبَانَ، قَالَ:قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ حُجْرُ بْنُ عَدِيّ: مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تعبُروا إِلَى هَؤُلَاءِ الْعَدُوِّ، هَذِهِ النُّطْفَةُ؟ يَعْنِي دِجْلَة، {وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلا بِإِذْنِ اللهِ كِتَابًا مُؤَجَّلا} ثُمَّ أَقْحَمَ فَرَسَهُ دِجْلَةَ، فَلَمَّا أَقْحَمَ أَقْحَمَ النَّاسُ، فَلَمَّا رَآهُمُ الْعَدُوُّ قَالُوا: ديوان، فهربوا

حبیب بن صہبان سے روایت ہے حجر بن عدی نامی ایک مسلمان نے کہا کہ دجلہ عبور کر کے دشمن تک پہنچنے میں آخر تمہیں کون سی بات مانع ہے؟ پھر انہوں نے اس آیت کریمہ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلا بِإِذْنِ اللهِ كِتَابًا مُؤَجَّلا کی تلاوت کی، اور یہ کہہ کر انہوں نے دریائے دجلہ میں اپنا گھوڑا ڈال دیا، جب انہوں نے اپنا گھوڑا ڈالا تو دیگر سب لوگوں نے بھی اپنے اپنے گھوڑے ڈال دیے، دشمن نے (بہادری اور جانفروشی کا) یہ منظر دیکھا تو کہا، یہ تو جن اور بھوت ہیں (ان کا کون مقابلہ کر سکتا ہے)، پھر وہ میدان جنگ چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ (۱)

جو شخص ثواب دنیا کے فوائد و منافع کے ارادہ سے کام کرے گا، تو اس کو ہم دنیا ہی میں اس کا صلہ دے دیں گے، لیکن آخرت میں وہ خالی ہاتھ رہے جائے گا، اور جو اخروی زندگی کے فوائد و منافع کے ارادہ سے کام کرے گا، اس کی سعی و عمل کے نتیجہ میں اللہ اسے دنیا و آخرت دونوں میں بہترین صلہ عطا فرمائے گا، جیسے فرمایا

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝۲۰ (۲)

ترجمہ: جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اس کی کھیتی کو ہم بڑھاتے ہیں، اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے دنیا ہی میں سے دیتے ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝۱۸ (۳)

ترجمہ: جو کوئی (اس دنیا میں) جلدی حاصل ہونے والے فائدوں کا خواہشمند ہو اسے یہیں ہم دے دیتے ہیں جو کچھ بھی جسے دینا چاہیں، پھر اس کے مقسوم میں جہنم لکھ دیتے ہیں جسے وہ تاپے گا ملامت زدہ اور رحمت سے محروم ہو کر۔

اور اللہ کی نعمتوں پر صبر و شکر کرنے والوں کو ہم ان کی جزا ضرور عطا کریں گے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بہت سے نبیوں کے ہم رکاب ہو کر بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں، انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچیں

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۳٫۷۷۹

(۲) الشوریٰ ۲۰

(۳) بنی اسرائیل ۱۸

وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَ مَا كَانَ قَوْلَهُمْ

لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری اور نہ سست رہے اور نہ دبے، اللہ صبر کرنے والوں کو (ہی) چاہتا ہے، وہ یہی کہتے رہے

اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْۤ اَمْرِنَا

کہ اے پروردگار! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہمارے کاموں میں جو بے جا زیادتی ہوئی ہے

وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا

اسے بھی معاف فرما اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور ہمیں کافروں کی قوم پر مدد دے، اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا

وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ (آل عمران ۱۴۶تا۱۴۸)

اور آخرت کے ثواب کی خوبی بھی عطا فرمائی اور اللہ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

مجاہدین احد سے خطاب: اہل ایمان کی تسلی کے لئے فرمایا حق و باطل کی کشمکش کا معاملہ تو شروع سے چلا آ رہا ہے، اس سے پہلے کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ہم رکاب ہو کر بہت سے خدا پرستوں نے دشمنان دین سے جنگ کی، اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے، نہ انہوں نے کمزوری دکھائی اور نہ اپنی قلت تعداد اور بے سروسامانی اور نہ کفار کی کثرت التعداد اور جنگی اسلحہ جات دیکھ کر ان کے آگے سرنگوں ہوئے، بلکہ انہوں نے ہر طرح کے حالات میں صبر کیا اور ثابت قدم رہے،

عَنْ قَتَادَةَ: {فَمَا وَهَنُوا لِمَاۤ أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا} يَقُولُ: مَا عَجَزُوا، وَمَا تَضَعْضَعُوا لِقَتْلِ نَبِيِّهِمْ {وَمَا اسْتَكَانُوا} يَقُولُ: مَا ارْتَدُّوا عَنْ نُصْرَتِهِمْ وَلَا عَنْ دِينِهِمْ، بَلْ قَاتَلُوا عَلَى مَا قَاتَلَ عَلَيْهِ نَبِيُّ اللهِ حَتَّى لَحِقُوا بِاللهِ

قتادہ اور ربیع بن انس نے بیان کیا ہے "لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری۔" کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے اپنے نبی کے شہید ہونے کی وجہ سے ہمت نہ ہاری اور "اور نہ سست رہے۔" کے معنی یہ ہیں کہ نہ اپنی بصیرت اور اپنے دین سے مرتد ہوئے، بلکہ انہوں نے بھی اس طرح جہاد کیا جس طرح اللہ کے نبی نے جہاد کیا تھا، حتی کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گئے۔ [1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ فِي قَوْلِهِ: {وَمَا اسْتَكَانُوا} [2] قَالَ: تَخَشَّعُوا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "اور نہ سست رہے۔" کے معنی یہ ہیں انہوں نے جزع فزع کا اظہار نہیں کیا۔ [3]

وَقَالَ السُّدِّيُّ وَابْنُ زَيْدٍ: وَمَا ذَلُّوا لِعَدُوِّهِمْ

---

[1] تفسیر طبری ۲۷۰/۷

[2] آل عمران: 146

[3] تفسیر ابن ابی حاتم ۷۸۲/۳، تفسیر طبری ۲۷۱/۷

سدی رحمہ اللہ اور ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ اپنے دشمن کے سامنے عاجز ودرماندہ نہیں ہوئے۔ [1]
ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے، انتہائی مشکل مقامات پر ان کی دعا بس یہ تھی کہ اے ہمارے رب! ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما، ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہو گیا ہو اسے معاف کر دے، ہمارے قدم جمادے اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما، اللہ نے ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور انہیں دنیا میں فتح وظفر سے نوازا، اور اس سے کہیں بہتر ثواب آخرت بھی عطا کیا، اللہ کو ایسے ہی نیک عمل پسند ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ

اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے پلٹا دیں گے (یعنی تمہیں مرتد بنادیں گے)

فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿١٥٠﴾ سَنُلْقِيْ

پھر تم نامراد ہو جاؤ گے، بلکہ اللہ ہی تمہارا مولا ہے اور وہ ہی بہترین مددگار ہے، ہم عنقریب

فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ

کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے، اس وجہ سے کہ یہ اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرتے ہیں جس کی کوئی

النَّارُ ؕ وَ بِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٥١﴾ (آل عمران ۱۴۹ تا ۱۵۱)

دلیل اللہ نے نہیں اتاری، ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور ان ظالموں کی بری جگہ ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کفار کی چاہت تو یہی ہے کہ وہ تمہیں دین اسلام سے ہٹا دیں، اس لئے اگر تم کفار کی اطاعت کرو گے، ان کا کہا مان لو گے تو وہ تم کو ایمان سے ہٹا کر کفر کی طرف لوٹا دیں گے، اور تم دنیا وآخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو کر رہ جاؤ گے، غزوہ احد کی ہزیمت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض یہود اور منافقین مسلمانوں میں یہ خیال پھیلانے کی کوشش کر رہے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعی ہی اللہ کے رسول ہوتے تو اللہ کی حمایت ونصرت ان کے ساتھ ہوتی اور وہ کفار سے شکست نہ کھاتے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم یہ دین چھوڑ کر اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف پلٹ آؤ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہود ومنافقین جو باتیں پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ صحیح نہیں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تمہارا حامی ومددگار ہے اور وہ بہترین مدد کرنے والا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب ہم منکرین حق کے دلوں سے رعب بیٹھا دیں گے، اور وہ مسلمانوں کے خوف سے لرزاں وترساں رہیں گے۔

أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِي المَغَانِمُ

[1] تفسیر ابن کثیر ۱۳۱/۲

وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی نبی کو نہیں دی گئیں، ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے، اور تمام زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور پاکی کے لائق بنائی گئی، پس میری امت کا جو انسان نماز کے وقت کو (جہاں بھی) پالے اسے وہاں ہی نماز ادا کر لینی چاہیے، اور میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا ہے، مجھ سے پہلے یہ کسی کے لئے بھی حلال نہ تھا، اور مجھے شفاعت عطا کی گئی، اور تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوتے تھے لیکن میں تمام انسانوں کے لئے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ [1]

اس لیے کہ انہوں نے اپنی خواہشات نفس اور اپنے فاسد ارادوں کے مطابق اپنے عقائد و اعمال میں اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ کے ساتھ ان کی خدائی میں دوسروں کو شریک ٹھہرایا ہوا ہے جن کے شریک ہونے پر اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی، ان کفار و مشرکین کا ظلم اور تعدی کے سبب آخری ٹھکانا جہنم ہے اور بہت ہی بری ہے وہ قیام گاہ جو ان ظالموں کو نصیب ہوگی۔

وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ

اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جبکہ تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے یہاں تک کہ جب تم نے پست ہمتی

وَ تَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ

اختیار کی اور کام میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی اس کے بعد کہ اس نے تمہاری چاہت کی چیز تمہیں دکھا دی،

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ

تم میں سے بعض دنیا چاہتے تھے اور بعض کا ارادہ آخرت کا تھا تو پھر اس نے تمہیں ان سے پھیر دیا تا کہ تم کو آزمائے

وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ

اور یقیناً اس نے تمہاری لغزش سے درگزر فرما دیا، اور ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے، جب کہ تم چڑھے چلے

وَ لَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ

جا رہے تھے اور کسی کی طرف توجہ تک نہیں کرتے تھے اور اللہ کے رسول تمہیں تمہارے پیچھے سے آوازیں دے رہے تھے،

[1] صحیح بخاری کتاب التیمم باب ا، ح۴۳۸، ۳۳۵، صحیح مسلم کتاب المساجد باب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاۃَ ۱۱۶۳، مسند احمد ۱۴۲۶۴، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۱۶۴۲

غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا مَآ اَصَابَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ

بس تمہیں غم پر غم پہنچا تا کہ تم فوت شدہ چیز پر غمگین نہ ہو اور نہ پہنچنے والی (تکلیف) پر اداس ہو، اللہ تعالیٰ

خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ (آل عمران ۱۵۳،۱۵۲)

تمہارے تمام اعمال سے خبر دار ہے۔

اللہ نے تائید ونصرت کا جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ تو اس نے پورا کر دیا، جنگ کے ابتدا میں اللہ کے حکم سے تم ہی کفار ومشرکین کو قتل کر رہے تھے اور ان پر غالب تھے، مگر جب تم نے کمزوری دکھائی،

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَلْفَشَلُ: الْجُبْنُ

ابن جریج کہتے ہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے "اَلْفَشَلُ" کے معنی بزدلی کے ہوتے ہیں۔ [1]

اور اپنے کام میں باہم اختلاف کیا، کسی نے کہا اب جبکہ دشمن شکست کھا کر بھاگ رہا ہے لہذا اب ہمارا یہاں درے پر ٹھہرنے کا کیا کام ہے، اور کوئی کہتا تھا کہ ہم تو اسی مقام پر ڈٹے رہیں گے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں متعین فرمایا ہے، اور جونہی کہ وہ چیز اللہ نے تمہیں دکھائی جس کی محبت میں تم گرفتار تھے یعنی مال غنیمت، تو تم اپنے سردار کے حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھے، اس لیے کہ تم میں سے کچھ لوگ مال غنیمت کے طالب تھے اور کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے، تب اللہ نے تمہیں کفار کے مقابلہ میں پسپا کر دیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے، اور حق یہ ہے کہ اللہ نے اپنے فضل وکرم سے پھر بھی تمہاری غلطیوں کو معاف ہی کر دیا، کیونکہ مومنوں پر اللہ بڑی نظر عنایت رکھتا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ان مجاہدین کے لئے عفو عام کا اعلان فرما دیا تو پھر کسی کے لئے طعن وتشنیع کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَيْتَ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا، فَقَالَ: مَنْ هَؤُلَاءِ الْقُعُودُ؟ قَالُوا: هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ. قَالَ: مَنِ الشَّيْخُ؟ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ أَتُحَدِّثُنِي؟ قَالَ: أَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هَذَا الْبَيْتِ، أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَعْلَمُهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ، فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَبَّرَ،

عثمان بن موہب سے مروی ہے ایک شخص مصر والوں میں سے آیا اور اس نے حج کیا بیت اللہ کا تو ایک جگہ چند لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر کہا یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا یہ قریش ہیں، اس نے پوچھا ان کا شیخ کون ہے؟ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں آپ مجھ سے صحیح واقعات بیان کریں، اس گھر کی حرمت کی قسم دے کر میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد کے موقع پر راہ فرار اختیار کی تھی؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! ایسا ہی ہوا تھا، اس شخص نے پوچھا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہیں تھے؟ کہا کہ ہاں یہ بھی ہوا تھا، اس شخص نے پوچھا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ

[1] تفسیر طبری ۷/۲۹۱

وہ بیعت رضوان (صلح حدیبیہ) میں بھی پیچھے رہ گئے تھے اور حاضر نہ ہو سکے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے، اس پر اس شخص نے (مارے خوشی کے) اللہ اکبر کہا،

قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ لِأُخْبِرَكَ وَلِأُبَيِّنَ لَكَ عَمَّا سَأَلْتَنِي عَنْهُ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَمَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ اليُمْنَى: هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ، فَقَالَ هَذِهِ لِعُثْمَانَ اذْهَبْ بِهَذَا الآنَ مَعَكَ

لیکن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہاں آؤ میں تمہیں بتاؤں گا اور جو سوالات تم نے کیے ہیں ان کی میں تمہارے سامنے تفصیل بیان کروں گا، غزوہ احد میں فرار سے متعلق جو تم نے کہا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی معاف کر دی ہے، غزوہ بدر میں ان کے نہ ہونے کے متعلق جو تم نے کہا ہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (رقیہ رضی اللہ عنہا) تھیں اور وہ بیمار تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہیں اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو غزوہ بدر میں شریک ہوگا اور اسی کے برابر مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا، بیعت رضوان میں ان کی عدم شرکت کا جہاں تک سوال ہے تو وادی مکہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص ہر دل عزیز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بجائے اسی کو بھیجتے، اس لئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجنا پڑا، اور بیعت رضوان اس وقت ہوئی جب وہ مکہ مکرمہ میں تھے، (بیعت لیتے وقت) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا کہ یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور اسے اپنے (بائیں) ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ یہ بیعت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے، اب جا سکتے ہو البتہ میری باتوں کو یاد رکھنا۔[1]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراضات کرنے والا کوئی خارجی تھا جو واقعات کی ظاہری سطح کو بیان کر کے ان کی برائی کرنا چاہتا تھا، مگر جسے اللہ عزت عطا فرمائے اس کی برائی کرنے والا خود برا ہے، غزوہ احد کے موقع پر عام مسلمانوں میں کفار کے اچانک حملہ کی وجہ سے گھبراہٹ پھیل گئی تھی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے تھے اور دو ایک صحابہ کے ساتھ کفار کے تمام حملوں کا انتہائی پامردی سے مقابلہ کر رہے تھے، تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آواز دی اور پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس غلطی کو معاف فرما دیا، اور اپنی معافی کا خود قرآن مجید میں اعلان کیا، اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منتشر ہو گئے تھے اور انہیں میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے، مسلمانوں کو اس غزوہ میں اگرچہ نقصان بہت اٹھانا پڑا لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانوں نے غزوہ احد میں شکست کھائی کیونکہ نہ تو مسلمانوں نے ہتھیار ڈالے، اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ چھوڑا، فوج یعنی صحابہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ التَقَى الجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۴۰۶۶، وکتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو القُرَشِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۶۹۹

کرام رضی اللہ عنہم میں اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے انتشار پیدا ہو گیا تھا لیکن پھر یہ سب حضرات بھی جلد ہی میدان میں آ گئے، یہ بھی نہیں ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میدان چھوڑ دیا ہو، بلکہ غیر متوقع صورت حال سے گھبراہٹ اور صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا تھا، جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکارا تو وہ فوراً سنبھل گئے، اور پھر آ کر آپ کے چاروں طرف جمع ہو گئے، اور آخر میں کفار کو فرار کا راستہ اختیار کرنا پڑا، عظیم نقصانات کے باوجود آخری فتح مسلمانوں کو ہی نصیب ہوئی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سوالات کرنے والا مخالفین میں سے تھا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سوالات کو تفصیل کے ساتھ حل فرما دیا، مگر جن لوگوں کو کسی سے ناحق بغض ہو جاتا ہے وہ کسی بھی طور مطمئن نہیں ہو سکتے، آج تک ایسے کج فہم لوگ موجود ہیں جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا ہی اپنے لیے دلیل فضیلت بنائے ہوئے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفائے راشدین ہمارے ہر احترام کے مستحق ہیں، ان کی بشری لغزشیں سب اللہ کے حوالہ ہیں، اللہ تعالیٰ یقیناً ان کو معاف کر چکا ہے۔

یاد کرو جب تم میدان جنگ سے تیزی سے بھاگے چلے جا رہے تھے، اور خوف و دہشت کے مارے کسی کی طرف پلٹ کر دیکھنے تک کا ہوش تمہیں نہ تھا، اور اللہ کا رسول تمہارے پیچھے تم کو پکار رہا تھا، اللہ کے بندوں میری طرف آؤ، اللہ کے بندو میری طرف آؤ۔ اس وقت تمہاری اس روش کا بدلہ اللہ نے تمہیں یہ دیا کہ تم کو رنج پر رنج دیے یعنی شکست کا غم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے کی خبر پر غم، ستر مقتولوں اور مجروحوں کا غم، مال غنیمت سے محرومی کا غم،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْغَمُّ الْأَوَّلُ: بِسَبَبِ الْهَزِيمَةِ، وَحِينَ قِيلَ: قُتِلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهُمَّ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَعْلُونَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پہلا غم تو شکست کے سبب (اس وقت تھا جب یہ افواہ پھیلا دی گئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں) اور دوسرا غم اس وقت تھا جب مشرکوں نے آلیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی کی تھی اے اللہ! انہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہم سے اونچے ہوں۔ [1]

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ: الْغَمُّ الْأَوَّلُ: بِسَبَبِ الْهَزِيمَةِ، وَالثَّانِي: حِينَ قِيلَ: قُتِلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ ذَلِكَ عِنْدَهُمْ أَعْظَمَ مِنَ الْهَزِيمَةِ

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہلا غم شکست کے سبب سے تھا اور دوسرا اس افواہ کی وجہ سے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں اور یہ غم تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے شکست سے بھی زیادہ اندوہ ناک تھا۔ [2]

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَقَتَادَةُ: الْغَمُّ الْأَوَّلُ: سَمَاعُهُمْ قَتْلَ مُحَمَّدٍ، وَالثَّانِي: مَا أَصَابَهُمْ مِنَ الْقَتْلِ وَالْجِرَاحِ

امام مجاہد اور قتادہ کا قول ہے کہ پہلا غم اس افواہ کی وجہ سے تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں، اور دوسرا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شہید اور بعض

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۱۴۳

[2] تفسیر الدر المنثور ۲/۳۵۱

کے زخمی ہونے کی وجہ سے تھا۔ [1]

وَقَالَ السُّدِّي: الْغَمُّ الْأَوَّلُ: بِسَبَبِ مَا فَاتَهُمْ مِنَ الْغَنِيمَةِ وَالْفَتْحِ،وَالثَّانِي: بِإِشْرَافِ الْعَدُوِّ عَلَيْهِمْ

سدی کہتے ہیں کہ پہلا غم فتح وغنیمت سے محرومی کی وجہ سے تھا،اور دوسرا دشمن کے غالب آجانے کی وجہ سے۔ [2]

تاکہ آئندہ کے لیے تمہیں یہ سبق ملے کہ جو مال غنیمت تمہارے ہاتھ سے جائے یا جو مصیبت تم پر نازل ہو اس پر ملول نہ ہو، بیشک اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَ طَآئِفَةٌ

پھر اس نے اس غم کے بعد تم پر امن نازل فرمایا اور تم میں سے ایک جماعت کو امن کی نیند آنے لگی، ہاں کچھ وہ لوگ بھی تھے

قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا

کہ انہیں اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناحق جہالت بھری بدگمانیاں کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں

مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

بھی کسی چیز کا اختیار ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ کام کل کا کل اللہ کے اختیار میں ہے ، یہ لوگ اپنے

مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ

دلوں کے بھید آپ کو نہیں بتاتے کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ بھی اختیار ہوتا تو یہاں قتل نہ کئے جاتے، آپ کہہ دیجئے

لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ

گو تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے پھر بھی جن کی قسمت میں قتل ہونا تھا وہ تو مقتل کی طرف چل کھڑے ہوتے ،

وَ لِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ

اللہ تعالیٰ کو تمہارے سینوں کے اندر کی چیز کا آزمانا اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو پاک کرنا تھا

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ (آل عمران ۱۵۴)

اور اللہ تعالیٰ سینوں کے بھید سے آگاہ ہے۔

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۱۴۳

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۷۹۱

تلواروں کے سایہ میں ایمان کی جانچ: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنے احسان کو جتلایا کہ اس سراسیمگی کے بعد اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنا فضل فرمایا اور لشکر اسلام کے میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے والے لوگوں پر ایسی اطمینان کی سی حالت طاری کر دی کہ وہ اونگھنے لگے، جیسے غزوہ بدر میں اونگھ نازل ہوئی تھی۔

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ ﴿۱۱﴾ [۱]

ترجمہ: اور وہ وقت جبکہ اللہ اپنی طرف سے غنودگی کی شکل میں تم پر اطمینان و بے خوفی کی کیفیّت طاری کر رہا تھا۔

عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أُحُدٍ حَتَّى سَقَطَ سَيْفِي مِنْ يَدِي مِرَارًا يَسْقُطُ وَآخُذُهُ وَيَسْقُطُ فَآخُذُهُ

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ان لوگوں میں تھا جنہیں غزوہ احد کے موقع پر اونگھ نے آگھیرا تھا اور اسی حالت میں میری تلوار کئی مرتبہ (ہاتھ سے چھوٹ کر بے اختیار) گر پڑی تھی، میں اسے اٹھالیتا پھر گر جاتی، اور میں اسے پھر اٹھالیتا۔ [۲]

عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: رَفَعْتُ رَأْسِي يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ، وَمَا مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلاَّ يَمِيدُ تَحْتَ حَجَفَتِهِ مِنَ النُّعَاسِ

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے غزوہ احد کے دن اپنے سر کو اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں سے ہر شخص اونگھ کی وجہ سے اپنی ڈھال کے نیچے کی طرف جھک رہا ہے [۳]

مگر منافقین خوف و دہشت کے مارے ہلکان ہو رہے تھے، انہیں اپنی جانوں کی فکر تھی، وہ اللہ کے متعلق طرح طرح کے جاہلانہ گمان کرنے لگے جو سراسر خلاف حق تھے، اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا اب ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی فتح و نصرت کا امکان ہے؟ یا یہ کہ کیا ہماری بھی کوئی بات چل سکتی ہے اور مانی جا سکتی ہے؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے کہو کسی کا کوئی حصہ نہیں، فتح و نصرت کے سارے اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں اسی کی طرف سے مدد آئے گی، کامیابی و کامرانی بھی اسی کے حکم سے ہوگی اور امرونہی بھی اسی کا ہوگا، دراصل یہ لوگ اپنے دلوں میں جو نفاق چھپائے ہوئے ہیں اسے تم پر ظاہر نہیں کرتے، اور آپس میں کہتے ہیں کہ اگر اس واقعہ میں ہم سے رائے اور مشورہ لیا گیا ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَالَ الزُّبَيْرُ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ اشْتَدَّ الْخَوْفُ عَلَيْنَا، أَرْسَلَ اللَّهُ عَلَيْنَا النَّوْمَ، فَمَا مِنَّا مِنْ رَجُلٍ إِلَّا ذَقْنُهُ فِي صَدْرِهِ، قَالَ: فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْمَعُ قَوْلَ مُعَتِّبِ بْنِ قُشَيْرٍ، مَا أَسْمَعُهُ

---

[۱] الانفال ۱۱

[۲] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللهِ غَيْرَ الحَقِّ ظَنَّ الجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۴۰۶۸، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ۳۰۰۷

[۳] ۔جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ۳۰۰۷، مستدرک حاکم ۳۱۶۴، الدر المنثور ۳۵۳؍۲

إِلَّا كَالْحُلُمِ: لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا، فَحَفِظَهَا مِنْهُ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سخت خوف کے وقت اللہ نے غنودگی نازل فرمائی اور ہمیں اس قدر نیند آنے لگی کہ ہماری تھوڑیاں سینوں سے لگ گئیں میں نے اپنی اسی حالت میں معتب بن قشیر کے یہ الفاظ سنے کہ اگر ہمیں کچھ بھی اختیار ہوتا تو یہاں قتل نہ ہوتے۔ [1]

قال ابن القيم في الآية الأولى: فسر هذا الظن بأنه سبحانه لَا يَنْصُرُ رَسُولَهُ، وَأَنَّ أَمْرَهُ سَيَضْمَحِلُّ، وفسر بأن ما أصابه لم يكن بقدر الله وَحِكْمَتَهُ.فَفُسِّرَ بِإِنْكَارِ الْحِكْمَةِ، وَإِنْكَارِ الْقَدَرِ، وَإِنْكَارِ أَنْ يُتِمَّ أَمْرَ رَسُولِهِ،وَيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَهَذَا هُوَ ظَنُّ السَّوْءِ الَّذِي ظَنَّهُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُشْرِكُونَ بِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي (سُورَةِ الْفَتْحِ)حَيْثُ يَقُولُ: {وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا} [الفتح: 6، وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا ظَنَّ السَّوْءِلِأَنَّهُ ظَنُّ غَيْرِ مَا يَلِيقُ به سبحانه، مَا يَلِيقُ بِحِكْمَتِهِ وَحَمْدِهِ بِوَعْدِهِ الصَّادِقِ

امام ابن قیم رحمہ اللہ اول الذکر آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں لوگوں کے جس جاہلانہ ناحق گمان کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ گمان کرنے لگے تھے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ اپنے رسول کی مدد نہیں کرے گا، اور اس کی دعوت اور مشن جلد ہی ختم ہو جائے گا، اور اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ منافقین اور مشرکین یہ گمان کرنے لگے تھے کہ مسلمانوں پر جو مصیبت آئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور حکمت سے نہیں تھی، گویا وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی حکمت، تقدیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا انکار کرنے اور سمجھنے لگے تھے، کہ یہ دین باقی ادیان پر غالب نہیں آئے گا، منافقین اور مشرکین کا یہی وہ غلط گمان ہے جس کا ذکر سورۃ الفتح کی آیت میں ہوا ہے ’’اور ان منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو سزا دے جو اللہ کے متعلق بُرے گمان رکھتے ہیں برائی کے پھیر میں خود ہی آ گئے، اللہ کا غضب ان پر ہوا اور اس نے ان پر لعنت کی اور ان کے لیے جہنم مہیا کر دی جو بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔‘‘ کیونکہ ایسا گمان اللہ تعالیٰ کی شان، مرتبہ، اس کی حکمت، تعریف وبزرگی اور سچے وعدہ کے خلاف ہے،

فمن ظن أنه يديل وَالْبَاطِلَ عَلَى الْحَقِّ إِدَالَةً مُسْتَقِرَّةً يَضْمَحِلُّ مَعَهَا الحق، أو أَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ ما جرى بِقَضَائِهِ وَقَدَرِهِ، أو أنكر أن يكون قدره لِحِكْمَةٍ بَالِغَةٍ يَسْتَحِقُّ عَلَيْهَا الْحَمْدَ، بل زعم أن ذلك لمشيئةمُجَرَّدَةٍ، فذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ،وَأَكْثَرُ النَّاسِ يَظُنُّونَ بِاللهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ السَّوْءِ فِيمَا يَخْتَصُّ بِهِمْ وَفِيمَا يَفْعَلُهُ بِغَيْرِهِمْ،، وَلَا يَسْلَمُ عَنْ ذَلِكَ إِلَّا مَنْ عَرَفَ اللهَ وَعَرَفَ أَسْمَاءَهُ وَصِفَاتِهِ،، وَعَرَفَ مُوجِبَ حَمْدِهِ وَحِكْمَتِهِ.فَلْيَعْتَنِ اللبِيبُ النَّاصِحُ لِنَفْسِهِ بِهَذَا الْمَوْضِعِ، وَلْيَتُبْ إِلَى اللهِ تَعَالَى، وَلِيَسْتَغْفِرْهُ كُلَّ وَقْتٍ مِنْ ظَنِّهِ بِرَبِّهِ ظَنَّ السَّوْءِ

پس جو شخص یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ باطل کو حق پر ہمیشہ غالب رکھے گا اور اس کے نتیجے میں حق مٹ جائے گا یا جو شخص یہ سمجھے کہ فلاں فیصلہ اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدرت سے نہیں ہوا یا جو انسان یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر حکمت تامہ پر مبنی اور قابل تعریف نہیں بلکہ یہ محض مشیت ہے

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۷۹۵

تو ایسا عقیدہ رکھنے اور ایسی باتیں کرنے والے کافر ہیں اور ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے، بہت سے لوگ اپنے اور دوسروں سے متعلقہ کاموں میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوء ظن رکھتے ہیں، اس بدگمانی سے وہی لوگ محفوظ رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کے اسماء وصفات اور اس کی حکمت وتعریف کے اسباب کو پہچانتے ہیں، پس جو عقل مند شخص اپنی بھلائی چاہتا ہے اسے چاہیے کہ مذکورہ بالا امور کا خیال رکھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی بدگمانی اور بدظنی کی معذرت پیش کر کے توبہ واستغفار کرے،

وَلَوْ فَتَّشْتَ مَنْ فَتَّشْتَهُ لَرَأَيْتَ عِنْدَهُ تَعَتُّبًا عَلَى الْقَدَرِ وَمَلَامَةً لَهُ وَاقْتِرَاحًا عَلَيْهِ خِلَافَ مَا جَرَى بِهِ، وَأَنَّهُ كَانَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ كَذَا وَكَذَا، فَمُسْتَقِلٌّ وَمُسْتَكْثِرٌ، وَفَتِّشْ نَفْسَكَ هَلْ أَنْتَ سَالِمٌ مِنْ ذَلِكَ

اگر آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ اکثر لوگ تقدیر کے شاکی اور راہ اعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں، وہ تقدیر کا شکوہ کرتے نظر آتے ہیں کہ فلاں کام یوں ہونا چاہیے تھا اور فلاں یوں، کسی شخص میں یہ نقص تھوڑا ہے اور کسی میں زیادہ، آپ بھی اپنا جائزہ لیں کہ آپ کی کیا صورت حال ہے؟ کیا آپ ایسی بدگمانی سے بچے ہوئے ہیں؟

فَإِنْ تَنْجُ مِنْهَا تَنْجُ مِنْ ذِي عظيمةٍ   وَإِلَّا فَإِنِّي لَا إِخَالُكَ نَاجِيًا

اگر آپ اس سے بچے ہوئے ہیں تو آپ ایک بہت بڑی مصیبت سے نجات پا چکے ہیں وگرنہ میں نہیں سمجھتا کہ آپ کے لیے کوئی راہ نجات ہو۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ أَوْ أَفْضَلُ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَلَا تَعْجَزْ، وَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَلَا تَعْجَزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ، فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ قَدَرُ اللهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاقتور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر اور پسندیدہ ہے، ہر بھلائی میں ایسی چیز کی حرص کرو جو تمہارے لئے نفع مند ہو، اور صرف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے رہو، اور اس سے عاجز و کاہل ہو کر نہ بیٹھا رہ، اور اگر تجھے کوئی مصیبت، پریشانی لاحق ہو جائے تو یہ نہ کہو کاش! اگر میں ایسا ایسا کر لیتا تو یوں ہو جاتا، بلکہ یوں کہہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، اس نے جو چاہا سو کیا، اس لیے کہ اگر کہنا شیطانی عمل دخل کا سبب بنتا ہے۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہہ دو موت کا تو ایک وقت مقرر ہے، جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی اگر وہ اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو خود اپنے گھروں سے نکل کر اپنی موت کی جگہ پر پہنچ جاتے، اور ہزیمت کا جو معاملہ پیش آیا یہ تو اس لیے تھا تاکہ وہ تمہارے سینوں میں جو نفاق، ایمان اور ضعف ایمان ہے اسے آزمالے، اور تمہارے دلوں کو شیطانی وسوسوں اور ان سے پیدا ہونے والی

---

[1] زاد المعاد ۲۰۵/۳

[2] صحيح مسلم كتاب الْقَدَرِ بَابٌ فِي الْأَمْرِ بِالْقُوَّةِ وَتَرْكِ الْعَجْزِ وَالِاسْتِعَانَةِ بِاللهِ وَتَفْوِيضِ الْمَقَادِيرِ لِلَّهِ ۶۷۷۴، سنن ابن ماجه افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۷۹،مسند احمد ۸۷۹۱

مذموم صفات سے پاک کر دے، اللہ تمہارے دلوں کے تمام خیالات اور ارادوں کو خوب جانتا ہے۔

آج کل بھی ایسے نام نہاد مسلمان موجود ہیں جو نماز روزہ کرتے ہیں مگر وقت آنے پر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ غداری کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں سے ہر وقت چوکنا رہنا ضروری ہے، نفاق بہت بڑا مرض ہے جس کی مذمت قرآن مجید میں کئی جگہ بڑے زوردار لفظوں میں ہوئی ہے اور ان کے لیے دوزخ کا سب سے نچلا والا حصہ، ویل، سزا کے لیے تجویز ہونا بتلایا ہے، ہر مسلمان کو پانچوں وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ النِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَمِنْ سَيِّءِ الْأَخْلَاقِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! میں نفاق سے اور آپس کی پھوٹ سے اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔[1]

آمِينَ يَارَبَّ الْعَالَمِينَ

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ

تم میں سے جن لوگوں نے اس دن پیٹھ دکھائی جس دن دونوں جماعتوں کی مڈبھیڑ ہوئی تھی یہ لوگ اپنے بعض کرتوتوں

مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾

کے باعث شیطان کے پھسلانے میں آگئے، لیکن یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور تحمل والا ہے،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ

اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے کفر کیا اور اپنے بھائیوں کے حق میں جب کہ وہ سفر میں ہوں

اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ

یا جہاد میں ہوں کہا کہ اگر یہ ہمارے پاس ہوتے نہ مرتے اور نہ مارے جاتے، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس خیال کو اللہ تعالیٰ

ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾

ان کی دلی حسرت کا سبب بنا دے، اللہ تعالیٰ جلاتا اور مارتا ہے اور اللہ تمہارے عمل کو دیکھ رہا ہے،

وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ

قسم ہے اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کئے جاؤ یا اپنی موت مرو تو بیشک اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت اس سے بہتر ہے

[1] الدعاء للطبرانی ۱۳۸۶

مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِ۟لَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ (آل عمران ۱۵۵ تا ۱۵۸)

جسے یہ جمع کر رہے ہیں، بالیقین خواہ تم مر جاؤ یا مار ڈالے جاؤ جمع تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی کئے جاؤ گے۔

تم میں سے جو لوگ غزوہ احد کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے، ان کی اس لغزش اور کوتاہی کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم کی نافرمانی کی، جس کے سبب شیطان ان کے قدم ڈگمگانے میں کامیاب ہوگیا، اللہ نے ان سب مومنین صادقین کی قابل مواخذہ لغزشوں کو معاف کر دیا، بیشک اللہ خطا کاروں، گناہ گاروں کو توبہ واستغفار کی توفیق عطا فرما کر بہت درگزر کرنے والا اور جو کوئی اس کی نافرمانی کرتا ہے، اسے سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔

عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: لَقِيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ الْوَلِيدَ بْنَ عُقْبَةَ، فَقَالَ لَهُ الْوَلِيدُ: مَا لِي أَرَاكَ قَدْ جَفَوْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَبْلِغْهُ أَنِّي لَمْ أَفِرَّ يَوْمَ عَيْنَيْنِ، قَالَ عَاصِمٌ: يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ أَتَخَلَّفْ يَوْمَ بَدْرٍ، وَلَمْ أَتْرُكْ سُنَّةَ عُمَرَ، قَالَ: فَانْطَلَقَ فَخَبَّرَ ذَلِكَ عُثْمَانَ، قَالَ: فَقَالَ: أَمَّا قَوْلُهُ إِنِّي لَمْ أَفِرَّ يَوْمَ عَيْنَيْنَ، فَكَيْفَ يُعَيِّرُنِي بِذَنْبٍ، وَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: {إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ} [1]، وَأَمَّا قَوْلُهُ: إِنِّي تَخَلَّفْتُ يَوْمَ بَدْرٍ: فَإِنِّي كُنْتُ أُمَرِّضُ رُقَيَّةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَاتَتْ، وَقَدْ ضَرَبَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِي، وَمَنْ ضَرَبَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِهِ فَقَدْ شَهِدَ، وَأَمَّا قَوْلُهُ: إِنِّي لَمْ أَتْرُكْ سُنَّةَ عُمَرَ: فَإِنِّي لَا أُطِيقُهَا وَلَا هُوَ، فَائْتِهِ فَحَدِّثْهُ بِذَلِكَ

شقیق سے مروی ہے کہ ولید بن عقبہ نے ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا آخر تم امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اس قدر کیوں بگڑے ہوئے ہو؟ عبدالرحمٰن نے کہا اس سے کہہ دو کہ میں غزوہ احد سے فرار نہیں ہوا، غزوہ بدر میں غیر حاضر نہیں رہا، اور نہ سنت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ترک کی، ولید نے جا کر یہ واقعہ عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ قرآن کہہ رہا ہے، اللہ نے غزوہ احد کی لغزشوں سے درگزر فرمایا، پھر جس کی خطا کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اس عذر لانے کا کیا سوال ہے؟ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی، إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ اور یہ بات کہ میں غزوہ بدر میں شریک نہیں تھا تو غزوہ بدر کے وقت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صاحبزادی اور اپنی بیوی رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری میں مصروف تھا یہاں تک کہ وہ اسی بیماری میں رحلت فرما گئیں، چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے مال غنیمت میں سے پورا حصہ دیا اور ظاہر ہے کہ حصہ انہیں ملتا ہے جو جنگ میں موجود ہو، پس حکماً میری موجودگی ثابت ہوگئی، رہی سنت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو اس کی طاقت نہ مجھ میں ہے اور نہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میں، جاؤ انہیں یہ جواب بھی پہنچا دو۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو کفار کے اس فاسد اعتقاد کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کافروں

[1] آل عمران: 155

[2] مسند احمد ۴۹۰

کی سی باتیں نہ کرو جن کے عزیز واقارب اگر کبھی سفر پر جاتے ہیں یا جنگ میں شریک ہوتے ہیں اور وہاں انہیں موت آجاتی ہے، تو اپنے دینی یا نسبی بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مارے جاتے اور نہ قتل ہوتے، حالانکہ یہ ان کا غلط خیال ہے، موت تو مضبوط قلعوں کے اندر بھی آجاتی ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ... ﴿٧٨﴾ (۱)

ترجمہ: رہی موت تو جہاں بھی تم ہو وہ بہر حال تمہیں آکر رہے گی خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو۔

اللہ تعالیٰ اس طرح کے باطل خیالات کو ان کے دلوں میں حسرت وافسوس کا سبب بنا دیتا ہے، اور وہ ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں، ورنہ موت وحیات تو اللہ وحدہ لاشریک ہی کے ہاتھ میں ہے، اور اسی کے حکم سے قضاوقدر نافذ ہوتی ہے، تمہاری احتیاط سے اللہ تعالیٰ کی مشیت وتقدیر نہیں بدل سکتی، اور وہی تمہاری تمام حرکات پر نگراں ہے، اور وہ تمہارے اعمال اور تمہاری تکذیب کا بدلہ ضرور دے گا، اگر تم اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤ یا طبعی موت مر جاؤ، تو اللہ کی جو رحمت اور بخشش تمہارے حصہ میں آئے گی وہ دنیا کے سارے مال واسباب سے زیادہ بہتر ہے، جنہیں یہ لوگ جائز وناجائز طریقوں سے جمع کرتے ہیں، اور خواہ تم طبعی موت مرو یا میدان جنگ میں مارے جاؤ، بہر حال ایک وقت مقررہ پر سب کو سمٹ کر جانا اللہ ہی کی طرف ہے، اللہ کے سوا کوئی جائے فرار نہیں، سوائے اس کے کہ اس کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا جائے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر رحم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے

مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا

چھٹ جاتے سو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے استغفار کریں اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں پھر جب

عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾

آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے،

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ

اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٦٠﴾ (آل عمران ۱۶۰،۱۵۹)

ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

(۱) النساء ۷۸

نبی کریم ﷺ سراپا رحمت وشفقت تھے: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت پر اپنے احسان کا ذکر فرمایا اے پیغمبر ﷺ! یہ اللہ کی خاص رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو، اور ان سے نہایت مہربانی اور شفقت سے پیش آتے ہو،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلَهُ: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ، يَقُولُ: فَبِرَحْمَةٍ مِنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ

قتادہ آیت کریمہ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر رحم دل ہیں۔'' کے بارے میں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ آپ ان کے لیے نرم دل ہو گئے ہیں۔ [1]

وَقَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: هَذَا خُلُقُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ اللهُ بِهِ

اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ محمد ﷺ کا وہ اخلاق ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔ [2]

جیسے فرمایا

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ [3]

ترجمہ: دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔

لیکن اس کے برعکس اگر تم سخت کلام اور سنگ دل ہوتے، تو یہ لوگ تمہارے قریب ہونے کے بجائے تمہارے پاس سے منتشر ہو جاتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ کے گرد جمع کر دیا ہے، اور ان کی تالیف قلب کے لیے آپ کے دل کو نرم بنا دیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ هَذِهِ الآيَةَ الَّتِي فِي الْقُرْآنِ: {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا} قَالَ فِي التَّوْرَاةِ: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلاَ غَلِيظٍ، وَلاَ سَخَّابٍ بِالأَسْوَاقِ، وَلاَ يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قرآن مجید میں یہ جو آیت ہے ''اے نبی ﷺ! بیشک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔'' تو آپ ﷺ کے متعلق بھی یہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں بھی فرمایا ہے اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، اور بشارت دینے والا، اور ان پڑھوں (عربوں) کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، آپ میرے بندے ہیں اور میرے رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکل رکھا، آپ نہ بدخو ہیں اور نہ سخت دل، اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے، اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۸۰۰

[2] تفسیر ابن کثیر ۲/۱۴۸

[3] التوبۃ ۱۲۸

دیں گے، بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیں گے۔ [1]

اس لئے آپ ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا کریں، اور میرے بندوں کے قصوروں کو معاف کرتے رہا کریں، چنانچہ جو لوگ شکست کھا کر پہلے ہی مدینہ لوٹ آئے تھے، ان سے کسی قسم کی سختی اور بدزبانی سے پیش نہ آئے، بلکہ ان سے نرم گفتگو فرمائی اور ان کی غلطی کو معاف فرما دیا، اس سے آپ کے کرم اور حسن سلوک میں اور اضافہ ہو گیا، اور ان میں سے جو لوگ غلط کام کریں ان کے لئے بخشش کی دعا مانگتے رہا کریں، انبیاء کو مشورے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ نبی کو تو براہ راست اللہ کی طرف سے حکم آتا ہے، اس لئے ان کو مخلوق سے مشورے کی کیا ضرورت؟ مسلمانوں کی تربیت کے لئے فرمایا جو لوگ دین کا کام کر رہے ہیں انتظامی امور میں یا ان امور میں جو مشاورت اور فکر و نظر کے محتاج ہیں ان کو بھی شریک مشورہ رکھیں، کیونکہ مشاورت میں بے شمار دینی اور دنیاوی مصالح ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ احزاب اور غزوہ حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام سے مشاورت فرمائی، اور دوسرے مواقع پر بھی مشاورت فرمایا کرتے تھے، اور جب منافقین نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تب بھی آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تھا، اور کچھ عرصہ بعد مسجد نبوی میں صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا تھا

أَشِيروا عَلَيَّ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ فِي قَوْمٍ أَبَنُوا أهلِي ورَمَوهُم، وايْمُ اللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ، وأَبَنُوهم بمَنْ -واللهِ-مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا

اے مسلمانو! مجھے مشورہ دو کہ میں ان لوگوں کا کیا کروں جو میرے گھر والوں کو بدنام کر رہے ہیں، اللہ کی قسم! میرے گھر والوں میں کوئی برائی نہیں اور جس شخص کے ساتھ تہمت لگا رہے ہیں، اللہ کی قسم! میرے نزدیک تو وہ بھی بھلا آدمی ہے۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے مشورہ طلب کیا جائے اسے امین سمجھا جاتا ہے۔ [3]

پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے، اور جتنے اسباب مہیا کر سکتے ہو کر لو، تو پھر اپنی طاقت اور اپنی دوربینی پر بھروسہ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی قوت و قدرت پر بھروسہ کرو، اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسی کے بھروسے پر کام کرتے ہیں، اگر اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی سپر پاور

[1] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۴۸۳۸

[2] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الفَاحِشَةُ ۴۷۵۷،وكِتَابُ الشَّهَادَاتِ بَابُ إِذَا عَدَّلَ رَجُلٌ ۲۶۳۷ عن عائشه ،صحیح مسلم كتاب التَّوْبَةِ بَابٌ فِي حَدِيثِ الْإِفْكِ وَقَبُولِ تَوْبَةِ الْقَاذِفِ ۷۰۲۰،المعجم الكبير للطبرانی قِصَّةُ الْإِفْكِ، وَمَا أَنْزَلَ اللهُ مِنْ بَرَاءَتِهَا ۱۳۳

[3] سنن ابن ماجه كتاب بَابُ الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ ۳۷۴۵،سنن ابوداود أَبْوَابُ النَّوْمِ بَابٌ فِي الْمَشُورَةِ ۵۱۲۸،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْأَدَبِ بَابُ أَنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ ۲۸۲۲

تم پر غالب آنے والی نہیں، خواہ ان کے پاس کتنی افرادی طاقت اور کتنا ہی جنگی سروساماں ہو، اور وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے؟ پس جو سچے مومن ہیں ان کو اللہ وحدہ لاشریک ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ

ناممکن ہے کہ نبی سے خیانت ہوجائے ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ

پھر ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے، کیا پس وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی

كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾

کے درپے ہے اس شخص جیسا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لے کر لوٹتا ہے؟ اور جس کی جگہ جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے،

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے الگ الگ درجے ہیں اور ان کے تمام اعمال کو اللہ بخوبی دیکھ رہا ہے، بیشک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا

اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ

بڑا احسان ہے کہ انہیں میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے

وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ (آل عمران ۱۶۱ تا ۱۶۴)

اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

ایک نبی کے یہ شایان شان نہیں کہ وہ مال غنیمت میں خیانت کرے،

وَقَوْلُهُ: {وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ} قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَمُجَاهِدٌ، وَالْحَسَنُ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ: مَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَخُونَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد، حسن اور کئی ائمہ تفسیر آیت کریمہ "ناممکن ہے کہ نبی سے خیانت ہوجائے۔" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نبی کے یہ شایان شان نہیں کہ وہ خیانت کرے۔ [1]

ثني ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ: {وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ} نَزَلَتْ فِي قَطِيفَةٍ حَمْرَاءَ فُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: أَخَذَهَا قَالَ: فَأَكْثَرُوا فِي ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۱۵۰

الْقِيَامَةِ

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ''ناممکن ہے کہ نبی سے خیانت ہوجائے۔'' کی تفسیر میں روایت ہے کہ یہ ایک سرخ چادر کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بدر کے دن گم ہوگئی تھی، بعض لوگوں نے کہا کہ شاید اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا ہو، جب انہوں نے یہ بات کہی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ''کسی نبی کا یہ کام نہیں ہوسکتا کہ وہ خیانت کرجائے، اور جو کوئی خیانت کرے تو وہ اپنی خیانت سمیت قیامت کے روز حاضر ہوجائے گا۔'' نازل فرمائی۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت میں خیانت کرنے والوں کے لئے وعید فرمائی جو کوئی مال غنیمت میں خیانت کرے گا تو اس روز اس خیانت شدہ مال کو خواہ وہ کوئی حیوان ہو یا مال ومتاع وغیرہ اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے آئے گا، اور اس مال کے ذریعے سے اسے عذاب دیا جائے گا، خیانت کی وعید میں متعدد احادیث ہیں۔

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَعْظَمُ الْغُلُولِ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ذِرَاعٌ مِنَ الْأَرْضِ، تَجِدُونَ الرَّجُلَيْنِ جَارَيْنِ فِي الْأَرْضِ أَوْ فِي الدَّارِ، فَيَقْتَطِعُ أَحَدُهُمَا مِنْ حَظِّ صَاحِبِهِ ذِرَاعًا، فَإِذَا اقْتَطَعَهُ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ابی مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا خیانت کرنے والا وہ شخص ہے جو پڑوسی کے کھیت کی زمین یا اس کے گھر کی زمین دبالے، اگر ایک ہاتھ زمین بھی ناحق اپنی طرف کرلے گا، تو ساتوں زمینوں کا طوق اسے پہنایا جائے گا۔ [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا أَعْرِفَنَّ أَحَدَكُمْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ شَاةً لَهَا ثُغَاءٌ، يُنَادِي: يَا مُحَمَّدُ، يَا مُحَمَّدُ فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُكَ وَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدَكُمْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ جَمَلًا لَا رُغَاءٌ، يَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُكَ وَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدَكُمْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ فَرَسًا لَهُ حَمْحَمَةٌ، يُنَادِي: يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُكَ وَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدَكُمْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ قِشْعًا مِنْ أَدَمٍ يُنَادِي: يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے اس شخص کو پہچانتا ہوں جو چلاتی ہوئی بکری کو اٹھائے ہوئے قیامت کے دن آئے گا، اور میرا نام لے لے کر مجھے پکارے گا، میں کہہ دوں گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس تیرے کام نہیں آسکتا میں تو پہنچا چکا تھا، اسے بھی میں پہچانتا ہوں جو اونٹ کو اٹھائے ہوئے آئے گا جو بول رہا ہوگا، یہ بھی کہے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں کہوں گا میں تیرے لئے اللہ کے پاس کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تو تبلیغ کرچکا تھا، اور میں اسے بھی پہچانوں گا جو اسی طرح گھوڑے کو لادے ہوئے آئے گا جو ہنہنا رہا ہوگا، وہ بھی مجھے پکارے گا اور میں کہوں گا میں تیرے لئے اللہ کے پاس کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں تو پہنچا چکا تھا آج

[1] تفسیر طبری ۷/۳۴۸

[2] مسند احمد ۱۷۲۵۵

کچھ کام نہیں آسکتا،اور اس شخص کو بھی میں پہچانتا ہوں جو کھالیں لئے ہوئے حاضر ہوگا،اور کہہ رہا ہو گا یا محمد ﷺ! یا محمد ﷺ! میں کہوں گا میں اللہ کے پاس کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا میں تجھے حق و باطل بتا چکا تھا۔ [۱]

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ قَالَ ابْنُ السَّرْحِ: ابْنُ الْأُتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَجَاءَ، فَقَالَ: هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ:مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهُ فَيَجِيءُ فَيَقُولُ هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي، أَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أُمِّهِ أَوْ أَبِيهِ فَيَنْظُرَ أَيُهْدَى لَهُ أَمْ لَا؟ لَا يَأْتِي أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنْ كَانَ بَعِيرًا فَلَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةً فَلَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةً تَيْعَرُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَةَ إِبِطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک شخص ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ یا ابْنُ الْأُتْبِيَّةِ کو صدقہ وصول کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجا، پھر جب وہ واپس آئے تو کہا کہ یہ تم لوگوں کا ہے (یعنی بیت المال کا) اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے،اس پر نبی کریم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے،اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا عامل کو کیا ہوا ہے کہ ہم اسے بھیجتے ہیں پھر وہ آ کر کہتا ہے یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے،وہ اپنے والد یا اپنی والدہ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا، پھر دیکھتا وہاں بھی اسے ہدیہ ملتا ہے یا نہیں؟اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس مال (زکوٰۃ) میں سے اگر کوئی شخص کچھ بھی (ناجائز) لے لے گا، تو قیامت کے دن اسے وہ اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے آئے گا،اگر اونٹ ہے تو وہ اپنی آواز نکالتا ہوا آئے گا، گائے ہے تو وہ اپنی اور اگر بکری ہے تو وہ اپنی آواز نکالتی ہوگی، پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہم نے آپ کی بغل مبارک کی سفیدی بھی دیکھ لی،(اور فرمایا) اے اللہ !میں نے تیرا حکم یقیناً پہنچا دیا،اے اللہ ! کیا میں نے تیرا حکم یقیناً پہنچا دیا، تین مرتبہ (آپ ﷺ نے یہی فرمایا)۔ [۲]

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى اليَمَنِ، فَلَمَّا سِرْتُ أَرْسَلَ فِي أَثَرِي فَرُدِدْتُ، فَقَالَ: أَتَدْرِي لِمَ بَعَثْتُ إِلَيْكَ؟ لاَ تُصِيبَنَّ شَيْئًا بِغَيْرِ إِذْنِي فَإِنَّهُ غُلُولٌ، {وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ}، لِهَذَا دَعَوْتُكَ، فَامْضِ لِعَمَلِكَ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف قاضی اور تحصیل دار بنا کر بھیجا، جب میں روانہ ہونے لگا تو مجھے بلا بھیجا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا تجھے معلوم ہے میں نے تجھے کیوں بلوایا ہے؟ فرمایا تم میرے حکم کے بغیر رعایا سے کوئی چیز یعنی تحفہ و ہدیہ نہ لینا، یہ خیانت ہے اور ہر خائن اپنی خیانت کو لئے ہوئے قیامت کے دن آئے گا، میں نے اس لئے تمہیں بلوایا تھا، اب اپنے کام

---

[۱] تفسیر طبری ۷/۳۵۸

[۲] سنن ابوداود کِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ بَابٌ فِي هَدَايَا الْعُمَّالِ ۲۹۴۶،صحیح بخاری كِتَابُ الهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا بَابُ مَنْ لَمْ يَقْبَلِ الهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ ۲۵۹۷ ،صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ تَحْرِيمِ هَدَايَا الْعُمَّالِ ۴۷۳۸، مسند احمد ۲۳۵۹۸

کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ (۱)

عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ الْكِنْدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلَى عَمَلٍ، فَكَتَمَنَا مِنْهُ مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ، فَهُوَ غُلٌّ، يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْوَدُ قَالَ مُجَالِدٌ: هُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اقْبَلْ عَنِّي عَمَلَكَ، فَقَالَ:وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ:وَأَنَا أَقُولُ ذَلِكَ الْآنَ، مَنْ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ، فَلْيَجِئْ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ، فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَهُ، وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهَى

عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہر مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! ہم جسے عامل بنائیں اور پھر وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی ہلکی چیز چھپائے تو وہ خیانت ہے، جسے لے کر وہ قیامت کے دن حاضر ہوگا، یہ سن کر ایک سانولے رنگ کا جوان انصاری (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) کھڑے ہو گئے گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں، اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو عامل بننے سے دستبردار ہوتا ہوں، عرض کیا آپ نے جو اس طرح فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اب سنو ہم جسے کوئی کام سونپیں اسے چاہیے کہ تھوڑا بہت جو اسے دیا جائے وہ لے لے، اور سب کچھ لائے اور جس سے روک دیا جائے اس سے رک جائے۔ (۲)

عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ رُبَّمَا ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَيَتَحَدَّثُ مَعَهُمْ حَتَّى يَنْحَدِرَ لِلْمَغْرِبِ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو رَافِعٍ: فَبَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا إِلَى الْمَغْرِبِ إِذْ مَرَّ بِالْبَقِيعِ فَقَالَ:أُفٍّ لَكَ، أُفٍّ لَكَ، مَرَّتَيْنِ، فَكَبُرَ فِي ذَرْعِي، وَتَأَخَّرْتُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُنِي، فَقَالَ:مَا لَكَ؟ امْشِ، قَالَ: قُلْتُ: أَحْدَثْتُ حَدَثًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:وَمَا ذَاكَ؟، قُلْتُ: أَفَّفْتَ بِي، قَالَ:لَا، وَلَكِنَّ هَذَا قَبْرُ فُلَانٍ بَعَثْتُهُ سَاعِيًا عَلَى بَنِي فُلَانٍ، فَغَلَّ نَمِرَةً فَدُرِّعَ الْآنَ مِثْلَهَا مِنْ نَارٍ

ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً نماز عصر کے بعد بنو عبد الاشہل کے ہاں تشریف لے جاتے اور ان سے باتیں کرتے، یہاں تک کہ مغرب کی نماز کے لئے لوٹتے، ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی مغرب کی نماز کے لئے جا رہے تھے اور ہم بقیع کے سامنے سے نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے افسوس ہے، اس کے لئے افسوس ہے، میرے دل میں آپ کے اس کہنے سے ایک خوف پیدا ہوا اور میں پیچھے ہٹ گیا اور سمجھا کہ آپ نے مجھ پر اف کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہوا چلتا کیوں نہیں؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے کوئی قصور سرزد ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا تجھے کیسے معلوم ہوا، میں نے عرض کیا آپ نے مجھ کو اف کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھ کو نہیں کہا، یہ فلاں شخص کی قبر ہے جس کو میں نے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا اس نے ایک کھال

---

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ بَابُ مَا جَاءَ فِي هَدَايَا الْأُمَرَاءِ ۱۳۳۵

(۲) مسند احمد ۱۷۷۱۷، سنن ابوداود كِتَاب الْأَقْضِيَةِ بَابٌ فِي هَدَايَا الْعُمَّالِ ۳۵۸۱، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ ۴۷۴۳

چرالی،اب اس کے لئے ویسی ہی کھال جہنم میں آگ کی بنائی گئی ہے۔ [۱]

عَنِ ابْنِ بُرَيدة، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ الْحَجَرَ لَيُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ فَيَهْوِي سَبْعِينَ خَرِيفًا مَا يَبْلُغُ قَعْرَهَا، وَيُؤْتَى بِالْغُلُولِ فَيُقْذَفُ مَعَهُ، ثُمَّ يُقَالُ لَمَنْ غَلَّ ائْتِ بِهِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: {وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ}.

ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اگر کوئی پتھر جہنم میں ڈالا جائے توستر سال تک گرتا رہے تب بھی تہہ کو نہیں پہنچتا،خیانت کو اسی طرح جہنم میں پھینک دیا جائے گا،پھر خیانت کرنے والے سے کہا جائے گا جا اسے لے آ،یعنی معنی ہیں اللہ کے اس فرمان کے ”ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہو گا۔“ [۲]

حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ، أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: فُلَانٌ شَهِيدٌ، فُلَانٌ شَهِيدٌ، حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا: فُلَانٌ شَهِيدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ: أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ قَالَ: فَخَرَجْتُ ، فَنَادَيْتُ: أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ

سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن خطاب سے مروی ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے کئی صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ آئے اور کہنے لگے فلاں شہید ہے اور فلاں شہید ہے،یہاں تک کہ ایک شخص پر گزرے تو کہا یہ شہید ہے،رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہر گز نہیں،میں نے اس کو جہنم میں دیکھا ایک چادر یا عبا کی چوری میں (یعنی چوری کی وجہ سے)،پھر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے!اٹھ اور لوگوں میں پکار دے کہ جنت میں وہی جائیں گے جو ایمان دار ہیں (یعنی چور،خائن نہ جائیں گے) ،سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا میں نکلا اور میں نے لوگوں میں پکار دیا خبر دار ہو جاؤ جنت میں وہی جائیں گے جو ایمان دار ہیں۔ [۳]

پھر ہر نفس کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر کچھ ظلم نہ ہو گا،یعنی کسی کی برائیوں میں اضافہ اور ان کی نیکیوں میں کمی نہیں کی جائے گی،بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو شخص ہمیشہ اللہ کی رضا پر چلنے والا ہو وہ اس شخص کے سے کام کرے جو اللہ کے غضب میں گھر گیا ہو اور جس کا آخری ٹھکانا جہنم ہو جو بدترین ٹھکانا ہے؟جیسے ایک مقام پر فرمایا

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ لَا يَسْتَوٗنَ ۝۱۸ [۴]

---

[۱] مسنداحمد۲۷۱۹۲،سنن نسائی کتاب الامامة باب الْإِسْرَاعُ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ غَيْرِ سَعْيٍ ۸۶۳

[۲] تفسیرابن کثیر۱۳۶؍۲بحوالہ ابن مردویہ

[۳] مسنداحمد۲۰۳،صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ، وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ۳۰۹،جامع ترمذی أَبْوَابُ السِّيَرِبَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُلُولِ۱۵۷۴

[۴] السجدة۱۸

ترجمہ: بھلا کہیں یہ ہوسکتا ہے کہ جو شخص مومن ہو وہ اس شخص کی طرف ہو جائے جو فاسق ہو؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

اللہ کے نزدیک دونوں قسم کے آدمیوں میں درجات اور منزلت میں بدرجہا فرق ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ... ﴿۱۳۲﴾ [1]

ترجمہ: ہر شخص کا درجہ اس کے عمل کے لحاظ سے ہے۔

لِلنَّاسِ دَرَجَاتٌ بِأَعْمَالِهِمْ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ

حسن بصری رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اہل خیر اور اہل شر کے درجات مختلف ہوں گے۔ [2]

وَقَالَ أَبُو عبيدةَ وَالْكِسَائِيُّ: مَنَازِلُ، يَعْنِي: مُتَفَاوِتُونَ فِي مَنَازِلِهِمْ وَدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ وَدَرَكَاتِهِمْ فِي النَّارِ

اور ابو عبیدہ اور کسائی فرماتے ہیں (کہ اہل خیر کے جنت میں) منازل اور درجات متفاوت ہوں گے، جبکہ اہل شر کے جہنم میں طبقات مختلف ہوں گے۔ [3]

اور اللہ سب کے اعمال پر نظر رکھتا ہے، اور اسی کے مطابق انہیں پورا پورا صلہ عطا فرمائے گا، نہ تو کسی کی نیکی میں کمی کرے گا اور نہ کسی کی برائی میں اضافہ کرے گا، ویسے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں کہ ہم انہیں شمار کرنا چاہیں تو نہیں کر سکیں گے، لیکن بہت کم ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کوئی احسان جتلایا ہو، اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص احسان جتلایا کہ درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا، جیسے ایک مقام پر فرمایا

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ [4]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔

متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ... ﴿۲۰﴾ [5]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے تھے وہ سب بھی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے

[1] الانعام ۱۳۲

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۳٫۸۰۷

[3] تفسیر ابن کثیر ۲٫۱۵۸

[4] الکہف ۱۱۰

[5] الفرقان ۲۰

لوگ ہی تھے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ... ﴿۱۰۹﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے تھے وہ سب بھی انسان ہی تھے اور انہی بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے اور انہی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ... ﴿۱۳۰﴾ (۲)

ترجمہ: اے گروہ جن وانس! کیا تمہارے پاس خود تم میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیات سناتے اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے؟۔

جس کے چار بنیادی کام ہیں جو اس کی آیات انہیں سناتا اور ان کے الفاظ اور معانی سکھاتا ہے، انہی کی زندگیوں کو سنوارتا ہے، ان کو شرک، گناہ، رذائل اور دیگر برے اخلاق و اطوار سے پاک کرتا ہے یعنی تزکیہ نفس کرتا ہے، اور ان کو اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید اور دانائی (حکمت) کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔

اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ

(کیا بات ہے) کہ جب تمہیں ایک ایسی تکلیف پہنچی کہ تم اس جیسی دو چند پہنچا چکے تو یہ کہنے لگے یہ کہاں سے آ گئی؟

قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى

آپ کہہ دیجئے کہ یہ خود تمہاری طرف سے ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اور تمہیں جو کچھ اس دن پہنچا جس دن

الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ ۙ

دو جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تھی وہ سب اللہ کے حکم سے تھا اور اس لیے تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہری طور پر جان لے

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا

اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے، جن سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو یا کافروں کو ہٹاؤ تو وہ کہنے لگے

لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ

کہ اگر ہم لڑائی جانتے ہوتے تو ضرور ساتھ دیتے وہ اس دن بہ نسبت ایمان کے کفر کے بہت نزدیک تھے،

(۱) یوسف ۱۰۹

(۲) الانعام ۱۳۰

يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۚ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيْنَ

اپنے منہ سے وہ باتیں بناتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں

قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَ قَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ

جو خود بھی بیٹھے رہے اور اپنے بھائیوں کی بابت کہا کہ اگر وہ بھی ہماری بات مان لیتے تو قتل نہ کئے جاتے کہہ دیجئے!

فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ (آل عمران ۱۶۵ تا ۱۶۸)

کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی جانوں سے موت کو ہٹا دو۔

جب غزوہ احد میں مسلمانوں کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تو عام مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا، اور انہوں نے حیران ہو کر پوچھنا شروع کیا کہ ہمیں ہزیمت کا سامنا کیوں کرنا پڑا؟ جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے بھی پانچ ہزار فرشتوں کی ذریعہ مدد کا وعدہ فرمایا تھا پھر ہم کفار سے شکست کیوں کھا گئے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حیرانی کو دور کرنے کے لئے فرمایا اگر اس غزوہ میں تمہارے ستر ساتھیوں نے جام شہادت نوش کیا ہے تو غزوہ بدر میں تم نے ستر سر کردہ کفار کو مارا تھا، اور ستر ہی کو اسیر کیا تھا، یعنی فریق مخالف اس سے دوگنا نقصان اٹھا چکا ہے، اے نبی ﷺ ان سے کہو! ہزیمت کا یہ داغ تمہاری نفس کی کمزوری اور نافرمانی کا نتیجہ ہے، اگر تم رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرتے (یعنی گھاٹی کو خالی نہ کرتے) اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے اور آپس میں نزاع واختلاف نہ کرتے تو تم جیتی ہوئی جنگ نہ ہارتے، اگر اللہ تمہیں فتح ونصرت سے ہمکنار کر سکتا ہے تو وہ تمہیں شکست دلوانے کی بھی قدرت رکھتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانی سے بچو،

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، وَابْنُ جُرَيْجٍ، وَالرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ، والسديّ: قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ: أَيْ: بِسَبَبِ عِصْيَانِكُمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَمَرَكُمْ أَنْ لَا تَبْرَحُوا مِنْ مَكَانِكُمْ فَعَصَيْتُمْ

محمد بن اسحاق، ابن جریج، ربیع بن انس اور سدی رحمہ اللہ نے قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ اس کے یہ معنی بیان کیے ہیں، یہ اس سبب سے کہ تم نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی جب آپ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ تم نے اس جگہ کو نہیں چھوڑنا مگر تم نے نافرمانی کی اور اس جگہ کو چھوڑ دیا۔[1]

جو نقصان لڑائی کے دن تمہیں پہنچا وہ اللہ کی قضا وقدر سے ہی پہنچا، اور یہ نقصان اس لیے تھا تا کہ اللہ تعالیٰ ثابت قدم، غیر متزلزل مومنین اور منافقین کو ایک دوسرے سے ممتاز کر دے، اور جب ان منافقین (عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے ساتھیوں) سے کہا گیا آؤ اللہ کے دین کی سر بلندی اور اللہ کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لئے جنگ کرو، یا کم از کم اپنے حرم اور شہر کو کافروں کے حملوں سے روکو یعنی کم از کم مدافعت ہی کرو،

[1] تفسیر ابن کثیر ۱۵۹/۲

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَعِكْرِمَةُ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَالضَّحَّاكُ، وَأَبُو صَالِحٍ، وَالْحَسَنُ، والسُّدِّي: يَعْنِي كَثِّرُوا سَوَادَ الْمُسْلِمِينَ

ابن عباس رضی اللہ عنہ، عکرمہ، سعید بن جبیر، ضحاک، ابوصالح، حسن اور سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر ان کی تعداد ہی میں اضافے کا سبب بنو۔ [1]

وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ: ادْفَعُوا بِالدُّعَاءِ

اور حسن بن صالح فرماتے ہیں کہ دعا کے ساتھ کافروں کے حملوں کو روکو۔ [2]

وَقَالَ غَيْرُهُ: رَابِطُوا

اور دیگر کئی ائمہ تفسیر نے کہا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دشمن کے مقابلے کے لیے موروچوں پر جمے رہو۔ [3]

تو انہوں نے صاف انکار کر دیا، اور یہ عذر پیش کیا کہ اگر ہمیں علم ہوتا کہ آج تمہارے اور کفار کے درمیان جنگ ہو گی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے، لیکن ہم سمجھے کہ لڑائی نہیں ہو گی،

قَالَ مُجَاهِدٌ: يَعْنُونَ لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكُمْ تَلْقَوْنَ حَرْبًا لَجِئْنَاكُمْ، وَلَكِنْ لَا تَلْقَوْنَ قِتَالًا

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر ہمیں یہ خبر ہوتی کہ تم لڑائی کرو گے تو ہم آجاتے لیکن تم لڑائی نہیں کرو گے۔ [4]

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا یہ بات جب وہ کہہ رہے تھے اس وقت وہ ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے، وہ اپنی زبانوں سے مسلمانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں، یعنی اس کے صحیح ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے، حالانکہ انہیں یہ یقین کامل تھا کہ کفار کا یہ لشکر جرار جو مدینہ منورہ میں امنڈ آیا ہے غزوہ بدر میں اپنے قتل، زخمی اور قیدی ہونے والے آدمیوں کا بدلہ لینے کے لیے آیا ہے، اس لیے زبردست معرکہ آرائی کرے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو کچھ وہ دلوں میں چھپاتے ہیں یعنی مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کے لئے خیال کرتے ہیں کہ ہمارے نہ جانے سے مسلمانوں کی جماعت میں ضعف پیدا ہوگا، اور کفار کو فائدہ پہنچے گا، اللہ ان کے ارادوں کو خوب جانتا ہے، یہ وہی لوگ ہیں جو خود تو جہاد فی سبیل اللہ سے جی چرا کر اپنے گھروں میں بیٹھے رہے، اور ان کے جو بھائی بند لڑنے گئے اور شہید ہو گئے تو اللہ کی قضا و قدر پر اعتراض کر کے کہنے لگے کہ اگر وہ ہمارا جہاد فی سبیل اللہ پر نہ جانے کا مشورہ مان لیتے تو شہید نہ ہوتے،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: ﴿الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا﴾ [5] الْآيَةَ، ذُكِرَ لَنَا أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي عَدُوِّ اللَّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ

---

[1] الدر المنثور ۳۶۹/۲، تفسیر طبری ۳۷۸/۷

[2] تفسیر ابن کثیر ۱۶۰/۲

[3] تفسیر طبری ۳۸۱/۷

[4] تفسیر ابن کثیر ۱۶۰/۲

[5] آل عمران: 168

ربیع اور قتادہ فرماتے ہیں یہ آیت ”یہ وہی لوگ ہیں جو خود تو بیٹھے رہے اور ان کے جو بھائی بند لڑنے گئے اور مارے گئے ان کے متعلق انہوں نے کہہ دیا کہ اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو نہ مارے جاتے۔“ اللہ کے دشمن عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (۱)

قَالَ مُجَاهِدٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سلول

مجاہد رحمہ اللہ نے جابر بن عبد اللہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (۲)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہو! اگر تم لوگ اپنے اس قول میں سچے ہو تو جب خود تمہاری موت کا وقت آئے تو اسے ٹال کر دکھا دینا یعنی تقدیر سے کسی کو مفر نہیں، اللہ تعالیٰ نے جس کی جہاں اور جیسی موت لکھی ہوئی ہے، وہ وہاں اور اسی صورت میں آ کر رہے گی، اس لئے اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے لڑنے سے گریز و فرار کسی کو موت کے شکنجے سے نہیں بچا سکتی۔

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس

يُرْزَقُوْنَ ۟ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ

روزیاں دیئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فضل جو انہیں دے رکھا ہے ان سے وہ بہت خوش ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں

بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۟

ان لوگوں کی بابت جو اب تک ان کو نہیں ملے ان کے پیچھے ہیں اس پر انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے،

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۟ (آل عمران ۱۶۹ تا ۱۷۱)

وہ خوش ہوتے ہیں کہ اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس سے بھی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اجر کو برباد نہیں کرتا۔

مقام شہید: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو منافقین و یہود نے جو مسلمانوں کی تذلیل اور ہمت شکنی کے لئے موقع کی تلاش میں رہتے تھے مسلمانوں کی شکست پر طعن و تشنیع کیا، اور باتوں کے نشتر چلا کر مسلمانوں کو مایوس کرنے، ان کے جذبہ شہادت کو زک پہنچانے اور شہادت کی اہمیت کو گھٹانے کے لئے بہت کچھ کہا، ان میں سے ایک قول یہ بھی تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ملک و بادشاہت چاہتے ہیں، اس سے پہلے کبھی بھی کسی نبی کو ایسی ہلاکت و تباہی سے دوچار نہیں ہونا پڑا، اور ستر کی ایک کثیر تعداد میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کے شہید ہو جانے کو اپنی کوتاہی اور غلط تدبیر کا نتیجہ قرار دیا، راس المنافقین ابن ابی نے اپنے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو جو جنگ میں شریک تھے ملامت کی، عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے

(۱) تفسیر طبری ۳۸۳،۷

(۲) تفسیر ابن کثیر ۱۶۰،۲

جواب دیا اللہ نے اپنے نبی کے ساتھ جو بھی معاملہ فرمایا ہے اسی میں بہتری تھی۔ چنانچہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے منافقین کے برعکس شہداء کی عزت افزائی اور مسلمانوں کی ہمت بڑھانے کے لئے شہداء کی فضیلت بیان فرمائی کہ جو لوگ اللہ کے دین کی سربلندی اور دین اسلام کے فروغ ونفاذ کے لئے کوشش کرتے ہوئے شہید ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو اللہ تعالیٰ کے عزت وتکریم کے گھر میں زندہ ہیں، لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں، جیسے فرمایا

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾ [1]

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو، ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔

وہ تو انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں اپنے رب کے پاس سے پاکیزہ رزق حاصل کر رہے ہیں۔

قَالَ: سَأَلْنَا عَبْدَ اللهِ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ:قَالَ: أَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ:أَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِي إِلَى تِلْكَ الْقَنَادِيلِ، فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمُ اطِّلَاعَةً، فَقَالَ:هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئًا؟ قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا، قَالُوا: يَا رَبِّ، نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى، فَلَمَّا رَأَى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں ہیں اور عرش کے نیچے لٹکی ہوئی قندیلوں میں رہتی ہیں، وہ جنت میں جہاں کہیں چاہتی ہیں چرتی پھرتی ہیں، اور ان قندیلوں میں آرام کرتی ہیں، ایک مرتبہ ان کے رب نے ان کی طرف نظر کی اور دریافت فرمایا کیا کچھ اور چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا اب ہم کیا چاہیں گے ہم تو جہاں چاہتی ہیں جنت میں چگتی پھرتی ہیں، پروردگار جل وعلا نے پھر پوچھا، پھر پوچھا جب انہوں نے دیکھا کہ بغیر پوچھے ہماری رہائی نہیں، تو انہوں نے عرض کیا اے پروردگار! ہم یہ چاہتی ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے دنیاوی بدنوں میں لوٹا دے تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں مارے جائیں، جب پروردگار جل جلالہ نے دیکھا کہ اب ان کو اور کوئی خواہش نہیں تو انہیں چھوڑ دیا۔ [2]

شہادت کی فضیلت کے سلسلہ میں متعدد روایات ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ لَهَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ، يَسُرُّهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، إِلَّا الشَّهِيدُ، فَإِنَّهُ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى، لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مرجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا سے اعمال صالحہ لے کر جاتا، تو وہ پھر دنیا میں آنے

[1] البقرۃ ۱۵۴

[2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَنَّهُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۴۸۸۵،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ۳۰۱۱ ،سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد بَابُ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ ۲۸۰۱

کی تمنا نہیں کرتا،اگر چہ ساری دنیااور جو کچھ اس میں ہے وہ سب اس کو دے دیا جائے ،لیکن شہید اس سے مستثنیٰ ہے،وہ تمنا کرتا ہے کہ وہ پھر دنیامیں آئے،اور پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت کو دیکھ چکا ہے۔ [۱]

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَبْكِي، وَأَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ، فَجَعَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنِي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَبْكِيهِ أَوْ: مَا تَبْكِيهِ مَا زَالَتِ المَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اپنے باپ کی شہادت کے بعد میں رونے لگا،اور بار بار اپنے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر ان کا چہرہ دیکھتا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجھے منع کرتے تھے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جابر مت رو، فرشتے برابر ان کی لاش پر اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے تھے جب تک ان کو اٹھالیا گیا۔ [۲]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَمَّا أُصِيبَ إِخْوَانُكُمْ بِأُحُدٍ، جَعَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَرْوَاحَهُمْ فِي أَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ، تَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا، وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ، فَلَمَّا وَجَدُوا طِيبَ مَشْرَبِهِمْ وَمَأْكَلِهِمْ، وَحُسْنَ مَقِيلِهِمْ قَالُوا: يَا لَيْتَ إِخْوَانَنَا يَعْلَمُونَ بِمَا صَنَعَ اللَّهُ لَنَا، لِئَلا يَزْهَدُوا فِي الْجِهَادِ، وَلا يَنْكُلُوا عَنِ الْحَرْبِ، فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَؤُلاءِ الْآيَاتِ عَلَى رَسُولِهِ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا﴾ [۳]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی احد میں شہید کر دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں میں کر دیا جو جنت کی نہروں پر آتے ہیں،وہاں کے پھل کھاتے ہیں اور پھر سونے کی قندیلوں میں لوٹ جاتے ہیں جو عرش کے سائے میں لٹک رہی ہیں، جب انہوں نے وہاں کے کھانے پینے اور آرام وراحت کے مزے دیکھے، تو کہا کون ہے جو ہمارا یہ پیغام ہمارے بھائیوں تک پہنچادے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں ہمیں رزق دیا جاتا ہے تا کہ وہ جہاد سے بے رغبت نہ ہو جائیں،اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں، چنانچہ اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ ”جولوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔“ نازل فرمادی۔ [۴]

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي: يَا جَابِرُ مَا لِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا؟ قُلْتُ: يَا

[۱] مسند احمد ۱۲۲۷۳، صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى ۴۸۶۷

[۲] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَنْ قُتِلَ مِنَ المُسْلِمِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ۴۰۸۰،صحیح مسلم کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَالِدُ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ۶۳۵۵،سنن نسائی کتاب الجنائز بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ ۱۸۴۶

[۳] آل عمران: 169

[۴] مسند احمد ۲۳۸۸،سنن ابوداود کتاب الجهاد بَابٌ فِي فَضْلِ الشَّهَادَةِ ۲۵۲۰

رَسُولَ اللهِ اسْتُشْهِدَ أَبِي، وَتَرَكَ عِيَالاً وَدَيْنًا، قَالَ: أَفَلاَ أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللَّهُ بِهِ أَبَاكَ؟ قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: مَا كَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا قَطُّ إِلاَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، وَأَحْيَا أَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَاحًا. فَقَالَ: يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ. قَالَ: يَا رَبِّ تُحْيِينِي فَأُقْتَلَ فِيكَ ثَانِيَةً. قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لاَ يُرْجَعُونَ قَالَ: وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا﴾.

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور فرمایا جابر! کیا بات ہے تم مجھے غمگین نظر آتے ہو؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد شہید ہو گئے جن پر قرض کا بہت وزن تھا، اور میرے چھوٹے چھوٹے بہن بھائی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس بات کی بشارت نہ دوں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ سے ملاقات کے وقت کہی؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں، فرمایا جس کسی سے اللہ نے کلام کیا پردے کے پیچھے سے کلام کیا لیکن تیرے باپ (عبد اللہ بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ) سے آمنے سامنے بات چیت کی، فرمایا اے میرے بندے! مجھ سے مانگ جو مانگتے ہو، تیرے باپ نے عرض کیا اے میرے رب! میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے دوبارہ دنیا میں بھیجے اور میں دوسری مرتبہ تیری راہ میں شہید کیا جاؤں، رب عزوجل نے فرمایا یہ بات تو میں پہلے ہی مقرر کر چکا ہوں کہ دنیا میں دوبارہ لوٹ کر کوئی نہیں جائے گا، عرض کیا پھر اے اللہ میرے بعد والوں کو ان مراتب کی خبر پہنچا دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔“ نازل فرمائی۔ [1]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:فَقَالَ: يَا رَبِّ، مَا عَبَدْتُكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ، أَتَمَنَّى أَنْ تَرُدَّنِي إِلَى الدُّنْيَا، فَأُقْتَلَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً أُخْرَى، فَقَالَ: سَبَقَ مِنِّي إِنَّكَ إِلَيْهَا لَا تَرْجِعُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے میرے رب! میں تیری عبادت کا حق بھی ادا نہیں کر سکا میری تمنا ہے کہ تو مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں دوبارہ تیرے نبی کے ساتھ ہو کر جہاد کروں، رب العزت نے فرمایا یہ بات تو میری طرف سے لکھی جا چکی ہے کہ کسی کو واپس دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا۔ [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الشُّهَدَاءُ عَلَى بَارِقِ نَهَرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ فِي قُبَّةٍ خَضْرَاءَ، يَخْرُجُ عَلَيْهِمْ رِزْقُهُمْ مِنَ الجَنَّةِ بُكْرَةً وَعَشِيًّا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید لوگ جنت کے دروازے پر نہر کے کنارے سبز گنبد میں ہیں، صبح و شام انہیں جنت کی نعمتیں پہنچ جاتی ہیں۔ [3]

---

[1] جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن باب ومن سورة آل عمران ۳۰۱۰،سنن ابن ماجه المقدمة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ۱۹۰

[2] مستدرک حاکم۴۹۱۱

[3] مسنداحمد۲۳۹۰

كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يُرْجِعَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ

اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً مومن کی روح ایک پرندے کی شکل میں جنت کے درختوں سے (پھل) کھاتی رہتی ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے اس دن اس کے جسم میں لوٹا دے گا جب اسے اٹھائے گا۔ (۱)

اللہ نے اپنے فضل وکرم سے انہیں جو کچھ عنایت فرمایا ہے اس پر خوش وخرم ہیں اور مطمئن ہیں، جو اہل ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور مصروف جہاد ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں ان کی بابت وہ خواہش کرتے ہیں کہ کاش! وہ بھی شہادت سے ہمکنار ہو کر یہاں ہم جیسی پر لطف زندگی حاصل کریں، شہداء اللہ کی نعمتوں اور رحمتوں پر شاداں وفرحاں ہیں،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رِعْلًا، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، وَبَنِي لَحْيَانَ، اسْتَمَدُّوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَدُوٍّ، فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِينَ مِنَ الأَنْصَارِ، كُنَّا نُسَمِّيهِمُ القُرَّاءَ فِي زَمَانِهِمْ، كَانُوا يَحْتَطِبُونَ بِالنَّهَارِ، وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ، حَتَّى كَانُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قَتَلُوهُمْ وَغَدَرُوا بِهِمْ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو فِي الصُّبْحِ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ العَرَبِ، عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، وَبَنِي لَحْيَانَ قَالَ أَنَسٌ:فَقَرَأْنَا فِيهِمْ قُرْآنًا، ثُمَّ إِنَّ ذَلِكَ رُفِعَ: بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رعل وذکوان، عصیہ اور بنی لحیان نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دشمنوں کے مقابل میں مدد چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر اصحاب کو انصار سے ان کی مدد کے لئے روانہ کیا، ہم ان کو قاری کہا کرتے تھے، یہ لوگ دن کو لکڑیاں لاتے اور رات کو عبادت کیا کرتے تھے، یہ حضرات جب بیر معونہ (بنی عامر اور بنی سلیم کے درمیان ایک زمین کا نام ہے) پہنچے تو قبیلے کے آدمیوں نے ان کو دھوکے سے مار ڈالا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک صبح کی نماز میں ان قبیلے والوں کے لئے بد دعا فرمائی یعنی رعل، ذکوان، عصیہ اور بنی لحیان پر، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو ان کے صدمہ میں کئی آیتیں پڑھیں پھر ان کی تلاوت موقوف ہوگئی وہ آیات یہ تھی بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا آگاہ ہو جاؤ اور ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے مل گئے ہیں وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم اس سے راضی ہیں۔ (۲)

اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا بلکہ بے حساب بڑھا چڑھا کر عطا فرماتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ؕۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا اس کے بعد کہ انہیں پورے زخم لگ چکے تھے ان میں سے جنہوں نے نیکی کی

(۱) مسند احمد ۱۵۷۷۸، سنن ابن ماجه کتاب باب ۴۲۷۱

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ، وَرِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبِئْرِ مَعُونَةَ ۴۰۹۰، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُنُوتِ فِي جَمِيعِ الصَّلَاةِ إِذَا نَزَلَتْ بِالْمُسْلِمِينَ نَازِلَةٌ ۱۵۴۵

مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ

اور پرہیز گاری برتی ان کے لیے بہت زیادہ اجر ہے، وہ لوگ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے

قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ

میں لشکر جمع کر لیے ہیں تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے

وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ (آل عمران ۱۷۲، ۱۷۳)

اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

غزوہ حمراء الاسد میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت: اللہ تعالیٰ نے فدا کاروں کے جذبہ اطاعت اللہ و رسول کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا جن مجاہدین نے زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہا، اور مشرکین کے تعاقب میں مدینہ منورہ سے آٹھ میل دور حمراء الاسد تک پہنچے، ان میں جو اشخاص نیکوکار اور پرہیز گار ہیں ان کے لیے اللہ کے ہاں اجر عظیم ہے، غزوہ احد سے واپسی کے وقت ابوسفیان مسلمانوں سے یہ وعدہ کر چکا تھا کہ آئندہ سال بدر میں لڑائی ہو گی

فَخَرَجَ فِي قُرَيْشٍ، وَهُمْ أَلْفَانِ وَمَعَهُمْ خَمْسُونَ فَرَسًا، حَتَّى انْتَهَوْا إِلَى مَجَنَّةَ،فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّهُ لَا يُصْلِحُكُمْ إِلَّا عَامٌ خَصِيبٌ تَرْعَوْنَ فِيهِ الشَّجَرَ، وَتَشْرَبُونَ فِيهِ اللَّبَنَ، وَإِنَّ عَامَكُمْ هَذَا عَامُ جَدْبٍ وَإِنِّي رَاجِعٌ، فَارْجِعُوا، فَرَجَعَ النَّاسُ،فَسَمَّاهُمْ أَهْلُ مَكَّةَ جَيْشَ السَّوِيقِ، يَقُولُونَ:إِنَّمَا خَرَجْتُمْ تَشْرَبُونَ السَّوِيقَ

اس لئے ابوسفیان دو ہزار کا لشکر لیکر جن میں پچاس گھوڑے بھی شامل تھے مکہ سے روانہ ہوا اور مرالظہران کے نزدیک مَجَنَّةَ کے مشہور چشمہ پر خیمہ زن ہو گیا، مگر اندر سے اس کا دل مسلمانوں کے جوش ایمانی، بہادری و شجاعت سے مرعوب تھا، اور وہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر پر نہ آئیں تا کہ سارا الزام انہیں پر آئے اور اس کی ناک بھی اونچی رہے، کہ ہم تو وعدے کے مطابق روانہ ہوئے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی مقابلہ کا حوصلہ نہ ہوا، اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ سال قحط اور گرانی کا ہے جنگ و جدل کا نہیں، جنگ کے لئے خوشحالی و شادابی کا سال مناسب ہوتا ہے جب جانور چر سکیں اور تم بھی ان کا دودھ پی سکو، اس لئے میری رائے تو یہ ہے کہ ہم واپس لوٹ چلیں، قریش مسلمانوں سے دو دو ہاتھ کر کے مزا چکھ چکے تھے، ان کے دل و دماغ پر خوف و ہیبت طاری تھا، اس لئے لشکر میں سے بھی کسی نے بھی واپسی کی مخالفت نہیں کی جب یہ لشکر واپس پہنچا تو اہل مکہ نے ان کو جیش السویق کا نام دیا، وہ کہتے تھے تم وہاں صرف ستو پینے کے لئے گئے تھے۔[1]

فَقَالَ لَهُ أَبُو سُفْيَانَ: يَا نُعَيْمُ، إِنَّ هَذَا عَامُ جَدْبٍ، وَلا يُصْلِحُنَا إِلا عَامٌ تَرْعَى فِيهِ الإِبِلُ الشَّجَرَ، وَنَشْرَبُ فِيهِ اللَّبَنَ، وَقَدْ جَاءَ أَوَانُ مَوْعِدِ مُحَمَّدٍ، فَالْحَقْ بالمدينة فثبطهم وعلمهم أَنَّا فِي جَمْعٍ كَثِيرٍ، وَلا طَاقَةَ لَهُمْ بِنَا، فَيَأْتِي الْخُلْفُ مِنْهُمْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ مِنْ قِبَلِنَا

[1] ابن ہشام ۲۰۹/۲،عیون الآثر ۷۹/۲، الروض الانف ۱۸۹/۶،تاریخ طبری ۵۵۹/۲،مغازی واقدی ۳۸۷/۱

اس مقام پر ابوسفیان سے نعیم بن مسعود نامی ایک شخص ملا جو مدینہ منورہ جارہا تھا چنانچہ اس نے مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے کے لئے ایک منصوبہ بنایا اور اسے کچھ معاوضہ ادا کر کے کہا اے نعیم! یہ قحط سالی کا سال ہے، یہ سال صرف اور صرف اونٹوں کو چرانا اور ہم نے ان سے دودھ پینا ہے، اب محمد ﷺ سے ملنے کا معاہدہ آچکا ہے، تم مدینہ پہنچ کر یہ خبر شد ومد کے ساتھ مشہور کر دو کہ اہل مکہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر ترتیب دیا ہے، اس لئے تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ مقابلہ کے لئے مدینہ سے باہر نہ نکلو، حسب پروگرام نعیم بن مسعود نے مدینہ پہنچ کر اس پروپیگنڈے کی خوب تشہیر کی کہ اب کے سال قریش نے بڑی زبردست تیاری کی ہے اور ایسا بھاری لشکر جمع کر رہے ہیں جس کا مقابلہ تمام عرب میں کوئی نہ کر سکے گا۔ (۱)

فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ، فَأَبَى عَلَيْهِ النَّاسُ أَنْ يَتَّبِعُوهُ فَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ وَإِنْ لَمْ يَتَّبِعْنِي أَحَدٌ فَانْتَدَبَ مَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَابْنُ مَسْعُودٍ وَحُذَيْفَةُ فِي سَبْعِينَ رَجُلًا فَسَارُوا فِي طَلَبِ أَبِي سُفْيَانَ حَتَّى بَلَغُوا الصَّفْرَاءَ

کچھ مسلمان اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے مگر جب رسول اللہ ﷺ نے بھرے مجمع میں اعلان کر دیا کہ اگر کوئی بھی نہ جائے گا تو میں اکیلا ہی وہاں جاؤں گا تو آپ ﷺ کے رغبت دلانے پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، سعد رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، ابوعبیدہ بن جراح وغیرہ ستر صحابہ کرام آپ کے زیر رکاب چلنے پر آمادہ ہو گئے اور یہ لشکر ابوسفیان کی جستجو میں بدر صغریٰ تک پہنچ گیا مگر ابوسفیان کنی کترا گیا۔ (۲)

انہی کی فضیلت اور جاں بازی کا ذکر اس آیت میں فرمایا کہ دشمن کے اس پروپیگنڈے سے ڈرنے کے بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ... ﴿٣٦﴾ (۳)

ترجمہ: (اے نبی ﷺ!) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالُوا: {إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا، وَقَالُوا: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ

(۱) تاریخ طبری ۲/۵۵۹

(۲) البدایة والنهایة ۴/۵۷

(۳) الزمر ۳۶

الوَ كِيلُ}[1]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کلمہ ''ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کام بنانے والا ہے۔'' ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا جب ان کو آگ میں ڈالا گیا تھا، اور یہی کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے کہا تھا کہ ''لوگوں (یعنی قریش) نے تمہارے خلاف بڑا سامان جنگ اکٹھا کر رکھا ہے، ان سے ڈرو، لیکن اس بات نے ان مسلمانوں کا (جوش) ایمان اور بڑھا دیا اور یہ مسلمان بولے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کام بنانے والا ہے۔''[2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:كَانَ آخِرَ قَوْلِ إِبْرَاهِيمَ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَ كِيلُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آخری کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہی تھا ''میری مدد کے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کام بنانے والا ہے۔''[3]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احد کے دن کہا گیا کہ لوگوں نے تمہارے مقابلے کے لیے ایک لشکر جرار جمع کیا ہے تو ان سے ڈرو، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔[4]

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا

(نتیجہ یہ ہوا کہ) اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ یہ لوٹے، انہیں کوئی برائی نہ پہنچی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی

رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۪

رضامندی کی پیروی کی، اللہ بہت بڑے فضل والا ہے، یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے،

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ (آل عمران ۱۷۵، ۱۷۴)

تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو اگر تم مومن ہو۔

[1] آل عمران: 173

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ ال عمران بَابُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ ۴۵۶۳،البداية والنهاية۵۷،۴

[3] ط

[4] الدر المنثور۳۸۹،۲

خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهَا فِي أَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ، وَكَانَتِ الْخَيْلُ عَشَرَةَ أَفْرَاسٍ فَرَسٌ لِرَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفَرَسٌ لأَبِي بَكْرٍ وَفَرَسٌ لِعُمَرَ، وَفَرَسٌ لأَبِي قَتَادَةَ، وَفَرَسٌ لسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نفيل، وفرس للمقداد، وفرس للخباب، وَفَرَسٌ لِلزُّبَيْرِ، وَفَرَسٌ لِعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ

رسول اللہ ﷺ نے شعبان ۴ ہجری کو مدینہ پر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا، اور پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لے کر بدر کی طرف روانہ ہوئے، اس غزوہ میں مسلمانوں کے پاس دس گھوڑے تھے، رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ابی قتادہ رضی اللہ عنہ، سعید رضی اللہ عنہ بن زید بن عمرو بن نفیل، مقداد رضی اللہ عنہ، خباب رضی اللہ عنہ، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، عباد بن بشر رضی اللہ عنہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ [1]

وَكَانَ يَحْمِلُ لِوَاءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْظَمَ يَوْمَئِذٍ عَلِيّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

اور اس دن لشکر کا علم سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے پاس تھا۔ [2]

فَأَقَامَ عَلَيْهِ ثَمَانِيَ لَيَالٍ يَنْتَظِرُ أَبَا سُفْيَانَ، ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ

میدان بدر میں پہنچ کر آپ ﷺ نے ابوسفیان کا آٹھ روز تک انتظار فرمایا مگر وہ اپنے چیلنج کے مطابق بدر میں نہیں آیا، آٹھ روز انتظار کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ مقابلہ سے ناامید ہو کر بلا جدال و قتال مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ [3]

میدان بدر میں ان دنوں ایک میلہ لگتا تھا جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سامان تجارت فروخت کیا جس سے انہیں دوگنا فائدہ ہوا اور ایک درہم کے دو درہم ملے، اسی کے بارے میں فرمایا آخر کار مجاہدین بغیر کسی نقصان اور تجارت میں نفع حاصل کر کے واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے اور انہیں کسی قسم کا ضرر بھی نہ پہنچا اور انہیں اللہ کی رضا پر چلنے کا شرف بھی حاصل ہو گیا، اللہ بڑا افضل فرمانے والا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللهِ وَفَضْلٍ: قَالَ: النِّعْمَةُ: أَنَّهُمْ سَلِمُوا ، وَالْفَضْلُ أَنَّ عِيرًا مَرَّتْ وَكَانَ فِي أَيَّامِ الْمَوْسِمِ، فَاشْتَرَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَبِحَ فِيهَا مَالًا فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَصْحَابِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ''فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللهِ وَفَضْلٍ '' کے بارے میں روایت ہے یہاں نعمت سے مراد یہ ہے کہ مسلمان سلامت رہے، اور فضل یہ ہے کہ موسم حج میں ایک تجارتی قافلہ گزر رہا تھا، جس کے سامان کو رسول اللہ ﷺ نے خرید لیا تھا اور آپ کو اس سے بہت نفع حاصل ہوا جسے آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرما دیا تھا۔ [4]

اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ وہ دراصل شیطان تھا جو خواہ مخواہ تمہیں اپنے دوستوں کے ذریعہ سے ڈرا رہا تھا، لہٰذا اگر تم حقیقت میں صاحب ایمان ہو تو آئندہ شیطان کے دوست مشرکین سے نہ ڈرنا بلکہ مجھ سے ڈرنا، اور مجھ پر پہ توکل کرنا، اور میری طرف ہی رجوع کرنا، میں تمہارے

[1] عیون الآثر۸۰؍۲، البدایة والنهایة۱۰۲؍۴

[2] مغازی واقدی۳۸۷؍۱

[3] ابن ہشام۲۰۹؍۲،عیون الآثر۷۹؍۲،البدایة والنهایة ۱۰۱؍۴

[4] دلائل النبوة للبیهقي۳۱۸؍۳

لیے کافی ہوں اور ان کے مقابلے میں تمہاری نصرت واعانت کروں گا، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۖ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ۗ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۗ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ [۱]

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ یہ لوگ اس کے سوا دوسروں سے تم کو ڈراتے ہیں حالانکہ اللہ جسے گمراہی میں ڈال دے اسے کوئی راستہ دکھانے والا نہیں اور جسے وہ ہدایت دے اسے بھٹکانے والا بھی کوئی نہیں، کیا اللہ زبردست اور انتقام لینے والا نہیں ہے؟ ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے، ان سے کہو جب حقیقت یہ ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا تمہاری یہ دیویاں جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو مجھے اس کے پہنچائے ہوئے نقصان سے بچالیں گی؟ یا اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکیں گی؟ بس ان سے کہہ دو کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

...وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ [۲]

ترجمہ: اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے، اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾ [۳]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جمادے گا۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ [۴]

ترجمہ: یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے، جب ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہ دے گی اور ان پر لعنت پڑے گی اور بدترین ٹھکانا ان کے حصے میں آئے گا۔

---

[۱] الزمر ۳۶تا۳۸

[۲] الحج ۴۰

[۳] محمد ۷

[۴] المومن ۵۲،۵۱

وَ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ

کفر میں آگے بڑھنے والے لوگ تجھے غمناک نہ کریں یقین مانو یہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ

اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ

ان کے لیے آخرت کا کوئی حصہ عطا نہ کرے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے، کفر کو ایمان کے بدلے

بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾

خریدنے والے ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور ان ہی کے لیے المناک عذاب ہے،

وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْۤا

کافر لوگ ہماری دی ہوئی مہلت کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں یہ مہلت تو اس لیے ہے کہ وہ گناہوں میں اور

اِثْمًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ (آل عمران ۱۷۶تا۱۷۸)

بڑھ جائیں ان ہی کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تسلی فرمائی کہ اے پیغمبر ﷺ! جو لوگ آج دعوت حق کا راستہ روکنے اور کفر کی سر بلندی کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے ہیں ان کی سر گرمیاں تمہیں آزردہ نہ کریں، یہ اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے، اللہ اپنے دین کا خود حامی و ناصر ہے، البتہ یہ اپنی ہی عاقبت خراب کر لیں گے، اور اللہ اپنی مشیت و قدرت سے یہ چاہتا ہے کہ ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ رکھے اور بالآخر ان کو سخت سزا ملنے والی ہے، اور کفار کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا جو لوگ ایمان کو چھوڑ کر کفر کے خریدار بنے ہیں وہ یقیناً اللہ کا کوئی نقصان نہیں کر رہے ہیں، ان کے لیے جہنم کا دردناک عذاب تیار ہے، یہ ڈھیل جو ہم انہیں دیے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں ہم تو انہیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ خوب بار گناہ سمیٹ لیں پھر ان کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے، اس مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ [1]

ترجمہ: کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال اولاد سے مدد دیے جا رہے ہیں، تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سر گرم ہیں؟ نہیں، اصل معاملے کا انہیں شعور نہیں ہے۔

فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ [2]

---

[1] المومنون ۵۶،۵۵

[2] القلم ۴۴

ترجمہ: پس اے نبی! تم اس کلام کے جھٹلانے والوں کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیں، ہم ایسے طریقہ سے اِن کو بتدریج تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ اِن کو خبر بھی نہ ہو گی۔

فَلَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ‌ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ بِهَا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَتَزۡهَقَ اَنۡفُسُهُمۡ وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۵۵﴾ [1]

ترجمہ: ان کے مال و دولت اور ان کی کثرتِ اولاد کو دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ انہی چیزوں کے ذریعہ سے ان کو دنیا کی زندگی میں بھی مبتلائے عذاب کرے اور یہ جان بھی دیں تو انکارِ حق ہی کی حالت میں دیں۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ عَلٰى مَاۤ اَنۡتُمۡ عَلَيۡهِ حَتّٰى يَمِيۡزَ الۡخَبِيۡثَ مِنَ الطَّيِّبِ‌ؕ

جس حال میں تم ہو اسی پر اللہ ایمان والوں کو نہ چھوڑ دے گا جب تک کہ پاک اور ناپاک الگ الگ نہ کر دے،

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطۡلِعَكُمۡ عَلَى الۡغَيۡبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجۡتَبِىۡ مِنۡ رُّسُلِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۖ

اور نہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ تمہیں غیب سے آگاہ کر دے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کا چاہے انتخاب کر لیتا ہے،

فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ‌ ۚ وَاِنۡ تُؤۡمِنُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَلَـكُمۡ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۷۹﴾

اس لیے تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ کرو تو تمہارے لیے بڑا بھاری اجر ہے،

وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ هُوَ خَيۡرًا لَّهُمۡ‌ؕ بَلۡ

جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ

هُوَ شَرٌّ لَّهُمۡ‌ؕ سَيُطَوَّقُوۡنَ مَا بَخِلُوۡا بِهٖ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌ؕ وَلِلّٰهِ مِيۡرَاثُ السَّمٰوٰتِ

وہ ان کے لیے نہایت بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے، آسمانوں

وَالۡاَرۡضِ‌ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۱۸۰﴾ (آل عمران ۱۷۹،۱۸۰)

اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لیے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے

اللہ تعالیٰ مومنوں کو اور منافقین کو غلط ملط ہو کر نہیں رہنے دے گا، بلکہ وہ آزمائش و امتحان کی بھٹی سے گزار کر مومنین کے صبر و استقامت و اطاعت شعاری کو اور منافقین کی بے صبری، مخالفت و خیانت کو اور سچے اور جھوٹے کو ظاہر کر کے الگ کر کے رہے گا،

[1] التوبۃ ۵۵

قَالَ مُجَاهِدٌ: يَوْمَ أُحُدٍ مَيَّزَ بَعْضَهُمْ عَنْ بَعْضٍ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غزوہ احد کے دن الگ الگ کر دیا تھا۔ (۱)

عَنْ قَتَادَةَ، يُمَيِّزُ بَيْنَهُمْ فِي الْجِهَادِ وَالْهِجْرَةِ

اور قتادہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جہاد اور ہجرت کے ساتھ ان کو الگ الگ کر دیا تھا۔ (۲)

مگر اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے غیب سے مسلمانوں کو لوگوں کے دلوں کا حال بتادے کہ فلاں مومن ہے اور فلاں منافق، بلکہ اللہ آزمائش کے ایسے مواقع سامنے لاتا ہے جن کے تجزیہ سے مومن و منافق صاف ظاہر ہو جاتا ہے، غیب کی باتیں بتانے کے لیے تو وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے تا کہ وہ اپنا فرض منصبی ادا کر سکے، یعنی رسول غیب کا علم نہیں جانتا بلکہ اللہ جتنا چاہتا ہے اسے مطلع فرما دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ... ۝۱۰۱ (۳)

ترجمہ: تمہارے گرد و پیش جو بدوی رہتے ہیں ان میں بہت سے منافق ہیں اور اسی طرح خود مدینہ کے باشندوں میں بھی منافق موجود ہیں جو نفاق میں طاق ہو گئے ہیں، تم انہیں نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۶ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ... ۝۲۷ (۴)

ترجمہ: وہ عالم الغیب ہے، اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جسے اس نے (غیب کا علم دینے کے لیے) پسند کر لیا ہو۔

لہٰذا امور غیب کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو احکام شریعت مقرر فرما دیے ہیں ان کی اتباع کرو، اگر تم ایمان اور پرہیز گاری کی روش پر چلو گے تو اللہ تم کو اجر عظیم سے نوازے گا، اللہ تعالیٰ نے بخل کی مذمت اور اس پر وعید فرمائی اور فرمایا اللہ نے اپنے فضل و کرم سے جن لوگوں کو مال و دولت سے نوازا ہے، اور پھر وہ اس مال کو اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خرچ نہیں کرتے حتیٰ کہ فرض زکوٰۃ کو بھی ایک ناگوار ٹیکس سمجھ کر ادا نہیں کرتے، وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ مال و دولت کی یہ محبت ان کے لیے نفع بخش ہے، ہرگز نہیں یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے، جس مال و دولت کو وہ گن گن کر رکھ رہے ہیں وہی مال قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا جس سے جان چھڑانا مشکل ہو گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ الآيَةَ: (وَلَا يَحْسَبَنَّ

(۱) تفسیر طبری ۴۲۵/۷

(۲) تفسیر طبری ۴۲۵/۷

(۳) التوبة ۱۰۱

(۴) الجن ۲۶،۲۷

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ) إِلَى آخِرِ الآيَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اس نے اس کی زکوۃ ادا نہیں کی تو (آخرت میں) اس کا مال نہایت زہریلے سانپ بن کر جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے اس کی گردن میں طوق کی طرح پہنادیا جائے گا، پھر وہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں ہی تیرا مال ہوں، میں ہی تیرا خزانہ ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ اٰتٰـهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۸۰ ۔[1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ الَّذِي لَا يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ يُمَثِّلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ مَالَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ، ثُمَّ يَلْزَمُهُ يُطَوِّقُهُ يَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ، أَنَا كَنْزُكَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا، اس کا مال قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بن کر آئے گا جس کی آنکھوں پر دو نقطے ہوں گے، (اس قسم کا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے) اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا مال ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔[2]

عَنْ ثَوْبَانَ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:مَنْ تَرَكَ بَعْدَهُ كَنْزًا مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ، يَتْبَعُهُ يَقُولُ: وَيْلَكَ مَا أَنْتَ؟ فَيَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ الَّذِي تَرَكْتَهُ بَعْدَكَ فَلَا يَزَالُ يَتْبَعُهُ حَتَّى يُلْقِمَهُ يَدَهُ فَيَقْضِمَهَا ثُمَّ يَتْبَعُهُ سَائِرُ جَسَدِهِ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے پیچھے خزانہ چھوڑ کر مرے وہ خزانہ ایک کوڑھی سانپ کی صورت میں جس کی دو آنکھوں پر دو نقطے ہوں گے، ان کے پیچھے دوڑے گا، یہ بھاگے گا اور کہے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں جسے تو اپنے پیچھے چھوڑ کر مرا تھا، یہاں تک کہ وہ اسے پکڑ لے گا اور اس کا ہاتھ چبائے گا، پھر باقی جسم چبا جائے گا۔[3]

عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا يَأْتِي الرَّجُلُ مَولاهُ فيَسْأله مِنْ فَضْلِ مَالِهِ عِنْدَهُ، فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ، إِلَّا

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیرآل عمران بَابُ وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ، بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ، سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۴۵۶۵ ،وکتاب الزکوٰۃ بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ وقول الله تعالیٰ ولذین یکنزون الذهب والفضة ولاینفقونهافی سبیل الله۱۴۰۳

[2] مسند احمد ۵۷۲۹، ۶۲۰۹، ۶۴۴۸، صحیح ابن خزیمه۲۲۵۷، جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ۳۰۱۲،سنن نسائی کتاب الزکاۃ بَابُ التَّغْلِيظِ فِي حَبْسِ الزَّكَاةِ ۲۴۴۳، ۲۴۸۵ ، سنن ابن ماجه کتاب الزکاۃبَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْعِ الزَّكَاةِ ۱۷۸۴

[3] تفسیرطبری ۲۳۲،۱۴

دُعِي لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ يَتَلَمَّظُ فَضْلَهُ الَّذِي مَنَعَ

جدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے آقا کے پاس جا کر اس سے اپنی حاجت طلب کرے اور وہ باوجود گنجائش ہونے کے نہ دے، اس کے لئے قیامت کے دن زہریلا اژدھا پھن سے پھنکارتا ہوا بلایا جائے گا۔[1]

عَنْ أَبِي قَزَعَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا مِنْ ذِي رَحِمٍ يَأْتِي رَحِمَهُ فَيَسْأَلُهُ مِنْ فَضْلٍ جَعَلَهُ اللَّهُ عِنْدَهُ فَيَبْخَلُ بِهِ عَلَيْهِ إِلَّا أُخْرِجَ لَهُ مِنْ جَهَنَّمَ شُجَاعٌ يَتَلَمَّظُ حَتَّى يُطَوَّقَهُ

ابی قزعہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رشتہ دار محتاج اپنے مال دار رشتہ دار سے سوال کرے اور یہ اسے نہ دے اس کی سزا یہ ہو گی اور وہ سانپ اس کے گلے کا ہار بن جائے گا۔[2]

اس عظیم الشان کائنات پر اقتدار اور بادشاہی کا مالک اللہ ہی ہے، اور اللہ نے بندوں کو جو کچھ عطا کیا ہوا ہے وہ عارضی ہے، اور بندے جب اس دنیا فانی سے جائیں گے تو ان کے ساتھ درہم و دینار نہیں ہوں گے اور نہ کوئی مال ومتاع، جیسے فرمایا

اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝۴۰ [3]

ترجمہ: آخر کار ہم ہی زمین اور اس کی ساری چیزوں کے وارث ہوں گے اور سب ہماری طرف ہی پلٹائے جائیں گے۔

لہٰذا اس نے اپنے فضل وکرم سے تمہیں جو مال و دولت عطا فرمایا ہوا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرو، جیسے فرمایا

...وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ... ۝۷۷ [4]

ترجمہ: احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے۔

تا کہ یہ زادِ راہ تمہارے اس دن کام آئے جب کوئی کسی کے کچھ کام نہیں آئے، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۝۱۸ [5]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے (اچھی طرح جائزہ لے) کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے۔

اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے، اور روز قیامت وہ اچھے اعمال پر بہترین جزا اور برے اعمال پر بدترین سزا دے گا۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا قول بھی سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم تونگر ہیں ان کے اس قول کو ہم

[1] تفسیر طبری ۴۳۵/۷

[2] تفسیر طبری ۴۳۴/۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۲۳۴۳

[3] مریم ۴۰

[4] القصص ۷۷

[5] الحشر ۱۸

وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝۱۸۱ ذٰلِكَ بِمَا

لکھ لیں گے اور ان کا انبیاء کو بلا وجہ قتل کرنا بھی، اور ہم ان سے کہیں گے کہ جلنے والا عذاب چکھو! یہ تمہارے پیش کردہ

قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝۱۸۲ۚ (آل عمران ۱۸۲،۱۸۱)

اعمال کا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

جب بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ یا قرض حسنہ کے طور پر یتیموں، مسکینوں، محتاجوں، بیواؤں، مسافروں، قیدیوں پر خرچ کرنے کی ترغیب فرماتا تو یہودی جو خود کو اہل کتاب کہتے تھے، جن کا دعویٰ تھا کہ وہ اللہ کے بہت قریب ہیں، اور اللہ نے ان کے ہر گناہ کو معاف فرما رکھا ہے، اس لئے وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے، مگر ان کی حالت یہ تھی کہ وہ دنیاوی مال و دولت پا کر حد سے گزر چکے تھے، اس مال کو پانے کے لئے اللہ کی کتاب میں تحریف کرنا ان کا شیوہ تھا، اور منافقین جنہیں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی عظیم نعمت کا احساس ہی نہیں تھا، وہ آخرت کی بے انتہا اور کبھی نہ ختم ہونے والی نعمتوں کو چھوڑ کر بس دنیاوی چند روزہ جاہ و منصب کے فراق میں مرے جا رہے تھے کب خاموش رہ سکتے تھے، یہ دونوں گروہ اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھوں میں ہر طرح کے خزانوں کی کنجیاں ہیں، اور وہ ان خزانوں کو اپنے ہاتھوں سے اپنی مخلوق میں ہر وقت بانٹتا ہی رہتا ہے، کے بارے میں مذاق اڑاتے ہوئے نازیبا کلمات کہتے کہ جی ہاں اللہ میاں مفلس ہو گئے ہیں، اور اب وہ بندوں سے قرض مانگ رہے ہیں،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی اور فرمایا

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ... ۝۲۴۵ [1]

ترجمہ: تم میں کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسن دے تا کہ اللہ اسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے؟۔

...وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ۝۱۸ [2]

ترجمہ: اور جنہوں نے اللہ کو قرضِ حسن دیا ہے ان کو یقیناً کئی گناہ بڑھا کر دیا جائے گا اور ان کے لیے بہترین اجر ہے۔

تو یہودیوں نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا

یَا مُحَمَّدُ، افتقرَ رَبُّكَ. یَسأل عِبَادَهُ الْقَرْضَ؟

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا تیرا رب فقیر ہو گیا ہے جو اپنے بندوں سے قرض مانگ رہا ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ

[1] البقرة ۲۴۵

[2] الحدید ۱۸

الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ نازل فرمائی۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ بَيْتَ الْمُدَارِسِ فَوَجَدَ مِنْ يَهُودَ أُنَاسًا كَثِيرًا قَدِ اجْتَمَعُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ: فَنْحَاصُ وَكَانَ مِنْ عُلَمَائِهِمْ وَأَحْبَارِهِمْ وَمَعَهُ حَبْرٌ يُقَالُ لَهُ أُشْيَعُ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَيْحَكَ يَا فَنْحَاصُ، اتَّقِ اللَّهَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِهِ تَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَكُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہودیوں کے مدرسے میں گئے، یہاں کا معلم فِنْحَاص بن عازوراء تھا اور اس کے ماتحت ایک بہت بڑا عالم اشیع تھا، لوگوں کا مجمع تھا اور وہ ان سے مذہبی باتیں سن رہے تھے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فِنْحَاص اللہ سے ڈر اور مسلمان ہو جا، اللہ کی قسم تجھے خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، وہ تمہارے پاس حق لے کر آئے ہیں، ان کی صفات توراۃ وانجیل میں تمہارے ہاتھوں میں موجود ہیں،

فَقَالَ فَنْحَاصُ: وَاللَّهِ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا بِنَا إِلَى اللَّهِ مِنْ فَقْرٍ وَإِنَّهُ إِلَيْنَا لَفَقِيرٌ، وَمَا نَتَضَرَّعُ إِلَيْهِ كَمَا يَتَضَرَّعُ إِلَيْنَا، وَإِنَّا عَنْهُ لَأَغْنِيَاءُ، وَلَوْ كَانَ عَنَّا غَنِيًّا مَا اسْتَقْرَضَ مِنَّا كَمَا يَزْعُمُ صَاحِبُكُمْ، يَنْهَاكُمْ عَنِ الرِّبَا وَيُعْطِينَا، وَلَوْ كَانَ غَنِيًّا عَنَّا مَا أَعْطَانَا الرِّبَا، فَغَضِبَ أَبُو بَكْرٍ، فَضَرَبَ وَجْهَ فَنْحَاصَ ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مِنَ الْعَهْدِ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ. فَأَكْذِبُونَا مَا اسْتَطَعْتُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. فَذَهَبَ فَنْحَاصُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَبْصِرْ مَا صَنَعَ بِي صَاحِبُكَ.

فِنْحَاص نے جواب میں کہا اے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سن اللہ کی قسم! اللہ ہمارا محتاج ہے ہم اس کے محتاج نہیں، اس کی طرف اس طرح نہیں گڑگڑاتے جیسے وہ ہماری جانب عاجزی کرتا ہے، بلکہ ہم تو اس سے بے پرواہ ہیں ہم غنی اور تونگر ہیں، اگر وہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض طلب نہ کرتا، جیسے کہ تمہارا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ رہا ہے، ہمیں تو سود سے روکتا ہے اور خود سود دیتا ہے، اگر غنی ہوتا تو ہمیں سود کیوں دیتا، اس پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آیا اور فِنْحَاص کے منہ پر زور سے مارا اور فرمایا اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم یہود سے معاہدہ نہ ہوتا تو میں تجھ اللہ کے دشمن کا سر کاٹ دیتا، جاؤ، اپنی حسب توفیق جھٹلاتے ہی رہو اگر سچے ہو، فِنْحَاص نے جا کر اس واقعہ کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی، اور کہا دیکھیں آپ کے ساتھی نے میرے ساتھ کیا کیا ہے،

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عَدُوَّ اللَّهِ قَالَ قَوْلًا عَظِيمًا، يَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَأَنَّهُمْ عَنْهُ أَغْنِيَاءُ، فَلَمَّا قَالَ ذَاكَ غَضِبْتُ لِلَّهِ مِمَّا قَالَ، فَضَرَبْتُ وَجْهَهُ، فَجَحَدَ ذَلِكَ فَنْحَاصُ وَقَالَ: مَا قُلْتُ ذَلِكَ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيمَا قَالَ فَنْحَاصُ رَدًّا عَلَيْهِ وَتَصْدِيقًا لِأَبِي بَكْرٍ: {لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۱۷۶

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ﴾ [1] الْآيَة

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اسے کیوں مارا؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس اللہ کے دشمن نے بڑی غلط بات کی ہے، یہ اپنے زعم میں کہتا ہے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم تو غنی ہیں، جب اس نے یہ کہا تو مجھے بہت شدید غصہ ہوا اور میں نے فِنْحاص کے منہ پر تھپڑ مار دیا، رسول اللہ ﷺ نے فِنْحاص سے کہا تم اس بارے میں کیا کہتے ہو، مگر فِنْحاص اپنے قول سے مکر گیا کہ میں نے تو ایسا کہا ہی نہیں، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سچائی اور فِنْحاص کے مکر و فریب کو جھٹلاتے ہوئے، یہ آیت ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا قول بھی سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم تو نگر ہیں۔'' نازل فرمائی [2] جس میں فرمایا اللہ نے ان لوگوں کا بدترین اور قبیح ترین قول سنا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں، ان کی یہ بدزبانی بھی ہم ان کے نامہ اعمال میں لکھ لیں گے، اور اس سے پہلے جو وہ پیغمبروں کو اپنی سرکشی اور عناد کی وجہ سے ناحق قتل کرتے رہے ہیں وہ بھی ان کے نامہ اعمال میں ثبت ہے، اور جب فیصلہ کا وقت آئے گا اس وقت ہم ان سے کہیں گے کہ لو اب ذلیل و رسوا کن عذاب جہنم کا مزا چکھو، یہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے، ورنہ اللہ تو اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا نہیں ہے، جیسے فرمایا

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿١٠﴾ [3]

ترجمہ: یہ ہے اس کا نتیجہ جو خود تیرے ہاتھوں نے پہلے سے مہیا کر رکھا تھا اور نہ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ کسی رسول کو نہ مانیں جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی

تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ

نہ لائے جسے آگ کھا جائے، آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو مجھ سے پہلے تمہارے پاس جو رسول دیگر معجزوں کے ساتھ

وَ بِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٨٣﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ

یہ بھی لائے جسے تم کہہ رہے ہو پھر تم نے انہیں کیوں مار ڈالا، پھر بھی یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے بھی بہت سے وہ

كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿١٨٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

رسول جھٹلائے گئے جو روشن دلیلیں صحیفے اور منور کتاب لے کر آئے، ہر جان موت کا مزہ چکھنے

[1] آل عمران: 181

[2] آل عمران۱۸۱۔ تفسیر ابن ابی حاتم ۴۵۸۹، ۸۲۸ / ۳

[3] الحج۱۰

الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ

والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤ گے، پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں

فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ (آل عمران ۱۸۳تا۱۸۵)

داخل کر دیا جائے بیشک وہ کامیاب ہوگیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔

یہود کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی کو رسول تسلیم نہ کریں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی نہ کرے جسے آسمان سے آ کر آگ کھالے، اللہ تعالیٰ نے ان کی کذب بیانی کے جواب میں ارشاد فرمایا اے نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان سے کہو! اللہ تعالیٰ مجھ سے پہلے تمہارے پاس بہت سے رسول مبعوث فرمائے جو اپنی رسالت کی صداقت و حقانیت میں اپنے ساتھ واضح دلائل اور براہین لے کر آئے تھے، اور وہ معجزہ بھی لائے تھے جس کا تم ذکر کرتے ہو، یعنی نبی کی دعا سے آسمان سے آگ کا آ کر صدقات اور قربانیوں کو جلا دینا، پھر اگر دعوت حق قبول کرنے کے لیے یہ شرط پیش کرنے میں تم سچے ہو تو تم ان رسولوں پر ایمان کیوں نہ لائے اور انہیں کیوں جھٹلایا اور انہیں کیوں ناحق قتل کیا؟ یعنی دعوت حق قبول کرنے کے لئے یہ شرط لگانے میں تم جھوٹے ہو، بلکہ اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور رسولوں کی تکذیب کرنا تمہارا وتیرہ رہا ہے، رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہودیوں کو تبلیغ فرماتے مگر انہوں نے دین اسلام قبول نہ کرنے کی گویا قسم کھا رکھی تھی، انہیں اس وعظ و نصیحت سے کچھ فائدہ نہ ہوتا دیکھ کر رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر ملال ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے تسلی فرمائی، اے محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! یہودیوں کی ان کٹ حجتیوں سے بددل نہ ہوں اگر یہ لوگ تمہیں جھٹلاتے ہیں تو بہت سے اولوالعزم انبیاء و مرسلین تم سے پہلے جھٹلائے جا چکے ہیں، جو ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں، دلائل و براہین ،آسمان سے نازل صحیفے اور احکام شرعی کو روشن کرنی والی کتابیں لائے تھے، آخر کار ایک وقت مقررہ پر ہر شخص کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، اور قبر کے دروازے سے داخل ہونا ہے جیسے ایک مقام پر فرمایا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ [1]

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا قیامت قائم کرے گا اور دنیا میں جس نے اچھا یا برا جو عمل کیا ہو گا اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق پورا پورا اجر دے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا، کامیاب دراصل وہ ہے جو دنیا میں اپنے رب کو راضی کر لے ،جس کے نتیجے میں وہ دردناک عذاب جہنم سے بچ جائے اور اللہ اسے انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے لبریز جنت میں داخل کر دے، ایسی نعمتیں جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا تصور گزرا ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

---

[1] الرحمٰن ۲۷،۲۶

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔ (۱)

رہی یہ دنیا تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے، جیسے فرمایا

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۱۶ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝۱۷ (۲)

ترجمہ: مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۰ (۳)

ترجمہ: تم لوگوں کو جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ محض دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے، اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس سے بہتر اور باقی تر ہے، کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے؟۔

قَالَ: سَمِعْتُ مُسْتَوْرِدًا، أَخَا بَنِي فِهْرٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَاللهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هَذِهِ - وَأَشَارَ يَحْيَى بِالسَّبَّابَةِ - فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ؟

مستور بن شداد رضی اللہ عنہ جو بنی فہر میں سے تھے سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے سامنے ایسی ہے جیسے کوئی تم میں سے یہ انگلی دریا میں ڈالے، اور یحییٰ نے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کیا پھر دیکھے تو کتنی تری دریا میں سے لاتا ہے (یعنی جتنا پانی انگلی میں لگا رہتا ہے وہ گویا دنیا ہے اور وہ دریا آخرت ہے)۔ (۴)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ.

اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مچھر کے پر کے برابر عزت رکھتی تو وہ کفار کو ایک گھونٹ پانی نہ پلاتا۔ (۵)

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ الرَّكْبِ الَّذِينَ وَقَفُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّخْلَةِ الْمَيِّتَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَرَوْنَ هَذِهِ هَانَتْ عَلَى أَهْلِهَا حِينَ أَلْقَوْهَا، قَالُوا:

---

(۱) صحیح بخاری کتاب بدا الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۵۰، مسند احمد ۱۵۵۶۴

(۲) الاعلیٰ ۱۶،۱۷

(۳) القصص ۶۰

(۴) صحیح مسلم کتاب الجنۃ بَابُ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۷۱۹۷، جامع ترمذی ابواب الزہد بَابُ مَا جَاءَ فِي هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۲۳۲۳، سنن ابن ماجہ کتاب الزہد بَابُ مَثَلُ الدُّنْيَا ۴۱۰۸، مسند احمد ۲۹،۵۴۲

(۵) جامع ترمذی ابواب الزہد بَابُ مَا جَاءَ فِي هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۲۳۲۰

مِنْ هَوَانِهَا أَلْقَوْهَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَالدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ هَذِهِ عَلَى أَهْلِهَا.

اور مستور بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں چند سواروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے جسے راہ میں پھینک دیا گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو یہ اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ذلیل ہے جب تو اس کو پھینک دیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ دنیا اللہ کے نزدیک اس بکری سے بھی زیادہ ذلیل ہے جیسا یہ اپنے مالکوں کے سامنے ذلیل ہے![1]

عَنْ قَتَادَةَ: وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ : هِيَ مَتَاعٌ مَتْرُوكٌ أَوْشَكَتْ وَاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَنْ تَضْمَحِلَّ عَنْ أَهْلِهَا، فَخُذُوا مِنْ هَذَا الْمَتَاعِ طَاعَةَ اللهِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ

امام قتادہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں یہ سامان ہے جسے چھوڑ دیا جائے گا اس ذات گرامی کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! قریب ہے کہ یہ دنیا، دنیا والوں سے روٹھ جائے، لہذا جس قدر ممکن ہو دنیا کے اس سامان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کر دو، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إلا بِاللهِ ۔[2]

جو شخص آخرت کو بھول کر اس دنیا کی چکاچوند اور ظاہری دل فریبیوں میں الجھ گیا وہ ناکام و نامراد ہوا، اس لئے اللہ تعالیٰ سے نیکیوں کی توفیق مانگ کر طاقت بھر نیکیاں جمع کر لیں، قیامت کے دن یہی زادِ راہ کام آئے گا۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۟ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

یقیناً تمہارے مالوں اور جانوں سے تمہاری آزمائش کی جائے گی، اور یہ بھی یقین ہے کہ تمہیں ان لوگوں کی جو تم سے پہلے

وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ

کتاب دیئے گئے اور مشرکوں کو بہت سی دکھ دینے والی باتیں بھی سننی پڑیں گی، اور اگر تم صبر کر لو اور پرہیزگاری اختیار کرو

ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿١٨٦﴾ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ

تو یقیناً یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جب اہل کتاب سے عہد لیا کہ تم اسے سب لوگوں سے ضرور بیان کرو

لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۫ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا

گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں تو پھر بھی ان لوگوں نے اس عہد کو اپنی پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور اسے بہت کم قیمت پر بیچ ڈالا،

---

[1] ۔جامع ترمذی ابواب الزھدبَابُ مَا جَاءَ فِي هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۲۳۲۱، سنن ابن ماجه كتاب الزهد بَابُ مَثَلُ الدُّنْيَا ۴۱۱۱

[2] تفسیرابن ابی حاتم۸۳۳/۳

فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿١٨٧﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا

ان کا یہ بیوپار بہت برا ہے، وہ لوگ جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی تعریفیں

بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾

کی جائیں آپ انہیں عذاب سے چھٹکارا میں نہ سمجھئے ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے،

وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿١٨٩﴾ (آل عمران ۱۸۶ تا ۱۸۹)

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

آزمائش لازمی ہے اور صبر وضبط بھی ضروری ہے: اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے آگاہ فرمایا کہ تمہاری مال اور جان دونوں کے ذریعہ آزمائش کی جائے گی تا کہ ان کے نفوس اس قسم کے شدائد برداشت کرنے کے لئے امادہ ہوں اور جب ان پر سختیاں آن پڑیں تو ان پر صبر کریں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ... ﴿١٥٥﴾ [1]

ترجمہ: اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان ومال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔

أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الحَارِثِ بْنِ الخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، قَالَ: حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ، فَإِذَا فِي المَجْلِسِ أَخْلاَطٌ مِنَ المُسْلِمِينَ وَالمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ وَاليَهُودِ وَالمُسْلِمِينَ، وَفِي المَجْلِسِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ المَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ، خَمَّرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ، ثُمَّ قَالَ: لاَ تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ القُرْآنَ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ: أَيُّهَا المَرْءُ إِنَّهُ لاَ أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ، إِنْ كَانَ حَقًّا فَلاَ تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجْلِسِنَا، ارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا، فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ، فَاسْتَبَّ المُسْلِمُونَ وَالمُشْرِكُونَ وَاليَهُودُ، حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا،

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کی پشت پر فدک کی بنی ہوئی ایک موٹی چادر رکھنے کے بعد سوار ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور بنو حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے، یہ غزوہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے، راستہ میں ایک مجلس سے آپ گزرے جس میں مسلمان اور مشرکین یعنی بت پرست اور یہودی

[1] البقرة ۱۵۵

سب ہی طرح کے لوگ موجود تھے، اس میں (رئیس المنافقین) عبد اللہ بن ابی ابن سلول بھی موجود تھا، اسی مجلس میں عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، سواری کی (ٹاپوں سے گرد اڑی اور) مجلس والوں پر پڑی تو عبد اللہ بن ابی نے چادر سے اپنی ناک بند کر لی اور بطور تحقیر کہنے لگا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ، اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریب پہنچ گئے اور انہیں سلام کیا، پھر آپ سواری سے اتر گئے اور مجلس والوں کو اللہ کی طرف دعوت پیش کی اور قرآن کی چند آیات پڑھ کر سنائیں، اس پر عبد اللہ بن ابی ابن سلول کہنے لگا جو کلام آپ نے پڑھ کر سنایا ہے اس سے عمدہ کوئی کلام نہیں ہو سکتا اگرچہ یہ کلام بہت اچھا ہے پھر بھی ہماری مجلسوں میں آ آ کر آپ ہمیں تکلیف نہ دیا کریں، اپنے گھر بیٹھیں، اگر کوئی آپ کے پاس جائے تو اسے اپنی باتیں سنایا کریں، (یہ سن کر) عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ضرور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہماری مجلسوں میں ضرور تشریف لایا کریں، ہم آپ کی تشریف آوری کو بہت پسند کرتے ہیں، اس کے بعد مسلمان، مشرکین اور یہودی آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے، اور قریب تھا کہ فساد اور لڑائی کی نوبت پہنچ جاتی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خاموش اور ٹھنڈا کر دیا اور آخر سب لوگ خاموش ہو گئے،

ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ؟ يُرِيدُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ: كَذَا وَكَذَا ، قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ، فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ، لَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ البُحَيْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ بِالعِصَابَةِ، فَلَمَّا أَبَى اللَّهُ ذَلِكَ بِالحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ اللَّهُ شَرِقَ بِذَلِكَ، فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ، فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ المُشْرِكِينَ، وَأَهْلِ الكِتَابِ، كَمَا أَمَرَهُمُ اللَّهُ، وَيَصْبِرُونَ عَلَى الأَذَى، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا} [1] الآيَةَ،

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو کر وہاں سے چلے آئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا ذکر کیا اے سعد! تم نے سنا ابو حباب کیا کہہ رہا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد عبد اللہ بن ابی ابن سلول سے تھی، اس نے اس طرح کی باتیں کی ہیں، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اسے معاف فرما دیں اور اس سے درگزر کریں، اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے اللہ نے آپ کے ذریعہ وہ حق بھیجا ہے جو اس نے آپ پر نازل کیا ہے، اس شہر (مدینہ منورہ) کے لوگ اس پر متفق ہو چکے تھے کہ اس کو تاج پہنا دیں اور عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس حق کے ذریعہ جو آپ کو اس نے عطا کیا ہے، اس باطل کو روک دیا تو اب وہ چڑ گیا ہے، اور اس وجہ سے وہ معاملہ اس نے آپ کے ساتھ کیا جو آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکین اور اہل کتاب سے درگزر کیا کرتے تھے،

[1] آل عمران: 186

اور ان کی اذیتوں پر صبر کیا کرتے تھے، اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَمِنَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا اَذًى كَثِيۡرًا ﴿۱۸۶﴾ [1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے مختلف انداز سے طعن و تشنیع، الزامات، بیہودہ طرز کلام اور تکلیف دہ باتیں سنو گے، اگر ان سب حالات میں تم عفو و درگزر اور صبر اور پرہیز گاری کی روش پر قائم رہو تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے، عفو و درگزر کا یہی حکم اس آیت میں فرمایا

وَدَّ كَثِيۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَوۡ يَرُدُّوۡنَكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِكُمۡ كُفَّارًا ۖۚ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَقُّ ۚ فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ﴿۱۰۹﴾ [2]

ترجمہ: اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بناء پر تمہارے لیے ان کی یہ خواہش ہے، اس کے جواب میں تم عفو و درگزر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کر دے۔

یہود و نصاریٰ کو زجر و توبیخ کرتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! ان یہود و نصاریٰ کو وہ عہد بھی یاد دلاؤ جو اللہ نے پیغمبروں کی وساطت سے ان سے لیا تھا، کہ وہ تورات و انجیل کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلائیں گے تا کہ لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہو سکے، اور پیغمبر آخر الزمان ﷺ کی جو صفات اور پیش گوئی ان کتابوں میں درج ہیں انہیں لوگوں کے سامنے بیان کریں گے، اور انہیں پوشیدہ نہیں رکھیں گے، مگر انہوں نے دنیاوی اغراض و مفادات کی خاطر اپنے عہد کو بالائے طاق رکھ کر کتاب الٰہی کو پس پشت ڈال دیا، اور اسے خسیس ترین معاوضہ پر بیچ ڈالا، کتنا برا کاروبار ہے جو یہ کر رہے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللَّهُ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپالیا (اور بتایا نہیں) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے آگ کی لگام دے گا۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ آل عمران بَابُ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۴۵۶۶، صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابٌ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى اللهِ، وَصَبْرِهِ عَلَى أَذَى الْمُنَافِقِينَ ۴۶۵۹، مسند احمد ۲۱۷۶۷

[2] البقرۃ ۱۰۹

[3] سنن ابوداودکتاب العلم بَابُ كَرَاهِيَةِ مَنْعِ الْعِلْمِ ۳۶۵۸، جامع ترمذی کتاب العلم بَابُ مَا جَاءَ فِي كِتْمَانِ الْعِلْمِ ۲۶۴۹، سنن ابن ماجه المقدمة بَابُ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ ۲۶۱

تم ان لوگوں کو جہنم کے المناک عذاب سے محفوظ نہ سمجھو جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں، اور چاہتے ہیں کہ ان کے ایسے کاموں کا ڈھنڈورا پیٹا جائے جو فی الواقع انہوں نے نہیں کیے ہیں، اور اس حق کی وجہ سے ان پر تعریف کے ڈونگرے برسائے جائیں کی جائے جو انہوں نے کبھی نہیں بولا، وہ یہ نہ سمجھیں کہ انہیں عذاب سے نجات اور سلامتی حاصل ہوگئی ہے، بلکہ وہ تو عذاب کے مستحق ہوگئے ہیں، ان کے لیے دردناک سزا تیار ہے جس میں انہیں ڈالا جائے گا،

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ ادَّعَى دَعْوَى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللهُ إِلَّا قِلَّةً، وَمَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی آدمی پر ایسی نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے جس کا وہ مالک نہ ہو، اور مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کی طرح ہے، اور جس نے اپنے آپ کو دنیا میں کسی چیز سے قتل کر ڈالا قیامت کے دن وہ اسی سے عذاب دیا جائے گا، اور جس نے اپنے مال میں زیادتی کی خاطر جھوٹا دعوی کیا تو اللہ تعالیٰ اس کا مال اور کم کر دے گا، اور یہی حال اس آدمی کا ہوگا جو حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھائے گا۔ [۱]

عَنْ أَسْمَاءَ، أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي ضَرَّةً، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ

اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتی ہیں ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک سوکن ہے، اگر میں اس کے (جلانے کو) اپنے شوہر کی طرف سے جس قدر وہ مجھے دیتا ہے اس سے زیادہ بڑھا کر بتلاؤں تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تکلف کے ساتھ ایسی چیز کا ظاہر کرے جو اسے دی ہی نہیں گئی تو وہ اس طرح ہے جیسے کوئی دو جھوٹے کپڑے پہنے ہوئے ہو۔ [۲]

أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ: اذْهَبْ يَا رَافِعُ، لِبَوَّابِهِ، إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ: لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ مِنَّا فَرِحَ بِمَا أُوتِيَ، وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا، لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُونَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَمَا لَكُمْ وَهَذِهِ؟ إِنَّمَا نَزَلَتْ هَذِهِ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ، ثُمَّ تَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ: {وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

---

[۱] صحيح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ، وَأَنَّ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي النَّارِ، وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ ۳۰۳

[۲] صحيح بخارى كِتَابُ النِّكَاحِ باب الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ، وَمَا يُنْهَى مِنَ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ ۵۲۱۹،صحيح مسلم كتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّزْوِيرِ فِي اللِّبَاسِ وَغَيْرِهِ وَالتَّشَبُّعِ بِمَا لَمْ يُعْطَ ۵۵۸۴،سنن ابوداودكِتَاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يُعْطَ ۴۹۹۷

لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ} [1] هَذِهِ الْآيَةَ، وَتَلا ابْنُ عَبَّاسٍ: {لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا} [2]، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: سَأَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوهُ إِيَّاهُ وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ، فَخَرَجُوا قَدْ أَرَوْهُ أَنْ قَدِ أَخْبَرُوهُ بِمَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ، وَاسْتَحْمَدُوا بِذَلِكَ إِلَيْهِ، وَفَرِحُوا بِمَا أَتَوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ إِيَّاهُ مَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ

حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف سے مروی ہے ایک مرتبہ مروان نے اپنے دربان سے کہا اے رافع! عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ اگر ہم میں سے ہر شخص کو جو خود کو ملنے والی نعمتوں پر خوش ہو اور یہ چاہے کہ جو کام اس نے نہیں کیا اس پر بھی اس کی تعریف کی جائے عذاب ہو گا تو پھر ہم سب ہی عذاب میں مبتلا ہوں گے؟ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں فرمایا کہ تمہارا اس آیت سے کیا تعلق؟ اس آیت کا نزول تو اہل کتاب کے متعلق ہوا ہے، پھر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی "اس وقت کو یاد کیجئے جب اللہ نے اہل کتاب سے یہ وعدہ لیا تھا کہ تم اس کتاب کو لوگوں کے سامنے ضرور بیان کرو گے۔" پھر یہ آیت تلاوت کی "جو لوگ خود کو ملنے والی نعمتوں پر اتراتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کئے، ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے، ان کے متعلق آپ یہ گمان نہ کریں۔" اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اہل کتاب سے کوئی بات پوچھی تھی لیکن انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے چھپایا اور دوسروں کو بتادیا، جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے نکلے تو ان کا خیال یہ تھا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا جواب دے دیا ہے اور اس پر وہ داد چاہتے تھے اور اس بات پر اترا رہے تھے کہ انہوں نے بڑی احتیاط سے اس بات کو چھپالیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھی تھی۔ [3]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رِجَالًا مِنَ المُنَافِقِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الغَزْوِ تَخَلَّفُوا عَنْهُ، وَفَرِحُوا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَذَرُوا إِلَيْهِ، وَحَلَفُوا وَأَحَبُّوا أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا، فَنَزَلَتْ: (لَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا) الآيَةَ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچھ لوگ منافق تھے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پر تشریف لے جانے لگے تو یہ لوگ الگ ہو گئے اور بہت خوش ہوئے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے تو یہ لوگ حاضر ہو کر عذر کرنے لگے اور حلف اٹھانے لگے اور کہنے لگے کہ ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کے لئے کوشش کر رہے تھے، اور وہ چاہتے تھے کہ جہاد کرنے والوں کے ساتھ ان کی بھی تعریف کی جائے، اس وقت یہ آیت "تم ان لوگوں کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھو جو اپنے

---

[1] آل عمران: 187

[2] آل عمران: 188

[3] مسند احمد ۲۷۱۲، صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا ۴۵۶۸، صحیح مسلم كتاب التَّوْبَةِ بابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ ۷۰۳۴، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ۳۰۱۴، السنن الکبری للنسائی ۱۱۰۲۰

کرتوتوں پرخوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں کی تعریف انہیں حاصل ہو جو فی الواقع انہوں نے نہیں کیے ہیں۔'' نازل ہوئی۔[1] زمین وآسمان اور ان میں موجود تمام مخلوق کامالک اللہ ہے، اور وہی اپنی قدرت کاملہ اور انوکھی ربوبیت کے ذریعہ سے ان پر تصرف کرتا ہے، کوئی اس کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں اور کوئی اسے عاجز ولاچار نہیں کرسکتا، اس لئے ابھی وقت ہے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر کے اللہ کے غضب سے بچنے کی کوشش کرلو اور جہنم کے دردناک عذابوں سے اپنا بچاؤ کرلو۔

اِنَّ فِيۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں ،

الَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰى جُنُوۡبِهِمۡ وَ يَتَفَكَّرُوۡنَ فِيۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ

جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر

وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَيۡتَهٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾

سے بچالے، اے ہمارے پالنے والے! تو جسے جہنم میں ڈالے یقیناً تو نے اسے رسوا کیا اور ظالموں کا مددگار کوئی نہیں،

رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيۡ لِلۡاِيۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ

اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا با آواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ

فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ كَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا

پس ہم ایمان لائے، یا الٰہی! اب تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کردے

وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾ ۚ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰى

اور ہماری موت نیکوں کے ساتھ کر، اے ہمارے پالنے والے معبود! ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا ۴۵۶۷، صحیح مسلم کتاب التَّوْبَةِ بابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ ۷۰۳۳

رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ (آل عمران ۱۹۰تا۱۹۴)

رسولوں کی زبانی کیا ہے، اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

مظاہر کائنات دلیل رب ذوالجلال، دعوت غور و تدبر: خاتمہ کلام میں فرمایا جو ہوشمند لوگ ہموار اور وسیع زمین اور بغیر ستونوں کے بلند و بالا وسیع سات آسمانوں کی تخلیق اور صدیوں پر محیط کائنات کا لگا بندھا نظام جس میں ذرا خلل واقع نہیں ہوتا میں غور و تدبر کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے اس میں خالق کائنات کی بہت سی نشانیاں ہیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ[1] ﴿۱۰۶﴾

ترجمہ: زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے، ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً، ثُمَّ رَقَدَ، فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ، قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: {إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الأَلْبَابِ}، ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ أَذَّنَ بِلاَلٌ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی کے ساتھ تھوڑی دیر تک بات چیت کی پھر سو گئے، جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نظر کی اور آیت ”آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقینا عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔“ تلاوت کی، اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور وضو کیا اور مسواک کی، پھر گیارہ رکعتیں تہجد اور وتر پڑھیں، جب بلال رضی اللہ عنہ نے (فجر کی) اذان دی تو آپ نے دو رکعت (فجر کی سنت) پڑھی اور باہر مسجد میں تشریف لائے اور فجر کی نماز پڑھائی۔[2]

(یہی گیارہ رکعتیں رمضان میں لفظ تراویح کے ساتھ موسوم ہوئیں، پس تراویح کی یہی گیارہ رکعات سنت نبوی ہیں)

عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ، عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ لِعُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ: قَدْ آنَ لَكَ أَنْ تَزُورَنَا، فَقَالَ: أَقُولُ يَا أُمَّهْ كَمَا قَالَ الْأَوَّلُ: زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا، قَالَ: فَقَالَتْ: دَعُونَا مِنْ رَطَانَتِكُمْ هَذِهِ، قَالَ ابْنُ عُمَيْرٍ: أَخْبِرِينَا بِأَعْجَبِ شَيْءٍ رَأَيْتِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَسَكَتَتْ ثُمَّ قَالَتْ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةٌ مِنَ اللَّيَالِي، قَالَ:يَا عَائِشَةُ ذَرِينِي

[1] یوسف ۱۰۶،۱۰۵

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ آل عمران بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الأَلْبَابِ ۴۵۶۹،صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھابَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ۱۷۹۹

أَتَعَبَّدُ اللَّيْلَةَ لِرَبِّي قُلْتُ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّ قُرْبَكَ، وَأُحِبُّ مَا سَرَّكَ،

عطاء سے روایت ہے عبداللہ بن عمراور عبید بن عمیر، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے ہمارے اور آپ کے مابین پردہ تھا آپ نے فرمایا عبید! تم ہم سے ملنے کے لیے کیوں نہیں آتے؟ انہوں نے کہا کسی شاعر نے کہا ہے

زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا ...

وقفے کے بعد ملاقات کر و اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ یہ فرمائیں کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ تعجب انگیز بات کون سی دیکھی ہے؟ تو آپ رونے لگ گئیں اور فرمانے لگیں کہ آپ کی تو ہر بات ہی تعجب انگیز تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو میرے پاس تشریف لائے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر میرے جسم کو چھونے لگا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے رب عزوجل کی عبادت کروں، میں نے عرض کی اللہ کی قسم! میں آپ کے قرب کو پسند کرتی ہوں اور اس بات کو بھی پسند کرتی ہوں کہ آپ اپنے رب عزوجل کی عبادت کریں،

قَالَتْ: فَقَامَ فَتَطَهَّرَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِي حَتَّى بَلَّ حِجْرَهُ، قَالَتْ: ثُمَّ بَكَى فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِي حَتَّى بَلَّ لِحْيَتَهُ، قَالَتْ: ثُمَّ بَكَى فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِي حَتَّى بَلَّ الْأَرْضَ، فَجَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَلَمَّا رَآهُ يَبْكِي، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَ تَبْكِي وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَأَخَّرَ؟، قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا، لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ آيَةٌ، وَيْلٌ لِمَنْ قَرَأَهَا وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيهَا ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ... ﴾ الْآيَةَ كُلَّهَا[1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشکیزے کی طرف کھڑے ہو گئے ،وضو فرمایا اور بہت زیادہ پانی استعمال نہ کیا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی، اور رونے لگے حتی کہ آنسوؤں سے داڑھی مبارک تر ہو گئی، پھر سجدہ کیا اور سجدے میں اس قدر روئے کہ زمین تر ہو گئی، پھر پہلو کے بل لیٹ گئے اور رونے لگے حتی کہ بلال رضی اللہ عنہ نے آکر صبح کی اذان شروع کر دی، بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں روتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال تم پر افسوس! میں کیوں نہ روؤں جبکہ آج رات مجھ پر یہ آیت ”آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔“ نازل کی گئی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے اس پر جو یہ آیت پڑھے پھر اس پر غور نہ کرے۔[2]

جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اپنے خالق، مالک اور رازق رب کو یاد کرتے ہیں،

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ بِي بَوَاسِيرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ

---

[1] آل عمران: 190.

[2] صحیح ابن حبان ۶۲۰

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بواسیر کا مرض تھا اس لئے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اس کی بھی نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ لو۔ [1]

اور آسمان وزمین کی ساخت اور اس کے حکیمانہ نظام اور ان کی تخلیق کے مقصد میں غور وتدبر کرتے ہیں، جن سے خالق کائنات کی عظمت وقدرت، اس کا علم واختیار اور اس کی رحمت وربوبیت کی صحیح معرفت انہیں حاصل ہوتی ہے تو وہ بے اختیار پکار اٹھتے ہیں، اے میرے پروردگار! اس عظیم الشان کائنات کو تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ کوئی عبث کام کرے، بلکہ اس کائنات کی تخلیق کا مقصد بندوں کا امتحان ہے، جو اس امتحان میں سرخرو ہو گیا اس کے لئے رب کی خوشنودی اور انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتیں ہیں، اور جو اپنے نفس کا غلام بن گیا اس کے لئے جہنم کا دردناک عذاب ہے، پس اے ہمارے رب! ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرما، اور ہمیں اپنی طاقت وقوت کے ساتھ دوزخ کے دردناک اور رسوا کن عذاب سے بچا لے، جسے تو نے دوزخ میں پھینک دیا اسے درحقیقت بڑی ذلت ورسوائی میں ڈال دیا، اور پھر ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے، اے ہمارے مالک! ہم نے ایک پکارنے والے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی پکار کو سنا جو باآواز بلند ایمان کی طرف دعوت دیتا تھا اور کہتا تھا کہ لوگو اپنے رب وحدہ لاشریک پر ایمان لاؤ، ہم نے جلدی سے آگے بڑھ کر صدق دل سے ان کی دعوت قبول کر لی اور ان کی اتباع وفرمانبرداری اختیار کر لی، پس اے ہمارے آقا! ہماری عاجزانہ التجا ہے جو گناہ ہم سے سرزد ہوئے ہیں ان سے درگزر فرما، جو برائیاں ہم میں ہیں انہیں دور فرما دے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر، اے ہمارے پالنے والے معبود! جو وعدے تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے کیے ہیں ان کو ہمارے ساتھ پورا کر، اور قیامت کے دن ہمیں ساری مخلوقات کے سامنے رسوائی میں نہ ڈالنا، بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا نہیں ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ

پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت

عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

میں ہرگز ضائع نہیں کرتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو اس لیے وہ لوگ جنھوں نے ہجرت کی

وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ

اور اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور جنہیں میری راہ میں ایذا دی گئی اور جنہوں نے جہاد کیا اور شہید کئے گئے میں ضرور

سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ

ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا اور بالیقین انہیں جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں،

[1] صحیح بخاری کتاب تقصیر الصلوٰۃ بَابُ إِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلَّى عَلَى جَنْبٍ ١١١٧ ، سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابٌ فِي صَلَاةِ الْقَاعِدِ ٩٥٢، سنن الدارقطنی ١٤٢٥، تفسیرابن ابی حاتم ٨٤٢، ٤٦٥٨/٣

ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ (آل عمران ۱۹۵)

یہ ہے ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔

رب کریم نے ان کی دعائے عبادت اور دعائے طلب دونوں دعائیں قبول فرمالیں اور جواب میں ارشاد فرمایا میں تم میں سے کسی کا عمل چاہے خواہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت، وہ عمل چھوٹا ہو یا بڑا ضائع کرنے والا نہیں ہوں، بلکہ مرد وعورت دونوں کو اس کے عمل کے مطابق اجر ملے گا،

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، رَجُلٍ مِنْ وَلَدِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أنها قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا أَسْمَعُ اللَّهَ ذَكَرَ النِّسَاءَ فِي الْهِجْرَةِ بِشَيْءٍ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ} [1]

ایک مرتبہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے سلسلہ میں عورتوں کا نام نہیں لیا؟ جس پر یہ آیت نازل ہوئی فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى ۚ بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ وَاُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَقٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَیِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ [2] [3]۔

میری نگاہ میں تم مرد وعورت یکساں ہو، میرا یہ دستور نہیں کہ مرد وعورت، آقا اور غلام، کالے اور گورے کو ایک دوسرے پر ترجیح دوں اور انصاف کے اصول اور فیصلے کے معیار الگ الگ بناؤں، لہذا جن لوگوں نے میری رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے گھر بار، کاروبار، مال ومتاع، عزیز واقارب چھوڑے اور جو دین اسلام قبول کرنے پر اپنے گھروں سے نکالے گئے اور انہیں اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے پر ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا، جیسے فرمایا

... یُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَاِیَّاكُمۡ اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ رَبِّكُمۡ ... [4] ﴿۱﴾

ترجمہ: اور ان کی روش یہ ہے کہ رسول کو اور خود تم کو صرف اس قصور پر جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے ہو۔

وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ [5] ﴿۸﴾

ترجمہ: اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی کی اس کے سوا کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے تھے۔

اور میرے دین کی سربلندی کے لیے کفار سے لڑے اور شہید ہو گئے میں ان کے سب قصور معاف کر دوں گا مگر قرض معاف نہیں ہو گا،

[1] آل عمران: 195
[2] آل عمران ۱۹۵
[3] مستدرک حاکم ۳۱۷/۲، تفسیر طبری ۴۸۷/۷، تفسیر ابن کثیر ۱۹۰/۲، تفسیر القرطبی ۳۱۸/۴
[4] الممتحنة ۱
[5] البروج ۸

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّهُ سَمِعَهُ، يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالْإِيمَانَ بِاللهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ، تُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَعَمْ، إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور ان سے بیان کیا کہ تمام اعمال سے افضل عمل اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اللہ کی راہ میں جہاد ہے، ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، اگر تو اللہ کی راہ میں صبر کے ساتھ مارا جائے اور تیری نیت خالص اللہ کے لئے ہو اور تو سامنے رہے اور پیٹھ نہ موڑے،

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَيْفَ قُلْتَ؟قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَتُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، إِلَّا الدَّيْنَ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذَلِكَ،

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کیا کہا؟ وہ بولا اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگر تو خالص نیت سے صبر کر کے مارا جائے اور تیرا منہ سامنے ہو اور پیٹھ نہ موڑے مگر قرض معاف نہ ہو گا، کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے اس بات کا بیان کیا ہے۔ (1)

اور انہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے گھنے سایہ دار درختوں کے نیچے نتھرے پانی، دودھ، شہد اور مختلف اقسام کی شرابوں کی نہریں بہتی ہوں گی، اور دیگر ایسی ایسی نعمتیں ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کسی کان نے سنا نہیں اور کسی انسان کے دل میں جن کا کوئی تصور نہیں ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی (کے) کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل پر (ان کا) تصور گزرا، اگر تم چاہو تو یہ آیت کریمہ

---

(1) صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ كُفِّرَتْ خَطَايَاهُ إِلَّا الدَّيْنَ۴۸۸۰،جامع ترمذی ابواب الجهاد بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُسْتَشْهَدُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ۱۷۱۲،سنن نسائی کتاب الجهاد باب مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى وَعَلَيْهِ دَيْنٌ۳۱۵۸،۳۱۵۷

(اس کے استدلال میں) پڑھ لو" پس کوئی نہیں جانتا جو آنکھ کی ٹھنڈک کے سامان ان کے لئے پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔"[1]

یہ ہے اللہ کے ہاں ان کے اعمال کی جزا ہے اور بہترین جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ

تجھے کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا فریب میں نہ ڈال دے یہ تو بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے اس کے بعد ان کا ٹھکانا تو جہنم ہے

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لَكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اور وہ بری جگہ ہے، لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾ (آل عمران ۱۹۶ تا ۱۹۸)

ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ مہمانی ہے اللہ کی طرف سے اور نیک کاروں کے لیے جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہت ہی بہتر ہے۔

دنیا کی ظاہری شان وشوکت ایک دھوکہ ہے: اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تسلی فرمائی کہ اے نبی ﷺ! دنیا کے ملکوں میں اللہ کے نافرمان لوگوں کا تجارت وکاروبار کے سلسلہ میں آنا جانا، ان کی شان وشوکت، ٹھاٹھ باٹھ اور دولت وثروت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے، اسی مضمون کو ایک اور مقام پر فرمایا

مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿٤﴾[2]

ترجمہ: اللہ کی آیات میں جھگڑے نہیں کرتے مگر صرف وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے، اس کے بعد دنیا کے ملکوں میں ان کی چلت پھرت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾[3]

ترجمہ: جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پا سکتے، دنیا کی چند روزہ زندگی میں مزے کرلیں پھر ہماری طرف ان کو پلٹنا ہے پھر ہم اس کفر کے بدلے جس کا ارتکاب وہ کر رہے ہیں ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَى عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾[4]

ترجمہ: ہم تھوڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں، پھر ان کو بے بس کر کے ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ لے

[1] صحیح بخاری كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۴۴

[2] المومن ۴

[3] یونس ۷۰،۶۹

[4] لقمان ۲۴

جائیں گے۔

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی! ان کافروں کو اک ذرا کی ذرا! اِن کے حال پر چھوڑ دیجئے۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ (۲)

ترجمہ: بھلاوہ شخص جس سے ہم نے اچھاوعدہ کیا ہو اور وہ اسے پانے والا ہو کبھی اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جسے ہم نے صرف حیات دنیا کا سروسامان دے دیا ہو اور پھر وہ قیامت کے روز سزا کے لیے پیش کیا جانے والا ہو؟۔

یہ لوگ دنیا کی آسائشوں اور سہولتوں کا تھوڑا سا لطف حاصل کر لیں مگر انجام کار ان سب کو زنجیروں میں جکڑ کر، گلے میں طوق ڈال کر منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، جو بدترین جائے قرار ہے، اور اس کے برعکس جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتے ہیں، ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے انواع واقسام کی نہریں بہتی ہیں، ان باغوں میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، ان کے لئے اللہ کی طرف سے یہ سامان ضیافت ہے، اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے وہی سب سے بہتر ہے، اللہ انہیں اجر عظیم اور دائمی فوز وفلاح عطا فرمائے،

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْنِي، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: { وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○ وَيَقُولُ: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر مومن کے لیے موت بہتر ہے، اور ہر کافر کے لیے بھی موت بہتر ہے جو شخص (اس بات میں) میری تصدیق نہ کرے (تو سن لے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے وہی سب سے بہتر ہے اور فرمایا یہ ڈھیل جو ہم انہیں دیے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں ہم تو انہیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ خوب بار گناہ سمیٹ لیں، پھر ان کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے (کافر مر جانے کے بعد مزید گناہ نہیں کر سکتا اس لحاظ سے موت اس کے حق میں بھی بہتر ہے)۔ (۳)

وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

یقیناً اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمہاری طرف جو اتارا گیا

(۱) الطارق ۱۷

(۲) القصص ۶۱

(۳) تفسیر طبری ۴۹۶/۷

وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ

اور ان کی طرف جو نازل ہوا اس پر بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی تھوڑی قیمت پر بیچتے بھی نہیں

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے، اے ایمان والو ! تم

اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ۣ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ (آل عمران ۱۹۹،۲۰۰)

ثابت قدم رہو اور ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور جہاد کے لیے تیار رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ تم مراد کو پہنچو

یہود و نصاریٰ میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں بھلائی کی توفیق عطا کی گئی ہے، جو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان رکھتے ہیں، اس کتاب قرآن مجید پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئی تھی، اس مضمون کو متعدد مقامات پر فرمایا

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا ﴿۵۴﴾ [1]

ترجمہ: جن لوگوں کو اس سے پہلے ہم نے کتاب دی تھی وہ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں، اور جب یہ ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ واقعی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم تو پہلے ہی سے مسلم ہیں، انہیں ان کے صبر کا دوگنا اجر وثواب دیا جائے گا۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ... ﴿۱۲۱﴾ [2]

ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے وہ اس (قرآن) پر سچے دل سے ایمان لے آتے ہیں۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ... ﴿۱۱۴﴾ [3]

ترجمہ: مگر سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راہ راست پر قائم ہیں، راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں۔

---

[1] القصص ۵۲تا۵۴

[2] البقرۃ ۱۲۱

[3] آل عمران ۱۱۴، ۱۱۳

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿۱۰۷﴾ وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ [۱]

ترجمہ: اے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم اسے مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے انہیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں پاک ہے ہمارا رب اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اسے سن کر ان کا خشوع اور بڑھ جاتا ہے۔

وہ اللہ عزوجل کے سامنے خشوع وخضوع، عاجزی اور گریہ وزاری کرتے رہتے ہیں اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے بلکہ علم کو بغیر طمع کے پھیلاتے ہیں۔ یہ صفات یہودیوں کے بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے، حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

مِمَّنْ آمَنُ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ وَلَمْ يَبْلُغُوا عَشْرَةَ أَنفُس ، وَأَمَّا النَّصَارَى فَكَثِيرٌ مِنْهُمْ مُهْتَدُونَ وَيَنْقَادُونَ لِلْحَقِّ

جو یہودی ایمان لائے ان کی تعداد دس تک بھی نہیں پہنچتی البتہ عیسائی بڑی تعداد میں مسلمان ہوئے اور انہوں نے دین حق کو اپنایا۔[۲]

اور یہود دشمنی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ [۳]

ترجمہ: تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے اور ایمان لانے والوں کے لیے دوستی میں قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے کہا تھا کہ ہم نصاریٰ ہیں، یہ اس وجہ سے کہ ان میں عبادت گزار عالم اور تارک الدنیا فقیر پائے جاتے ہیں اور ان میں غرور نفس نہیں ہے۔

یہی لوگ ہیں جن کا اجر عظیم ان کے رب کے پاس ہے، جیسے صحابہ کرام ہجرت کر کے حبشہ پہنچے اور نجاشی کے دربار میں پہنچے اور اپنے دین کے بارے میں بیان کیا

قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ النَّجَاشِيُّ: هَلْ مَعَكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ عَنْ اللهِ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ:فَقَالَ لَهُ جَعْفَرٌ: نَعَمْ،فَقَالَ لَهُ النَّجَاشِيُّ: فَاقْرَأْهُ عَلَيَّ،قَالَتْ: فَقَرَأَ عَلَيْهِ صَدْرًا مِنْ:[۴]: قَالَتْ: فَبَكَى وَاللَّهِ النَّجَاشِيُّ حَتَّى اخْضَلَّتْ لِحْيَتُهُ وَبَكَتْ أَسَاقِفَتُهُ حَتَّى أَخْضَلُوا مَصَاحِفَهُمْ، حِينَ سَمِعُوا مَا تَلَا عَلَيْهِمْ

تو نجاشی نے جعفر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے سوال کیا جو کچھ تمہارے نبی پر نازل ہوتا ہے اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے یعنی تم کو یاد ہے؟ جعفر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

[۱] بنی اسرائیل ۱۰۷تا۱۰۹

[۲] تفسیرابن کثیر ۱۹۳؍۲

[۳] المائدۃ ۸۲

[۴] کہیعص 19

نے کہاہاں یاد ہے، نجاشی نے کہا تو مجھے پڑھ کر سناؤ، چنانچہ جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی تلاوت شروع کی، اور نجاشی نے اس کو سن کر رونا شروع کیا یہاں تک کہ نجاشی کی داڑھی پر سے آنسو گرنے لگے، اور جس قدر علماء ومشائخ اس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے سب پر گریہ طاری ہوا اور اس قدر روئے کہ جو کتابیں ان کے آگے کھلی ہوئی تھیں وہ سب آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ [۱]

عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَوْلَهُ: ﴿وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللهِ﴾ : مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، وَهُمْ مُسْلِمَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ

ابن ابو نجیح نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللهِ سے مراد یہود ونصاریٰ کے مسلمان ہیں۔ [۲]

وَقَالَ عَباد بْنُ مَنْصُورٍ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ] } الْآيَةَ. قَالَ: هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ الَّذِينَ كَانُوا قَبْلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاتَّبَعُوهُ ، وَعَرَفُوا الْإِسْلَامَ ، فَأَعْطَاهُمُ اللهُ تَعَالَى أَجْرَ اثْنَيْنِ، لِلَّذِي كَانُوا عَلَيْهِ مِنَ الْإِيمَانِ قَبْلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالَّذِي اتَّبَعُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عباد بن منصور کہتے ہیں میں نے حسن بصری رحمہ اللہ سے آیت "یقیناً اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمہاری طرف جو اتارا گیا اور ان کی طرف جو نازل ہوا اس پر بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔" کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے وہ اہل کتاب ہیں جنہوں نے آپ کی اتباع کی، اور (یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے) اسلام کو پہچان لیا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دوگنا اجر وثواب عطا فرمایا ایک ثواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے (کی شریعت پر) ایمان لانے کی وجہ سے، اور دوسرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے کی وجہ سے۔ [۳]

حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ، آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالعَبْدُ المَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ

ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن کے لئے دوگنا اجر ہے، ایک وہ جو اہل کتاب سے ہو اور اپنے نبی پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور (دوسرے) وہ غلام جو اپنے آقا اور اللہ (دونوں) کا حق ادا کرے، اور (تیسرے) وہ آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو جس سے شب باشی کرتا ہے اور اسے تربیت دے تو اچھی تربیت دے، تعلیم دے تو عمدہ تعلیم دے، پھر اسے آزاد کر کے اس

---

[۱] ابن ہشام
[۲] تفسیرابن ابی حاتم ۳٫۸۴۶
[۳] تفسیرابن کثیر ۲٫۱۹۵

سے نکاح کر لے، تو اس کے لئے دو گنا اجر ہے۔ [١]

اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا،

عَنْ مُجَاهِدٍ: {سَرِيعُ الْحِسَابِ}قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: يَعْنِي: سَرِيعَ الْإِحْصَاءِ سَرِيعُ الْحِسَابِ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔'' کے معنی ہیں کہ وہ جلد شمار کرنے والا ہے۔ [٢]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شہوات ولذات کے ترک کرنے اور دشمن کے مقابلے میں ان سے بڑھ کر پامردی دکھاؤ، دشمن کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ جاؤ،

قَالَ الْحَسَنُ: أُمِرُوا أَنْ يَصْبِرُوا عَلَى دِينِهِمُ الَّذِي ارْتَضَاهُ اللهُ لَهُمْ لِلْإِسْلَامِ، فَلَا نَدْعُو لِسَرَّاءٍ وَلَا لِضَرَّاءٍ، وَلَا لِشِدَّةٍ وَلَا لِرَخَاءٍ حَتَّى يَمُوتُوا مُسْلِمِينَ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اس دین پر ثابت قدم رہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور وہ دین اسلام ہے، اسے خوشی غمی اور تنگ دستی وخوش حالی میں بھی نہ چھوڑیں حتی کہ حالت اسلام ہی میں فوت ہوں۔ [٣]

مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ، يَقُولُ: {وَرَابِطُوا} [٤] قَالَ: الَّذِي يَقْعُدُ بَعْدَ الصَّلَاةِ

محمد بن کعب کہتے ہیں ''مُرَابَطَةُ'' کے معنی عبادت کی جگہ پر ہمیشہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا ہے اس کے معنی ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کے بھی بیان کیے گئے ہیں۔ [٥]

اس کے علاوہ سختی میں وضو کرنا اور نمازوں کا انتظار کرنا بھی رباط ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ:إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں وہ باتیں جن سے گناہ مٹ جائیں (یعنی معاف ہو جائیں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جائیں) اور (جنت میں) درجے بلند ہوں؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بتلایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سختی اور تکلیف میں وضو کو پورا کرنا (جیسے جاڑے کی شدت میں یا بیماری میں) اور مسجد تک قدموں کا بہت ہونا (اس طرح کہ مسجد گھر سے

[١] صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ تَعْلِيمِ الرَّجُلِ أَمَتَهُ وَأَهْلَهُ ٩٧، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ٣٨٧

[٢] تفسیرابن ابی حاتم٣،٨٤٧

[٣] تفسیرابن ابی حاتم٣،٨٤٧

[٤] آل عمران: 200

[٥] تفسیرابن ابی حاتم٣،٨٥٠

دور ہو اور بار بار جائے) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط ہے (یعنی نفس کو عبادت کے لئے روکنا اور جہاد میں شامل ہونا)۔ (١)

وَقِيلَ: الْمُرَادُ بِالْمُرَابَطَةِ هَاهُنَا مُرَابَطَةُ الْغَزْوِ فِي نُحور الْعَدُوِّ، وَحِفْظُ ثُغور الْإِسْلَامِ وَصِيَانَتُهَا عَنْ دُخُولِ الْأَعْدَاءِ إِلَى حَوْزَةِ بِلَادِ الْمُسْلِمِينَ

ایک قول یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہاں مُرَابَطَةِ سے مراد دشمن کے مقابلے میں مورچوں میں جمے رہنا اور اسلام کی سرحدوں کی حفاظت ہے تاکہ دشمن انہیں عبور کر کے مسلمانوں کے علاقوں میں داخل نہ ہوں۔ (٢)

متعدد احادیث میں اس کی ترغیب اور اس پر بہت زیادہ ثواب ملنے کا ذکر ہے،

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا العَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوِ الغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستے میں دشمن سے ملی ہوئی سرحد پر ایک دن کا پہرہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے، جنت میں کسی کے لئے ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے، اور جو شخص اللہ کے راستے میں شام کو چلے یا صبح کو تو وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (٣)

عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَأَمِنَ الْفَتَّانَ

سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ کی راہ میں ایک دن رات پہرہ چوکی دینا ایک مہینہ بھر روزے رکھنے سے اور عبادت سے افضل ہے، جو مر جائے گا تو اس کا یہ کام برابر جاری رہے گا (یعنی اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی موقوف نہ ہوگا بلکہ بڑھتا ہی چلا جائے گا) اور اس کا رزق جاری رہے گا (جو شہدوں کو ملتا ہے) اور فتنہ سے بچ جائے گا۔ (٤)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَجْرَى عَلَيْهِ أَجْرَ عَمَلِهِ

---

(١) صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ فَضْلِ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ٥٨٧، السنن الكبرى للبيهقى٤٩٦٩

(٢) تفسیرابن کثیر١٩٧/٢

(٣) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ فَضْلِ رِبَاطِ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ٢٨٩٢، مسند احمد ٢٢٨٧٢، السنن الكبرى للبيهقى١٧٨٨٧

(٤) صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ فَضْلِ الرِّبَاطِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ٤٩٣٨، سنن نسائی کتاب الجهاد باب فَضْلُ الرِّبَاطِ٣١٦٩

الصَّالِحِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ، وَأَجْرَى عَلَيْهِ رِزْقَهُ، وَأَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ، وَبَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمِنًا مِنَ الْفَزَعِ

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل شانہ کی راہ میں ایک رات کا پہرہ ایک ہزار راتوں کی عبادت سے افضل ہے، جو تمام راتیں قیام میں اور تمام دن صیام میں گزارے جائیں۔ (۱)

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَإِنَّهُ يَنْمُو عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيَأْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا ہر مرنے والے کا عمل (اس کے مرنے پر) ختم ہو جاتا ہے مگر مورچہ بند کہ اس کا عمل قیامت تک کے لیے بڑھتا رہتا ہے، اور وہ قبر کے عذاب سے (یا منکر ونکیر کے سوال جواب) سے امن میں رہتا ہے۔ (۲)

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، تَرْفَعُ الْحَدِيثَ، قَالَتْ:مَنْ رَابَطَ فِي شَيْءٍ مِنْ سَوَاحِلِ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَجْزَأَتْ عَنْهُ رِبَاطَ سَنَةٍ

ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جو شخص مسلمانوں کی سرحد کے کسی کنارے پر تین دن تیاری میں گزارے اسے سال بھر تک کی اور جگہ کی اس تیاری کا اجر ملتا ہے۔ (۳)

أَبُو عَلِيٍّ الْجَنْبِيُّ يَقُولُ:قَالَ:حُرِّمَتِ النَّارُ عَلَى عَيْنٍ دَمَعَتْ أَوْ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، وَحُرِّمَتِ النَّارُ عَلَى عَيْنٍ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ابو علی جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آنکھ پر جہنم کی آگ حرام ہے جو اللہ کے ڈر سے روئے، اور اس آنکھ پر بھی جو اللہ کی راہ میں شب بیداری کرے۔ (۴)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ، وَعَبْدُ الخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شِيكَ فَلاَ انْتَقَشَ، طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الحِرَاسَةِ، كَانَ فِي الحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور کمبل کا بندہ تباہ ہوا اگر اس کو کچھ دیا جائے تب تو خوش

(۱) سنن ابن ماجه كتاب الجهاد بَابُ فَضْلِ الرِّبَاطِ فِي سَبِيلِ اللهِ ٢٧٦٧

(۲) مسند احمد ٢٣٩٥١، صحيح ابن حبان ٤٦٢٤، سنن ابوداود كتاب الجهاد بَابٌ فِي فَضْلِ الرِّبَاطِ ٢٥٠٠، جامع ترمذی أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا ١٦٢١

(۳) مسند احمد ٢٧٠٤٠

(۴) مسند احمد ١٧٢١٣

جو نہ دیا جائے تو غصہ ہو جائے، ایسا شخص تباہ سرنگوں ہوا اس کو کانٹا لگے تو اللہ کرے پھر نہ نکلے، مبارک وہ بندہ جو اللہ کے راستے میں (غزوہ کے موقع پر) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے، اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں، اور اس کے قدم گرد و غبار ہیں، اگر اسے چوکی پہرے پر لگا دیا جائے تو وہ اپنے اس کام میں پوری تندہی سے لگا رہے، اور اگر لشکر کے پیچھے (دیکھ بھال کے لئے) لگا دیا جائے تو اس میں بھی پوری تندہی اور فرض شناسی سے لگا رہے، (اگرچہ زندگی میں غربت کی وجہ سے اس کی کوئی اہمیت بھی نہ ہو کہ) اگر وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے تو اسے اجازت بھی نہ ملے، اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے۔ (۱)

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: كَتَبَ أَبُو عُبَيْدَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَذْكُرُ لَهُ جُمُوعًا مِنَ الرُّومِ وَمَا يَتَخَوَّفُ مِنْهُمْ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ مَهْمَا يَنزِلْ بِعَبْدٍ مُؤْمِنٍ مِنْ مَنزلة شِدَّةٍ يَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَهَا فَرَجًا، وَإِنَّهُ لَنْ يَغْلِبَ عُسْر يُسْرَيْنِ، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾.

زید بن اسلم سے روایت ہے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کی طرف خط لکھا جس میں انہوں نے رومیوں کے خوفناک لشکر جرار کی اطلاع دی، تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے خط کا جواب دیتے ہوئے لکا کہ مومن پر جو بھی سختی نازل ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے بعد آسانی فرما دیتا ہے، اور مشکل کبھی دو آسانیوں پر غالب نہیں آتی، اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلہ میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لیے کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔" (۲)

محمد بن إبراهيم بن أبي سكينة، قَالَ: أَمْلَى عَلَيَّ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هذه الأبيات بطرسوس، وودعته للخروج، وأنشدهامَعِي إِلَى الْفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ فِي سَنَةِ سَبْعِينَ وَمِائَةٍ، وَفِي رِوَايَةٍ: سَنَةَ سَبْعٍ وَسَبْعِينَ وَمِائَةٍ:

محمد بن ابراہیم بن ابوسکینہ سے روایت ہے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے طرطوس میں مجھے یہ اشعار لکھوائے جبکہ میں انہیں جہاد کے لیے روانہ ہونے کے لیے الوداع کہہ رہا تھا، آپ نے یہ اشعار لکھوائے اور میرے ہاتھ انہیں فضیل بن عیاض کی خدمت میں ارسال کرادیا یہ ۱۷۰ہجری یا ۱۷۷ہجری کا واقعہ ہے اشعار یہ ہیں۔

يَا عابدَ الْحَرَمَيْنِ لَوْ أَبْصَرْتَنا | لَعَلِمْتَ أنكَ فِي العبادِةِ تلعبُ

اے کبھی مکہ اور کبھی مدینہ میں عبادت کرنے والے اگر تو ہمارا حال دیکھے تو تجھے یقین آجائے گا کہ تو نے عبادت کو ایک کھیل بنا رکھا ہے۔

مَنْ كَانَ يَخْضِبُ خدّه بدموعِه | فَنُحورنا بِدِمَائِنَا تَتَخضَّب

وہ جس نے اپنے رخسار (اللہ کی یاد میں) اپنے آنسوؤں سے تر کر لیے ہیں، میدان جنگ میں آ کر ہمیں دیکھے کہ ہماری گردنیں (اس کی محبت

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ الحِرَاسَةِ فِي الغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللهِ ۲۸۸۷

(۲) تفسیر طبری ۷/۵۰۳

میں)خون سے رنگین ہو رہی ہیں۔

أَوْ كَانَ يُتْعِبُ خَيْلَه فِي باطلٍ　　فخُيولنا يومَ الصبِيحة تتْعبُ

یا وہ جو اپنے گھوڑے کو باطل کاموں میں تھکا دیتا ہے اگر ہمیں آ کر دیکھے تو ہمارے گھوڑے تو میدان جنگ میں تھکتے ہیں۔

ريحُ العبيرِ لَكُمْ ونحنُ عبيرُنا　　وَهجُ السنابِك والغبارُ الأطيبُ

عطر کی مہک تمہارے لیے ہے ہمارا عطر تو میدان جنگ میں گھوڑوں کی ٹاپوں سے اٹھا ہوا پاکیزہ گرد وغبار ہے۔

ولقَد أَتَانَا مِنْ مَقَالِ نَبِيِّنَا　　قَوْلٌ صَحيح صَادِقٌ لَا يَكْذِبُ

ہمارے پاس ہمارے نبی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ صحیح اور سچا فرمان پہنچا ہے جس کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

لَا يَسْتَوِي وَغُبَارَ خَيْلِ اللهِ فِي　　أَنْفِ امْرِئٍ ودخانَ نَارٍ تَلْهَبُ

اللہ کے رستے میں جہاد کرنے والے گھوڑوں کے ٹاپوں سے اٹھنے والا غبار اور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا دھواں کسی شخص کی ناک میں جمع نہیں ہوسکتا۔

هَذَا كِتَابُ اللهِ يَنْطق بَيْنَنَا　　لَيْسَ الشهيدُ بمَيِّت لَا يَكْذبُ

یہ اللہ کی کتاب ہمارے پاس شہادت دے رہی ہے کہ شہید مردہ نہیں ہے اور اس بات کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

قَالَ: فَلَقِيتُ الفُضيل بْنَ عِيَاضٍ بِكِتَابِهِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ،فَلَمَّا قَرَأَهُ ذَرِفَتْ عَيْنَاهُ، وَقَالَ: صَدَق أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَنَصَحَنِي ، ثُمَّ قَالَ: أَنْتَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْحَدِيثَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَاكْتُبْ هَذَا الْحَدِيثَ كِرَاءَ حَمْلِكَ كِتَابَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِلَيْنَا

محمد بن ابراہیم بن ابوسکینہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کا یہ خط فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کو مسجد حرام میں پہنچایا جب انہوں نے اس خط کو پڑھا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمانے لگے ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ) نے سچ کہا اور مجھے نصیحت کی ہے، پھر انہوں نے کہا آپ کاتبین حدیث میں سے ہیں؟ میں نے عرض کی جی ہاں، پھر انہوں نے کہا اچھا یہ حدیث لکھو اور یہ معاوضہ ہے ابوعبدالرحمٰن کے اس خط کا جو آپ ہمارے پاس لے کر آئے ہیں،

وَأَمْلَى عَلَيَّ الفُضيل بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلمني عَمَلًا أَنَالُ بِهِ ثَوَابَ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ،فَقَالَ: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُصَلِّيَ فَلَا تَفْتُرَ وتصومَ فَلَا تُفْطِرَ؟فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا أَضْعَفُ مِنْ أَنْ أَسْتَطِيعَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فوالَّذي نَفْسِي بِيَدِه لَوْ طُوقْتَ ذَلِكَ مَا بلغتَ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ ، أَوَمَا عَلمتَ أَنَّ الْفَرَسَ الْمُجَاهِدَ ليَسْتَنُّ فِي طِوَله فَيُكْتَبُ لَهُ بِذَلِكَ الْحَسَنَاتُ

پھر فضیل بن عیاض نے مجھے یہ حدیث لکھوائی کہ ہم نے منصور بن معتمر نے یہ حدیث بیان کی انہوں نے ابو صالح سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایک ایسا عمل سکھادیں جس میں سے اللہ کے رستے میں جہاد کرنے والے مجاہدین کے اجر وثواب کو پالوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھ میں اس بات کی طاقت ہے کہ ساری رات نماز پڑھتا رہے اور کبھی نہ اکتائے، اور ساری زندگی روزے رکھتا رہے اور کبھی ناغہ نہ کرے؟ اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں بہت کمزور ہوں مجھے اس کی استطاعت نہیں ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات گرامی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تمہیں اس بات کی طاقت بھی ہو تو پھر بھی تم مجاہدین فی سبیل اللہ کے اجر وثواب کو نہیں پاسکتے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجاہدین کا گھوڑا اپنی چراگاہ میں رسی بندھے ہوئے بشاشت سے اچھلتا کودتا ہے تو اس کے عوض بھی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ [1]

باطل پرستوں کے مقابلہ میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہو اور اپنے تمام امور واحوال میں اللہ سے ڈرتے رہو،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ:: اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں کہیں بھی ہو اور گناہ کے بعد نیکی کرتے رہو، نیکی اسے مٹادے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن خلق کے ساتھ پیش آؤ۔ [2]

یہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس وقت فرمائی تھی جب انہیں یمن روانہ فرمایا تھا۔

امید ہے کہ دنیا وآخرت میں فلاح پاؤ گے،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِي: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ:{وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ}وَاتَّقُوا اللهَ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ غَدًا إِذَا لَقِيتُمُونِي

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے "اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔" کے معنی یہ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم مجھ سے ڈرتے رہو تاکہ کل جب میری ملاقات کے لیے آئے تو کامیاب ہو جاؤ۔ [3]

عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کا قرضہ

عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے جنگ میں شہید ہونے کے بعد جب جابر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں آئے تو قرض خواہوں نے بار بار ان سے قرضہ کا تقاضا کیا مگر جابر رضی اللہ عنہ کے پاس بھی کچھ نہیں تھا کہ وہ اس قرضہ سے دامن چھڑالیں، دوسری طرف چھ بہنوں کی ضروریات بھی ان کے ذمہ تھیں جس سے جابر رضی اللہ عنہ پریشان رہنے لگے،

---

[1] تاریخ دمشق ۳۲/۴۵۰

[2] جامع ترمذی أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي مُعَاشَرَةِ النَّاسِ ۱۹۸۷، مسند احمد ۲۱۳۵۴

[3] تفسیر طبری ۷/۵۱۰

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي: يَا جَابِرُ مَا لِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ اسْتُشْهِدَ أَبِي، وَتَرَكَ عِيَالاً وَدَيْنًا، قَالَ: أَفَلاَ أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللَّهُ بِهِ أَبَاكَ؟ قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: مَا كَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا قَطُّ إِلاَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، وَأَحْيَا أَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَاحًا. فَقَالَ: يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ. قَالَ: يَا رَبِّ تُحْيِينِي فَأُقْتَلَ فِيكَ ثَانِيَةً. قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لاَ يُرْجَعُونَ

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا اے جابر میں تجھے شکستہ خاطر پا تا ہوں تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا والد اس غزوہ میں شہید ہو گئے ہیں اور آل وعیال کے علاوہ قرض کا بوجھ بھی چھوڑ گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے ایک خوشخبری نہ سناؤں، میں عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں مجھے خوشخبری ضرور سنائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر! اللہ تعالیٰ نے کسی بھی شخص سے پردے میں کلام کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ کیا اور بالمشافہ کلام فرمایا، اور ان سے پوچھا اے میرے بندے! اپنی کوئی تمنا میرے سامنے پیش کرو، تو تیرے والد نے عرض کیا اے میرے پروردگار! میری تمنا یہ ہے کہ پھر زندہ ہوں، اور تیری راہ میں دوبارہ مارا جاؤں، اللہ عزوجل نے فرمایا یہ تو لکھ دیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد اس دنیا میں واپسی نہیں اس لئے یہ تو نہیں ہوسکتا۔ [1]

صحیح بخاری کی کئی روایات کا مجموعہ ہے کہ جب قرض خواہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کا سختی سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا تو

فَدَقَقْتُ البَابَ، فَقَالَ:مَنْ ذَا ،فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ:أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهَا

جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجرے کا دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ جابر رضی اللہ عنہ نے (اپنا نام بتلانے کے بجائے کہا) میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں میں (کیا ہوتا ہے) یعنی آپ نے اس طرح جواب دینے کو پسند نہ فرمایا،

جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ یہودیوں سے سفارش کریں کہ تا کہ وہ کچھ قرضہ معاف کر دیں یا قرض کی ادائیگی میں کچھ مہلت ہی دے دیں،

فَطَلَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوا،فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا تَمْرَ حَائِطِي وَيُحَلِّلُوا أَبِي، فَأَبَوْا، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَافًا، العَجْوَةَ عَلَى حِدَةٍ، وَعَذْقَ زَيْدٍ عَلَى حِدَةٍ، ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَيَّ،فَفَعَلْتُ، ثُمَّ أَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَغَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے سفارش کی کہ وہ اپنا کچھ قرضہ معاف کر دیں لیکن انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو تسلیم نہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے قرضہ کے عوض جابر رضی اللہ عنہ کے باغ کے تمام پھل لے لو اور میرے والد کو معاف کر دیں مگر قرض خواہ یہودی اس پیشکش پر بھی راضی نہ ہوئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا تم (اپنے باغ میں) جاؤ اور کھجوروں کی اقسام علیحدہ علیحدہ

[1] جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ۳۰۱۰

کر دو، عجوہ علیحدہ، عذق زید علیحدہ، لین علیحدہ، جب ایسا کر چکو تو مجھے بولا لینا، جابر رضی اللہ عنہ نے حکم کے مطابق باغ میں جا کر تمام کھجوروں کی اقسام کو علیحدہ علیحدہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم صبح کو تمہارے باغ میں آئیں گے

فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ اليَهُودِيَّ، فَيَقُولُ: أَبَا القَاسِمِ لاَ أُنْظِرُهُ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ، ثُمَّ جَاءَهُ فَكَلَّمَهُ فَأَبَى، فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيلِ رُطَبٍ، فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ ، ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ عَرِيشُكَ يَا جَابِرُ؟ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: افْرُشْ لِي فِيهِ، فَفَرَشْتُهُ، فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ، فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةٍ أُخْرَى فَأَكَلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ اليَهُودِيَّ فَأَبَى عَلَيْهِ

دوسرے دن صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ (ان کے باغ میں) تشریف لے گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس وقت) پھر ایک یہودی سے قرض خواہ سے مہلت دینے کے لئے کہا، لیکن اس بار بھی اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور کھجور کے باغ میں چار اطراف میں چکر لگایا اور پھر اس یہودی کے پاس آ کر (دوبارہ) مہلت کے لئے کہا، اس نے پھر مہلت دینے سے انکار کر دیا، جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ تازہ کھجوریں پیش کیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائیں، (کھجوریں کھا کر) آپ نے فرمایا تمہاری جھونپڑی کہاں ہے؟ میں نے اپنی جھونپڑی بتائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس میں) بچھونا کر دو میں نے لیٹنے کے لئے بچھونا بچھا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھونپڑی میں تشریف لے گئے اور (بچھونے پر) سو گئے، جب کچھ دیر بعد (نیند سے) بیدار ہوئے تو جابر رضی اللہ عنہ نے پھر آپ کی خدمت میں کچھ کھجوریں پیش کیں آپ نے کھجوروں کو تناول فرمایا، اور اس یہودی سے پھر (تیسری بار) مہلت دینے کے لئے کہا، مگر اب کی بار بھی اس نے حسب سابق انکار کر دیا،

فَمَشَى حَوْلَ بَيْدَرٍ مِنْ بَيَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا، أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: كِلْ لِلْقَوْمِ، فَكِلْتُهُمْ حَتَّى أَوْفَيْتُهُمُ الَّذِي لَهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِي كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ، فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِي كَانَ، فَوَجَدَهُ يُصَلِّي العَصْرَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُ بِالفَضْلِ، فَقَالَ: أَخْبِرْ ذَلِكَ ابْنَ الخَطَّابِ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ، فَقَالَ: ائْتِ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، فَأَخْبِرْهُمَا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کھجور کے جو ڈھیر لگے ہوئے تھے پہلے ان میں سے ایک کے چاروں طرف چلے اور پھلوں میں برکت کی دعا فرمائی، پھر آپ نے (کھجوروں کی) سب سے بڑی ڈھیری کے گرد تین چکر لگائے اور اس پر بیٹھ گئے، اور فرمایا اے جابر! اب ان قرض خواہوں کو ناپ ناپ کر دینا شروع کرو، یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے، جابر رضی اللہ عنہ نے ناپ ناپ کر (کھجوریں) دینا شروع کیں یہاں تک کہ ان کا پورا قرضہ چکتا ہو گیا جبکہ (اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان میں ایسی برکت ڈالی کہ) کھجوروں کا ڈھیر اسی طرح باقی تھا جیسے ان میں سے کچھ لیا ہی نہ گیا ہو، جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کرنے کے لئے (کہ قرضہ اتر چکا ہے اور کھجوریں بھی اسی طرح باقی ہیں) روانہ ہو گئے، جب وہ (مسجد نبوی میں) پہنچے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر ادا فرما رہے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے

تو جابر رضی اللہ عنہ نے سارا معاملہ آپ کے گوش گزار کیا تو فرمایا ابن خطاب یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس کی خبر دے دو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں، پھر جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس کی اطلاع کر دو،

فَذَهَبَ جَابِرٌ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ عَلِمْتُ حِينَ مَشَى فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُبَارَكَنَّ فِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: اسْمَعْ، وَهُوَ جَالِسٌ، يَا عُمَرُ فَقَالَ: أَلَّا يَكُونُ؟ قَدْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ وَاللهِ، إِنَّكَ لَرَسُولُ اللهِ ، وَأَنَا وَاللهِ رَاضٍ أَنْ يُؤَدِّيَ اللهُ أَمَانَةَ وَالِدِي، وَلاَ أَرْجِعَ إِلَى أَخَوَاتِي بِتَمْرَةٍ، فَسَلِمَ وَاللهِ الْبَيَادِرُ كُلُّهَا حَتَّى أَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً

جابر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ (تمہارے باغ میں) تشریف لے گئے تھے میں اسی وقت ہی سمجھ گیا تھا کہ بیشک کھجوروں میں برکت ہو جائے گی، کچھ دیر بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! جابر رضی اللہ عنہ کی بات سنو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نہیں جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ کی قسم بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، جابر رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی تو انہوں نے فرمایا ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ ایسا (ہی) ہو گا، جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں تو اسی پر ہی راضی تھا کہ اللہ قرض ادا کر دے اور میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں لیکن (قرض ادا کرنے کے بعد بھی) کھجوروں کی تمام ڈھیریاں ویسی کی ویسی ہی تھیں حتی کہ وہ ڈھیری بھی جس میں سے قرضہ ادا کیا گیا تھا سالم تھی گویا کہ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی، یہی وہ ڈھیری تھی جس پر رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے۔ [1]

مضامین سورۃ الصّف: اس سورہ کا موضوع جہاد و قتال ہے۔

- اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرنے کے بعد مسلمانوں کو سختی کے ساتھ تنبیہ کی گئی کہ وہ اپنے عہد کی پابندی کیا کریں اور جو کچھ زبان سے کہیں اسے کر کے بھی دکھائیں، پھر اہل ایمان کو جہاد کی ترغیب دلائی گئی کہ مسلمانوں کو امت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ اور دین الٰہی کی نصرت کے لیے کفر کے مقابلے کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ڈٹ کر کھڑا ہونا چاہیے۔
- مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی کہ اپنے رسول اور اپنے دین کے ساتھ وہ روش اختیار نہیں کرنی چاہیے جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل نے اختیار کی، وہ عوائے ایمان کے باوجود موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت پر کمر بستہ رہے، اور عیسیٰ علیہ السلام سے کھلی کھلی نشانیوں کو دیکھ لینے کے باوجود ان کو جھٹلانے سے باز نہ آئے، اس کا وبال یہ ہوا کہ ان سے ہدایت کی توفیق سلب کر لی گئی۔

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ الكَيْلِ عَلَى البَائِعِ وَالمُعْطِي ۲۱۲۷، وکتاب فی الاستقراض بَابٌ إِذَا قَضَى دُونَ حَقِّهِ أَوْ حَلَّلَهُ فَهُوَ جَائِزٌ ۲۳۹۵، وبَابُ إِذَا قَاصَّ أَوْ جَازَفَهُ فِي الدَّيْنِ تَمْرًا بِتَمْرٍ أَوْ غَيْرِهِ ۲۳۹۶، وبَابُ الشَّفَاعَةِ فِي وَضْعِ الدَّيْنِ ۲۴۰۵ ،وكِتَابُ الهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا بَابُ إِذَا وَهَبَ دَيْنًا عَلَى رَجُلٍ ۲۶۰۱، وکتاب الصلح بَابُ الصُّلْحِ بَيْنَ الغُرَمَاءِ وَأَصْحَابِ المِيرَاثِ وَالمُجَازَفَةِ فِي ذَلِكَ ۲۷۰۹، وکتاب الوصایا بَابُ قَضَاءِ الوَصِيِّ دُيُونَ المَيِّتِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الوَرَثَةِ ۲۷۸۱،وکتاب المغازی بَابُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ المُؤْمِنُونَ ۴۰۵۳، وکتاب الاطعمه بَابُ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ ۵۴۴۳، وكِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ بَابُ إِذَا قَالَ: مَنْ ذَا؟ فَقَالَ: أَنَا عن جابر ۶۲۵۰

○یہود و نصاریٰ اور ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنے والے منافقین جو اہل ایمان کو مٹانے اور دعوت حق کو روکنے کا عزم رکھتے ہیں کو خبردار کیا کہ تمہاری ہر طرح کی مخالفتوں اور سازشوں کے باوجود رسول برحق کا لایا ہوا دین پوری آب و تاب کے ساتھ سارے ادیان پر غالب آ کر رہے گا اگرچہ تم لوگوں کو یہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

○مسلمانوں کو دنیا و آخرت کی کامیابی کی بنیاد بتائی کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد ہی میں کامیابی کا راز پنہاں ہے، اس کے علاوہ کوئی ایسا عمل نہیں جو انسانیت کو فوز و فلاح سے ہمکنار کر سکے۔

○اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ان کے حواریوں نے جیسے ان کا ساتھ دیا تھا اسی طرح اہل ایمان پر بھی لازم ہے کہ اپنے نبی کی تائید و حمایت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت مسلمانوں کے شامل حال رہے۔

○رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت اور پیش گوئی کا ذکر ہے جو پہلے انبیاء اپنی قوموں کو سنایا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: تَذَاكَرْنَا بَيْنَنَا، قُلْنَا: أَيُّكُمْ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُهُ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ وَهِبْنَا أَنْ يَقُومَ مِنَّا أَحَدٌ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا رَجُلًا رَجُلًا حَتَّى جَمَعَنَا فَجَعَلَ بَعْضُنَا يُشِيرُ إِلَى بَعْضٍ، فَقَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ} إِلَى قَوْلِهِ: {كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ} [غافر: 35] قَالَ: فَتَلَاهَا مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دن بیٹھے آپس میں یہ تذکرہ کر رہے تھے کہ کوئی جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کرے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب عمل کونسا ہے؟ اگر ہمیں ایسے عمل کی خبر ہو جائے تو ہم ضرور اس پر عامل ہو جائیں، ابھی باتیں ہی ہو رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلا بھیجا اور یہ سورۂ تلاوت فرمائی {سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ} إِلَى قَوْلِهِ: كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ ۔[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

زمین و آسمان کی ہر ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے، اے ایمان والو!

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳

تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے

[1] مسند احمد ۲۳۷۸۹

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴ (الصّف ۱تا۴)

بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

اللہ وحدہ لاشریک ہی کائنات کی ہر چیز کا خالق، مالک اور متصرف ہے، اور زمین وآسمان کی ہر چیز اپنے خالق کے سامنے سرافگندہ اور اپنے رب کی حمد وتسبیح بیان کر رہی ہے، جیسے فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝۴۴ [1]

ترجمہ: اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان وزمین میں ہیں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔

وہ ہر چیز پر غالب ہے اور اس کا ہر کام حکمت سے لبریز ہوتا ہے، منافقین کو تنبیہ فرمائی اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اپنے منہ سے وہ بات کیوں کہتے ہو جس کی پاسداری نہیں کرتے ہو؟ جیسے فرمایا

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۴۴ [2]

ترجمہ: کیا تم (دوسرے) لوگوں سے نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم کتاب (الٰہی) کی تلاوت کرتے ہو؟ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟۔

ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۝۸۸ [3]

ترجمہ: اور میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے میں تمہیں روکتا ہوں ان کا خود ارتکاب کروں میں تو اصلاح کرنا چاہتا ہوں جہاں تک بھی میرا بس چلے۔

مزید تاکید کے طور پر فرمایا اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم وہ بات کہو جسے پورا نہیں کرتے، یعنی اگر ایمان کا دعویٰ کرتے ہو تو تمہارے قول وفعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:آيَةُ المُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں (اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو اور مسلمان ہونے

---

[1] بنی اسرائیل ۴۴

[2] البقرۃ ۴۴

[3] ہود ۸۸

کا دعویٰ کرتا ہو) یہ کہ جب بولے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے ایک ہو اس میں ایک خصلت نفاق ہے جب تک اسے نہ چھوڑے یہ کہ جب امانت اس کے سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب بولے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب لڑے تو اخلاق و دیانت کی حدیں توڑ ڈالے۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِنَا وَأَنَا صَبِيٌّ، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَخْرُجُ لِأَلْعَبَ، فَقَالَتْ أُمِّي: يَا عَبْدَ اللَّهِ تَعَالَ أُعْطِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهُ؟ قَالَتْ: أُعْطِيهِ تَمْرًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تَفْعَلِي كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذْبَةٌ

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ میں ابھی بچہ تھا، میں کھیلنے کے لیے باہر نکلا، میری امی نے کہا اے عبداللہ! آؤ میں تمہیں کچھ دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اگر ایسا نہ کرتی تو تمہارا ایک جھوٹ لکھا جاتا۔ (۳)

جہاد ایک انتہائی نیک عمل جو اللہ عزوجل کو بہت محبوب ہے فرمایا کہ اللہ کو تو وہ لوگ پسند ہیں جو اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے مضبوط تنظیم کے ساتھ اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں،

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: {كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ}قَالَ:مُثَبَّتٌ لَا يَزُولُ مُلْصَقٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ”گویا سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں وہ ثابت قدم ہوتے ہیں کہ ان کے پاؤں ڈگمگاتے نہیں اور پھر ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ (۴)

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُونَنِي وَقَد تَّعْلَمُونَ

اور (یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم مجھے کیوں ستا رہے ہو حالانکہ تمہیں (بخوبی)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ عَلاَمَةِ المُنَافِقِ ۳۳،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ ۲۱۱

(۲) صحیح بخاری کتاب الایمانبَابُ عَلاَمَةِ المُنَافِقِ ۳۴،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ ۲۱۰

(۳) مسنداحمد۱۵۷۰۲،سنن ابوداودكِتَاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ ۴۹۹۱

(۴) تفسیرابن ابی حاتم ۱۰,۳۳۵۴

اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ

معلوم ہے کہ میں تمہاری جانب اللہ کا رسول ہوں، پس جب وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے تو اللہ نے انکے دلوں کو (اور) ٹیڑھا

وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝۵ وَ اِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

کر دیا اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا، اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے (میری قوم) بنی اسرائیل!

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ

میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں

وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ

اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے،

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۶ (الصّف ۶،۵)

پھر جب وہ انکے پاس کھلی دلیلیں لائے تو کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا یہ یہودی آپ کے ساتھ جو برتاؤ کر رہے ہیں وہ کوئی انوکھی بات نہیں، بنی اسرائیل کی تو پوری تاریخ ہی انبیاء کی تکذیب سے بھری پڑی ہے، انہوں نے تو موسیٰ علیہ السلام کی بھی نافرمانی کی تھی اور عیسیٰ علیہ السلام کا بھی انکار کیا تھا، فرمایا اور موسیٰ کی وہ بات یاد کرو جب اس نے اپنی قوم کے کرتوتوں پر انہیں زجر و توبیخ کرتے ہوئے کہی تھی کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہو کر تم کیوں اپنے اقوال و افعال کے ذریعے مجھے اذیت دیتے ہو اور میری طرف جسمانی عیوب کی تہمت لگاتے ہو جو مجھ میں نہیں، حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہودیوں کی بہت سی تکلیف دہ باتوں کا تذکرہ فرمایا ہے،

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝۵۱ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۵۲ وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۵۳ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ
عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَیْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝۵۴ وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ
جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝۵۵ [1]

[1] البقرة ۵۱تا۵۵

ترجمہ: یاد کرو جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو چالیس شبانہ روز کی قرارداد پر بلایا تو اس کے پیچھے تم بچھڑے کو اپنا معبود بنا بیٹھے اس وقت تم نے بڑی زیادتی کی تھی مگر اس پر بھی ہم نے تمہیں معاف کر دیا کہ شاید اب تم شکر گزار بنو، یاد کرو (ٹھیک اس وقت جب تم یہ ظلم کر رہے تھے) ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور فرقان عطا کی تا کہ تم اس کے ذریعے سے سیدھا راستہ پا سکو، یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام (یہ نعمت لیے ہوئے پلٹا، تو اس نے اپنی قوم سے کہا کہ لوگو تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر سخت ظلم کیا ہے، لہٰذا تم لوگ اپنے خالق کے حضور توبہ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاک کرو اسی میں تمہارے خالق کے نزدیک تمہاری بہتری ہے، اس وقت تمہارے خالق نے تمہاری توبہ قبول کر لی کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے اور رحم فرمانے والا ہے، یاد کرو جب تم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہم تمہارے کہنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کہ اپنی آنکھوں سے علانیہ خدا کو (تم سے کلام کرتے) نہ دیکھ لیں اس وقت تمہارے دیکھتے دیکھتے ایک زبردست کڑکے نے تم کو آلیا۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ
كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ
نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّاۗىِٕهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا
وَبَصَلِهَا ۭ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ۭ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۭ وَضُرِبَتْ
عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۤ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ
بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـــِٕيْنَ مَنْ
اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَاِذْ
اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ
تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ
اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَھُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـــِٕيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰھَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا
وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا ھُزُوًا ۭ قَالَ
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ [1]

ترجمہ: یاد کرو، جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا کہ فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو چنانچہ اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے نے جان لیا کہ کون سی جگہ اس کے پانی لینے کی ہے، اس وقت یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ، پیو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو، یاد کرو، جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ علیہ السلام، ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لیے زمین کی پیداوار ساگ، ترکاری، گیہوں، لہسن، پیاز، دال وغیرہ پیدا کریں، تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا ایک بہتر چیز کے بجائے

[1] البقرۃ ٦٠تا٦٧

تم ادنیٰ درجے کی چیزیں لینا چاہتے ہو؟ اچھا، کسی شہری آبادی میں جا رہو جو کچھ تم مانگتے ہو وہاں مل جائے گا، آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ذلت وخواری اور پستی وبدحالی ان پر مسلط ہوگئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے، یہ نتیجہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیات سے کفر کرنے لگے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے یہ نتیجہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور اس بات کا کہ وہ حدود شرع سے نکل نکل جاتے تھے، یقین جانو کہ نبی عربی کو ماننے والے ہوں یا یہودی، عیسائی ہوں یا صابی، جو بھی اللہ اور روز آخر پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا، اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور اس کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے، یاد کرو وہ وقت، جب ہم نے طور کو تم پر اٹھا کر تم سے پختہ عہد لیا تھا اور کہا تھا کہ جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھامنا اور جو احکام وہدایات اس میں درج ہیں انہیں یاد رکھنا، اسی ذریعے سے توقع کی جاسکتی ہے کہ تم تقویٰ کی روش پر چل سکو گے مگر اس کے بعد تم اپنے عہد سے پھر گئے، اس پر بھی اللہ کے فضل اور اس کی رحمت نے تمہارا ساتھ نہ چھوڑا ورنہ تم کبھی کے تباہ ہو چکے ہوتے، پھر تمہیں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قصہ تو معلوم ہی ہے جنہوں نے سبت کا قانون توڑا تھا ہم نے انہیں کہہ دیا کہ بندر بن جاؤ اور اس حالت میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پھٹکار پڑے اس طرح ہم نے ان کے انجام کو اس زمانے کے لوگوں اور بعد کی آنے والی نسلوں کے لئے عبرت اور ڈرنے والوں کے لئے نصیحت بنا کر چھوڑا، پھر وہ واقعہ یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے کہنے لگے کیا تم ہم سے مزاق کرتے ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں کی سی باتیں کروں۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ (۱)

ترجمہ: یہ اہل کتاب اگر آج تم سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ تم آسمان سے کوئی تحریر ان پر نازل کراؤ تو اس سے بڑھ چڑھ کر مجرمانہ مطالبے یہ پہلے موسیٰ سے کر چکے ہیں، اس سے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں خدا کو علانیہ دکھا دو اور اسی سرکشی کی وجہ سے یکا یک ان پر بجلی ٹوٹ پڑی تھی، پھر انہوں نے بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا حالانکہ یہ کھلی کھلی نشانیاں دیکھ چکے تھے اس پر بھی ہم نے ان سے درگزر کیا، ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو صریح فرمان عطا کیا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ

---

(۱) النساء ۱۵۳

فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٢٣﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا أَبَدًا
مَا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرُقْ
بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٥﴾ قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۛ يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَلَا تَأْسَ
عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾ [1]

ترجمہ: یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی اس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تمہیں عطا کی تھی، اس نے تم میں نبی پیدا کیے، تم کو فرماں روا بنایا اور تم کو وہ کچھ دیا جو دنیا میں کسی کو نہ دیا تھا، اے برادران قوم! اس مقدّس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے پیچھے نہ ہٹو ورنہ ناکام و نامراد پلٹو گے، انہوں نے جواب دیا اے موسیٰ علیہ السلام! وہاں تو بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں، ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہاں اگر وہ نکل گئے تو ہم داخل ہونے کے لیے تیار ہیں، ان ڈرنے والوں میں دو شخص ایسے بھی تھے جن کو اللہ نے اپنی نعمت سے نوازا تھا انہوں نے کہا کہ ان جبّاروں کے مقابلہ میں دروازے کے اندر گھس جاؤ، جب تم اندر پہنچ جاؤ گے تو تم ہی غالب رہو گے اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم مومن ہو، لیکن انہوں نے پھر یہی کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام! ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں موجود ہیں بس تم اور تمہارا رب، دونوں جاؤ اور لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں، اس پر موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! میرے اختیار میں کوئی نہیں مگر یا میری اپنی ذات یا میرا بھائی، پس تو ہمیں ان نافرمان لوگوں سے الگ کر دے، اللہ نے جواب دیا اچھا تو وہ ملک چالیس سال تک ان پر حرام ہے، یہ زمین میں مارے مارے پھریں گے ان نافرمانوں کی حالت پر ہرگز ترس نہ کھاؤ۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَهُمْ ۚ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلَٰهًا كَمَا
لَهُمْ آلِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿١٣٨﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٩﴾ قَالَ أَغَيْرَ
اللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٤٠﴾ وَإِذْ أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۖ
يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿١٤١﴾ [2]

ترجمہ: بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے گزار دیا پھر وہ چلے اور راستے میں ایک ایسی قوم پر ان کا گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کی گرویدہ بنی ہوئی تھی کہنے لگے، اے موسیٰ علیہ السلام، ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں، موسیٰ نے کہا تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو، یہ لوگ جس طریقہ کی پیروی کر رہے ہیں وہ تو برباد ہونے والا ہے اور جو عمل وہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل ہے، پھر موسیٰ نے کہا کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود تمہارے لیے تلاش کروں؟ حالانکہ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں دنیا بھر کی قوموں پر فضیلت بخشی ہے، اور (اللہ فرماتا ہے) وہ وقت یاد کرو جب ہم نے فرعون والوں سے تمہیں نجات دی جن کا حال یہ تھا کہ تمہیں سخت عذاب میں مبتلا رکھتے تھے، تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی۔

---

[1] المائدة ٢٠ تا ٢٦

[2] الاعراف ١٣٨ تا ١٤١

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ
اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ
اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ
لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ يٰمُوْسٰۤى
اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَاۤ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِيْكُمْ دَارَ
الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ
وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ
وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْۤ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ
لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا
خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ
الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ
اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے موسیٰ کو تیس شب و روز کے لیے (کوہِ سینا پر) طلب کیا اور بعد میں دس دن کا اور اضافہ کر دیا اس طرح اس کے رب کی مقرر کردہ مدّت پورے چالیس دن ہوگئی، موسیٰ نے چلتے ہوئے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میرے پیچھے تم میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور ٹھیک کام کرتے رہنا اور بگاڑ پیدا کرنے والوں کے طریقے پر نہ چلنا، اور جب وہ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر پہنچا اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا تو اس نے التجا کی کہ اے رب! مجھے یارائے نظر دے کہ میں تجھے دیکھوں، فرمایا تو مجھے نہیں دیکھ سکتا، ہاں ذرا سامنے کے پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ قائم رہ جائے تو البتہ تو مجھے دیکھ سکے گا، چنانچہ اس کے رب نے جب پہاڑ پر تجلی کی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑا جب ہوش آیا تو بولا پاک ہے تیری ذات، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلا ایمان لانے والا میں ہوں، فرمایا اے موسیٰ! میں نے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر تجھے منتخب کیا کہ میری پیغمبری کرے اور مجھ سے ہم کلام ہو پس جو کچھ میں تجھے دوں اسے لے اور شکر بجالا، اس کے بعد ہم نے موسیٰ کو ہر شعبہ زندگی کے متعلق نصیحت اور ہر پہلو کے متعلق واضح ہدایت تختیوں پر لکھ کر دے دی اور اس سے کہا ان ہدایات کو مضبوط ہاتھوں سے سنبھال اور اپنی قوم کو حکم دے کہ ان کے بہتر مفہوم کی پیروی کریں عنقریب میں تمہیں

[1] الاعراف ۱۴۲ تا ۱۵۱

فاسقوں کے گھر دکھاؤں گا، میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کی نگاہیں پھیر دوں گا جو بغیر کسی حق کے زمین میں بڑے بنتے ہیں وہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں کبھی اس پر ایمان نہ لائیں گے، اگر سیدھا راستہ ان کے سامنے آئے تو اسے اختیار نہ کریں گے اور اگر ٹیڑھا راستہ نظر آئے تو اس پر چل پڑیں گے، اس لیے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور ان سے بے پروائی کرتے رہے، ہماری نشانیوں کو جس کسی نے جھٹلایا اور آخرت کی پیشی کا انکار کیا اس کے سارے اعمال ضائع ہو گئے کیا لوگ اس کے سوا کچھ اور جزا پا سکتے ہیں کہ جیسا کریں ویسا بھریں؟ موسیٰ کے پیچھے اس کی قوم کے لوگوں نے اپنے زیوروں سے ایک بچھڑے کا پتلا بنایا جس میں سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی، کیا انہیں نظر نہ آتا تھا کہ وہ نہ ان سے بولتا ہے نہ کسی معاملہ میں ان کی رہنمائی کرتا ہے؟ مگر پھر بھی انہوں نے اسے معبود بنا لیا اور وہ سخت ظالم تھے، پھر جب ان کی فریب خوردگی کا طلسم ٹوٹ گیا اور انہوں نے دیکھ لیا کہ درحقیقت وہ گمراہ ہو گئے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ فرمایا اور ہم سے درگزر نہ کیا تو ہم برباد ہو جائیں گے، ادھر سے موسیٰ غصّے اور رنج میں بھرا ہوا اپنی قوم کی طرف پلٹا، آتے ہی اس نے کہا بہت بری جانشینی کی تم لوگوں نے میرے بعد! کیا تم سے اتنا صبر نہ ہوا کہ اپنے رب کے حکم کا انتظار کر لیتے؟ اور تختیاں پھینک دیں اور اپنے بھائی (ہارون علیہ السلام) کے سر کے بال پکڑ کر اسے کھینچا، ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے! ان لوگوں نے مجھے دبا لیا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالتے پس تو دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے اور اس ظالم گروہ کے ساتھ مجھے نہ شامل کر، تب موسیٰ نے کہا اے ربّ! مجھے اور میرے بھائی کو معاف کر اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما تو سب سے بڑھ کر رحیم ہے۔

فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ
اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا
حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا
هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ
قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا
لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ
اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ
وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ
الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠
وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ
نَسْفًا ﴿٩٧﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ [1]

---

[1] طٰہٰ ٨٦ تا ٩٨

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام سخت غصے اور رنج کی حالت میں اپنی قوم کی طرف پلٹا جا کر اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو، کیا تمہارے رب نے تم سے اچھے وعدے نہیں کیے تھے؟ کیا تمہیں دن لگ گئے ہیں؟ یا تم اپنے رب کا غضب ہی اپنے اوپر لانا چاہتے تھے کہ تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی؟ انہوں نے جواب دیا ہم نے آپ سے وعدہ خلافی کچھ اپنے اختیار سے نہیں کی، معاملہ یہ ہوا کہ لوگوں کے زیورات کے بوجھ سے ہم لد گئے تھے اور ہم نے بس ان کو پھینک دیا تھا، پھر اسی طرح سامری نے بھی کچھ ڈالا اور ان کے لیے ایک بچھڑے کی مورت بنا کر لایا جس میں سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی لوگ پکار اٹھے یہی ہے تمہارا خدا اور موسیٰ کا خدا، موسیٰ علیہ السلام اسے بھول گیا، کیا وہ دیکھتے نہ تھے کہ نہ وہ ان کی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ ان کے نفع و نقصان کا کچھ اختیار رکھتا ہے؟ ہارون علیہ السلام (موسیٰ علیہ السلام کے آنے سے) پہلے ہی ان سے کہہ چکا تھا کہ لوگو، تم اس کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے ہو، تمہارا رب تو رحمان ہے، پس تم میرے پیروی کرو اور میری بات مانو، مگر انہوں نے اس سے کہہ دیا کہ ہم تو اسی کی پرستش کرتے رہیں گے جب تک کہ موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس واپس نہ آجائے، موسیٰ علیہ السلام (قوم کو ڈانٹنے کے بعد ہارون علیہ السلام کی طرف پلٹا اور) بولا ہارون علیہ السلام، تم نے جب دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو رہے ہیں تو کس چیز نے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا کہ میرے طریقے پر عمل نہ کرو؟ کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی؟ ہارون علیہ السلام نے جواب دیا اے میری ماں کے بیٹے! میری ڈاڑھی نہ پکڑ نہ میرے سر کے بال کھینچ مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ تو آ کر کہے گا تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا اور سامری، تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے وہ چیز دیکھی جو ان لوگوں کو نظر نہ آئی، پس میں نے رسول کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھالی اور اس کو ڈال دیا میرے نفس نے مجھے کچھ ایسا ہی سجھایا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا اچھا تو جا اب زندگی بھر تجھے یہی پکارتے رہنا ہے کہ مجھے نہ چھونا اور تیرے لیے باز پرس کا ایک وقت مقرر ہے جو تجھ سے ہرگز نہ ٹلے گا اور دیکھ اپنے اس خدا کو جس پر تو ریجھا ہوا تھا اب ہم اسے جلا ڈالیں گے اور ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہا دیں گے، لوگو! تمہارا خدا تو بس ایک ہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے ہر چیز پر اس کا علم حاوی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا، لاَ يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ، فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا: مَا يَسْتَتِرُ هَذَا التَّسَتُّرَ، إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ: إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ: وَإِمَّا آفَةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوا لِمُوسَى، فَخَلاَ يَوْمًا وَحْدَهُ، فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الحَجَرِ، ثُمَّ اغْتَسَلَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا، وَإِنَّ الحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ، فَأَخَذَ مُوسَى عَصَاهُ وَطَلَبَ الحَجَرَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: ثَوْبِي حَجَرُ، ثَوْبِي حَجَرُ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ، وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ، وَقَامَ الحَجَرُ، فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ، وَطَفِقَ بِالحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ، فَوَاللَّهِ إِنَّ بِالحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ، ثَلاَثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نہایت آبرو دار، شرمیلے اور ستر کو سختی سے ڈھانپنے والے تھے، ان کے جسم کے کسی عضو کو حیا و شرم کی وجہ سے دیکھنا ممکن نہ تھا، ایک مرتبہ بنو اسرائیل کے کچھ لوگوں نے انہیں اذیت پہنچانی چاہی (چنانچہ مشہور

کر دیا گیا) کہ موسیٰ علیہ السلام جو اس قدر جسم کو چھپا کر رکھتے ہیں (ضرور ان کے بدن میں کچھ عیب ہے) یا تو ان کے جسم پر برص ہے یا خصیتین بڑھے ہوئے ہیں (اس وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو ان تمام بہتانوں سے پاک صاف کرنا چاہا، سو ایک دن موسیٰ نے تنہائی میں جاکر کپڑے اتار کر پتھر پر رکھ دیئے پھر غسل کیا، جب غسل سے فارغ ہوئے تو اپنے کپڑے لینے چلے مگر وہ پتھر ان کے کپڑے لے کا بھاگا، موسیٰ اپنا عصا لے کر پتھر کے پیچھے چلے اور کہنے لگے اے پتھر! میرے کپڑے دے، اے پتھر! میرے کپڑے دے حتیٰ کہ وہ پتھر بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گیا، انہوں نے برہنہ حالت میں موسیٰ کو دیکھا تو اللہ کی مخلوقات میں سب سے اچھا اور ان تمام عیوب سے جو وہ منسوب کرتے تھے انہوں نے بری پایا، وہ پتھر ٹھر گیا اور موسیٰ نے اپنے کپڑے لے کر پہن لئے، پھر موسیٰ نے اپنے عصا سے اس پتھر کو مارنا شروع کیا پس بخدا موسیٰ کے مارنے کی وجہ سے اس پتھر میں تین یا چار یا پانچ نشانات ہو گئے، یہی اس آیت کریمہ کا مطلب ہے کہ اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی تو اللہ نے انہیں اس بات سے (جو وہ موسیٰ کے بارے میں کہتے تھے) بری کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک باعزت تھے۔[1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:قَالَ:رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى مُوسَى، لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (غزوہ حنین کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائے وہ اس سے زیادہ ستائے گئے لیکن پھر بھی صابر رہے۔[2]

اور اس طرح اہل ایمان کو ادب سکھایا کہ اللہ کے نبی کو ایذا نہ پہنچائیں، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ ٦٩ [3]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ کو اذیتیں دی تھی، پھر اللہ نے ان کی بنائی ہوئی باتوں سے اس کی برات فرمائی اور وہ اللہ کے نزدیک باعزت تھا۔

مگر جب بنی اسرائیل نے علم کے باوجود حق سے اعراض کیا اور فسق، کفر اور ظلم ان کی عادت ثانیہ بن گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی کج روی کی سزا کے طور پر ان کے دلوں پر مہر لگا دی اور ان کو مستقل طور پر ہدایت سے پھیر دیا، اللہ تعالیٰ تو اپنی سنت کے مطابق ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کے طالب ہوتے ہیں، مگر جو خود ہی فسق و نافرمانی کی راہ کا انتخاب کر لیں ان کو وہ اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق نہیں دیا کرتا، جیسے

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ حَدِيثِ الخَضِرِ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ ۳۴۰۴،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۱۴۶

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ ۴۳۳۵ ،وکتاب فرض الخمس بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي المُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَنَحْوِهِ ۳۱۵۰،صحیح مسلم کتاب الزکاة بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ۲۴۴۷

[3] الاحزاب۶۹

فرمایا

وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ‌ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا ۱۱۵ [1]

ترجمہ: مگر جو شخص رسول کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی اور روش پر چلے در آں حالے کہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو تو اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بد ترین جائے قرار ہے۔

بنی اسرائیل کی دوسری نافرمانی کا ذکر فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم کی وہ بات یاد کرو جو اس نے واضح طور پر اپنی قوم سے کہی تھی کہ اے میری قوم! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، میں تمہارے سامنے کوئی نرالا دین پیش نہیں کر رہا بلکہ جو شریعت موسیٰ علیہ السلام لائے تھے وہی پیش کر رہا ہوں، اور میں ان پر نازل شدہ الہامی کتاب تورات کی تردید وتکذیب نہیں کرتا بلکہ اس کی تصدیق کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انجیل نازل فرمائی ہے جو وہی تعلیمات پیش کر رہی ہے جو تورات میں پیش کی گئی تھیں لہذا مجھ پر ایمان لاؤ اور میری اطاعت کرو، جس طرح اللہ تعالیٰ نے تورات میں ایک رسول احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی بشارت دی تھی اسی طرح میں بھی اپنے بعد ایک رسول خاتم النبیین احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی دینے والا ہوں،

وَقَدْ رَوَى خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ:أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ، قَالَ:نَعَمْ أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وبشرى عِيسَى

خالد بن معدان سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے بارے میں کچھ بتلائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں۔ [2]

مگر انہوں نے حق سے عناد کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام کے دعوائے نبوت اور معجزات کو صریح دھوکا اور فریب قرار دیا۔

وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَ هُوَ يُدۡعٰۤى اِلَى الۡاِسۡلَامِ‌ؕ

اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ (افترا) باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے

وَ اللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ‏ ۷ يُرِيۡدُوۡنَ لِيُطۡفِئُوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَ اللّٰهُ

اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا، وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ

---

[1] النساء۱۱۵

[2] تفسیر السمرقندی۔بحر العلوم ۴۴۳؍۳، تفسیرطبری ۶۱۳؍۲۲ ،تفسیرالرازی۔مفاتیح الغیب = التفسیر الکبیر ۴۸۱؍۳،تفسیرالقرطبی ۱۳۱؍۲

مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے گو کافر برا مانیں،وہی ہے جس نے اپنے رسول کو

بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹ (الصّف ۷ تا۹)

ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے اور تمام مذاہب پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین ناخوش ہوں۔

اب بھلا اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو گا جو عزیز علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی اولاد قرار دے، جیسے فرمایا

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ... ۝۳۰ [1]

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝۸۸ [2]

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے کسی کو بیٹا بنایا ہے۔

یا اس کے مقرب فرشتوں کو اللہ کی اولاد قرار دے، جیسے فرمایا

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ۝۱۹ [3]

ترجمہ: انہوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمان کے خاص بندے ہیں عورتیں قرار دے لیا کیا ان کے جسم کی ساخت انہوں نے دیکھی ہے؟ ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور انہیں اس کی جوابدہی کرنی ہو گی۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝۴۰ [4]

ترجمہ: کیسی عجیب بات ہے کہ تمہارے رب نے تمہیں تو بیٹوں سے نوازا اور خود اپنے لیے ملائکہ کو بیٹیاں بنالیا؟ بڑی جھوٹی بات ہے جو تم لوگ زبانوں سے نکالتے ہو۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝۲۶ [5]

ترجمہ: یہ کہتے ہیں رحمان اولاد رکھتا ہے، سبحان اللہ وہ تو بندے ہیں جنہیں عزت دی گئی ہے۔

غیر اللہ کو اس وحدہ لاشریک کا شریک ٹھہرائے، جیسے فرمایا

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝۵۶ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

[1] التوبة ۳۰

[2] مریم ۸۸

[3] الزخرف ۱۹

[4] بنی اسرائیل ۴۰

[5] الانبیاء ۲۶

يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ [1]

ترجمہ: ان سے کہو، پکار دیکھو ان معبودوں کو جن کو تم اللہ کے سوا اپنا (کارساز) سمجھتے ہو وہ کسی تکلیف کو تم سے نہ ہٹا سکتے ہیں نہ بدل سکتے ہیں، جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہو جائے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف ہیں، حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے لائق۔

جو جانور اس نے حلال قرار دیئے ہیں ان کو حرام باور کرائے، جیسے فرمایا

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ ﴿۱۱۶﴾ [2]

ترجمہ: اور یہ وہ تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام تو اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھا کرو جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ [3]

ترجمہ: اللہ نے نہ کوئی بَحِیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام، مگر یہ کافر اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور ان میں سے اکثر بے عقل ہیں (کہ ایسے وہمیّات کو مان رہے ہیں)۔

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ؑ ﴿۱۴۰﴾ [4]

ترجمہ: اور کہتے ہیں کہ جو کچھ ان جانوروں کے پیٹ میں ہے یہ ہمارے مردوں کے لیے مخصوص ہے اور ہماری عورتوں پر حرام لیکن اگر وہ مردہ ہو تو دونوں اس کے کھانے میں شریک ہو سکتے ہیں، یہ باتیں جو انہوں نے گھڑ لی ہیں ان کا بدلہ اللہ انہیں دے کر رہے گا، یقیناً خسارے میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو جہالت و نادانی کی بنا پر قتل کیا اور اللہ کے دیے ہوئے رزق کو اللہ پر افترا پردازی کر کے حرام ٹھیرا لیا، یقیناً وہ بھٹک گئے اور ہرگز وہ راہ راست پانے والوں میں سے نہ تھے، یقیناً وہ حکیم ہے اور سب باتوں کی اسے خبر ہے۔

اللہ کے بھیجے ہوئے رسول کو جھوٹا مدعی قرار دے اور اللہ کی نازل کردہ کتاب کو پیغمبر کی تصنیف کردہ ٹھہرائے حالانکہ اسے اللہ کی بندگی

[1] بنی اسرائیل ۵۶،۵۷

[2] النحل ۱۱۶

[3] المائدة ۱۰۳

[4] الانعام ۱۴۰،۱۳۹

اور اطاعت کی دعوت دی جارہی ہو؟ جیسے فرمایا

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ [1]

ترجمہ: کہتے ہیں یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جنہیں یہ شخص نقل کراتا ہے اور وہ اسے صبح وشام سنائی جاتی ہیں۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ [2]

ترجمہ: ان لوگوں کو جب ہماری صاف صاف آیات سنائی جاتی ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ان معبودوں سے برگشتہ کر دے جن کی عبادت تمہارے باپ دادا کرتے آئے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) محض ایک جھوٹ ہے گھڑا ہوا، ان کافروں کے سامنے جب حق آیا تو انہیں نے کہہ دیا کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

وَلَمَّا جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ [3]

ترجمہ: مگر جب وہ حق ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

مگر وہ اسلام کے دلائل وبراہین کو حق جاننے کے باوجود محض اپنے تعصّبات اور بغض وعناد کی وجہ سے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیں، اور بہتان اور افتراپردازیوں کے ہتھکنڈے استعمال کر کے اس پاکیزہ دعوت کا راستہ روکنے کی لاحاصل کوشش کریں، ایسے ظالموں کو جو ظلم پر قائم رہیں اور حق قبول کرنے کو تیار ہی نہ ہوں اللہ تعالیٰ راہ ہدایت کی توفیق نہیں بخشا کرتا، یہ کفار ومشرکین اور منافقین اپنی طعن وتشنیع کی باتوں سے قرآن مجید کے واضح دلائل وبراہین کو جھٹلاتے اور اس کا راستہ روکنے کی کوششیں کرتے ہیں مگر اللہ رب العزت نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ اس دعوت حق کو دنیا میں پورا پھیلا کر اور تمام دینوں پر غالب کر کے رہے گا یعنی اس دین حق کے مقابلے میں وہ سارے ادیان بے حقیقت بن کر رہ جائیں گے خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ [4]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے پوری جنس دین پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ [5]

---

[1] الفرقان۵

[2] سبا۴۳

[3] الزخرف۳۰

[4] التوبة۳۳

[5] الفتح۲۸

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے پوری جنس دین پر غالب کر دے اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔

پچھلی بات کو مزید تاکید کے طور پر فرمایا وہ اللہ ہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو عمل صالح اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اس دین کو حجت اور دلیل کے ذریعے نظام زندگی کے ہر شعبے پر غالب کر دے خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو اور وہ اس کا راستہ روکنے کے ہر ممکن جتن اختیار کر لیں مگر لامحالہ یہ غالب ہو کر رہے گا اور یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۱۰﴾

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلا دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے،

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ؕ

اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ

یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم میں ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے، اور

وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ (الصّف ۱۰ تا ۱۳)

تمہیں ایک دوسری (نعمت) بھی دے گا جسے تم چاہتے ہو وہ اللہ کی مدد اور جلد فتح یابی ہے ایمان والوں کو خوشخبری دے دو۔

سو فیصد نفع بخش تجارت: اے لوگو جو ایمان لائے ہو میں تمہیں سو فیصد نفع بخش وہ تجارت بتاؤں جو تمہیں دنیا میں سر بلندی عطا کرے، اور آخرت میں جہنم کے دردناک عذاب سے بچا کر اللہ کی تیار کردہ لازوال انواع واقسام کی نعمتوں بھری جنت میں داخل کر دے؟ وہاں تمہارے درجات بلند فرما دے تو وہ تجارت یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت پر اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور مرتے دم تک اس پر استقامت اختیار کرو، اور اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کی سر بلندی کے لئے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے پر تل جاؤ اگر تم اس تجارت کو اختیار کر لو گے تو یہ تمہاری دنیاوی اور اخروی زندگی کے لئے کامیابی و کامرانی کی نوید ثابت ہو گی، اگر تم محض ایمان کے زبانی دعوے پر اکتفا نہ کرو بلکہ جس چیز پر ایمان لائے ہو اس کو پھیلانے اور اس کی سر بلندی کے لئے ہر طرح کی قربانیاں برداشت کرنے کو کمر بستہ

ہو جاؤ گے تو اللہ ارحم الرحمین تمہارے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو معاف کر دے گا اور تمہیں ایسے گھنے سایوں والے درختوں پر مشتمل باغوں میں داخل کرے گا جن کے درختوں کے نیچے دودھ، خالص شہد، مختلف اقسام کی شرابوں اور پانی کی شفاف نہریں رواں دواں ہوں گی، جن میں نہ بو ہو گی اور نہ جن کا ذائقہ متغیر ہو گا، جیسے فرمایا

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۝۱۵ [1]

ترجمہ: پرہیز گاروں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی نتھرے ہوئے پانی کی، نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہو گا، ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہو گی، نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی، اس میں ان کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش۔

اور ابدی قیام کی جنتوں میں بلند و بالا درجے اور سونے، چاندی اور صاف و شفاف جواہرات سے تیار کیے ہوئے محلات عطا فرمائے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ فِي الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ، فَاسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ وَأَعْلَى الجَنَّةِ أُرَاهُ فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ جنت کے سو درجات ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے، اس لئے جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنت کا سب سے درمیانی درجہ ہے اور جنت کے سب سے بلند درجے پر ہے، مجھے خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ اس کے اوپر صرف رحمن کا عرش ہے اور یہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوئی ہیں۔ [2]

دنیاوی زندگی کی ترقی کے مقابلے میں یہ بڑی کامیابی ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰي مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۱۱ [3]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے رہیں، ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے

[1] محمد ۱۵

[2] صحیح بخاری کتاب الجہادوالسیر بَابُ دَرَجَاتِ المُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ، يُقَالُ: هَذِهِ سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي ۲۷۹۰

[3] التوبۃ ۱۱۱

عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ سے چکالیا ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

اور وہ دوسری چیز یعنی دنیا کا مال واسباب جو تم چاہتے ہو وہ بھی تمہیں دے گا، اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو گے تو وہ بھی تمہیں عنقریب فتح ونصرت سے نوازے گا، جیسے فرمایا

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷ [1]

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جمادے گا۔

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۴۰ [2]

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے صرف اس قصور پر کہ وہ کہتے تھے ہمارا رب اللہ ہے اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا ہے تو خانقاہیں اور گرجا اور معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے سب مسمار کر ڈالی جائیں ،اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے، اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳۹ [3]

ترجمہ: دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔

اے نبی! اہل ایمان کو دنیاوی فتح ونصرت اور آخرت میں کامیابی وکامرانی کی بشارت دے دو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جاؤ جس طرح حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ نے حواریوں سے فرمایا کہ

مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ

کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار بنے؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کی راہ میں مددگار ہیں، پس بنی اسرائیل

فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ

میں سے ایک جماعت تو ایمان لائی اور ایک جماعت نے کفر کیا تو ہم نے مومنوں کی ان کے

---

[1] محمد ۷

[2] الحج ۴۰

[3] آل عمران ۱۳۹

فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ (الصّف ۱۴)

دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی پس وہ غالب آ گئے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے دین کو عالم میں پھیلانے اور اس کی سر بلندی کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ہر لمحہ تیار رہو، اللہ اور اس کا رسول جب بھی اور جس وقت بھی اور جس حالت میں تمہیں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے پکارے تو اس پکار پر فوراً جان و مال، اقوال و افعال کے ذریعے سے لبیک کہو، جس طرح عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں کو خطاب کر کے کہا تھا اللہ کے دین کو لوگوں تک پہنچانے میں کون میری معاونت کرے گا؟ ان بارہ حواریوں نے جواب دیا تھا ہم اللہ کے پاکیزہ دین کو پھیلانے میں اللہ قادر مطلق کے مددگار ہیں، جیسے فرمایا

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ [1]

ترجمہ: جب عیسیٰ نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کفر و انکار پر آمادہ ہیں تو اس نے کہا کون اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہوتا ہے؟ حواریوں نے جواب دیا ہم اللہ کے مددگار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم (اللہ کے آگے سر اطاعت جھکا دینے والے) ہیں۔

رسول اللہ ﷺ بھی ایام حج میں ایک ایک قبیلہ میں جا کر یہی فرمایا کرتے تھے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ فِي الْمَوْقِفِ، فَقَالَ: أَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي إِلَى قَوْمِهِ، فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو موقف (وقوف عرفات کی جگہ) میں لوگوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کیا کوئی شخص ہے جو مجھے اپنی قوم کی طرف لے جائے؟ کیونکہ قریشیوں نے یقیناً مجھے میرے پروردگار کا کلام (پیغام) پہنچانے سے روک دیا ہے۔ [2]

اس وقت بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور دوسرا گروہ یہود نے ان کی رسالت اور واضح معجزات کا انکار کر دیا اور ان کی والدہ پر بہتان تراشی کی، پھر جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا تو ان ایمان لانے والے گروہ میں کئی فرقے بن گئے، جن میں فرقہ یعقوبیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں زمین پر ظہور فرمایا تھا، نسطوریہ فرقے نے کہا کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے، اللہ نے جب تک چاہا اسے ہمارے درمیان رکھا اور اب اللہ نے اپنے بیٹے کو آسمان پر واپس بلا لیا ہے، جبکہ تیسرا فرقہ جو صحیح راہ پر تھا نے کہا کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول تھے، پھر ہم نے صحیح عقیدے کے حامل جماعت کو قوت بخشی اور ان کو دشمنوں پر فتح و نصرت سے بہرہ مند کیا اور وہی غالب ہو کر رہے، لہذا اے امت محمد! تم بھی اللہ کے مددگار بنو، اس کے دین کی سر بلندی کے لئے کھڑے ہو جاؤ، پھر جس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلے لوگوں کی مدد فرمائی تھی

[1] آل عمران ۵۲

[2] سنن ابوداودكتاب السُّنَّةِ بَابٌ فِي الْقُرْآنِ ۴۷۳۴،جامع ترمذی أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ باب ۲۹۲۵،سنن ابن ماجہ كتاب السنة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۲۰۱،السنن الكبرى للنسائی ۷۶۸۰،مستدرک حاکم ۴۲۲۰، مسنداحمد ۱۵۱۹۲

تمہاری بھی غائب سے مدد فرمائے گا اور تمہیں تمہارے دشمنوں پر فتح و نصرت سے ہمکنار کر دے گا۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً، وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا، مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ، كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَمَنْ أَدَّى فِيهِ فَرِيضَةً كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ،

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمارے سامنے (جمعہ کا یا بطور تذکیر و نصیحت) خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! باعظمت مہینہ تمہارے اوپر سایہ فگن ہو رہا ہے (یعنی ماہ رمضان آیا ہی چاہتا ہے) یہ بڑا ہی بابرکت اور مقدس مہینہ ہے، یہ وہ مہینہ ہے جس میں وہ رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں قیام (عبادت خداوندی) جا گنا نفل قرار دیا ہے، جو اس ماہ مبارک میں نیکی (یعنی نفل) کے طریقے اور عمل کے بارگاہ حق میں تقرب کا طلبگار ہوتا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے جس نے رمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں فرض ادا کیا ہو (یعنی رمضان میں نفل اعمال کا ثواب رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں فرض اعمال کے ثواب کے برابر ہوتا ہے) اور جس شخص نے ماہ رمضان میں (بدنی یا مالی) فرض ادا کی تو وہ اس شخص کی مانند ہو گا جس نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں ستر فرض ادا کئے ہوں (یعنی رمضان میں کسی ایک فرض کی ادائیگی کا ثواب دوسرے دنوں میں ستر فرض کی ادائیگی کے ثواب کے برابر ہوتا ہے)

وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ، وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ، وَشَهْرٌ يَزْدَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ، مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ، وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ ، قَالُوا: لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا يُفَطِّرُ الصَّائِمَ، فَقَالَ: يُعْطِي اللّٰهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى تَمْرَةٍ، أَوْ شَرْبَةِ مَاءٍ، أَوْ مَذْقَةِ لَبَنٍ، وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ، مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ، وَاسْتَكْثِرُوا فِيهِ مِنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ: خَصْلَتَيْنِ تُرْضُونَ بِهِمَا رَبَّكُمْ، وَخَصْلَتَيْنِ لَا غِنًى بِكُمْ عَنْهُمَا، فَأَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُونَ بِهِمَا رَبَّكُمْ: فَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَتَسْتَغْفِرُونَهُ، وَأَمَّا اللَّتَانِ لَا غِنًى بِكُمْ عَنْهُمَا: فَتَسْأَلُونَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ، وَتَعُوذُونَ بِهِ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ أَشْبَعَ فِيهِ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ

اور ماہ رمضان صبر کا مہینہ ہے (کہ روزہ دار کھانے پینے اور دوسری خواہشات سے رکا رہتا ہے) اور صبر جس کا ثواب بہشت ہے، ماہ رمضان غم خواری کا مہینہ ہے لہٰذا اس ماہ میں محتاج و فقراء کی خبر گیری کرنی چاہیے، اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں (دولت مند اور مفلس ہر طرح) مؤمن کا (ظاہر اور معنوی) رزق زیادہ کیا جاتا ہے، جو شخص رمضان میں کسی روزہ دار کو (اپنی حلال کمائی سے) افطار کرائے تو اس کا یہ عمل اس کے گناہوں کی بخشش و مغفرت کا ذریعہ اور دوزخ کی آگ سے اس کی حفاظت کا سبب ہو گا اور اس کو روزہ دار کے ثواب کی مانند ثواب ملے گا

بغیر اس کے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی ہو، ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سب تو ایسے نہیں ہیں جو روزہ دار کی افطاری کے بقدر انتظام کرنے کی قدرت رکھتے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ ثواب اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی عنایت فرماتا ہے جو کسی روزہ دار کو ایک گھونٹ لسی یا کھجور اور یا ایک گھونٹ پانی ہی کے ذریعے افطار کرا دے اور جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض (یعنی حوض کوثر) سے اس طرح سیراب کرے گا کہ وہ (اس کے بعد) پیاسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ بہشت میں داخل ہو جائے، اور ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ بخشش ہے یعنی وہ مغفرت کا زمانہ ہے، اور اس کے آخری حصے میں دوزخ کی آگ سے نجات ہے (مگر تینوں چیزیں مومنین کے لیے ہی مخصوص ہیں کافروں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے) اور جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام و لونڈی کا بوجھ ہلکا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور اسے آگ سے نجات دے گا۔ (۱)

خنساء رضی اللہ عنہا کا فسخ نکاح:

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهْيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ،فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهُ

خنساء رضی اللہ عنہا بنت خذام انصاریہ جو بیوہ تھیں ان کا نکاح ان کے والد نے کسی سے کر دیا مگر وہ اس نکاح کو پسند نہیں کرتی تھیں چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام روائید اد سنائی، نبی کریم ﷺ نے ان کے نکاح کو مسترد فرما دیا۔ (۲)

مضامین سورۃ النساء: باری تعالیٰ نے سورہ البقرہ میں اسلامی معاشرے کی تربیت اور اخلاقی قدروں کے تحفظ کے لئے احکام کا ایک حصہ نازل کیا تھا جب غزوہ احد میں مسلمانوں کی طرف سے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے تو اس حادثہ عظیم کی وجہ سے مدینہ منورہ کی چھوٹی سی بستی شہداء کے گھروں میں یہ سوال پیدا ہو گیا کہ ان کی میراث کس طرح تقسیم کی جائے، اور جو یتیم بچے انہوں نے چھوڑے ہیں ان کے مفاد کا تحفظ کیسے ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی اور فوت ہونے والوں کے ورثا مثلاً بیواوں، یتیموں کے حقوق متعین کیے گئے، اسلام سے پہلے عرب میں تعدد ازواج کا رواج تھا مگر وہ رواج کسی قید یا ضابطے کا پابند نہیں تھا اور نہ کوئی تعداد متعین تھی اور نہ ہی بیویوں کے درمیان عدل و مساوات کی کوئی شرط تھی، ایک شخص دس دس بلکہ اس سے بھی زیادہ عورتوں سے نکاح کر سکتا تھا پھر ان میں سے جس کے حقوق چاہتا ادا کرتا اور جسے چاہتا معلق رکھتا، نہ اسے طلاق دی جاتی اور نہ ہی اس کے ازواجی اور معاشی حقوق ادا کیے جاتے، اس سورہ میں اللہ نے بیویوں کی تعداد متعین کی اور ان کے حقوق کی ادائیگی کو بھی فرض کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرے کے آداب اور ہمیشہ کے لئے بیویوں، اولاد، والدین، بہن بھائیوں اور دوسرے حق داروں کے لئے میراث کی تقسیم کا ایک ضابطہ اخلاق مہیا کر دیا اور عدل و انصاف پر مبنی ہر ایک کے جائز حصے مقرر فرما دئے، عائلی زندگی میں زوجین کے اختلافات کی اصلاح کا طریقہ اور ایک بہترین معاشرہ کے لئے جو کچھ ضروری ہے اس کا تذکرہ کیا گیا، ان عورتوں

(۱) صحیح ابن خزیمۃ۱۸۸۷،الدعوات الکبیر۵۳۲،شعب الایمان ۳۳۳۶،فضائل الاوقات للبیہقی۳۷، أمالي المحاملي رواية ابن يحيى البيع۲۹۳قال الأعظمي: إسناده ضعيف علي بن زيد بن جدعان ضعيف

(۲)صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُودٌ عن خنسآ ء ۵۱۳۸

کاذکرفرمایا گیاجن سے نکاح کرناحرام ہے، کچھ تعزیری قوانین مثلاً شراب کی حرمت، قتل عمد، قتل خطاوغیرہ کاذکر ہے، مجاہدین کو جن بے شمار مصائب ومشکلات (افوائیں وغیرہ) پیش آئیں ان کے بارے میں ہدایات دی گئیں، غزوات وسرایا یاعام سفر کے دوران پانی کی کمیابی پر طہارت وپاکیزگی کے لیے غسل اور وضو کے متبادل کے طور پر تیمم کا حکم دیا گیا، جہاں خطرہ سر پر ہو وہاں صلوٰۃ الخوف کا طریقہ بیان کیا گیا ،دوران سفر نماز قصر کے احکام نازل ہوئے، دار الحرب میں بسنے والوں کو ہجرت کے فضائل وبرکات بیان کر کے ہجرت کی ترغیب اور ان کو مظلومیت کی زندگی سے نجات دلانے کے لئے آزاد مسلمانوں کو ان کی اعانت کے لئے جہاد کا حکم دیا گیا، منافقوں کی سازشوں سے مسلمانوں کو آگاہی دی گئی، یہودیوں کے من گھڑٹ اعتقادات ونظریات کی تردید کے لئے پیشروں کے حالات بیان کئے گئے،اور آخر میں خصوصیت سے دعوت اسلامی کی تبلیغ کے اسلوب اس کا طریقہ کار اور اس سلسلے میں مشکلات ومصائب کا خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کا حکم گیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیااور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے

وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِیۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَ الۡاَرۡحَامَ ؕ

ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیۡكُمۡ رَقِیۡبًا ﴿۱﴾ (النساء۱)

اور رشتے ناتے توڑنے سے بھی بچو، بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ کی ابتدا تقویٰ کی ہدایت سے فرمائی کیونکہ تقویٰ احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونے کے لئے پہلا زینہ ہے جس پر انسانیت کی فوز وفلاح کادار ومدار ہے، فرمایا لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو یعنی اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور اس کی ناراضی سے بچو جس نے تم کو ایک جان آدم علیہ السلام سے پیدا کیا، تمہیں پاکیزہ رزق عطا فرمایااور اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کی پیچھے کی جانب سے بائیں پسلی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس کے مشابہ ہو اور اسے اس کے پاس سکون حاصل ہو،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ المَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلاَهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے بارے میں میری وصیت کا ہمیشہ خیال رکھنا کیونکہ عورت پسلی

سے پیدا کی گئی ہے، پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اوپر کا حصہ ہوتا ہے، اگر کوئی شخص اسے بالکل سیدھی کرنے کی کوشش کرے تو انجام کار توڑ کے رہے گا اور اگر اسے وہ یونہی چھوڑ دے گا تو پھر ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہ جائے گی، پس عورتوں کے بارے میں میری نصیحت مانو، عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔ (۱)

اور پھر ان دونوں کے ملاپ سے بہت مرد و عورت پیدا کیے، یعنی تم ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو، جن کی بول چال، رنگ و روپ اور صفتیں مختلف ہیں اور انہیں مختلف اصناف وصفات اور مختلف رنگ اور بولیاں عطا فرما کر روئے زمین کے کناروں تک پھیلا دیا، پھر ایک وقت مقررہ پر اللہ انہیں سمیٹ کر اعمال کی جوابدہی کے لئے میدان محشر میں جمع کرے گا، جیسے فرمایا

قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ (۲)

ترجمہ: اِن سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

اس اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور محرم اور غیر محرم دونوں رشتے داریاں اور قرابت کے تعلقات کو توڑنے سے پرہیز کرو اور ان کے حقوق ادا کرو، یعنی قطع رحمی نہ کرو بلکہ ان کے حقوق ادا کرو، قطع رحمی سخت کبیرہ گناہ ہے، یقین جانو کہ اللہ تمہارے تمام اعمال واحوال پر نگرانی کر رہا ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٦﴾ (۳)

ترجمہ: اور اللہ ایک ایک چیز پر شاہد ہے۔

۔۔۔وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٩﴾ (۴)

ترجمہ: اور اللہ ایک ایک چیز پر شاہد ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: مَا الإِيمَانُ؟ قَالَ:الإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَبِلِقَائِهِ، وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ. قَالَ: مَا الإِسْلاَمُ؟ قَالَ:الإِسْلاَمُ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ، وَلاَ تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمَ الصَّلاَةَ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ المَفْرُوضَةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ . قَالَ: مَا الإِحْسَانُ؟ قَالَ:أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ،

(۱) صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۳۳۳۱ ،وکتاب النکاح بَابُ المُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ، وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا المَرْأَةُ كَالضِّلَعِ ۵۱۸۴،صحیح مسلم کتاب الرضاع بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَاءِ ۳۶۴۴،السنن الکبری للنسائی ۹۰۹۵

(۲) الملک ۲۴

(۳) المجادلة ۶

(۴) البروج ۹

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تشریف فرماتھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں کے وجود پر اور اس (اللہ) کی ملاقات کے برحق ہونے پر اور اس کے رسولوں کے برحق ہونے پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لاؤ، پھر اس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر جواب دیا اسلام یہ ہے کہ تم خالص اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو، پھر اس نے پوچھا احسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان یہ کہ تم اللہ کی عبادت اس کرو کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے،

قَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ:مَا المَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا: إِذَا وَلَدَتِ الأَمَةُ رَبَّهَا، وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الإِبِلِ البُهْمُ فِي البُنْيَانِ، فِي خَمْسٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ " ثُمَّ تَلاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ}[1] الآيَةَ،

پھر اس نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا، البتہ میں تمہیں اس کی نشانیاں بتلا سکتا ہوں، وہ یہ ہیں کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی، اور جب سیاہ اونٹوں کے چرانے والے (دیہاتی لوگ ترقی کرتے کرتے) مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے، (یاد رکھو) قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿٣٤﴾[2]

ترجمہ: قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے (کہ وہ کب ہوگی) وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے، کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کو موت آنی ہے، اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَالَ:رُدُّوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَقَالَ:هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ

پھر وہ پوچھنے والا پیٹھ پھیر کر جانے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے واپس بلا کر لاؤ لوگ دوڑ پڑے مگر وہ کہیں نظر نہیں آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔[3]

---

[1] لقمان: 34

[2] لقمان ۳۴

[3] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الإِيمَانِ، وَالإِسْلاَمِ، وَالإِحْسَانِ، وَعِلْمِ السَّاعَةِ۵۰، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِيمَانُ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ۹۳، مسنداحمد۹۵۰۱، صحیح ابن حبان ۱۵۹، مصنف ابن ابی

وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ

اور یتیموں کا مال ان کو دے دو اور پاک اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو اور اپنے مالوں کے ساتھ

اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝۲ وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا

ان کے مال ملا کر کھانہ جاؤ، بیشک یہ بہت بڑا گناہ ہے، اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے

مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا

تو اور عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو، دو دو، تین تین، چار چار سے، لیکن اگر تمہیں برابری نہ

فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى

کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے یا تمہاری ملکیت کی لونڈی، یہ زیادہ قریب ہے کہ (ایسا کرنے سے ناانصافی اور)

اَلَّا تَعُوْلُوْا ؕ ۝۳ وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ

ایک طرف جھک پڑنے سے بچ جاؤ ، اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی دے دو ،ہاں اگر وہ خود اپنی خوشی

مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝۴ (النساء ۲ تا ۴)

سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھاؤ لو

دور جاہلیت میں مال و دولت کے لالچ میں لوگ یتیم بچوں اور خصوصاً یتیم رشتہ داروں کا مال ہڑپ کر جاتے یا کسی نہ کسی طرح اس میں خورد برد کرتے، بظاہر تو یتیموں کی ہمدردی کرتے اور ان کے لئے کام کرتے نظر آتے لیکن در اصل کاروبار کے انتظامی امور کے بہانے سے یتیموں کا مال اپنے مال میں ملا لیتے، یتیم لڑکیوں پر بھی ظلم کی کئی صورتیں تھی کیونکہ یتیم لڑکی جب کسی کی سرپرستی میں ہوتی تھی تو وہ اس کی حق تلفی کرتا اور اس پر ظلم کا ارتکاب کرتا تھا یا تو اس کا تمام مال یا اس کا کچھ حصہ کھا جاتا، اور اگر لڑکی مالدار مگر بدصورت ہوتی تو اس کے ولی یا اس کے ساتھ وراثت میں شریک دوسرے ورثا اس کے ساتھ نکاح کرنے کی رغبت تو نہ رکھتے مگر مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے، جیسے ایک شخص نے ایک یتیم لڑکی سے صرف ایک کھجور کے تنے کی خاطر نکاح کر لیا حالانکہ اسے اس لڑکی سے کوئی خاص رغبت نہ تھی لیکن اس کھجور کے تنے کے لالچ میں اسے چھوڑتا بھی نہ تھا، اور اگر وہ کسی شخص سے نکاح کا ارادہ کرتی تو اس شخص پر اس خوف سے کہ اگر اس نے اس کا نکاح کر لیا تو وہ شخص اس کے حصہ کی جائیداد میں شریک بن جائے گا اور وہ اس کے مال سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے زیادہ حق مہر اور دوسری کڑی شرائط وغیرہ عائد کرتا تا کہ وہ اپنے ارادہ سے باز رہے یا اگر وہ اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اس کے ساتھ خود نکاح کرنے کی خواہش رکھتا تو اس کے

شیبہ ۳۰۳۰۹

مہر کو ساقط تو نہ کرتا مگر وہ اسے اتنا حق مہر بھی ادا نہ کرتا جتنے مہر کی وہ مستحق ہوتی،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا :أَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهُ يَتِيمَةٌ فَنَكَحَهَا، وَكَانَ لَهَا عَذْقٌ، وَكَانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهَا مِنْ نَفْسِهِ شَيْءٌ فَنَزَلَتْ فِيهِ: {وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى} أَحْسِبُهُ قَالَ: كَانَتْ شَرِيكَتَهُ فِي ذَلِكَ العَذْقِ وَفِي مَالِهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک شخص ایک یتیم لڑکی کی پرورش کرتا تھا اس لڑکی کا ایک کھجور کا باغ تھا اس شخص نے اس باغ کے لالچ میں نکاح کر لیا مگر دل میں محبت نہ تھی چنانچہ اس کے متعلق یہ آیت ”اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے۔“ نازل ہوئی ابرہیم کہتے ہیں شاید ہشام نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ عورت اس آدمی کے باغ اور دوسرے مال وغیرہ میں شریک کی حیثیت رکھتی تھی۔ [1]

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى} فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي، هَذِهِ اليَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا، تَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ، وَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا، فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا، فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ، فَنُهُوا عَنْ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ، وَيَبْلُغُوا لَهُنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ، فَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ، قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَإِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الآيَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ} [2] "، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى فِي آيَةٍ أُخْرَى: {وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ} [3] : رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيمَتِهِ، حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ المَالِ وَالجَمَالِ، قَالَتْ: فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا عَنْ مَنْ رَغِبُوا فِي مَالِهِ وَجَمَالِهِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بِالقِسْطِ، مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيلاَتِ المَالِ وَالجَمَالِ

ابن شہاب نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت ”اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے۔“ کا مطلب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا بھانجے! یہ اس یتیم لڑکی کا ذکر ہے جو اپنے ولی کے قبضہ میں ہے، اس کے مال میں شریک ہے اور اسے اس کا مال و جمال اچھا لگتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کر لے لیکن جو مہر وغیرہ دوسری جگہ اسے ملتا ہے یہ اتنا ادا نہیں کرتا تو اسے منع کیا جا رہا ہے کہ وہ اس سے نیت چھوڑ دے اور کسی دوسری عورت سے جس سے چاہے اپنا نکاح کر لے، پھر اس کے بعد لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی بابت دریافت کیا اور آیت وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ نازل ہوئی اور وہاں فرمایا گیا کہ جب یتیم لڑکی کم مال اور جمال والی ہوتی ہے اس وقت تو اس کے ولی اس سے بے رغبتی کرتے ہیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ مال و جمال پر مائل ہو کر اس کے پورے حقوق ادا نہ کر کے اس

[1] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ سورة النساء بَابُ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لاَ تُقْسِطُوا فِي اليَتَامَى ۴۵۷۳، تفسیر ابن کثیر ۲۰۸/۲

[2] النساء: 127

[3] النساء: 127

سے اپنا نکاح کر لیں، ہاں عدل وانصاف سے پورا مہر وغیرہ مقرر کریں تو پھر کوئی حرج نہیں۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا لوگو! جب یتیم بالغ اور باشعور ہو جائیں تو ان کے اموال ان کے سپرد کر دو، اور ان کے اموال سے اچھی چیزیں لے کر محض گنتی پوری کرنے کے لئے گھٹیا چیزیں مت دو،

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالزُّهْرِيُّ: لَا تُعْطِ مَهْزُولًا وَتَأْخُذْ سَمِينًا

سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کمزور اور مریل جانور دے کر ان کے صحت مند اور موٹے جانور کو نہ لے لو۔ [2]

وَقَالَ السُّدِّي: كَانَ أَحَدُهُمْ يَأْخُذُ الشَّاةَ السَّمِينَةَ مِنْ غَنَمِ الْيَتِيمِ وَيَجْعَلُ فِيهَا مَكَانَهَا الشَّاةَ الْمَهْزُولَةَ وَيَقُولُ شَاةٌ بِشَاةٍ، وَيَأْخُذُ الدِّرْهَمَ الْجَيِّدَ وَيَطْرَحُ مَكَانَهُ الزَّيْفَ وَيَقُولُ: دِرْهَمٌ بِدِرْهَمٍ

سدی فرماتے ہیں کہ وہ لوگ اس طرح کیا کرتے تھے کہ یتیم کے مال میں سے موٹی تازی اور صحت مند بکری کو تو خود رکھ لیتے اور اس کے بجائے یتیم کو دبلی پتلی بکری دے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بکری کے بدلے میں بکری ہے، اسی طرح عمدہ درہم کو تو خود رکھ لیتے اور یتیم کو کھوٹا درہم دے دیتے اور کہتے تھے کہ یہ درہم کے بدلے میں درہم ہے۔ [3]

اور بددیانتی سے ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ،

قَوْلَهُ: {وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَى أَمْوَالِكُمْ} يَقُولُ: لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، تَخْلِطُوهَا وَتَأْكُلُوهَا جَمِيعًا وَرُوِيَ عَنِ مُجَاهِدٍ، وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، وَسُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ نَحْوُ ذَلِكَ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر کھانہ جاؤ۔“ کے بارے میں مجاہد، سعید بن جبیر، مقاتل بن حیان، سدی اور سفیان بن حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کا مال اپنے مال میں نہ ملاؤ تاکہ سارے مال ہی کو کھا جاؤ۔ [4]

یہ بہت بڑا گناہ اور بہت بڑی خطا ہے اس لیے اس سے اجتناب کرو، اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم پرہیز گاری کے ساتھ یتیم لڑکیوں کے حقوق ویسے ادا نہیں کر سکتے جو تمہاری پرورش اور سرپرستی میں ہیں تو تم ان کے علاوہ دوسری عورتیں جو تمہیں دین، مال، حسب ونسب اور حسن وجمال میں اچھی لگیں کے ساتھ نکاح کر لو،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ سورة النساء بَابُ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى ۴۵۷۴

[2] تفسیر طبری ۷/۵۲۵

[3] تفسیر طبری ۷/۵۲۵

[4] تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۸۵۶

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت سے چار صفات کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال، اس کے حسن و جمال، اس کے حسب ونسب اور اس کے دین کی وجہ سے، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو دین دار عورت سے نکاح کرنے کی کوشش کر۔ [1]

مگر یہ جاہلیت کے دور کی طرح لا محدود نکاحوں کا سلسلہ نہیں ہوگا جہاں عورتوں میں عدل و انصاف، الفت و محبت کا فقدان تھا اس لئے اگر تم ان عورتوں کے جائز حق مہر، ان کے حقوق، محبت و الفت اور دوسری ضروریات میں عدل و انصاف پر قائم رہ سکتے ہو تو بیک وقت چار بیویاں رکھ سکتے ہو لیکن یہ بہت ہی مشکل اور کٹھن معاملہ ہے، جیسے ایک مقام پر نہایت بلیغانہ انداز میں فرمایا

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ... ﴿١٢٩﴾ [2]

ترجمہ: بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے تم چاہو بھی تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَسْلَمَ غَيْلَانُ بْنُ سَلَمَةَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خُذْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب طائف کے رئیس غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اس وقت ان کے عقد میں دس بیویاں تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان میں سے چار کو چن لے (اور باقی کو چھوڑ دے)۔ [3]

عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: أَسْلَمْتُ وَعِنْدِي ثَمَانِ نِسْوَةٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ:اخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا

قیس بن حارث بیان کرتے ہیں جب میں نے اسلام قبول کیا اس وقت میرے نکاح میں آٹھ بیویاں تھیں، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس کے بارے میں بتلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے چار کو چن لے۔ [4]

عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الدِّيلِيِّ قَالَ: أَسْلَمْتُ وَعِنْدِي خَمْسُ نِسْوَةٍ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمْسِكْ أَرْبَعًا أَيَّتَهُنَّ شِئْتَ وَفَارِقِ الْأُخْرَى، فَعَمَدْتُ إِلَى أَقْدَمِهِنَّ صُحْبَةً عَجُوزٍ عَاقِرٍ مَعِي مُنْذُ سِتِّينَ سَنَةً فَطَلَّقْتُهَا

نوفل بن معاویہ کہتے ہیں جب میں نے اسلام قبول کیا تو اس وقت میرے نکاح میں پانچ بیویاں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ان میں سے پسند کر کے چار کو رکھ لو اور ایک کو چھوڑ دو، چنانچہ میں نے سب سے زیادہ عمر کی بڑھیا اور بے اولاد بیوی کو جو ساٹھ سال کی تھی طلاق

---

[1] صحیح بخاری كتاب النكاح بَابُ الأَكْفَاءِ فِي الدِّينِ ۵۰۹۰،صحیح مسلم كتاب الرضاع بَابُ اسْتِحْبَابِ نِكَاحِ ذَاتِ الدِّينِ ۳۶۳۵، صحیح ابن حبان ۴۰۳۶،سنن الدارمی۲۲۱۶،مصنف ابن ابی شیبه۱۷۱۵۱

[2] النساء۱۲۹

[3] سنن ابن ماجه كتاب النكاح بَابُ الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ۱۹۵۳، مسنداحمد۴۶۰۹، صحیح ابن حبان۴۱۵۶، مستدرک حاکم۲۷۷۹،سنن الدارقطنی ۳۶۸۴، السنن الكبرىٰ للبیهقی ۱۴۰۴۲، مصنف ابن ابی شیبه۳۶۲۸۶

[4] سنن ابن ماجه كتاب النكاح بَابُ الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ۱۹۵۲، شرح معانی الآثار ۵۲۵۷،سنن سعیدبن منصور۱۸۶۳

دے دی[1]

قَالَ الشَّافِعِيُّ:وَقَدْ دَلَّت سُنَّةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُبِيِّنَةُ عَنِ اللهِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ غيررَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ.وَهَذَا الَّذِي قَالَهُ الشَّافِعِيُّ، رَحِمَهُ اللهُ، مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ، إِلَّا مَا حُكِي عَنْ طَائِفَةٍ مِنَ الشِّيعَةِ أَنَّهُ يَجُوزُ الْجَمْعُ بَيْنَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ إِلَى تِسْعٍ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بِلَا حَصْرٍ

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حدیث جو قرآن کی وضاحت کرنے والی ہے اس نے بتلا دیا ہے کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے لئے چار سے زائد بیویوں کا بیک وقت جمع کرنا جائز نہیں، اسی پر علماء کرام کا اجماع ہے البتہ بعض شیعہ کا قول ہے کہ نو تک جمع کرنی جائز ہے بلکہ بعض شیعہ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ نو سے زائد جمع کر لینے میں بھی کوئی حرج نہیں، کوئی تعداد مقرر ہے ہی نہیں۔[2]

وَهَذَا عِنْدَ الْعُلَمَاءِ مِنْ خَصَائِصِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَ غَيْرِهِ مِنَ الْأُمَّةِ

ہمارے علماء کرام اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں تھا کسی امتی کو ایک وقت میں چار سے زائد بیویوں کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔[3]

اعلم ان الفقهاء اتفقوا على تزوج الاربع من الحرائرخلافا للروافض فانهم يجوزون تسعا من الحرائروهكذانقل عن ابن ابی لیلی وابراهيم النخعی

فقہ حنفی کی کتاب معراج الدرایہ شرح الہدایہ صفحہ ۱۸ قلمی میں ہے فقہا نے اتفاق کیا ہے کہ آزاد عورتوں سے صرف چار عورتیں ہی نکاح میں لائی جائیں، برعکس روافض کے کہ وہ نو آزاد عورتوں سے (بیک وقت) نکاح جائز کہتے ہیں یہی مذہب ابن ابی لیلی اور ابراہیم نخعی سے بھی منقول ہے۔

عن ابن عباس في قوله تعالى: {وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ} :لا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ فَوْقَ أَرْبَعِ نسوة، فَمَا زَادَ منهن فهن عَلَيْهِ حَرَامٌ كَأُمِّهِ وابنته وَأُخْتِهِ

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا آیت کریمہ ”اور (حرام کی گئیں) شوہر والی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں۔“ کے بارے میں فرمایا جو چار سے زائد ہوں وہ ماں، بیٹی اور ہمشیرہ کی طرح حرام ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مثنیٰ وثلاث ورباع موجود ہے۔[4]

عورتوں کے حقوق کی جوابدہی تمہیں اللہ کے ہاں کرنے ہے اس لئے اگر تم عدل وانصاف کی کٹھن شرط پوری نہیں کر سکتے تو بہتر یہی ہے کہ ایک

---

[1] ۔معرفة السنن والآثار ۱۳۹۶۷،السنن الصغير للبيهقی ۲۴۶۹،السنن الكبرى للبيهقی ۱۴۰۵۷، مسند الشافعی ۴۴، شرح السنة للبغوی۲۲۸۹

[2] تفسيرابن كثير۲۰۹،۲

[3] تفسيرابن كثير۲۰۹،۲

[4] الروايات التفسيرية في فتح الباري۳۴۹،۱

ہی بیوی پر اکتفا کرو اور اگر ایک آزاد خاندانی بیوی کا بار بھی برداشت نہ کر سکو تو پھر ان لونڈیوں کو زوجیت میں لاؤ جن کے تم مالک ہو، ایک بیوی یا لونڈیوں پر اکتفا کرنا اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تم ظلم نہ کرو اور جن عورتوں کی شرم گاہوں کو تم لوگوں نے اللہ کے نام سے حلال کیا ہے ان کی مہر فرض جان کر خوشدلی کے ساتھ ادا کرو،

ابْنَ زَيْدٍ، يَقُولُ فِي قَوْلِهِ: {وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً} قَالَ: النِّحْلَةُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ: الْوَاجِبُ يَقُولُ: لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا بِشَيْءٍ وَاجِبٍ لَهَا صَدَقَةً، يُسَمِّيهَا لَهَا وَاجِبَةً وَلَيْسَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَنْكِحَ امْرَأَةً بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِصَدَاقٍ وَاجِبٍ وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ تَسْمِيَةُ الصَّدَاقِ كَذِبًا بِغَيْرِ حَقٍّ

ابن زید اللہ تعالیٰ کے فرمان وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً کے بارے میں کہتے ہیں النِّحْلَةُ عربی زبان میں واجب کو کہتے ہیں یعنی عورت کے لیے کسی چیز کو واجب کیے بغیر اس سے نکاح مت کرو کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ مہر واجب کیے بغیر کسی عورت سے نکاح کر لے اور مہر ناحق اور جھوٹ پر بھی مبنی نہیں ہونا چاہیے۔ [1]

ان میں نہ کمی کرو اور نہ ٹال مٹول سے کام لو، ہاں اگر وہ تمہاری محبت، حسن سلوک اور عدل وانصاف سے خوش ہو کر خود بر رضا ورغبت مہر میں سے کچھ حصہ یا سارا کا سارا معاف کر دیں تو پھر یہ تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ ہے اسے شوق سے کھاؤ پیو،

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى قُضَاتِهِ: إِنَّ النِّسَاءَ يُعْطِينَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً، فَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْطَتْهُ ثُمَّ أَرَادَتْ أَنْ تَرْجِعَ فَذَلِكَ لَهَا ،قَالَ شُرَيْحٌ: لَوْ طَابَتْ نَفْسُهَا لَمَا رَجَعَتْ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قاضیوں کو لکھا اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کو رغبت اور محبت سے پورا کا پورا حق مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دیا ہو اور بعد میں وہ اس کا پھر مطالبہ کرے تو شوہر کو اس کے ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا (کیونکہ اس کا مطالبہ کرنا یہ معنیٰ رکھتا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے مہر یا اس کا کچھ حصہ چھوڑنا نہیں چاہتی) اور قاضی شریح کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ اگر معاف کیے ہوئے مہر کا مطالبہ کیا جائے گا تو واپس کیا جائے گا۔ [2]

وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا

بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دے دو جس مال کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گزران کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے

وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۵ وَ ابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی

ہاں انہیں اس مال سے کھلاؤ پلاؤ، پہناؤ، اوڑھاؤ اور انہیں معقولیت سے نرم بات کہو، اور یتیموں کو ان کے

[1] تفسیر طبری ۷/۵۵۳

[2] البحر المحيط في التفسير ۳/۵۱۴

اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ

بالغ ہونے تک سدھارتے اور آزماتے رہو پھر اگر ان میں تم ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو انہیں ان کے مال سونپ دو

وَ لَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا

اور ان کے بڑے ہوجانے کے ڈر سے ان کے مالوں کو جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ کردو، مال داروں کو چاہیے

فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ

کہ (ان کے مال سے) بچتے رہیں، ہاں مسکین محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طرح سے کھالے، پھر جب انہیں ان کے

اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۶ (النساء ۶،۵)

مال سونپو تو گواہ بنالو در اصل حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔

اور اپنے وہ مال جنہیں اللہ نے تمہارے لیے قیام زندگی کا ذریعہ بنایا ہے نابالغ بچوں، فضول خرچ بیویوں اور بے سمجھ لوگوں کے اختیار و مالکانہ اختیار و تصرف میں نہ دے دو تا کہ وہ اپنی ناسمجھی میں غلط طریقے سے استعمال کر کے نظام تمدن و معیشت اور بالآخر نظام اخلاق کو خراب کر دیں البتہ انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ اور انہیں نیک ہدایت کرو،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، لَا تَعْمَد إِلَى مَالِكَ وَمَا خَوَّلَك اللهُ، وَجَعَلَهُ مَعِيشَةً، فتعطيه امْرَأَتَكَ أَوْ بَنِيكَ ثُمَّ تَنْظُرَ إِلَى مَا فِي أَيْدِيهِمْ، وَلَكِنْ أَمْسِكْ مَالَكَ وأصلحه وَكُنْ أَنْتَ الَّذِي تُنْفِقُ عَلَيْهِمْ من كسوتهم وَمُؤْنَتِهِمْ وَرِزْقِهِمْ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تیرا مال جس پر تیری گزر بسر موقوف ہے اسے اپنی بیوی بچوں کو نہ دے ڈال کہ پھر ضرورت کے وقت ان کا ہاتھ تکتا پھرے بلکہ اپنا مال اپنے قبضے میں رکھ، اس کی اصلاح کرتا رہ، اور خود اپنے ہاتھ سے ان کے کھانے کپڑے کا بندوبست کر اور دیگر ضروریات کے لیے ان کا خرچ اٹھا۔ (۱)

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: ثَلَاثَةٌ يَدْعُونَ اللَّهَ فَلَا يَسْتَجِيبُ لَهُمْ: رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ سَيِّئَةُ الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقها، وَرَجُلٌ أَعْطَى مَالَهُ سَفِيهًا، وَقَدْ قَالَ: {وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ} وَرَجُلٌ كَانَ لَهُ عَلَى رَجُلٍ دَيْنٌ فَلَمْ يُشْهِد عَلَيْهِ.

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ایک وہ شخص جس کی بیوی بدخلق ہو اور پھر بھی وہ اسے طلاق نہ دے، دوسرا وہ شخص جو اپنا مال بے وقوف کو دے دے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بیوقوف کو اپنا مال سپرد نہ کرو، تیسرا وہ شخص جس کا قرض کسی پر ہو اور اس نے اس قرض پر کسی کو گواہ نہ بنایا ہو۔ (۲)

(۱) تفسیر طبری ۵۷۰/۷

(۲) مستدرک حاکم ۳۱۸۱، شعب الایمان ۷۶۸۱، مصنف ابن ابی شیبة ۱۷۱۴۴، السنن الصغیر للبیہقی ۳۲۸۰، السنن الکبری للبیہقی ۲۰۵۱۷، تفسیر ابن کثیر ۲۱۵/۲

اور جب یتیم سن بلوغ کو پہنچ رہے ہوں تو ان کو جانچتے رہو کہ کیا وہ اپنی ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہو رہے ہیں یا نہیں،

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ، وَلَا صُمَاتَ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات یاد رکھی ہے احتلام کے بعد یتیمی نہیں اور صبح سے رات ترک خاموش رہنا نہیں (قبل از اسلام چپ کا روزہ لوگوں کا معمول تھا اسلام نے اس سے منع کر دیا اور اللہ کا ذکر کرنے اور بولنے کا حکم دیا گیا ہے)۔ [1]

پھر اگر تم ان کے اندر ہوشیاری اور مال کے صحیح استعمال کی اہلیت پاؤ تو ان کا پورے کا پورا مال ان کے حوالے کر دو،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَوْلَهُ: {فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا} قَالَ: صَلَاحًا فِي دِينِهِمْ وَحِفْظًا لِأَمْوَالِهِمْ

سعید بن جبیر فرماتے ہیں "پھر اگر ان میں تم ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ۔" سے مراد یہ ہے کہ تم یہ دیکھو کہ وہ دین کے اعتبار سے پختہ ہیں اور اپنے مال کی حفاظت کر سکتے ہیں تو ان کا مال ان کے سپرد کر دو۔ [2]

وَهَكَذَا قَالَ الْفُقَهَاءُ متَى بلغَ الْغُلَامُ مُصْلحًا لِدِينِهِ وَمَالِهِ، انْفَكَّ الْحَجْرُ عَنْهُ، فَيُسَلَّمُ إِلَيْهِ مَالُهُ الَّذِي تَحْتَ يَدِ وَلِيِّهِ بِطَرِيقِهِ

فقہاء نے بھی یہی کہا ہے کہ جب بچہ اپنے دین و مال کی حفاظت کے قابل ہو جائے تو اس سے پابندی ختم ہو جاتی ہے، لہذا اس کے ولی کے پاس اس کا جو مال ہو وہ اس کے سپرد کر دیا جائے۔ [3]

ایسا کبھی نہ کرنا کہ حد انصاف سے تجاوز کر کے اس خوف سے ان کے مال جلدی جلدی کھا جاؤ کہ وہ بڑے ہو کر اپنے حق کا مطالبہ کریں گے، دوران پرورش اگر ان کا ولی صاحب حیثیت ہے تو اسے پرہیز گاری کام لیتے ہوئے اپنا حق الخدمت نہیں لینا چاہیے بلکہ وہ اپنا حق الخدمت کا صلہ اللہ کے حوالے کر دے، اور اگر یتیموں کا ولی مالی لحاظ سے کمزور حیثیت کا ہے تو وہ اپنا حق لخدمت یتیموں کے مال سے لے سکتا ہے مگر اسے علانیہ متعین کر کے لینا چاہیے اور اتنا کم لینا چاہیے کہ ہر غیر جانبدار اور معقول آدمی اسے مناسب خیال کرے،

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي فَقِيرٌ لَيْسَ لِي شَيْءٌ وَلِي يَتِيمٌ. قَالَ: فَقَالَ:كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ، وَلَا مُبَادِرٍ، وَلَا مُتَأَثِّلٍ

عمرو بن شعیب اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں فقیر ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں ہے اور میرے ہاں ایک یتیم بھی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے لیکن اسراف اور فضول خرچی نہ ہو، نہ جلدی کرنے والا ہو (کہ اس کے بڑے ہونے سے پہلے پہلے اس کے مال کو خرچ کر ڈالے) اور نہ اس کے مال سے تو کوئی جمع پونجی

[1] سنن ابوداود کتاب الوصایا بَابُ مَا جَاءَ مَتَى يَنْقَطِعُ الْيُتْمُ ۲۸۷۳، السنن الکبری للبیہقی ۱۱۳۰۹

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۸۶۶/۳

[3] تفسیر ابن کثیر ۲۱۶/۲

بنانے والا ہو۔ (۱)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مِمَّا أَضْرِبُ مِنْهُ يَتِيمِي، قَالَ: مِمَّا كُنْتَ ضَارِبًا مِنْهُ وَلَدَكَ غَيْرَ وَاقٍ مَالَكَ بِمَالِهِ، وَلَا مُتَأَثِّلٍ مِنْ مَالِهِ مَالًا

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے یتیم کو ادب سکھانے کے لئے ضرورتاً کس چیز سے ماروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے تو اپنے بچے کو تنبیہ کرتا ہے، اپنا مال بچا کر اس کا مال خرچ نہ کر نا نہ اس کے مال سے دولت مند بننے کی کوشش کر۔ (۲)

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَالَ لِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنِّي أَنْزَلْتُ نَفْسِي مِنْ مَالِ اللهِ بِمَنْزِلَةِ وَالِي الْيَتِيمِ، إِنِ احْتَجْتُ أَخَذْتُ مِنْهُ، فَإِذَا أَيْسَرْتُ رَدَدْتُهُ، وَإِنِ اسْتَغْنَيْتُ اسْتَعْفَفْتُ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے جب خلافت سنبھالی تو اعلان فرمایا میری حیثیت یہاں یتیم کے والی کی حیثیت ہے اگر مجھے ضرورت ہی نہ ہوئی تو میں بیت المال سے کچھ نہیں لوں گا اور اگر محتاجی ہوئی تو بطور قرض لوں گا اور جب آسانی ہوئی پھر واپس کر دوں گا۔ (۳)

پھر اللہ تعالیٰ نے والیوں کو حکم فرمایا کہ جب یتیموں کے مال ان کے حوالے کرنے لگو تو لوگوں کو اس پر گواہ بنا لو تا کہ انکار کرنے کا وقت ہی نہ آئے، اور باریک حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے، کیونکہ یتیم کے مال کا ولی بننا بڑی ذمہ داری کا کام ہے،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا، وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي، لَا تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ، وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيمٍ

اس سلسلہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! میں تجھ کو ناتواں پاتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں تم دو آدمیوں میں کبھی امیر نہ بننا اور نہ کسی یتیم کے مال کا والی اور سرپرست۔ (۴)

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ

ماں باپ اور خویش و اقارب کے ترکہ میں مردوں کا حصہ بھی ہے اور عورتوں کا بھی،

(۱) سنن ابوداودکتاب الوصایابَابُ مَا جَاءَ فِي مَا لِوَلِيِّ الْيَتِيمِ أَنْ يَنَالَ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ ۲۸۷۲،سنن نسائی کتاب الوصایاباب مَا لِلْوَصِيِّ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ إِذَا قَامَ عَلَيْهِ ۳۶۹۸،سنن ابن ماجہ کتاب الوصایاباب بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۲۷۱۸، مسند احمد ۷۰۲۲

(۲) صحیح ابن حبان ۴۲۴۴، السنن الکبری للبیہقی ۱۰۹۹۳،شعب الایمان ۴۸۸۲

(۳) السنن الکبری للبیہقی ۱۱۰۰۱

(۴) صحیح مسلم کتاب الامارۃبَابُ كَرَاهَةِ الْإِمَارَةِ بِغَيْرِ ضَرُورَةٍ ۴۷۲۰، سنن ابوداودکتاب الوصایابَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي الْوَصَايَا ۲۸۶۸،سنن نسائی کتاب الوصایاالنَّهْيُ عَنِ الْوِلَايَةِ عَلَى مَالِ الْيَتِيمِ ۳۶۹۷،مستدرک حاکم ۷۰۱۷

مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝۷ (النساء ۷)

(جو مال ماں باپ اور خویش واقارب چھوڑ کر مریں) خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ (اس میں) حصہ مقرر کیا ہوا ہے۔

میراث کے بارے میں حکم: دور جاہلیت میں عرب اپنی جابریت اور قساوت قلبی کی وجہ صرف طاقتور مردوں کو جو جنگ وجدل اور لوٹ مار میں حصہ لینے کے قابل ہوتے میراث دیا کرتے تھے اور بچے اور عورتیں وراثت سے محروم رہتے تھے،

عن جابر قَالَ: جَاءَتْ أُمُّ كُجَّةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي ابْنَتَيْنِ، وَقَدْ مَاتَ أَبُوهُمَا، وَلَيْسَ لَهُمَا شَيْءٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ} الْآيَةَ، وَسَيَأْتِي هَذَا الحديثُ عِنْدَ آيَتَي الْمِيرَاثِ بِسِيَاقٍ آخَرَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ام کجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے دو لڑکے ہیں ان کے والد فوت ہو گئے ہیں ان کے پاس اب کچھ بھی نہیں ہے، پس اس موقع پر یہ آیت "ماں باپ اور خویش واقارب کے ترکہ میں مردوں کا حصہ بھی ہے اور عورتوں کا بھی۔" نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی اور میراث کا ایک ضابطہ نازل فرما کر طاقتور مردوں، بچوں اور عورتوں، سب کی مساویانہ حیثیت قائم کر دی۔ [1]

- ماں باپ اور قریبی رشتہ دار جو مال چھوڑ جائیں اس میراث میں صرف مردوں ہی کا حصہ نہیں ہے بلکہ عورتیں بھی اس کی حقدار ہیں، اس طرح پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو میراث کا حق فرمایا۔
- میراث بہر حال تقسیم ہونی چاہیے خواہ وہ کتنی ہی کم کیوں نہ ہو۔
- پورا کا پورا مال تقسیم ہو گا جس میں منقولہ وغیر منقولہ جائیداد، زرعی اور غیر زرعی، آباد اور غیر آباد زمینیں سب شامل ہیں۔
- مورث کی زندگی میں کوئی حق میراث پیدا نہیں ہوتا بلکہ میراث کا حق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب مورث کوئی مال چھوڑ کر مرا ہو۔
- قریب تر رشتہ دار کی موجودگی میں بعید تر رشتہ دار میراث نہ پائے گا۔

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ

جب تقسیم کے وقت قرابت دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو تم اس میں سے تھوڑا بہت انہیں بھی دے دو

وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸ (النساء ۸)

اور ان سے نرمی سے بولو۔

اور اللہ تعالیٰ نے غیر وارث رشتوں کو جوڑنے، غریبوں یتیموں اور مسکینوں کی دل جوئی کے لئے میت کے وارثوں کو اخلاقی ہدایت فرمائی کہ

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۲۱۹

جب ترکہ تقسیم ہورہا ہو اور اس وقت تمہارے غیر وارث رشتہ دار، غریب ومسکین جمع ہوجائیں تو کم ظرف لوگوں کی طرح ان سے بے رخی اختیار کرنے یا تلخ کلامی کے بجائے شریں کلامی کرو، اور وسعت قلب سے کام لے کر جتنا ہو سکے بطور صدقہ اور دل جوئی کے لئے انہیں بھی کچھ نہ کچھ دے دیا کرو۔

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ، فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ، فَإِنَّهُ وَلِيَ عِلاَجَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کا غلام کھانا لائے اور وہ اسے اپنے ساتھ (کھلانے کے لئے) نہ بٹھا سکے تو اسے ایک یا دونوالے ضرور کھلادے، یا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ کے بدل أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ (یعنی ایک یا دو لقمے) فرمایا کیونکہ اسی نے اس کو تیار کرنے کی تکلیف اٹھائی ہے۔ [1]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا خَالَطَتِ الصَّدَقَةُ مَالًا إِلَّا أَهْلَكَتْهُ

اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مال میں صدقہ مل جائے یعنی جو شخص اپنے مال سے صدقہ نہ دے اس کا مال اس وجہ سے غارت ہو جاتا ہے۔ [2]

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کے سامنے موسم کا پہلا پھل آتا تو وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں برکت کی دعا فرماتے، اور پھر وہاں موجود سب سے چھوٹے بچے کو عطا کر دیتے، یہ جانتے ہوئے کہ یہ ننھا بچہ نہایت شدت سے اس کی خواہش رکھتا ہوگا۔

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ۖ

چاہیے کہ وہ اس بات سے ڈریں کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے (ننھے ننھے) ناتواں بچے چھوڑ جاتے جنکے ضائع ہوجانے کا اندیشہ

فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا

رہتا ہے (تو ان کی چاہت کیا ہوتی) پس اللہ تعالیٰ سے ڈر کر جچی تلی بات کہا کریں، جو لوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال

اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝١٠ (النساء ۱۰،۹)

کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ لوگوں کو اس بات کا خیال کر کے ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے چھوٹے بے بس اولاد چھوڑتے تو مرتے

---

[1] صحیح بخاری کتاب العتق بَابُ إِذَا أَتَاهُ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ ۲۵۵۷

[2] السنن الکبری للبیہقی ۷۶۶۲

وقت انہیں اپنے بچوں کے حق میں کیسے کچھ اندیشے لاحق ہوتے، پس چاہیے کہ وہ دوسروں کی سرپرستی کرنے میں اللہ کا خوف کریں اور جچی تلی بات کہا کریں،

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عباس: هَذَا فِي الرَّجُلِ يَحْضُره الْمَوْتُ فَيَسْمَعُهُ الرَّجُلُ يُوصِي بِوَصِيَّةٍ تَضر بِوَرَثَتِهِ، فَأَمَرَ اللهُ تَعَالَى الَّذِي يَسْمَعُهُ أَنْ يَتَّقِيَ اللهَ، وَيُوَفِّقَهُ وَيُسَدِّدَهُ لِلصَّوَابِ،وَلْيُنْظَرْ لِوَرَثَتِهِ كَمَا كَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصْنَعَ بِوَرَثَتِهِ إِذَا خَشِيَ عَلَيْهِمُ الضَّيْعَةَ

علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسے موت آ گئی ہو اور اسے کوئی شخص سنے کہ وہ ایسی وصیت کر رہا ہے جو اس کے وارثوں کے لیے نقصان دہ ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس وصیت سننے والے کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور اسے سمجھا بجھا کر راہ راست کی طرف موڑ دے اور وہ اس کے وارثوں کو بھی اسی طرح دیکھے جیسے وہ اپنے وارثوں کو دیکھنا اور انہیں ضائع ہونے سے بچانا پسند کرتا ہے۔ [1]

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ، مِنْ وَجَعٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى المَوْتِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَلَغَ بِي مِنَ الوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلاَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ:لاَ قُلْتُ: أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ؟ قَالَ:لاَ. قُلْتُ: فَالثُّلُثِ؟، قَالَ:وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ

عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے، بیماری نے مجھے موت کے منہ میں لا ڈالا تھا، تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے میرا مرض اس حد تک پہنچ گیا ہے اور میں مال والا ہوں اور اپنا وارث صرف ایک بیٹی کو چھوڑ رہا ہوں کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا کہ کیا نصف مال خیرات کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا تہائی مال وقف کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہائی مال بھی زیادہ ہے اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑنا تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ لوگوں کے پاس دست سوال دراز کرتے پھریں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے تو جو بھی خرچ کرے گا تجھے اس کا اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ (لقمہ بھی) جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے۔ [2]

---

[1] تفسیر طبری ۱۹/۷

[2] صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ حَجَّةِ الوَدَاعِ ۴۴۰۹، صحیح مسلم كِتَابُ الْوَصِيَّةِ بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ ۴۲۰۹، سنن ابوداود كِتَاب الْوَصَايَا بَابُ مَا جَاءَ فِي مَا لَا يَجُوزُ لِلْمُوصِي فِي مَالِهِ؟ ۲۸۶۴، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْوَصَايَا بَابُ مَا جَاءَ فِي الوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ ۲۱۱۶، سنن نسائی كِتَابُ الْوَصَايَا بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ ۳۶۲۸، سنن ابن ماجه كِتَابُ الْوَصَايَا بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ ۲۸۰۸

جو لوگ ظلم کے ساتھ زیر کفالت یتیموں کے مال کھاتے ہیں در حقیقت وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور وہ ضرور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ:الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات مہلک گناہوں سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کی جان لینا سوائے اس کے کہ حق کے ساتھ ہو، یتیم کا مال ہڑپ کر جانا، جنگ کے دن (کافروں کا سامنا کرنے سے) پشت پھیر کر چلے جانا، اور پاک دامن غافل مومن عورتوں کو تہمت لگانا۔ [1]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، حَدِّثْنَا مَا رَأَيْتَ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ بِكَ. قَالَ:انْطُلِقَ بِي إِلَى خَلْقٍ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ كَثِيرٍ، رِجَالٌ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ لَهُ مِشْفَرَانِ كَمِشْفَرِ الْبَعِيرِ، وَهُوَ مُوَكَّلٌ بِهِمْ رِجَالٌ يَفُكُّونَ لَحْيَ أَحَدِهِمْ، ثُمَّ يُجَاءُ بِصَخْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَتُقْذَفُ فِي فِي أَحَدِهِمْ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أَسْفَلِهِ، وَلَهُ خُوَارٌ , وَصُرَاخٌ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ {الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا} [2]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے معراج کی رات میں کیا دیکھا، فرمایا میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ نیچے لٹک رہے ہیں اور فرشتے انہیں گھسیٹ کر ان کا منہ خوب کھول دیتے ہیں، پھر جہنم کے گرم پتھر ان میں ٹھونس دیتے ہیں جو ان کے پیٹ میں اتر کر پیچھے کے راستے سے نکل جاتے ہیں، اور وہ بری طرح چیخ چلا رہے ہیں، ہائے ہائے مچا رہے ہیں، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ”یہ یتیموں کا مال کھا جانے والے ہیں جو اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جہنم میں جائیں گے۔“ [3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أُحَرِّجُ مَالَ الضَّعِيفَيْنِ: الْمَرْأَةِ وَالْيَتِيمِ أَيْ أُوصِيكُمْ بِاجْتِنَابِ مَالِهِمَا.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ان دونوں ضعیفوں کا مال پہنچا دو، عورتوں کا اور یتیم کا ان

---

[1] صحيح بخارى كِتَابُ الحُدُودِبَابُ رَمْيِ المُحْصَنَاتِ ۶۸۵۷، صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا۲۶۲ ،سنن ابوداودكتاب الوصايا بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ ۲۸۷۴، سنن نسائی كتاب الوصايا باب اجْتِنَابُ أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ۳۶۷۱،صحيح ابن حبان ۵۵۶۱

[2] النساء: 10

[3] تفسير ابن ابی حاتم ۴۸۸۴، ۳٫۸۷۹

کے مال سے اجتناب کرو۔ [۱]

چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جن لوگوں کے گھروں میں یتیم تھے انہوں نے ان کا کھانا پانی بھی الگ کر دیا، جس سے عموماً ایسا ہونے لگا کہ کھانے پینے کی کوئی چیز بچ جاتی تو یا تو اسی باسی چیز کو دوسرے وقت کھالیتے اور اگر وہ سڑ جاتی تو اسے پھینک دیتے مگر گھر والوں میں سے کوئی اسے ہاتھ لگانا پسند نہ کرتا، جب یہ بات ناگوار ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر ہوا جس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾ [۲]

ترجمہ: پوچھتے ہیں یتیموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ کہو جس طرزِ عمل میں ان کے لیے بھلائی ہو وہی اختیار کرنا بہتر ہے، اگر تم اپنا اور ان کا خرچ اور رہنا سہنا مشترک رکھو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، آخر وہ تمہارے بھائی بند ہی تو ہیں، بُرائی کرنے والے اور بھلائی کرنے والے دونوں کا حال اللہ پر روشن ہے، اللہ چاہتا تو اس معاملے میں تم پر سختی کرتا مگر وہ صاحبِ اختیار ہونے کے ساتھ صاحبِ حکمت بھی ہے۔

پھر لوگوں نے لوگوں نے یتیموں کا کھانا پینا اپنے ساتھ کر دیا۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً

اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے، اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں

فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ

اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تہائی ملے گا اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لیے آدھا ہے

وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ

اور اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے، ہاں اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ

اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک لیے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے اگر اس (میت) کی اولاد ہو، پھر

فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ

اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے، یہ حصے اس کی وصیت (کی تکمیل) کے بعد ہیں جو مرنے والا کر گیا ہو یا ادائے قرض کے بعد،

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ۲۲۳/۲، مستدرک حاکم ۱۶۷/۷

[۲] البقرة ۲۲۰

اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ

تمہارے باپ ہوں یا تمہارے بیٹے تمہیں نہیں معلوم کہ ان میں سے کون تمہیں نفع پہنچانے میں زیادہ قریب ہے،

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ (النساء۱۱)

یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمتوں والا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، قُتِلَ أَبُوهُمَا مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا، وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا، فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالاً وَلاَ تُنْكَحَانِ إِلاَّ وَلَهُمَا مَالٌ، قَالَ: يَقْضِي اللَّهُ فِي ذَلِكَ فَنَزَلَتْ: آيَةُ الْمِيرَاثِ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَمِّهِمَا، فَقَالَ: أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ، وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ، وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حتی کہ ایک انصاری عورت کے ہاں پہنچے جو مقام اسواف (حدود حرم مدینہ) میں رہائش پذیر تھی تو یہ عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر آئی اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں جو آپ کی معیت میں تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے، ان کے چچا نے ان کا سارا مال اور ساری وراثت لے لی ہے اور ان کے لئے کوئی مال نہیں چھوڑا حتی کہ سب پر قبضہ کرلیا ہے، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیا فرماتے ہیں؟ اللہ کی قسم! (اس طرح تو) ان کا کبھی نکاح نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے پاس کچھ مال نہ ہو، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس میں فیصلہ فرمادے گا اور پھر آیت ''اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔'' نازل ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کو اور اس کے دیور کو میرے پاس لاؤ، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کے چچا سے کہا ان دونوں لڑکیوں کو دو تہائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور باقی تمہارا ہے۔ [1]

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ فِي بَنِي سَلِمَةَ مَاشِيَيْنِ، فَوَجَدَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ أَعْقِلُ شَيْئًا، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهُ، ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ: مَا تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي مَالِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَنَزَلَتْ: {يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ} [2]

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبیلہ بنوسلمہ تک پیدل چل کر میری عیادت کے لئے تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ مجھ پر بے ہوشی طاری ہے، آپ نے پانی منگوایا اور اس سے وضو کیا پھر اس کا پانی مجھ پر چھڑ کا میں ہوش

---

[1] جامع ترمذی أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْبَنَاتِ ۲۰۹۲، سنن ابوداودکتاب الفرائض بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الصُّلْبِ ۲۸۹۱، سنن ابن ماجه کتاب الفرائض بَابُ فَرَائِضِ الصُّلْبِ ۲۷۲۱، سنن الدار قطنی ۴۰۹۳

[2] النساء: 11

میں آ گیا، پھر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا کیا حکم ہے میں اپنے مال کا کیا کروں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں ہدایت کرتا ہے۔“(۱)

میراث میں ورثا کا حصہ:

چونکہ شریعت نے خاندانی زندگی میں مرد پر زیادہ معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالا ہے اور عورت کو بہت سی معاشی ذمہ داریوں کے بار سے سبکدوش رکھا ہے اس لئے مرد کا حصہ عورت سے دوگنا رکھا گیا۔

○ اگر کسی شخص کا وارث لڑکا نہ ہو بلکہ صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں تو خواہ دولڑکیاں ہوں یا دو سے زائد بہرحال اس کے کل ترکہ کا ۳/۲ حصہ ان لڑکیوں میں تقسیم ہوگا اور باقی ۳/۱ حصہ دوسرے وارثوں میں تقسیم ہوگا۔

○ اگر میت کا صرف ایک لڑکا ہو تو اس پر اجماع ہے کہ دوسرے وارثوں کی غیر موجودگی میں وہ کل مال کا وارث ہوگا اور دوسرے وارث موجود ہوں تو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی سب مال اسے ملے گا۔

○ میت کے صاحب اولاد نہ ہونے کی صورت میں بہرحال میت کے والدین میں سے ہر ایک ۶/۱ حصہ کا حق دار ہوگا خواہ میت کے وارث صرف بیٹیاں ہوں یا صرف بیٹے ہوں یا بیٹے بیٹیاں ہوں یا ایک بیٹا یا ایک بیٹی ہو، رہے باقی ۳/۲ حصے تو ان میں دوسرے وارث شریک ہوں گے۔

○ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے کل مال میں سے اسے آدھا ملے گا اور باقی مال دوسرے ورثا کو ملے گا۔

○ ماں باپ کے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہو تو باقی ۳/۲ حصہ باپ کو ملے گا ورنہ ۳/۲ حصہ میں باپ اور دوسرے وارث شریک ہوں گے۔

○ میت کے کئی بھائی بہن ہونے کی صورت میں ماں کا حصہ ۳/۱ کے بجائے ۶/۱ کر دیا گیا، اس طرح ماں کے حصہ میں سے جو ۶/۱ حصہ لیا گیا ہے وہ باپ کے حصہ میں ڈالا جائے گا کیونکہ اس صورت میں باپ کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں، یہ واضح رہے کہ میت کے والدین اگر زندہ ہوں تو اس کے بہن بھائیوں کو حصہ نہیں پہنچتا۔

○ امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرض وصیت پر مقدم ہے اس لئے اگر میت کے ذمہ قرض ہو تو سب سے پہلے میت کے ترکہ میں سے وہ ادا کیا جائے گا پھر وصیت پوری کی جائے گی اور اس کے بعد وراثت تقسیم ہوگی،

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے تم قرآن میں وصیت کا حکم پہلے پڑھتے ہو اور قرض کا بعد میں، لیکن یاد رکھنا کہ رسول اللہ ﷺ

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ النساءَ بَابُ قَوْلِهِ يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ۴۵۷۷،صحیح مسلم کتاب الفرائض بَابُ مِيرَاثِ الْكَلَالَةِ۴۱۴۵

نے قرض پہلے ادا کرایا ہے۔ [1]

فرمایا تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون بلحاظ نفع تم سے قریب تر ہے، اس لئے اپنی ناقص عقل اور اختیار کے مطابق وراثت تقسیم کرنے کے بجائے اللہ نے جو قانون نازل فرمایا ہے اس کے مطابق جس کا جو حصہ مقرر کر دیا گیا ہے وہ ان کو دے دو، وراثت کے یہ حصے اللہ علام الغیوب نے مقرر کر دیئے ہیں اور اللہ یقیناً سب حقیقتوں سے واقف اور ساری مصلحتوں کا جاننے والا ہے۔

وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ

تمہاری بیویاں جو چھوڑ مریں اور ان کی اولاد نہ ہو تو آدھو آدھ تمہارا ہے، اور اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے چھوڑے ہوئے

فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ

مال میں سے تمہارے لیے چوتھائی حصہ ہے اس کی وصیت کی ادائیگی کے بعد جو وہ کر گئیں ہوں یا قرض کے بعد،

وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ

اور جو (ترکہ) تم چھوڑ جاؤ اس میں سے ان کے لیے چوتھائی ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو، اور اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر انہیں

فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ

تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ملے گا اس وصیت کے بعد جو تم کر گئے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد، اور جن کی

يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ

میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کلالہ ہو یعنی اس کا باپ بیٹا نہ ہو اور اس کا ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو ان دونوں میں

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ

سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہی

فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ

اس وصیت کے بعد جو کی جائے اور قرض کے بعد جب کہ اوروں کا نقصان نہ کیا گیا ہو، یہ

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ ﴿۱۲﴾ (النساء ۱۲)

[1] جامع ترمذی ابواب الوصایا بَابُ مَا جَاءَ يُبْدَأُ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الوَصِيَّةِ ۲۱۲۲، سنن ابن ماجه کتاب الوصایا بَابُ الدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ ۲۷۱۶، مسند احمد ۱۳۲۲

مقرر کیا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ دانا ہے بردبار۔

اور اگر تمہاری بیوی ترکے میں کچھ چھوڑ کر فوت ہو جائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو قرض کی ادائیگی کے بعد شوہر کو اس کے ترکہ سے ۲/۱ حصہ ملے گا، اور اگر اولاد ہو تو شوہر کو ۴/۱ حصہ ملے گا،

وَحُكْمُ أَوْلَادِ الْبَنِينَ وَإِنْ سَفُلُوا حُكْمُ أَوْلَادِ الصُّلْبِ

اولاد کی عدم موجودگی میں بیٹے کی اولاد یعنی پوتے بھی اولاد کے حکم میں ہیں۔ (۱)

اور اگر مرد بے اولاد ہو تو قرض کی ادائیگی اور وصیت پوری کرنے کے بعد ایک بیوی یا کئی بیویاں ہوں اس کے ترکہ میں سے ۴/۱ حصہ کی برابر مالک ہوں گی، لیکن اگر وہ صاحب اولاد تھا تو خواہ ایک بیوی ہو یا کئی بیویاں تو ہر ایک کو ۸/۱ حصہ سب میں برابر تقسیم ہو گا، اور اگر مرد و عورت کے ماں باپ زندہ نہ ہوں اور ان کی اولاد بھی نہ ہو مگر ان کے اخیافی (جو میت کے ساتھ صرف ماں کی طرف سے رشتہ رکھتے ہوں اور باپ ان کا دوسرا ہو) ایک بھائی یا ایک بہن زندہ ہو تو بھائی اور بہن ہر ایک کو ترکہ میں سے ۶/۱ حصہ ملے گا، لیکن اگر ان کے بہن و بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو کل ترکہ میں سے ۳/۱ حصہ میں وہ سب شریک ہوں گے، جبکہ مرنے والے نے جو وصیت کی ہو اگر وہ کسی مستحق وارث کے لئے ضرر رساں نہ ہو وہ پوری کر دی جائے اور جو قرض چھوڑا ہو ادا کر دیا جائے، اگر بیوی کا حق مہر ادا نہ کیا گیا ہو تو وہ بھی دین (قرض) میں شمار ہو گا اور اس کی ادائیگی بھی وراثت کی تقسیم سے پہلے ضروری ہے، نیز عورت کا حصہ شرعی اس مہر کے علاوہ ہو گا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْإِضْرَارُ فِي الْوَصِيَّةِ مِنَ الْكَبَائِرِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانا کبیرہ گناہ ہے۔ (۲)

أَبَا أُمَامَةَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے، پس وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں (تاہم وارث اپنی طرف سے کسی کو ۳/۱ تک دے دیں تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے)۔ (۳)

یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ دانا و بینا اور نرم خو ہے، اس لئے اللہ کے قانون کی خلاف ورزی نہ کرو ورنہ اس کی گرفت سے بچ نہ سکو گے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

یہ حدیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرے گا

(۱) تفسیر ابن کثیر ۲۲۹/۲

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۸۸۸،۴۹۳۹/۳

(۳) سنن ابوداودکتاب الوصایاباَبُ مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ ۲۸۷۰،جامع ترمذی ابواب الوصایاباَبُ مَا جَاءَ لاَ وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ ۲۱۲۰،سنن ابن ماجہ کتاب الوصایاباَبُ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ ۲۷۱۵،سنن نسائی کتاب الوصایاباَبُ إِبْطَالِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ ۳۶۷۱

يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾

اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے

وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ (النساء ۱۴،۱۳)

اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، ایسوں ہی کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔

وراثت کی تقسیم کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور عدل وانصاف سے یہ حدود قائم کر دیں ہیں، اگر تم ان حدود کی پاسداری اور نبی کریم ﷺ کے فرمانوں کی بھی اطاعت کرو گے تو اللہ تمہیں لازوال انواع واقسام کی نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا، جس کے گھنے سایہ دار درختوں کے نیچے نتھرے پانی، دودھ، شہد اور مختلف ذائقوں کی شرابوں کی نہریں بہتی ہوں گے، وہاں نہ کسی طرح کا رنج ہوگا اور نہ خوف اور تم ان جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے، اور اگر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرو گے اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرو گے تو حدود اللہ کو توڑنے اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کے جرم میں جہنم رسید کر دے گا جس کے دردناک عذاب میں ہمیشہ رہو گے اور ہر اس شخص کے لئے رسوا کن سزا ہے، اور فرمانبداری کرنے والوں کے لئے فرمایا

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ [۱]

ترجمہ: اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اس سے ڈرے گا تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِينَ سَنَةً، فَإِذَا أَوْصَى حَافَ فِي وَصِيَّتِهِ، فَيُخْتَمُ لَهُ بِشَرِّ عَمَلِهِ، فَيَدْخُلُ النَّارَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِينَ سَنَةً، فَيَعْدِلُ فِي وَصِيَّتِهِ، فَيُخْتَمُ لَهُ بِخَيْرِ عَمَلِهِ، فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: {تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ} [۲] - إِلَى قَوْلِهِ - {وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ} [۳]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان ستر سال تک نیکو کاروں والے اعمال سرانجام دیتا ہے لیکن جب وصیت کرتا ہے تو اس میں ناانصافی کرتا ہے اس طرح اس کا خاتمہ بدترین عمل پر ہوتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہوجاتا ہے، جبکہ دوسرا آدمی ستر سال تک گناہگاروں والے اعمال سرانجام دیتا رہتا ہے لیکن اپنی وصیت میں انصاف سے کام لیتا ہے اس طرح اس کا خاتمہ بہترین عمل پر ہوتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے، پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو "یہ حدیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو اللہ

---

(۱) النور ۵۲

(۲) النساء: 13

(۳) النساء: 14

تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدود سے آگے نکل جائے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، ایسوں ہی کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔"[1]

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللَّهِ سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ قَالَ: وَقَرَأَ عَلَيَّ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ هَا هُنَا {مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ}[2] حَتَّى بَلَغَ: {ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ}[3]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد یا عورت ساٹھ سال تک اللہ کی عبادت کرتے ہیں پھر جب ان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو وصیت کر کے وارثوں کو نقصان پہنچاتے ہیں پس ان کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے، شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے سامنے سورہ النساء کی آیت نمبر بارہ اور تیرہ پڑھی۔[4]

وَ الّٰتِیۡ یَاۡتِیۡنَ الۡفَاحِشَۃَ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ فَاسۡتَشۡہِدُوۡا عَلَیۡہِنَّ اَرۡبَعَۃً مِّنۡکُمۡ ۚ

تمہاری عورتوں میں سے جو بےحیائی کا کام کریں ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو

فَاِنۡ شَہِدُوۡا فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ فِی الۡبُیُوۡتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ یَجۡعَلَ اللّٰہُ

اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کر دے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے

لَہُنَّ سَبِیۡلًا ﴿۱۵﴾ وَ الَّذٰنِ یَاۡتِیٰنِہَا مِنۡکُمۡ فَاٰذُوۡہُمَا ۚ فَاِنۡ تَابَا وَ اَصۡلَحَا

کوئی اور راستہ نکالے ،تم میں سے جو دو افراد ایسا کام کرلیں انہیں ایذا دو اگر وہ توبہ اور اصلاح کرلیں

فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡہُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۶﴾ (النساء ۱۶،۱۵)

تو ان سے منہ پھیر لو، بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

فرمایا مسلمانو! تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کی مرتکب ہو ان پر چار اہل ایمان مردوں کی گواہی لو، اور اگر چار مرد گواہی دے دیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے ایسا عمل دیکھا ہے تو ان کو گھروں میں محبوس کر دو اور باہر جانے سے روک دو یہاں تک کہ انہیں موت آجائے ،یا اللہ ان کے لیے گھروں میں محبوس کرنے کے علاوہ کوئی اور طریقہ مقرر فرما دے، چنانچہ سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے شادی شدہ زنا کار مرد و عورت

[1] مسند احمد ۲/۷۴۲

[2] النساء: 12

[3] النساء: 13

[4] سنن ابوداودكِتَاب الْوَصَايَا بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِضْرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ۲۸۶۷حكم الألباني: ضعيف

کے لئے رجم اور غیر شادی شدہ بدکار مرد و عورت کے لئے سو سو کوڑے مقرر فرمائی،

كَانَ الْحُكْمُ فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا زَنَتْ فَثَبُتَ زِنَاهَا بِالْبَيِّنَةِ الْعَادِلَةِ، حُبست فِي بَيْتٍ فَلَا تُمكن مِنَ الْخُرُوجِ مِنْهُ إِلَى أَنْ تَمُوتَ؛قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ الْحُكْمُ كَذٰلِكَ، حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ سُورَةَ النُّورِ فَنَسَخَهَا بِالْجَلْدِ، أَوِ الرَّجْمِ.

ابتدائے اسلام میں جب کہ زنا کی سزا متعین نہیں ہوئی تھی یہی حکم تھا کہ جب عادل گواہوں کی سچی گواہی سے کسی عورت کی سیاہ کاری ثابت ہو جائے تو اسے گھر میں قید کر دیا جائے اور موت سے پہلے نہ چھوڑا جائے، اس فیصلہ کے بعد یہ اور بات ہے کہ اللہ ان کے لئے کوئی اور راستہ پیدا کر دے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تک سورۂ نور نازل نہیں ہوئی، زنا کار عورت کے لئے یہی طریقہ رائج رہا، جب اللہ تعالیٰ نے شادی شدہ زانی کی سزا رجم یعنی پتھر مار مار کر مار ڈالنے اور کنوارے کو سو کوڑے مارنے کی سزا متعین فرما دی تو یہ حکم منسوخ ہوا۔ (۱)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كُرِبَ لِذٰلِكَ، وَتَرَبَّدَ لَهُ وَجْهُهُ قَالَ: فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ، فَلُقِيَ كَذٰلِكَ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ، قَالَ:خُذُوا عَنِّي، فَقَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلًا، الثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ، وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ، الثَّيِّبُ جَلْدُ مِائَةٍ، ثُمَّ رَجْمٌ بِالْحِجَارَةِ، وَالْبِكْرُ جَلْدُ مِائَةٍ، ثُمَّ نَفْيُ سَنَةٍ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سختی معلوم ہوتی اور چہرہ مبارک پر مٹی کا رنگ آ جاتا ایک دن وحی نازل ہوئی اور آپ کو ایسی ہی سختی معلوم ہوئی، جب وحی موقوف ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے سیکھ لو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے ایک راہ نکالی، اگر ثیب ثیب سے (شادی شدہ شادی شدہ سے) زنا کرے اور بکر بکر سے (کنوارا کنواری سے) تو ثیب (شادی شدہ) کو سو کوڑے لگا کر سنگسار کریں گے اور بکر (کنوارے) کو سو کوڑے لگا کر ایک سال تک وطن سے باہر کر دیں گے۔ (۲)

اسی طرح اگر زانی مرد اور زانیہ عورت اس فعل کا ارتکاب کریں تو انہیں سخت سست کہو اور ان کی تذلیل کرو تا کہ وہ اس فحش کام سے رک جائیں،

وَقَالَ عِكْرِمَةُ، وَعَطَاءٌ، وَالْحَسَنُ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ كَثِيرٍ: نَزَلَتْ فِي الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ إِذَا زَنَيَاوَقَالَ مُجَاهِدٌ: نَزَلَتْ فِي الرَّجُلَيْنِ إِذَا فَعَلَا لَا يُكَنِّي، وَكَأَنَّهُ يُرِيدُ اللِّوَاطَ

عکرمہ، عطاء، حسن اور عبد اللہ بن کثیر نے کہا ہے کہ یہ آیت مرد اور عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب وہ زنا کریں، اور مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان دو مردوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو جنس پرستی کا ارتکاب کریں، واللہ اعلم۔ (۳) اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنہیں قوم لوط کا سا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول کو قتل کر دو۔ (۴)

(۱) تفسیر ابن کثیر ۲۳۳؍۲

(۲) صحیح مسلم کتاب الحدود بَابُ حَدِّ الزِّنَى ۴۴۱۴، سنن ابوداود کتاب الحدود بَابٌ فِي الرَّجْمِ ۴۴۱۵، جامع ترمذی ابواب الحدود بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجْمِ عَلَى الثَّيِّبِ ۱۴۳۴، سنن ابن ماجہ کتاب الحدود بَابُ حَدِّ الزِّنَا ۲۵۵۱، السنن الکبری للبیہقی ۱۶۹۰۷

(۳) تفسیر ابن کثیر ۲۳۵؍۲

(۴) سنن ابوداود كِتَاب الْحُدُودِ بَابٌ فِيمَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ ۴۴۶۲، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْحُدُودِ بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ

پھر اگر وہ اپنے فعل پر نادم ہو کر اپنی بدکاری سے توبہ کر لیں اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کر لیں تو انہیں اذیت پہنچانے سے گریز کرو کہ اللہ اپنے خطا کار بندوں کی کثرت سے توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، یہ حکم بھی اسی طرح رہا یہاں تک کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے کوڑے اور رجم سے منسوخ فرما دیا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا زَنَتِ الأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا، فَلْيَجْلِدْهَا وَلاَ يُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلاَ يُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کنیز زنا کرائے اور اس کا زنا ثابت ہو جائے (گواہوں سے یا اقرار سے) تو اسے کوڑے مارنے چاہئیں (کیونکہ لونڈی اور غلام پر رجم نہیں ہے) لیکن لعنت ملامت نہ کرنی چاہیے، پھر اگر وہ دوبارہ زنا کرے تو پھر چاہیے کہ کوڑے مارے لیکن ملامت نہ کرے، یعنی حد لگ جانے کے بعد پھر اسے عار نہ دلا کرے کیونکہ حد کفارہ ہے، پھر اگر تیسری مرتبہ زنا کرائے تو بیچ دے خواہ بالوں کی ایک رسی ہی قیمت پر ہو۔[1]

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ على وجوب حد الزنى عَلَى الْإِمَاءِ وَالْعَبِيدِ وَفِيهِ أَنَّ السَّيِّدَ يُقِيمُ الْحَدَّ عَلَى عَبْدِهِ وَأَمَتِهِ وَهَذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَحْمَدَ وَجَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي طَائِفَةٍ لَيْسَ لَهُ ذَلِكَ وَهَذَا الْحَدِيثُ صَرِيحٌ فِي الدَّلَالَةِ لِلْجُمْهُورِ وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْعَبْدَ وَالْأَمَةَ لَا يُرْجَمَانِ سَوَاءٌ كَانَا مُزَوَّجَيْنِ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مالک اپنی لونڈی، غلام کو حد لگا سکتا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ، اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حاکم کا کام ہے اور تیسری بار کے زنا میں بھی حد لگانا چاہیے اگر کئی بار زنا کیا لیکن حد نہ لگی تو سب بار کے لیے ایک ہی کافی ہے اور بیچنے کا حکم استحباباً ہے جمہور کے نزدیک اور امام داود رحمہ اللہ اور اہل ظاہر کے نزدیک واجب ہے[2]

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ

اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزریں پھر جلد اس سے باز آجائیں

اللُّوطِيِّ۱۴۵۶،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْحُدُودِ بَابُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ ۲۵۶۱،مسنداحمد۲۷۳۲

[1] صحيح بخارى كتاب الحدودبَابُ لاَ يُثَرَّبُ عَلَى الأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلاَ تُنْفَى۶۸۳۹،صحيح مسلم كتاب الحدود بَابُ رَجْمِ الْيَهُودِ أَهْلِ الذِّمَّةِ فِي الزِّنَى۴۴۴۵،سنن الكبرى للبيهقى۱۷۰۸۶،مسنداحمد۱۰۴۰۵

[2] شرح النووى على مسلم۲۱۱/۱۱

مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾

اور توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ بڑے علم والا حکمت والا ہے،

وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ

اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ

میں نے اب توبہ کی، اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مرجائیں یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ (النساء۱۸،۱۷)

المناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

توبہ اور شرائط توبہ: ابلیس بندوں کا ازلی دشمن ہے اور رب کے سامنے اپنے دعویٰ کے مطابق انہیں راہ حق سے بہکانے کی ہر ممکن کوشش میں لگا رہتا ہے لیکن رب رحیم و کریم نے اپنے بندوں کی خطاؤں کو معاف کرنے کے لئے رحمت کا اعلان عام کر رکھا ہے،

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ [۱]

ترجمہ: اے نبی ﷺ!) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ تو غفور رحیم ہے۔

فرمایا ہاں یہ جان لو کہ اللہ پر توبہ کی قبولیت کا حق انہی لوگوں کے لیے ہے جو قصداً نہیں نادانی کی وجہ سے کوئی برا فعل کر گزرتے ہیں،

وَقَالَ قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ: أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ أصحاب رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقُولُونَ: كُلُّ ذَنْبٍ أَصَابَهُ عَبْدٌ فَهُوَ بِجَهَالَةٍ

قتادہ رحمہ اللہ نے ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ انسان جو بھی گناہ کرتا ہے وہ جہالت ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ [۲]

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: اجْتَمَعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَوْا أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عُصِيَ بِهِ فَهُوَ جَهَالَةٌ، عَمْدًا كَانَ أَوْ غَيْرَهُ

[۱] الزمر ۵۳
[۲] تفسیر طبری ۸،۸۹

قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ متفقہ رائے تھی کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی، خواہ وہ قصد وارادہ سے کی جائے یا کسی اور طرح سے وہ جہالت ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ، قَالَ: مَنْ عَمِلَ السُّوءَ فَهُوَ جَاهِلٌ، مِنْ جَهَالَتِهِ عَمِلَ السُّوءَ

ابو صالح نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ ''اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزریں۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ انسان کی جہالت و نادانی کی بات ہے کہ وہ برا عمل کرتا ہے۔ (۲)

اور جب آنکھوں سے جہالت کا پردہ ہٹتا ہے تو اپنے کیے پر نادم اور پشیمان ہو کر جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں اور اطاعت و فرماں برداری کی طرف پلٹ آتے ہیں،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ: ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ وَالْقَرِيبُ: مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَلَكِ الْمَوْتِ

علی بن ابو طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ''اور اس کے بعد جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں۔'' سے مراد یہ ہے کہ گناہ کے ارتکاب سے لے کر ملک الموت کے نظر آنے سے پہلے پہلے جب بھی توبہ کر لی جائے تو وہ جلد ہی ہے (۳)

ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ کے معنی ہیں قَالَ: مَا كَانَ دُونَ الْمَوْتِ فَهُوَ قَرِيبٌ

اور ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں جو موت سے پہلے پہلے ہو وہ قریب ہی ہے۔ (۴)

عَنِ الْحَسَنِ، فِي قَوْلِهِ: {ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ} قَالَ: مَا لَمْ يُغَرْغِرْ

حسن بصری رحمہ اللہ آیت کریمہ ''اور اس کے بعد جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ نزع کی کیفیت طاری ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لے۔ (۵)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ العَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اسے موت

---

(۱) تفسیر طبری ۸/۸۹

(۲) تفسیر طبری ۸/۸۹

(۳) ۔تفسیر طبری ۸/۹۴، تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۸۹۸

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۸۹۸

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۸۹۹

کا اچھو نہ لگے۔ (1)

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ:إِنَّ اللهَ تَعَالَى لَمَّا لَعَنَ إِبْلِيسَ سَأَلَهُ النَّظرة فَقَالَ: وعِزَّتك وَجَلَالِكَ لَا أَخْرُجُ مِنْ قَلْبِ ابْنِ آدمَ مَا دَامَ فِيهِ الرُّوحُ، فَقَالَ اللهُ: وَعِزَّتِي لَا أَمْنَعُهُ التَّوْبَةَ مَا دَامَ فِيهِ الرُّوحُ

ابو قلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس پر لعنت فرمائی تو اس نے مہلت طلب کی اور کہا تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! میں ابن آدم کے جسم میں جب تک روح رہے گی اس کے دل سے نہ نکلوں گا اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم کہ میں بھی جب تک اس میں روح رہے گی اس کی توبہ قبول کروں گا۔ (2)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ إِبْلِيسَ قَالَ لِرَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا أَبْرَحُ أُغْوِي بَنِي آدَمَ مَا دَامَتِ الْأَرْوَاحُ فِيهِمْ، فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ: فَبِعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أَبْرَحُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي

اور ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابلیس مردود نے اللہ عزوجل سے کہا تیری عزت وجلال کی قسم! جب تک بنی آدم کے جسم میں روح باقی رہے گی میں اسے گمراہ کرتا ہی رہوں گا اللہ عزوجل نے فرمایا مجھے میری عزت وجلال کی قسم! جب تک وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتا رہے گا میں بخشش کرتا ہی رہوں گا۔ (3)

اللہ اپنے جود وکرم سے ایسے لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ (4)

ترجمہ: وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں سے درگزر فرماتا ہے حالانکہ تم لوگوں کے سب افعال کا اُسے علم ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ (5)

ترجمہ: کیا اِن لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خیرات کو قبولیت عطا فرماتا ہے، اور یہ کہ اللہ بہت معاف کرنے والا اور رحیم ہے؟۔

اور اللہ ساری باتوں کی خبر رکھنے والا اور حکیم ودانا ہے، مگر توبہ ان لوگوں کے لیے نہیں ہے جو ساری زندگی اپنے رب سے بے خوف اور بے پرواہ ہو کر گناہ پر گناہ کیے چلے جاتے ہیں اور اپنے عیوب پر مصر رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی جان کنی کا وقت آجاتا ہے اور وہ

(1) جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ بِعِبَادِهِ ٣٥٣٧،سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ التَّوْبَةِ ٤٢٥٣، مسنداحمد ٦١٦٠،مستدرک حاکم ٧٦٥٩، صحيح ابن حبان ٦٢٨

(2) الزهد والرقائق لابن المبارك ١/٣٦٩

(3) مسند احمد ١١٣٦٧

(4) الشوریٰ ٢٥

(5) التوبة ١٠٤

زندگی سے مایوس ہوجاتا ہے اور موت کے فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے تو اس وقت وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی، مگر جان کنی کے وقت توبہ قبول نہیں کی جاتی، جیسے فرمایا

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ [1]

ترجمہ: جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ وحدہ لاشریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں ان سب معبودوں کا جنہیں ہم اس کا شریک ٹھہراتے تھے مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لیے کچھ بھی نافع نہ ہوسکتا تھا کیونکہ یہی اللہ کا مقررّ ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ گئے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ بھی کر رکھا ہے کہ وہ اس وقت اہل زمین کی توبہ کو قبول نہیں فرمائے گا جب وہ سورج کو مغرب سے طلوع ہوتے ہوئے دیکھ لیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

...يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْۤ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ﴿۱۵۸﴾ [2]

ترجمہ: جس روز تمہارے رب کی بعض مخصوص نشانیاں نمودار ہوجائیں گی پھر کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہو۔

اور اسی طرح توبہ ان کے لیے بھی نہیں ہے جو مرتے دم تک کافر رہیں،

أَنَّ أَبَا ذَرٍّ، حَدَّثَهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ عَبْدِهِ، أَوْ يَغْفِرُ لِعَبْدِهِ، مَا لَمْ يَقَعِ الْحِجَابُ قِيلَ: وَمَا وُقُوعُ الْحِجَابِ؟ قَالَ: تَخْرُجُ النَّفْسُ، وَهِيَ مُشْرِكَةٌ

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت قبول کرتا رہتا ہے جب تک حجاب واقع نہ ہو جائے، میں نے پوچھا کہ حجاب واقع ہونے سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی روح اس حال میں نکلے کہ وہ مشرک ہو۔ [3]

ایسے لوگوں کے لیے تو ہم نے الم ناک عذاب تیار کر رکھے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا

ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو، انہیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو

[1] المومن ۸۵، ۸۴

[2] الانعام ۱۵۸

[3] مسند احمد ۲۱۵۲۲

بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَیۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۚ

تم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں،

وَ عَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ فَاِنۡ کَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَهُوۡا شَیۡئًا

ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو

وَّ یَجۡعَلَ اللّٰهُ فِیۡهِ خَیۡرًا کَثِیۡرًا ﴿۱۹﴾ وَ اِنۡ اَرَدۡتُّمُ اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ مَّکَانَ زَوۡجٍ ۙ

اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائی کر دے،اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنا ہی چاہو

وَّ اٰتَیۡتُمۡ اِحۡدٰهُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡهُ شَیۡئًا ؕ اَتَاۡخُذُوۡنَهٗ بُهۡتَانًا وَّ اِثۡمًا

اور ان میں کسی کو تم نے خزانے کا خزانہ دے رکھا ہو تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو کیا تم اسے ناحق اور کھلا گناہ

مُّبِیۡنًا ﴿۲۰﴾ وَ کَیۡفَ تَاۡخُذُوۡنَهٗ وَ قَدۡ اَفۡضٰی بَعۡضُکُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ

ہوتے ہوئے بھی لے لو گے؟تم اسے کیسے لے لو گے حالانکہ تم ایک دوسرے کو مل چکے ہو

وَّ اَخَذۡنَ مِنۡکُمۡ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا ﴿۲۱﴾ (النساء۱۹تا۲۱)

اور ان عورتوں نے تم سے مضبوط عہد و پیمان لے رکھا ہے۔

عورت پر ظلم کا خاتمہ: دور جاہلیت میں عورت کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی، اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں تھی، اگر وہ بیوہ ہو جاتی تو دوسرے مال و اسباب کی طرح اس کے وارث اس عورت کو بھی وراثت کی کوئی چیز سمجھتے اور اس کے وارث بن بیٹھتے، اگر وہ شکل و صورت کی اچھی ہوتی یا کمسن ہوتی تو اس کی مرضی کے برخلاف من مرضی کا مہر مقرر کر کے دل بہلاوے کے طور پر اس سے شادی کر لیتے، مگر بعد میں اس مہر میں سے بھی کچھ کم یا مکمل طور پر معاف کرانے کے لئے انہیں تنگ کرنے کے لئے طلاق یا بد چلنی کا حربہ استعمال کرتے، جس سے مجبور ہو کر عورت اپنا کچھ مہر معاف کر دیتی یا اگر وہ بدصورت ہوتی تو اس کی مرضی کے خلاف کسی سے اس کی شادی کر دیتے اور حق مہر خود ہڑپ کر جاتے، یا اگر مالدار ہوتی تو کسی سے شادی نہ کرنے دیتے اور وہ ساری زندگی یوں ہی گزارنے پر مجبور ہو جاتی،

عَنْ مُجَاهِدٍ: كَانَ الرَّجُلُ يَكُونُ فِي حِجْرِهِ الْيَتِيمَةُ هُوَ يَلِي أَمْرَهَا، فَيَحْبِسَهَا رَجَاءَ أَنْ تَمُوتَ امْرَأَتُهُ، فَيَتَزَوَّجُهَا أَوْ يُزَوِّجُهَا ابْنَهُ

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں جو بچی ان کی ولایت میں ہوتی تو اسے اس امید پر روکے رکھتے کہ جب ہماری بیوی فوت ہو جائے گی تو ہم اس سے نکاح

کر لیں گے یا اپنے بیٹے سے ان کا نکاح کرا دیں گے۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،كَانَتِ الْمَرْأَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا تُوفِّي عَنْهَا زَوْجُهَا فَجَاءَ رَجُلٌ فَأَلْقَى عَلَيْهَا ثَوْبًا، كَانَ أَحَقَّ بِهَا فَإِنْ كَانَتْ جَمِيلَةً تَزَوَّجَهَا، وَإِنْ كَانَتْ دَمِيمَةً حَبَسَهَا حَتَّى تَمُوتَ فَيَرِثَهَا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے زمانۂ جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند مرتے ہی کوئی بھی آ کر اس پر اپنا کپڑا ڈال دیتا اور وہی اس کا مختار سمجھا جاتا یہ کپڑا ڈالنے والا اسے خوبصورت پاتا تو اپنے نکاح میں لے لیتا اور اگر بدصورت ہوتی تو اسے یونہی روکے رکھتا یہاں تک کہ وہ مر جائے پھر اس کے مال کا وارث بن جاتا۔ (۲)

كَانَ الرَّجُلُ مَنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ إِذَا مَاتَ حَمِيمُ أَحَدِهِمْ أَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَوَرِثَ نِكَاحَهَا وَلَمْ يَنْكِحْهَا أَحَدٌ غَيْرُهُ، وَحَبَسَهَا عِنْدَهُ حَتَّى تَفْتَدِيَ مِنْهُ بِفِدْيَةٍ

یہ بھی مروی ہے اہل یثرب کا یہ بھی رواج تھا کہ مرنے والے کا کوئی گہرا دوست بیوہ پر کپڑا ڈال دیتا پھر اگر وہ شوہر کی میراث یا مہر میں سے اسے کچھ دے دیتی تو وہ اسے نکاح کرنے کی اجازت دیتا ورنہ یونہی مر جاتی۔ (۳)

فَأَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا إِذَا هَلَكَ الرَّجُلُ، فَتَرَكَ امْرَأَةً حَبَسَهَا أَهْلُهُ عَلَى الصَّبِيِّ يَكُونُ فِيهِمْ

عطاء بن ابو رباح سے مروی ہے دور جاہلیت میں اگر کوئی مرد فوت ہو جاتا اور وہ بیوی چھوڑ جاتا تو اس بیوہ پر کسی کا کپڑا ڈالنے سے پہلے ہی وہ بھاگ کر اپنے میکے میں پہنچ جاتی تو وہ چھوٹ جاتی تھی۔ (۴)

كَانَ أَهْلُ يَثْرِبَ إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَرِثَ امْرَأَتَهُ مَنْ يَرِثُ مَالَهُ، وَكَانَ يعضلها حَتَّى يَرِثَهَا، أَوْ يُزَوِّجَهَا مَنْ أَرَادَ، وَكَانَ أَهْلُ تُهامة يُسِيء الرَّجُلُ صُحْبَةَ الْمَرْأَةِ حَتَّى يُطَلِّقَهَا، وَيَشْتَرِطَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تَنْكِحَ إِلَّا مَنْ أَرَادَ حَتَّى تَفْتَدِيَ مِنْهُ بِبَعْضِ مَا أَعْطَاهَا، فَنَهَى اللهُ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ ذَلِكَ

ایک روایت یہ بھی ہے اہل یثرب کا ایک رواج یہ بھی تھا کہ کوئی شخص کسی شریف عورت سے نکاح کرتا اگر موافقت نہ ہوتی تو اسے طلاق دے دیتا لیکن طلاق دیتے وقت یہ شرط لگا دیتا کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکے گی، اس بات پر اقرار نامہ لکھا جاتا اور گواہ مقرر ہوتے، اب اگر کہیں سے نکاح کا پیغام آتا اور وہ عورت بھی نکاح کے لئے راضی ہو جاتی تو یہ کہتا کہ مجھے اتنی رقم دے دو تو میں تجھے نکاح کی اجازت دے دوں گا اگر وہ وہ رقم ادا کر دیتی تو ٹھیک ورنہ یونہی اسے قید رکھتا اور دوسرا نکاح نہ کرنے دیتا، اللہ تعالیٰ نے عورت پر ظلم کے

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۵۰۳۲،۹۰۲/۳

(۲) تفسیر طبری ۵۲۶/۶

(۳) تفسیر ابن کثیر ۲۴۰/۲،تفسیر طبری ۵۲۵/۶

(۴) تفسیر طبری ۵۲۳/۶

تمام طریقوں سے مومنوں کو منع کیا۔[1]

اور فرمایا کہ شوہر کے مرنے کے بعد اس کے خاندان والے اس بیوہ کو میت کی میراث سمجھ کر اس کے ولی وارث نہ بن بیٹھیں شوہر کے مرنے کے بعد وہ آزاد ہے، وہ عدت گزار کر جہاں چاہئے اور جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے، نکاح کے وقت جو مہر تم باندھتے ہو اسے ہڑپ کرنے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال مت کرو، ہاں اگر واقعی ہی وہ کھلے بندوں کسی بدچلنی کی مرتکب ہوئی ہو تو تمہیں بدچلنی کی سزا دینے کا حق ہے، یعنی اگر وہ زنا کی مرتکب ہو تو تم اس سے مہر واپس لے سکتے ہو جو تم نے اسے دیا ہو، مگر ظلم و زیادتی پر نہ اتر آؤ بلکہ ان سے بھلے مانسوں کی طرح پیش آؤ اور قولی اور فعلی دونوں طرح سے اچھے طریقے سے بود و باش رکھو، شائستہ انداز میں بات چیت کرو، مقدور بھر کوشش کر کے اپنی شکل وصورت کو بھی اچھا بناؤ جیسا کہ تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تمہاری بیوی تم سے احسن انداز میں اور اچھی شکل وصورت میں پیش آئے تم بھی اس کے سامنے اسی طرح کا مظاہرہ کرو، جیسے تمہارے ان پر حقوق ہیں اسی طرح ان کے تمہارے پر حقوق ہیں، جیسے فرمایا

...وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ... ﴿۲۲۸﴾[2]

ترجمہ: عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لأَهْلِي، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک رکھے اور میں اپنے گھر والوں سے تم سب سے زیادہ اچھا سلوک کرنے والا ہوں، اور جب تم میں کوئی مرجائے تو اسے چھوڑ دو اس کی برائی یاد نہ کرو۔[3]

اگر وہ خوبصورت نہ ہو یا کوئی عادت تمہیں ناپسند ہو تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں دوسری بہت سی کچھ خوبیاں رکھ دی ہوں، اس لئے صبر و تحمل سے کام لو اور دل برداشتہ ہو کر طلاق دینے میں جلد بازی کا مظاہرہ مت کرو،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مومن مرد کسی مومن عورت سے دشمنی نہ رکھے، اگر اس میں ایک عادت ناپسند ہو گی تو دوسری پسند بھی ہو گی۔[4]

اس لئے جب بیوی سے مفارقت ناگزیر ہو جائے اور اس کو ساتھ رکھنے کی کوئی صورت بنتی نظر نہ آئے تب طلاق دینی چاہیے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۵۰۳۳

[2] البقرۃ ۲۲۸

[3] جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابٌ فِي فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۸۹۹، سنن ابن ماجه كتاب النكاح بَابُ حُسْنِ مُعَاشَرَةِ النِّسَاءِ ۱۹۷۸، صحیح ابن حبان ۴۱۷۷، سنن الدارمی ۲۳۰۶

[4] صحیح مسلم كتاب الرضاع بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَاءِ ۳۶۴۵، مسند احمد ۸۳۶۳

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ہاں حلال کاموں میں سب سے ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔[1]

عَنْ أَبِي مُوسَى، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُحِبُّ الذَّوَّاقِينَ وَلَا الذَّوَّاقَاتِ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ایسے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا جو بھونرے کی طرح پھول پھول کا مزا چکھتے پھریں۔[2]

اور اگر دوسری بیوی لانے کا ارادہ کرتے ہو تو سیدھے طریقے سے انہیں رخصت کردو، اور اسے تنگ کر کے یا اس پر بہتان لگا کر اس کا مہر چاہیے جتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو اور جو کچھ تم نے انہیں تحفے کی طور پر دیا ہو ہڑپ کرنے کی کوشش نہ کرو، جیسے فرمایا

... وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا ... ﴿٢٢٩﴾ [3]

ترجمہ: اور رخصت کرتے ہوئے ایسا کرنا تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بڑی فتوحات ہوئیں اور اسلامی حکومت بارہ لاکھ مربع میل تک پھیل گئی، جس سے کثیر تعداد میں مال غنیمت حاصل ہوا اور لوگ آسودہ ہو گئے اور نکاح کے لئے بھاری مہر مقرر کرنے لگے، جس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں روکا،

عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ، يَقُولُ: أَلَا لَا تُغْلُوا صُدُقَ النِّسَاءِ، أَلَا لَا تُغْلُوا صُدُقَ النِّسَاءِ، قَالَ: فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَصْدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ، وَلَا أُصْدِقَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُبْتَلَى بِصَدُقَةِ امْرَأَتِهِ، وَقَالَ مَرَّةً: وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُغْلِي بِصَدُقَةِ امْرَأَتِهِ حَتَّى تَكُونَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِي نَفْسِهِ، وَحَتَّى يَقُولَ كَلِفْتُ إِلَيْكِ عَلَقَ الْقِرْبَةِ،

ابو عجفا اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں کے مہر باندھنے میں زیادتی نہ کرو، عورتوں کے مہر باندھنے میں زیادتی نہ کرو، اگر یہ دنیاوی طور پر کوئی بھی چیز ہوتی یا اللہ کے نزدیک یہ تقویٰ کی چیز ہوتی تو تم سب سے پہلے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کا یا کسی بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ مقرر نہیں کیا، انسان زیادہ مہر باندھ کر پھر مصیبت میں پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس کی بیوی اسے بوجھ معلوم ہونے لگتی ہے اور اس کے دل میں اس کی دشمنی بیٹھ جاتی ہے، اور کہنے لگتا ہے کہ تو نے میرے کندھے پر مشک لٹکا دی۔[4]

---

[1] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الطَّلَاقِ۲۱۷۸،السنن الكبرى للبيهقى ۱۴۸۹۴ حكم الألباني : ضعيف

[2] مسند البزار۳۰۶۴

[3] البقرة۲۲۹

[4] مسنداحمد۲۸۵،سنن ابوداود كتاب النكاح بَابُ الصَّدَاقِ ۲۱۰۶ ،جامع ترمذى كتاب النكاح بَابُ مَا جَاءَ فِي مُهُورِ

عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: رَكِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْبَرَ رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، مَا إِكْثَارُكُمْ فِي صُدُقِ النِّسَاءِ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأصحابه وإنما الصدقات فِيمَا بَيْنَهُمْ أَرْبَعُمِائَةِ دِرْهَمٍ فَمَا دُونَ ذَلِكَ. وَلَوْ كَانَ الْإِكْثَارُ فِي ذَلِكَ تَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ أَوْ كَرَامَةً لَمْ تَسْبِقُوهُمْ إِلَيْهَا. فَلا أعرفَنَّ مَا زَادَ رَجُلٌ فِي صَدَاقِ امْرَأَةٍ عَلَى أَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ فَاعْتَرَضَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَتْ:يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، نَهَيْتَ النَّاسَ أَنْ يَزِيدُوا النِّسَاءَ صَدَاقَهُمْ عَلَى أَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَتْ: أَمَا سَمِعْتَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ: وَأَيُّ ذَلِكَ؟ فَقَالَتْ: أَمَا سَمِعْتَ اللَّهَ يَقُولُ: {وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا] (13) }[1] قال: فقال :اللَّهُمَّ غَفْرًا، كُلُّ النَّاسِ أَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ. ثُمَّ رَجَعَ فَرَكِبَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ أَنْ تَزِيدُوا النِّسَاءَ فِي صَدَاقِهِنَّ عَلَى أَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُعْطِيَ مِنْ مَالِهِ مَا أَحَبَّ.

اورمسروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر نبوی پر کھڑے ہو کر فرمایا لوگو!تم نے کیوں لمبے چوڑے مہر باندھنے شروع کر دیے ہیں ؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے زمانہ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے تو چارسو درہم مہر باندھا ہے،اگر یہ تقویٰ اور کرامت کے زیادہ ہونے کا سبب ہوتا تو تم زیادہ حق مہر ادا کرنے میں بھی ان پر سبقت نہیں لے سکتے تھے ؟ خبردار آج سے میں نہ سنو کہ کسی نے چارسو درہم سے زیادہ کا حق مہر مقرر کیا ہے، یہ فرما کر آپ نیچے اتر آئے تو ایک قریشی خاتون سامنے آئیں اور کہنے لگیں اے امیر المومنین کیا آپ نے چارسو درہم سے زیادہ حق مہر سے لوگوں کو منع فرمادیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! کہا کیا آپ نے اللہ کا کلام جو اس نے نازل فرمایا ہے نہیں سنا؟ کہا وہ کیا؟ کہا سنئے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے تم نے انہیں خزانہ دیا ہو تو اس میں سے کچھ بھی نہ لے کیا تم بہتان اور صریح ظلم کر کے واپس لو گے؟سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ مجھے معاف فرما عمر !سے تو ہر شخص زیادہ سمجھدار ہے، پھر واپس اسی وقت منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے فرمایا لوگو!میں نے تمہیں چارسو درہم سے زیادہ کے مہر سے روک دیا تھا لیکن اب کہتا ہوں جو شخص اپنے مال میں سے مہر میں جتنا چاہے دے اپنی خوشی سے جتنا مہر مقرر کرنا چاہے کرے میں نہیں روکتا۔[2]

منکر روایت ہے۔(مشہور واقعات کی حقیقت ۱۰۱)

جبکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ پڑھ کر تم نے اسے اپنی زوجیت میں لیا ہے اور تم دونوں ایک دوسرے سے خوب لطف اندوز ہو چکے ہو،

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى الله عليه وسلم قَالَ فِي خُطْبَتِهِ، فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ:فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أخذتموهُنّ بِأَمَانَةِ اللَّهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر فرمایا لوگو!اللہ سے ڈرو،عورتوں پر زیادتی نہ کرو اس لئے کہ

النِّسَاءِ۱۱۱۴،سنن نسائی کتاب النکاح باب الْقِسْطُ فِي الْأَصْدِقَةِ۳۳۵۱،سنن ابن ماجه کتاب النکاح بَابُ صَدَاقِ النِّسَاءِ۱۸۸۸

[1] النساء: 20

[2] تفسیرابن کثیر ۲/۲۴۳ بحواله مسندابویعلی

تم نے ان کو اللہ کی امانت سے ان پر اختیار حاصل کیا ہے اور ان کی ستر کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے حلال کیا ہے۔ [1]
اور وہ تم سے نکاح کے وقت پختہ عہد لے چکی ہیں کہ تم اسے اچھے طریقے سے آباد رکھو گے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دو گے۔

وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ

اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے مگر جو گزر چکا ہے، یہ بے حیائی کا کام

وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ (النساء ۲۲)

اور بغض کا سبب ہے اور بڑی بری راہ ہے۔

سوتیلی والدہ سے نکاح کی ممانعت: دور جاہلیت میں معمول تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا اپنی سوتیلی والدہ سے نکاح کر لیتا تھا اور اسے یہ خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ وہ اس کی ماں کے درجے میں ہے،

لَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو قَيْس يَعْنِي ابْنَ الْأَسْلَتِ وَكَانَ مِنْ صَالِحِي الْأَنْصَارِ، فَخَطَبَ ابنه قَيْسٌ امْرَأَتَهُ، فَقَالَتْ: إِنَّمَا أَعُدُّكَ وَلَدًا وَأَنْتَ مِنْ صَالِحِي قَوْمِكَ، وَلكِنْ آتِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْتَأْمِرُهُ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقالت: إِنَّ أَبَا قَيْسٍ تُوُفِّي. فَقَالَ:خَيْرًا. ثُمَّ قَالَتْ: إِنَّ ابْنَهُ قَيْسًا خَطَبَنِي وَهُوَ مِنْ صَالِحِي قَوْمِهِ. وَإِنَّمَا كُنْتُ أَعُدُّهُ وَلَدًا، فَمَا تَرَى؟ فَقَالَ لَهَا : ارْجِعِي إِلَى بَيْتِكِ،قَالَ: فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

ابو قیس رضی اللہ عنہ انصاری کے انتقال کے بعد ان کے لڑکے نے اپنی سوتیلی والدہ سے نکاح کی خواہش کی، ام عبید اللہ ضمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک تو اپنی قوم میں ایک نیک آدمی ہے لیکن میں تجھے اپنا بیٹا سمجھتی ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتی ہوں وہ جو حکم فرمائیں، چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ساری کیفیت بیان کی کہ ابو قیس فوت ہو چکے ہیں اور پھر کہا کہ ان کا بیٹا جو اپنی قوم میں ایک شریف اور نیک آدمی ہے مجھ سے منگنی (نکاح) کرنا چاہتا ہے حالانکہ میں اسے بیٹا سمجھتی ہوں اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر لوٹ جاؤ، جس پر یہ آیت ''اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے مگر جو گزر چکا۔'' نازل ہوئی۔ [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يُحَرِّمُونَ مَا يُحَرَّمُ إِلَّا امْرَأَةَ الْأَبِ، وَالْجَمْعَ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ: {وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ}

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت میں بھی باپ کی منکوحہ اور دو بہنوں کو اکٹھا کرنے کے سوا ان دیگر تمام رشتوں کو حرام

[1] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۲۹۵۰،سنن ابوداودکتاب المناسک بَابُ صِفَةِ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۱۹۰۵ ،صحیح ابن حبان۳۹۴۴،سنن الدارمی ۱۸۹۲، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۴۷۰۵،السنن الکبری للبیھقی ۸۸۲۷

[2] تفسیرابن ابی حاتم۵۰۷۳،تفسیرابن کثیر۲۴۵؍۲بحوالہ درمنشور

سمجھتے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہیں ان سے ہر گز نکاح نہ کرو مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔“ اور فرمایا اور تمہارا دو بہنوں کو اکٹھا کرنا (بھی حرام ہے)۔ [1]

اللہ تبارک وتعالیٰ نے معاشرے کو جاہلیت کی قبیح رسوم وعادات سے پاک کرنے کے لئے فرمایا اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہیں ان سے ہر گز نکاح نہ کرو، زمانہ جاہلیت میں جو غلطیاں تم کرتے رہے ہو ان پر گرفت نہیں کی جائے گی بشرطیکہ اب حکم آنے کے بعد اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لو اور جاہلیت کی قبیح رسوم وعادات کو ترک کر دو، درحقیقت یہ ایک بے حیائی کا فعل ہے، ناپسندیدہ ہے اور برا چلن ہے، جیسے فرمایا

...وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ... ﴿۱۵۱﴾ [2]

ترجمہ: اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ [3]

ترجمہ: زنا کے قریب نہ پھٹکو وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ۔

اور محرم سے نکاح کرنے کی حد قتل ہے،

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: لَقِيتُ خَالِي وَمَعَهُ الرَّايَةُ، فَقُلْتُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ، أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ، أَوْ أَقْتُلَهُ، وَآخُذَ مَالَهُ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں اپنے چچا سے ملا جبکہ اس کے پاس جھنڈا تھا، میں نے ان سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ نکاح کیا ہے آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی گردن مار دوں اور اس کے مال پر قبضہ کر لوں۔ [4]

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں قاعدہ کلیہ ارشاد فرمایا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: يَا يَهُودِيُّ، فَاضْرِبُوهُ عِشْرِينَ، وَإِذَا قَالَ: يَا مُخَنَّثُ، فَاضْرِبُوهُ عِشْرِينَ، وَمَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوهُ.

---

[1] تفسیرطبری ۱۳۳؍۸

[2] الانعام ۱۵۱

[3] بنی اسرائیل ۳۲

[4] مسند احمد ۱۸۵۵۷، سنن ابوداود کتاب الحدود بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَزْنِي بِحَرِيمِهِ ۴۴۵۷، جامع ترمذی أَبْوَابُ الأَحْكَامِ بَابُ فِيمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ ۱۳۶۲، سنن نسائی کتاب النکاح باب نِكَاحُ مَا نَكَحَ الْآبَاءُ ۳۳۳۳، سنن ابن ماجہ کتاب الحدود باب من تزوج امراۃ ابیہ من بعدہ ۲۶۰۸، مستدرک حاکم ۲۷۷۶، سنن الدارمی ۲۲۸۵، السنن الکبری للبیہقی ۱۲۴۵۹

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی دوسرے کو اے یہودی کہہ کر پکارے تو اسے بیس درے مارو اور جب کوئی اے ہیجڑے کہہ کر پکارے تو اسے بھی بیس درے مارو اور جو شخص کسی محرم عورت سے زنا کرے تو اسے قتل کر دو۔[۱]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَقَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَظَرَ الرَّجُلُ إِلَى فَرْجِ الْمَرْأَةِ حُرِّمَتْ عَلَيْهِ أُمُّهَا وَابْنَتُهَا

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی عورت کے اعضاء صنفی پر نظر ڈالی ہو اس کی ماں اور بیٹی دونوں اس پر حرام ہیں۔[۲]

لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى رَجُلٍ نَظَرَ إِلَى فَرْجِ امْرَأَةٍ وَابْنَتِهَا

اور اسی روایت میں فرمایا اللہ اس شخص کی صورت دیکھنا پسند نہیں کرتا جو بیک وقت ماں اور بیٹی دونوں کے اعضاء صنفی پر نظر ڈالے۔[۳]

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ

حرام کی گئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری لڑکیاں اور تمہاری بہنیں تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں

وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ

اور بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں

وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَ رَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِيْ

اور تمہاری ساس اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم

دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ

دخول کر چکے ہو، ہاں اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں، اور تمہارے صلبی سگے بیٹوں

الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

کی بیویاں اور تمہارا دو بہنوں کا جمع کرنا، ہاں جو گزر چکا سو گزر چکا یقیناً

---

[۱] جامع ترمذی ابواب الحدود بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَقُولُ لِآخَرَ يَا مُخَنَّثُ ۱۴۶۲، مستدرک حاکم ۸۰۵۴، السنن الکبری للبیہقی ۱۷۰۵۶

[۲] السنن الکبری للبیہقی ۱۳۹۶۹

[۳] السنن الکبری للبیہقی ۱۳۹۶۹

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾ (النساء ۲۳)

اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

محرم رشتے :اور اللہ تعالیٰ نے رشتوں کے احترام کی تلقین فرما کر واضح طور پر ان رشتوں کی نشان دہی فرمائی جن سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

۱۔واضح رہے کہ اُمَّهٰتُكُمْ (تمہاری مائیں)میں ماؤں کی مائیں (نانیاں)ان کی دادیاں اور باپ کی مائیں (دادیاں، پردادیاں اور ان سے آگے تک سب شامل ہیں)

۲۔بَنٰتُكُمْ (تمہاری بیٹیاں) میں پوتیاں، نواسیاں اور پوتیوں اور نواسیوں کی بیٹیاں (نیچے تک) شامل ہیں،

وَقَدِ اسْتَدَلَّ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ عَلَى تَحْرِيمِ الْمَخْلُوقَةِ مِنْ مَاءِ الزَّانِي عَلَيْهِ بِعُمُومِ قَوْلِهِ تَعَالَى:وَبَنَاتُكُمْ} ؛ فَإِنَّهَا بِنْتٌ فَتَدْخُلُ فِي الْعُمُومِ، كَمَا هُوَ مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَمَالِكٍ، وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَقَدْ حُكِيَ عَنِ الشَّافِعِيِّ شَيْءٌ فِي إِبَاحَتِهَا؛ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ بِنْتًا شَرْعِيَّةً، فَكَمَا لَمْ تَدْخُلْ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى :يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلادِكُمْ، فَإِنَّهَا لَا تَرِثُ بِالْإِجْمَاعِ، فَكَذَلِكَ لَا تَدْخُلُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ

زنا سے پیدا ہونے والی لڑکی بیٹی میں شامل ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے،ائمہ ثلاثہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ ،مالک رحمہ اللہ اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ اسے بیٹی شمار کرتے ہیں، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ اسے بیٹی شمار نہیں کرتے کیونکہ یہ لڑکی شرعی نہیں، پس جیسے یہ لڑکی میں داخل نہیں اور بالاجماع وارث نہیں،اسی طرح وہ اس آیت میں بھی داخل نہیں۔[1]

۳۔ اَخَوٰتُكُمْ (تمہاری بہنیں) عینی ہوں یا اخیافی یا علاتی سب اس میں شامل ہیں۔

۴۔عَمّٰتُكُمْ (تمہاری پھوپھیاں) اس میں باپ کی سب مذکر اصول یعنی نانا، دادا کی تینوں قسموں کی بہنیں شامل ہیں۔

۵۔خٰلٰتُكُمْ (تمہاری خالائیں) ان میں ماں کی سب مونث اصول یعنی نانی، دادی کی تینوں قسموں کی بہنیں شامل ہیں۔

۶۔بَنٰتُ الْاَخِ (تمہاری بھتیجیاں) ان میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد بالواسطہ یا بلاواسطہ (یا صلبی وفرعی) شامل ہیں۔

۷۔بَنٰتُ الْاُخْتِ (تمہاری بھانجیاں) ان میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد بالواسطہ یا بلاواسطہ (یا صلبی یا فرعی) شامل ہیں، یہ سات نسبی رشتے ہیں جو حرام ہیں،اسی طرح سات رضاعی رشتے بھی حرام ہیں۔

أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَافَقَالَ:الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الوِلاَدَةُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے خون ملنے سے حرمت ہوتی ہے ویسے ہی دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔[2]

---

[1] تفسیرابن کثیر۲۴۷؍۲، تفسیر اللباب فی علوم الکتاب۲۱۲؍۶،نهاية المحتاج۲۷؍۷،بداية المجتهد ۱۲۶؍۴

[2] صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللاتِي أَرْضَعْنَكُمْ ۵۰۹۹، صحیح مسلم کتاب الرضاع بَابُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ ۳۵۶۸،سنن نسائی کتاب النکاح باب لَبَنُ الْفَحْلِ۳۳۱۵،موطاامام مالک کتاب الرضاع باب رَضَاعَةُ الصَّغِيرِ،مسنداحمد۲۵۴۵۳،سنن الدارمی ۲۲۹۳،السنن الکبری للنسائی ۵۴۴۶،السنن الکبری للبیہقی ۱۳۹۰۲

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ.

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رضاعت سے بھی ان رشتوں کو حرام کر دیا ہے جنہیں نسب کی وجہ سے حرام کیا ہے۔ (۱)

كُلُّ امْرَأَةٍ حَرُمَتْ مِنْ النَّسَبِ حَرُمَ مِثْلُهَا مِنْ الرَّضَاعِ

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر وہ عورت جو نسب کی وجہ سے حرام کی گئی ہے اسی طرح رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہے۔ (۲)

ان کے علاوہ چار سسرالی رشتے بھی حرام ہیں۔

○ أُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ (ساس) اس میں بیوی کی نانی، دادی بھی داخل ہے نیز اگر کسی عورت سے نکاح کے بعد بغیر مباشرت وہم بستری کے ہی اسے طلاق دے دی جائے تب بھی اس کی ماں سے نکاح حرام ہو گا البتہ اس کی لڑکی سے نکاح جائز ہو گا۔

○ رَبَآئِبُكُمُ: اس سے مراد وہ لڑکی ہے جو بیوی کے پہلے خاوند سے ہو، اس کی حرمت مشروط ہے یعنی اگر اس کی ماں سے مباشرت کر لی گئی ہو تو اس سے نکاح حرام ہے بصورت دیگر حلال ہے۔

○ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ (صلبی بیٹوں کی بیویاں یعنی بہو) بیٹوں میں پوتے اور نواسے شامل ہیں، مزید برآں اس سے معلوم ہوا کہ لے پالک بیٹوں کی بیویوں سے نکاح حرام نہیں ہے۔

○ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ (دو رضاعی یا نسبی بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا) دور جاہلیت میں دو بہنیں بھی بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں ہو سکتی تھیں، اللہ تعالیٰ نے دو بہنوں کو بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا اور فرمایا اور دور جاہلیت میں جو تم کر چکے ہو اس پر باز پرس نہیں ہو گی مگر اب ان میں سے ایک کو رکھنا اور ایک کو طلاق دینی ہو گی، البتہ ایک کی وفات یا طلاق کی صورت میں عدت گزارنے پر دوسری بہن سے نکاح جائز ہے، چنانچہ فیروز جب ایمان لائے تو ان کے نکاح میں دو حقیقی بہنیں تھی

عَنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ تَحْتِي أُخْتَيْنِ؟ قَالَ: طَلق أَيَّهُمَا شِئْتَ

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے نکاح میں دو حقیقی بہنیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے ایک جسے تو پسند کرے طلاق دے دو۔ (۳)

اسی طرح ایک مرد کے نکاح میں پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی کو جمع کرنا بھی جائز نہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، وَلاَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا

---

(۱) جامع ترمذی ابواب الرضاع بَابُ مَا جَاءَ يُحَرَّمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يُحَرَّمُ مِنَ النَّسَبِ ۱۱۴۶، مسند احمد ۱۰۹۶

(۲) المغنی ۷/۱۱۳

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی ۸۵۰، تفسیر ابن کثیر ۲/۲۵۴

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔ (۱)

ابن منذر کہتے ہیں کہ اس پر علماء کا اجماع ہے، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ دو پھوپھیوں اور دو خالاؤں میں بھی جمع کرنا مکروہ ہے،

أخت الجد ولو من جهة الأم وأخت أبيه وإن علا وأخت الجدة وأمها وإن علت ولو من قبل الأب، والضابط أنه يحرم الجمع بين كل امرأتين بينهما قرابة لو كانت إحداهما ذكرًا لحرمت المناكحة بينهما، والمعنى في ذلك ما فيه من قطيعة الرحم كما مرّ مع المنافسة القوية بين الضرّتين، ولا يحرم الجمع بين المرأة وبنت خالها أو خالتها ولا بين المرأة وبنت عمها أو عمتها لأنه لو قدرت إحداهما ذكرًا لم تحرم الأخرى عليه

قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا پھوپھی میں دادا کی بہن، نانا کی بہن، ان کے باپ کی بہن، اسی طرح خالہ میں نانی کی بہن، نانی کی ماں سب داخل ہیں اور اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ان دو عورتوں کا نکاح بھی جمع کرنا درست نہیں ہے کہ اگر ان میں سے ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری عورت اس کی محرم ہو البتہ اپنی جورو کی ماموں کی بیٹی یا چچا کی بیٹی یا پھوپھی کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ (۲)

اسلام کا یہ وہ پرسنل لاء ہے جس پر اسلام کو فخر ہے، اس نے اپنے پیروکاروں کے لئے ایک بہترین پرسنل لاء دیا ہے، اس کے مقرر کردہ اصول و قوانین قیامت تک کے لئے کسی بھی ردوبدل سے بالا ہیں، دنیا میں کتنے ہی انقلابات آئیں نوع انسانی میں کتنا ہی انقلاب برپا ہو مگر اسلامی قوانین برابر قائم ہیں کسی بھی حکومت کو ان میں دست اندازی کا حق نہیں ہے، سچ ہے

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ (۳)

ترجمہ: میرے ہاں بات پلٹی نہیں جاتی اور میں اپنے بندوں پر ظلم توڑنے والا نہیں ہوں۔

ہاں جو غلط قانون لوگوں نے از خود بنا کر اسلام کے ذمہ لگا دیئے ہیں ان کا بدلنا بے حد ضروری ہے۔

وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ

اور (حرام کی گئیں) شوہر والی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں اللہ تعالیٰ نے یہ احکام تم پر فرض کر دیئے ہیں،

وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ

ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کرنا چاہو برے کام سے

(۱) صحيح بخاری كتاب النكاح بَابُ لاَ تُنْكَحُ المَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا ۵۱۰۹، صحيح مسلم كتاب النكاح بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا فِي النِّكَاحِ ۳۴۳۶، مسند احمد ۹۹۹۵

(۲) شرح القسطلانی ۸٫۳۹

(۳) ق ۲۹

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ

بچنے کے لیے نہ کہ شہوت رانی کے لیے اس لیے جن سے تم فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا ہوا

اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ

مہر دے دو اور مہر مقرر ہونے کے بعد تم آپس کی رضامندی سے جو طے کرلو تم پر کوئی گناہ نہیں

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ

بیشک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے،اور تم میں سے جس کسی کو

طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ

آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی پوری وسعت و طاقت نہ ہو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو

الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ

(اپنا نکاح کرلے)اللہ تمہارے اعمال کو بخوبی جاننے والا ہے، تم سب آپس میں ایک ہی تو ہو اس لیے ان کے مالکوں

اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّ لَا مُتَّخِذٰتِ

کی اجازت سے ان سے نکاح کرلو اور قاعدہ کے مطابق ان کے مہر ان کو دے دو،وہ پاک دامن ہوں نہ کہ اعلانیہ بدکاری

اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَاۤ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ

کرنے والیاں، نہ خفیہ آشنائی کرنے والیاں پس جب یہ لونڈیاں نکاح میں آجائیں پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو انہیں

مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ

آدھی سزا ہے اس سزا سے جو آزاد عورتوں کی ہے، کنیزوں سے نکاح کا یہ حکم تم میں سے ان لوگوں کے لیے ہے جنہیں گناہ

مِنْكُمْ ؕ وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ (النساء۲۴،۲۵)

اور تکلیف کا اندیشہ ہو اور تمہارا ضبط کرنا بہت بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ:أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابُوا سَبَايَا يَوْمَ أَوْطَاسٍ لَهُنَّ أَزْوَاجٌ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ، فَكَانَ أُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفُّوا وَتَأَثَّمُوا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ، قَالَ: فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ

فِي ذَلِكَ: {وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ[1] أَيْمَانُكُمْ}[2]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ اوطاس یا غزوہ خیبر میں کفار کی عورتیں مسلمانوں کی قید میں آگئیں ان کے مشرک شوہر بھی تھے اس لیے ہم نے ان سے ہم بستری کرنے میں کراہت محسوس کی، لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا جس پر یہ آیت کریمہ "اور (حرام کی گئیں) شوہروالی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں۔" نازل ہوئی، اس کے بعد ہم نے ان سے جنسی تعلق کو حلال قرار دے دیا۔[3]

اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں (محصنات یعنی محفوظ عورتیں) البتہ ایسی عورتیں اس سے مستثنٰی ہیں جو (جنگ میں) تمہارے ہاتھ آئیں، یعنی جنگ میں حاصل ہونے والی کافر عورتیں جب مسلمانوں کی لونڈیاں بن جائیں تو شادی شدہ ہونے کے باوجود ان سے مباشرت کرنا جائز ہے البتہ استبرائے رحم ضروری ہے یعنی ایک حیض آنے کے بعد یا حاملہ ہیں تو وضع حمل کے بعد ان سے جنسی تعلق قائم کیا جائے، یہ اللہ کا قانون ہے جس کی پابندی تم پر لازم کر دی گئی ہے، ان کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں انہیں اپنے اموال کے ذریعہ سے حاصل کرنا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے بشرطیکہ حصار نکاح میں ان کو محفوظ کرو نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو، یعنی اس نکاح میں چار چیزیں شامل ہوں دونوں طرف سے ایجاب وقبول ہو، مہر ادا کیا ہو، ان کو شادی کی قید (دائمی قبضے) میں لانا مقصود ہو صرف شہوت رانی مقصود نہ ہو اور چھپی ہوئی دوستی نہ ہو بلکہ گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہو، پھر جو ازواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو یعنی یہ مہر کوئی عطیہ اور بخشش نہیں ہے کہ دل چاہا تو ادا کر دیا اور دل نے چاہا تو واپس لے لیا البتہ مہر کی قرار داد ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے تمہارے درمیان اگر کمی بیشی کا کوئی سمجھوتا ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیسے اسی سورہ میں پہلے فرمایا

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا ﴿٤﴾

ترجمہ: اور عورتوں کے مَہر خوشدلی کے ساتھ (فرض جانتے ہوئے) ادا کرو، البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے مَہر کا کوئی حصہ تمہیں معاف کر دیں تو اُسے تم مزے سے کھا سکتے ہو۔

اللہ علیم اور دانا ہے یعنی حلت وحرمت کے ان احکام میں جو رحمتیں اور مصلحتیں ہیں انہیں کامل علم اور کامل حکمت والا اللہ ہی جانتا ہے، اور جو شخص تم میں سے اتنی مقدرت نہ رکھتا ہو کہ خاندانی مسلمان عورتیں (محصنات) سے نکاح کر سکے اسے چاہیے کہ تمہاری ان مومنہ لونڈیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر لے جو تمہارے قبضہ میں ہوں، اللہ تمہارے ایمانوں کا حال خوب جانتا ہے، تم سب مسلمان یکساں ہو اور تمہارے درمیان حقیقی وجہ امتیاز صرف ایمان ہے لہذا ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کر لو، یعنی لونڈیوں یا غلاموں کا مالک ہی ان کا ولی ہے اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا،

---

(۱) ص:321

(۲) النساء: 24

(۳) مسند احمد ۱۱۷۹۷

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ، فَهُوَ عَاهِرٌ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے وہ زانی ہے۔ [1]

جس طرح غلام اور لونڈی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ زانی ہے اسی طرح عورت عورت کا نکاح نہیں کر سکتی، اور جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کر لے وہ بھی زانی ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت دوسری عورت کا نکاح نہ کرائے اور نہ عورت اپنا نکاح کرائے وہ عورتیں زنا کار ہیں جو اپنا نکاح خود کرواتی ہیں۔ [2]

اور معروف طریقہ سے ان کے مہر ادا کر دو تا کہ وہ حصار نکاح میں محفوظ (محصنات) ہو کر رہیں اور آزاد شہوت رانی اور چوری چھپے آشنائیاں نہ کرتی پھریں، پھر جب وہ حصار نکاح میں محفوظ ہو جائیں اور اس کے بعد کسی بدچلنی کی مرتکب ہوں تو ان پر اس سزا کی بہ نسبت آدھی سزا ہے جو خاندانی عورتوں (محصنات) کے لیے مقرر ہے، یعنی لونڈیوں کو رجم نہیں کیا جائے گا کیونکہ رجم کا نصف ممکن نہیں بلکہ محصنات کی سزا سو کوڑوں کے بجائے انہیں پچاس کوڑے سزا ہو گی، یہ سہولت تم میں سے ان لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے جو انی کے جذبات پر کنٹرول رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور ان کا بدکاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو، لیکن اگر تم کسی آزاد خاندانی عورت سے شادی کے قابل ہونے تک صبر کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے خوب کھول کر بیان کرے اور تمہیں تم سے پہلے کے (نیک) لوگوں کی راہ پر چلائے

وَ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۲۶ وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَ يُرِيْدُ الَّذِيْنَ

اور تمہاری توبہ قبول کرے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے، اور اللہ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ

يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝۲۷ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ

خواہشات کے پیرو ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم اس سے بہت دور ہٹ جاؤ، اللہ چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کر دے ک

[1] سنن ابوداودکتاب النكاح بَابٌ فِي نِكَاحِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ ۲۰۷۸،جامع ترمذی ابواب النكاح بَابُ مَا جَاءَ فِي نِكَاحِ العَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ ۱۱۱۱،مسند احمد۱۵۰۳۱

[2] سنن ابن ماجه كتاب النكاح بَابُ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ ۱۸۸۲،سنن الد ارقطنى ۳۵۳۵، السنن الصغير للبيهقى ۲۳۷۳،السنن الكبرى للبيهقى ۱۳۶۳۴

وَ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا ﴿۲۸﴾ (النساء۲۶تا۲۸)

یونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی عظیم نوازش سے چاہتا ہے کہ تم پر حق و باطل اور حلال و حرام کھول کر بیان کر دے اور معاشرت، اخلاق اور تمدن کے ان قوانین پر چلائے جس کی پیروی قدیم ترین دور سے ہر دور کے انبیائے کرام اور ان کے صالح متبعین عمل کرتے چلے آئے ہیں، وہ اپنی رحمت کے ساتھ تمہاری توبہ قبول کرنا چاہتا ہے، اور وہ اپنی شریعت اور اپنے فرمان میں کامل علم اور کامل حکمت والا ہے، ہاں اللہ تو تم پر اپنی عظیم رحمت کے دروازے کھول دینا چاہتا ہے مگر خواہش نفس کے پیروکار یہود و نصاریٰ، منافقین، قدامت پرست جہلاء اور بدکار لوگ چاہتے ہیں کہ تم راہ راست کو چھوڑ کر شریعت میں اپنے خود ساختہ احکام و قوانین، صدیوں سے قائم تعصّبات اور رسم و رواج پر قائم رہو، کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے،

عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ: {خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا} أَيْ: فِي أَمْرِ النِّسَاءِ، وَقَالَ وَكِيعٌ: يَذْهَبُ عَقْلُهُ عِنْدَهُنَّ

طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے ”چونکہ انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔“ سے مراد یہ ہے کہ انسان عورتوں کے بارے میں کمزور پیدا ہوا ہے اور وکیع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عورتوں کے سامنے مردوں کی مت ماری جاتی ہے۔[۱]

اس لئے اللہ تعالیٰ اوامر و نواہی کی آسانی کے ذریعے تمہارے لئے تخفیف پیدا کرنا چاہتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَكُمۡ بَیۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ

اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے ہو

تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ ۟ وَ لَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِیۡمًا ﴿۲۹﴾

خریدو فروخت اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے،

وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ عُدۡوَانًا وَّ ظُلۡمًا فَسَوۡفَ نُصۡلِیۡهِ نَارًا ؕ

اور جو شخص یہ (نافرمانیاں) سرکشی اور ظلم سے کرے گا تو عنقریب ہم اس کو آگ میں داخل کریں گے

وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیۡرًا ﴿۳۰﴾ (النساء۳۰،۲۹)

اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! آپس میں ایک دوسرے کے مال حرام اسباب و وسائل جو شرعاً و اخلاقاً ناجائز ہوں اور مختلف حیلے بہانوں سے نہ

[۱] تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۹۲۶

کھاؤ،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي مِنَ الرَّجُلِ الثَّوْبَ , فَيَقُولُ:إِنْ رَضِيتَهُ أَخَذْتَهُ , وَإِلَّا رَدَدْتَهُ وَرَدَدْتَ مَعَهُ دِرْهَمًا قَالَ: هُوَ الَّذِي قَالَ اللهُ:لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص اگر کسی دوسرے شخص سے کپڑا خرید تا ہے تو وہ اس سے کہتا ہے کہ اگر یہ کپڑا تمہیں پسند آ گیا تو اسے اپنے پاس رکھ لینا اور اگر پسند نہ آیا تو اسے واپس کر دینا لیکن اس کے ساتھ تمہیں ایک درہم بھی واپس کرنا ہوگا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو، آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ۔ (۱)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ:{وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ} فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: إِنَّ اللهَ قَدْ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ وَالطَّعَامُ هُوَ مِنْ أَفْضَلِ أَمْوَالِنَافَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ مِنَّا أَنْ يَأْكُلَ عِنْدَ أَحَدٍ، فَكَفَّ النَّاسُ عَنْ ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ بَعْدَ ذَلِكَ: {لَّيْسَ عَلَى ٱلْأَعْمَىٰ حَرَجٌ

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ ''اپنے آپس کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ۔'' کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپس میں ایک دوسرے کے مال کو باطل طریقے سے کھانے سے منع فرمایا ہے اور کھانا سب سے افضل مال ہے لہذا ہم میں سے کسی کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ کسی دوسرے کے پاس کھانا کھائے، تو لوگ اس کام سے رک گئے تھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''کوئی حرج نہیں اگر کوئی اندھا، یا لنگڑا، یا مریض کسی کے گھر سے کھا لے اور نہ تمہارے اوپر اس میں کوئی مضائقہ ہے کہ اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے، یا اپنی ماں نانی کے گھروں سے، یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے، یا اپنی بہنوں کے گھروں سے، یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے، یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے، یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے، یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے، یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہاری سپردگی میں ہوں، یا اپنے دوستوں کے گھروں سے، اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم لوگ مل کر کھاؤ یا الگ الگ، البتہ جب گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کیا کرو، دعائے خیر، اللہ کی طرف سے مقرر فرمائی ہوئی، بڑی بابرکت اور پاکیزہ، اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے آیات بیان کرتا ہے، توقع ہے کہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو گے ۔'' نازل فرمادی۔ (۲)

ہاں اگر بائع اور مشتری آپس کی آزادانہ اور رجانی بوجھی رضامندی سے حلال اشیاء کا کاروبار کریں اور اس سے مالی فائدہ ہو جائے تو وہ جائز ہے،

عَنْ مُجَاهِدٍ , فِي قَوْلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى :عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ فِي تِجَارَةٍ أَوْ بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ يُعْطِيهِ أَحَدٌ أَحَدًا

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں آیت کریمہ ''رضامندی سے ہو خرید و فروخت۔'' سے مراد یہ ہے کہ یا تو خرید و فروخت ہو یا کوئی کسی کو عطیہ دے

(۱) تفسیر طبری ۸٫۲۱۷

(۲) تفسیرابن ابی حاتم ۱٫۳۲۰

دے۔ (۱)

یہاں خیار مجلس کا مسئلہ بھی آجاتا ہے یعنی بائع اور مشتری جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں سودا فسخ کرنے کا اختیار رہے گا جیسا کہ حدیث میں ہے،

حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:البَيِّعَانِ بِالخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا

حکیم بن حزام سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا دونوں خرید وفروخت کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ الگ الگ نہ ہو جائیں، پھر اگر وہ دونوں سچ بولیں گے اور (جو کچھ چیز میں عیب ہے یا قیمت میں فرق ہے) بیان کر دیں گے تو ان کی بیع میں برکت ہو گی اور اگر جھوٹ بولیں گے اور (عیب کو) چھپائیں گے تو ان کی بیع کی برکت مٹ جائے گی اور ان کی تجارت کو کبھی فروغ نہ ہو گا۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ:إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلاَنِ، فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، وَكَانَا جَمِيعًا، أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الآخَرَ، فَتَبَايَعَا عَلَى ذَلِكَ، فَقَدْ وَجَبَ البَيْعُ، وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ يَتَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا البَيْعَ، فَقَدْ وَجَبَ البَيْعُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دو آدمی خرید وفروخت کریں تو ان میں سے ہر ایک کو اختیار ہے جب تک کہ دونوں یکجا ہوں اور جدا نہ ہو جائیں یا ان میں سے ایک دوسرے کو اختیار دیا اور اس شرط پر بیع کا معاملہ کر لیا تو بیع واجب ہو گئی، اور اگر بیع کرنے کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور ان میں سے کسی نے بیع کا انکار نہ کیا تو بیع جائز ہو گئی۔ (۳)

اور جن امور کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے ان کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو، یقین مانو کہ اللہ تمہارے اوپر مہربان ہے،

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، قَالَ: فَاحْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيدَةِ الْبَرْدِ، فَأَشْفَقْتُ إِنْ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلَكَ، فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي صَلَاةَ الصُّبْحِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ:يَا عَمْرُو، صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي احْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيدَةِ الْبَرْدِ، فَأَشْفَقْتُ إِنْ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلَكَ، وَذَكَرْتُ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ {وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا} (۴) فَتَيَمَّمْتُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ. فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا

---

(۱) تفسیر طبری ۸٫۲۲۱

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ البُيُوعِ بَابٌ البَيِّعَانِ بِالخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا ۲۱۱۰، صحیح مسلم كِتَابُ الْبُيُوعِ بَابُ الصِّدْقِ فِي الْبَيْعِ وَالْبَيَانِ ۳۸۵۸، مسند احمد ۱۵۳۱۴

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ البُيُوعِ بَابٌ إِذَا خَيَّرَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بَعْدَ البَيْعِ فَقَدْ وَجَبَ البَيْعُ ۲۱۱۲

(۴) النساء: 29

عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ذات سلاسل کے سال (آٹھ ہجری) بھیجا، فرماتے ہیں مجھے ایک ایسی رات میں احتلام ہو گیا جو بہت شدید سرد تھی اور مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مر جاؤں گا، لہذا میں نے تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھادی، جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو رضی اللہ عنہ! تم نے اپنے ساتھیوں کو حالت جنابت ہی میں نماز پڑھادی؟ میں نے عرض کی ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے شدید ترین سرد رات میں احتلام ہوا اور خدشہ تھا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مر جاؤں گا تو اس موقع پر مجھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔“ یاد آیا تو میں نے تیمم کر کے نماز پڑھادی، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا۔ (۱)

اس سے مراد خودکشی بھی ہو سکتا ہے جو کبیرہ گناہ ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ، فَحَدِيدَتُهُ بِيَدِهِ، يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ، فَسُمُّهُ بِيَدِهِ، يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ، خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے آپ کو کسی تیز دھار آلے سے قتل کر لے (خودکشی کر لے) اس کا وہ تیز دھار آلہ اس کے ہاتھ میں ہو گا جسے وہ جہنم کے اندر اپنے پیٹ میں گھونپتا ہو گا اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، جو شخص زہر پی کر خودکشی کر لے اس کا وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا جسے وہ جہنم کے اندر پھانکتا ہو گا اور وہاں ہمیشہ ہمیش رہے گا اور جو شخص اپنے آپ کو پہاڑ سے نیچے گرا کر خودکشی کر لے وہ جہنم میں بھی پہاڑ سے نیچے گرتا رہے گا اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ (۲)

أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِي شَيْءٍ لَا يَمْلِكُهُ

اور ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے غزوہ حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے بیعت کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اسلام کے علاوہ دوسری ملت پر جھوٹی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو جائے، اور جس نے کسی چیز سے اپنے آپ کو قتل

---

(۱) مسند احمد ۱۷۸۱۲، سنن ابوداود كِتَاب الطَّهَارَةِ بَابُ إِذَا خَافَ الْجُنُبُ الْبَرْدَ أَيَتَيَمَّمُ ۳۳۴

(۲) مسند احمد ۷۴۴۸، صحیح بخاری كِتَابُ الطِّبِّ بَابُ شُرْبِ السُّمِّ وَالدَّوَاءِ بِهِ وَبِمَا يُخَافُ مِنْهُ وَالخَبِيثِ ۵۷۷۸، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ، وَأَنَّ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي النَّارِ، وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ ۳۰۰، جامع ترمذی أَبْوَابُ الطِّبِّ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ أَوْ غَيْرِهِ ۲۰۴۴

کیا تو قیامت کے دن اسی چیز سے عذاب دیا جائے گا اور اگر کسی آدمی نے غیر مملوکہ چیز کی منت مانی تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ ①
جو شخص جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کی جسارت کرے گا اس کو ہم ضرور آگ میں جھونکیں گے اور یہ اللہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ

اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جس سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور

وَ نُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا ﴿۳۱﴾ وَ لَا تَتَمَنَّوۡا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ

عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے، اور اس کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم سے بعض کو بعض پر بزرگی دی ہے،

لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا اكۡتَسَبُوۡا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا اكۡتَسَبۡنَ

ردوں کا اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے ان میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا

وَسۡـَٔلُوا اللّٰهَ مِنۡ فَضۡلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ﴿۳۲﴾ (النساء۳۱،۳۲)

اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے

اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے جن پر حد مقرر ہے، یا وہ گناہ جس پر قرآن یا حدیث میں سخت وعید یا لعنت آئی ہے یا وہ کام جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بطور تحریم کے روکا ہے سے پرہیز کرتے رہو تو تمہاری چھوٹی موٹی برائیوں کو ہم تمہارے حساب سے ساقط کر دیں گے اور تم کو عزت کی جگہ داخل کریں گے، اس آیت کریمہ سے متعلق بہت سی آحادیث ہیں،

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَتَدْرِي مَا يَوْمُ الْجُمُعَةِ؟» قُلْتُ: هُوَ الْيَوْمُ الَّذِي جَمَعَ اللَّهُ فِيهِ أَبَاكُمْ، قَالَ: لَكِنِّي أَدْرِي مَا يَوْمُ الْجُمُعَةِ، لَا يَتَطَهَّرُ الرَّجُلُ فَيُحْسِنُ طُهُورَهُ، ثُمَّ يَأْتِي الْجُمُعَةَ، فَيُنْصِتُ حَتَّى يَقْضِيَ الْإِمَامُ صَلَاتَهُ، إِلَّا كَانَ كَفَّارَةً لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا اجْتُنِبَتِ الْمَقْتَلَةُ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہیں معلوم ہے جمعے کا دن کیا ہے؟ میں نے عرض کی یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد (آدم علیہ السلام) کو پیدا فرمایا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا لیکن یہ مجھے معلوم ہے کہ جمعے کا دن کیا ہے یہ وہ دن ہے کہ جو شخص بھی اس میں اچھے طریقے سے طہارت حاصل کرے پھر جمعے کے لیے آئے اور خاموش رہے حتیٰ کہ امام نماز سے فارغ ہو جائے

---

① صحيح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ، وَأَنَّ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي النَّارِ، وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ ۳۰۲،سنن ابوداودكِتَاب الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَلِفِ بِالْبَرَاءَةِ وَبِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ ۳۲۵۷

تو یہ آنے والے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے بشرطیکہ ان گناہوں سے اجتناب کیا جائے جو تباہ و برباد کر دینے والے ہیں۔ [۱]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے دور رہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کونسے گناہ ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اور جادو کرنا اور اس جان کا ناحق مارنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور میدان جنگ سے فرار یعنی بھاگنا اور پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔ [۲]

جھوٹی گواہی کو بھی کبائر گناہوں میں شمار کیا گیا ہے،

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ، أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ، فَقَالَ:الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَالَ:أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِقَالَ: قَوْلُ الزُّورِ، أَوْ قَالَ: شَهَادَةُ الزُّورِ قَالَ شُعْبَةُ: أَكْبَرُ ظَنِّي أَنَّهُ قَالَ:شَهَادَةُ الزُّورِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کیا، یا آپ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کیا گیا، فرمایا کہ وہ یہ ہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ناحق قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تمام کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ فرمایا وہ ہے جھوٹی بات یا جھوٹی گواہی، شعبہ فرماتے ہیں کہ میرا ظن غالب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں جھوٹی گواہی کا ذکر فرمایا تھا۔ [۳]

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرة، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بأكبر الكَبَائِرِثَلَاثًا، قُلْنَا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ. وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ:أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، أَلَا وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ . فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا، حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ

عبد الرحمٰن بن ابو بکرہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور ارشاد فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے کہ اٹھ کر بیٹھ گئے فرمایا اور خبردار! یاد رکھو کہ جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی

---

[۱] مسند احمد ۲۳۷۱۸، صحیح بخاری كِتَابُ الجُمُعَةِ بَابٌ لاَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَوْمَ الجُمُعَةِ ۹۱۰

[۲] صحیح بخاری كِتَابُ الحُدُودِ بَابُ رَمْيِ المُحْصَنَاتِ ۶۸۵۷، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا ۲۶۲

[۳] مسند احمد ۱۲۳۳۶، صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابٌ عُقُوقُ الوَالِدَيْنِ مِنَ الكَبَائِرِ ۵۹۷۷ ، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا ۲۶۱

بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اور آپ ﷺ نے یہ بات اس قدر کثرت کے ساتھ بار بار فرمائی کہ ہم کہنے لگے کاش آپ ﷺ خاموش ہو جاتے۔ (۱)

بچے کا قتل بھی کبائر گناہوں میں شمار کیا گیا ہے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللَّهِ أَكْبَرُ، قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ قَالَ: وَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ} (۲)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے عظیم گناہ کونسا ہے؟ فرمایا تو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا فرمایا ہے، میں نے عرض کی پھر کونسا؟ فرمایا پھر یہ کہ اپنے بچے کو اس ڈر سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا، میں نے عرض کی پھر کونسا؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرو، پھر آپ ﷺ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی "اور وہ لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ نے منع کر دیا ہو، بغیر حق کے قتل نہیں کرتے اور نہ زنا ہی کے مرتکب ہوتے ہیں... مگر جو توبہ کر لے..." (۳)

جھوٹی قسم بھی کبائر گناہوں میں شمار ہے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:الْكَبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، أَوْ قَتْلُ النَّفْسِ شُعْبَةُ الشَّاكُّ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، یا آپ نے قتل جان کا ذکر فرمایا، شعبہ کو شک ہے اور جھوٹی قسم کھانا۔ (۴)

صحیح بخاری اور سنن نسائی میں شُعْبَةُ الشَّاكُّ کے الفاظ نہیں ہیں۔

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابٌ عُقُوقُ الوَالِدَيْنِ مِنَ الكَبَائِرِ ۵۹۷۶، وكِتَابُ الشَّهَادَاتِ بَابُ مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ ۲۶۵۴، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا ۲۵۹، جامع ترمذی أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي عُقُوقِ الوَالِدَيْنِ ۱۹۰۱

(۲) الفرقان: 68

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ وَالَّذِينَ لاَ يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ وَلاَ يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالحَقِّ ۴۷۶۱، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ، وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ ۲۵۸

(۴) مسنداحمد ۶۸۸۴، صحیح بخاری كِتَابُ الأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابُ اليَمِينِ الغَمُوسِ ۶۶۷۵، سنن نسائی كِتَابُ تَحْرِيمِ الدَّمِ ذِكْرُ الْكَبَائِرِ ۴۰۱۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ ۳۰۲۱

والدین کو گالی دینا بھی کبائر گناہوں میں شمار ہے،

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ، وَالِدَيْهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ أَبَوَيْهِ؟ قَالَ:يَسُبُّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ الرَّجُلُ أُمَّهُ، فَيَسُبُّ أُمَّهُ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا بے شک کبیرہ گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت بھیجے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آدمی اپنے والدین پر لعنت کس طرح بھیج سکتا ہے؟ فرمایا وہ اس طرح کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔[1]

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:سِبَابُ المُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔[2]

اور جو کچھ اللہ نے تم میں سے کسی کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ دیا ہے اس کی تمنّا نہ کرو، اس آیت کریمہ کی شان نزول کے بارے میں بتلایا گیا ہے

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ:يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَغْزُو الرِّجَالُ، وَلَا نَغْزُو، وَلَنَا نِصْفُ المِيرَاثِ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ}[3]

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! مرد جہاد کرتے ہیں اور ہم جہاد نہیں کر سکتیں اور میراث میں بھی ہمارا حصہ نصف ہے؟ تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ”اور جو کچھ اللہ نے تم میں سے کسی کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ دیا ہے اس کی تمنّا نہ کرو۔“[4]

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت وارادہ کے مطابق مردوں کو جو جسمانی قوت وطاقت عطا فرمائی ہے جس کی بنیاد پر وہ جہاد کرتے ہیں اور دیگر بیرونی کاموں میں حصہ لیتے ہیں، اس کو دیکھتے ہوئے عورتوں کو مردانہ صلاحیتوں کے کام کی آرزو نہیں کرنی چاہیے، البتہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے اور اس میدان میں جو کچھ مردوں نے جو نیک اعمال کیے ہوں گے اس کے مطابق ان کو اجر ملے گا

[1] مسنداحمد۷۰۲۹، صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابٌ لاَ يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ۵۹۷۳، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا ۲۶۳، سنن ابوداودكِتَاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ ۵۱۴۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي عُقُوقِ الوَالِدَيْنِ ۱۹۰۲

[2] صحیح بخاری كِتَابُ الإِيمَانِ بَابُ خَوْفِ المُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لاَ يَشْعُرُ۴۸، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۲۲۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْإِيمَانِ بَابُ مَا جَاءَ سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوقٌ۲۶۳۵، سنن نسائی كِتَابُ تَحْرِيمِ الدَّمِ باب قِتَالُ الْمُسْلِمِ۴۱۰۹ ، مسنداحمد۳۶۴۷

[3] النساء: 32

[4] مسند احمد ۲۶۷۳۶

اور جو کچھ عورتوں نے نیک اعمال کیے ہوں گے اس کے مطابق ان کو ثواب ملے گا، یعنی ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا ملے گی، اگر اچھا عمل کیا ہو گا تو جزا بھی اچھی ملے گی اور اگر برا عمل کیا ہو گا تو اس کے مطابق سزا ملے گی، ہاں اللہ سے اس کے فضل کی دعا مانگتے رہو، یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے، اور وہ جانتا ہے کہ کون کس چیز کا مستحق ہے۔

وَ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَ الَّذِيْنَ عَقَدَتْ

ماں باپ یا قرابت دار جو چھوڑ مریں اس کے وارث ہم نے ہر شخص کے لیے مقرر کر دیئے ہیں، جن سے تم نے اپنے

اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ

ہاتھوں معاہدہ کیا ہے انہیں ان کا حصہ دو حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاضر ہے، مرد عورت پر حاکم ہیں

عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ

اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے مال خرچ کئے ہیں،

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ

پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں بہ حفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں،

وَ الّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ

اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو

وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر راستہ تلاش نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے،

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ

اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد والوں میں اور ایک عورت کے گھر والوں میں

اِنْ يُّرِيْدَاۤ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ (النساء ۳۳تا۳۵)

سے مقرر کرو اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کرا دے گا یقیناً پورے علم والا اور پوری خبر والا ہے۔

اہل عرب کا دستور تھا کہ جن لوگوں کے درمیان دوستی اور بھائی چارہ کے عہد و پیمان ہو جاتے تھے وہ ایک دوسرے کی میراث کے حق دار بن

جاتے تھے، اسی طرح جیسے بیٹا بنالیا جاتا تھا وہ بھی منہ بولے باپ کا وارث قرار پاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں جاہلیت کے اس دستور کو منسوخ کر دیا اور فرمایا اور ہم نے والدین اور رشتہ داروں کے ترکہ میراث کے لیے حق دار مقرر کر دیے ہیں، البتہ جن لوگوں سے تمہارے عہد و پیمان ہوں تو ان کو اپنی زندگی میں جو چاہو دے سکتے ہو، یقیناً اللہ ہر چیز پر نگران ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، {وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ} [1]، قَالَ: وَرَثَةً. (وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ):كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرِيُّ الْأَنْصَارِيَّ، دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ: {وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ} [2] نُسِخَتْ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ''ماں باپ یا قرابت دار جو چھوڑ مریں۔'' قَالَ: وَرَثَةً. مَوَالِيَ کے معنی وراث کے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تو انصاری کے اپنے رشتہ داروں کے بجائے اس کا وارث مہاجر بنتا تھا اور یہ اس رشتہ اخوت کے باعث تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے مابین استوار فرمادیا تھا مگر پھر اسے منسوخ کر دیا گیا لیکن جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو اس سے یہ بات منسوخ ہوگئی، پھر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اب رہے وہ لوگ جن سے تمہارے عہد و پیمان ہوں تو ان کا حصہ انہیں دو۔ سے مراد یہ ہے کہ نصرت و اعانت اور نصیحت کی صورت میں انہیں ان کا حصہ دو کیونکہ میراث سے ان کا حصہ ختم ہوگیا ہے ہاں، البتہ اس کے لیے وصیت کی جاسکتی ہے۔ [3]

چونکہ یہ ایک عارضی انتظام تھا جیسے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر منسوخ فرمادیا، جیسے فرمایا

...وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝75 [4]

ترجمہ: مگر اللہ کی کتاب میں خون کے رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں، یقیناً اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

مرد عورتوں پر نگران اور حاکم ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، یعنی مردوں کو خلقی طور مردانہ قوت و دماغی صلاحیت کی بنا پر عورتوں سے پر افضل بنایا ہے، جیسے فرمایا

...وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ...۝228 [5]

---

[1] النساء: 33

[2] النساء: 33

[3] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ، وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۴۵۸۰

[4] الانفال ۷۵

[5] البقرۃ ۲۲۸

ترجمہ: البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ نبوت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے صرف مردوں ہی کو سرفراز فرمایا تھا، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ... ﴿۱۰۹﴾ [۱]

ترجمہ: اے نبی علیہ السلام، تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے تھے وہ سب بھی انسان ہی تھے اور انہی بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے اور انہی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں۔

اور اسی بنا پر اسلامی حکومت کی سربراہی بھی مرد ہی کے لیے مخصوص ہے، جس کی تائید صحیح بخاری کی اس حدیث سے ہوتی ہے،

قَالَ: لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً

آپ ﷺ نے فرمایا وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی جنہوں نے اپنا حاکم عورت کو بنالیا۔ [۲]

اسی طرح منصب قضا پر بھی مرد ہی فائز ہوسکتا ہے۔ اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال کتاب وسنت کے مطابق عورتوں پر خرچ کرتے ہیں، پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ , قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خَيْرُ النِّسَاءِ امْرَأَةٌ إِذَا نَظَرْتَ إِلَيْهَا سَرَّتْكَ , وَإِذَا أَمَرْتَهَا أَطَاعَتْكَ , وَإِذَا غِبْتَ عَنْهَا حَفِظَتْكَ فِي نَفْسِهَا وَمَالِكَ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ} [۳] الْآيَةُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں میں سب سے بہترین وہ بیوی ہے کہ جب تم اس کی طرف دیکھو تو وہ تمہیں خوش کردے، جب حکم دے تو اطاعت کرے اور تمہاری عدم موجودگی میں اپنے نفس اور تمہارے مال کی حفاظت کرے، راوی کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ " مرد عورتوں پر قوّام ہیں۔" کی تلاوت فرمائی۔ [۴]

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ

عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت پانچوں نمازیں پڑھے، اور رمضان کے روزے رکھے، اور اپنے نفس کی حفاظت کرے، اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے، تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہوجاؤ [۵]

---

[۱] یوسف ۱۰۹

[۲] صحیح بخاری كِتَابُ الفِتَنِ بَابُ الفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ البَحْرِ ۷۰۹۹

[۳] النساء: 34

[۴] تفسیر طبری ۸٫۲۹۵

[۵] مسند احمد ۱۶۶۱

اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں اچھے پرائے میں سمجھاؤ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا .مِنْ عِظَمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو یہ حکم دیتا کہ وہ دوسرے کو سجدہ کرے تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، کیونکہ شوہر کا بیوی پر بہت بڑا حق ہے (۱)

خط کشیدہ الفاظ مسند احمد میں ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ، فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ، لَعَنَتْهَا المَلاَئِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ، هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کے بستر کو (بغیر کسی شرعی عذر کے) چھوڑتے ہوئے رات بسر کرے تو صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (۳)

اگر وہ تمہاری نصیحت کو نہ مانیں تو خواب گاہوں میں ان سے وقتی اور عارضی طور پر علیحدہ رہو، جو سمجھ دار عورت کے لیے بہت بڑی تنبیہ ہے،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلَهُ: {وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ} وَالْهُجْرَانُ: أَلَّا يُجَامِعَهَا فِي فِرَاشِهَا وَيُوَلِّيَهَا الظَّهْرَ

علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو۔" کے معنی یہ ہیں کہ شوہر اس سے مباشرت نہ کرے اس کے بستر پر نہ لیٹے بلکہ اس سے پیٹھ پھیر لے۔ (۴)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے وَلَا يُكَلِّمُهَا اس کے ساتھ گفتگو بھی نہ کرے۔ (۵)

---

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ الرَّضَاعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى المَرْأَةِ۱۱۵۹،مسنداحمد ۱۲۶۱۴ عن انس

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ إِذَا بَاتَتِ المَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا ۵۱۹۳

(۳) صحیح مسلم كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ تَحْرِيمِ امْتِنَاعِهَا مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا ۳۵۳۸

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم ۳٫۹۴۲

(۵) تفسیر طبری ۸٫۳۰۳

عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟، قَالَ:أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ

معاویہ رضی اللہ عنہ بن حیدہ قشیری سے مروی ہے میں عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کسی ایک پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے؟ فرمایا یہ کہ جب کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، پہنو یا حاصل کرو تو اسے بھی پہناؤ، اس کے چہرے پر نہ مارو، گالی نہ دو، اور ترک نہ کرو مگر گھر ہی میں [1]

اگر وہ وعظ و نصیحت اور بستر سے الگ ہو جانے کے بعد بھی اپنے طرز عمل سے باز نہ آئیں تو انہیں (وحشیانہ اور ظالمانہ نہیں بلکہ) ہلکی جسمانی سزا دو جس سے ان کے جسم پر نشان نہ پڑیں، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا

فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں اور ان کے ستر کو تم نے اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے حلال کیا ہے، اور تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ تمہارے بچھونے پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تم کو ناگوار ہو پھر اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسا مارو کہ ان کو سخت چوٹ نہ لگے، اور ان کا حق تمہارے اوپر اتنا ہے کہ دستور کے موافق انہیں خوراک اور کپڑا دو۔ [2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کو مارنے کی جب کبھی اجازت دی ہے بادل ناخواستہ دی ہے اور پھر بھی اسے ناپسند ہی فرمایا ہے۔ پھر اگر وہ تمہاری فرمانبردار ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے لیے بہانے تلاش نہ کرو، اور مردوں کو وعید فرمائی کہ یقین رکھو کہ اوپر اللہ موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے، یعنی بغیر کسی وجہ کے اگر تم عورتوں پر زیادتی کرو گے تو اللہ تم سے اس کا انتقام لے گا۔ اگر گھر کے اندر مذکورہ تینوں طریقے کارگر ثابت نہ ہوں اور تم لوگوں کو کہیں میاں اور بیوی کے تعلّقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حَکَم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو، وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دے گا،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلُهُ: **وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا** فَهَذَا الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ إِذَا تَفَاسَدَ الَّذِي بَيْنَهُمَافَيَنْظُرَانِ أَيُّهُمَا الْمُسِيءُ , فَأَمَرَ اللهُ سُبْحَانَهُ أَنْ يَبْعَثُوا رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَهْلِ الرَّجُلِ , وَمِثْلَهُ مِنْ أَهْلِ الْمَرْأَةِ ، فَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ هُوَ الْمُسِيءُ حَجَبُوا عَنْهُ امْرَأَتَهُ وَقَصَرُوهُ عَلَى النَّفَقَةِ وَإِنْ كَانَتِ الْمَرْأَةُ هِيَ الْمُسِيئَةُ قَصَرُوهَا عَلَى زَوْجِهَا , وَمَنَعُوهَا النَّفَقَةَ, فَإِنِ اجْتَمَعَ رَأْيُهُمَا عَلَى أَنْ يُفَرِّقَا أَوْ يَجْمَعَا , فَأَمْرُهُمَا جَائِزٌ فَإِنْ رَأَيَا أَنْ يَجْمَعَا فَرَضِيَ أَحَدُ الزَّوْجَيْنِ وَكَرِهَ ذَلِكَ الْآخَرُ ثُمَّ مَاتَ أَحَدُهُمَا فَإِنَّ الَّذِي رَضِيَ

[1] سنن ابوداودكِتَاب النِّكَاحِ بَابٌ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا ٢١٤٢،سنن ابن ماجه كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ١٨٥٠،السنن الكبرى للنسائي٩١٣٦

[2] صحيح مسلم كِتَابُ الْحَجِّ بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ٢٩٥٠،سنن ابوداود كِتَابُ الْمَنَاسِكِ بَابُ صِفَةِ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ١٩٠٥،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْمَنَاسِكِ بَابُ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ٣٠٧٤

يَرِثُ الَّذِي كَرِهَ , وَلَا يَرِثُ الْكَارِهُ الرَّاضِي

علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ”وہ ایک نیک شخص مرد کے خاندان میں سے اور اسی طرح ایک نیک مرد عورت کے خاندان سے مقرر کر دیں وہ دونوں جائزہ لیں کہ ان میں سے برا کون ہے۔“ اگر مرد برا ہو تو عورت کو اس سے روک لیں اور اسے نفقہ ادا کرنے پر مجبور کریں اگر عورت بری ہو تو اسے شوہر کے پاس ہی رہنے دیں اور نفقہ سے روک دیں، علیحدگی یا صلح میں سے جس بات پر بھی ان کی رائے متفق ہو تو دونوں طرح جائز ہے، اگر دونوں منصفوں کی رائے یہ ہو کہ انہیں مل جل کر رہنا چاہیے اور اس فیصلے پر میاں بیوی میں سے ایک راضی ہو جائے اور دوسرا راضی نہ ہو اور اگر ان میں سے ایک فوت ہو جائے تو جو فیصلے پر راضی تھا وہ اس کا وارث ہو گا جس نے اس فیصلے کو پسند نہیں کیا تھا لیکن اس فیصلے کو ناپسند کرنے والا، پسند کرنے والے کا وارث نہیں ہو گا۔[1]

اللہ سب کچھ جانتا ہے اور باخبر ہے۔

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک و احسان کرو

وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ

اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسائے سے اور پہلو کے

بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا

ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں (غلام، کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے

فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا، جو لوگ خود بخیلی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخیلی کرنے کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾ (النساء ۴:۳۶-۳۷)

نے جو اپنا فضل انہیں دے رکھا ہے اسے چھپا لیتے ہیں ہم نے ان کافروں کے لیے ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ وہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو بھی چاہے وہ فرشتہ ہو، کوئی نبی ہو، کوئی ولی ہو یا دیگر مخلوق میں سے کوئی ہو شریک نہ بنائیں، جو خود اپنی ذات کے لئے بھی کسی نفع و نقصان، موت و حیات اور دوبارہ اٹھانے پر قدرت نہیں رکھتے، جیسے فرمایا

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۹۴۵، تفسیر طبری ۸/۳۲۵

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝۳ [1]

ترجمہ: لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اخلاص واجب ہے جو ہر لحاظ سے کمال مطلق کا مالک ہے، جو اس عظیم الشان کائنات کی تدبیر کر رہا ہے جس میں اس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ کوئی معاون اور مددگار، اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور اپنے حقوق کے قیام کا حکم دینے کے بعد حقوق العباد کو قائم کرنے کا حکم فرمایا ہے اور حقوق العباد کے مراتب میں اصول یہ قائم فرمایا ہے کہ جو سب سے زیادہ قریب ہے اس کے سب سے زیادہ حقوق ہیں، چنانچہ فرمایا ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو یعنی ان سے اچھی گفتگو کرو، ان کے ساتھ تخاطب میں نرمی اختیار کرو اور ان کی ضروریات پر خرچ کرو، ان کے دوستوں اور دیگر متعلقین کے ساتھ عزت و تکریم کا معاملہ اختیار کرو اور شرک کے علاوہ ان کے حکم کی اطاعت کرو، جیسے فرمایا

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ [2]

ترجمہ: ہم نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے (معبود) کو شریک ٹھہرائے جسے تو ﴿ (میرے شریک کی حیثیت سے) نہیں جانتا تو ان کی اطاعت نہ کر، میری ہی طرف تم سب کو پلٹ کر آنا ہے پھر میں تم کو بتا دوں گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝۱۴ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۵ [3]

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے، اس کی ماں ضعف پر ضعف اٹھا کر اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے (اسی لیے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجا لا، میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے، لیکن وہ اگر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان، دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ مگر پیروی اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے، پھر تم سب کو پلٹنا میری ہی طرف ہے اس وقت میں تمہیں بتا دوں گا کہ کیسے عمل کرتے رہے ہو۔

---

[1] الفرقان ۳

[2] العنکبوت ۸

[3] لقمان ۱۵، ۱۴

اور جن لوگوں سے رشتے داری ہے ان کے حقوق ادا کر کے رشتے داریوں کو قائم رکھو، اور دیگر اقرباء خواہ وہ زیادہ قریبی ہوں یا قدرے دور کے رشتہ دار ہوں کے ساتھ بھی قول و فعل کے ذریعے سے حسن سلوک سے پیش آؤ اور ان کے ساتھ قطع رحمی نہ کرو،

سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ.

سلیمان بن عامر سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسکین پر صدقہ صرف صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ، صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ (۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو شخص پسند کرے کہ اس کے لیے اس کا رزق فراخ کیا جائے اور اس کے نشان قدم میں تاخیر کی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی رشتے داری کو ملائے۔ (۲)

اور وہ چھوٹے یتیم بچوں کی کفالت کرو خواہ وہ تمہارے رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں، اور مساکین کی ضروریات زندگی مہیا کرنے کے لیے حتی الامکان ان امور کا انتظام کرو کہ ان کا فقر و فاقہ دور ہو جائے، اور رشتہ دار پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرو، اور جو پڑوسی رشتہ دار نہ ہو ان کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آؤ،

عَائِشَةَ، تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَيُوَرِّثَنَّهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ میں سمجھا کہ وہ ہمسایہ کا وارث بنا دیں گے۔ (۳)

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:وَاللَّهِ لاَ يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لاَ يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لاَ يُؤْمِنُ قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الَّذِي لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ

---

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ الزَّكَاةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي القَرَابَةِ ۶۵۸

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ البُيُوعِ بَابُ مَنْ أَحَبَّ البَسْطَ فِي الرِّزْقِ ۲۰۶۷، صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ صِلَةِ الرَّحِمِ وَتَحْرِيمِ قَطِيعَتِهَا ۶۵۲۳،سنن ابوداود كِتَاب الزَّكَاةِ بَابٌ فِي صِلَةِ الرَّحِمِ ۱۶۹۳

(۳) صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالْجَارِ وَالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ ۶۶۸۵،صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابُ الوَصَاةِ بِالْجَارِ ۶۰۱۴،سنن ابوداود أَبْوَابُ النَّوْمِ بَابٌ فِي حَقِّ الْجِوَارِ ۵۱۵۱،جامع ترمذی ابواب باب ۱۹۴۲،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَدَبِ بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ ۳۶۷۳

ابی شریح سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! کون شخص؟ فرمایا وہ شخص جس کی ایذا رسانیوں سے اس کا ہمسایہ بے خوف نہ ہو۔ ﴿1﴾

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً، فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ

اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! جب تو گوشت پکائے تو اس میں شوربہ زیادہ رکھ اور اپنے ہمسایوں کا خیال رکھ۔ ﴿2﴾

اور پہلو کے ساتھی سے بھی حتی الامکان حسن سلوک کا مظاہرہ کرو بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد شریک سفر ہے، بعض کی رائے ہے کہ اس سے مراد بیوی ہے اور بعض اہل علم اس کا اطلاق مطلق ساتھی پر کرتے ہیں اور یہی زیادہ قرین صحت ہے کیونکہ یہ لفظ اس کو شامل ہے جو سفر و حضر میں ساتھ رہے اور یہ لفظ بیوی کو بھی شامل ہے، ساتھی پر ساتھی کا حق عام مسلمان بھائی سے بڑھ کر ہے،

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: هُوَ الَّذِي يَصْحَبُكَ وَيَلْزَمُكَ رَجَاءَ نَفْعِكَ. وَلَا يَبْعُدُ أَنْ تَتَنَاوَلَ الْآيَةُ جَمِيعَ مَا فِي هَذِهِ الْأَقْوَالِ مَعَ زِيَادَةٍ عَلَيْهَا وَهُوَ كُلُّ مَنْ صَدَقَ عَلَيْهِ أَنَّهُ صَاحِبٌ بِالْجَنْبِ، أَيْ: بِجَنْبِكَ، كَمَنْ يَقِفُ بِجَنْبِكَ فِي تَحْصِيلِ عِلْمٍ أَوْ تَعَلُّمِ صِنَاعَةٍ أَوْ مُبَاشَرَةِ تِجَارَةٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے مراد رفیق سفر، شریک کار، بیوی اور وہ شخص ہے جو فائدے کی امید پر کسی کی قربت و ہم نشینی اختیار کرے بلکہ اس کی تعریف میں وہ لوگ بھی آسکتے ہیں جنہیں تحصیل علم، تعلیم صناعت کے لیے کسی کاروباری سلسلے میں آپ کے پاس بیٹھنے کا موقع ملے۔ ﴿3﴾

اور وہ غریب الوطن شخص جو دور اجنبی شہر میں ہو، وہ خواہ محتاج ہو یا نہ ہو حسن سلوک کرو، اکثر سلف کے نزدیک اس سے مراد مہمان بھی ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

اور مہمان کی عزت و اکرام کے بارے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے، جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔ ﴿4﴾

﴿1﴾ صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابُ إِثْمِ مَنْ لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ ٦٠١٦

﴿2﴾ صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالْجَارِ وَالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ٢٦٨٨، سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ بَابُ مَنْ طَبَخَ، فَلْيُكْثِرْ مَاءَهُ٣٣٦٢

﴿3﴾ فتح القدیر ٥٣٥/١

﴿4﴾ صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابٌ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ ٦٠١٨، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ الْحَثِّ

اور آپ کی ملکیت میں جو غلام یا لونڈی ہو یا گھروں یا دکانوں کے ملازم ہوں اور ان کا تم لوگوں پر حق ہے کہ تم ان کی ضروریات کا انتظام رکھو، ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو، بوجھ اٹھانے میں ان کی مدد کرو، ان کی مصلحت اور بھلائی کی خاطر ان کی تادیب کرو، غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی احادیث میں بڑی تاکید کی گئی ہے،

عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام، قَالَ: كَانَ آخِرُ كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، اتَّقُوا اللَّهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وصیت کرتے ہوئے فرمایا نماز، نماز اللہ تعالیٰ سے اپنے غلاموں کے بارے میں ڈرتے رہنا۔ (۱)

عَنْ خَيْثَمَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، إِذْ جَاءَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ: أَعْطَيْتَ الرَّقِيقَ قُوتَهُمْ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَانْطَلِقْ فَأَعْطِهِمْ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ، عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ

خیثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا داروغہ آیا اور انہوں نے پوچھا تم نے غلاموں کو خرچ دے دیا؟ اس نے کہا نہیں، انہوں نے کہا انہیں دے دو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کو اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ وہ جس کو خرچ دیتا ہے اس کا خرچ روک رکھے۔ (۲)

پس جو ان احکامات کی تعمیل کرتا ہے وہ اپنے رب کے سامنے جھکنے والا اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ انکساری سے پیش آنے والا ہے، یہی شخص بہت زیادہ ثواب اور ثنائے جمیل کا مستحق ہے اور جو ان احکامات پر عمل نہیں کرتا وہ خود پسند اور بے حد فخر کرنے والا ہے اور اللہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، قَالَ:إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے ایک دانے کے برابر بھی کبر ہو گا، ایک شخص بولا ہر آدمی چاہتا ہے اس کا جوتا اچھا ہو اور کپڑے اوروں سے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی غرور اور گھمنڈ ہے)

عَلَى إِكْرَامِ الْجَارِ وَالضَّيْفِ، وَلُزُومِ الصَّمْتِ إِلَّا عَنِ الْخَيْرِ وَكَوْنِ ذَلِكَ كُلِّهِ مِنَ الْإِيمَانِ۱۷۳،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَدَبِ بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ۳۶۷۲

(۱) سنن ابوداودكِتَاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي حَقِّ الْمَمْلُوكِ ۵۱۵۶

(۲) صحيح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَالْمَمْلُوكِ، وَإِثْمِ مَنْ ضَيَّعَهُمْ أَوْ حَبَسَ نَفَقَتَهُمْ عَنْهُمْ ۲۳۱۲

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے غرور و گھمنڈ یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ [1]
یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو خرچ کرنے سے پہلے متکبر ہو اور جو خرچ کرنے کے بعد اپنی بڑائی پر فخر کرے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِشَمْلَةٍ لَهُ، وَقَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلَى قَدَمَيْهِ، فَقُلْتُ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟، أَوْ رَسُولُ اللَّهِ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى نَفْسِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، وَفِيَّ جَفَاؤُهُمْ فَأَوْصِنِي، فَقَالَ:لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ وَوَجْهُكَ مُنْبَسِطٌ، وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِي، وَإِنْ امْرُؤٌ شَتَمَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تَشْتُمْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّهُ يَكُونُ لَكَ أَجْرُهُ، وَعَلَيْهِ وِزْرُهُ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ، فَإِنَّ إِسْبَالَ الْإِزَارِ مِنَ الْمَخِيلَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ، وَلَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا

جابر بن سلیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے ایک مرتبہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے چادر کے ساتھ احتباء کیا ہوا تھا جس کا پھندنا (کونا) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قدموں میں آ گیا تھا میں نے پوچھا کہ آپ لوگوں میں سے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کون ہیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی طرف خود اشارہ کیا، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں کچھ چیزوں کے متعلق آپ سے سوال کرتا ہوں اور چونکہ میں دیہاتی ہوں اس لئے سوال میں تلخی ہوسکتی ہے مجھے کوئی وصیت فرمائیں، نیکی سے بے رغبتی ظاہر نہ کرنا اگرچہ وہ بات کرتے ہوئے اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی ہو، اگرچہ وہ نیکی اپنے ڈول میں سے کسی پانی مانگنے والے کے برتن میں پانی کے قطرے ٹپکانا ہی ہو، اور اگر تمہیں کوئی شخص گالی دے یا کسی ایسی بات کا طعنہ دے جس کا اسے تمہارے متعلق علم ہو تو تم اسے کسی ایسی بات کا طعنہ نہ دو جو تمہیں اسکے متعلق معلوم ہو کہ یہ چیز تمہارے لئے باعث ثواب اور اس کے لئے باعث وبال بن جائے گی، اور تہبند نصف پنڈلی تک باندھنا اگر یہ نہیں کر سکتے تو ٹخنوں تک باندھ لینا لیکن تہبند کو لٹکنے سے بچانا کیونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ کو تکبر پسند نہیں ہے، اور کسی کو گالی مت دو، اس کے بعد میں نے کسی انسان کو بکری کو اور اونٹ تک کو گالی نہیں دی۔ [2]

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بخل کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا جو لوگ بخل کرتے ہیں اور وہ لوگوں کو اپنے قول وفعل سے بخیلی کا حکم دیتے ہیں، اور اللہ نے ان کو اپنے فضل سے جو مال یا علم عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کر رکھتے ہیں، نہ اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں اور نہ اپنے اہل وعیال پر، نہ اللہ تعالیٰ کے ضرورت مند بندوں کی مدد کرتے ہیں اور نہ کسی نیک کام میں حصہ لیتے ہیں اور یہ اللہ کی ناشکری ہے، انفاق کی فضیلت اور بخل کی مذمت کے بارے میں چند روایات ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ العِبَادُ فِيهِ، إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلاَنِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الآخَرُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہر صبح کے وقت دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ کہتا ہے اے اللہ!

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ ٢٦٥،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الكِبْرِ ١٩٩٩
[2] مسند احمد ٢٠٦٣٥

بھلائی کے راستہ میں خرچ کرنے والے کو اچھا عوض عطا فرما، اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بخیل کو (مال و دولت کی) تباہی سے ہمکنار کر۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ، قَالَتْ: فَأَمَرْتُ الْخَادِمَ، فَأَخْرَجَ لَهُ شَيْئًا، قَالَتْ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا: يَا عَائِشَةُ، لَا تُحْصِي فَيُحْصِي اللَّهُ عَلَيْكِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک مرتبہ ان سے کسی سائل نے سوال کیا، انہوں نے خادم سے کہا تو وہ کچھ لے کر آیا، اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! گن گن کر نہ دینا ورنہ اللہ بھی تمہیں گن گن کر دے گا۔ (۲)

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: أَنْفِقِي، أَوْ انْضَحِي، أَوْ انْفَحِي هَكَذَا وَهَكَذَا، وَلَا تُوعِي، فَيُوعَى عَلَيْكِ، وَلَا تُحْصِي، فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكِ

اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت اور فیاضی کیا کرو اور خرچ کیا کرو جمع مت کیا کرو ورنہ اللہ بھی تم پر جمع کرنے لگے گا، اور گن گن کر نہ خرچ کیا کرو کہ تمہیں بھی اللہ گن گن کر دینا شروع کر دے گا۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللهِ قَرِيبٌ مِنَ الجَنَّةِ قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ، وَالبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللهِ بَعِيدٌ مِنَ الجَنَّةِ بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ، وَالْجَاهِلُ السَّخِيُّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَابِدٍ بَخِيلٍ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی اللہ سے قریب جنت سے قریب اور لوگوں سے قریب ہوتا ہے، بخیل اللہ سے دور جنت سے دور اور جہنم کے قریب ہوتا ہے، اللہ کو جاہل سخی، بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے۔ (۴)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ: البُخْلُ وَسُوءُ الخُلُقِ.

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مومن میں یہ دو خصلتیں جمع نہیں ہو سکتیں، بخل اور بد اخلاقی۔ (۵)

کیونکہ یہ کفار کی صفات ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نے ایسے کافر نعمت کے لئے اہانت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اے اللہ! ہر برائی سے ہم تیری پناہ کے طلبگار ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى، وَصَدَّقَ بِالحُسْنَى۱۴۴۲، صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابٌ فِي الْمُنْفِقِ وَالْمُمْسِكِ۲۳۳۶

(۲) مسند احمد۲۴۴۱۸

(۳) مسند احمد۲۶۹۳۵

(۴) جامع ترمذی أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّخَاءِ۱۹۶۱

(۵) جامع ترمذی أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي البَخِيلِ ۱۹۶۱

وَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

اور جو لوگ اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے

وَ مَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَ مَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

اور جس کا ہم نشین اور ساتھی شیطان ہو وہ بدترین ساتھی ہے، بھلا ان کا کیا نقصان تھا اگر یہ اللہ تعالیٰ پر

وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ

اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ نے جو انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے، اللہ تعالیٰ انہیں

عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا

خوب جاننے والا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے دوگنی کر دیتا ہے

وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ (النساء ۳۸ تا ۴۰)

اور خاص اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب دیتا ہے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ اپنی نام و نمود کے لئے اور لوگوں کے دلوں پر اپنی فیاضی کا سکہ بٹھانے کے لئے بے دریغ دولت خرچ کرتے ہیں، حقیقت میں نہ اللہ وحدہ لاشریک پر ان کا ایمان ہوتا ہے اور نہ قیامت کے دن پر انہیں یقین ہوتا ہے، ان کا دوست اور ساتھی شیطان لعین ہوتا ہے اور جو اس ازلی بدخواہ کو اپنا اصلاح کار بنا لے اس سے زیادہ بدقسمت کون ہوسکتا ہے، شیطان تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے دعویٰ کے مطابق اسے ہر نیک کام سے روکے گا اس لیے اس سے بدترین ساتھ اور ہم سفر کوئی نہیں ہوسکتا، جو لوگ دکھانے کے لئے اور بے مقصد محض نمود و نمائش کے لیے مصارف میں خرچ کرتے ہیں ان کا وہ عمل عند اللہ مقبول نہیں ہوتا اور حدیث میں اسے شرک قرار دیا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں شرک سے بالکل بے نیاز ہوں، جو شخص کوئی نیک عمل کرتا ہے اور اس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک ٹھہراتا ہے تو میں اس عمل کو شرک ہی کے لئے چھوڑ دیتا ہوں اور اس عمل کرنے والے کو بھی چھوڑ دیتا ہوں۔ [۱]

[۱] صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ مَنْ أَشْرَكَ فِي عَمَلِهِ غَيْرَ اللهِ ۷۴۷۵

فَقَالَ شَدَّادٌ: فَإِنِّي قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ صَلَّى يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ، وَمَنْ صَامَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ

شداد بن اوس سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، جس شخص نے دکھلانے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا جس شخص نے دکھلانے کو روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس شخص نے دکھلانے کو صدقہ خیرات کیا اس نے شرک۔ [1]

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُقَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: إِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ: اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے تمہارے اوپر سب سے زیادہ شرک اصغر کا خوف ہے، لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! شرک اصغر سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ریا کار، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ریا کاروں سے فرمائے گا جبکہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا کہ جنہیں دکھانے کے لئے دنیا میں تم اعمال کرتے تھے ان کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ کیا ان کے پاس اس کا کوئی بدلہ ہے۔ [2]

حدیث میں ہے کہ تین آدمیوں کو سب سے پہلے آگ میں جھونکا جائے گا ریا کار عالم، ریار کار مجاہد اور ریا کار سخی۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ لَهُ نَاتِلُ أَهْلِ الشَّامِ: أَيُّهَا الشَّيْخُ، حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ، وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ، وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ

سلمان بن یسار سے روایت ہے جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لوگ دور ہو گئے تو ان سے اہل شام میں سے ناتل نامی آدمی نے کہا اے شیخ آپ ہمیں ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

---

[1] مسند احمد ۱۷۱۴۰

[2] مسند احمد ۲۳۶۳۰

قیامت کے دن جس کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہو گا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو تو اس لئے لڑتا رہا کہ تجھے بہادر کہا جائے تحقیق! وہ کہا جا چکا پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اور دوسرا شخص جس نے علم حاصل کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا اور قرآن کریم پڑھا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا، تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا پھر اسے دوسرں کو سکھایا اور تیری رضا کے لئے قرآن مجید پڑھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو نے علم اس لئے حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس کے لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو یہ کہا جا چکا، پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اور تیسرا وہ شخص ہو گا جس پر اللہ نے وسعت کی تھی اور اسے ہر قسم کا مال عطا کیا تھا اسے بھی لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا، وہ کہے گا میں نے تیرے راستہ میں جس میں خرچ کرنا تجھے پسند ہو تیری رضا حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے ایسا اس لئے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے تحقیق! وہ کہا جا چکا، پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ [1]

آخر ان کافروں پر کیا مصیبت نازل ہو جاتی اگر یہ کفر کے بجائے اللہ وحدہ لا شریک اور روز آخر پر ایمان رکھتے، اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل وکرم سے عطا فرمایا ہے اس مال کو اللہ کا مال سمجھ کر اس کے حکم کے مطابق یتیموں، مسکینوں، بیواؤں اور دوسرے نیک کاموں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتے، اگر یہ ایسا کرتے تو اللہ سے ان کی نیکی کا حال چھپا نہ رہ جاتا، اللہ کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ تو ایسا رحیم ہے کہ اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دو چند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بطور انعام بڑا اجر عطا فرماتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ثواب کا کم سے کم معیار یہ ہے کہ ایک نیکی کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، ثُمَّ يَقُولُ: ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ، فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا خَيْرًا ، وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ يَقُولُ: إِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي بِهَذَا الْحَدِيثِ فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: {إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا} [2]

ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک طویل حدیث) میں فرمایا اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرمائے گا تم جاؤ اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی خیر (یعنی ایمان) کو پاؤ اسے بھی جہنم سے نکال لاؤ، چنانچہ وہ بہت سی مخلوق کو نکال لائیں گے، پھر وہ کہیں

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ اسْتَحَقَّ النَّارَ ۴۹۲۳

[2] النساء: 40

گے اے ہمارے رب! اب تو اس میں کوئی نہیں رہا جس میں ذرا بھی ایمان تھا، ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو کہتے تھے اگر تم مجھے سچا نہ جانو تو اس حدیث میں اس آیت کو پڑھو ''اللہ کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا، اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دوچند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔''[1]

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝٤١

پس کیا حال ہو گا جس وقت کہ ہر امت میں سے ایک گواہ ہم لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے،

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ

جس روز کافر اور رسول کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش! انہیں زمین کے ساتھ ہموار کر دیا جاتا

وَ لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝٤٢ (النساء ۴۱،۴۲)

اور اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔

پھر خیال کرو ان کفار کا اس وقت کیا حال ہو گا جب میدان حشر میں ہر دور کا پیغمبر اپنے دور کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں بطور گواہ پیش ہوں گے اور وہ اپنی امت کے ایمان و کفر و نفاق اور تمام افعال پر گواہی دیں، اور اسی طرح اے محمد ﷺ! آپ بھی اپنی امت کی بد اعمالی پر گواہ ہوں گے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَأْ عَلَيَّ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، آقْرَأُ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ، قَالَ: نَعَمْ فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الآيَةِ: {فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ، وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلاَءِ شَهِيدًا}[2]، قَالَ: حَسْبُكَ الآنَ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ، فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ، میں نے عرض کیا آپ مجھ سے سننا چاہتے ہیں ؟حالانکہ قرآن آپ ہی پر نازل ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں پڑھو، میں نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کر دی اور جب ''پھر سوچو کہ اس وقت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان لوگوں پر تمہیں یعنی محمد ﷺ کو گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔'' پر پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ اب بس کرو، اور جب میں نے آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔[3]

---

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ ۴۵۳

[2] النساء: 41

[3] صحیح بخاری كِتَابُ فَضَائِلِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِ المُقْرِئِ لِلْقَارِئِ حَسْبُكَ ۵۰۵۰

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اس آیت سے آخرت کا منظر مستحضر ہو گیا اور اپنی امت کے کوتاہ عمل اور بے عمل لوگوں کی بابت خیال آیا اس لئے آنسو مبارک جاری ہو گئے۔ اس وقت وہ سب لوگ جنہوں نے بڑے طمطراق سے رسول کی اطاعت کا انکار کیا اور اس کی سنت سے روگردانی، سرکشی کرتے رہے، تمنا کریں گے کہ کاش زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں، اور اس وقت کی پوچھ گچھ اور عذاب وحساب سے نجات پا جائیں، جیسے فرمایا

...وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَالَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا (۱)

ترجمہ: اور کافر پکار اٹھے گا کہ کاش میں خاک ہوتا۔

میدان محشر میں یہ کفار اللہ مالک یوم الدین سے اپنے عقائد واعمال سے متعلق کچھ بھی پوشیدہ نہ رکھ سکیں گے، پہلے وہ اپنے شرک کا انکار کر دیں گے، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿٢٣﴾ (۲)

ترجمہ: جس روز ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے اور مشرکوں سے پوچھیں گے کہ اب وہ تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریک کہاں ہیں جن کو تم اپنا خدا سمجھتے تھے تو وہ اس کے سوا کوئی فتنہ نہ اٹھا سکیں گے (کہ یہ جھوٹا بیان دیں کہ) اے ہمارے آقا! تیری قسم ہم ہرگز مشرک نہ تھے۔

مگر اللہ کے حکم سے ان کے اپنے ہاتھ پاؤں اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے، جیسے فرمایا

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾ (۳)

ترجمہ: پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں، وہ (سٹپٹا کر) اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گی ہمیں اس اللہ نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے، اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور اب اسی کی طرف تم واپس لائی جا رہے ہو، تم دنیا میں جرائم کرتے وقت جب چھپتے تھے تو تمہیں یہ خیال نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی بلکہ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے، تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا، تمہیں

(۱) النباء۴۰

(۲) الانعام۲۲،۲۳

(۳) حم السجدہ۲۰تا۲۳

لے ڈوبا اور اسی کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے۔

ایک اور مقام پر یہی بات یوں بیان فرمائی گئی ہے

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝٢ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝٣ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝٤ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝٥ [1]

ترجمہ: زمین وہ سارے بوجھ نکال پھینکے گی جو اس کے اندر بھرے پڑے ہیں، اور انسان کہے گا کہ یہ اسے کیا ہو گیا ہے، اس روز (انسان نے زمین کی پیٹھ پر کیا ہو گا) زمین اپنی ساری سرگزشت سنا دے گی۔

اس کے علاوہ انبیاء گواہی دیں گے اور کراماً کاتبین کے تیار کردہ اعمالناموں میں بھی سب کچھ موجود ہو گا۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو

وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۚ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى

اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہوں تو اور بات ہے، اور اگر تم بیمار ہو

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً

یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝٤٣ (النساء۴۳)

پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ اور اپنے ہاتھ مل لو، بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔

عرب میں شراب نوشی کا مدت سے دستور تھا جس چیز کو شریعت نے منع نہ کیا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو اپنے دستور کے موافق استعمال میں لاتے تھے چنانچہ مکہ مکرمہ میں اس کا استعمال ہوتا رہا، اگر اسے یک لخت حرام کر دیا جاتا تو مسلمان بڑی مشکل میں مبتلا ہو جاتے اس لئے حکیم و علیم اللہ نے اس کی حرمت کے احکام تدریجاً نازل فرمائے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں شراب اور جوئے کے بارے میں فتویٰ دیجئے کیونکہ یہ دونوں چیزیں عقل اور مال کو تباہ کرنے والی ہیں، اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی،

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ

[1] الزلزال ۲تا۵

نَّفْعِهِمَا ۔۔۔ۗ ﴿٢١٩﴾ [1]

ترجمہ: پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے اگرچہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔

ابتدا میں تو صرف اتنا اشارہ کر دیا کہ شراب یہ مضر اور نقصان دہ چیز ہے اور اللہ کو پسند نہیں، چنانچہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ اس کے بعد ہی شراب سے پرہیز کرنے لگا تھا مگر بہت سے لوگ اسے بدستور استعمال کرتے رہے تھے،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا فَدَعَانَا وَسَقَانَا مِنَ الخَمْرِ، فَأَخَذَتِ الخَمْرُ مِنَّا، وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَدَّمُونِي فَقَرَأْتُ: {قُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ} وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ. قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ}.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے شراب کی حرمت سے پہلے ایک دفعہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے کھانا پکایا پھر ہمیں بلایا اور ہمیں شراب پلائی، شراب نے ہمیں مدہوش کر دیا اتنے میں نماز (مغرب) کا وقت آ گیا اور انہوں نے مجھے امام بنا دیا (بعض روایات میں ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تھی) میں نے پڑھا" کہہ دے اے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم کرتے ہو اور ہم اس کی عبادت کرتے ہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو (ظاہر ہے اس سے معنی بالکل خلاف اور غلط ہو گئے) تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی،، لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ، نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو۔"[2]

چنانچہ اس آیات کریمہ میں تنبیہ کر دی گئی کہ نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بعض لوگ اوقات صلوۃ کے علاوہ دوسرے وقتوں میں شراب پیتے رہے، کوئی عشاء کی نماز کے بعد شراب پی لیتا تو صبح کی نماز تک اس کا نشہ اتر جاتا، اور کوئی صبح کی نماز کے بعد پی لیتا تو ظہر کی نماز تک اس کا نشہ اتر جاتا، اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک روز عتبان بن مالک نے بہت سے آدمیوں کی دعوت کی کھانے کے بعد اس قدر شراب پی گئی کہ لوگ مست ہو گئے اور نشہ کی حالت میں ایک دوسرے کو مارنے لگے اور گالیاں دینے لگے اور ایک دوسرے کی مذمت میں اشعار پڑھنے لگے یہاں تک کہ ایک انصاری نے اونٹ کا جبڑا لے کر سعد بن ابی وقاص کے سر پر مارا جس سے سعد کا سر پھٹ گیا

قَالَ عُمَرُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اللهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ

اس حال کو دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! شراب کے بارے میں کوئی صاف اور واضح حکم نازل فرما اس پر اللہ

---

[1] البقرة ٢١٩

[2] جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ ٣٠٢٦، سنن ابوداود كِتَاب الْأَشْرِبَةِ بَابٌ فِي تَحْرِيمِ الْخَمْرِ ٣٦٧١، السنن الكبرى للنسائی ١١٠٤١، مستدرک حاکم ٣١٩٩، تفسیر ابن ابی حاتم ٩٥٨/٣

نے سورۃالمائدہ کی یہ آیات نازل فرمائیں،

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴿٩١﴾ [1]

ترجمہ:اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو امیّد ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی، شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے؟۔

ان آیات میں صراحت کے ساتھ شراب اور ہر نشہ آور چیز کی حرمت بیان کی گئی، ان آیات کے نازل ہوتے ہی یک لخت شراب کے تمام مٹکے توڑ دیے گئے اور مدینہ کی گلیوں اور کوچوں میں شراب بہنے لگی اور تمام مسلمان شراب سے فقط تائب ہی نہیں ہوئے بلکہ بے زار ہو گئے، ایمان کے بعد تمام عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت نماز ہے اس لیے اس آیت میں نماز کے آداب بیان فرمائے کہ اور اسی طرح جنابت کی حالت (جب کہ تم ناپاک ہو اور غسل تم پر فرض ہو) میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ غسل نہ کرلو، اِلّا یہ کہ راستہ سے گزرتے ہو اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم بیمار ہو اور وضوء اور غسل کے لیے پانی موجود ہی نہ ہو یا موجود تو ہو مگر بیماری اور معذوری کی وجہ سے استعمال نہ کرسکتا ہو، یا تم حالت سفر میں ہو اور غسل کی ضرورت پڑ گئی ہو اور تمہارے قریب پانی موجود نہ ہو، یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آئے، یا تم نے عورتوں سے مباشرت اور اختلاط کیا ہو، اور پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو،

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ: جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ، وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا، إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں تین باتوں میں لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے، ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئی ہیں اور ہمارے لیے ساری زمین نماز کی جگہ ہے اور جب ہمیں پانی نہ ملے تو زمین کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی بنادی گئی ہے۔[2]

بے شک اللہ نرمی سے کام لینے والا اور بخشش فرمانے والا ہے۔

واقعہ رجیع

ابوسفیان غزوۂ احد سے جاتے ہوئے جنگ کی دھمکی دے گیا تھا ان حالات میں دشمن کے ارادوں اور ان کی تیاریوں سے باخبر رہنا اشد ضروری تھا،

---

[1] المائدہ ۹۱،۹۰

[2] صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ باب۱۱۶۵

بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ ، فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالهَدَأَةِ، وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ، ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ، يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ،فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مِائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوهُ مِنَ المَدِينَةِ، فَقَالُوا: هَذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ

چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نانا عاصم رضی اللہ عنہ بن ثابت انصاری کی سرکردگی میں دس صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک دستہ دے کر کفار کی جاسوسی کے لئے روانہ کیا جب یہ لوگ مکہ مکرمہ اور عسفان کے درمیان مقام رجیع پر پہنچے تو اس دستہ کی خبر کسی طرح قبیلہ ہذیل کے ایک ذیلی قبیلے بنولحیان کو ہوگئی یا عضل اور قارہ کے وفد نے سوچے سمجھے منصوبہ کے مطابق بدعہدی اور غداری کی اور بنولحیان کو اطلاع بھیجی کہ تمہارا اشکار آپہنچا ہے، بنولحیان نے اہل حق کے اس مختصر دستہ کو پکڑنے کے لئے تقریباً دوسو تیراندازوں کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا جن میں سے سو اعلی درجے کے قادر انداز تھے، یہ لوگ ان کے پاؤں کے نشانات دیکھتے دیکھتے اس مقام پر پہنچے جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم آرام کرنے کے لئے اترے تھے، انہوں نے وہاں بیٹھ کر کھجوریں کھائیں اور اپنے راستے پر چل دیئے تھے، مشرکین کھجور کی گٹھلیاں دیکھ کر پہچان گئے کہ یہ مدینہ کی کھجوریں ہیں، چنانچہ وہ مسلمانوں کے تعاقب میں مزید تیز چلنے لگے اور تھوڑے ہی فاصلے پر انہیں جالیا،

فَلَمَّا رَآهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلَى فَدْفَدٍ وَأَحَاطَ بِهِمُ القَوْمُ، فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوا وَأَعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ، وَلَكُمُ العَهْدُ وَالمِيثَاقُ، وَلاَ نَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا، قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ السَّرِيَّةِ: أَمَّا أَنَا فَوَاللهِ لاَ أَنْزِلُ اليَوْمَ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ، فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ، وَمَا أُصِيبُوا فَقَالَ: اللهُمَّ إِنِّي أَحْمِي لَكَ الْيَوْمَ دِينَكَ فَاحْمِ لَحْمِي،وَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ

عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ان کو آتے دیکھا تو دوڑ کر پناہ کے لئے ایک قریبی ٹیلے پر چڑھ گئے، دشمن تعداد میں زیادہ تھے اس نے ٹیلے کا محاصرہ کرلیا اور کہنے لگے کہ اگر تم نیچے اتر آؤ اور اپنی گرفتاری دے دو تو ہم تم سے حلفیہ عہد کرتے ہیں کہ ہم کسی آدمی کو قتل نہیں کریں گے، سریہ کا امیر عاصم رضی اللہ عنہ بن ثابت نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہا میں تو کسی مشرک کی امان میں نہیں اتروں گا، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! ہماری خبر اپنے نبی تک پہنچا دے، اللہ تعالیٰ نے عاصم رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور اسی وقت بذریعہ وحی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر دی اور آپ نے اسی وقت صحابہ کو خبر دی اور اس وقت انہوں نے ایک اور دعا مانگی، اے اللہ! میں آج تیرے دین کی حفاظت کر رہا ہوں تو کافروں سے میرے جسم کی حفاظت فرمانا۔ یہ کہہ کر یہ رجز پڑھتے ہوئے دشمنوں میں گھس گئے

مَا عِلَّتِي وَأَنَا جَلْدٌ نَابِلُ	وَالْقَوْسُ فِيهَا وَتَرٌ عُنَابِلُ
میں کمزور نہیں ہوں، صاحب قوت اور قادر انداز ہوں	اور میری کمان کی تانت بہت مضبوط ہے
تَزِلُّ عَنْ صَفْحَتِهَا المعابل	الموت حقٌّ والحياة باطلُ

چوڑے تیر، کمان کے اوپر سے پھسلتے ہیں — موت حق ہے اور زندگی باطل

وَكُلُّ مَا حَمَّ الْإِلٰهُ نَازِلُ — بِالْمَرْءِ وَالْمَرْءُ إِلَيْهِ آيِلُ

اور جو کچھ انسان کے مقدر میں ہے وہ ہو کر رہے گا — اور آدمی اپنے رب کی طرف ضرور لوٹے گا

إِنْ لَمْ أُقَاتِلْكُمْ فَأُمِّي هَابِلُ

اگر میں تم سے نہ لڑوں پس میری ماں مجھ کو گم کر دے

وَقَالَ عَاصِمٌ أَيْضًا:

أَبُو سُلَيْمَانَ وَرِيشُ الْمُقْعَدِ — وَضَالَةٌ مِثْلُ الْجَحِيمِ الْمُوقَدِ

میں ابو سلمان ہوں اور میرے پاس مقعد جیسے نامور تیر گر کا تیر ہے — اور یہ تیر شعلہ جوالہ کی مثل ہے

إِذَا النَّوَاحِي افْتُرِشَتْ لَمْ أُرْعَدِ — وَمُجْنَأٌ مِنْ جِلْدِ ثَوْرٍ أَجْرَدِ

اور جب لڑائی کا تنور گرم ہو جائے تو مجھ پر کپکپی طاری نہیں ہوتی — اور میرے پاس بیل کی کھال کی عمدہ ڈھال ہے

أَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ وَمِثْلِي رَامَا — وَرِثْتُ مَجْدِي مَعْشَرًا كِرَامَا

میں ابو سلمان ہوں اور مجھ جیسا شجاع اب لڑائی پر تل گیا ہے — میری قوم بھی معزز ہے اور میرا خاندان بھی

أَجْرَدِ وَمُؤْمِنٌ بِمَا عَلَى مُحَمَّدِ

اور میں ان تمام چیزوں پر ایمان لا چکا ہوں جن پر محمد رسول اللہ ﷺ لائے ہیں۔[1]

فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةٍ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ وَقُتِلَ صَاحِبَاهُ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ بِالعَهْدِ وَالمِيثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الأَنْصَارِيُّ، وَابْنُ دَثِنَةَ، وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَأَوْثَقُوهُمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا أَوَّلُ الغَدْرِ، وَاللهِ لاَ أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي فِي هَؤُلَاءِ لَأُسْوَةً يُرِيدُ القَتْلَى، فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَأَبَى فَقَتَلُوهُ فَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ، وَابْنِ دَثِنَةَ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ

صحابہ رضی اللہ عنہم کے گرفتاری سے انکار پر جنگ شروع ہو گئی اور کفار نے ان بیکس مسلمانوں پر چاروں طرف سے تیروں اور برچھیوں سے حملہ کر دیا، مسلمانوں نے کچھ دیر تک نہایت ثابت قدمی سے مقابلہ کیا مگر جلد ہی (بچاؤ کی جگہ نہ ہونے کے باعث) امیر دستہ سمیت سات آدمیوں کو شہید کر دیا اور ٹیلے پر صرف تین صحابہ خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی اوسی بدری، زید بن وثنہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن طارق باقی رہ گئے، مشرکین نے انہیں اس عہد و پیمان پر پھر گرفتاری کی پیشکش کی کہ وہ کسی کو قتل نہیں کریں گے، تینوں صحابہ ان کے عہد و پیمان پر بھروسہ کر کے

[1] حیاۃ الصحابۃ ۲/۱۳۴، البدایۃ والنہایۃ ۴/۶۴

ٹیلے سے نیچے اتر آئے، جب مشرکین نے ان پر قابو پالیا تو اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر اس سے انہیں مضبوطی سے باندھ لیا، عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن طارق نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ ان لوگوں کی پہلی وعدہ خلافی ہے، اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا ارادہ ہمیں قتل کرنے کا ہے، جب یہ لوگ مقام ظہران پر پہنچے تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن طارق نے مشرکین کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا بلکہ میں تو انہیں حضرت کا اسوہ اختیار کروں گا، ان کی مراد شہداء سے تھی دشمنوں نے انہیں ساتھ چلنے کے لئے مجبور کیا اور آگے کی طرف کھینچا لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلنے پر راضی نہ ہوئے جس پر مشرکین نے انہیں وہیں شہید کر کے دفن کر دیا، عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن طارق کی قبر ظہران میں موجود ہے، اب ان لوگوں نے باقی دو صحابہ خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی اوسی بدری اور زید رضی اللہ عنہ بن دثنہ کو مکہ مکرمہ لا کر فروخت کر دیا،

فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُو الحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا، أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَأَعَارَتْهُ،فَأَخَذَ ابْنًا لِي وَأَنَا غَافِلَةٌ حِينَ أَتَاهُ قَالَتْ: فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالمُوسَى بِيَدِهِ، فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِي فَقَالَ: تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ

خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی کو حجیر بن ابی اہاب تیمی نے جو بنو نوفل کے عقبہ بن حارث بن عامر بن نوفل کا حلیف تھا اور حجیر بن ابی اہاب تیمی، حارث بن عامر کا ماں جایا بھائی تھا اپنے مقتول باپ حارث بن عامر کے بدلے قتل کرنے کے لئے خرید لیا، اور زید رضی اللہ عنہ بن دثنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے مقتول باپ امیہ بن خلف کے بدلے قتل کرنے کے لئے خرید لیا، صفوان نے تو اپنے قیدی کے قتل میں تاخیر مناسب نہ سمجھی اور زید رضی اللہ عنہ کو اپنے غلام نسطاس کے ساتھ حرم سے باہر تنعیم میں قتل کرنے کے لئے بھیج دیا اور نسطاس نے انہیں شہید کر دیا (نسطاس نے بعد میں اسلام قبول کرلیا) مگر خبیب رضی اللہ عنہ کو محترم مہینوں کے گزرنے تک قیدی بنا کر رکھا گیا، آخر کفار خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل پر بھی متفق ہو گئے جب وہ لوگ ان کے قتل کے لئے جمع ہوئے تو خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث بن عامر کی بیٹی زینب سے (جو بعد میں مسلمان ہو گئی) زیر ناف بالوں کو مونڈ نے کے لئے ایک استرا مانگا لڑکی نے انہیں استرا لا کر دے دیا، اسی دوران خبیب رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کے بیٹے کو (جو اس کے قریب ہی کھڑا تھا) اپنی گود میں لے لیا اور حارث کی لڑکی کو خبر بھی نہ ہوئی، جب اس نے اپنے بچے کو خبیب رضی اللہ عنہ کے زانو پر بیٹھا ہوا دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں (اس کا دیا ہوا) استرا ہے تو وہ ڈر گئی (کہ اب یہ اس کے بچے کی گردن کاٹ ڈالیں گے) خبیب رضی اللہ عنہ اس لڑکی کے چہرے سے اس کی دلی گھبراہٹ کو پہچان گئے، اور اس لڑکی سے کہا کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر ڈالوں گا گھبراؤ نہیں ان شاء اللہ میں ایسا کوئی کام نہیں کروں گا ہم لوگ غدر نہیں کرتے،

وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ وَاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ، وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الحَدِيدِ، وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا، فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الحِلِّ، قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: ذَرُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوهُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، أَمَا وَاللهِ لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوا أَنِّي إِنَّمَا طَوَّلت جزَعًا مِنَ الْقَتْلِ

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الصَّلَاةِ،وقَالَ خُبَيْب حين صلبه

حارث کی لڑکی زینب بارہا کہتی تھی کہ میں نے خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا اللہ کی قسم! وہ زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے اور میں نے ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ دیکھا جس میں سے وہ کھا رہے تھے جبکہ مکہ میں اس زمانہ میں کوئی پھل نہیں آرہا تھا وہ رزق اللہ ہی کی طرف سے تھا اور اللہ ہی نے خبیب رضی اللہ عنہ کو دیا تھا، مشرکین مکہ خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے حدود حرم سے باہر تنعیم میں لے گئے وہاں خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا مجھے قتل کرنے سے پہلے صرف اتنی سی مہلت دے دو کہ میں ہلکی سی دو رکعت نماز پڑھ لوں، مشرکین نے ان یہ درخواست منظور کر لی اور انہیں نماز کے لئے چھوڑ دیا انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی، اس کے بعد انہیں مخاطب ہو کر کہا اللہ کی قسم! میں نماز کو طویل کرتا مگر مجھے یہ خوف رہا کہ کہیں تم یہ گمان نہ کرنے لگو کہ میں موت کے خوف سے ایسا کر رہا ہوں۔

اس کے بعد یہ شجاع ترین مرد مومن سولی کے نیچے جا کر کھڑا ہو گیا اور فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے۔

لَقَدْ جَمَّعَ الْأَحْزَابُ حَوْلِي وَأَلَّبُوا　　قَبَائِلَهُمْ وَاسْتَجْمَعُوا كُلَّ مَجْمَعِ

ان گروہوں نے اپنے اپنے قبائل کو میرے گرد جمع کر لیا ہے　　اور دعوت دے کر تمام قبائل کو مجمع کیا ہے

إِلَى اللهِ أَشْكُو كُرْبَتِي بَعْدَ غُرْبَتِي　　وَمَا جَمَعَ الْأَحْزَابُ لِي حَوْلَ مَصْرَعِي

میں صرف اللہ سے اپنی اجنبیت اور اپنے دکھ کی شکایت کرتا ہوں اور اس بندوبست کی جو لشکروں نے میرے قتل کے لیے کیا ہے

وَقَدْ جَمَعُوا أَبْنَاءَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ　　وَقُرِّبْتُ مِنْ جِذْعٍ طَوِيلٍ مُمَنَّعِ

اور اپنی عورتوں اور بچوں کو میرے قتل کا تماشا دکھانے لائے ہیں　　اور مجھے ایک اونچے تنے کے قریب کر دیا گیا ہے

وَكُلُّهُمْ مُبْدِي الْعَدَاوَةِ جَاهِدٌ　　عَلَيَّ لِأَنِّي فِي وَثَاقٍ مُضَيَّعِ

یہ تمام لوگ مجھ سے برملا اپنی عداوت بیان کر رہے ہیں　　اور مجھ پر زور آزمائی کر رہے ہیں کیونکہ میں رسیوں سے بندھا ہو بے بس ہوں

فَذَا الْعَرْشِ صَبِّرْنِي عَلَى مَا يُرَادُ بِ　　فَقَدْ بَضَّعُوا لَحْمِي وَقَدْ يَاسَ مَطْمَعِي

عرش علیٰ کے مالک نے مجھے اس مصیبت پر صابر بنا دیا ہے جس کا میرے ساتھ ارادہ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے کا ارادہ کیا ہے اور مجھے ناامیدی ہو گئی ہے

وَقَدْ خَيَّرُونِي الْكُفْرَ وَالْمَوْتُ دُونَهُ　　وَقَدْ ذَرَفَتْ عَيْنَايَ مِنْ غَيْرِ مَجْزَعِ

انہوں نے مجھے کفر یا موت کے قبول کرنے میں اختیار دیا ہے میری آنکھیں نمناک ہیں لیکن یہ بے صبری کے آنسو نہیں ہیں

وَمَا بِي حِذَارُ الْمَوْتِ إِنِّي لَمَيِّتٌ　　وَلَكِنْ حِذَارِي جَحْمُ نَارٍ مُلَفَّعِ

موت کا مجھے ڈر نہیں ہے بے شک میں مرنے والا ہوں　　ڈر ہے تو جہنم کی شعلہ بار خون چوسنے والی آگ کا

وَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا　　عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ فِي اللهِ مَصْرَعِي

جب میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جارہا ہوں تو مجھے پرواہ نہیں کہ مجھے کس پہلو پر پچھاڑ کر مارا جاتا ہے

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

اور یہ قتل مجھ کو خاص اللہ کے معاملہ میں نصیب ہوا ہے اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے پارہ پارہ کیے ہوئے جوڑوں پر برکت نازل فرما سکتا ہے۔ [1]

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح دعا فرمائی

اللهُمَّ إِنَّا قَدْ بَلَّغْنَا رِسَالَةَ رَسُولِكَ، فَبَلِّغْهُ الْغَدَاةَ مَا يُصنع بِنَا ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ احْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بِدَدًا وَلَا تُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا

اے اللہ! ہم نے تیرے رسول کا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیا ہے تو اپنے رسول برحق کو میرے حال کی خبر پہنچا دے، پھر کہا اے اللہ! ان کو گن لے، ان کو علیحدہ علیحدہ مار اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔

مشرکین خبیب رضی اللہ عنہ کی بد دعا سے اتنے خوفزدہ ہوئے کہ ان میں سے اکثر پہلو کے بل زمین پر لیٹ گئے، بعض ایک دوسرے کے پیچھے چھپتے پھرتے تھے، کچھ لوگ کانوں میں انگلیاں دے کر بھاگنے لگے اور بعض درختوں کی آڑ میں جا چھپے کیونکہ یہی طریقے ان کے نزدیک بد دعا سے بچنے کے تھے، یہ منظر اتنا عبرتناک اور دردانگیز تھا کہ اس موقعہ پر موجود لوگوں کو مدت العمر تک یاد رہا۔

فَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ: لَقَدْ حَضَرْت دَعْوَتَهُ وَلَقَدْ رَأَيْتنِي وَإِنّ أَبَا سُفْيَانَ لَيُضْجِعَنِي إلَى الْأَرْضِ فَرَقًا مِنْ دَعْوَةِ خُبَيْبٍ، وَلَقَدْ جَبَذَنِي يَوْمَئِذٍ أَبُو سُفْيَانَ جَبْذَةً، فَسَقَطْت عَلَى عَجْبِ ذَنَبِي فَلَمْ أَزَلْ أَشْتَكِي السَّقْطَةَ زَمَانًا

معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس وقت خبیب رضی اللہ عنہ نے بد دعا کی میں وہاں موجود تھا اس بد دعا کے اثر سے محفوظ رہنے کے لیے میرے والد ابوسفیان نے مجھ کو اس زور سے دھکا دیا کہ میں سرین کے بل زمین پر گر پڑا پھر مجھ کو ایسی سختی سے گھسیٹا کہ میرا بدن چھل گیا اور میں اس صدمے سے کئی دن تک صاحب فراش رہا۔ [2]

فَكَانَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ يَقُولُ: حَضَرْتُهُ يَوْمَئِذٍ فِيمَنْ حَضَرَهُ مَعَ أَبِي سُفْيَانَ، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يُلْقِينِي إلَى الْأَرْضِ فَرَقًا مِنْ دَعْوَةِ خُبَيْبٍ، وَكَانُوا يَقُولُونَ: إنَّ الرَّجُلَ إذَا دُعِيَ عَلَيْهِ، فَاضْطَجَعَ لِجَنْبِهِ زَالَتْ عَنْهُ

معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنے والد ابوسفیان کے ساتھ وہاں موجود تھا جس وقت خبیب رضی اللہ عنہ نے بد دعا کی تو اس بد دعا کے اثر سے محفوظ رہنے کے لیے میں زمین پر لیٹ گیا کیونکہ میں نے لوگوں سے سنا تھا کہ اگر کوئی کسی پر بد دعا کرے اور وہ لیٹ جائے تو اس

---

[1] الاستیعاب في معرفة الأصحاب ۲/۴۴۱، اسد الغابۃ ۲/۱۵۴، سیر السلف الصالحین لإسماعیل بن محمد الأصبهاني ۱/۴۰۰، الوافي بالوفیات ۱۳/۱۷۸، تاریخ اسلام بشار ۱/۱۵۲، سیر اعلام النبلاء ۱/۴۳۲، السیرة النبویة لابن کثیر ۳/۱۳۱

[2] امتاع الاسماع ۱۳/۲۷۷، مغازی واقدی ۱/۳۵۹

بد دعا کا اثر نہیں ہوتا۔ [1]

نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الدِّيلِيِّ، قَالَ: حَضَرْت يَوْمَئِذٍ دَعْوَةَ خُبَيْبٍ، فَمَا كُنْت أَرَى أَنّ أَحَدًا مِمّنْ حَضَرَ يَنْفَلِت مِنْ دَعْوَتِهِ، وَلَقَدْ كُنْت قَائِمًا فَأَخْلَدْت إلَى الْأَرْضِ فَرَقًا مِنْ دَعْوَتِهِ

نوفل بن معاویہ الدیلی کہتے ہیں جس روز خبیب رضی اللہ عنہ نے بد دعا کی تھی میں وہاں موجود تھا جب خبیب رضی اللہ عنہ نے یہ بد دعا کی تو اکثر لوگ جو کھڑے تھے خبیب رضی اللہ عنہ کی بد دعا سے بچنے کے لیے پہلو کے بل زمین پر لیٹ گئے۔ [2]

وَقَالَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ: لَقَدْ رَأَيْتنِي أَتَوَارَى بِالشّجَرِ فَرَقًا مِنْ دَعْوَةِ خُبَيْبٍ

حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام کہتے ہیں کہ میں خبیب رضی اللہ عنہ کی بد دعا کے خوف سے درختوں کی آڑ میں جا چھپا۔

جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ يَقُولُ: لَقَدْ رَأَيْتنِي يَوْمَئِذٍ أَتَسَتّرُ بِالرّجَالِ فَرَقًا مِنْ أَنْ أُشْرِفَ لِدَعْوَتِهِ

جبیر رضی اللہ عنہ بن مطعم کہتے تھے جب میں نے خبیب رضی اللہ عنہ کی بد دعا سنی تو اس کے اثر سے بچنے کے لیے دوسرے آدمیوں کے پیچھے چھپنے لگا۔

وَقَالَ حُوَيْطِبُ بْنُ عَبْدِ الْعُزّى: لَقَدْ رَأَيْتنِي أَدْخَلْت إصْبَعِي فِي أُذُنِي وَعَدَوْت هَرَبًا فَرَقًا أَنْ أَسْمَعَ دُعَاءَهُ، وكذلك قال جماعة منهم

حویطب رضی اللہ عنہ بن عبد العزیٰ کہتے ہیں میں اپنے کانوں میں انگلیاں دے کر بڑے زور سے بھاگا کہ خبیب رضی اللہ عنہ کی بد دعا نہ سن سکوں، ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ [3]

وكان سَعِيدَ بْنَ عَامِرِ بْنِ حِذْيَمٍ ثم الْجُمَحِيَّ تُصِيبُهُ غَشْيَةٌ فَسَأَلَهُ عُمَرُ رضي الله عنه:يَا سَعِيدُ مَا هَذَا الَّذِي يُصِيبُكَ؟أَبِك جُنّةٌ؟فَقَالَ: وَالله يَا أَمِيرَ الْمُؤمِنِينَ مَا بِي مَا بَأْسٍ، وَلَكِنِّي كُنْتُ فِيمَنْ حَضَرَ خُبَيْبَ بْنَ عَدِيٍّ حِينَ قُتِلَ، وَسَمِعْتُ دَعْوَتَهُ، فَوَاللهِ مَا خَطَرَتْ عَلَى قَلْبِي وَأَنَا فِي مَجْلِسٍ قَطُّ إِلَّا غُشِيَ عَلَيَّ! فَزَادَتْهُ عِنْدَ عُمَرَ خَيْرًا

سعید رضی اللہ عنہ بن عامر کو کبھی کبھی غشی کے دورے پڑتے تھے، ایک دفعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا اے سعید رضی اللہ عنہ! تمہیں یہ دورے کیوں پڑتے ہیں؟ کیا تمہیں جنون ہو گیا ہے؟ تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم! اے امیر المومنین مجھے کوئی بیماری نہیں ہے، میں خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت تماشائیوں میں موجود تھا مجھے جب کبھی خبیب رضی اللہ عنہ کی بد دعا یاد آ جاتی ہے تو میں کپکپا کر بے حوش ہو جاتا ہوں اور یہ میرے بس کی بات نہیں۔ [4]

---

[1] ابن ہشام ۱۷۳/۲، الروض الانف ۱۳۲/۶، سیراعلام النبلاء ۱۵۴/۳، معجم الصحابة للبغوی ۲۶۶/۲، الاکتفاء بما تضمنه من مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم والثلاثة الخلفاء ۴۰۶/۱

[2] مغازی واقدی ۳۶۰/۱

[3] مغازی واقدی ۳۵۹/۱، تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس ۴۵۶/۱

[4] ابن ہشام ۱۷۳/۱، الروض الانف ۱۶۷/۱، معجم الصحابة للبغوی ۲۶۷/۲، السيرة النبوية لابن كثير ۱۳۱/۳، تاريخ الخميس في

اسی طرح وہاں موجود دوسرے سب لوگوں میں بھی بھگدڑ مچ گئی تھی۔

ثُمَّ قَالَ: فَقَامَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ

اس کے بعد عقبہ بن حارث اٹھا اور انہیں شہید کر دیا۔ (۱)

الَّذِي قَتَلَ خُبَيْبًا، هُوَ أَبُو سِرْوَعَةَ

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والا ابوسروعہ تھا۔ (۲)

وَاسْمُهُ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ

اور اس کا نام عقبہ بن حارث تھا،

فَقَالُوا أَبُو سِرْوَعَةَ أَخُو عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِابوسروعة عقبه بن حارث کابھائی ہےوَذكر بن إِسْحَاقَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا أَنَا قَتَلْتُ خُبَيْبًا لِأَنِّي كُنْتُ أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَكِنْ أَبَا مَيْسَرَةَ الْعَبْدَرِيَّ أَخَذَ الْحَرْبَةَ فَجَعَلَهَا فِي يَدَيَّ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدَيَّ وَبِالْحَرْبَةِ ثُمَّ طَعَنَهُ بِهَا حَتَّى قَتَلَهُ

ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ابن اسحاق کی ایک حسن صحیح روایت میں ہے کہ عقبہ بن حارث نے خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا تھا کیونکہ وہ چھوٹا تھا انہیں ابومیسرہ عبدری نے قتل کیا تھا، اس نے نیزہ پکڑا اور عقبہ کے ہاتھ میں دیا پھر نیزے سمیت اس کا ہاتھ پکڑا اور خبیب رضی اللہ عنہ کو مارا اور انہیں قتل کر دیا۔ (۳)

وَأَخْرَجُوهُ مِنْ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ. وَاجْتَمَعَ رَهْطٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِيهِمْ أَبُو سُفْيَانَ ابْن حَرْبٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو سُفْيَانَ حِينَ قَدِمَ لِيُقْتَلَ: أَنْشُدُكَ اللهَ يَا زَيْدُ، أَتُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا عِنْدَنَا الْآنَ فِي مَكَانِكَ نَضْرِبُ عُنُقَهُ، وَأَنَّكَ فِي أَهْلِكَ؟ قَالَ: وَاللَّهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا الْآنَ فِي مَكَانِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ تُصِيبُهُ شَوْكَة تؤذيه، وأَنِّي جَالِسٌ فِي أَهْلِي، يَقُولُ أَبُو سُفْيَانَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ النَّاسِ أَحَدًا يُحِبُّ أَحَدًا كَحُبِّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا، ثُمَّ قَتَلَهُ نِسطَاسُ

ایک روایت میں ہے قریش ان کو قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر لے گئے اور ان کے قتل کا تماشا دیکھنے کے لئے لوگ جمع ہو گئے، اس مجمع میں ابوسفیان ابن حرب بھی تھا اس نے کہا اے زید رضی اللہ عنہ! تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم اپنے عزیزوں میں خوشی کے ساتھ ہوتے اور تمہارے بجائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس جگہ ہوتے کہ ہم ان کی گردن مارتے، زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میں اپنے عزیزوں میں چین وسکون

أحوال أنفس النفيس ١/٤٥٦

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابٌ هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ، وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ القَتْلِ٣٠٤٥

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ، وَرِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبِئْرِ مَعُونَةَ، وَحَدِيثِ عَضَلٍ، وَالقَارَةِ، وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ، وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ ٤٠٨٧

(۳) فتح الباری ٧/٣٨٥

سے بیٹھا رہوں اور رسول اللہ ﷺ کے پیر میں کانٹا بھی چبھ جائے جو انہیں ایذا دے، ابو سفیان نے اس جواب کو سن کر کہا کہ جیسا میں نے محمد کے اصحاب کو محمد کا جاںنثار دیکھا ہے ایسا کسی کے جاں نثار نہیں دیکھا پھر صفوان کے آزاد کردہ غلام نسطاس نے انہیں قتل کر دیا۔ (۱)

کفار مکہ نے خبیب رضی اللہ عنہ کی نعش کا سولی پر لٹکا ہوا ہی چھوڑ دیا۔

فكان خبيب أو (أَوَّل) مَنْ سَنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ للمسلمين

خبیب رضی اللہ عنہ وہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے قتل ہونے سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ (۲)

جب رسول اللہ ﷺ کو خبیب رضی اللہ عنہ کے اس فعل کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے اس کو پسند فرمایا۔

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَعَثَهُ عَيْنًا وَحْدَهُ قَالَ جِئْتُ إِلَى خَشَبَةِ خُبَيْبٍ فَرَقَيْتُ فِيهَا وَأَنَا أَتَخَوَّفُ الْعُيُونَ، فَأَطْلَقْتُهُ، فَوَقَعَ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ اقْتَحَمْتُ فانتبذت قَلِيلًا، ثُمَّ التفتُّ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا فَكَأَنَّمَ ا بلعته الْأَرْضُ فَلَمْ تُذكر لِخُبَيْبٍ رِمَّةٌ حَتَّى السَّاعَةِ

رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ کو ان کی نعش اتار لانے کے لئے مکہ مکرمہ روانہ فرمایا جب یہ دونوں تنعیم پہنچے تو دیکھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ کی نعش کے چاروں طرف چالیس افراد پہرہ دینے کے لئے موجود ہیں، جب وہ لوگ کچھ غافل ہوئے تو ان دونوں نے نعش کو سولی سے اتار کر گھوڑے پر رکھا چالیس دن گزرنے کے باوجود ان کی لاش تر و تازہ تھی اور اس پر کوئی تغیر نہیں آیا تھا، مشرکین جب ہوش میں آئے اور لاش جس کی حفاظت کے لئے وہ مقرر تھے گم پایا تو تلاش میں دوڑے اور بالآخر انہیں جا پکڑا، زبیر رضی اللہ عنہ نے لاش کو گھوڑے سے اتار کر زمین پر رکھا فوراً زمین اس جگہ سے شق ہوئی اور لاش کو نگل گئی اس وجہ سے خبیب رضی اللہ عنہ ابْتَلَعَتْهُ الأَرْضُ کے نام سے مشہور ہیں۔ (۳)

وقال لهم: أنا الزبير بن العوام وصاحبي المقداد بن الأسود أسدان رابضان يذبان عن شبلهما، فإن شئتم ناضلتكم، وإن شئتم نازلتكم، وإن شئتم انصرفتم، فانصرفوا عنهماوقدما على رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المدينة وكان عنده صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جبريل عليه السّلام، فقال له جبريل: يا محمد إن الملائكة تباهي بهذين الرجلين من أصحابك

اب زبیر رضی اللہ عنہ قریش کی طرف متوجہ ہوئے اور للکار کر کہا اے مشرکین قریش! میں عوام کا بیٹا زبیر ہوں اور یہ میرا ساتھی مقداد بن الاسود کندی ہے ہم اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہیں اور تمہارا کوئی نقصان نہیں کیا اگر تم تیروں سے لڑنا چاہتے ہو تو ہم تیروں سے لڑیں گے، تلواروں سے لڑنا چاہتے ہو تو ہم بھی تلواروں سے لڑیں گے واللہ! جب تک ہماری جان میں جان ہے ہم تمہیں اپنے نزدیک نہیں پھٹکنے دیں گے، مشرکین نے جب دیکھا کہ یہ مردان حق مرنے مارنے پر آمادہ ہیں تو وہ ان سے کوئی تعرض کیے بغیر واپس چلے گئے زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا واقع بیان کیا اس وقت جبریل آپ ﷺ کے پاس موجود تھے

(۱) ابن ہشام ۱۷۲/۲، ابن سعد ۴۳/۲، تاریخ طبری ۵۴۲/۲

(۲) البدایة والنهایة ۷۴/۴

(۳) البدایة والنهایة ۷۶، ۷۷/۴

انہوں نے کہا اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ کے فرشتے تمہارے ان دونوں ساتھیوں پر فخر کرتے ہیں۔ (۱)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَعَثَهُ عَيْنًا وَحْدَهُ قَالَ جِئْتُ إِلَى خَشَبَةِ خُبَيْبٍ فَرَقِيْتُ فِيهَا وَأَنَا أَتَخَوَّفُ الْعُيُونَ، فَأَطْلَقْتُهُ، فَوَقَعَ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ اقْتَحَمْتُ فانتبذت قَلِيلًا، ثُمَّ التفتُّ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا فَكَأَنَّمَا بلعته الْأَرْضُ فَلَمْ تُذكر لِخُبَيْبٍ رِمَّةٌ حَتَّى السَّاعَةِ

ایک روایت میں ہے بیشک رسول اللہ ﷺ نے جاسوس بھیجا اور یہ کہتا ہے کہ جب میں تخت صلیب کے قریب پہنچ کر اوپر چڑھ گیا اور مجھے ڈر بھی تھا کوئی دیکھ نہ لے لیکن باوجود خوف کے میں نے آخر کار اسے کھول ہی دیا تو نعش زمین پر گری تو میں نیچے اُتر آیا اور انتظار کرتا رہا پھر میں نے مڑ کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا جیسے کہ خبیب کی نعش کو ایک جھٹکے میں زمین اُگل گئی ہے۔ (۲)

فَلَمَّا قُتِلَ عَاصِمٌ أَرَادَتْ هُذَيْلٌ أَخْذَ رَأْسِهِ، لِيَبِيعُوهُ مِنْ سُلَافَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ شُهَيْدٍ، وَكَانَتْ قَدْ نَذَرَتْ حِينَ أَصَابَ ابْنَيْهَا يَوْمَ أُحُدٍ: لَئِنْ قَدَرَتْ عَلَى رَأْسِ عَاصِمٍ لَتَشْرَبَنَّ فِي قِحْفِهِ الْخَمْرَ

عاصم رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد ہذیل کے لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ عاصم رضی اللہ عنہ کے سر کو مکہ معظّمہ میں لے جا کر سلافہ بنت سعید کے ہاتھ فروخت کر دیں کیونکہ جب عاصم رضی اللہ عنہ نے اس کے دو لڑکوں کو غزوۂ احد میں قتل کیا تھا تو اس نے نذر مانی تھی کہ اگر مجھے موقعہ ملا تو میں عاصم کی کھوپڑی میں شراب پیئوں گی۔ (۳)

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ الطَّبَرِيُّ: وَجعِلَتْ لِمَنْ جَاءَتْ بِرَأْسِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ

ابو جعفر طبری کہتے ہیں سلافہ نے اعلان کیا تھا جو عاصم کا سر لائے گا اس کو ۱۰۰ اونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے (۴)

فَبُعِثَ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رَسُولِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعَ مِنْ لَحْمِهِ شَيْئًا

ایک روایت میں ہے جب یہ لوگ ان کی لاش پر پہنچے تو (اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش کی حفاظت کا یہ بندوبست فرمایا کہ) بھڑوں کے ایک جتھا نے ان کی لاش کو ہر طرف سے گھیر لیا جس کی وجہ سے کوئی مشرک ان کے قریب بھی نہ جاسکا اور نہ ان کے جسم کا کوئی ٹکڑا کاٹ سکے۔ (۵)

فَكَانَ عُمَرُ لَمَّا بَلَغَهُ خَبَرُه يَقُولُ: يَحْفَظُ اللهُ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ بَعْدَ وَفَاتِهِ كَمَا حَفِظَهُ فِي حَيَاتِهِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کبھی عاصم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوتا تو فرماتے اللہ تعالیٰ بعض مرتبہ اپنے خاص بندوں کی مرنے کے بعد بھی حفاظت

---

(۱) السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون۳؍۲۳۵، تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس۱؍۴۵۸

(۲) البداية والنهاية۴؍۶۷

(۳) ابن ہشام۲؍۱۷۰،الروض الانف ۶؍۱۲۸، عیون الآثر۲؍۶۰، البدایۃ والنہایۃ ۴؍۷۴،ابن سعد۲؍۴۳،تاریخ طبری ۲؍۵۳۹،فتح الباری ۷؍۳۸۴،دلائل النبوۃ لابی نعیم ۱؍۵۰۹

(۴)۔ابن سعد ۳؍۳۵۲، عیون الآثر۲؍۶۱

(۵) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابٌ هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ، وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ القَتْلِ۳۰۴۵

فرماتے ہیں جیسے زندگی میں اس کی حفاظت فرماتے تھے۔ (۱)

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَبْكِي خُبَيْبًا:

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خبیب رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقائے کرام کے مرثیے میں بڑے بلند پایہ شعر کہے ہیں۔

مَا بَالُ عَيْنِكَ لَا تَرْقَا مَدَامِعُهَا — سَحًّا عَلَى الصَّدْرِ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ الْقَلِقِ

حسان! کیا وجہ ہے تیرے آنسو نہیں رک رہے؟ — بلکہ تیرے سینے پر مضطرب موتیوں کی طرح بے تحاشا گر رہے ہیں؟

عَلَى خُبَيْبٍ فَتَى الْفِتْيَانِ قَدْ عَلِمُوا — لَا فَشِلٍ حِينَ تَلْقَاهُ وَلَا نَزِقِ

کیا کروں؟ خبیب رضی اللہ عنہ کی یاد آ رہی ہے جو سو جوانوں کا ایک جوان تھا، وہ جنگ میں بزدل نہ تھا اور ملاقات کے وقت بدخلق نہ تھا

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ أَيْضًا يَبْكِي خُبَيْبًا:

ابن اسحاق کہتے ہیں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل پر یہ مرثیہ لکھا

يَا عَيْنُ جُودِي بِدَمْعٍ مِنْكِ مُنْسَكِبٍ — وَابْكِي خُبَيْبًا مَعَ الْفِتْيَانِ لَمْ يَؤُبِ

اے آنکھ! ذرا سخاوت کر اور اپنے آنسو خوب برسا — اور خبیب رضی اللہ عنہ پر رو جو جوانوں سمیت واپس نہ آیا۔

صَقْرًا تَوَسَّطَ فِي الْأَنْصَارِ مَنْصِبُهُ — سَمْحَ السَّجِيَّةِ مَحْضًا غَيْرَ مُؤْتَشِبِ

وہ تو شکرا تھا انصار میں اس کا مرتبہ بہت بلند تھا — بہت فراغ طبیعت اور خالص النسب تھا ذرہ بھر بھی کھوٹ نہیں تھی

قَدْ هَاجَ عَيْنِي عَلَى عِلَّاتِ عَبْرَتِهَا — إِذْ قِيلَ نَصَّ إِلَى جِذْعٍ مِنَ الْخَشَبِ

میری آنکھ بے تحاشا آنسو برسانے لگی — جب پتہ چلا کہ اسے لکڑی کے ایک تنے (سولی) پر چڑھا دیا گیا۔ (۲)

بریرہ رضی اللہ عنہا کی مکاتبت:

مکاتب اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس کو مالک یہ کہہ دے کہ اگر تو اتنا روپیہ اتنی قسطوں میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے، چنانچہ دور جاہلیت میں لونڈیوں اور غلاموں کو آزاد ہونے کے لئے کچھ مال اپنے آقاؤں کو دینا پڑتا تھا اور تاریخ اسلام میں سب سے پہلے مکاتب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں بریرہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کا واقعہ روایات میں مذکور ہے،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ: كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ، فِي كُلِّ عَامٍ وَقِيَّةٌ، فَأَعِينِينِي، فَقُلْتُ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ، وَيَكُونَ وَلاَؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا، فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا

---

(۱) شرح زرقانی علی المواهب ۲/۴۹۰، فتح الباری ۷/۳۸۴

(۲) ابن ہشام ۲/۱۷۷، الروض الانف ۶/۱۳۸

أَنْ يَكُونَ الوَلاَءُ لَهُمْ، فَسمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الوَلاَءَ، فَإِنَّمَا الوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:أَمَّا بَعْدُ، مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، قَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ، وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ، وَإِنَّمَا الوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے پاس بریرہ رضی اللہ عنہا (جو ابھی تک ایک لونڈی تھیں) آئیں اور کہنے لگیں کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ چاندی پر مکاتبت کر لی ہے (نو اوقیہ کا ذکر راوی کا وہم ہے، صحیح یہی کہ پانچ اوقیہ پر معاملہ ہوا تھا) شرط یہ مقرر ہوئی ہے کہ میں ہر سال ایک اوقیہ چاندی اپنے مالکوں کو ادا کروں گی، اب آپ بھی میری کچھ مدد کیجئے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس پر میں نے اس سے کہا کہ اگر تمہارے مالک یہ پسند کریں کہ یک مشت ان کا سب روپیہ میں ان کے لئے (ابھی) مہیا کر دوں اور تمہارا ترکہ میرے لئے ہو تو میں ایسا کر سکتی ہوں، بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی تجویز ان کے سامنے رکھی لیکن انہوں نے اس سے انکار کر دیا، پھر بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے یہاں واپس آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عائشہ رضی اللہ عنہا کے) گھر بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ میں نے تو آپ کی صورت ان کے سامنے رکھی تھی مگر وہ نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں کہ ترکہ تو ہمارا ہی رہے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ کو حقیقت حال کی خبر کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے خرید کر آزاد کر دو اور انہیں ترکہ کی شرط لگانے دو، حق وراثت تو آزاد کرنے والے ہی کا ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر لوگوں کے مجمع میں تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ امابعد! کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ (خرید و فروخت میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کتاب اللہ میں کوئی اصل نہیں ہے جو کوئی ایسی شرط لگائے جس کی کتاب اللہ میں اصل نہ ہو وہ باطل ہو گی خواہ کوئی ایسی سو شرطیں کیوں نہ لگائے، اللہ تعالیٰ کا حکم سب پر مقدم ہے اور اللہ کی شرط ہی بہت مضبوط ہے اور ولاء تو اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے [1]

ام المساکین زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ سے نکاح

تین ہجری

ماں کی جانب سے یہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں،

وَهِيَ الَّتِي يُقَالُ لَهَا أُمُّ الْمَسَاكِينِ لِكَثْرَةِ صَدَقَاتِهَا عَلَيْهِمْ وَبِرِّهَا لَهُمْ وَإِحْسَانِهَا إِلَيْهِمْ ،وَكَانَتْ قَبْلَهُ عِنْدَ الطُّفَيْلِ بْنِ الْحَارِثِ فَطَلَّقَهَاثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا أَخُوهُ عُبَيْدَةَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَقِيلَ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ فَقُتِلَ عَنْهَا يَوْمَ أُحد، مَاتَتْ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِيلَ لَمْ تَلْبَثْ عِنْدَهُ إِلَّا شَهْرَيْنِ أَوْ

[1] صحيح بخارى كتاب البيوع بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ شُرُوطًا فِي البَيْعِ لاَ تَحِلُّ ٢١٦٨، وكتاب المُكَاتِبِ بَابُ اسْتِعَانَةِ المُكَاتَبِ وَسُؤَالِهِ النَّاسَ ٢٥٦٣

ثَلَاثَةً حتَّى توفيت رضي الله عنها

جاہلیت میں ان کا لقب ام المساکین تھا کیونکہ وہ مساکین پر حد سے زیادہ مہربان تھیں اور انہیں ہمیشہ صدقہ وخیرات سے نوازتی رہتی تھیں لیکن ان کی طرف سے یہ صدقات ماہ رمضان میں خصوصاً بہت بڑھ جاتے تھے، آپ ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل ان کا پہلا نکاح طفیل بن حارث بن عبد المطلب سے ہوا تھا انہوں نے انہیں طلاق دیدی تھی، طفیل بن حارث سے طلاق کے بعد ان سے ان کے بھائی عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف نے نکاح کرلیا، طفیل بن حارث سے طلاق کے بعد وہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن جحش کے عقد میں آئی تھیں (جو رسول اللہ ﷺ کے عم زاد اور ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں) جو غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو نبی ﷺ نے ان سے نکاح کرلیا، رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک اس وقت ۵۵ سال اور ان کی عمر تقریباً تیس سال تھی، وہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی وفات پا گئیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں صرف دو، تین ماہ وہ زندہ رہیں۔ [1]

ابان رضی اللہ عنہ بن العاص کا قبول اسلام

ان کی دو بھائی خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص اور عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص دعوت حق کے آغاز ہی میں اسلام قبول کر چکے تھے مگر ان کے بھائی ابان ابھی تک اسلام سے دور تھے،

أن سعيد بن العاص قال: فخرج تاجرا إلى الشام. فذكر قصة طويلة اتفقت له مع راهب يقال له يكا وصف له صفة النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ واعترف بنبوته وقال له: أقرئ الرجل الصالح السلام، فرجع أبان فجمع قومه، وذكر لهم ذلك، ورحل إلى المدينة فأسلم

سعید رضی اللہ عنہ بن عاص سے مروی ہے جب میں تجارت کے سلسلے میں شام گیا راستے میں ایک راہب بھی ساتھ ہو گیا جس کا نام یکا تھا، اس نے انہیں نبی کریم ﷺ کی صفات کا ذکر کیا اور ان کی نبوت کا بھی اعتراف کیا، اور کہا اس صالح شخص کو میرا اسلام کہنا، ابان شام سے واپس آیا اور اپنی قوم کو جمع کیا اور اس راہب کی باتیں بتلائیں اور پھر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت کر کے دعوت اسلام کو قبول کرلیا۔ [2]

مضامین سورة الطلاق:

عرب معاشرے میں عورتوں کی حالت بڑی خراب تھی، ان کے کوئی حقوق ہی نہ تھے، خاوند کی طرف سے طلاقوں کی کوئی حد نہیں تھی، خاوند بار بار طلاقیں دیتے اور بار بار رجوع کر لیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے عورت کو اس عذاب سے نجات دینے اور ایک بہترین اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے لیے سورہ بقرہ میں عائلی قوانین بیان کر دیے گئے تھے، جو اس طرح تھے۔

---

[1] تاریخ طبری ۱۱؍۵۹۵، دلائل النبوة للبیہقی ۳؍۱۵۹، البداية والنهاية ۴؍۱۰۳، ابن سعد ۸؍۹۱، السيرة النبوية لابن كثير ۳؍۱۷۳

[2] الاصابة فی تمیز الاصحابة ۱؍۱۶۸

○ خاوند اپنی بیوی کو صرف تین طلاقیں دے سکتا ہے۔

○ ایک طلاق کی صورت میں دوران عدت میں خاوند رجوع کر سکتا ہے جبکہ دو طلاقوں کی صورت میں دوران عدت میں خاوند تجدید نکاح کر سکتا ہے، لیکن اگر تین طلاقیں دے چکا ہو تو خاوند کے لیے رجوع یا تجدید نکاح کا حق باقی نہیں رہتا تا آنکہ بیوی کسی اور خاوند سے نکاح کرے اور وہ خاوند اپنی مرضی سے طلاق دے دے۔

○ جو عورت نکاح کے بعد خَلْوَتُ صَحِیحَة کر چکی ہو، اس کی طلاق کی صورت میں عدت تین حیض ہو گی اور اگر خَلْوَتُ صَحِیحَة سے قبل ہی طلاق واقع ہو جائے تو اس کے لیے کوئی عدت نہیں۔

○ اگر ایسی عورت کو طلاق ہو یا اس کا خاوند مر جائے جس کو حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہو گی۔

چنانچہ اس سلسلے میں جو مسائل جواب طلب تھے یا ان میں عمل کے دوران میں کوئی ابہام محسوس کیا گیا، عائلی قوانین کی تکمیل کے لیے ان کی مزید وضاحت کر دی گئی، اور مرد کو طلاق کا جو اختیار دیا گیا ہے اسے استعمال کرنے کے حکیمانہ اور مسنون طریقے کا ذکر کیا گیا تا کہ حتی المقدور علیحدگی اور طلاق سے بچا جا سکے اور اگر خاوند بیوی کے درمیان علیحدگی لازم ہو چکی ہو اور اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ رہے تو طلاق دینے یا علیحدگی کا بہترین اور طلاق حکیمانہ انداز کیا ہونا چاہیے کیونکہ طلاق ایسی ضرورت ہے جو ناگزیر حالات میں ہی پوری ہونی چاہیے کیونکہ طلاق کے بعد خاندان کی بنیادوں میں دراڑیں اور اولاد کی تعلیم و تربیت اور اس سے متعلقہ بے شمار معاملات معاشرتی زندگی میں پریشانیوں کا باعث بن جاتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال کاموں میں سب سے ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔ [1]

امام حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے بھی ان کی توثیق کی ہے، مگر ابو حاتم، دارقطنی اور بیہقی نے اس کا مرسل ہونا راجح کہا ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی غالباً اسی وجہ سے ان دونوں روایات کو ضعیف سنن ابی داود میں درج کیا ہے۔

سورۃ کے اختتام پر اللہ کے مقرر کردہ اور نازل کردہ احکام کی پامالی اور مخالفت سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے اور عبرت کے لیے ان امتوں کا ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے سرکشی اور بغاوت کی روش اختیار کی تو وہ عبرتناک عذاب اور سزاؤں کی مستحق ہو گئیں، آخری آیت میں ارض و سماء کی تخلیق میں قدرت الٰہیہ کی طرف اشارہ کیا گیا۔

---

[1] سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الطَّلَاقِ۲۱۷۸، مستدرک حاکم ۲۷۹۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوۡہُنَّ لِعِدَّتِہِنَّ

اے نبی! (اپنی امت سے کہو کہ) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں

وَ اَحۡصُوا الۡعِدَّۃَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمۡ ۚ لَا تُخۡرِجُوۡہُنَّ مِنۡۢ بُیُوۡتِہِنَّ

طلاق دو اور عدت کا حساب رکھو اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو، نہ تم انہیں ان کے گھر سے نکالو

وَ لَا یَخۡرُجۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ؕ وَ تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ ؕ

اور نہ وہ (خود) نکلیں ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں جو

وَ مَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَہٗ ؕ لَا تَدۡرِیۡ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحۡدِثُ

شخص اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے اس نے یقیناً اپنے اوپر ظلم کیا، تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نئی

بَعۡدَ ذٰلِکَ اَمۡرًا ﴿۱﴾ فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَہُنَّ فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ فَارِقُوۡہُنَّ

بات پیدا کر دے ،پس جب یہ عورتیں اپنی عدت کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں یا تو قاعدہ کے مطابق

بِمَعۡرُوۡفٍ وَّ اَشۡہِدُوۡا ذَوَیۡ عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ وَ اَقِیۡمُوا

اپنے نکاح میں رہنے دو یا دستور کے مطابق انہیں الگ کر دو اور آپس میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ کرلو اور اللہ کی

الشَّہَادَۃَ لِلّٰہِ ؕ ذٰلِکُمۡ یُوۡعَظُ بِہٖ مَنۡ کَانَ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۬ؕ

رضامندی کے لیے ٹھیک ٹھیک گواہی دو، یہی ہے وہ جس کی نصیحت اسے کی جاتی ہے، اور جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر

وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۲﴾ (الطلاق ۱،۲)

ایمان رکھتا ہو اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔

سورۂ کا آغاز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو خطاب سے ہے اور پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ذریعے مسلمانوں کو مسئلہ طلاق سمجھایا گیا،

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: طَلَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَفْصَةَ فَأَتَتْ أَهْلَهَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ

النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ فَقِيلَ لَهُ: رَاجِعْهَا فَإِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ وَإِنَّهَا مِنْ أَزْوَاجِكَ فِي الْجَنَّةِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی اور وہ اپنے میکے میں آ گئیں، اس پر یہ آیت ''اے نبی! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے لیے (ان کی عدّت کے حساب سے) طلاق دیا کرو۔'' نازل ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ ان سے رجوع کر لیں وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور بہت زیادہ نماز پڑھنے والی ہیں، وہ یہاں بھی آپ کی بیوی ہیں اور جنت میں بھی آپ کی ازواج میں داخل ہیں۔[1]

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی امت سے کہو کہ جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دینے کا پختہ ارادہ کر لو تو ان کی عدت کے دنوں کے آغاز میں انہیں طلاق دیا کرو، یعنی جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو اس سے ہم بستری کیے بغیر طلاق دو،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ العِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے اس مسئلہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ کو کہو کہ اپنی عورت سے رجوع کرے، پھر اس کو ٹھہرا رکھے یہاں تک کہ وہ عورت اپنے حیض سے پاک ہو جائے، پھر جب اسے دوسرا حیض آئے اور وہ دوسرے حیض سے پاک ہو جائے تب اگر عبداللہ کا جی چاہے اس کو رکھے یا طلاق دے بشرطیکہ اس دوسرے حیض کے بعد بھی اس کے پاس نہ جائے، یہی (طہر کی) وہ مدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔[2]

یعنی طلاق دینے کا صحیح وقت طہر کی حالت ہے جس میں جماع نہ کیا گیا ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ} قَالَ: لَا يُطَلِّقْهَا وَهِيَ حَائِضٌ وَلَا فِي طُهْرٍ قَدْ جَامَعَهَا فِيهِ وَلَكِنْ: تَتْرُكُهَا حَتَّى إِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ، طَلَّقْهَا تَطْلِيقَةً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ ''تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں طلاق دو۔'' کے بارے میں روایت ہے شوہر اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق نہ دے اور نہ ایسی حالت طہر میں جس میں اس نے اس سے جماع کیا ہو اسے وہ چھوڑ دے حتی کہ جب

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰/۳۳۵۹

[2] صحیح بخاری کتاب الطلاق باب يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ۵۲۵۱، سنن نسائی کتاب الطلاق باب: وَقْتِ الطَّلَاقِ لِلْعِدَّةِ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ ۳۴۱۸

اسے حیض آئے اور پھر وہ پاک ہو جائے تو اسے ایک طلاق دے دے۔ [۱]

اور عدّت کے زمانے کا ٹھیک ٹھیک شمار کیا کرو تا کہ عورت اس کے بعد نکاح ثانی کر سکے، یا اگر تم ہی رجوع کرنا چاہو (پہلی اور دوسری طلاق کی صورت میں) تو عدت کے اندر رجوع کر سکو، اور تمام امور میں اپنے معبود حقیقی رب العالمین کا تقویٰ اختیار کرو اور مطلقہ بیویوں کے حق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور طلاق دیتے ہی غصے میں مطلقہ کو اپنے گھر سے مت نکالو اور نہ ہی عورت خود ہی بگڑ کر گھر چھوڑ دے بلکہ عدّت تک اسے شوہر کے گھر میں ہی رہنے دو، اس وقت تک رہائش اور نان و نفقہ تمہاری ذمہ داری ہے، البتہ تیسری طلاق کے بعد رہائش اور نفقہ خاوند کی ذمہ داری نہیں، کیونکہ خاوند اب اس سے رجوع کر کے اپنا گھر آباد نہیں کر سکتا اس لئے اسے فوراً خاوند کے مکان سے دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے گا،

فَأَتَيْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ فَحَدَّثَتْنِي، أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: أَنَا بِنْتُ آلِ خَالِدٍ، وَإِنَّ زَوْجِي فُلَانًا أَرْسَلَ إِلَيَّ بِطَلَاقِي، وَإِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَهُ النَّفَقَةَ وَالسُّكْنَى فَأَبَوْا عَلَيَّ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ قَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهَا بِثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنَى لِلْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا مَا كَانَتْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ فَلَا نَفَقَةَ وَلَا سُكْنَى

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے عرض کیا کہ میں خالد کی لڑکی ہوں اور فلاں کی اہلیہ ہوں اور اس نے مجھ کو طلاق کہلوائی ہے اور میں اس کے لوگوں سے خرچہ اور رہائش کے واسطے مکان مانگ رہی ہوں اور وہ انکار کرتے ہیں، شوہر کی جانب کے لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس عورت کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دے کر بھیجا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفقہ یعنی خرچ اور رہنے کے لئے جگہ اس عورت کو ملتی ہے جس سے مرد رجوع کر سکے اور تین طلاق کے بعد رجوع نہیں کر سکتا تو نفقہ اور رہائش بھی نہیں ملے گی۔ [۲]

بعض روایات میں حاملہ عورت کے لئے بھی نفقہ اور رہائش کی صراحت ہے، اسی طرح دوران عدت عورت بھی گھر سے باہر نکلنے سے احتراز کرے الا یہ کہ کوئی بہت ہی ضروری معاملہ درپیش ہو۔

ماذا نشزت الْمَرْأَةُ أَوْ بَذَت عَلَى أَهْلِ الرَّجُلِ وَآذَتْهُمْ فِي الْكَلَامِ وَالْفِعَالِ

ہاں اگر وہ کسی صریح برائی کی مرتکب ہوں یا بدزبانی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کرے جس سے گھر والوں کو تکلیف ہو تو دونوں صورتوں میں گھر سے باہر نکال دینا جائز ہو گا،

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں (حرام کردہ امور) ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر کر کے مشروع کیا ہے اور ان حدود کا التزام کرنے اور ان پر ٹھہرنے کا حکم دیا ہے، اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا تو اس کے دینی و دنیاوی نقصانات خود تجاوز کرنے والے

---

[۱] تفسیر طبری ۴۳۶/۲۳

[۲] مسند احمد ۲۷۱۰۰، ۲۷۳۴۸، سنن نسائی کتاب الطلاق بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ ۳۴۳۲

کو ہی بھگتنے پڑیں گے، تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ مرد کے دل میں عورت کی رغبت پیدا فرمادے اور وہ رجوع کرنے پر آمادہ ہو جائے یا میاں بیوی میں موافقت کی کوئی اور صورت پیدا کر دے، پھر جب وہ اپنی عدت کی مدت کے خاتمہ پر پہنچیں تو یا انہیں حسن معاشرت اور صحبت جمیلہ کے طور پر روک لو یا دستور کے مطابق ان سے جُدا ہو جاؤ، اور دو ایسے آدمیوں کو گواہ بنالو جو تم میں سے صاحبِ عدل ہوں،

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ، ثُمَّ يَقَعُ بِهَا، وَلَمْ يُشْهِدْ عَلَى طَلَاقِهَا، وَلَا عَلَى رَجْعَتِهَا، فَقَالَ:طَلَّقْتَ لِغَيْرِ سُنَّةٍ، وَرَاجَعْتَ لِغَيْرِ سُنَّةٍ، أَشْهِدْ عَلَى طَلَاقِهَا، وَعَلَى رَجْعَتِهَا، وَلَا تَعُدْ

مطرف بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مروی ہے ایک شخص نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ایک آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پھر اس سے مباشرت کر لیتا ہے مگر طلاق دینے یا اس سے رجوع کرنے پر گواہ نہیں بناتا، انہوں نے کہا تو نے خلاف سنت طلاق دی اور خلاف سنت ہی رجوع کیا، بیوی کو طلاق دیتے وقت گواہ بناؤ اور رجوع کے وقت بھی اور پھر ایسے نہ کرنا۔ [1]

اور گواہوں کو سچی گواہی دینے کا حکم فرمایا کہ اے گواہ بننے والو! کسی رورعایت اور رلالچ کے بغیر اللہ کے لئے کسی کمی بیشی کے بغیر صحیح صحیح گواہی دیا کرو، ہر اس شخص کو جو اللہ وحدہ لاشریک اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو ان باتوں کی نصیحت کی جاتی ہے، جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا یعنی جو شخص اوپر بیان کیے ہوئے ارشاد کے مطابق کام کرے گا اللہ اس کے لیے شدائد اور آزمائشوں سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔

وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ

اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا،

اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝۳ (الطلاق ۳)

اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

ۃ اور اللہ تعالیٰ متقی شخص کے لئے ایسی ایسی جگہوں سے رزق پہنچائے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو، جیسے فرمایا

...اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝۱۰ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝۱۱ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝۱۲ [2]

ترجمہ: اپنے رب سے معافی مانگو! بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا (قحط و تنگدستی جاتی رہے گی اور فراخی حاصل ہو گی) تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ لَزِمَ الِاسْتِغْفَارَ، جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ

[1] سنن ابوداود کتاب الطلاق بَابُ الرَّجُلِ يُرَاجِعُ، وَلَا يُشْهِدُ ۲۱۸٦،سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق بَابُ الرَّجْعَةِ ۲۰۲٦

[2] نوح ۱۰ تا ۱۲

ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بکثرت استغفار کا التزام کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ اور ہر غم سے راحت کا سامان پیدا فرمادے گا اور ایسے ایسے مقامات سے رزق مہیا فرمائے گا جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ ہو گا۔ (۱)

حكم الألباني : ضعيف

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ انْقَطَعَ إِلَى اللَّهِ كَفَاهُ اللَّهُ كُلَّ مُؤْنَةٍ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ، وَمَنِ انْقَطَعَ إِلَى الدُّنْيَا وَكَلَهُ اللَّهُ إِلَيْهَا

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر طرف سے کھنچ کر اللہ کا ہو جائے، اللہ اس کی ہر مشکل میں اسے کفایت کرتا ہے اور بے گمان روزیاں دیتا ہے اور جو اللہ سے ہٹ کر دنیا ہی کا ہو جائے اللہ بھی اسے اسی کی طرف سونپ دیتا ہے۔ (۲)

جو کوئی دین اور دنیا کے معاملات میں اللہ پر بھروسا کرتا ہے تو وہ اس معاملہ میں اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے، اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے، اس کی قضا و قدر کا نافذ ہونا لازمی امر ہے، اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے جس سے یہ چیز تجاوز کرتی ہے نہ کوتاہی کرتی ہے، جیسے فرمایا

...وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ﴿۲﴾ (۳)

ترجمہ: جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ: يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلاَمُ وَجَفَّتْ الصُّحُفُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لڑکے میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں سنو، تم اللہ کو یاد رکھو وہ تمہیں یاد رکھے گا، اللہ کے احکام کی حفاظت کرو تو اللہ کو اپنے پاس بلکہ اپنے سامنے پاؤ گے، جب کچھ مانگنا ہو اللہ ہی سے مانگو، جب مدد طلب کرنی ہو اسی سے مدد چاہو، یاد رکھو تمام امت مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہے اور اللہ کو منظور نہ ہو تو ذرا سا بھی نفع نہیں پہنچا سکتے، اور اسی طرح سارے کے سارے جمع ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو بھی

(۱) سنن ابوداودكتاب الوتربَابٌ فِي الِاسْتِغْفَارِ ۱۵۱۸، مسنداحمد ۲۲۳۴

(۲) تفسيرابن ابی حاتم۲۰ ۳۳۶، ۱۰

(۳) الفرقان۲

نہیں پہنچا سکتے اگر تقدیر میں نہ لکھا ہو تو، قلمیں اٹھ چکیں اور صحیفے خشک ہو گئے۔ (۱)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ، فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ، لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللَّهِ، أَوْشَكَ اللَّهُ لَهُ، بِالْغِنَى، إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ، أَوْ غِنًى عَاجِلٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے انتہائی شدید حاجت آپڑے اور اس نے اسے لوگوں پر پیش کر دیا تو اس کی وہ حاجت دور نہ ہوگی، اور جس نے اسے اللہ پر پیش کیا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے بے پرواہ کر دے گا، یا تو جلد ہی موت آجائے گی (اور دنیا کے بکھیڑوں سے جان چھوٹ جائے گی) یا جلد ہی غنی ہو جائے گا (اور کسی کی احتیاج نہ رہے گی)۔ (۲)

وَ الّٰٓـِٔیۡ یَئِسۡنَ مِنَ الۡمَحِیۡضِ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُہُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشۡہُرٍ ۙ

تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے

وَّ الّٰٓـِٔیۡ لَمۡ یَحِضۡنَ ؕ وَ اُولَاتُ الۡاَحۡمَالِ اَجَلُہُنَّ اَنۡ یَّضَعۡنَ حَمۡلَہُنَّ ؕ

اور ان کی بھی جنہیں حیض آنا شروع نہ ہوا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا

وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا ﴿۴﴾ ذٰلِکَ اَمۡرُ اللّٰہِ اَنۡزَلَہٗۤ اِلَیۡکُمۡ ؕ

اللہ اس کے (ہر) کام میں آسانی کر دے گا، یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا ہے

وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرۡ عَنۡہُ سَیِّاٰتِہٖ وَ یُعۡظِمۡ لَہٗۤ اَجۡرًا ﴿۵﴾ (الطلاق ۵،۴)

اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے گناہ مٹا دے گا اور اسے بڑا بھاری اجر دے گا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: قَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عِدَدًا مِنْ عِدَدِ النِّسَاءِ لَمْ تُذْكَرْ فِي الْكِتَابِ الصِّغَارُ وَالْكُبَّارُ، وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ} (۳)

عمرو بن سالم سے روایت ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بہت سی عورتوں کی عدت ابھی بیان نہیں ہوئی، کمسن

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ باب ۱۵۱۴،ح۲۵۱۶،مسند احمد ۲۶۶۹

(۲) مسند احمد ۳۸۶۹،سنن ابوداودکتاب الزكاة بَابٌ فِي الِاسْتِعْفَافِ ۱۶۴۵،جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الهَمِّ فِي الدُّنْيَا وَحُبِّهَا ۲۳۲۶

(۳) الطلاق: 4

لڑکیاں، عمر رسیدہ عورتیں اور حمل والی عورتیں اس کے جواب میں یہ آیت ''۔ نازل ہوئی۔ (١)

اور تمہاری عمر رسیدہ عورتیں جنہیں حیض آنا بند ہو گیا ہو ان کے معاملہ میں اگر تم لوگوں کو کوئی شک لاحق ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ ان کی عدّت تین قمری مہینے ہے، اور وہ عورتیں جو سن بلوغت کو پہنچ گئی ہوں مگر ابھی حیض آنا شروع نہ ہوا ہو یا چھوٹی لڑکیاں جنہیں ابھی حیض نہیں آیا ان کے لئے بھی یہی حکم ہے، اور وہ عورتیں جن کو حیض آتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عدت بیان فرمائی۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۔۔۔ ﴿٢٢٨﴾ (٢)

ترجمہ: جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، وہ تین مرتبہ ایامِ ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔

اور حاملہ عورتوں کی عدّت کی حد یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے چاہے دوسرے روز ہی وضع حمل ہو جائے،

أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ ابْنِ خَوْلَةَ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ، فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا، تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ، فَقَالَ لَهَا: مَا لِي أَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ، تُرَجِّينَ النِّكَاحَ؟ فَإِنَّكِ وَاللَّهِ مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ، قَالَتْ سُبَيْعَةُ: فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ، وَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي، وَأَمَرَنِي بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِي

سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں سعد ابن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی ان کا تعلق بنی عامر بن لوئی سے تھا اور وہ غزوہ بدر میں شرکت کرنے والوں میں سے تھے، پھر حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی وفات ہو گئی تھی اور اس وقت وہ حمل سے تھیں، سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے کچھ ہی دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا، نفاس کے دن جب وہ گزار چکیں تو نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لئے انہوں نے اچھے کپڑے پہنے، اس وقت بنو عبد الدار کے ایک صحابی ابو السنابل بن بعکک رضی اللہ عنہ ان کے یہاں گئے اور ان سے کہا میرا خیال ہے کہ تم نے نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لئے یہ زینت کی ہے، کیا نکاح کرنے کا خیال ہے؟ لیکن اللہ کی قسم! جب تک (سعد رضی اللہ عنہ کی وفات پر) چار مہینے اور دس دن نہ گزر جائیں تم نکاح کے قابل نہیں ہو سکتیں، سبیعہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب ابو السنابل نے مجھ سے یہ بات کہی تو میں نے شام ہوتے ہی کپڑے پہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے بارے میں میں نے آپ سے مسئلہ معلوم کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں بچہ پیدا ہونے کے بعد عدت سے نکل چکی ہوں اور اگر میں چاہوں تو نکاح کر سکتی ہوں۔ (٣)

(١) تفسیر طبری ٤٥١/٢٣

(٢) البقرۃ ٢٢٨

(٣) صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا ٣٩٩١، صحيح مسلم كتاب الطلاق بَابُ انْقِضَاءِ عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، وَغَيْرِهَا بِوَضْعِ الْحَمْلِ ٣٧٢٢، سنن ابوداودكتاب الطلاق بَابٌ فِي عِدَّةِ الْحَامِلِ ٢٣٠٦، السنن الكبرى للبيهقى ١٥٤٦٨

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا فَعِدَّتُهَا أَنْ تَضَعَ مَا فِي بَطْنِهَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہر حاملہ عورت کی عدت اس کا وضع حمل تک ہے۔ (۱)

دیگر عورتیں جن کے شوہر وفات پا جائیں ان کی عدت چار ماہ دس دن ہے،

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ﴿۲۳۴﴾ (۲)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ مر جائیں ان کے پیچھے اگر ان کی بیویاں زندہ ہوں تو وہ اپنے آپ کو چار مہینے دس دن روکے رکھیں۔

جو شخص اللہ سے ڈرے اس کے ہر معاملہ میں وہ سہولت پیدا کر دیتا ہے اور اس کے تھوڑے عمل پر بڑا اجر دیتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا} (۳) يَقُولُ: نَجَاتُهُ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قول " جو شخص اللہ سے ڈرے اس کے ہر معاملہ میں وہ سہولت پیدا کر دیتا ہے۔" فرمایا اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت کی ہر تکلیف سے نجات دے دیتا ہے اور ایسی جگہوں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا۔ (۴)

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَ لَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا

تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں ان (طلاق والی) عورتوں کو رکھو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے تکلیف

عَلَيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ

نہ پہنچاؤ اور اگر وہ حمل سے ہوں تو جب تک بچہ پیدا ہو لے انہیں خرچ دیتے رہا کرو، پھر اگر تمہارے کہنے سے

اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَ اْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَ اِنْ تَعَاسَرْتُمْ

وہی دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دے دو اور باہم مناسب طور پر مشورہ کر لیا کرو اور اگر تم آپس میں کشمکش کرو تو

فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ؕ﴿۶﴾ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ مَنْ قُدِرَ

اس کے کہنے سے کوئی اور دودھ پلائے گی، کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہیے اور جس پر اس کے رزق کی

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۴۵۲، ۲۳۹۱/۲، تفسیر طبری ۷۹، ۵۰۱۷/۵

(۲) البقرة ۲۳۴

(۳) الطلاق: 2

(۴) تفسیر طبری ۴۴۶/۲۳

عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ

تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے (اپنی حسب حیثیت) دے،

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ (الطلاق۷،٦)

کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے، اللہ تنگی کے بعد آسانی وفراغت بھی کر دے گا۔

طلاق کے بعد حسن سلوک کی ہدایت: مطلقہ رجعیہ کو زمانۂ عدت میں جیسی کچھ بھی جگہ تمہیں میسر ہو اُسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں نان ونفقہ یا رہائش میں اور اپنے قول وفعل کے ذریعہ سے انہیں تکلیف مت دو، اور اگر مطلقہ حاملہ ہوں تو خواہ اسے رجعی طلاق دی گئی ہو یا قطعی طور پر الگ کر دینے والی ہو ان پر اس وقت تک خرچ کرو اور رہائش مہیا کرو جب تک ان کا وضع حمل نہ ہو جائے،

عَنْ جَابِرٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کو تین طلاقیں دی جا چکی ہوں اس کے لئے زمانہ عدت میں سکونت اور نفقہ کا حق ہے۔ (۱)

جس طرح حقوق اللہ کی ادائیگی اور پاسداری ہم پر لازم ہے، اسی طرح حقوق العباد رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے، حقوق العباد میں خواتین کے حقوق بھی شامل ہیں، جس طرح حقوق اللہ کی محافظت نہ کرنے والوں پر اللہ کا عذاب آتا رہا ہے اسی طرح حقوق العباد (خواتین کے حقوق) کو ادا نہ کرنے والوں کو بھی سخت تنبیہ کی گئی ہے، پھر اگر مطلقہ عورتیں حمل سے فارغ ہونے کے بعد تمہارے بچے کو دودھ پلانے پر راضی ہوں تو انہیں دودھ پلانے کی اجرت ادا کرو، اور اُجرت اور دیگر معاملات کو بھلے طریقے سے باہمی گفت وشنید سے طے کر لو، جیسے فرمایا

...لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِھَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ... ۝۲۳۳ (۲)

ترجمہ: نہ تو ماں کو اس وجہ سے تکلیف میں ڈالا جائے کہ بچہ اس کا ہے، اور نہ باپ ہی کو اس وجہ سے تنگ کیا جائے کہ بچہ اس کا ہے۔

لیکن اگر تم آپس میں اجرت طے نہ کر سکو تو کسی دایہ کے ساتھ معاملہ طے کر لو جو بچے کو دودھ پلا لے گی، جیسے فرمایا

...فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ... ۝۲۳۳ (۳)

ترجمہ: اور اگر تمہارا خیال اپنی اولاد کو کسی غیر عورت سے دودھ پلوانے کا ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کا جو کچھ معاوضہ طے کرو وہ معروف طریقے پر ادا کرو۔

دولت مند آدمی اپنی حیثیت کے مطابق دودھ پلانے والی عورتوں کو اجرت دے اور جو مالی حیثیت سے کمزور ہو تو اللہ نے اسے جو دیا ہے

(۱) سنن الدارقطنی ۳۹۴۹، مسندابن الجعد۲۰۷

(۲) البقرۃ۲۳۳

(۳) البقرۃ۲۳۳

وہ اسی کے مطابق خرچ کرے، اللہ نے جس کو جتنا کچھ دیا ہے اس سے زیادہ کا وہ اُسے مکلف نہیں کرتا بعید نہیں کہ اللہ تنگ دستی کے بعد فراخ دستی بھی عطا فرما دے، جیسے فرمایا

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۙ ۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ؕ ۶ [۱]

ترجمہ: پس حقیقت یہ ہے کہ تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے، بے شک تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى أَهْلِهِ، فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ الْحَاجَةِ، خَرَجَ إِلَى الْبَرِيَّةِ، فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ امْرَأَتُهُ قَامَتْ إِلَى الرَّحَى، فَوَضَعَتْهَا، وَإِلَى التَّنُّورِ فَسَجَرَتْهُ، ثُمَّ قَالَتْ: اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا. فَنَظَرَتْ فَإِذَا الْجَفْنَةُ قَدِ امْتَلَأَتْ. قَالَ: وَذَهَبَتْ إِلَى التَّنُّورِ فَوَجَدَتْهُ مُمْتَلِئًا. قَالَ: فَرَجَعَ الزَّوْجُ، قَالَ: أَصَبْتُمْ بَعْدِي شَيْئًا؟ قَالَتِ امْرَأَتُهُ: نَعَمْ مِنْ رَبِّنَا. قَامَ إِلَى الرَّحَى. فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُ لَوْ لَمْ يَرْفَعْهَا، لَمْ تَزَلْ تَدُورُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص اپنے اہل وعیال کے پاس آیا جب اس نے ان کی غربت دیکھی تو جنگل کی طرف نکل گیا اس کی بیوی نے جب یہ دیکھا تو وہ چکی کی طرف گئی اور اسے (تیار کر کے) رکھ دیا نیز تندور بھڑکایا پھر کہا اے اللہ! ہمیں رزق عطا فرما، چنانچہ اس نے دیکھا کہ اچانک چکی کا ٹب بھر گیا ہے، وہ تندور کی طرف گئی تو اسے بھی (بکری کی بھنی ہوئی رانوں سے) بھرا پایا، جب اس کا خاوند واپس آیا تو اس نے پوچھا کیا میرے جانے کے بعد تمہیں کوئی چیز میسر آئی ہے؟ اس کی بیوی نے کہا ہاں، ہمارے رب کی طرف سے (رزق) ملا ہے، پھر وہ چکی کی طرف گیا (اور پاٹ اٹھا لیا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگر وہ اسے نہ اٹھاتا تو قیامت کے دن تک وہ (چکی) گھومتی رہتی۔ [۲]

وَ كَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِیْدًا ۙ

اور بہت سی بستی والوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں سے سرتابی کی تو ہم نے بھی ان سے سخت حساب کیا

وَّ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا

اور انہیں عذاب دیا ان دیکھا (سخت) عذاب، پس انہوں نے اپنے کرتوت کا مزہ چکھ لیا

وَ كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۹ (الطلاق ۸،۹)

اور انجام کار ان کا خسارہ ہی ہوا۔

اللہ کی نازل کردہ شریعت پر چلنے میں ہی کامیابی ہے: مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کریں، فرمایا کتنی ہی

[۱] الم نشرح ۶،۵

[۲] مسند احمد ۱۰۶۵۸

سرکش قوموں تھیں جنھوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان سے سخت دنیاوی محاسبہ کیا اور ان کو بری طرح سزا دی، اور ایک عرصہ تک ڈھیل دینے کے بعد بھی جب وہ راہ راست اختیار کرنے پر تیار نہ ہوئے تو آخر کار ان پر عذاب نازل کیا اس وقت ان کی کثرت اور قوت اور ان کے باطل معبود ان کے کچھ کام نہ آئے اور انہوں نے اپنے کرتوتوں کا مزا چکھ لیا اور ان کا انجام کار گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ ۛ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ

ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، پس اللہ سے ڈرو اے عقل مند ایمان والو،

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۙ﴿۱۰﴾ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

یقیناً اللہ نے تمہاری طرف نصیحت اتار دی ہے (یعنی) رسول جو تمہیں اللہ صاف صاف احکام پڑھ کر سناتا ہے تا کہ

مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ان لوگوں کو جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں وہ تاریکیوں سے روشنی کی طرف لے آئے،

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ

اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ (الطلاق ۱۰،۱۱)

جس کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، بیشک اللہ نے اسے بہترین روزی دے رکھی ہے۔

مگر دنیاوی عذاب کے ساتھ معاملہ ختم نہیں ہو گیا بلکہ اللہ نے آخرت میں ان کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے، پس اے صاحب عقل لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے تمام معاملات میں اللہ سے ڈرو، اللہ نے تمہاری طرف قرآن کریم نازل کر دیا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ [1]

ترجمہ: رہا یہ ذکر تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اور محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کر دیا ہے جو تم کو اللہ کی صاف صاف ہدایت دینے والی آیات پڑھ کر سناتا ہے تا کہ ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ اختیار کرنے والوں کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر راہ راست پر لے آئے، جیسے فرمایا

الۗرٰ ۣ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ... ۙ﴿۱﴾ [2]

---

[1] الحجر ۹

[2] ابراہیم ۱

ترجمہ:ا،ل،ر،اے محمدﷺ! یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ... ﴿۲۵۷﴾ (۱)

ترجمہ:جولوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی ومددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔

(یعنی کفروجہالت سے ایمان وعمل کی طرف) اب جو کوئی اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے اور ایمان کے تقاضوں کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کرے تو اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے گھنے سایہ دار درختوں کے نیچے انواع اقسام کی نہریں بہتی ہوں گی، اور ایسی ایسی نعمتیں ہوں گی جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا تصور ہی آیا ہے، یہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ نے ایسے شخص کے لیے بہترین رزق تیار کر رکھا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا

اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان اور اسی کے مثل زمینیں بھی، اس کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے تا کہ تم جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ۬ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾ (الطلاق ۱۲)

اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بہ اعتبار علم گھیر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور اپنی عظیم الشان سلطنت کا ذکر فرمایا تا کہ مخلوق اس کی عظمت وعزت کا خیال کر کے اس کے فرمان کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے، فرمایا اللہ وحدہ لاشریک وہ قادر مطلق ہستی ہے جس نے بغیر ستونوں کے بلند وبالا وسیع وعریض تہہ بہ تہہ سات آسمان بنائے، جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ ﴿۱۵﴾ (۲)

ترجمہ: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بر تہ بنائے۔

ایک مقام پر فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ﴿۴۴﴾ (۳)

ترجمہ:اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں جو ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

أَنَّهَا سَبْعُ أَرَضِينَ طباقا بعضها فوق بعض،بَيْنَ كُلِّ أَرْضٍ وَأَرْضٍ مَسَافَةٌ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالسَّمَاءِ، وَفِي كُلِّ أَرْضٍ سُكَّانٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ

(۱) البقرة ۲۵۷

(۲) نوح ۱۵

(۳) بنی اسرائیل ۴۴

امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جمہور کا قول ہے اور آسمانوں کی طرح سات زمینیں بھی پیدا فرمائیں جن کے درمیان بعد و مسافت ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کی ہے اور ہر زمین میں اللہ کی مخلوق آباد ہے۔ (۱)

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ، طُوِّقَهُ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سعید بن زید رضی اللہ عنہ بن عمرو بن نفیل مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بالشت برابر زمین ناحق لے لے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو ساتوں زمین کا طوق پہنادے گا۔ (۲)

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ناحق کسی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی لے لیا تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنِ اقْتَطَعَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ، طُوِّقَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کی زمین پر ناحق قبضہ کرتا ہے قیامت کے دن سات زمینوں سے اس ٹکڑے کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔ (۴)

جس طرح ہر آسمان پر اللہ کا حکم نافذ اور غالب ہے، اسی طرح ساتوں زمینوں پر بھی اسی وحدہ لاشریک کا حکم چلتا ہے، آسمانوں کی طرح ساتوں زمینوں کی بھی وہ مخلوق کی تدبیر فرماتا ہے، یہ بات تمہیں اس لیے بتائی جارہی ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے، کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔

---

(۱) تفسیر القرطبی ۱۷۴/۱۸

(۲) صحیح مسلم كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ وَغَصْبِ الْأَرْضِ وَغَيْرِهَا ۴۱۳۳

(۳) صحیح بخاری کتاب المظالم بَابُ إِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِنَ الأَرْضِ ۲۴۵۴

(۴) مسند احمد ۹۵۸۲

۴ ہجری

غزوہ بدر میں طاقتور و بہادر مشرکین مکہ کے خلاف قلیل تعداد و بے سروساماں مسلمانوں کی شاندار فتح ونصرت سے مدینہ منورہ اور ارد گرد کے قبائل پر بھرپور اثر پڑا تھا اور وہ مسلمانوں کی بہادری وشجاعت سے بڑے متاثر اور خوف زدہ تھے اور ان کو ایک طاقتور فریق سمجھنے پر مجبور تھے جن کو شکست نہیں دی جاسکتی تھی، اس لئے اس غزوہ کے بعد مدینہ میں عبد اللہ بن ابی اپنے ساتھیوں سمیت زبانی طور پر، دکھاوے کے لئے اسلام قبول کرنے پر مجبور ہوا تھا، مگر غزوہ احد میں مسلمانوں کو گو شکست نہیں ہوئی تھی مگر ایک گہری زک ضرور لگی جس سے ان کی جمی ہوئی ساکھ متاثر ہوئی، لوگوں کے دلوں میں ان کا خوف وہیبت کی وہ کیفیت باقی نہیں رہی تھی جو کہ غزوۂ بدر کے بعد قائم ہوئی تھی اور وہ سمجھنے لگے کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کو اتفاقاً فتح حاصل ہوگئی تھی، اور غزوہ احد کے نتیجے میں ثابت ہوگیا ہے کہ مسلمانوں کو ان معنوں میں اللہ کی نصرت حاصل نہیں جو معنی مشرکین سمجھتے تھے، اس لئے اسلام اور اس کے پیروکار ناقابل تسخیر، ناقابل شکست نہیں ہیں اور ایسے کمزور دلوں کو توڑ کر اپنے مفاد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے جو اپنے کمتر مفاد کی خاطر ملت کے بڑے مفاد کو قربان کرنے پر تیار ہوجاتے ہیں، جو لوگ مخلص ،جانثار اور وفادار ہیں وہ بھی معصوم اور بے خطا نہیں کہلاسکتے، ان میں سے کچھ ایسے بھی نکل آتے ہیں جن سے انسانی کمزوریاں سرزد ہوسکتی ہیں، ان کمزوریوں سے خالد بن ولید فائدہ اٹھاسکتے ہیں، اور اللہ کا قانون عمل ونتیجہ عمل اتنا اٹل ہے کہ اگر کمزوری کسی مسلمان سے سرزد ہو اور کوئی دوسرا خواہ مشرک اور اللہ کا دشمن ہی کیوں نہ ہو اس سے فائدہ اٹھانے میں سبقت کر جائے تو اس کے نتائج مشرک کے حق میں ہی نکلتے ہیں، یہ قانون مشرک اور موحد مسلمان اور کافر میں کوئی فرق نہیں کرتا، چنانچہ مدینہ کے اندر یہودیوں اور منافقین نے کھلم کھلا اپنی دلی خباثت کا مظاہرہ کیا، ان کے دیکھا دیکھی ارد گرد کے عرب قبائل نے بھی اپنی نظروں کا زاویہ بدلا اور باقاعدہ جنگ کرنے اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی غرض سے اجتماع کرنے شروع کیے، اس کے علاوہ انفرادی اذیتوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا اور یہ ثابت کیا گیا کہ وہ سیاسی طور پر اسلام کی برتری کے قائل نہیں اس لئے مسلمانوں کے انتقام سے خائف نہیں اس سوچ کی وجہ سے کافی عرصہ تک مسلمان خطرات میں گھرے رہے اور کافی جانی نقصان اٹھانا پڑا۔

سریہ ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بن عبد الاسد مخزومی (قطن کی طرف)

یکم محرم چار ہجری

سب سے پہلے قبیلہ بنو اسد بن خزیمہ نے مسلمانوں کے خلاف تیاری شروع کی۔

وذلك أَنَّهُ بَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنّ طُلَيْحَةَ وَسَلَمَةَ ابْنَيْ خُوَيْلِدٍ قَدْ سَارَا فِي قَوْمِهِمَا فِيمَنْ أَطَاعَهُمَا بِدَعْوَتِهِمَا إِلَى حَرْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَدَعَا رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا سَلَمَةَ وَعَقَدَ لَهُ

لِوَاءً، وَبَعَثَ مَعَهُ مِائَةً وَخَمْسِينَ رَجُلا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِوَقَالَ:سِرْ حَتَّى تَنْزِلَ أَرْضَ بَنِي أَسَدٍ، فَأَغِرْ عَلَيْهِمْ قَبْلَ أَنْ تُلاقِيَ عَلَيْكَ جُمُوعَهُمْ

ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ قبیلہ بنواسد کے طلحہ بن خویلد اور سلمہ بن خویلد دونوں بھائی اپنے قبیلہ کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف حملہ کی دعوت دیتے پھر رہے ہیں، محرم کا چاند طلوع ہو چکا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اطلاع ملتے ہی سابق الاسلام اپنے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی عبداللہ (ابوسلمہ رضی اللہ عنہ) جو غزوہ احد میں زخمی ہو چکے تھے کو بلایا ان کے لئے جھنڈا مقرر کیا اور ایک سو پچاس انصار و مہاجرین پر مشتمل ایک دستہ کا سربراہ بنا کر قطن کی طرف روانہ کیا اور ان سے فرمایا اس سے قبل کے ان کی جماعتیں تمہارا مقابلہ کریں فوراً یہاں سے روانہ ہو جاؤ یہاں تک کہ علاقہ بنی اسد میں پہنچو اور تم ان پر حملہ کر دو،

قَطَنٍ وَهُوَ جَبَلٌ بِنَاحِيَةِ فَيْدٍ بِهِ مَاءٌ لِبَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ

قطن فید کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے اور فید کوفہ کے راستے پر ایک منزل کا نام ہے جہاں بنو اسد بن خزیمہ کا چشمہ ہے۔[1]

فَخَرَجَ فَأَغَذَّ السَّيْرَ، وَنَكَبَ عَنْ سُنَنِ الطَّرِيقِ، وَسَبق الأَخْبَار، وَانْتَهَى إِلَى أَدْنَى قَطَنٍ فَأَغَارَ عَلَى سَرْحٍ لَهُمْ فَضَمُّوهُ وَأَخَذُوا رِعَاءً لَهُمْ مَمَالِيكَ ثَلاثَةً وَأَفْلَتَ سَائِرُهُمْ فَجَاءُوا جَمْعَهُمْ فَحَذَّرُوهُمْ فَتَفَرَّقُوا فِي كُلِّ نَاحِيَةٍ ، فَفَرَّقَ أَبُو سَلَمَةَ أَصْحَابَهُ ثَلاثَ فِرَقٍ فِي طَلَبِ النَّعَمِ وَالشَّاءِ فَآبُوا إِلَيْهِ سَالِمِينَ قَدْ أَصَابُوا إِبِلًا وَشَاءً وَلَمْ يَلْقَوْا أَحَدًا .فَانْحَدَرَ أَبُو سَلَمَةَ بِذَلِكَ كُلِّهِ إِلَى الْمَدِينَةِ

وہ روانہ ہوئے اور اپنی رفتار تیز کر دی، معمول کے راستے کو ترک کر دیا اور الاخبار سے گزر کر قطن کے قریب پہنچ گئے، اور میدان پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور تین غلام چرواہوں کو گرفتار کر لیا جو بچ گئے وہ اپنی جماعت کے پاس پہنچے اور انہیں واقعہ کی خبر کی، بنو اسد ابھی جنگی تیاریوں کے مراحل میں ہی تھے اس لئے دوبدو جنگ کرنے کے بجائے گھبرا کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے، چنانچہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے اونٹ اور بکریوں کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کو تین جماعتوں میں تقسیم کر دیا اور بنی اسد بن خزیمہ کے اونٹوں کے گلوں اور بکریوں کے ریوڑوں پر قبضہ کر کے بغیر کوئی نقصان اٹھائے خیر و عافیت سے مدینہ منورہ واپس آ گئے (کیونکہ وہ زخمی حالت میں سفر کرتے رہے تھے اس لئے واپسی پر ایک زخم پھوٹ گیا اور وہ جلد ہی وفات پا گئے)۔[2]

سریہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ (عرنہ کی طرف)

پانچ محرم چار ہجری

أَنَّهُ بَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ سُفْيَانَ بْنَ خَالِدٍ الْهُذَلِيَّ ثُمَّ اللِّحْيَانِيَّ وَكَانَ يَنْزِلُ عُرَنَةَ وَمَا وَالَاهَا فِي نَاسٍ مِنْ قَوْمِهِ وَغَيْرِهِمْ قَدْ جَمَعَ الْجُمُوعَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ

[1] ابن سعد۳۸؍۲،معجم البلدان ۲۸۲؍۴

[2] عیون الآثر۵۵؍۲،ابن سعد۳۹؍۲،مغازی واقدی۳۴۳؍۱،دلائل النبوۃ للبیہقی۳۲۱؍۳، زادالمعاد۲۱۸؍۳

اللَّهِ بْنَ أُنَيْسٍ لِيَقْتُلَهُ فَقَالَ: صِفْهُ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:إِذَا رَأَيْتَهُ هِبْتَهُ وَفَرِقْتَ مِنْهُ وَذَكَرْتَ الشَّيْطَانَ قَالَ: وَكُنْتُ لَا أَهَابُ الرِّجَالَ وَاسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُومَ فَأَذِنَ لِي فَأَخَذْتُ سَيْفِي وَخَرَجْتُ أَعْتَزِي إِلَى خُزَاعَةَ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِبَطْنِ عُرَنَةَ لَقِيتُهُ يَمْشِي وَوَرَاءَهُ الْأَحَابِيشُ وَمَنْ ضَوِيَ إِلَيْهِ فَعَرَفْتُهُ بِنَعْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِبْتُهُ فَرَأَيْتَنِي أَقْطُرُ فَقُلْتُ: صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ،

محرم چار ہجری، پانچ تاریخ کو رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ رئیس غرنہ سفیان بن خالد ھذلی اپنے کوہستانی علاقہ مسلمانوں کے خلاف فوج اکٹھی کر رہا ہے، آپ ﷺ نے عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ انصاری جو بنو سلمہ کے حلیف تھے (بیعت عقبہ اور غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک تھے) کو ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور فرمایا کہ وہ سفیان کو قتل کر دیں، عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن انیس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی !میں اسے کیسے پہچانوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا جب تم اسے دیکھو گے تو مرعوب ہو جاؤ گے اور تمہیں شیطان یاد آ جائے گا، انہوں نے عرض کیا میں مردوں سے نہیں ڈرتا، پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اسے دھوکا دینے کے لئے کوئی خلاف واقعہ بات کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت فرمائی، عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنی تلوار لی اور اپنے کو بنو خزاعہ کی طرف منسوب کرتا ہوا نکلا جب بطن عرنہ پہنچا تو سفیان سے اس حالت میں ملا کہ وہ جا رہا تھا، اس کے پیچھے مختلف قبائل کے لوگ تھے جو اس کے پاس جمع ہو گئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے جو حلفیہ بیان دیا تھا اس سے میں نے اسے پہچانا اور ڈر گیا ایسا خوف طاری ہوا کہ پسینہ پسینہ ہو گیا مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ اور اس کے رسول سچے ہیں،

فَقَالَ: مَنِ الرَّجُلُ، فَقُلْتُ: رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ سَمِعْتُ بِجَمْعِكَ لِمُحَمَّدٍ فَجِئْتُكَ لِأَكُونَ مَعَكَ، قَالَ: أَجَلْ إِنِّي لَأَجْمَعُ لَهُ، فَمَشَيْتُ مَعَهُ وَحَدَّثْتُهُ وَاسْتَحْلَى حَدِيثِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى خِبَائِهِ وَتَفَرَّقَ عَنْهُ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِذَا هَدَأَ النَّاسُ وَنَامُوا اغْتَرَرْتُهُ فَقَتَلْتُهُ وَأَخَذْتُ رَأْسَهُ ثُمَّ دَخَلْتُ غَارًا فِي الْجَبَلِ وَضَرَبَتِ الْعَنْكَبُوتُ عَلَيَّ، وَجَاءَ الطَّلَبُ فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا فَانْصَرَفُوا رَاجِعِينَ. ثُمَّ خَرَجْتُ فَكُنْتُ أَسِيرُ اللَّيْلَ وَأَتَوَارَى بِالنَّهَارِ حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: أَفْلَحَ الْوَجْهُ، قُلْتُ: أَفْلَحَ وَجْهُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَوَضَعْتُ رَأْسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي فَدَفَعَ إِلَيَّ عَصًا، وَقَالَ: تَخَصَّرْ بِهَذِهِ فِي الْجَنَّةِ، فَكَانَتْ عِنْدَهُ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ أَوْصَى أَهْلَهُ أَنْ يُدْرِجُوهَا فِي كَفَنِهِ

سفیان مجھ سے پوچھنے لگا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں بنو خزاعہ کا ایک فرد ہوں میں نے سنا ہے کہ تم محمد ﷺ کے خلاف لڑنے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کر رہے ہو میں بھی اسی مقصد کے تحت تمہارے پاس آیا ہوں، سفیان نے کہا کہ بے شک میں ان کے مقابلے کی تیاری کر رہا ہوں، میں اس کے ساتھ چلتے ہوئے باتیں کرتا رہا، وہ میری گفتگو کو پسند کرنے لگا یہاں تک کہ ہم اس کے خیمے تک پہنچ گئے، اس کے ساتھی آرام کی غرض سے چلے گئے جب سب لوگ گہری نیند میں ڈوب گئے تو میں نے سفیان کو قتل کر کے اس کا سر کاٹ لیا اور پہاڑ کے ایک غار میں جا کر پناہ لی اور مکڑی نے مجھ پر جالا لگا دیا، جب سفیان کے ساتھیوں کو اس کے قتل کا علم ہوا تو وہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے

مگر نا کام و نامراد ہو کر واپس ہو گئے، میں غار سے نکلا، رات کو چلتا رہتا اور دن کو پوشیدہ ہو جاتا تھا یہاں تک کہ مدینہ منورہ آ گیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں پایا جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا تمہارا چہرہ فلاح پائے، میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا چہرہ بھی فلاح پائے، عبداللہ رضی اللہ عنہ بن انیس مدینہ سے اٹھارہ روز باہر رہ کر تیئیس محرم کو مدینہ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو سفیان کے قتل کی خوشخبری سنائی اور اس کا سر آپ کے پاؤں میں ڈال دیا اور واقعے سے آپ کو آگاہ کیا، آپ ﷺ نے اس کے عوض انہیں ایک لاٹھی مرحمت فرمائی اور فرمایا یہ میرے اور تمہارے درمیان روز قیامت نشانی رہے گا چنانچہ جب عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ قریب المرگ تھے تو انہوں نے وصیت کی کہ یہ لاٹھی ان کے ساتھ ہی دفن کر دی جائے۔ [1]

سریہ منذر رضی اللہ عنہ بن عمرو (بئر معونہ)

صفر چار ہجری

وَكَانَ رَئِيسَ الْمُشْرِكِينَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، خَيَّرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِصَالٍ، فَقَالَ: يَكُونُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَلِي أَهْلُ الْمَدَرِ، أَوْ أَكُونُ خَلِيفَتَكَ، أَوْ أَغْزُوكَ بِأَهْلِ غَطَفَانَ بِأَلْفٍ وَأَلْفٍ؟

قوم بنی عامر کا رئیس عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور (شرارت اور تکبر کی راہ سے) کہنے لگا میں آپ کو تین باتوں کا اختیار دیتا ہوں (ان میں سے جو چاہیں قبول کر لیں) آپ کے مطیع فرمان جنگل والے ہوں اور میرے مطیع فرمان شہر والے، آپ کی وفات کے بعد میں آپ کا خلیفہ بنوں، اگر یہ دونوں شرائط منظور نہیں تو میں آپ پر دو ہزار غطفانیوں کے لشکر جرار کے ساتھ حملہ کر دوں گا؟۔ [2]

(اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے بد دعا کی) یہ کہہ کر وہ واپس لوٹ گیا اور مسلمانوں کے خلاف ایک خوفناک سازش تیار کی،

قَدِمَ أَبُو بَرَاءٍ عَامِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جَعْفَرٍ مُلَاعِبُ الْأَسِنَّةِعَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ، وَدَعَاهُ إِلَيْهِ، فَلَمْ يُسْلِمْ وَلَمْ يَبْعُدْ مِنَ الْإِسْلَامِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لَوْ بَعَثْتَ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَى أَهْلِ نَجْدٍ، فَدَعَوْهُمْ إِلَى أَمْرِكَ، رَجَوْتُ أَنْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِمْ أَهْلَ نَجْدٍ، قَالَ أَبُو بَرَاءٍ: أَنَا لَهُمْ جَارٍ، فَابْعَثْهُمْ فَلْيَدْعُوا النَّاسَ إِلَى أَمْرِكَ.

سازش یہ ہوئی کہ عامر بن مالک ابو براء کلابی جو قبیلہ کلاب کا رئیس تھا اور نیزوں سے کھیلنے والا کے لقب سے مشہور تھا مدینہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ ہدیہ پیش کیا لیکن آپ ﷺ نے اس کے ہدیہ کو قبول نہیں کیا رسول اللہ ﷺ نے اسے دعوت اسلام پیش کی اس نے نہ تو اس دعوت کو قبول کیا اور نہ ہی رد کیا بلکہ کہنے لگا اے محمد (ﷺ) اگر آپ اپنے چند اصحاب کو اہل نجد کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ کریں تو مجھے امید ہے وہ اس دعوت کو قبول کر لیں گے، کیونکہ عامر بن طفیل جو ان اطراف کا رئیس تھا دھمکی دے گیا تھا رسول

[1] ابن سعد ۲/۳۹،زاد المعاد ۳/۳۱۸،عیون الاثر ۲/۵۶،ابن ہشام ۲/۶۱۹،۶۲۰

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ، وَرِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبِئْرِ مَعُونَةَ، وَحَدِيثِ عَضَلٍ، وَالقَارَةِ، وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ، وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ ۴۰۹۱

اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اہل نجد سے خطرہ اور اندیشہ ہے،اس پر عامر بن مالک جھٹ سے بولا میں ضامن ہوں،اس کی ضمانت پر رسول اللہ ﷺ نے ستر صحابہ کرام اور ایک روایت کے مطابق چالیس انصار کو جو قراء کہلاتے تھے اس کے ساتھ روانہ فرما دیئے،

فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُنْذِرَ بْنَ عَمْرٍو، أَخَا بَنِي سَاعِدَةَ، الْمُعْنِقَ لِيَمُوتَ فِي أَرْبَعِينَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ، مِنْ خِيَارِ الْمُسْلِمِينَ، مِنْهُمْ:الْحَارِثُ بْنُ الصِّمَّةِ، وَحَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ أَخُو بَنِي عَدِيِّ بْنِ النَّجَّارِ، وَعُرْوَةُ بْنُ أَسْمَاءَ بْنِ الصَّلْتِ السُّلَمِيُّ، وَنَافِعُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ، وَعَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فِي رِجَالٍ مُسَمَّيْنَ مِنْ خِيَارِ الْمُسْلِمِينَ.

كُنَّا نُسَمِّيهِمْ الْقُرَّاءَ فِي زَمَانِهِمْ كَانُوا يَحْتَطِبُونَ بِالنَّهَارِ، وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ

ان قراء میں عروہ رضی اللہ عنہ بن اسماء بن صلت، منذر بن عمر رضی اللہ عنہ،عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ ضمری،عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ(سفر ہجرت کے رہنما) انس رضی اللہ عنہ کے ماموں اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بھائی حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ(کسی جگہ ملحان کے بجائے سلان لکھا ہوا ہے) اور ایک لنگڑے قاری بھی شامل تھے ،اور ان کا امیر منذر بن عمرو ساعدی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور عامر بن طفیل کے نام ایک خط لکھوا کر حرام رضی اللہ عنہ بن ملحان کے حوالے کیا ان مقدس اصحاب صفہ کی جماعت کو قاری کہا کرتے تھے،جو سارا دن جنگل سے لکڑیاں چنتے اور شام کو انہیں فروخت کر کے اپنے دوسرے ساتھیوں کے لئے کھانا لاتے،رات کا کچھ حصہ قرآن کی تلاوت میں، کچھ حصہ دین کی تعلیم حاصل کرتے اور کچھ حصہ قیام اللیل میں گزار دیتے۔[1]

فَسَارُوا حَتَّى نَزَلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ، وَهِيَ بَيْنَ أَرْضِ بَنِي عَامِرٍ وَحَرَّةِ بَنِي سُلَيْمٍ، كِلَا الْبَلَدَيْنِ مِنْهَا قَرِيبٌ، وَهِيَ إلَى حَرَّةِ بَنِي سُلَيْمٍ أَقْرَبُ.(غَدْرُ عَامِرٍ بِهِمْ) :فَلَمَّا نَزَلُوهَا بَعَثُوا حَرَامَ بْنَ مِلْحَانَ بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلَى عَدُوِّ اللَّهِ عَامِرِ بْنِ الطُّفَيْلِ، فَلَمَّا أَتَاهُ لَمْ يَنْظُرْ فِي كِتَابِهِ حَتَّى عَدَا عَلَى الرَّجُلِ فَقَتَلَهُ

جب یہ لوگ بئر معونہ،یہ ایک موضع ہے جو مکہ مکرمہ اور عسقان کے مابین واقع ہے،قبائل ہذیل،بنی سلیم اور بنی عامر اس کے قرب وجوار میں آباد ہیں بلکہ بنی سلیم کے شہر سے زیادہ قریب تھا پر پہنچے تو صحابہ کرام y یہاں پہنچ کر ٹھہرے اور حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو انہوں نے ایلچی بنا کر اللہ کے دشمن عامر بن طفیل کے پاس بھیجا،جب یہ عامر کے پاس پہنچے تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک کو پڑھنے کی سعادت ہی حاصل کئے بغیر ہی فوراً حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔[2]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ص إِلَى عَامِرِ بْنِ الطُّفَيْلِ الْكِلَابِيِّ سَبْعِينَ رَجُلا مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ: فَقَالَ أَمِيرُهُمْ: مَكَانَكُمْ حَتَّى آتيكم بخبر القوم! فلما جاءهم قال: اتؤمنوني حتى اخبركم برسالة رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟قَالُوا: نَعَمْ، فَبَيْنَا هُوَ عِنْدَهُمْ، إِذْ وَخَزَهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ بِالسِّنَانِ قَالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! فَقُتِلَ،

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ، وَرِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبِئْرِ مَعُونَةَ، وَحَدِيثِ عَضَلٍ، وَالقَارَةِ، وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ، وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ۴۰۹۰

[2] ابن ہشام۱۸۴/۲

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر انصاریوں کو عامر بن الطفیل الکلابی کے پاس بھیجا، اس جماعت کے امیر نے اپنے رفیقوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں ذرا جا کر کفار کی خبر لاتا ہوں، وہ ان کے پاس آئے اور کہا اگر امان دو تو میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سناؤں، انہوں نے کہا ہاں تم کو امان ہے، وہ پیغام سنا رہے تھے کہ ان میں سے کسی شخص نے ان کے جسم پر نیزہ بھونک دیا اس پر انہوں نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی میں کامیاب ہو گیا یہ کہتے ہی ان کا کام تمام ہو گیا۔ (۱)

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ ص الذين ارسلهم رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِ بِئْرِ مَعُونَةَ، قَالَ: لا أَدْرِي، أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ! وَعَلَى ذَلِكَ الْمَاءِ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ الْجَعْفَرِيُّ، فَخَرَجَ أُولَئِكَ النَّفَرُ مِنْ اصحاب النبي ص الَّذِينَ بُعِثُوا، حَتَّى أَتَوْا غَارًا مُشْرِفًا عَلَى الْمَاءِ قَعَدُوا فِيهِ ثُمَّ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: ايكم يبلغ رساله رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ هَذَا الْمَاءِ؟ فَقَالَ- أَرَاهُ ابْنَ مِلْحَانَ الأنصاري: انا ابلغ رساله رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى حِوَاءَ مِنْهُمْ، فَاحْتَبَى أَمَامَ الْبُيُوتِ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَهْلَ بِئْرِ مَعُونَةَ، انى رَسُولُ رَسُولُ اللَّه إليكم،إني أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ.فَخَرَجَ إِلَيْهِ مَنْ كَسَرَ الْبَيْتَ بِرُمْحٍ فَضَرَبَ بِهِ فِي جَنْبِهِ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الشِّقِّ الآخَرِ، فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ!

اہل بیئر معونہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صحابہ بھیجے تھے ان کے متعلق انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ وہ چالیس تھے یا ستر، عامر بن الطفیل الجعفری اس چشمہ پر فروکش تھا، یہ صحابہ مدینہ سے چل کر اس چشمہ کے اوپر ایک غار میں آئے اور جب بیٹھ گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا تم میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ان چشمہ والوں کو پہنچائے گا، ابن ملحان الانصاری نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کام کو میں کرتا ہوں، یہ اپنے مقام سے چل کر ان کے ایک چشم کے ڈیرے کے پاس آئے اور خیموں کے سامنے گھاٹ باندھ کر بیٹھ گئے پھر کہا اے بیئر معونہ والو! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور ایک آدمی کو حکم دیا کہ اس کے پیچھے سے وار کر دے تو جب اس نے وار کیا تو اس کے بعد اس نے خون کا مشاہدہ بھی کیا میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد اس کے رسول اور بندے ہیں تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، یہ سنتے ہی عامر خیمے کے اندر سے برچھا لیے ہوئے برآمد ہوا اور اس نے اس کے پہلو میں اسے بھونک کر پار کر دیا ابن ملحان رضی اللہ عنہ الانصاری نے کہا اللہ اکبر، رب کعبہ کی قسم ہے! میں نے مراد پائی۔ (۲)

قَالَ: فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ وَرَجُلَانِ مَعَهُ: رَجُلٌ أَعْرَجُ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ، قَالَ: كُونَا قَرِيبًا مِنِّي حَتَّى آتِيَهُمْ، فَإِنْ أَمَّنُونِي كُنْتُمْ كَذَا، وَإِنْ قَتَلُونِي أَتَيْتُمْ أَصْحَابَكُمْ، فَأَتَاهُمْ حَرَامٌ فَقَالَ: أَتُؤَمِّنُونِي أُبَلِّغْكُمْ رِسَالَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ، وَأَوْمَئُوا إِلَى رَجُلٍ فَأَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ، قَالَ هَمَّامٌ: وَأَحْسَبُهُ قَالَ: فَأَنْفَذَهُ بِالرُّمْحِ فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ،

(۱) تاریخ طبری ۲٫۵۵۰

(۲) تاریخ طبری ۲٫۵۵۰

ایک روایت میں ہے پس حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ جن میں ایک لنگڑے صحابی بھی تھے آگے بڑھ گئے، کچھ دور جا کر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب تک میں ان کے قریب پہنچوں تم میرے قریب قریب چلتے رہنا اگر ان کافروں نے مجھے امان دے دی تو میرے قریب ٹھہرے رہنا اور اگر مجھے قتل کر ڈالا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جانا، دونوں ساتھیوں کو یہ بات سمجھا کر وہ کافروں کے پاس پہنچے اور کہا کیا تم مجھے امان دیتے ہو کہ میں تمہیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا پیغام پہنچاؤں، انہوں نے امان دے دی، پھر وہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا پیغام انہیں پہنچانے لگے تو قبیلہ والوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا اور اس نے پیچھے سے آ کر ان پر نیزہ سے وار کیا، ہمام نے بیان کیا میرا خیال ہے کہ نیزہ آر پار ہو گیا تھا، حرام رضی اللہ عنہ بن ملحان نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی میں مراد کو پہنچا۔ [1]

فُزْتُ وَاللهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: مَا قَوْلُهُ: فُزْتُ؟ فَأَتَيْتُ الضَّحَّاكَ بْنَ سُفْيَانَ الْكِلَابِيَّ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا كَانَ، وَسَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِهِ: فُزْتُ وَاللهِ، قَالَ: الْجَنَّةُ، وَعَرَضَ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ، فَأَسْلَمْتُ، وَدَعَانِي إِلَى الْإِسْلَامِ مَا رَأَيْتُ مِنْ مَقْتَلِ عَامِرِ بْنِ فُهَيْرَةَ، وَمِنْ رَفْعِهِ إِلَى السَّمَاءِ عُلُوًّا، قَالَ: وَكَتَبَ الضَّحَّاكُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّ الْمَلَائِكَةَ وَارَتْ جُثَّتَهُ، وَأُنْزِلَ عِلِّيِّينَ

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کا بیان ہے کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا تو اس وقت ان کی زبان سے یہ لفظ نکلا اللہ کی قسم میں مراد کو پہنچا، میں یہ سن کر حیران ہوا اور دل میں سوچا کہ کس مراد کو پہنچا؟ میں نے ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ سے آ کر یہ واقعہ بیان کیا انہوں نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ میں نے جنت کو پا لیا اور اسے دعوت اسلام پیش کی اور وہ مسلمان ہو گیا ضحاک رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ لکھ کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو بھیجا، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا فرشتوں نے ان کے جثہ کو چھپا لیا اور علیین میں اتارے گئے۔ [2]

ایک روایت میں ہے کہ ان کی لاش کو فرشتوں نے چھپا لیا اور پھر مشرکین نے نہیں دیکھا کہ ان کی لاش کہاں گئی،

فَقَدْ رُوِّينَا فِي مَغَازِي مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: فَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: لَمْ يُوجَدْ جَسَدُ عَامِرٍ، يَرَوْنَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ وَارَتْهُ

موسیٰ بن عقبہ راوی ہیں کہ عروہ بن زبیر کہتے تھے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی لاش کہیں نہیں ملی، لوگوں کا گمان یہ ہے کہ فرشتوں نے ان کی لاش کو چھپا لیا تھا۔ [3]

فَاسْتَصْرَخَ عَلَيْهِمْ قَبَائِلَ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ (مِنْ عُصَيَّةَ وَرِعْلٍ وَذَكْوَانَ، فَأَجَابُوهُ إِلَى ذَلِكَ، فَخَرَجُوا حَتَّى غَشُوا الْقَوْمَ، فَأَحَاطُوا بِهِمْ فِي رِحَالِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُمْ أَخَذُوا سُيُوفَهُمْ، ثُمَّ قَاتَلُوهُمْ حَتَّى قُتِلُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ، يَرْحَمُهُمُ اللَّهُ، إِلَّا كَعْبَ

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۳٫۳۴۵ ،صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ، وَرِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبِئْرِ مَعُونَةَ، وَحَدِيثِ عَضَلٍ، وَالقَارَةِ، وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ، وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ۴۰۹۱

[2] الخصائص الکبریٰ ۱٫۳۶۹،عیون الاثر ۲٫۶۹

[3] الخصائص الکبریٰ ۱٫۳۶۹،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳٫۳۵۳،ابن سعد ۳٫۱۷۴

بْنَ زَيْدٍ، أَخَا بَنِي دِينَارِ بْنِ النَّجَّارِ، فَإِنَّهُمْ تَرَكُوهُ وَبِهِ رَمَقٌ، فَارْتُثَّ مِنْ بَيْنِ الْقَتْلَى، فَعَاشَ حَتَّى قُتِلَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ شَهِيدًا، رَحِمَهُ اللَّهُ.

پھر عامر بن طفیل نے بنی عامر کو بقیہ اصحاب کے قتل پر ابھارا لیکن عامر بن مالک ابو براء کے پناہ دینے کی وجہ سے بنی عامر نے امداد دینے سے انکار کر دیا تب عامر بن طفیل نے قبائل بنی سلیم، عصیہ، رعل اور ذکوان کو صحابہ کرام y کے قتل کا حکم دیا اور انہوں نے قبول کرلیا اور صحابہ کرام y (جو ستر کی تعداد میں تھے) کی طرف روانہ ہوئے اور چاروں طرف گھیر لیا، صحابہ کرام y بھی تلواریں کھینچ کر ان پر جا پڑے اور سب شہید ہو گئے، صرف کعب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بچے جن میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھے کفار انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے، اس حالت میں انہیں مقتولین کے درمیان سے لایا گیا اور پھر وہ بالکل تندرست ہو گئے اور غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔ [1]

فَقُتِلُوا كُلُّهُمْ غَيْرَ الأَعْرَجِ، كَانَ فِي رَأْسِ جَبَلٍ

باقی دو صحابیوں میں سے ایک صاحب جو لنگڑے تھے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور ان کے چنگل سے بچ کر مدینہ پہنچ گئے۔ [2]

لما قتل الَّذِي ببئر مَعُونَة وَأسر عَمْرو بن امية الضمرِي قَالَ لَهُ عَامر بن الطُّفَيْل من هَذَا وَأَشَارَ إِلَى قَتِيل فَقَالَ لَهُ هَذَا عَامر بن فهَيْرَة فَقَالَ لقد رَأَيْته بَعْدَمَا قتل رفع إِلَى السَّمَاء حَتَّى أَنِّي لأنظر الى السَّمَاء بَينه وَبَين الارض ثمَّ وضع

جبکہ ان کے دوسرے ساتھی عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ ضمری کو کفار نے گرفتار کرلیا اور سازش کے سرغنہ عامر بن طفیل کے پاس لائے، اس نے ایک لاش کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ کون ہے؟ عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں، عامر بن طفیل نے کہا میں نے دیکھا کہ وہ قتل ہونے کے بعد آسمان کی طرف اٹھائے گئے، ان کی لاش بڑی دیر تک زمین وآسمان کے درمیان معلق رہی اور پھر زمین پر رکھ دی گئی۔ [3]

فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ، حَتَّى إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الأَرْضِ، ثُمَّ وُضِعَ

صحیح بخاری کی روایت میں بھی ہے عامر بن طفیل نے کہا میں نے اس شخص کو قتل ہونے کے بعد خود اور خوب دیکھا کہ اس کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی اور زمین وآسمان کے درمیان معلق رہی اور پھر زمین پر رکھ دی گئی۔ [4]

فَلَمَّا أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ مِنْ مُضَرَ، أَطْلَقَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، وَجَزَّ نَاصِيَتَهُ، وَأَعْتَقَهُ عَنْ رَقَبَةٍ زَعَمَ أَنَّهَا كَانَتْ عَلَى أُمِّهِ

جب عامر کو علم ہوا کہ عمرو بن امیہ قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے ہیں تو عامر نے ان کے سر کے بال کاٹے اور یہ کہہ کر انہیں چھوڑ دیا کہ میری ماں نے

---

[1] ابن ہشام ۲/۱۸۵، عیون الاثر ۲/۶۵، البدایة والنهایة ۴/۸۴، دلائل النبوة للبیهقی ۳/۳۳۸، شرح زرقانی علی المواهب ۲/۵۰۱، السیرة النبویة لابن کثیر ۳/۱۴۲

[2] صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ، وَرِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبِئْرِ مَعُونَةَ ۴۰۹۱

[3] الخصائص الکبری ۱/۳۶۸

[4] صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ، وَرِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبِئْرِ مَعُونَةَ، وَحَدِيثِ عَضَلٍ، وَالقَارَةِ، وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ، وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ ۴۰۹۳

ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی لہذا میں اس نذر کو پورا کرنے کے لئے تمہیں آزاد کرتا ہوں۔ (١)

فَخَرَجَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْقَرْقَرَةِ مِنْ صَدْرِ قَنَاةٍ ، أَقْبَلَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَامِرٍ. حَتَّى نَزَلَا مَعَهُ فِي ظِلٍّ هُوَ فِيهِ. وَكَانَ مَعَ الْعَامِرِيَّيْنِ عَقْدٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِوَارٌ، لَمْ يَعْلَمْ بِهِ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ، وَقَدْ سَأَلَهُمَا حِينَ نَزَلَا، مِمَّنْ أَنْتُمَا؟ فَقَالَا: مِنْ بَنِي عَامِرٍ، فَأَمْهَلَهُمَا، حَتَّى إِذَا نَامَا، عَدَا عَلَيْهِمَا فَقَتَلَهُمَا، وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ قَدْ أَصَابَ بِهِمَا ثُؤْرَةً مِنْ بَنِي عَامِرٍ، فِيمَا أَصَابُوا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَدِمَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ قَتَلْتَ قَتِيلَيْنِ، لَأَدِيَنَّهُمَا!

جب عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ یہاں سے روانہ ہو کر مقام قرقرہ میں پہنچے تو وہاں بنی عامر کے دو آدمی بھی آ کر ایک باغ میں ٹھہرے، اور یہ دونوں شخص عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک درخت کے سائے میں سو رہے تھے، اور عمرو بن امیہ کو علم نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پناہ دے چکے تھے، جب یہ دونوں آئے تھے تو عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ انہوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں، پھر جب وہ سو گئے تو عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کی بلا قصور قتل کا بدلہ لینے کے لئے ان کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا، پھر جب عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ناراضگی ظاہر فرمائی اور فرمایا ہماری یہ لڑائی بے دین لوگوں سے تھی (اور دیت ادا فرمائی)۔ (٢)

فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ، فَرَضِيَ عَنْهُمْ، وَأَرْضَاهُمْ، فَكُنَّا نَقْرَأُ: أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا، وَأَرْضَانَا ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ،

جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے جا ملے ہیں پس اللہ خود بھی ان سے خوش ہے اور انہیں بھی خوش کر دیا ہے اس کے بعد ہم (قرآن کی دوسری آیتوں کے ساتھ یہ آیت بھی) پڑھتے تھے ہماری طرف سے قوم کو اطلاع پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم اس سے راضی ہو گئے ہیں، اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ (٣)

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: أُنْزِلَ عَلَيْنَا، ثُمَّ كَانَ مِنَ الْمَنْسُوخِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے وحی کے یہ الفاظ نازل فرمائے تھے جو بعد میں اللہ کے حکم سے منسوخ کر دیئے گئے۔ (٤)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اصحاب رجیع اور اصحاب بئر معونہ کی خبر ہوئی تو آپ کو بے حد صدمہ پہنچا،

---

(١) ابن ہشام ١٨٥/٢،عیون الآثر ٦٥/٢،البدایۃ والنہایۃ ٨٤/٤،تاریخ طبری ٥٤٧/٢،دلائل النبوۃ للبیہقی ٣٣٨/٣،شرح زرقانی علی المواہب ٧٧/٢

(٢) ابن ہشام ١٨٥/٢،الروض الانف ١٥١/٦،عیون الآثر ٦٥/٢،تاریخ طبری ٥٤٧/٢،البدایۃ والنہایۃ ٣٣١/٧، فتح الباری ٣٣١/٧

(٣) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَنْ يُنْكَبُ فِي سَبِيلِ اللهِ ٢٨٠١،الروض الانف ١٥٦/٦،عیون الآثر ٦٩/٢،تاریخ طبری ٥٥٠/٢،البدایۃ والنہایۃ ٨٢/٤،ابن سعد ٤٢/٢

(٤) فتح الباری ٣١/٦، دلائل النبوۃ للبیہقی ٣٤٧/٣

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا يَعْنِي أَصْحَابَهُ بِبِئْرِ مَعُونَةَ ثَلاَثِينَ صَبَاحًا حِينَ يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ، وَلَحْيَانَ، وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے آپ کے معزز اصحاب (قاریوں) کو بئر معونہ میں شہید کر دیا تھا تیس دن تک صبح کی نماز میں بد دعا کی تھی، آپ قبائل رعل، بنولحیان اور عصیہ وغیرہ کے لئے ان نمازوں میں بد دعا فرماتے تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی (اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی بد دعا قبول فرمائی اور یہ قبائل تباہ ہو گئے)۔ [1]

جابر بن عبد الله ،دَعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُواأَصْحَابَهُ بِبِئْرِ مَعُونَةَ ثَلاَثِينَ صَبَاحًا حِينَ يَدْعُو عَلَى وذكوان وَعُصَيَّةَ

جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے آپ کے معزز اصحاب کو بئر معونہ میں شہید کر دیا تھا تیس دن تک صبح کی نماز میں بد دعا کی تھی، آپ قبائل رعل، ذکوان اور عصیہ وغیرہ کے لئے ان نمازوں میں بد دعا فرماتے تھے۔ [2]

فقہاء کی اصطلاح میں اس قسم کی قنوت کو قنوت نازلہ کہا گیا ہے اور ایسے مواقع پر قنوت نازلہ آج بھی پڑھنا مسنون ہے۔

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَى أَحَدٍ مَا وَجَدَ عَلَى أَصْحَابِ بِئْرِ مَعُونَةَ.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جتنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحاب بئر معونہ پر غم کرتے دیکھا ہے کسی پر اتنا غم کرتے نہیں دیکھا۔ [3]

حَدَّثَنِي أَنَسٌ،:فَطُعِنَ عَامِرٌ فِي بَيْتِ أُمِّ فُلاَنٍ، فَقَالَ: غُدَّةٌ كَغُدَّةِ البَكْرِ، فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ آلِ فُلاَنٍ، ائْتُونِي بِفَرَسِي، فَمَاتَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (جب عامر بن طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھمکی دی تھی اس وقت آپ نے اس کے لئے بد دعا فرمائی تھی) چنانچہ وہ ام فلاں کے گھر میں طاعون کے مرض میں مبتلا ہوا اور کہنے لگا کہ اس فلاں کی عورت کے گھر کے جوان اونٹ کی طرح مجھے بھی غدود نکل آیا ہے، میرا گھوڑا لاؤ، چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسی کی پشت پر ہی جہنم واصل ہوا۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ، وَرِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبِئْرِ مَعُونَةَ، وَحَدِيثِ عَضَلٍ، وَالقَارَةِ، وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ، وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ۴۰۹۵،دلائل النبوۃ للبیھقی۳۴۷/۳،المواھب اللدنیۃ ۲۶۷/۱،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد۶۵/۶

[2] السیرۃ النبویۃ وأخبار الخلفاء لابن حبان۲۰۰/۲

[3] عیون الاثر۶۹/۲

[4] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ، وَرِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبِئْرِ مَعُونَةَ، وَحَدِيثِ عَضَلٍ، وَالقَارَةِ، وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ، وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ ۴۰۹۱

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

شوال چار ہجری

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ، فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللهُ: {إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ}، اللهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَجَرَهُ اللهُ فِي مُصِيبَتِهِ، وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا،قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا،

ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ یہ کلمات پڑھے ''ہم سب اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ مجھے میری مصیبت کا اجر عطا فرما اور اس سے بہتر چیز عنایت فرما۔'' تو اللہ تعالیٰ اس کو اجر بھی عطا فرماتا ہے اور بدلے میں اس سے بہتر چیز بھی عنایت کرتا ہے، جب میرے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے سوچا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مسلمان ہوسکتا ہے؟ ان کا گھران گھروں میں سے تھا جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تھی، پھر اللہ نے میرے دل میں ڈالا اور میں نے وہ کلمات پڑھنے شروع کر دیئے،

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ، قَالَ: قُولِي: اللهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ، وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً

پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور آپ کو خبر دی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کلمات پڑھو اے اللہ مجھے بخش دے اور انہیں بھی بخش دے اور ان کے بعد مجھے بہتری عطا فرما۔ چنانچہ میں نے یہ کلمات پڑھ ڈالے۔

قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ، فَأَغْمَضَهُ، ثُمَّ قَالَ:إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ، فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ، فَقَالَ: لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ،ثُمَّ قَالَ:اللهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے، موت کے بعد ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کو بند کر دیا اور فرمایا جب روح نکلتی ہے تو نگاہ اس کے پیچھے پیچھے جاتی ہے، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کے گھر والے رونے لگے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلائی کی دعا کرو کیونکہ فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی اے اللہ! ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو بخش دے، ہدایت یافتہ لوگوں میں ان کا درجہ بلند فرما، اس نے جو پسماندگان چھوڑے ہیں تو ان کا خلیفہ بن جا اے رب العالمین ہمیں اور ان کو بخش دے، ان کی قبر کو کشادہ فرمادے، اور اس میں ان کے لئے روشنی کر دے۔

لَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ: غَرِيبٌ وَفِي أَرْضِ غُرْبَةٍ، لَأَبْكِيَنَّهُ بُكَاءً يُتَحَدَّثُ عَنْهُ ،فَكُنْتُ قَدْ تَهَيَّأْتُ لِلْبُكَاءِ عَلَيْهِ، إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الصَّعِيدِ تُرِيدُ أَنْ تُسْعِدَنِي،فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ:أَتُرِيدِينَ أَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطَانَ بَيْتًا أَخْرَجَهُ اللهُ مِنْهُ؟ مَرَّتَيْنِ،فَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ أَبْكِ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا یہ مسافرت میں فوت ہو گیا میں اس پر ایسا روؤں گی کہ لوگوں میں اس کا خوب چرچا ہو گا، چنانچہ میں نے رونے کی تیاری کی، مدینہ کے بالائی حصہ سے ایک عورت میرا ساتھ دینے کے لئے آئی، اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا تو شیطان کو اس گھر میں بلانا چاہتی ہے جس گھر سے اللہ نے اسے دو مرتبہ (قبول اسلام، ہجرت) نکالا ہے ،ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کلمات سنکر میں اپنے ارادہ نوحہ و ماتم سے باز آ گئی اور اپنا ارادہ ترک کر دیا

قَالَتْ: أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاطِبَ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِي لَهُ،فَقُلْتُ: إِنَّ لِي بِنْتًا وَأَنَا غَيُورٌ،فَقَالَ:أَمَّا ابْنَتُهَا فَنَدْعُو اللهَ أَنْ يُغْنِيَهَا عَنْهَا، وَأَدْعُو اللهَ أَنْ يَذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ ، فَأَخْلَفَ اللهُ لِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کچھ عرصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیجا،ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے عذر میں کہا میری ایک بیٹی بھی ہے اور میں بہت غیور بھی ہوں (سوکنوں کو ایک دوسرے سے بہت غیرت ہوتی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھجوایا کہ ہم تمہاری بیٹی کے لئے دعا کریں گے کہ اللہ تمہیں اس سے بے فکر کر دے،اور میں یہ بھی دعا کروں گا کہ تمہاری (غیر ضروری) غیرت دور ہو جائے،الغرض ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر لیا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اس وقت ۵۶ سال اور ان کی عمر چوبیس سال تھی،وہ فرماتی ہیں وہ دعا جو میں نے پڑھی تھی اس کے اثر سے اللہ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر شوہر کی زوجیت نصیب فرمائی۔[1]

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ، أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا فَأَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَخَذَتْ بِثَوْبِهِ،قَالَ لَهَا :لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ،قَالَ:إِنْ شِئْتِ أَنْ أُسَبِّعَ لَكِ، وَأُسَبِّعَ لِنِسَائِي، وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ، سَبَّعْتُ لِنِسَائِي،قَالَتْ: ثَلِّثْ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک ان کے ہاں رہے،جب جانے لگے تو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا دامن پکڑ لیا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے شوہر کے نزدیک کم مرتبہ نہیں ہو،اگر چاہو تو میں تمہارے ہاں سات دن رہوں لیکن پھر میں دوسری بیویوں کے پاس بھی سات سات دن رہوں گا،ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تین دن ہی ٹھیک ہیں۔[2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز:بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ وَالْمَيِّتِ ۲۱۲۹، و بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ۲۱۳۷،وبَابٌ فِي إِغْمَاضِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهُ إِذَا حُضِرَ۲۱۳۰

[2] صحیح مسلم کتاب الرضاع بَابُ قَدْرِ مَا تَسْتَحِقُّهُ الْبِكْرُ، وَالثَّيِّبُ مِنْ إِقَامَةِ الزَّوْجِ عِنْدَهَا عُقْبَ الزِّفَافِ عن ام سلمہ ۳۶۲۱،۳۶۲۲،۳۶۲۳

مہاجرین اور انصاری خواتین کا ایک دوسرے پر اثر

وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الأَنْصَارِ إِذَا هُمْ قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الأَنْصَارِفَصِحْتُ عَلَى امْرَأَتِي، فَرَاجَعَتْنِي، فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي،فَقَالَتْ: وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ، فَوَاللهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ، وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ اليَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ، فَأَفْزَعَنِي، فَقُلْتُ: خَابَتْ مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ بِعَظِيمٍ، ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي، فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ، فَقُلْتُ: أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اليَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ؟فَقَالَتْ: نَعَمْ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم قریش مکہ کے لوگوں کی (عادات جنگجوانہ تھی) اس لئے وہ عورتیں کو اپنے زیر نگین رکھتے تھے، لیکن جب ہم (مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے) انصار (جو کھیتی باڑی کرنے والے تھے) کے یہاں آئے تو انہیں دیکھا کہ ان کی عورتیں خود ان پر غالب تھیں، ہماری عورتوں نے بھی دیکھا دیکھی انصاری عورتوں کی عادات اپنانی شروع کر دیں تا کہ وہ بھی اپنے مردوں پر غالب رہیں، ایک مرتبہ میں نے کسی بات پر اپنی بیوی پر غصہ ہوا اور انہیں سخت الفاظ کہے، جواباً میری بیوی نے بھی سخت جواب دیئے، مجھے اپنی بیوی کا اس طرح جواب دینا انتہائی ناگوار گزرا، ان کی اہلیہ نے کہا تمہیں میرا سخت جواب دینا کیوں ناگوار گزرا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ان کو جواب دے دیتی ہیں اور ان میں سے بعض (روٹھ کر) پورے دن اور پوری رات ان سے کلام نہیں کرتیں (یہ بہت بڑی بات تھی اس لئے) اس بات سے میں بہت گھبرایا، اور میں نے کہا ان میں سے جس نے بھی ایسا کیا ہو گا وہ بڑے نقصان اور خسارے میں پڑ گیا، اس کے بعد میں نے کپڑے پہنے اور (تحقیق حال کے لئے) اپنی بیٹی ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گیا اور کہا اے حفصہ رضی اللہ عنہا! کیا تم میں سے کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پورے دن رات تک غصہ رہتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں،

فَقُلْتُ: خَابَتْ وَخَسِرَتْ أَفَتَأْمَنُ أَنْ يَغْضَبَ اللهُ لِغَضَبِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِينَ، لاَ تَسْتَكْثِرِي عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلاَ تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ، وَلاَ تَهْجُرِيهِ، وَاسْأَلِينِي مَا بَدَا لَكِ، وَلاَ يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ، وَأَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُرِيدُ عَائِشَةَ

میں بول اٹھا کہ پھر تو وہ تباہی اور نقصان میں رہیں، کیا تمہیں اس سے امن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کی وجہ سے (تم پر) ناراض ہو جائے اور تم ہلاک ہو جاؤ، (پھر اپنی بیٹی کو نصیحت کرتے ہوئے کہا) تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ چیزوں کا مطالبہ ہرگز نہ کیا کرو، اور نہ کسی معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات پر الٹ کر انہیں جواب دینا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خفگی کا اظہار کرو البتہ تمہیں جو کچھ ضرورت ہو مجھ سے مانگ لیا کرو، اور دیکھو تم کسی خود فریبی میں مبتلا نہ رہنا کیونکہ تمہاری پڑوسن (یعنی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) تم سے زیادہ حسین اور نظیف ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے زیادہ محبوب ہیں،

ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا، فَكَلَّمْتُهَافَقَالَتْ لِي أُمُّ سَلَمَةَ: عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الخَطَّابِ قَدْ دَخَلْتَ

فِي كُلِّ شَيْءٍ، حَتَّى تَبْتَغِي أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ،قَالَ: فَأَخَذَتْنِي أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا

اپنی بیٹی کو یہ نصیحت کر کے میں اپنی رشتہ دار ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلا گیا اور ان سے بھی اس سلسلہ میں گفتگو کی، ان کی باتیں سنکر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے سید نا عمر! تم ہر معاملہ میں دخل دیتے ہو، کیا آپ یہ چاہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج کے معاملہ میں بھی دخل اندازی کرو، ام سلمہ رضی اللہ عنہا (جن کو وہ خلوص نیت کے ساتھ بھلائی کی ہی نصیحت کر رہے تھے) کا جواب سنکر مجھے بے حد صدمہ پہنچا اور میں ان کو مزید کوئی نصیحت نہ کر سکا اور واپس چلا آیا۔ [1]

خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نکاح:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنَ العَرَبِ،فَأُنْزِلَتْ فِي بَيْتٍ فِي نَخْلٍ فِي بَيْتِ أُمَيْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيلَ، وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا، حَتَّى إِذَا انْتَهَيْنَا إِلَى حَائِطَيْنِ جَلَسْنَا بَيْنَهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اجْلِسُوا،فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ قَالَ: هَبِي لِي نَفْسَكِ،قَالَتْ: وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوقَةِ؟قَالَتْ: إِنِّي أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ، فَقَالَ لَهَا :لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيمٍ، الحَقِي بِأَهْلِكِ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا گیا کہ آپ عرب کی ایک عورت امیمہ بنت نعمان بن شراحیل جسے جونیہ اور دختر جون بھی کہتے تھے سے نکاح فرمالیں، حسب مشورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے نکاح کرلیا اور ابو اسید رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ امیمہ کے پاس کسی کو بھیجیں (تا کہ وہ انہیں لے آئیں) اسید رضی اللہ عنہ نے تعمیل فرمان کے لئے کسی کو (انہیں مدینہ لانے کے لئے) بھیج دیا، امیمہ (اس شخص کے ساتھ) مدینہ منورہ آ گئیں ان کے ساتھ ان کی دایہ جس نے ان کی پرورش کی تھی بھی آئیں، اور وہ بنو ساعدہ کی کھجوروں کے باغ جس کا نام شوط تھا میں بنی ہوئی حویلی میں قیام پذیر ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو اسید رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ہمراہ اس کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوئے، راستے میں صحابہ کرام y دو دیواروں کے درمیان واقع ایک جگہ پر بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا یہیں بیٹھے رہنا، یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حویلی میں تشریف لے گئے، دختر جون سر جھکائے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں) بیٹھی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسے) فرمایا تم اپنا نفس مجھے دیدو، وہ عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان نہ سکی اور کہا کیا ملکہ کسی بازاری آدمی کو اپنا نفس دے سکتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تسلی و تشفی کے لئے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اس عورت نے کہا میں تم سے اللہ کی پناہ طلب کرتی ہوں، رسول

---

[1] صحیح بخاری كِتَاب المَظَالِمِ وَالغَصْبِ بَابُ الغُرْفَةِ وَالعُلِّيَّةِ المُشْرِفَةِ وَغَيْرِ المُشْرِفَةِ فِي السُّطُوحِ وَغَيْرِهَا۲۴۶۸، وکتاب التفسیر باب آیت تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ۴۹۱۳، وکتاب النکاح بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا۵۱۹۱ ،صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابٌ فِي الْإِيلَاءِ، وَاعْتِزَالِ النِّسَاءِ، وَتَخْيِيرِهِنَّ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ عن عائشه وعمر ۳۶۹۲

اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے بہت بڑے کی پناہ طلب کی ہے لہذا میں نے تمہیں اپنے سے پناہ دی تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس چلی جاؤ، ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ:يَا أَبَا أُسَيْدٍ، اكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا،فَقَالُوا لَهَا: أَتَدْرِينَ مَنْ هَذَا؟قَالَتْ: لاَ،قَالُوا: هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَخْطُبَكِ،قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا أَشْقَى مِنْ ذَلِكَ،فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ:اسْقِنَا يَا سَهْلُ،فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهَذَا الْقَدَحِ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ، فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذَلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ

یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور ابو اسید رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس عورت کو اس کے گھر والوں کے پاس پہنچادو اور اس کو دو کتانی کپڑے اور کچھ سامان دیدو،(جب وہ عورت واپس جانے لگی تو) صحابہ y نے اس سے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون تھے (جو تمہارے پاس آئے تھے) اس نے کہا مجھے نہیں معلوم؟ صحابہ y نے کہا وہ رسول اللہ ﷺ تھے جو تم منگنی کے حوالے سے بات کر رہے تھے، یہ سن کر اس نے افسوس بھرے لہجہ میں کہا پھر تو میں بڑی بدنصیب ہوں (کہ مجھے ام المومنین ہونے کا شرف حاصل نہ ہوسکا) نبی کریم ﷺ اور آپ کے ہمراہ صحابہ y نے کچھ دیر بنو ساعدہ کی اس حویلی میں قیام فرمایا آپ ﷺ نے سہل رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے سہل رضی اللہ عنہ ہمیں پانی پلاؤ، میں نے ان کے لئے یہ پیالہ نکالا اور انہیں اس میں پانی پلایا، سہل ہمارے لئے بھی وہی پیالہ نکال کر لائے اور ہم نے بھی اس میں پانی پیا۔[1]

محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ

چار یا پانچ ہجری کا ذکر ہے کہ جلیل القدر صحابی طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ (یکے از اصحاب عشرہ مبشرہ) کے گھر لڑکا پیدا ہوا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی پر اس کا نام محمد رکھا قَالَتْ: لَمَّا وُلِدَ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ أَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟ فَقُلْنَا: مُحَمَّدًا، فَقَالَ: هَذَا اسْمِي وَكُنْيَتُهُ أَبُو الْقَاسِمِ

اور اسے اٹھا کر حصول برکت کے لیے نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اس کا نام کیا رکھا ہے؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی محمد، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا اگر اس کا نام میرے نام پر ہے تو اس کی کنیت بھی (میری کنیت پر) ابو القاسم ہے، پھر آپ ﷺ نے بچے کے سر پر دست شفقت پھیرا اور اس کے لیے دعائے خیر و برکت فرمائی اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ ابو القاسم محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بڑے ہو کر اخلاق حسنہ کا پیکر جمیل بنے۔[2]

أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الأَشْرِبَةِ بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآنِيَتِهِ عن سهل بن سعد ۵۶۳۷، وكتاب الطلاقبَابُ مَنْ طَلَّقَ، وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلاَقِ عن عائشه وابی اسید وسهل بن سعد ۵۲۵۴ ،مسنداحمد۱۶۰۶۱

[2] مستدرک حاکم۵۶۰۶

ان کی والدہ کا نام حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش تھا اور ان کا شمار صحابیات میں ہوتا ہے [1]

صحابی باپ اور صحابیہ ماں کی آغوش تربیت میں پرورش پا کر محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ محاسن اخلاق کے اعتبار سے ایک مثالی شخصیت بن گئے،

وَكَانَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللهُ يُقَالُ لَهُ السَّجَّادُ. وَكَانَ مِنْ أَطْوَلِ النَّاسِ صَلاةً

اس کثرت سے عبادت کرتے تھے کہ لوگوں میں سجاد (بہت سجدے کرنے والا) کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ [2]

وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ لُقِّبَ بِالسَّجَّادِ

ارباب سیر کا بیان ہے تاریخ اسلام میں وہ پہلے شخص ہیں جن کو سجاد کا لقب ملا [3]

نَظَرَ عُمَرُ إِلَى عَبْدِ الْحَمِيدِ يعني ابْنَ زيد بْنُ الْخَطَّابِ، وَكَانَ اسْمُهُ مُحَمَّدًا. وَرَجُلٌ يَقُولُ لَهُ فَعَلَ اللهُ يا محمد، وفَعَلَ ، فَقَالَ له عُمَرُ:لا أَرَى مُحَمَّدًا يُسَبُّ بِكَ. وَاللهِ لا تُدْعَى مُحَمَّدًا مَا دُمْتُ حَيًّا فَسَمَّاهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ، وأَرْسَلَ إِلَى بَنِي طَلْحَةَ وَهُمْ سَبْعَةٌ، وَسَيِّدُهُمْ وكبيرهم مُحَمَّدُ لتغيير أسمائهم ، فَقَالَ له مُحَمَّدُ: أذكرك الله يَا أَمِيرَ المؤمنين، فو الله لمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّانِي مُحَمَّدًا، فَقَالَ عُمَرُ: قُومُوا فَلا سَبِيلَ إِلَى تغيير شَيْءٍ سَمَّاهُ رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ میں لکھا ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی زید رضی اللہ عنہ بن خطاب کے پڑوتے کا نام بھی محمد تھا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک دفعہ کسی شخص نے زید رضی اللہ عنہ کے پڑوتے کو پکار کر برا بھلا کہا امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو ان کو بلا کر فرمایا تمہارے نام کی وجہ سے اسم محمد کو سب وشتم کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا اللہ کی قسم! جب تک میں زندہ ہوں تمہیں محمد کے نام سے نہیں پکارا جائے گا، آج سے تمہارا نام محمد کے بجائے عبدالرحمٰن ہے، پھر انہوں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارا اور تمہاری اولاد میں سے جس جس کا نام محمد ہے اسے بدل دیا جائے، محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر عرض کی، امیر المومنین میرے نام محمد کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا تھا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ سچ ہے تو جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسند کیے ہوئے نام کو میں نہیں بدل سکتا۔ [4]

سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کم سن تھے اور عہد شیخین میں ان کا لڑکپن تھا اس لیے کوئی خاص کارنامہ دکھانے کا موقع نہیں ملا مگر سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پورے جوان ہو گئے اور ایک عابد شب بیدار (سجاد) کی حیثیت سے شہرت پائی، امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی مستدرک میں لکھا ہے

---

[1] مستدرک حاکم ۵۱۵

[2] ابن سعد ۵٫۴۰

[3] مستدرک حاکم ۵۶۰۵

[4] الإصابة في تمييز الصحابة ٦٫١٥، ابن سعد ۵٫۳۹

كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الزُّهَّادِ الْمُجْتَهِدِينَ فِي الْعِبَادَةِ، وَكَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّكُونَ بِهِ وَبِدُعَائِهِ

محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے زہد و تقویٰ کی وجہ سے بڑے بڑے صحابہ y بھی ان سے دعائے خیر و برکت کراتے تھے۔ (۱)

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین کے خلاف شورش برپا ہوئی اور باغیوں نے کاشانہ خلافت کا محاصرہ کرلیا تو محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ قریش کے ان معدودے چند جوانوں میں تھے جو کاشانہ خلافت کے دروازے پر کھڑے ہو کر باغیوں کی مزاحمت کر رہے تھے، اس کشمکش میں محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ، حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ اور قنبر مولیٰ سیدنا علی رضی اللہ عنہ زخمی ہوگئے لیکن انہوں نے باغیوں کو دروازے کے اندر گھسنے نہ دیا البتہ بعض فسادی پڑوس کے مکان سے دیوار پھاند کر اندر داخل ہوگئے اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس سانحہ جانگداز کا علم ہوا تو انہیں سخت صدمہ پہنچا فوراً سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے اپنے فرزندوں حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو مارا اور محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو سخت سرزنش کی کہ تم لوگوں کے یہاں ہوتے ہوئے یہ واقعہ کیسے رونما ہوا، انہوں نے عرض کیا ہم کیا کر سکتے تھے قاتل مکان کی پشت سے دیوار بھاند کر اندر داخل ہوئے، دروازے سے ہم نے کسی کو نہیں آنے دیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے تو قصاص سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مطالبہ نے زور پکڑا، اسی سلسلہ میں جمل کی افسوسناک لڑائی پیش آئی، ایک فریق کی قیادت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کر رہی تھیں اور دوسرے کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ، محمد رضی اللہ عنہ کا میلان سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا لیکن والد گرامی طلحہ رضی اللہ عنہ کی خاطر ام المومنین رضی اللہ عنہا کے لشکر میں شامل ہوگئے،

وَقَاتَلَ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ يَوْمَ الْجَمَلِ قِتَالا شَدِيدًا فَلَمَّا الْحَمَ الأَمْرُ وَعُقِرَ الْجَمَلُ وقتل كل من أخذ بطخامة فَتَقَدَّمَ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَخَذَ بِخِطَامِ الْجَمَلِ وَعَائِشَةُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا: مَا تَرَيْنَ يَا أُمَّهْ؟ قَالَتْ: أَرَى أَنْ تَكُونَ خَيْرَ بَنِي آدَمَ

محمد بن طلحہ نے جنگ جمل میں شدید لڑائی کی مگر جب ان کا اونٹ کافی زخمی ہوگیا تو وہ اونٹ کی مہار پکڑ کر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور عرض کی اماں جان! بیٹے کے لیے کیا ارشاد ہوتا ہے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ وہ لڑائی میں حصہ نہیں لینا چاہتے تو فرمایا تمہارا دل مطمئن نہیں ہے تو تم خیر بن آدم کا طریقہ اختیار کرو اور اپنا ہاتھ روک لو۔ (۲)

قال: فأغمد سيفه، وكان قد سلّه ثم قام حتى قتل

ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد سن کر محمد رضی اللہ عنہ نے تلوار نیام میں ڈال لی، زرہ اتار کر زمین پر بچھادی اور اس پر کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ قتل ہوگئے۔ (۳)

لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجَمَلِ خَرَجْتُ أَنْظُرُ فِي الْقَتْلَى، قَالَ: فَقَامَ عَلِيٌّ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ،

---

(۱) مستدرک حاکم ۵۶۰۵

(۲) ابن سعد ۵٫۳۹

(۳) الإصابة في تمييز الصحابة ۶٫۱۵

وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ يَدُورُونَ فِي الْقَتْلَى، قَالَ: فَأَبْصَرَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَتِيلًا مَكْبُوبًا عَلَى وَجْهِهِ فَقَلَبَهُ عَلَى قَفَاهُ ،ثُمَّ صَرَخَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، فَرخَ قُرَيْشٍ وَاللهِ ، فَقَالَ لَهُ أَبُوهُ: مَنْ هُوَ يَا بَنِي؟ قَالَ: مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ

لڑائی کے اختتام پر امیر المومنین سید نا علی رضی اللہ عنہ ،حسن رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر رضی اللہ عنہ ،محمد بن ابی بکر اور زید بن صاحان کو ساتھ لے کر اپنے مقتولین کو تلاش کرنے کے لیے میدان جنگ میں گئے اچانک حسن رضی اللہ عنہ کی نظر ایک لاش پر پڑی جو منہ کے بل زمین پر پڑی ہوئی تھی،انہوں نے اسے سیدھا کیا تو بے اختیار ان کے منہ سے اناللہ وانا الیہ راجعون نکلا پھر فرمایا اللہ کی قسم !یہ قریش کا فرزند ہے،امیر المومنین سید نا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے بیٹے کیا بات ہے؟انہوں نے کہا یہ محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی لاش ہے،امیر المومنین سید نا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اناللہ وانا الیہ راجعون اللہ کی قسم! وہ قریش کا نیک فطرت اور پاکباز جوان تھا پھر آپ سخت رنج وصدمہ کی حالت میں لاش کے پاس بیٹھ گئے، حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سے مخاطب ہو کر کہا میں آپ کو اس لڑائی سے روکتا تھا لیکن آپ نے فلاں فلاں کا مشورہ قبول کیا،اس کے جواب میں سید نا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا کاش میں آج سے بیس سال پہلے مر گیا ہوتا۔ [۱]

غزوہ بنی نضیر

ربیع الاول چار ہجری،اگست ۶۲۵ء

فَكَتَبَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ إِلَى الْيَهُودِ: إِنَّكُمْ أَهْلُ الْحَلْقَةِ وَالْحُصُونِ، وَإِنَّكُمْ لَتُقَاتِلُنَّ صَاحِبَنَا، أَوْ لَنَفْعَلَنَّ كَذَا وَكَذَا، وَلَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَدَمِ نِسَائِكُمْ شَيْءٌ، وَهِيَ الْخَلَاخِيل، فَلَمَّا بَلَغَ كِتَابُهُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَجْمَعَتْ بَنُو النَّضِيرِ بِالْغَدْرِ

غزوہ بدر میں شکست کھانے کے بعد قریش نے یہودیوں کو پھر ایک خط لکھا کہ تم لوگ مدینہ منورہ میں اسلحہ اور قلعوں کے مالک ہو،تم لوگ یا تو لازماً ہمارے آدمی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کرو ورنہ ہم تمہارے ساتھ ایسا اور ایسا کریں اور پھر ہمارے اور تمہاری عورتوں کی پازیبوں کے درمیان کوئی حائل نہ ہو سکے گا(یعنی ہم مردوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو لونڈیاں بنالیں گے)جب ان کے لکھے کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئی تو اس اثنا میں بنونضیر نے بھی معاہدہ امن و بھائی چارہ کو ختم کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکر وفریب کا ارادہ کرلیا۔ [۲]

اللہ تعالیٰ نے بنونضیر کو آخری تنبیہ کے طور پر سورۃ النساء کی آیات نازل فرمائیں۔

سورۃ النساء آیات ۴۴ تا ۵۹

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَ يُرِيْدُوْنَ

کیا تم نے نہیں دیکھا؟جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ سے

[۱] مستدرک حاکم ۴۵۵۷

[۲] سنن ابوداود کِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ بَابٌ فِي خَبَرِ النَّضِيرِ عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک ۳۰۰۴

اَنۡ تَضِلُّوا السَّبِيۡلَؕ﴿۴۴﴾ وَ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِكُمۡ‌ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا‌ۙ

بھٹک جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جاننے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کا دوست ہونا کافی ہے

وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيۡرًا﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا يُحَرِّفُوۡنَ الۡـكَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوۡلُوۡنَ

اور اللہ تعالیٰ کا مددگار ہونا بس ہے، بعض یہود کلمات کو ان کی ٹھیک جگہ سے ہیر پھیر کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

سَمِعۡنَا وَ عَصَيۡنَا وَ اسۡمَعۡ غَيۡرَ مُسۡمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَـيًّۢا بِاَ لۡسِنَتِهِمۡ

ہم نے سنا اور نافرمانی کی اور سن اس کے بغیر کہ تو سنا جائے، اور ہماری رعایت کر! (لیکن اس کہنے میں) اپنی زبان کو

وَ طَعۡنًا فِى الدِّيۡنِ‌ؕ وَ لَوۡ اَنَّهُمۡ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا وَ اسۡمَعۡ

پیچ دیتے ہیں اور دین میں طعنہ دیتے ہیں، اور اگر یہ لوگ کہتے کہ ہم نے سنا اور ہم نے فرماں برداری کی آپ سنیے

وَ انۡظُرۡنَا لَـكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ وَ اَقۡوَمَ ۙ وَ لٰـكِنۡ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ

ہمیں دیکھیے تو یہ ان کے لیے بہت بہتر اور نہایت ہی مناسب تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر سے انہیں لعنت کی ہے

فَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا﴿۴۶﴾ (النساء ۴۴ تا ۴۶)

پس یہ بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں۔

یہودیوں کی ایک خصلت: اللہ تعالیٰ نے یہود کی مذمت میں فرمایا اے نبی کریم ﷺ! تم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جنہیں کتاب کے علم کا کچھ حصہ دیا گیا ہے؟ مگر اس کے باوجود وہ ہدایت پر گمراہی کو، ایمان پر کفر کو اور سعادت پر شقاوت کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کی شدید خواہش ہے کہ مسلمان بھی اللہ کی نازل کردہ جلیل القدر کتاب قرآن مجید کو چھوڑ کر راہ راست سے بھٹک جائیں، اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اس لئے وہ تمہیں ان سے چوکنا کر رہا ہے اور تمہاری حمایت و مددگاری کے لیے اللہ ہی کافی ہے، یعنی وہ اپنے مومن بندوں کو ان کے دشمنوں کے خلاف مدد عطا فرماتا ہے، جو لوگ یہودی بن گئے ہیں یعنی ابتدا میں یہ مسلمان تھے پھر یہودی بن گئے، ان میں کچھ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے اور انہیں بدنام کرنے کے لئے کتاب اللہ کے کلمات کو ان کے مقامات سے بدل دیتے ہیں اور اپنی تاویلات سے خلاف منشائے الٰہی تفسیر کرتے ہیں اور جب انہیں اللہ کے احکام سنائے جاتے ہیں تو زوردار آواز میں کہتے ہیں اے پیغمبر ہم نے سن لیا مگر ساتھ ہی اپنے کفر و عناد میں آہستہ سے کہہ دیتے ہیں ہم اطاعت نہیں کریں گے، اور دوران گفتگو میں جب وہ کوئی بات رسول اللہ ﷺ سے کہنا چاہتے ہیں تو تمسخرانہ لہجہ میں کہتے ہیں ''سنئے'' اور ساتھ ہی ذو معنی لفظ کہتے ہیں تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں کوئی بات سنائی جائے اور کہتے ہیں ہماری طرف توجہ فرمائیے مگر اس سے یہ مراد لیتے کہ تم بڑی رعونت والے ہو حالانکہ اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور ہم آپ کی اطاعت کریں گے تو یہ انہی

کے لیے بہتر تھا اور زیادہ راستبازی کا طریقہ تھا، مگر ان پر تو ان کی باطل پرستی کی بدولت اللہ کی پھٹکار پڑی ہوئی ہے اس لیے وہ کم ہی ایمان لاتے ہیں، یہودی کی فطرت ہمیشہ ہی شر پسند رہی ہے، خود اپنے انبیاء کے ساتھ ان کا برتاؤ اچھا نہیں رہا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہے، رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں یہودیوں نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے وقت دعائیہ کلمات السلام علیکم کی جگہ زبان کو توڑ موڑ کر السام علیک کہہ ڈالتے یعنی تم پر موت آئے،

أَنَّ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ اليَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ

ایسے ہی ایک موقعہ پر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں کہ چند یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور السام علیک (تم پر موت آئے) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان کا مفہوم سمجھ گئی اور میں نے جواب دیا تمہیں موت آئے اور لعنت ہو، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا ٹھیرو! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت کو پسند کرتا ہے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کا جواب دے دیا تھا وعلیکم (یعنی میں نے کوئی بر الفظ زبان سے نہیں نکالا صرف ان کی بات ان ہی پر لوٹا دی)۔ [1]

چنانچہ حق کو جاننے کے باوجود یہ یہودیوں کا کفر وعناد ہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والے یہودیوں کی تعداد دس تک بھی نہیں پہنچتی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ

اے اہل کتاب جو کچھ ہم نے نازل فرمایا جو اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو تمہارے پاس ہے، اس پر ایمان لاؤ

مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ

اس سے پہلے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں اور انہیں الٹا کر پیٹھ کی طرف کر دیں، یا ان پر لعنت بھیجیں جیسے ہم نے

اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۴۷ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ

ہفتے کے دن والوں پر لعنت کی، اور ہے اللہ تعالیٰ کا کام کیا گیا، یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا

[1] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ الرِّفْقِ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ ۶۰۲۴، مسند احمد ۲۵۶۳۳، صحیح ابن حبان ۶۴۴۱

وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى

اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ

اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ (النساء۸،۴۷ ۴)

اور بہتان باندھا۔

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب یہود ونصاریٰ کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا اے وہ لوگو جنہیں کتاب دی گئی تھی! اس جلیل القدر کتاب قرآن مجید پر ایمان لے آؤ جو ہم نے رسول اللہ ﷺ پر قیامت تک کے لئے نازل فرمائی ہے اس سے قبل کہ تمہارے ایمان نہ لانے کے سبب ہم تمہارے چہرے بگاڑ کر پیچھے پھیر دیں، کعب رضی اللہ عنہ اسی آیت کو سن کر ایمان لے آئے،

قَالَ: كَانَ أَبُو مُسْلِمٍ الْجَلِيلِيُّ مُعَلِّمَ كَعْبٍ، وَكَانَ يَلُومُهُ فِي إِبْطَائِهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَبَعَثَهُ إِلَيْهِ ينظر أَهُوَ هُوَ؟ قَالَ كَعْبٌ: فَرَكِبْتُ حَتَّى أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَإِذَا تَالٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ يَقُولُ:يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نزلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارِهَا، فَبَادَرْتُ الْمَاءَ فَاغْتَسَلْتُ وَإِنِّي لَأَمْسَحُ وَجْهِي مَخَافَةَ أَنْ أُطْمَسَ ثُمَّ أَسْلَمْتُ

روایت ہے کعب رضی اللہ عنہ کے استاد ابو مسلم جلیلی ان کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے میں دیر لگانے کی وجہ سے ہر وقت انہیں ملامت کرتے رہتے تھے، پھر انہیں مدینہ منورہ بھیجا کہ جا کر دیکھیں کہ آپ ﷺ وہی پیغمبر ہیں جن کی خوشخبری اور اوصاف تورات میں لکھی ہوئی ہے؟ کعب رضی اللہ عنہ آئے تو فرماتے ہیں جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو ایک شخص قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا اے اہل کتاب! ہماری نازل کردہ کتاب تمہارے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرتی ہے بہتر ہے کہ اس پر اس سے پہلے ایمان لے آؤ کہ ہم تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور انہیں الٹا کر دیں۔ میں چونک اٹھا اور جلدی جلدی غسل کرنے بیٹھ گیا اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا جاتا تھا کہ کہیں مجھے ایمان لانے میں دیر نہ لگ جائے اور میرا چہرہ بگڑ نہ جائے پھر میں بہت جلد مسلمان ہو گیا۔ [1]

عَنْ عِيسَى بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ إِسْلَامَ كَعْبٍ، فَقَالَ: أَسْلَمَ كَعْبٌ زَمَانَ عُمَرَ، أَقْبَلَ وَهُوَ يُرِيدُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَمَرَّ عَلَى الْمَدِينَةِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ عُمَرُ فَقَالَ: يَا كَعْبُ، أَسْلِمْ، قَالَ: أَلَسْتُمْ تَقْرَؤُونَ فِي كِتَابِكُمْ {مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ [ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا، وَأَنَا قَدْ حَمَلْتُ التَّوْرَاةَ قَالَ: فَتَرَكَهُ عُمَرُ

اور ایک روایت اس طرح ہے عیسیٰ بن مغیرہ سے روایت ہے ہم نے ابراہیم کے پاس کعب کے اسلام لانے کا ذکر کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ کعب نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا ان کا ارادہ بیت المقدس جانے کا تھا مگر راستے میں جب مدینہ سے گزرے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہوں نے فرمایا کعب! مسلمان ہو جاؤ تو انہوں نے کہا کیا تم نے اپنی کتاب میں یہ نہیں پڑھا

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۹۶۹،۳

جن لوگوں پر تورات (کے علم وفضل) کا بار ڈالا گیا تھا پھر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بڑی بڑی کتابیں اٹھائے ہوئے ہو۔ اور مجھے بھی تورات کا حامل قرار دیا گیا ہے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں چھوڑ دیا،

ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى حِمْصَ ، فَسَمِعَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِهَا حَزِينًا، وَهُوَ يَقُولُ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارِهَا} الْآيَةَ، قَالَ كَعْبٌ: يَا رَبُّ آمَنْتُ يَا رَبُّ، أَسْلَمْتُ مَخَافَةَ أَنْ تُصِيبَهُ هَذِهِ الْآيَةُ، ثُمَّ رَجَعَ فَأَتَى أَهْلَهُ فِي الْيَمَنِ ثُمَّ جَاءَ بِهِم مُسلمين

پھر کعب چلے گئے حتی کہ حمص پہنچ گئے، تو وہاں انہوں نے سنا کہ ایک شخص بہت درد انگیز لہجے میں پڑھ رہا تھا "اے وہ لوگو جنہیں کتاب دی گئی تھی! مان لو اس کتاب کو جو ہم نے اب نازل کی ہے اور جو اس کتاب کی تصدیق و تائید کرتی ہے جو تمہارے پاس پہلے سے موجود تھی، اس پر ایمان لے آؤ قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ کر پیچھے پھیر دیں یا ان کو اسی طرح لعنت زدہ کر دیں جس طرح سبت والوں کے ساتھ ہم نے کیا تھا۔" کعب نے اس آیت کریمہ کو سنا تو پکا اٹھے اے میرے رب! میں ایمان لے آیا، اے میرے رب! میں اسلام قبول کرتا ہوں تا کہ ایسا نہ ہو کہ میں اس آیت کا مصداق بن جاؤں، وہاں سے یہ اپنے اہل خانہ کے پاس یمن آ گئے، اور ان سب کو مدینہ لے آئے اور ان سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ [1]

یا ان کو اسی طرح لعنت زدہ کر دیں جس طرح سبت والوں کے ساتھ ہم نے کیا تھا، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿٦٥﴾ [2]

ترجمہ: پھر تمہیں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قصہ تو معلوم ہی ہے جنہوں نے سبت کا قانون توڑا تھا ہم نے انہیں کہہ دیا کہ بندر بن جاؤ اور اس حال میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پھٹکار پڑے۔

اور اس جلیل القدر کتاب کی حقانیت کی دلیل یہ ہے کہ یہ تمہارے پاس پہلے سے موجود کتاب تورات اور انجیل کی تصدیق و تائید کرتی ہے، یاد رکھو بعض کتابوں پر ایمان کا دعویٰ اور بعض پر ایمان نہ رکھنا محض باطل دعویٰ ہے جس کی صداقت کا ہرگز امکان نہیں ہے، اور یاد رکھو کہ اللہ کا حکم نافذ ہو کر رہتا ہے، کوئی شخص اسے روکنے کی جرأت نہیں کر سکتا جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿١١٧﴾ [3]

ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٠﴾ [4]

---

[1] الدر المنثور ۲/۵۵۵

[2] البقرۃ ۶۵

[3] البقرۃ ۱۱۷

[4] النحل ۴۰

ترجمہ:(رہااس کاامکان تو) ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ کرنا نہیں ہوتا کہ اسے حکم دیں ہوجاؤ اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۳۵ (۱)

ترجمہ: اللہ کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ذات ہے وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہوجا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْــــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۸۲ (۲)

ترجمہ: وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہوجا اور وہ ہوجاتی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۶۸ (۳)

ترجمہ: وہی ہے زندگی دینے والا اور وہی موت دینے والا ہے وہ جس بات کا بھی فیصلہ کرتا ہے بس ایک حکم دیتا ہے کہ وہ ہوجائے اور وہ ہو جاتی ہے۔

جس نے مخلوق میں سے کسی کو اللہ رب العزت کی ذات، صفات، حقوق اور اختیارات میں شریک ٹھہرایا اس کو اللہ معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں جس کے لیے اس کی حکمت مقتضی ہوتی ہے معاف کر دیتا ہے، اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو اپنے قول وفعل سے شریک ٹھہرایا اس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کیا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی، جیسے فرمایا

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳ (۴)

ترجمہ: یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا بیٹا! خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اور مشرک پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے،

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝۷۲ (۵)

ترجمہ: جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

شرک جس کو لوگوں نے بہت معمولی چیز سمجھ رکھا ہے تمام گناہوں سے بڑا ہے، اس لئے شرک کی مذمت میں رسول اللہ ﷺ سے بے

---

(۱) مریم ۳۵

(۲) یٰسین ۸۲

(۳) المومن ۶۸

(۴) لقمان ۱۳

(۵) المائدۃ ۷۲

شمار احادیث ہیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ: الشِّرْكَ بِاللَّهِ

عبداللہ بن انیس الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب گناہوں سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ (۱)

أَنَّ أَبَا ذَرٍّ، حَدَّثَهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: يَا عَبْدِي، مَا عَبَدْتَنِي وَرَجَوْتَنِي، فَإِنِّي غَافِرٌ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ، وَيَا عَبْدِي إِنْ لَقِيتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً، مَا لَمْ تُشْرِكْ بِي، لَقِيتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے! تو جب تک میری عبادت کرتا رہے گا اور مجھ سے اچھا گمان رکھے گا میں بھی تیری جتنی خطائیں ہیں انہیں معاف کرتا ہوں گا، اے میرے بندے! اگر تو ساری زمین بھر کی خطائیں بھی لے کر میرے پاس آئے تو میں بھی زمین کی وسعتوں جتنی مغفرت کے ساتھ تجھ سے ملوں گا بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرایا ہو۔ (۲)

حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ، فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ أُحَدِّثُهُ، فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ:وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ:وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ:عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ يَجُرُّ إِزَارَهُ وَهُوَ يَقُولُ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ. قَالَ: فَكَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ بِهَذَا بَعْدُ، وَيَقُولُ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے، وہاں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے، دوبارہ حاضر ہوا تب بھی سو رہے تھے، تیسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ چکے تھے چنانچہ میں ان کے پاس بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ بھی لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرے اور اسی اقرار پر دنیا سے رخصت ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا، میں نے عرض کی اگرچہ اس نے زنا کیا اور چوری کی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواہ اس نے زنا اور چوری کی ہو، میں نے عرض کی خواہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواہ اس نے زنا اور چوری کی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا، پھر چوتھی مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی ناک خاک آلود ہونے کے باوجود وہ جنت میں جائے گا، ابوذر رضی اللہ عنہ یہ سن کر چادر گھسیٹتے ہوئے یہی جملہ دہراتے ہوئے

(۱) مسند احمد ۱۶۰۴۳، مصنف ابن ابی شیبة۸۵۰، الآحاد والمثاني لابن ابی عاصم۲۰۳۶،شرح مشكل الآثار۸۹۳،المعجم الكبير للطبرانی ۳۴۹،شعب الایمان۴۵۰۲، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ۳۰۲۰

(۲) مسند احمد۲۱۳۶۸

نکل گئے اور جب بھی یہی حدیث بیان کرتے تو یہ جملہ ضرور دہراتے اگرچہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ (۱)

عَنْ جَابِرٍ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْمُوجِبَتَانِ؟ قَالَ:مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ

اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !واجب کر دینے والی دو چیزیں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بغیر شرک کئے مرے گا اس کے لئے جنت واجب ہے اور جو شرک کرتے ہوئے فوت ہوا اس کے لئے جہنم واجب ہے۔ (۲)

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا تَزَالُ الْمَغْفِرَةُ عَلَى الْعَبْدِ مَا لَمْ يَقَعِ الْحِجَابُ. قِيلَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، وَمَا الْحِجَابُ؟ قَالَ:الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ. قَالَ:مَا مِنْ نَفْسٍ تَلْقَى اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا إِلَّا حَلَّتْ لَهَا الْمَغْفِرَةُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى، إِنْ يَشَأْ أَنْ يُعَذِّبَهَا، وَإِنْ يَشَأْ أَنْ يَغْفِرَ لَهَا غَفَرَ لَهَا. ثُمَّ قَرَأَ نَبِيُّ اللَّهِ: {إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے پر ہمیشہ اللہ کی مغفرت رہتی ہے جب تک کہ پردے نہ پڑ جائیں، عرض کیا گیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! پردے پڑ جانا کیا ہے؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جو شخص شرک نہ کرتا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے اس کے لئے بخشش و مغفرت حلال ہو گئی، اگر چاہے تو عذاب دے اور اگر چاہے تو بخشش فرمادے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ " اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔" کی تلاوت فرمائی۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا نُمْسِكُ عَنِ الاسْتِغْفَارِ لأَهْلِ الْكَبَائِرِ حَتَّى سَمِعْنَا نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:{إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ}۔ (۴) وَقَالَ: أَخَّرْتُ شَفَاعَتِي لأَهْلِ الْكَبَائِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لیے استغفار نہیں کیا کرتے تھے حتی کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت سنی "اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔" نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی شفاعت کو موخر کر دیا ہے کہ وہ قیامت کے دن (میری امت میں سے) کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لیے ہو گی۔ (۵)

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:كَانَ رَجُلَانِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مُتَوَاخِيَيْنِ، فَكَانَ أَحَدُهُمَا

(۱) مسند احمد ۲۱۴۶۶

(۲) مسند عبد بن حمید ۱۰۶۰

(۳) شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة ۱۹۹۲، تفسیر ابن کثیر ۲۸۶/۴

(۴) النساء: 48

(۵) كشف الأستار عن زوائد البزار ۸۴/۴

يُذْنِبُ، وَالْآخَرُ مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ، فَكَانَ لَا يَزَالُ الْمُجْتَهِدُ يَرَى الْآخَرَ عَلَى الذَّنْبِ فَيَقُولُ: أَقْصِرْ، فَوَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ فَقَالَ لَهُ: أَقْصِرْ، فَقَالَ: خَلِّنِي وَرَبِّي أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيبًا؟ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ، أَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللَّهُ الْجَنَّةَ، فَقَبَضَ أَرْوَاحَهُمَا، فَاجْتَمَعَا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَقَالَ لِهَذَا الْمُجْتَهِدِ: أَكُنْتَ بِي عَالِمًا، أَوْ كُنْتَ عَلَى مَا فِي يَدِي قَادِرًا؟ وَقَالَ لِلْمُذْنِبِ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِي، وَقَالَ لِلْآخَرِ: اذْهَبُوا بِهِ إِلَى النَّارِقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرمارہے تھے بنو اسرائیل میں دو آدمی آپس میں بھائی بنے ہوئے تھے ایک گناہوں میں ملوث تھا جب کہ دوسرا عبادت میں کوشاں رہتا تھا، عبادت میں راغب جب بھی دوسرے کو گناہ میں دیکھتا تو اسے کہتا کہ باز آجا، آخر ایک دن اس نے دوسرے کو گناہ میں پایا تو اسے کہا کہ باز آجا،اس نے کہا مجھے رہنے دے میرا معاملہ میرے رب کے ساتھ ہے کیا تو مجھ پر کوئی چوکیدار بنا کر بھیجا گیا ہے؟ تو اس نے کہا اللہ کی قسم!اللہ تجھے معاف نہیں کرے گا یا تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا،چنانچہ وہ دونوں فوت ہوگئے اور رب العالمین کے ہاں جمع ہوئے تو اللہ نے عبادت میں کوشش کرنے والے سے فرمایا کیا تو میرے متعلق (زیادہ) جاننے والا تھا یا جو میرے ہاتھ میں ہے تجھے اس پر قدرت حاصل تھی؟اور پھر گناہ گار سے فرمایا جا میری رحمت سے جنت میں داخل ہوجا اور دوسرے کے متعلق فرمایا اسے جہنم میں لے جاؤ،ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!اس نے ایسی بات کہہ دی جس نے اس کی دنیا اور آخرت تباہ کر کے رکھ دی۔ [1]

یعنی نیکی، خیر،امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مبارک اعمال میں مشغول افراد کو حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے، نیز انہیں اپنے اعمال خیر پر کسی طرح دھوکا نہیں کھانا چاہیے کہ وہ یقیناً جنت میں چلے جائیں گے اور گناہ گار مسلمانوں کے متعلق یہ وہم نہیں ہونا چاہیے کہ اللہ انہیں معاف نہیں کرے گا یا وہ جنت میں نہیں جائیں گے،اللہ عزوجل کا میزان عدل بڑا دقیق اور عجیب ہے،اللہ عزوجل نے جو بھی فیصلے فرمائے اور جو فرمائے گا وہ عدل ہی پر مبنی ہیں اور کوئی نہیں جو اس سے پوچھ سکے اور وہ ہر ایک سے پوچھ سکتا ہے، جیسا فرمایا

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿٢٣﴾ [2]

ترجمہ:وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دِہ نہیں ہے اور سب جواب دہ ہیں۔

جنت سراسر اللہ عزوجل کا فضل اور اس کی عنایت ہے، نیکیوں کا بدل یا قیمت نہیں، نیکیاں صرف بندگی کا اظہار ہیں بندہ اظہار بندگی میں جس قدر آگے بڑھے گا امید کرنی چاہیے کہ اسی قدر زیادہ فضل وعنایت کا مستحق ٹھہرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ڈرتے بھی رہنا چاہیے کہ کہیں یہ سب کچھ نامقبول نہ ہوجائے۔ جیسے فرمایا

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ

---

[1] مسند احمد ٨٢٩٢،سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَغْيِ٤٩٠١

[2] الانبیاء٢٣

هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿۵۳﴾ (۱)

ترجمہ:اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! کہہ دو کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے،اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوجاؤ،یقیناًاللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ تو غفور رحیم ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يُزَكُّوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ‌ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جو اپنی پاکیزگی اور ستائش خود کرتے ہیں؟ بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے پاکیزہ کرتا ہے،

وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ﴿۴۹﴾ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ‌ ؕ

کسی پر ایک دھاگے کے برابر ظلم نہ کیا جائے گا ، دیکھو یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر کس طرح جھوٹ باندھتے ہیں

وَكَفٰى بِهٖۤ اِثۡمًا مُّبِيۡنًا ﴿۵۰﴾ (النساء ۴۹،۵۰)

اور یہ (حرکت) گناہ ہونے کے لیے کافی ہے

یہود ونصاریٰ اپنے بارے میں بڑی خوش گمانیوں میں مبتلا تھے اور بڑے بڑے دعویٰ کرتے تھے۔

وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ وَالنَّصٰرٰى نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ... ﴿۱۸﴾ (۲)

ترجمہ:یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔

وَقَالُوۡا لَنۡ يَّدۡخُلَ الۡجَـنَّةَ اِلَّا مَنۡ كَانَ هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى... ﴿۱۱۱﴾ (۳)

ترجمہ:ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو یا (عیسائیوں کے خیال کے مطابق) عیسائی نہ ہو۔

...قَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ... ﴿۲۴﴾ (۴)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں آتشِ دوزخ تو ہمیں مس تک نہ کرے گی اور اگر دوزخ کی سزا ہم کو ملے گی بھی تو بس چند روز۔

مگر یہ ان کا مجرد دعویٰ ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے،اللہ تعالیٰ نے فرمایا

بَلٰى مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ (۵)

ترجمہ:دراصل نہ تمہاری کچھ خصوصیت ہے نہ کسی اور کی،حق یہ ہے کہ جو بھی اپنی ہستی کو اللہ کی اطاعت میں سونپ دے اور عملاًنیک روش

---

(۱) الزمر ۵۳

(۲) المائدۃ ۱۸

(۳) البقرۃ ۱۱۱

(۴) آل عمران ۲۴

(۵) البقرۃ ۱۱۲

پر چلے، اس کے لیے اس کے رب کے پاس اس کا اجر ہے اور ایسے لوگوں کے لیے کسی خوف یا رنج کا کوئی موقع نہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کو زجر و توبیخ کرتے ہوئے فرمایا تم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جو بہت اپنی پاکیزگی نفس کا دم بھرتے ہیں حالانکہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے ایمان و عمل صالحہ کے ساتھ، اخلاق رذیلہ ترک کرنے اور اخلاق حسنہ کو اختیار کرنے کی بنا پر پاکیزگی عطا کرتا ہے کیونکہ تمام چیزوں کی حقیقت اور اصلیت کا عالم وہی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی سرکشی اور بغض و عناد کے سبب ان کو ان خصوصیات سے محروم کر کے کھجور کی گٹھلی کے ساتھ لگے ہوئے باریک دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا، دیکھو تو سہی انہوں نے اپنے نفوس کی پاکیزگی کا دعویٰ کر کے اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کی ہے اور ان کے صریحا گناہ گار ہونے کے لیے یہی ایک گناہ کافی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ ملا ہے؟ جو بت کا اور باطل معبود کا اعتقاد رکھتے ہیں

وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان والوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ (النساء ۵۲،۵۱)

اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور جسے اللہ تعالیٰ لعنت کر دے تو اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: جَاءَ حُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ وَكَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ، فَقَالُوا لَهُمْ: أَنْتُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ وَأَهْلُ الْعِلْمِ، فَأَخْبِرُونَا عَنَّا وَعَنْ مُحَمَّدٍ، فَقَالُوا: مَا أَنْتُمْ وَمَا مُحَمَّدٌ. فَقَالُوا: نَحْنُ نَصِلُ الْأَرْحَامَ، وَنَنْحَرُ الْكَوْمَاءَ، وَنَسْقِي الْمَاءَ عَلَى اللَّبَنِ، وَنَفُكُّ الْعُنَاةَ، وَنَسْقِي الْحَجِيجَ -وَمُحَمَّدٌ صُنْبُورٌ، قَطَّعَ أَرْحَامَنَا، وَاتَّبَعَهُ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ بَنُو غِفَارٍ، فَنَحْنُ خَيْرٌ أَمْ هُوَ؟ فَقَالُوا: أَنْتُمْ خَيْرٌ وَأَهْدَى سَبِيلًا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ {أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا

عکرمہ سے روایت ہے حی بن اخطب اور کعب بن اشرف مکہ والوں کے پاس آئے تو اہل مکہ نے ان سے کہا تم اہل کتاب اور صاحب علم ہو بھلا بتلاؤ تو ہم بہتر ہیں یا محمد (ﷺ) انہوں نے کہا تم کیا ہو؟ اور وہ کیا ہیں؟ اہل مکہ نے کہا ہم صلہ رحمی کرتے ہیں، تیار اونٹنیاں ذبح کر کے دوسروں کو کھلاتے ہیں، لسی پلاتے ہیں، غلاموں کو آزاد کرتے ہیں، حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور محمد (ﷺ) تو صنبور ہیں، ہمارے رشتے ناطے تڑوا دیئے، ان کا ساتھ حاجیوں کے چوروں نے دیا جو قبیلہ غفار میں سے ہیں، اب بتاؤ ہم اچھے یا وہ؟ تو ان دونوں نے کہا تم بہتر ہو اور تم زیادہ سیدھے راستے پر ہو، اس پر یہ آیت ''کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کے علم میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ان کا

حال یہ ہے کہ جِبت اور طاغوت کو مانتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں سے تو یہی زیادہ صحیح راستے پر ہیں۔“
نازل ہوئی۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ایک اور فعل پر تعجب کا اظہار کیا کہ یہ لوگ اہل کتاب ہونے کے باوجود جبت اور طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں اور کفار مکہ جو بے شمار دیوی، دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں، جو طیبات کو حرام اور خبائث کو حلال ٹھہراتے ہیں، جو بہت سی محرمات کا جائز قرار دیتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول اور اس کی منزل کتابوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں ایمان سے حسد و بغض اور عناد کی وجہ سے مسلمانوں پر ترجیح اور افضلیت دیتے ہیں، ایسے ہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور جسے اللہ دھتکار دے تو اس کی کون سرپرستی کرسکتا ہے۔

طاغوت کے لغوی معنی شیطان کے ہیں، امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ نے طاغوت کے بارے میں مفسرین کے پانچ اقوال نقل کیے ہیں،

قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَالطَّاغُوتُ: الشَّيْطَانُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، مجاہد رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ نے ”طاغوت“ کے معنیٰ شیطان کے بیان کیے ہیں۔ [2]

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ,وَالطَّاغُوتُ: الْكَاهِنُ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے ” طاغوت“ سے مراد کاہن کہا ہے۔ [3]

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ , أَنَّهُ قَالَ: الطَّاغُوتُ: السَّاحِرُ

ابو العالیہ نے بتایا کہ ” طاغوت“ کا معنی ساحر ہے۔ [4]

بعض مفسرین اصنام بت بیان کرتے ہیں۔

فقال عكرمة: هما صنمان كان المشركون يعبدونهما من دون الله

عکرمہ کہتے ہیں اس سے مراد بت ہیں جنہیں مشرکین اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پرستش کرتے تھے۔ [5]

اس سے سرکش جن اور انسان، نیز ہر وہ شخص جو حد سے گزر جائے مراد ہے۔

وَأَمَّا الطَّاغُوتُ فَهُوَ مَأْخُوذٌ مِنَ الطُّغْيَانِ، وَهُوَ الْإِسْرَافُ فِي الْمَعْصِيَةِ، فَكُلُّ مَنْ دَعَا إِلَى الْمَعَاصِي الْكِبَارِ لَزِمَهُ هَذَا الِاسْمُ، ثُمَّ تَوَسَّعُوا فِي هَذَا الِاسْمِ حَتَّى أَوْقَعُوهُ عَلَى الْجَمَادِ

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۵۴۴۱
[2] تفسیر ابن کثیر ۱/۶۸۳
[3] تفسیر طبری ۷/۱۳۷
[4] تفسیر طبری ۴/۵۵۷
[5] الکشف والبیان عن تفسیر القرآن ۳/۳۲۶

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تحقیق اس باب میں یہ ہے کہ چونکہ ان سب اشیاء سے اتصال کے وقت طغیان کا حصول ہوا، اس لیے یہ سب چیزیں اسباب طغیان قرار دے دی گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلہ میں جو اقوال بھی بیان کیے گئے ہیں وہ تعین کے لیے نہیں بلکہ تمثیل کے طور پر ہیں، طاغوت اپنے عموم کے اعتبار سے ہر معصیت میں حد سے گزر جانے والے نیز ہر اس معبود کے لیے کہ جس کی حق تعالیٰ کے سوا پرستش کی جائے استعمال ہوتا ہے اور اسی اعتبار سے ساحر، کاہن، سرکش جن اور خیر کے راستہ سے روکنے والے کو طاغوت سے موسوم کیا جاتا ہے۔

أَنْ يُقَالَ: يُصَدِّقُونَ بِمَعْبُودَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ يَعْبُدُونَهُمَا مِنْ دُونِ اللَّهِ , وَيَتَّخِذُونَهُمَا إِلَهَيْنِ. وَذَلِكَ أَنَّ الْجِبْتَ وَالطَّاغُوتَ اسْمَانِ لِكُلِّ مُعَظَّمٍ بِعِبَادَةٍ مِنْ دُونِ اللَّهِ , أَوْ طَاعَةٍ أَوْ خُضُوعٍ لَهُ , كَائِنًا مَا كَانَ ذَلِكَ الْمُعَظَّمَ مِنْ حَجَرٍ أَوْ إِنْسَانٍ أَوْ شَيْطَانٍ

چنانچہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے نزدیک طاغوت کے بارے میں صحیح بات یہی ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حد سے متجاوز ہو اور پھر حق تعالیٰ کو چھوڑ کر اسے پوجا بھی جائے وہ طاغوت ہے، خواہ اس کو پوجتا ہو اس پر اس کا دباؤ ہو خواہ پوجنے والے کی اپنی مرضی ہو اور خواہ وہ معبود انسان ہو یا شیطان، پتھر ہو یا کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ (۱)

أطلقت على الشيطان أو الشياطين، لكونها مصدرا وفيها مبالغات، وهي التسمية بالمصدر

الزمخشری جار اللہ رحمہ اللہ تفسیر سورۃ الزمر میں فرماتے ہیں یہ لفظ شیطان یا شیاطین کیلئے استعمال کیا گیا ہے کیونکہ یہ مصدر ہے اور اس میں کئی مبالغے ہیں۔ (۲)

قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ قد تميز الإيمان من الكفر

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول ہے ایمان کفر سے اور حق و باطل سے ظاہر و ممتاز ہو گیا۔ (۳)

فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ }يعني بالشيطان، وَقِيلَ: كُلُّ مَا عُبِدَ مِنْ دُونِ اللَّهِ تَعَالَى فَهُوَ طَاغُوتٌ، وقيل: مَا يُطغي الْإِنْسَانَ فَاعُولٌ

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اب جو کوئی طاغوت کا انکار کرے۔" طاغوت سے مراد شیطان ہے اور کہا گیا کہ اللہ کے سوا جس چیز کی عبادت کی جائے اسے طاغوت کہتے ہیں، اور کہا گیا کہ جو انسان کو (اللہ تعالیٰ کی) سرکشی پر ابھارے طاغوت ہے۔ (۴)

وَقَالَ الْإِمَامُ مَالِكٌ: الطَّاغُوتُ: هُوَ كُلُّ مَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ، عَزَّ وَجَلَّ

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی عبادت اللہ عزوجل کے سوا کی جائے طاغوت ہے۔ (۵)

(۱) تفسیر طبری ۷/۱۴۰
(۲) الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل ۴/۱۱۸
(۳) الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل ۱/۳۰۳
(۴) مختصر تفسير البغوي ۱/۱۰۰
(۵) تفسیر ابن کثیر ۲/۳۳۴

أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ﴿۵۳﴾

کیا ان کا کوئی حصہ سلطنت میں ہے ؟ اگر ایسا ہو تو پھر یہ کسی کو ایک کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر بھی کچھ نہ دیں،

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ

یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے، پس ہم نے تو آل ابراہیم کو کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم

اور حکمت بھی دی ہے اور بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی ہے، پھر ان میں سے بعض نے تو اس کتاب کو مانا

مَّن صَدَّ عَنْهُ ۚ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ﴿۵۵﴾ (النساء ۵۳ تا ۵۵)

اور بعض اس سے رک گئے، اور جہنم کا جلانا کافی ہے۔

یہودیوں کا بخل اور حسد: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ان کے پاس کسی ملک کی حکومت ہے کہ اس میں دوسرے لوگ حصہ دار بننا چاہتے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہے اگر اقتدار میں ان کا کوئی حصہ ہوتا یا انہیں کچھ بھی تصرف واختیار حاصل ہوتا تو یہ دوسروں کو ایک پھوٹی کوڑی تک نہ دیتے، جیسے فرمایا

قُل لَّوْ أَنتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَّأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنفَاقِ ... ﴿۱۰۰﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو! اگر کہیں میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے قبضے میں ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے اندیشے سے ضرور ان کو روکے رکھتے۔

پھر کیا یہ محمد رسول اللہ ﷺ سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسماعیل میں سے محمد ﷺ کو اپنے فضل سے منصب نبوت سے نواز دیا؟ اگر یہ بات ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی تھی اور دنیا کی امامت و رہنمائی اور اقوام عالم پر قائدانہ اقتدار بھی بخش دیا تھا، مگر اس کے باوجود بنی اسرائیل کے سارے لوگ اس پر ایمان نہیں لائے، بلکہ ان میں سے کوئی اس پر ایمان لایا اور کوئی اس سے اعراض کر گیا، اور لوگوں کو بھی اس سے روکنے کی کوشش کی،

عَنْ مُجَاهِدٍ: فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ قَالَ: بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ مِنْ يَهُودَ وَمِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں'' مگر ان میں سے کوئی اس پر ایمان لایا۔'' سے مراد یہ ہے ان میں سے کوئی تو اس پر ایمان لایا جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے اور کوئی اس سے رکا اور ہٹا رہا۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے ان کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا اور منکرین نبوت یہود و نصاریٰ اور دیگر اقسام کے کفار کے لیے تو بس جہنم کی بھڑکتی ہوئی

---

[1] بنی اسرائیل ۱۰۰

[2] تفسیر طبری ۴۸۲/۸

آگ ہی کافی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ

جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا انہیں ہم یقیناً آگ میں ڈال دیں گے، جب ان کی کھالیں پک جائیں گی

بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۵۶﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ہم ان کے سوا اور کھالیں بدل دیں گے تا کہ وہ عذاب چکھتے رہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے، اور جو لوگ ایمان لائے

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور شائستہ اعمال کئے ہم عنقریب انہیں ان جنتوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں،

خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّ نُدْخِلُهُمْ

جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، ان کے لیے وہاں صاف ستھری بیویاں ہوں گی اور ہم انہیں

ظِلًّا ظَلِیْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا ۙ

گھنی چھاؤں (اور پوری راحت) میں لے جائیں گے، اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ!

وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ

اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل اور انصاف سے فیصلہ کرو! یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ تعالیٰ کر رہا ہے،

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ﴿۵۸﴾ (النساء ۵۶ تا ۵۸)

بیشک اللہ تعالیٰ سنتا ہے دیکھتا ہے۔

رسولوں اور ان پر منزل کتابوں کے ساتھ کفر کرنے والوں کی سزا: اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور دیگر تمام کفار جن لوگوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کر دیا ہے انہیں بالیقین ہم آگ میں جھونکیں گے، اور جہنم کے عذاب کی سختی، تسلسل اور دوام کا بیان فرمایا کہ وہ ایسی آگ ہوگی جو ان کے تمام جسموں اور تمام اجزا کو چاروں طرف سے گھیر لے گی، پھر جب ان کے بدن کی کھال گل (اور جل) جائیں گی تو اس کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کر دیں گے تا کہ وہ خوب عذاب کا مزا چکھیں،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا، قَالَ: إِذَا احْتَرَقَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا بِيضًا أَمْثَالَ الْقَرَاطِيسِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا آیت کریمہ ''اور جب ان کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے۔'' کے بارے

میں قول ہے جب ان کی کھالیں جل جائیں گی تو انہیں کاغذ کی طرح سفید کھالیں دے دی جائیں گی۔ (۱)

عَنِ الْحَسَنِ، قَوْلَهُ: كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا قَالَ: تُنْضِجُهُمْ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَرَّةٍ، قَالَ حُسَيْنٌ: وَزَادَ فِيهِ فُضَيْلُ بْنُ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ: كُلَّمَا أَنْضَجَتْهُمْ وَأَكَلَتْ لُحُومَهُمْ، قِيلَ لَهُمْ: عُودُوا، فَعَادُوا.

اور حسن بصری رحمہ اللہ کا آیت کریمہ ''اور جب ان کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے۔'' کے بارے میں قول ہے کہ ایک دن میں ان کی کھالیں ستر ہزار مرتبہ گھل اور جل جائیں گی، اور حسین نے بیان کی ہے کہ فضیل نے ہشام سے اور انہوں نے حسن بصری رحمہ اللہ سے جو روایت بیان کی ہے اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ جب ان کی کھالیں جل جائیں گیا ور جہنم کی آگ ان کے گوشت کو کھالے گی تو ان سے کہا جائے گا کہ پھر اپنی اسی پہلی حالت پر لوٹ آؤ تو وہ لوٹ آئیں گی۔ (۲)

اللہ بڑی قدرت رکھتا ہے اور اپنے فیصلوں کو عمل میں لانے کی حکمت خوب جانتا ہے، کفار کے مقابلے میں اہل ایمان کی ابدی نعمتیں کا ذکر فرمایا کہ جن لوگوں نے ہماری آیات کو خلوص نیت سے مان لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کیے، ان کو ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے تمام اطراف واکناف میں نہریں رواں دواں ہوں گی، وہ جہاں چاہیں گے رہیں گے اور جو خواہش کریں گے وہ ان کو مہیا کر دی جائے گی، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور ان کو پاکیزہ بیویاں ملیں گی جو حیض، نفاس، بول وبراز، گھٹیا اخلاق اور بری باتوں سے پاک ہوں گی،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلَهُ: لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ، يَقُولُ: مُطَهَّرَةٌ مِنَ الْقَذَرِ وَالْأَذَى

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ '' اور ان کو پاکیزہ بیویاں ملیں گی۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں وہ نجاستوں اور بول وبراز سے پاک ہوں گی۔ (۳)

عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي قَوْلِهِ: أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ، قَالَ: مُطَهَّرَةٌ مِنَ الْحَيْضِ وَالْبَوْلِ وَالنُّخَامِ وَالْبُزَاقِ وَالْمَنِيِّ وَالْوَلَدِ

اور مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ '' پاکیزہ بیویاں۔ کے بارے میں فرماتے ہیں وہ بول، حیض، بلغم، تھوک، منی اور بچہ پیدا کرنے سے پاک ہوں گی۔ (۴)

اور انہیں ہم جنت کے درختوں کی گھنی چھاؤں میں رکھیں گے یعنی راحت وآرام میں رکھیں گے، جیسے فرمایا

وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (۵)

ترجمہ: اور دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں۔

(۱) تفسیر طبری ۸/۴۸۴، تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۹۸۲

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۹۸۳

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۹۸۴

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۹۸۴

(۵) الواقعة ۳۰

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ فِي الجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لاَ يَقْطَعُهَا

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چل سکتا ہے اور پھر بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔ (۱)

یعنی جنت اور اس کی نعمتیں محض خواب وخیال نہیں بلکہ ایک مجسم حقیقت ہے۔کیونکہ بنی اسرائیل نے اپنے زمانہ انحطاط میں امانتیں یعنی ذمہ داری کے منصب اور مذہبی پیشوائی اور قومی سرداری کے مرتبے ایسے لوگوں کو دینے شروع کر دیئے جو نااہل، کم ظرف، بداخلاق، بددیانت اور بدکار تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے بدکردار لوگوں کی قیادت میں پوری قوم ہی خراب ہوتی چلی گئی، چنانچہ مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ تم بنی اسرائیل کی طرح نہ کرنا بلکہ امانتیں ان لوگوں کے سپرد کرنا جو اس کے اہل ہوں یعنی جن میں بار امانت اٹھانے کی صلاحیت ہو،

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ... (۲)

ترجمہ:مسلمانوں! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔

اس آیت کے نزول کے بارے میں روایت ہے

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِمَكَّةَ وَاطْمَأَنَّ النَّاسُ، خَرَجَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ، فَطَافَ بِهِ سَبْعًا عَلَى رَاحِلَتِهِ، يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ فِي يَدِهِ، فَلَمَّا قَضَى طَوَافَهُ، دَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ، فَأَخَذَ مِنْهُ مِفْتَاحَ الْكَعْبَةِ فَأَتَاهُ بِهِ، فَلَمَّا بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهِ قَامَ الْعَبَّاسُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، اجْمَعْهُ لِي مَعَ السِّقَايَةِ،فَكَفَّ عُثْمَانُ يده،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرِنِي الْمِفْتَاحَ يَا عُثْمَانُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عُثْمَانُ، إِنْ كُنْتَ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَهَاتِنِي الْمِفْتَاحَ فَقَالَ: هَاكَ بِأَمَانَةِ اللهِ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا اور اطمینان اور سکون کے ساتھ بیت اللہ میں تشریف لائے تو اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا اور حجر اسود کو اپنی چھڑی سے چھوتے تھے،اس کے بعد عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو جو بیت اللہ کے کنجی بردار تھے بلایا اور ان سے کعبہ کی کنجی طلب کی،انہوں نے دینا چاہی کہ اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں اب یہ کنجی مجھے سونپ دیں تاکہ میرا گھرانے میں زمزم کا پانی پلانا اور بیت اللہ کی کنجی رکھنا دونوں ہی اعزاز رہیں، عباس رضی اللہ عنہ کی گزارش سن کر عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ روک لیا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ کنجی طلب کی، پھر دوبارہ وہی واقعہ ہوا، پھر تیسری بار آپ نے کنجی طلب فرمائی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر کنجی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دی، میں اللہ کی امانت آپ کے سپرد کرتا ہوں،

فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ بَابَ الْكَعْبَةِ، فَوَجَدَ فِي الْكَعْبَةِ تِمْثَالَ إِبْرَاهِيمَ مَعَهُ قِدَاحٌ يَسْتَقْسِمُ بِهَا

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ۳۲۵۱،صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا۷۱۳۷، مسند احمد ۱۰۰۶۵،سنن الدارمی ۲۸۸۱

(۲) النساء ۵۸

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا لِلْمُشْرِكِينَ قَاتَلَهُمُ اللهُ. وَمَا شأن إبراهيم وشأن القداح. ثم دعا بجفنة فِيهَا مَاءٌ فَأَخَذَ مَاءً فَغَمَسَهُ فِيهِ، ثُمَّ غَمَسَ بِهِ تِلْكَ التَّمَاثِيلَ

رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کا دروازہ کھول کر اندر تشریف لے گئے اور اندر جتنے بت اور تصویریں تھیں سب توڑ کر باہر پھینک دیئے، ان میں ابراہیم علیہ السلام کی تصویر بھی تھی جس کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ان مشرکین کو غارت کرے خلیل اللہ کا ان تیروں سے کوئی سروکار نہیں، ان تمام چیزوں کا نام ونشان مٹا کر اور ان کی جگہ پانی ڈال کر آپ باہر تشریف لائے

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى بَابِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، أَلَا كُلُّ مَأْثُرَةٍ أَوْ دَمٍ أَوْ مَالٍ يُدْعَى، فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ إِلَّا سِدَانَةَ الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ الْحَاجِّ، قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَامَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَمِفْتَاحُ الْكَعْبَةِ فِي يَدِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اجْمَعْ لَنَا الْحِجَابَةَ مَعَ السِّقَايَةِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ

اور کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اسی اکیلے نے شکست سے دوچار کیا، جاہلیت کے تمام جھگڑے خواہ مالی ہوں یا جانی اب میرے پاؤں تلے کچل دیئے گئے، بیت اللہ کی چوکیداری اور حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب پہلے کی طرح برقرار رہے گا، خطبہ ارشاد فرما کر آپ بیٹھے ہی تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! بیت اللہ کی کنجی مجھے عنایت فرما دیں تا کہ بیت اللہ کی چوکیداری اور حاجیوں کو زمزم پلانے کا منصب دونوں یکجا ہو جائیں لیکن آپ ﷺ نے انہیں کنجی نہیں دی،

وَأَخْرَجَ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ، وَكَانَ فِي الْكَعْبَةِ فَأَلْزَقَهُ فِي حَائِطِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، هَذِهِ الْقِبْلَةُ، ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ شَوْطًا أَوْ شَوْطَيْنِ ثُمَّ نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيلُ، فِيمَا ذُكِرَ لَنَا بِرَدِّ الْمِفْتَاحِ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ

آپ ﷺ نے مقام ابراہیم کو بیت اللہ کے اندر سے نکال کر کعبہ کی دیوار کے ساتھ ملا کر رکھ دیا اور لوگوں سے کہہ دیا کہ تمہارا قبلہ یہی ہے، پھر رسول اللہ ﷺ طواف میں مشغول ہو گئے ابھی چند طواف ہی کئے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اس آیت ”مسلمانوں! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔“ کی تلاوت شروع کر دی،

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَعْبَةِ، وَهُوَ يَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ: فِدَاهُ أَبِي وَأُمِّي، مَا سَمِعْتُهُ يَتْلُوهَا قَبْلَ ذَلِكَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيْنَ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ؟ فَدُعِيَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ:هَاكَ مِفْتَاحَكَ يَا عُثْمَانُ، الْيَوْمُ يَوْمُ وَفَاءٍ وَبِرٍّ

اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اس سے پہلے میں نے آپ کو اس آیت کی تلاوت کرتے نہیں سنا، رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں بیت اللہ کی کنجی سونپ کر فرمایا آج کا دن وفا، نیکی

اور سلوک کا دن ہے۔ [۱]

فَقَالَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ

مکہ کے ایک شخص سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص تمہارے پاس امانت رکھے تو اس کی امانت کو ادا کر دو اور جو تم سے خیانت کرے تو تم اس سے خیانت نہ کرو۔ [۲]

جو شخص کسی کی امانت دنیا میں ادا نہیں کرتا تو اسے آخرت میں ادا کرنا ہوگا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ، مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حق والوں کے حقوق ضرور ادا کیے جائیں گے حتی کہ بے سینگ بکری کا سینگوں والی بکری سے حق لیا جائے گا۔ [۳]

دوسری بڑی کمزوری یہ تھی کہ انصاف کی روح سے خالی ہو گئے تھے، وہ شخصی اور قومی اغراض کے لئے بے تکلف ایمان نگل جاتے تھے، صریح ہٹ دھرمی برتتے اور انصاف کے گلے پر چھری پھیرنے میں انہیں ذرا تامل نہ ہوتا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عدل وانصاف کا حکم فرمایا کہ جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو چاہئے مقدمات دیوانی ہوں یا فوجداری یا چادر اور چار دیواری کے ہوں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے کرو،

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَوْلَهُ: {وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ}قَالَ: نَزَلَتْ فِي الْأُمَرَاءِ خَاصَّةً

شہر بن حوشب نے کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ " اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔" امراء یعنی حکام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ [۴]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَجُرْ، فَإِذَا جَارَ وَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک کہ وہ ظلم نہ

[۱] تفسیرالقرآن العزیزلابن ابی زمنین۳۸۱/۱، تفسیرابن کثیر۳۴۱/۲، تفسیر المنار ۱۳۷/۵،الهداية الى بلوغ الى النهاية ۱۳۶۵/۲، زادالمسیرفی علم التفسیر۴۲۳/۱

[۲] مسنداحمد۱۵۴۲۴،سنن ابوداد أَبْوَابُ الْإِجَارَةِ بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَأْخُذُ حَقَّهُ مَنْ تَحْتَ يَدِهِ۳۵۳۵عن ابوہریرہ

[۳] صحیح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ۶۵۸۰،جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ ۲۴۲۰،مسند احمد۷۲۰۴،صحیح ابن حبان۷۳۶۳

[۴] تفسیرابن ابی حاتم۹۸۶/۳

کرے جب اس نے ظلم کیا تو اللہ اس کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کو اس کے نفس کے سپرد کر دیتا ہے۔ [۱]

اللہ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ تمہارے سب اقوال و اعمال سنتا اور دیکھتا ہے، اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

اے ایمان والو! فرماں برداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرماں برداری کرو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور تم میں سے

وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ

اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز پر اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف،

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ (النساء۵۹)

اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اطاعت کرو اللہ کی، کیونکہ اصل اطاعت تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے جیسا فرمایا

...اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ... [۲]

ترجمہ: خبردار رہو! اُسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔

...اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ... ۝ [۳]

ترجمہ: فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ رسول کو بھی واجب الاطاعت قرار دیا ہے اس لئے فرمایا اور رسول کی اطاعت کرو، جیسے فرمایا

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ... ؕ ۝ [۴]

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے در اصل اللہ کی اطاعت کی۔

مَا من أحد إِلَّا وَهُوَ مَأْخُوذ من كَلَامه ومردود عَلَيْهِ إِلَّا رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات کے سوا کوئی شخص (پیدا ہی) نہیں ہوا جس کی ہر بات صحیح تسلیم کر لی جائے۔ [۵]

---

[۱] سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَحْكَامِ بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْحَيْفِ وَالرَّشْوَةِ ۲۳۱۳

[۲] الاعراف ۵۴

[۳] یوسف ۴۰

[۴] النساء ۸۰

[۵] حجة الله البالغة ۱٫۲۵۷

اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں سے صاحب اختیار ہوں، مگر یہ اطاعت مستقل نہیں ان کی اطاعت اس وقت تک کی جائے گی جب تک کہ وہ قرآن وحدیث کے مطابق احکام دیں لیکن اگر وہ اس کے خلاف حکم دیں تو ان کی اطاعت لازم نہیں،

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ، فَغَضِبَ، فَقَالَ: أَلَيْسَ أَمَرَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا، فَجَمَعُوا، فَقَالَ: أَوْقِدُوا نَارًا، فَأَوْقَدُوهَا، فَقَالَ: ادْخُلُوهَا، فَهَمُّوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا، وَيَقُولُونَ: فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ، فَمَا زَالُوا حَتَّى خَمَدَتِ النَّارُ، فَسَكَنَ غَضَبُهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ، الطَّاعَةُ فِي المَعْرُوفِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر لشکر روانہ کیا اور اس کا امیر ایک انصاری صحابی (عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ) کو بنایا اور لشکریوں کو حکم دیا کہ سب اپنے امیر کی اطاعت کریں، پھر امیر کسی وجہ سے ناراض ہو گئے اور اپنے فوجیوں سے پوچھا کہ کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اطاعت کرنے کا حکم نہیں فرمایا ہے؟ سب نے کہا ہاں فرمایا ہے، انہوں نے کہا پھر تم سب لکڑیاں جمع کرو انہوں نے لکڑیاں جمع کیں تو امیر نے حکم دیا کہ اس میں آگ لگاؤ اور انہوں نے آگ لگا دی، اب انہوں نے حکم دیا کہ سب اس میں کود جاؤ، فوجی کود جانا ہی چاہتے تھے کہ انہیں میں سے بعض نے بعض کو روکا اور کہا کہ ہم تو اس آگ کے خوف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے ہیں ان باتوں میں وقت گزر گیا اور آگ بھی بجھ گئی اس کے بعد امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا، جب اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود جاتے تو پھر قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے اطاعت کا حکم صرف نیک کاموں کے لئے ہے۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر واجب ہے کہ (تمام احکام) سنے اور مانے، خواہ اسے پسند آئیں یا ناپسند ہوں جب تک اسے نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، جب معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ اطاعت ہے۔ (۲)

عَنِ النَّوَّاسِ بنِ سَمْعَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الخَالِقِ

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔ (۳)

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ سَرِيَّةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ المُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ: إِنَّهَا سَرِيَّةُ الأَنْصَارِ۴۳۴۰،سنن ابوداود کتاب الجهاد بَابٌ فِي الطَّاعَةِ ۲۶۲۵، صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ، وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ۴۷۶۵

(۲) سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي الطَّاعَةِ۲۶۲۶،جامع ترمذی ابواب الجهاد بَابُ مَا جَاءَ لاَ طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الخَالِقِ ۱۷۰۷،سنن ابن ماجه کتاب الجهادبَابُ لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ۲۸۶۴

(۳) شرح السنة للبغوی ۲۴۵۵،مصنف ابن ابی شیبة۳۳۷۱۷، المعجم الاوسط ۳۹۱۷

عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِي مَنْشَطنا وَمَكْرَهِنَا، وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا، وأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَلَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ. قَالَ: إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَواحا، عِنْدَكُمْ فِيهِ مِنَ اللهِ بُرْهَانٌ

اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جن باتوں کا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا ان میں یہ بھی تھا کہ خوشی و ناگواری، تنگی اور کشادگی اور اپنی حق تلفی میں بھی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور یہ بھی کہ حکمرانوں کے ساتھ حکومت کے بارے میں اس وقت تک جھگڑا نہ کریں جب تک ان کو اعلانیہ کفر کرتے نہ دیکھ لیں اگر وہ اعلانیہ کفر کریں تو تم کو اللہ کے پاس دلیل مل جائے گی۔ ⁽¹⁾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو اور اطاعت بجالاؤ خواہ تمہارا امیر اس طرح کا کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو جس کا سر منقے جیسا ہو۔ ⁽²⁾

عَبْدًا حَبَشِيًّا مُجَدَّعًا

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں خواہ وہ اعضاء کٹا ہوا حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو ⁽³⁾

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی تو تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو تحقیق اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی تو گویا اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی تو گویا اس نے میری نافرمانی کی۔ ⁽⁴⁾

کیونکہ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر دین کی بنیاد قائم ہے ان دونوں کو حجت تسلیم کیے بغیر ایمان درست نہیں، اس لئے تنازعات ختم کرنے کے لئے ایک بہترین اصول فرمایا پھر اگر تمہارے اور صاحب اختیار یا علما و فقہا کے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ یعنی اللہ کی طرف سے منزل کتاب قرآن مجید جو کتاب آئین ہے اور رسول یعنی حدیث رسول کی طرف پھیر دو،

⁽¹⁾ صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ، وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ۴۷۷۱، صحیح بخاری كِتَابُ الفِتَنِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا۷۰۵۶

⁽²⁾ صحیح بخاری كِتَابُ الأَحْكَامِ بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً۷۱۴۲، سنن ابن ماجہ كِتَابُ الْجِهَادِ بَابُ طَاعَةِ الْإِمَامِ۲۸۶۰، مسند البزار ۷۴۳۴، مسند احمد ۱۲۱۲۶

⁽³⁾ ۔صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ، وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ۴۷۵۶

⁽⁴⁾ صحیح بخاری كِتَابُ الأَحْكَامِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَأَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ۷۱۳۷، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ، وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ۴۷۴۷، سنن نسائی كِتَابُ الْبَيْعَةِ بَابُ التَّرْغِيبُ فِي طَاعَةِ الْإِمَامِ۴۱۹۳، صحیح ابن خزیمة ۱۵۹۷، صحیح ابن حبان ۴۵۵۶، مسنداحمد ۷۶۵۶

...فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ... [1]

ترجمہ: پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو۔

کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں

وَهَذَا أَمْرٌ مِنَ اللَّهِ، عَزَّ وَجَلَّ، بِأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ تَنَازَعَ النَّاسُ فِيهِ مِنْ أُصُولِ الدِّينِ وَفُرُوعِهِ أَنْ يُرَدَّ التَّنَازُعُ فِي ذَلِكَ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، كَمَا قَالَ تَعَالَى: {وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ

ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بالکل واضح حکم ہے کہ اگر لوگوں کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے خواہ اس کا تعلق دین کے اصول سے ہو یا فروع سے، انہیں چاہیے کہ اس سلسلہ میں قرآن وسنت کو فیصل بنائیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور جس بات میں تمہارے درمیان اختلاف رونما ہو جائے اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد کر دو۔'' [2]

عَنْ مُجَاهِدٍ , فِي قَوْلِهِ: فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ، قَالَ: كِتَابُ اللهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس آیت کریمہ '' تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔'' کے معنی یہ ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرو۔ [3]

اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو اور خلوص نیت سے معاملہ حل کرنا چاہتے ہو، پس ثابت ہوا کہ جو شخص اختلافی مسائل کا تصفیہ کتاب وسنت کی طرف نہ لے جائے وہ اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتا، معاملہ کو حل کرنے کے لئے یہی طریق کار سب سے زیادہ عدل وانصاف کا حامل اور لوگوں کے دین ودنیا اور عاقبت کی بھلائی کے لئے سب سے اچھا فیصلہ ہے،

يَقُول: إِذا صَحَّ الحَدِيث فَهُوَ مذهبي

اس لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ [4]

بنو نضیر بھی چونکہ بنی عامر کے حلیف تھے اس لئے معاہدے کی رو سے (کہ اگر ریاست کو خوں بہا ادا کرنا پڑے تو مسلمان اور یہودی مل کر یہ رقم ادا کریں گے) دیت کا کچھ حصہ جو بنو نضیر کے ذمہ بھی واجب الادا تھا، بنو نضیر اور بنو قریظہ مدینہ کے بیرونی حصہ میں اپنے باغوں اور قلعوں میں آباد تھے، جب یہود مدینہ آئے تھے تو پہلے نشیبی حصہ میں آباد ہوئے تھے مگر یہاں کی آب وہوا انہیں موافق نہ آئی تو بلند حصے پر جا کر بنو نضیر بطحان میں اور بنو قریظہ مہر ور میں جا کر آباد ہو گئے، یہ دونوں زرخیز وادیاں تھیں اور اردگرد پتھروں کو پھاڑ کر میٹھے پانی کے چشمے جاری تھے، چنانچہ بنو نضیر نے یہاں باغات اور قلعے بنا لئے اور ان میں رہنے لگے، ان کی آبادی مدینہ منورہ سے دو یا تین میل کے فاصلے پر تھی اور یہ مدینہ کے قریب کھجوروں کے باغات کے بھی مالک تھے،

---

[1] النساء ۵۹

[2] تفسیر ابن کثیر ۲/۳۴۵

[3] تفسیر طبری ۸/۵۰۵

[4] حجۃ اللہ البالغۃ ۱/۲۶۸

فَسَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَنِي النّضِيرِ يَسْتَعِينُ فِي دِيَتِهِمَا، وَكَانَتْ بَنُو النّضِيرِ حُلَفَاءَ لِبَنِي عَامِرٍ. فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ السَبْتِ فَصَلّى فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَمَعَهُ رَهْطٌ مِنْ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، ثُمّ جَاءَ بَنِي النّضِيرِ فَيَجِدُهُمْ فِي نَادِيهِمْ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ، فَكَلّمَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن يُعِينُوهُ فِي دِيَةِ الْكِلَابِيّيْنِ اللّذَيْنِ قَتَلَهُمَا عَمْرُو بْنُ أُمَيّةَ

بہر حال ہفتہ کے دن رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو (جن میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل تھے) لیکر بنو کلاب کے دو آدمیوں کی دیت میں (جنہیں عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے غلطی سے قتل کر دیا تھا) اعانت اور امداد لینے کے لئے بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے، مسجد قبا میں نماز ادا فرمائی، نماز کے بعد آپ بنو نضیر کے پاس آئے اور ایک دیوار یا مکان کے سائے میں بیٹھ کر آپ ﷺ نے ان سے مدد دینے کے لئے کہا

فَقَالُوا: نَفْعَلُ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ، مَا أَحْبَبْت وخلا بعضهم ببعض وهموا بالغدر بِهِ،فَقَالَ عَمْرُو بْنُ جَحّاشٍ: أَنَا أَظْهَرُ عَلَى الْبَيْتِ فَأَطْرَحُ عَلَيْهِ صَخْرَةً قَالَ سَلّامُ بْنُ مِشْكَمٍ: يَا قَوْمِ، أَطِيعُونِي هَذِهِ الْمَرّةَ وَخَالِفُونِي الدّهْرَ! وَاَللهِ إنْ فَعَلْتُمْ لَيُخْبَرَنّ بِأَنّا قَدْ غَدَرْنَا بِهِ، وَإِنّ هَذَا نَقْضُ الْعَهْدِ الّذِي بَيْنَنَا وبينه

اس پر انہوں نے خندہ پیشانی سے جواب دیا اے ابو القاسم! جس طرح آپ چاہتے ہیں ہم اسی طرح آپ کی مدد کریں گے مگر شیطان ان پر غالب آ گیا چنانچہ وہ علیحدہ ہو کر ایک دوسرے سے مشورہ کرنے لگے کہ (رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا) ایسا بے نظیر موقع پھر نہیں آئے گا، کون ہے جو اس مکان کے اوپر جا کر اس چکی کے بھاری پاٹ کو گرا کر اسے قتل کر دے، تا کہ ہمیں ہمیشہ کے لئے اس سے نجات مل جائے؟! ایک بد بخت عمرو بن جحاش بن کعب بن لسبیل نضری نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا اور کہا میں مکان پر چڑھ جاؤں گا اور آپ پر ایک پتھر ڈھلکا دوں گا، سلام بن مشکم نے مخالفت کرتے ہوئے کہا اے میری قوم کے لوگو! جو کچھ کہا جا رہا ہے اس کی اطاعت کرو اور گردش زمانہ سے خوف کھاؤ، اللہ کی قسم! اگر تم ایسا کرو گے تو اس کا رب اس کو تمہارے ارادوں کی خبر کر دے گا اور تمہارے پاس اس سلسلہ میں کوئی عذر نہیں ہو گا اور یہ اس عہد کے خلاف بھی ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان ہو چکا ہے۔ [1]

مگر شیطان نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی تھی اس لئے انہوں نے اس مشورہ کو قبل التفات نہ سمجھا اور اپنے عزم بد پر قائم رہے،

وَجَاءَ النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، فَقَامَ كَأَنّهُ يُرِيدُ حَاجَةً

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو یہودیوں کے ناپاک ارادوں کی خبر پہنچادی، آپ ﷺ فوراً کسی ضرورت کا ظاہر کر کے وہاں سے اٹھ کر تیز تیز چل کر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ [2]

---

[1] مغازی واقدی ۱/۳۶۴، ابن سعد ۲/۴۴

[2] ابن سعد ۲/۴۴، تاریخ طبری ۲/۵۵۲، فتح الباری ۷/۳۳۱

جبکہ صحابہ کرام ؓ وہیں بیٹھے رہے، یہودیوں کو جب آپ کے چلے جانے کا علم ہوا تو بہت نادم ہوئے،

فَقَالَ لَهُمْ كِنَانَةُ بْنُ صُوَيْرَاءَ : هَلْ تَدْرُونَ لِمَ قَامَ مُحَمَّدٌ؟ وَاللهِ قَدْ أُخْبِرَ مُحَمَّدٌ مَا هَمَمْتُمْ بِهِ مِنْ الْغَدْر وَاللهِ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللهِ

ان میں سے ایک یہودی کنانہ بن حویرا نے کہا تم کو معلوم نہیں کہ محمد ﷺ کیوں اٹھ کر چلے گئے؟ اللہ کی قسم ان کو تمہاری غداری کا علم ہو گیا ہے، بخدا وہ اللہ کے رسول ہیں۔ (۱)

جب آپ ﷺ کی واپسی میں بہت دیر ہو گئی تو صحابہ y بھی اٹھ کر مدینہ چلے آئے،

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ،: قُمْت وَلَمْ نَشْعُرْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَمّتْ الْيَهُودُ بِالْغَدْرِ بِي، فَأَخْبَرَنِي اللهُ بِذَلِكَ فَقُمْت

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی جب وہ آپ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے آپ جلدی سے وہاں سے اٹھ گئے اور ہم کچھ نہ سمجھ سکے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود نے غداری کا ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی خبر دی اس لئے میں اٹھ کھڑا ہوا۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تھے تو آپ نے یہودیوں کے دوسرے قبائل کی طرح بنو نضیر سے بھی ایک معاہدہ کیا تھا، جس کی بنیادی شرط یہ تھی کہ فریقین ایک دوسرے کے خلاف کسی قسم کی معاندانہ کاروائی نہ کریں گے اور نہ ایک دوسرے کے دشمنوں کی امداد کریں گے،

وَقِسْمٌ حَارَبُوهُ وَنَصَبُوا لَهُ الْعَدَاوَةَ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے ان سے مصالحت کی تھی اس بات پر کہ نہ وہ آپ سے جنگ کریں گے اور نہ آپ کے خلاف آپ کے دشمنوں کی اعانت کریں گے۔ (۳)

یہ معاہدہ فوری طور پر تو طے پا گیا مگر اپنی فطرت کے مطابق یہودی زیادہ عرصہ تک اس پر قائم نہ رہے سکے اس کی چند وجوہات تھیں۔

ہر طرح کی روکاوٹوں اور سازشوں کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی دعوت دین رفتہ رفتہ چاروں طرف پھیل رہی تھی حتی کہ خود یہودیوں کے چند بڑے عالموں کے علاوہ بے شمار لوگ اس دعوت کو قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے اور یہ بات یہودیوں کے لیے پریشان کن تھی۔

مدینہ طیبہ کے دونوں طاقتور قبائل اوس وخزرج کو باہم لڑائے رکھنے میں یہودیوں کا مفاد تھا، دونوں قبائل اپنی لڑائی میں یہودیوں کو فراموش کر چکے تھے مگر اب وہ لوگ اسلام کے جھنڈے تلے متحد ہو رہے تھے اور یہ بات یہود کے لیے بجائے خود ایک خطرہ تھا۔

(۱) مغازی واقدی ۱/۳۶۵

(۲) ابن سعد ۲/۴۴، مغازی واقدی ۱/۳۶۶، دلائل النبوۃ لابی نعیم ۱/۴۹۰

(۳) فتح الباری ۷/۳۳۰

یہودیوں کی آمدن کا ایک بڑا ذریعہ سود تھا، اسلام سے پہلے وہ اوس و خزرج کو آپس میں لڑاتے تھے اور مالی ضروریات کے لیے دونوں قبائل ان سے سود پر رقم لیتے تھے مگر ان دونوں قبائل کے متحد ہونے سے یہودیوں کا سودی کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گیا تھا۔

ان وجوہات کی بنا پر یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف سازشیں شروع کر دیں اور معاہدے کی کھلم کھلا خلاف ورزی کا آغاز کر دیا۔

اس معاہدہ کے بعد رسول اللہ ﷺ اور عام مسلمان ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے تھے اور ان سے دوستانہ میل جول شروع کر دیا تھا، لیکن شرائط کے بالکل خلاف وہ کفار قریش سے ساز باز کرتے رہے اور چپکے چپکے ان کو مسلمانوں کے متعلق خفیہ اطلاعات فراہم کرنے لگے،

مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ فِي الْمَغَازِي قَالَ كَانَتِ النَّضِيرُ قَدْ دَسُّوا إِلَى قُرَيْشٍ وَحَضُّوهُمْ عَلَى قِتَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں لکھا ہے بنی نضیر قریش سے سازشیں کرتے تھے ان کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ پر ابھارتے تھے اور انہیں خفیہ خبریں دیتے تھے۔[1]

انہوں نے اس پر بھی بس نہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی بھی متعدد مرتبہ کوشش کی۔

فَأَرْسَلُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْرُجْ إِلَيْنَا فِي ثَلَاثَةٍ مِنْ أَصْحَابِكَ وَيَلْقَاكَ ثَلَاثَةٌ مِنْ عُلَمَائِنَا فَإِنْ آمَنُوا بِكَ اتَّبَعْنَاكَ فَفَعَلَ فَاشْتَمَلَ الْيَهُودُ الثَّلَاثَةُ عَلَى الْخَنَاجِرِ فَأَرْسَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ إِلَى أَخٍ لَهَا مِنَ الْأَنْصَارِ مُسْلِمٍ تُخْبِرُهُ بِأَمْرِ بَنِي النَّضِيرِ فَأَخْبَرَ أَخُوهَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهِمْ فَرَجَعَ وَصَبَّحَهُمْ

ایک مرتبہ آپ کو کہلا بھیجا کہ آپ اپنے ساتھ تین آدمی لیکر آئیں اور ہم بھی اپنے تین عالم بھیجتے ہیں، ایک درمیانی مقام پر ان سے بحث ومباحثہ کریں اگر آپ ان پر اپنے دین کی حقانیت ثابت کر دیں (حالانکہ یہود آپ کو اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ اللہ کے آخری رسول ہیں جن کے وہ منتظر تھے، اور یہ کتاب اللہ کا کلام ہے) تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، رسول اللہ ﷺ نے اس دعوت کو منظور فرمالیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے تین صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر چلے اور وہ بھی تین کو لے کر چلے مگر وہ اسلحہ بند تھے اور ان کا خفیہ پروگرام یہ تھا کہ یوں دھوکے سے آپ کو قتل کر دیں گے، مگر خود بنونضیر کی ایک خیر خواہ عورت نے اپنے مسلمان بھائی کو پیغام بھیجا کہ یہودی تمہارے نبی کریم ﷺ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں، تو وہ انصاری جلدی سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا قبل اس کے کہ آپ ﷺ ان کی مجلس میں پہنچیں، تو آپ نے اس ملاقات سے انکار کر دیا۔[2]

اب پیمانہ صبر لبریز ہو چکا تھا، مسلسل بدعہدیوں اور سازشوں کے باعث اندیشہ تھا کہ کہیں یہ آستین کے سانپ کسی بیرونی حملہ کے وقت مدینہ کی سلامتی کو خطرہ میں نہ ڈال دیں، یہی نہیں بلکہ یہاں تک اندیشہ تھا کہ کہیں یہ لوگ خفیہ طریقہ سے رسول اللہ ﷺ کو شہید نہ کر دیں، مسلمان ان سے ایسے خوف زدہ ہو گئے تھے،

---

[1] فتح الباری ۳۳۲/۷

[2] سنن ابوداودکتاب الخراج والفی والامارة بَابٌ فِي خَبَرِ النَّضِيرِ ۳۰۰۴،فتح الباری ۳۳۱/۷

أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَالَ إِنِّي لَا أَرَى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ الْمَوْتُ فَآذِنُونِي بِهِ وَعَجِّلُوا فَلَمْ يُبْلِغِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي سَالِمِ بْنِ عَوْفٍ حَتَّى تُوُفِّيَ، وَكَانَ قَالَ لِأَهْلِهِ لَمَّا دَخَلَ اللَّيْلُ إِذَا مُتُّ فَادْفِنُونِي وَلَا تَدْعُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَخَاف عَلَيْهِ يهودا أَنْ يُصَابَ بِسَبَبِي، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ

طلحہ بن البراء بیمار ہو گئے نبی کریم ﷺ اس کی عیادت اور بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں طلحہ رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھ رہا جب یہ فوت ہوں تو مجھے اس سے باخبر کرنا ہے، نبی مکرم ﷺ ابھی بنو سالم بن عوف تک پہنچے ہی تھے کہ طلحہ فوت ہو گئے، تو انہوں نے اپنے عزیزوں کو وصیت کی کہ میرے مرنے کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو رات کے وقت نہ دینا کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ جنازہ کی شرکت کے لئے نکلیں اور کوئی یہودی آپ کو قتل کر دے، طلحہ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو صبح اطلاع دی۔[1]

ایسی حالت میں ان عہد شکن دشمنوں سے مزید چشم پوشی نہیں کی جا سکتی تھی مگر رسول اللہ ﷺ نے پھر بھی ان کے ساتھ رعایت برتی اور دفعتہ ان پر حملہ کر دینے کے بجائے

وَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أُخْرُجُوا مِنْ بَلَدِي فَلَا تُسَاكِنُونِي بِهَا وَقَدْ هَمَمْتُمْ بِمَا هَمَمْتُمْ بِهِ مِنَ الْغَدْرِ وقد أَجَّلْتُكُمْ عَشْرًا. فَمَنْ رُئِيَ بَعْدَ ذَلِكَ ضَرَبْت عُنُقَهُ،فَمَكَثُوا عَلَى ذَلِكَ أَيَّامًا يَتَجَهَّزُونَ، وَأَرْسَلُوا إِلَى ظَهْرٍ لَهُمْ بِذِي الْجُدْرِ، وَتَكَارُوا مِنْ ناس من أشجع إِبلا،

رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو ایک پیغام دے کر بنو نضیر کی طرف بھیجا کہ کیونکہ تم لوگوں نے میرے ساتھ غداری اور بدعہدی کی ہے اس لئے تم یہاں میرے ساتھ نہیں رہ سکتے، چنانچہ تمہیں دس دنوں کی مہلت دی جاتی ہے کہ اس عرصہ میں مدینہ منورہ سے نکل جاؤ اگر ان دنوں کے بعد تم میں سے کوئی یہاں نظر آیا تو اسے تہہ تیغ کر دیا جائے گا چنانچہ مہلت کے چند دنوں میں وہ سفر کی تیاریاں کرتے رہے اور انہوں نے مقام ذی الجدر میں اپنے مددگاروں کے پاس بار برداری کے اونٹوں کو لینے کے لئے آدمی روانہ کیے، اس کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بھی تیز چلنے والے اونٹ کرائے پر حاصل کیے،

فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمُ ابْنُ أُبَيٍّ: لا تَخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ، وَأَقِيمُوا فِي حُصُونِكُمْ، فَإِنَّ مَعِي أَلْفَيْنِ مِنْ قَوْمِي وَمِنَ الْعَرَبِ يَدْخُلُونَ حِصْنَكُمْ فَيَمُوتُونَ مِنْ آخِرِهِمْ، وَتَمُدّكُمْ قُرَيْظَةُ حُلَفَاؤُكُمْ مِنْ غَطَفَانَ،فَطَمِعَ حُيَيٌّ فِيمَا قَالَ ابْنُ أُبَيٍّ، فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّا لا نَخْرُجُ مِنْ دِيَارِنَا فَاصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ

اسی اثنا میں رئیس المنافقین ابن ابی نے ان کے پاس قاصد بھیج کر پیغام پہنچایا کہ تم لوگ اپنے گھروں سے مت نکلو بلکہ حسب سابق اپنے قلعوں میں ٹھیرے رہو، میرے پاس میری قوم والے اور دوسرے عرب دو ہزار کی تعداد میں موجود ہیں وہ تمہارے ساتھ تمہارے قلعوں میں آجائیں گے اور ان کا آخری آدمی تک تمہاری حفاظت کرے گا، اس کے علاوہ بنو قریظہ اور ان کے حلیف قبیلہ غطفان والے بھی تمہاری مدد

[1] اسد الغابة ۳/۸۱،فتح الباری ۳/۱۱۸

کو آجائیں گے،اس پر زور پیغام پر بنو نضیر کا سردار حیی بن اخطب غرور سے بھر گیا اور یہودیوں کی خود اعتمادی بحال ہو گئی اور انہوں نے جلاوطن ہونے کے بجائے رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ کی ٹھانی،اور رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ ہم اپنے قصبات سے نہیں نکلیں گے آپ جو کچھ ہمارے خلاف کر سکتے ہیں کر گزریں۔ [1]

فَأَظْهَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عليه وسلّم التكبير، وكبير الْمُسْلِمُونَ لِتَكْبِيرِهِ وَقَالَ:حَارَبْتُ يَهُودَ

چنانچہ حیی بن اخطب کا یہ پیغام سنکر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام y نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور کہا یہودیوں نے اعلان جنگ کر دیا اور کہا ہم یہودیوں سے جنگ کریں گے۔

جب آپ نے اتمام حجت کا حق پورا پورا ادا کر دیا اور جتنی نرمی کی جا سکتی تھی کی جا چکی تھی تو مجبوراً

وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ وَعَلِيٌّ يَحْمِلُ رَايَتَهُ فَسَارَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهِ،فَصَلَّى الْعَصْرَ بِفِنَاءِ بَنِي النَّضِيرِ، فلما رأوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامُوا عَلَى حُصُونِهِمْ مَعَهُمُ النَّبْلُ وَالْحِجَارَةُ، فَحَاصَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ:إِنَّكُمْ وَاللهِ لَا تَأْمَنُونَ عِنْدِي إِلَّا بِعَهْدٍ تُعَاهِدُونَنِي عَلَيْهِ فَأَبَوْا أَنْ يُعْطُوهُ عَهْدًا ،فَقَاتَلَهُمْ يَوْمَهُمْ ذَلِكَ،ثُمَّ غَدَا عَلَى بَنِي قُرَيْظَةَ بِالْكَتَائِبِ وَتَرَكَ بَنِي النَّضِيرِ، وَدَعَاهُمْ إِلَى أَنْ يُعَاهِدُوهُ، فَعَاهَدُوهُ، فَانْصَرَفَ عَنْهُمْ وَغَدَا إِلَى بَنِي النَّضِيرِ بِالْكَتَائِبِ، فَقَاتَلَهُمْ

آپ ﷺ نے مدینہ منورہ پر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہا کو نائب مقرر فرمایا سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو اپنا علم عطا فرمایا اور صحابہ y کی جماعت کو لیکر نبی کریم ﷺ بنو نضیر کے علاقوں کی طرف روانہ ہوئے،نماز عصر آپ نے بنو نضیر کے میدان میں ادا فرمائی،جب یہود نے رسول اللہ ﷺ کو آتے دیکھا تو اپنے مضبوط و مستحکم قلعہ جات میں جن پر ان کو بڑا گھمنڈ تھا جا کر دبک گئے اور قلعہ کی فصیل سے مسلمانوں پر تیروں اور پتھروں کی بوچھاڑ کرنے لگے،رسول اللہ ﷺ نے ان کے قلعہ جات کا محاصرہ فرما لیا اور ان سے فرمایا میں تمہارے بارے میں مطمئن نہیں ہو سکتا الا یہ کہ تم مجھ سے کوئی پختہ معاہدہ کرو،انہوں نے معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا، آپ ﷺ نے ان سے لڑائی شروع کر دی اور سارا دن لڑائی ہوتی رہی، آگلے دن آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ کر بنو قریظہ پر لشکر اور شہسوار دستوں کے ہمراہ چڑھائی کر دی اور بنو قریظہ کو پیشکش کی کہ معاہدہ کر لو،وہ مان گئے اور معاہدہ کر لیا، آپ ﷺ واپس آگئے اور اگلے دن پھر بنو نضیر پر چڑھائی اور لڑائی کی۔ [2]

محاصرے کے چند دن بعد مسلمانوں نے با آسانی فوجی نقل وحمل کے لئے یا ممکن ہے درختوں کے جھنڈ سے کمین گاہ کا کام لیا جاتا ہو رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر بنی نضیر کی بستی کے اطراف بویرہ میں جو نخلستان تھے ان میں سے ایک خاص قسم کی کھجور لینہ جو بنو نضیر کی عام خوراک میں شامل نہ تھے کے بہت سے درختوں کو جنگی ضروریات کے سبب کٹوا کر انہیں جلا دیا،اور جو درخت فوجی نقل وحرکت میں حائل نہ تھے ان کو کھڑا رہنے دیا،

---

[1] ابن سعد۴۴؍۲، عیون الاثر۷؍۲،فتح الباری۳۳۲؍۷

[2] دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۷۸؍۳

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ البُوَيْرَةُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے کھجوروں کے درخت جلادیئے تھے اور انہیں کاٹ ڈالا تھا۔ (۱)

قَطَعُوا مِنْہامَاکَانَ مَوْضِعًا لِلْقِتَال

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے یہ وضاحت فرمائی ہے مسلمانوں نے بنی نضیر کے درختوں میں سے صرف وہ درخت کاٹے تھے جو جنگ کے مقام پر واقع تھے۔ (۲)

قَالَ السُّهَيْلِيُّ فِي تَخْصِيصِهَا بِالذِّكْرِ إِيماءٌ إِلَى أَنَّ الَّذِي يَجُوزُ قَطْعُهُ مِنْ شَجَرِ الْعَدُوِّ مَا لَا يَكُونُ مُعَدًّا لِلاقْتِيَاتِ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَقْتَاتُونَ الْعَجْوَةَ وَالْبَرْنِيَّ دُونَ اللِّينَةِ

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں سہیلی رحمہ اللہ خاص طور پر لینہ کا ذکر کیے جانے سے یہ اشارہ نکالتا ہے کہ دشمن کے درختوں میں سے صرف انہی کو کاٹنا جائز ہے جو غذا کے کام میں نہ آتے ہوں، کیونکہ بنی نضیر عجوہ اور برنی کو کھایا کرتے تھے لینہ کو نہیں کھاتے تھے۔ (۳)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَنَّهُ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وَقَطَعَ، وَهِيَ البُوَيْرَةُ، وَلَهَا يَقُولُ حَسَّانُ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب مسلمانوں نے جنگی نقطہ نظر سے کچھ کھجور کے درختوں کو آگ لگائی تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہے۔

وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

بنی لوی (یعنی قریش) کے سرداروں کے نزدیک بویرہ کے باغات میں چاروں طرف پھیلی ہوئی آگ ایک معمولی واقعہ ثابت ہوئی۔ (۴)

قَالَ: فَأَجَابَهُ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الحَارِثِ

اس شعر کے جواب میں ابوسفیان بن حارث نے مسلمانوں کو بددعا دیتے ہوئے یہ شعر کہے۔

أَدَامَ اللهُ ذَلِكَ مِنْ صَنِيعٍ وَحَرَّقَ فِي نَوَاحِيهَا السَّعِيرُ

اللہ کرے کہ مدینہ میں ہمیشہ یوں ہی آگ لگتی رہے اور اس کے اطراف و جوانب میں یوں ہی شعلے اٹھتے رہیں

سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ وَتَعْلَمُ أَيُّ أَرْضَيْنَا تَضِيرُ

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الحشر بَابُ قَوْلِهِ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ ۴۸۸۴ ،صحیح مسلم کتاب الجهادوالسیر بَابُ جَوَازِ قَطْعِ أَشْجَارِ الْكُفَّارِ وَتَحْرِيقِهَا۴۵۵۲، مسند احمد ۶۰۵۴، البداية والنهاية۴/ ۸۸،عیون الاثر ۲/ ۷۴،ابن سعد۲/ ۴۵،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۳/ ۱۴۹

(۲) تفسیر نیسا بوری ۶/ ۲۸۳

(۳) فتح الباری۷/ ۳۳۳

(۴) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قَطْعِ الشَّجَرِ وَالنَّخْلِ عن ابن عمر ۲۳۲۶

تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون اس مقام بویرہ سے دور ہے اور ہم دونوں فریق میں سے کس کی زمین کو نقصان پہنچتا ہے۔ (۱)

اس پر مدینہ کے منافقین اور یہودیوں نے خوب شور مچایا

وَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ زَعَمْتَ أَنَّكَ تُرِيدُ الصَّلَاحَ أَفَمِنَ الصَّلَاحِ عَقْرُ الشَّجَرِ وَقَطْعُ النَّخِيلِ؟

اے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! تمہیں تو یہ زعم ہے کہ تم اللہ کی زمین پر اصلاح چاہتے ہو کیا یہ اصلاح ہے کہ ہرے بھرے پھل دار درخت اور کھجور کے درخت کاٹے جا رہے ہیں۔ (۲)

قَالُوا :أَنْ يَا مُحَمَّدُ، قَدْ كُنْتَ تَنْهَى عَنِ الْفَسَادِ فِي الأَرْضِ، فَمَا بَالُ قَطْعِ النَّخْلِ وَتَحْرِيقِهَا؟

اے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تم تو اللہ کی زمین پر فساد سے منع کرتے ہو تو پھر کھجور کے درختوں کو کاٹا اور جلایا کیوں جا رہا ہے۔ (۳)

فَقَال بَنُو النَّضِيرِ: مَا هَذَا الإِفْسَاد يَا مُحَمَّدُ وَأَنْتَ تَنْهَى عَنِ الْفَسَادِ

بنونضیر نے کہا اے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ فساد نہیں تو اور کیا ہے اور آپ تو اللہ کی زمین پر فساد سے منع کرتے ہو۔ (۴)

يَا مُحَمَّدُ، أَلَسْتَ تَزْعُمُ أَنَّكَ نَبِيٌّ تُرِيدُ الصَّلَاحَ،أَفَمِنَ الصَّلَاحِ قَطْعَ الْخَلِّ وَحَرْقُ الشَّجَرِ؟

اے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کیا تمہیں یہ زعم نہیں ہے کہ تم نبی ہو اور اللہ کی زمین پر اصلاح کرنے آئے ہو، کیا یہ اصلاح ہے کہ کھجور کے درخت کاٹے جا رہے ہیں اور درخت جلائے جا رہے ہیں۔ (۵)

فَبَعَثَ بَنُو النَّضِيرِ يَقُولُونَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تَنْهَى عَنِ الْفَسَادِ فَمَا بَالُكَ تَأْمُرُ بِقَطْعِ الْأَشْجَارِ؟

بنونضیر نے کچھ لوگ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس بھیجے جنہوں نے کہا آپ تو اللہ کی زمین پر فساد سے منع کرتے ہیں تو پھر یہ فساد نہیں ہے کہ آپ نے درختوں کو کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ (۶)

أَنْ يَا محمّد قَدْ كُنْتَ تَنْهَى عَنِ الْفَسَادِ، وتَعِيب مَنْ صَنَعَهُ

اے محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)! آپ تو اپنے بقول فتنہ و شر کو دبانا چاہتے ہیں لیکن آپ نے یہاں آ کر خود ہی اس کی ابتدا کی ہے۔ (۷)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ حَدِيثِ بَنِي النَّضِيرِ، وَمَخْرَجِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فِي دِيَةِ الرَّجُلَيْنِ، وَمَا أَرَادُوا مِنَ الغَدْرِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۰۳۲،عیون الآثر ۴۷/۲،الروض الانف ۲۷۸/۶،البدایة والنهایة ۸۹/۴،فتوح البلدان ۲۸/۱،السیرة النبویة لابن کثیر ۱۵۰/۳

(۲) تفسیر البغوی ۵۳/۵

(۳) تاریخ طبری ۵۵۲/۲،ابن ہشام ۱۹۱/۲،الروض الانف ۱۶۰/۶، سیرالزمخشری ۵۰۱/۴، تفسیرطبری ۲۷۱/۲۳

(۴) تفسیرابن عطیه ۲۸۵/۵،تفسیرالثالبی ۴۰۷/۵

(۵) تفسیرالقرطبی ۶/۱۸

(۶) تفسیرابن کثیر ۹۱/۸

(۷) البدایة والنهایة ۸۸/۴

الغرض اس طرح کی باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ اور مسلمان متفکر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا کہ تم لوگوں نے جو درخت کاٹے اور جن کو کھڑا رہنے دیا ان میں سے کوئی فعل بھی ناجائز نہیں ہے بلکہ یہ دونوں ہی فعل اللہ کے قانون کے مطابق درست تھے تا کہ وہ فاسقوں کو رسوا کرے۔

فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: قَطَعْنَا بَعْضًا وَتَرَكْنَا بَعْضًا، فَلَنَسْأَلَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ لَنَا فِيمَا قَطَعْنَا مَنْ أَجْرٍ؟ وَهَلْ عَلَيْنَا فِيمَا تَرَكْنَا مَنْ وِزْرٍ؟ فَأَنْزَلَ الله: {مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ

ایک روایت یہ بھی ہے کہ درخت کاٹنے اور کچھ چھوڑنے کے بعد مسلمانوں کو خیال آیا کہ معلوم نہیں کہ اس فعل کی شرعی حیثیت کیا ہے، چنانچہ انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو اس پر یہ آیت ”تم لوگوں نے کھجوروں کے جو درخت کاٹے۔“ نازل ہوئی۔ [۱]

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَخَّصَ لَهُمْ فِي قَطْعِ النَّخْلِ، ثُمَّ شَدَّدَ عَلَيْهِمْ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَلَيْنَا إِثْمٌ فِيمَا قَطَعْنَا؟ أَوْ عَلَيْنَا وِزْرٌ فِيمَا تَرَكْنَا؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ، عَزَّ وَجَلَّ: {مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ

جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے کہ درخت کاٹنے کے بعد لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پوچھتے ہوئے آئے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے جو کچھ کاٹ دیا یا چھوڑ دیا اس کا کوئی گناہ تو ہم پر نہیں ہے؟ اس پر یہ آیت ”تم لوگوں نے کھجوروں کے جو درخت کاٹے یا جن کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا، یہ سب اللہ ہی کے اذن سے تھا۔“ نازل ہوئی۔ [۲]

مسلمانوں نے چھ دن یا پندرہ دن تک ان قلعوں کا سختی کے ساتھ محاصرہ قائم رکھا، یہ بات یہود کے وہم و گمان میں نہیں تھی کہ مسلمان ان کا اس سختی کے ساتھ محاصرہ کر لیں گے، عبد اللہ بن ابی بن سلول اور ودیعہ اور مالک بن ابی قوقل اور سوید اور داعس وغیرہ نے بنو نضیر کو مدد کا جو پیغام بھیجا تھا اس بھروسہ پر وہ کئی دن تک قلعہ بند رہے مگر

وَاعْتَزَلَتْهُمْ قُرَيْظَةُ فَلَمْ تُعِنْهُمْ، وَخَذَلَهُمُ ابْنُ أُبَيٍّ وَحُلَفَاؤُهُمْ مِنْ غَطَفَانَ فَيَئِسُوا مِنْ نَصْرِهِمْ

اس لڑائی میں ان کے ہم مذہب بنو قریظہ الگ رہے اور انہوں نے بنو نضیر کی کوئی مدد نہ کی، عبد اللہ بن ابی اور غطفانی حلیفوں نے بھی جنہوں نے انہیں جنگ پر اکسایا تھا اور کہا تھا کہ اگر تمہیں جلاوطن کیا گیا تو ہم بھی تمہاری حمایت میں تمہارے ہمسفر ہوں گے مگر انہوں نے عین وقت پر دھوکا دے دیا، نہ تو وہ دو ہزار کا لشکر لیکر مدد کے لئے آئے اور نہ ہی ان کے ساتھ جلاوطنی کے لئے نکلے۔ [۳]

چنانچہ جب ان کا محفوظ کیا ہوا خوراک کا ذخیرہ اور پانی وغیرہ ختم ہوا

وَقَذَفَ اللهُ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ، فسألوا رَسُولَ اللهِ أَنْ يُجْلِيَهُمْ، وَيَكُفَّ عَنْ دِمَائِهِمْ، عَلَى أَنَّ لَهُمْ مَا حَمَلَتِ الإِبِلُ

[۱] تفسیر ابن کثیر ۸/۶۱

[۲] تفسیر ابن کثیر ۸/۶۲

[۳] ابن سعد ۲/۴۴

مِنْ أَمْوَالِهِمْ، إِلا الْحَلْقَةَ فَفَعَلَ فَاحْتَمَلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ مَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ الإِبِلُ

اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب و دبدبہ ڈال دیا تو وہ جنگ کرنے کا حوصلہ ہار گئے، ان پر دہشت و گھبراہٹ طاری ہوگئی اور تمام تر اسباب و وسائل کے باوجود ہتھیار ڈال کر امن کے خواستگار ہوئے اور خود ہی تجویز پیش کی کہ آپ ہمارے خون معاف کر دیں، ہم مدینہ سے نکل کر اذرعات (شام) چلے جائیں گے اور سوائے اسلحہ اور زرہوں کے جو کچھ مال ہمارے اونٹ اٹھا سکیں گے وہ تو لے جائیں گے اور باقی سب کچھ یہیں چھوڑ جائیں گے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس شرط کو منظور فرمالیا،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ إِلَى بَنِي النَّضِيرِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَجِّلَهُمْ فِي الْجَلَاءِ ثَلَاثَ لَيَالٍ .

محمد بن مسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے انہیں بنونضیر کے پاس بھیجا اور انہیں اجازت فرمائی کہ تین دن میں اپنا جس قدر سامان اونٹوں پر لاد سکتے ہو لاد لو اور اپنے اہل و عیال سمیت جہاں جانا چاہو چلے جاؤ۔ (۱)

فَيَنْطَلِقُ بِهِ فَخَرَجُوا إِلَى خَيْبَرَ، وَمِنْهُمْ مَنْ سَارَ إِلَى الشَّامِ

اس طرح بغیر کسی ادنیٰ ضرر کے بنونضیر خیبر گئے اور پھر وہاں سے شام کی طرف چلے گئے۔ (۲)

ثُمَّ صَالَحُوهُ عَلَى أن يَخْرُجُوامِنْ بَلَدِه، ولَهُمْ مَا حَمَلَتْ الْإِبِلُ إِلّا الْحَلْقَةُ

اس مصالحت کے متعلق بلاذری لکھتا ہے پھر انہوں نے اس شرط پر آپ سے صلح کر لی کہ وہ آپ کے شہر سے نکل جائیں گے اور سوائے اسلحہ اور زرہوں کے باقی جو مال ان کے اونٹ اٹھا سکیں گے وہ ان کا ہے۔ (۳)

فَسَأَلُوا أَنْ يجلوا عَنْ أَرْضِهِمْ عَلَى أَنَّ لَهُمْ مَا حَمَلَتِ الْإِبِلُ فَصُولِحُوا عَلَى ذَلِكَ

حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللّٰہُ نے لکھا ہے پھر انہوں نے درخواست کی کہ ہمیں اپنے علاقہ سے نکل جانے دیا جائے اور جو کچھ ہمارے اونٹ اٹھا سکیں وہ مال ہمارا ہو چنانچہ اسی پر ان سے صلح ہوگئی۔ (۴)

حیی بن اخطب نے جلاوطن ہوتے وقت وعدہ کیا کہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے خلاف کوئی اقدام نہیں کرے گا لیکن وہ اپنا وعدہ پورا نہ کر سکا۔ یہودیوں کو مسلمانوں سے حسد کہ مبادا وہ ان کے بعد ان کے گھروں میں قیام کریں اور مال کی حرص و طمع میں اپنے مکانوں کے اندرونی حصوں کو منہدم کر کے ان کی اچھی لکڑیاں جیسے دروازے، چوکھٹیں، ستون، چھت کی کڑیاں اور چھجے تک اکھاڑ لئے، اس کام میں مسلمانوں نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا ایک طرف وہ خود گراتے تھے دوسری طرف مسلمان۔

فَحُمِلُوا عَلَى سِتِّمِائَةِ بَعِيرٍ

(۱) تفسیرابن کثیر۸؍۶۱،السيرة النبوية لابن كثير ۳؍۱۴۷، البداية والنهاية۴؍۸۷

(۲) تاريخ طبری۲؍۵۵۴

(۳) فتوح البلدان ۱؍۲۷

(۴) فتح الباری۷؍۳۳۱

بہر حال جہاں تک بن پڑا بنونضیر اپنا سامان چھ سو اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ ①

مَعَهُمُ الدُّفُوفُ وَالْمَزَامِيرِ وَالْقِيَانِ يَعْزِفْنَ خَلْفَهُمْ، وَأَنَّ فِيهِمْ يَوْمَئِذٍ لأُمُّ عَمْرٍو، صَاحِبَةُ عُرْوَةَ بْنِ الْوَرْدِ الْعَبْسِيِّ، الَّتِي ابْتَاعُوا مِنْهُ، وَكَانَتْ إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي غِفَارٍ بِزُهَاءٍ وَفَخْرٍ

اس قبیلے کے جلاوطن ہونے کی شان یہ تھی کہ آگے آگے قافلہ تھا اور ان کے پیچھے دف ستار اور ڈومنیاں تھیں جو ان کے پیچھے گا بجا رہی تھیں، اس روز ان میں ام عمرو عروہ بن الورد العبسی کی داشتہ بھی تھی جسے انہوں نے اس سے خرید لیا تھا یہ بنوغفار کی ایک عورت تھی جو اس زمانے میں حسن و ادا اور ناز و نخوت میں یکتائے روزگار تھی۔ ②

فَكَانَ أَشْرَافُهُمْ مَنْ سَارَ مِنْهُمْ إِلَى خَيْبَرَ: سَلَّامُ بْنُ أَبِي الْحُقَيقِ، وَكِنَانَةُ ابْن الرَّبِيعِ بْنِ أَبِي الْحُقَيقِ، وَحُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ. فَلَمَّا نَزَلُوهَا دَانَ لَهُمْ أَهْلُهَاوَجَعَلَ لِكُلِّ ثَلَاثَةٍ مِنْهُمْ بَعِيرًا وَسِقَاءً

مدینہ طیبہ سے نکلنے کے بعد ان میں سے اکثر جن میں سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق ان کا سردار حیی بن اخطب شامل تھے مدینہ طیبہ سے سو میل دور خیبر میں اور کچھ شام کے جنوبی علاقہ جرش کی طرف چلے گئے. رسول اللہ ﷺ نے جلاوطنی کے وقت تین تین افراد کے لئے ایک ایک اونٹ اور ایک ایک مشک عنایت فرمائی۔ ③

وَحَزِنَ الْمُنَافِقُونَ عَلَيْهِمْ حُزْنًا شَدِيدًا

منافقین کو اپنے بھائی بند بنونضیر کی جدائی کا بے حد رنج ہوا۔ ④

وَلَمْ يُسْلِمْ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ إِلَّا رَجُلَانِ: يَامِينُ بْنُ عُمَيْرٍ، أَبُوكَعْبِ بْنُ عَمْرِو ابْن جِحَاشٍ، وَأَبُو سَعْدِ بْنُ وَهْبٍ، أَسْلَمَا عَلَى أَمْوَالِهِمَا فَأَحْرَزَاهَا

بنونضیر میں سے صرف دو شخص یامین بن عمیر بن کعب بن عمرو بن حجاش اور ابوسعد بن وہب نے اس شرط پر اسلام قبول کیا کہ ان کی املاک انہیں کے پاس رہے گی، چنانچہ یہ بدستور اپنے اموال پر قابض رہے۔ ⑤

اس غزوہ میں بنی نضیر کے ایک بہادر تیر انداز عزوک کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے قتل کر دیا۔ ⑥

فَإِنْ بَعَثْت مَعِي نَفَرًا رَجَوْت أَنْ أَظْفَرَ بِهِمْ. فَبَعَثَ مَعَهُ أَبَا دُجَانَةَ، وَسَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ،

① مغازی واقدی ۱/۳۷۴، عیون الاثر ۲/۷۳، ابن سعد ۲/۴۴

② تاریخ طبری ۲/۵۵۳

③ تفسیر ابن کثیر ۸/۶۰

④ ابن سعد ۲/۴۴، عیون الاثر ۲/۷۳

⑤ فتح الباری ۷/۳۳۱، زادالمعاد ۳/۲۲۳، ابن ہشام ۲/۱۹۲، الروض الانف ۶/۱۶۱، عیون الاثر ۲/۷۲، تاریخ طبری ۲/۵۵۵، البدایة والنهایة ۴/۸۷، شرح الزرقانی علی المواهب ۲/۵۱۷، السیرة النبویة لابن کثیر ۳/۱۴۸

⑥ مغازی واقدی ۱/۳۷۱، شرح زرقانی علی المواهب ۲/۵۱۶

فَأَدْرَكُوهُمْ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلُوا حِصْنَهُمْ، فَقَتَلُوهُمْ وَأَتَوْا بِرُءُوسِهِمْ

اگر آپ مجھے کچھ لوگوں کی معیت میں بھیجیں گے تو امید ہے کہ میں انہیں پالوں گا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ابودجانہ رضی اللہ عنہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو دس مجاہدین کی جماعت کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بچ کر نکل جانے والوں کی تلاش میں روانہ فرمایا، چنانچہ انہوں نے انہیں جا پکڑا اور انہیں قتل کر کے ان کے سر لے آئے۔ (۱)

اہل خیبر نے حیی بن اخطب، کنانہ بن الربیع، سلام بن ابی الحقیق اور دوسرے نضیری زعما کا پرجوش طریقے سے خیر مقدم کیا، اور حیی بن اخطب کو خیبر کا رئیس تسلیم کر لیا گیا۔ (۲)

سلام بن ابی الحقیق نے خیبر کے ایک مضبوط اطم قموص پر قبضہ کر لیا۔

ایسی حالت میں جب کہ یہود کو آسانی کے ساتھ مغلوب کر کے پورا پورا انتقام لیا جا سکتا تھا، ان کی من مانی شرائط مان لینا اور ان کو امن و سلامتی کے ساتھ صرف اپنی جانیں ہی نہیں بلکہ اپنے اموال بھی لے جانے دینا سوائے رحم دلی اور صلح پسندی کے اور کس چیز کا نتیجہ ہو سکتا تھا، ایسا صرف وہی شخص ہی کر سکتا تھا جس کا مقصد خوں ریزی و غارت گری نہ ہو بلکہ محض دفع شر ہو، مگر اس احسان کا جو بدلہ رسول اللہ ﷺ کو ملا وہ بہت ہی تلخ تھا، جن دشمنوں کو آپ ﷺ نے قابو میں آجانے کے بعد محض رحم کھا کر چھوڑ دیا تھا، یہودیوں نے مدینہ منورہ سے نکل کر تمام عرب میں آپ کے خلاف پورے زور اور طاقت کے ساتھ سازششوں کا جال پھیلا دیا اور دو ہی سال بعد وہ دس بارہ ہزار کا لشکر جرار اکٹھا کر کے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے، اگر آپ ﷺ اسی وقت ان زہریلے سانپوں کا سر کچل دیتے تو یہ طوفان ہرگز نہ اٹھتا، لیکن رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اس سے بالاتر تھی کہ کسی مغلوب دشمن کی التجا رحم کو رد کر دیتے۔

مضامین سورۂ الحشر:

اس تمام واقعات کے بارے میں اس سورۂ کا نزول ہوا،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: سُورَةُ الحَشْرِ، قَالَ: نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيرِ

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۂ الحشر کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یہ (یہودیوں کا ایک بڑا قبیلہ) بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ (۳)

عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: سُورَةُ الحَشْرِ، قَالَ:قُلْ: سُورَةُ النَّضِيرِ

اور ایک روایت میں ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۂ الحشر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے

---

(۱) مغازی واقدی ۳۷۷/۱

(۲) ابن ہشام۱۹۱/۲،البدایۃ والنہایۃ۸۷/۴،تاریخ طبری ۵۵۴/۲

(۳) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الحشر باب ا ح۴۸۸۲، صحیح مسلم کتاب التفسیربَابٌ فِي سُورَةِ بَرَاءَةٌ وَالْأَنْفَالِ وَالْحَشْرِ ۷۵۵۸

کہا بلکہ اسے سورۂ النضیر کہو۔ [1] اور اس میں یہ مضامین بیان کیے گئے۔

○ابتداء میں بتایا گیا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور حمد و ثنا بیان کرتی ہے اور اس کی وحدانیت اور قدرت و جلال کی گواہی دیتی ہے۔

○ یہودی عرصہ دراز سے یثرب میں قیام پذیر تھے، انہوں نے اپنی حفاظت کے لیے بڑے مضبوط قلعے تعمیر کر رکھے تھے، معاشی وسائل پر پوری طرح ان کے قبضے میں تھے، اہل یثرب کو انہوں نے سودی قرضوں کی سنہری زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا اور ان کا خیال یہ تھا کہ کوئی بھی ہمیں یہاں سے نکال نہیں سکتا، لیکن ان کی اپنی ہی کرتوتوں کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب آکر رہا اور انہیں دوبار حشر کا سامنا کرنا پڑا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ پے در پے فتح حاصل ہونا تمہاری طاقت و قوت کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ اللہ کی تائید کی وجہ سے ہے، اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ یہ سنت رہی ہے کہ جو لوگ اللہ کے رسولوں کی تکذیب کرتے اور ان کے ساتھ ٹکراتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل و رسوا کر دیا کرتا ہے، بنو نضیر افرادی طاقت اور جنگی اسلحہ کے اعتبار سے مسلمانوں سے کہیں زیادہ تھے، ان کے پاس معاشی خوش حالی تھی دفاعی انتظامات اور مضبوط جماعتی نظم تھا مگر آسمانی تعلیمات سے انحراف و روگردانی، عہد شکنی، تکبر و سرکشی اور اللہ کے پیغمبر کی تکذیب اور اس سے مقابلہ کے باعث ذلیل و رسوا ہو گئے، نیز یہ بھی واضح کیا گیا کہ اللہ کے دین کی تبلیغ و اشاعت میں رکاوٹ ڈالنے والوں کا خاتمہ فساد فی الارض نہیں ہے۔

○مفتوحہ علاقے میں جائیداد کا بندوبست کیسے کیا جا سکتا ہے؟ اس کے لیے ہدایات دی گئیں اور منافقین کے رویے پر زجر و توبیخ ہے۔

○منافقین کی مکاری اور چالبازی سے متنبہ کیا گیا کہ وہ قسمیں کھا کھا کر یہودیوں کو اپنی مدد اور حمایت کا عہد و پیمان کر رہے ہیں حالانکہ وہ اپنے وعدوں میں بالکل جھوٹے ہیں، ان پر مسلمانوں کا رعب چھایا ہوا ہے، وہ باہم متفق دکھائی دیتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں پھوٹ ہے، اہل ایمان کو شیطان اور منافقین کی مکاریوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

○سورۂ کے آخر میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور روز قیامت کے لیے توشہ تیار کرنے کا حکم دیا گیا، انہیں تنبیہ کی گئی کہ تم بھی ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اللہ کو بھول گئے تھے اور پھر اللہ نے انہیں خود اپنی جان سے بے پرواہ بنا دیا، دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے، پھر قرآن مجید کی عظمت کا بیان فرمایا کہ اگر اسے کسی پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو پہاڑ بھی ہیبت الٰہی سے دب جاتا اور پھٹ جاتا، سنت کی اہمیت کی جانب بھی واضح حکم فرمایا کہ نبی کے اقوال اعمال کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لو اور جن بری باتوں سے آپ ﷺ منع کریں اس سے رک جایا کرو، اسی ذکر میں انصار مدینہ کی عظمت و فضیلت بھی بیان فرمائی اور ایثار کی عظمت کا ذکر ہوا، اہل ایمان کے لیے ایک اجتماعی دعا ہے جس میں ماضی و مستقبل کے تمام مومنوں کی مغفرت مانگی گئی ہے، آخر میں اسماء حسنیٰ بیان کر کے اللہ کی بہت سی صفات کا بیان ہے۔

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الحشرباب ۴۸۸۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱﴾ (الحشر ۱)

آسمان اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے، اور وہ غالب باحکمت ہے۔

بنی نضیر کے مدینہ منورہ سے اخراج پر تبصرہ کرنے سے پہلے تمہیدی فقرہ ارشاد فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کی ہر ایک چیز اپنے رب کی تسبیح، تقدیس، تمجید، تکبیر اور توحید بیان کر رہی ہے، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَ الۡاَرۡضُ وَ مَنۡ فِیۡہِنَّ ؕ وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ وَ لٰکِنۡ لَّا تَفۡقَہُوۡنَ تَسۡبِیۡحَہُمۡ ﴿۴۴﴾ [1]

ترجمہ: اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں جو ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو، مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الطَّیۡرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ کُلٌّ قَدۡ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَ تَسۡبِیۡحَہٗ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾ [2]

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اڑ رہے ہیں؟ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے، اور یہ سب جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ الۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۱﴾ [3]

ترجمہ: اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، بادشاہ ہے، قدوس ہے، زبردست اور حکیم ہے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ لَہُ الۡمُلۡکُ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ ۫ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱﴾ [4]

ترجمہ: اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور وہ اکیلا ہی اس عظیم الشان کائنات کی ہر چیز پر غالب ہے، جیسے فرمایا

وَ اللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمۡرِہٖ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۱﴾ [5]

---

[1] بنی اسرائیل ۴۴

[2] النور ۴۱

[3] الجمعۃ ۱

[4] التغابن ۱

[5] یوسف ۲۱

ترجمہ: اللہ اپنے ارادے پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں۔

کائنات کی کوئی چیز نہ اس کی گرفت سے بچ سکتی ہے اور نہ کوئی ہستی اس کی نافرمانی کر سکتی ہے اور وہ اپنی تخلیق و امر میں حکمت رکھنے والا ہے، وہ نہ کوئی چیز عبث تخلیق کرتا ہے اور نہ کوئی ایسا حکم فرماتا ہے جس میں کوئی مصلحت نہ ہو اور نہ کوئی ایسا فعل سرانجام دیتا ہے جو اس کی حکمت کے تقاضے کے مطابق نہ ہو۔

هُوَ الَّذِيٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ

وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلے حشر کے وقت نکالا، تمہارا گمان (بھی) نہ تھا

اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

کہ وہ نکلیں گے اور وہ خود (بھی) سمجھ رہے تھے کہ ان کے (سنگین) قلعے انہیں اللہ (کے عذاب) سے بچا لیں گے،

فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ

پس ان پر اللہ (کا عذاب) ایسی جگہ سے آپڑا کہ انہیں گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں اللہ نے رعب ڈال دیا،

يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا

اور وہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں اجاڑ رہے تھے اور مسلمان کے ہاتھوں (برباد کروا رہے تھے)، پس اے آنکھوں والو!

يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲ وَ لَوْ لَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ

عبرت حاصل کرو، اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر جلا وطنی کو مقدر نہ کر دیا ہوتا تو یقیناً انہیں دنیا میں ہی عذاب دیتا

وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝۳ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ

اور آخرت میں (تو) ان کے لیے آگ کا عذاب ہے ہی، یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی

وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴ (الحشر ۲ تا ۴)

اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو بھی اللہ کی مخالفت کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی سخت عذاب کرنے والا ہے۔

وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلے حشر یعنی پہلی جلاوطنی کے وقت نکالا،

عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَجْلَى بَنِي النَّضِيرِ، قَالَ: امْضُوا فَهَذَا أَوَّلُ الْحَشْرِ، وَإِنَّا عَلَى الْأَثَرِ

حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو جلاوطن کیا تو فرمایا یہ اول حشر ہے اور ہم بھی اس کے پیچھے ہی پیچھے ہیں۔ (۱) پھر خلیفہ دوئم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں انہیں جزیرۃ العرب سے نکال دیا گیا اور آخری حشر قیامت کے دن ہوگا، ان کے بہت سے مضبوط قلعوں، کثیر التعداد لڑنے والے جوانوں اور وافر اسلحہ کو دیکھ کر تمہیں ہرگز توقع نہیں تھی کہ چند دنوں میں ان کے سنگین قلعے اس طرح بغیر لڑے بھڑے آسانی سے فتح ہو جائیں گے اور وہ اس طرح ذلیل وخوار ہو کر اپنے گھروں اور باغات سے جلاوطن ہو جائیں گے، اور یہودیوں خود بھی اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ان کے سنگین قلعے، لڑنے والے نوجوان، وافر اسلحہ اور منافقین کی مدد کا وعدہ انہیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے مگر ان پر اللہ کا عذاب ایسی جگہ سے آپڑا کہ جو ان کے وہم وگمان میں ہی نہ تھا، جیسے فرمایا

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ (۲)

ترجمہ: ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ (حق کو نیچا دکھانے کے لیے) ایسی ہی مکاریاں کر چکے ہیں، تو دیکھ لو کہ اللہ نے ان کے مکر کی عمارت جڑ سے اکھاڑ پھینکی اور اس کی چھت اوپر سے ان کے سر پر آرہی اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جدھر سے اس کے آنے کا ان کو گمان تک نہ تھا۔

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ (۳)

ترجمہ: ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ اسی طرح جھٹلا چکے ہیں آخر ان پر عذاب ایسے رخ سے آیا جدھر ان کا خیال بھی نہ جا سکتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف چھ دنوں کے محاصرے کے بعد جبکہ ابھی کشت وخون کی نوبت ہی نہ آئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں شدید دہشت اور گھبراہٹ طاری ہوگئی، اور تمام تر جنگی اسباب و وسائل کے باوجود انہوں نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے کہ وہ جتنا گھریلو سامان اونٹوں پر لاد کر لے جا سکیں اس کی انہیں اجازت ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ شرط منظور فرمالی چنانچہ سامان ساتھ لے جانے کے لئے انہوں نے اپنے گھروں کے قیمتی لکڑیوں کے دروازے، کھڑکیاں، کھونٹیاں، چھت کی کڑیاں اور شہتیر تک اکھیڑ ڈالے اور باہر سے مسلمانوں نے ان کی قلعہ بندیوں کو توڑ دیا،

وقال مقاتل ابن حَيَّانَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُهُمْ، فَإِذَا ظَهَرَ عَلَى دَرْب أَوْ دَارٍ، هُدِمَ حِيطَانُهَا لِيَتَّسِعَ الْمَكَانُ لِلْقِتَالِ. وَكَانَ الْيَهُودُ إِذَا عَلَّوْا مَكَانًا أَوْ غَلَبُوا عَلَى دَرْبٍ أَوْ دَارٍ، نَقَبُوا مِنْ أَدْبَارِهَا ثُمَّ حَصَّنُوهَا وَدَرَّبُوهَا

مقاتل بن حیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں مسلمانوں نے بھی ان کے گھروں کو توڑا، اس طرح کہ جوں جوں آگے بڑھتے چلے گئے ان کے

---

(۱) تفسیر طبری ۲۶۳،۲۳

(۲) النحل ۲۶

(۳) الزمر ۲۵

جو جو مکانات وغیرہ قبضے میں آتے گئے میدان کو کشادہ کرنے کے لئے انہیں ڈھاتے چلے گئے اس طرح خود یہود بھی اپنے مکانوں کو آگے سے تو محفوظ کرتے جاتے تھے اور پیچھے سے نقب لگا کر نکلنے کے راستے بناتے جاتے تھے۔ (۱)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے اہل بصیرت! خواہشات نفس کے پیچھے چلنے والوں کے اس واقعہ سے عبرت حاصل کرو، جن کی عزت نے انہیں کوئی فائدہ پہنچایا اور نہ طاقت ہی ان کے کچھ کام آئی، اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان کی تقدیر میں اس طرح کی جلاوطنی کو نہ لکھا ہوا ہوتا تو دنیا کے اندر اس کی سزا اور عذاب کا معاملہ مختلف ہوتا، اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی ان کا نام ونشان مٹا دیتا اور بنو قریظہ کی طرح ان کی مرد قتل ہوتے اور ان کی عورتیں اور بچے غلام بنا لئے جاتے جنہیں فدیہ دے کر چھڑانے والا بھی کوئی نہ ہوتا، مگر دنیا میں وہ سخت عذاب سے بچ گئے تاہم آخرت میں تو ان کے لئے حتمی اور لازمی جہنم کا بدترین کا عذاب تیار ہے ہی، یہودیوں کے ساتھ یہ واقعہ اس لئے پیش آیا کہ انہوں نے اچھی طرح جاننے کے باوجود کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں اور ان پر نازل کتاب قرآن مجید ساری دنیا کے لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے آخری کتاب ہے مگر اپنی ضد وہٹ دھرمی، تعصّبات اور سرکشی کے باعث اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر تل گئے اور جو کوئی بھی اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ اس کو سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ

تم نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے یا جنہیں تم نے ان کی جڑوں پر باقی رہنے دیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تھا

وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (الحشر ۵)

اور اس لیے بھی کہ فاسقوں کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے۔

جب یہود نے آپ ﷺ کو آتے دیکھا تو اپنے مضبوط و مستحکم قلعہ جات میں جن پر ان کو بڑا گھمنڈ تھا جا کر دبک گئے اور قلعہ کی فصیل سے مسلمانوں پر تیروں اور پتھروں کی بوچھاڑ کرنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے قلعہ جات کا محاصرہ فرمالیا، محاصرے کے چند دن بعد مسلمانوں نے باآسانی فوجی نقل وحمل کے لئے یا ممکن ہے درختوں کے جھنڈ سے کمین گاہ کا کام لیا جاتا ہو رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر بنی نضیر کی بستی کے اطراف بویرہ میں جو نخلستان تھے ان میں سے ایک خاص قسم کی کھجور لینہ جو بنو نضیر کی عام خوراک میں شامل نہ تھے کے بہت سے درختوں کو جنگی ضروریات کے سبب کٹوا کر انہیں جلا دیا اور جو درخت فوجی نقل وحرکت میں حائل نہ تھے ان کو کھڑا رہنے دیا، جس پر یہودیوں نے مختلف باتیں بنائیں جسے سن کر رسول اللہ ﷺ اور مسلمان متفکر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا کہ تم لوگوں نے جو درخت کاٹے اور جن کو کھڑا رہنے دیا ان میں سے کوئی فعل بھی ناجائز نہیں ہے بلکہ یہ دونوں ہی فعل اللہ کے قانون کے مطابق درست تھے تاکہ وہ فاسقوں کو رسوا کرے، اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ ان درختوں کو کاٹنے سے بھی ان کی ذلت وخواری ہو کہ جو باغ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لگائے تھے اور جن باغوں کے وہ مدتہائے دراز سے مالک چلے آرہے تھے، ان کے درخت ان کی آنکھوں کے سامنے کاٹے

(۱) تفسیر ابن کثیر ۸/۶۰

جا رہے تھے اور وہ کاٹنے والوں کو کسی طرح نہ روک سکتے تھے، اور درختوں کو نہ کاٹنے میں ذلت و رسوائی کا پہلو یہ تھا کہ جب وہ اپنے اموال وجائیداد کو چھوڑ کر مدینہ منورہ سے نکلے تو ان کی آنکھیں یہ دیکھ رہی تھیں کہ کل تک جو ہرے بھرے نخلستان ان کی ملکیت تھے وہ آج مسلمانوں کے قبضے میں جا رہے ہیں، ان کا بس چلتا تو وہ ان کو پوری طرح اجاڑ کر جاتے اور ایک سالم درخت بھی مسلمانوں کے قبضے میں نہ جانے دیتے مگر بے بسی کے ساتھ وہ سب کچھ جوں کا توں چھوڑ کر باحسرت و یاس نکل گئے۔

وَ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ

اور ان کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ لگایا ہے جس پر نہ تو تم نے گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ

وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ (الحشر ۶)

بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہے غالب کر دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

مال فے :وَقَبَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَمْوَالَ وَقَبَضَ الْحَلْقَةَ، فَوَجَدَ مِنْ الْحَلْقَةِ خَمْسِينَ دِرْعًا، وَخَمْسِينَ بَيْضَةً، وَثَلَاثَمِائَةِ سَيْفٍ، وَأَرْبَعِينَ سَيْفًا

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے چھوڑے ہوئے سامان میں پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواروں پر قبضہ کر لیا۔[1]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہود کے ان اموال کا مسلمانوں کے قبضے میں آنا براہ راست لڑنے والی فوج کے زور بازو کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ اس مجموعی قوت کا نتیجہ ہے جو اللہ نے اپنے رسول اور اس کی امت اور اس کے قائم کردہ نظام کو عطا فرمائی ہے اس لئے یہ اموال مال غنیمت سے بالکل مختلف حیثیت رکھتے ہیں اور لڑنے والی فوج کا یہ حق نہیں ہے کہ غنیمت کی طرح ان کو بھی اس میں تقسیم کر دیا جائے، اس طرح شریعت میں غنیمت اور فے کا حکم الگ الگ کر دیا گیا ہے، غنیمت وہ اموال منقولہ ہیں جو جنگی کاروائیوں کے دوران میں دشمن کے لشکروں سے حاصل ہوں ان کے ماسوا دشمن ملک کی زمینیں، مکانات اور دوسرے اموال منقولہ و غیر منقولہ غنیمت کی تعریف سے خارج اور فے میں شامل ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ

بستیوں والوں کا جو (مال) اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے، وہ اللہ کا ہے اور رسول کا

وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ

اور قرابت والوں کا اور یتیموں مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال

[1] ابن سعد ۲،۴۴ ، مغازی واقدی ۳۷۷،۱

بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

گردش کرتا نہ رہ جائے، اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لواور جس سے روکے رک جاؤ

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے،(فیٔ کامال) ان مہاجر مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا

گھروں اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہی

وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ ۚ (الحشر ۸،۷)

ں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں۔

مال فے کا مصرف: اللہ سبحان وتعالیٰ نے مال فے کا مصرف بیان فرمایا کہ بستیوں والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس حصہ میں سے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا نفقہ لے لیتے تھے اور باقیہ آمدنی جہاد کے لئے اسلحہ اور سواری کے جانور فراہم کرنے پر خرچ کرتے تھے،

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ، وَلا رِكَابٍ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِصَةً، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَتِهِ وَقَالَ مَرَّةً: قُوتَ سَنَتِهِ وَمَا بَقِيَ جَعَلَهُ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

سید نا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بنو نضیر کے اموال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو دلوائے تھے اور مسلمانوں نے ان پر اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے تھے، یہ اموال رسول اللہ ﷺ ہی کے لیے خاص تھے، آپ ﷺ انہی اموال میں سے اپنے اہل وعیال کو سال بھر کا خرچہ اور ایک بار آپ نے سال بھر کی خوراک کہا دے دیتے تھے اور جو اموال باقی بچ جاتے انہیں اللہ عزوجل کے رستے میں جانوروں اور ہتھیار خریدنے کے لیے صرف کر دیتے تھے۔[1]

اور رسول اللہ ﷺ کے قرابت والوں یعنی بنی ہاشم اور بنی المطلب کا ہے تا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے قرابت داروں کے حقوق ادا کر سکیں،

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ، قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ حِينَ تَعَالَى النَّهَارُ، فَجِئْتُهُ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا عَلَى سَرِيرٍ مُفْضِيًا إِلَى رِمَالِهِ، فَقَالَ: حِينَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ: يَا مَالِ، إِنَّهُ قَدْ دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ، وَإِنِّي قَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِشَيْءٍ فَأَقْسِمْ فِيهِمْ، قُلْتُ: لَوْ أَمَرْتَ غَيْرِي بِذَلِكَ، فَقَالَ: خُذْهُ فَجَاءَهُ يَرْفَأُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ،

[1] مسند احمد ۱۷۱

وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا، ثُمَّ جَاءَهُ يَرْفَأُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، هَلْ لَكَ فِي الْعَبَّاسِ، وَعَلِيٍّ، قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا،

مالک بن اوس سے مروی ہے سیدنا عمر نے دن چڑھے مجھے بلانے کے لئے ایک شخص کو بھیجا پس میں آپ کی خدمت میں آیا تو میں نے ان کو بچھونا کے بغیر ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے دیکھا، جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا اے مالک! تمہاری قوم کے کچھ (ضرورت مند) لوگ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے میرے پاس پہنچے ہیں پس میں نے ان کے لیے کچھ چیزوں کا حکم کیا سو تم ان میں تقسیم کر دو، میں نے عرض کیا اگر آپ میرے علاوہ کسی اور کو اس کا حکم دیں تو زیادہ بہتر ہوگا! آپ نے فرمایا نہیں لے لو (یعنی گھبراؤ نہیں یہ مال لو اور ان میں تقسیم کر دو) اتنے میں یرفاء آیا (یرفاء سیدنا عمر کا آزاد کردہ غلام اور دربان) اور بولا اے امیر المومنین! سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں کیا آپ ان کو آنے کی اجازت دیتے ہیں ؟ آپ نے کہا ہاں ان کو آنے دو جب آپ نے انہیں اجازت دے دی تو وہ اندر آ گئے، یرفاء پھر آیا اور اس نے کہا امیر المومنین! عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے ہیں، آپ نے فرمایا ہاں انہیں آنے دو آپ نے انہیں اجازت دی تو وہ بھی اندر تشریف لے آئے،

فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا - يَعْنِي عَلِيًّا - فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَجَلْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْهُمَا - قَالَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ: خُيِّلَ إِلَيَّ أَنَّهُمَا قَدَّمَا أُولَئِكَ النَّفَرَ لِذَلِكَ - فَقَالَ عُمَرُ رَحِمَهُ اللَّهُ: اتَّئِدَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أُولَئِكَ الرَّهْطِ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَقَالَا: نَعَمْ،

عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! میرے اور اس کے یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان فیصلہ فرما دیں، حاضرین میں سے بھی بعض لوگوں نے کہا ہاں اے امیر المومنین! ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرما دیں اور انہیں راحت عطا فرمائیں، مالک بن اوس نے کہا مجھے خیال ہوا کہ ان دونوں نے ان حضرات کو اسی لیے بھیجا تھا، سیدنا عمر نے فرمایا ذرا صبر کرو! کچھ دیر کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان سب حضرات کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں تم کو اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہم (یعنی انبیاء) میراث چھوڑ کر نہیں جاتے بلکہ جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے، سب نے تائید کرتے ہوئے کہا ہاں بیشک آپ نے ایسا ہی فرمایا تھا، پھر وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان دونوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم دونوں یہ بات جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہمارا مال وارثوں میں تقسیم نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے، ان دونوں حضرات نے بھی اس کی تائید کی،

قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِخَاصَّةٍ لَمْ يَخُصَّ بِهَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَمَا أَفَاءَ

اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَكِنَّ اللهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾، [1] وَكَانَ اللَّهُ أَفَاءَ عَلَى رَسُولِهِ بَنِي النَّضِيرِ، فَوَاللَّهِ مَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ، وَلَا أَخَذَهَا دُونَكُمْ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَةٍ، - أَوْ نَفَقَتَهُ وَنَفَقَةَ أَهْلِهِ سَنَةً - وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ أُسْوَةَ الْمَالِ،

سیدنا عمر نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ایسی خصوصیت مرحمت فرمائی جو آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں بخشی، ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور جو مال اللہ نے ان کے قبضے سے نکال کر اپنے رسول کی طرف پلٹا دیے، وہ ایسے مال نہیں ہیں جن پر تم نے اپنے گھوڑے اور اُونٹ دوڑائے ہوں بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے تسلّط عطا فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' اللہ نے اپنے رسول کو بنی نضیر کا مال دلایا لیکن اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے ان اموال کو تمہیں چھوڑ کر محض اپنی ذات کے لیے خاص نہیں کیا نہ انہیں تم سے چھپا کر ہی رکھا بلکہ آپ ﷺ ان اموال میں سے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے ایک سال کا نفقہ لے لیا کرتے تھے اور باقی ماندہ کو دیگر مال کی طرح خرچ کیا کرتے تھے،

ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أُولَئِكَ الرَّهْطِ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ، قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ، وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ،

اس کے بعد سیدنا عمر ان صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا میں تم سے اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین وآسمان قائم ہیں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو؟ (یعنی آپ نے اس مال میں اسی طرح تصرف کیا جس طرح بیان کیا گیا) سب نے اقرار کیا کہ ہاں ہم یہ بات جانتے ہیں، پھر وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا کہ میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین وآسمان قائم ہیں کہ کیا تم بھی یہ بات جانتے ہو؟ (جس طرح یہ سب لوگ جانتے ہیں؟) تو ان دونوں حضرات نے بھی کہا ہاں ہم بھی یہ بات جانتے ہیں،

فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتَ أَنْتَ وَهَذَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَطْلُبُ أَنْتَ مِيرَاثَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ، وَيَطْلُبُ هَذَا مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ، قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ لَصَادِقٌ بَارٌّ، رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، فَوَلِيَهَا أَبُو بَكْرٍ،

پس جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو سیدنا ابو بکر نے کہا اب میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں، تم دونوں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے تم (عباس رضی اللہ عنہ) اپنے بھتیجے کی میراث کا مطالبہ طلب کر رہے تھے اور یہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) اس بات کا مطالبہ کرتے تھے کہ ان کی بیوی کو ان کے والد بزرگوار کی میراث دی جائے، تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تم دونوں سے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہمارا کوئی

[1] الحشر: ٦

وارث نہیں ہوتا بلکہ ہمارا ترکہ صدقہ ہے، اور اللہ جانتا ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سچے نیک ہدایت یافتہ اور حق کی اتباع کرنے والے تھے، پس سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس مال کے متولی رہے،

فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَلِيُّ أَبِي بَكْرٍ، فَوَلِيتُهَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَلِيَهَا، فَجِئْتَ أَنْتَ وَهَذَا وَأَنْتُمَا جَمِيعٌ، وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ، فَسَأَلْتُمَانِيهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللَّهِ أَنْ تَلِيَاهَا بِالَّذِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلِيهَا فَأَخَذْتُمَاهَا مِنِّي عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ جِئْتُمَانِي لِأَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذَلِكَ، وَاللَّهِ لَا أَقْضِي بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذَلِكَ، حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَرُدَّاهَا إِلَيَّ

جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بھی وفات ہوگئی تو میں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں کا خلیفہ ہوں، پھر میں ان اموال کا متولی رہا جب تک اللہ کو میرا متولی رہنا منظور ہوا، پھر تم اور یہ آئے اور تم دونوں متفق تھے تم دونوں کا ایک ہی مطالبہ تھا جس کی بابت تم نے مجھ سے سوال کیا، میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں وہ مال تمہاری تولیت میں دیئے دیتا ہوں مگر اس شرط پر کہ تم کو قسم ہے اللہ کی اس مال میں اسی طرح کام کرنا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں متولی رہتے تھے چنانچہ تم نے اس شرط پر یہ مال مجھ سے لے لیا پھر تم اب میرے پاس آئے ہو کہ میں تمہارے درمیان اس کے علاوہ فیصلہ کروں، اللہ کی قسم! قیامت تک اس کے سوا میں کوئی اور فیصلہ نہیں کروں گا اگر تم اس مال کے بارے میں اس طرح کا معاملہ نہیں کر سکتے تو پھر تم دونوں یہ مال مجھے واپس کر دو۔ [1]

بنو عبد المطلب خمس وغیرہ کے پانچویں حصے میں بنو ہاشم کے ساتھ شریک ہوں گے بقیہ بنو عبد مناف شریک نہیں ہوں گے کیونکہ جب قریش نے بنو ہاشم سے مقاطعت اور عداوت کا معاہدہ کیا تو بنو عبد المطلب بنو ہاشم کے ساتھ شریک تھے اور دوسروں کے برعکس انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد المطلب کے بارے میں فرمایا بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں،

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطَيْتَ بَنِي المُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا، وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّمَا بَنُو المُطَّلِبِ، وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ،قَالَ جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، وَلاَ لِبَنِي نَوْفَلٍ

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دونوں مل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بنو مطلب کو تو آپ نے خیبر کے خمس میں سے عنایت فرمایا ہے اور ہمیں (بنی امیہ کو) نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ آپ سے قرابت میں ہم اور وہ برابر تھے (کیونکہ عبد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نوفل، ہاشم کی اولاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور نوفل کی اولاد میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور عبد شمس کی اولاد میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں، جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو (خمس میں سے) کچھ نہیں دیا تھا۔ [2]

---

[1] سنن ابوداود کتاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ بَابٌ فِي صَفَايَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَمْوَالِ ۲۹۶۳

[2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابٌ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الخُمُسَ لِلْإِمَامِ وَأَنَّهُ يُعْطِي بَعْضَ قَرَابَتِهِ دُونَ بَعْضٍ مَا قَسَمَ

اسلامی معاشرے اور حکومت کی معاشی پالیسی کا بنیادی قاعدہ بیان فرمایا اور اس میں یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حصہ ہے تا کہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے کیونکہ اس میں اس قدر فساد ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، چنانچہ اسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام فرمایا، مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض فرمائی، اموال غنیمت میں سے خمس نکالنے کا حکم فرمایا، بے شمار جگہوں پر صدقات نافلہ کی تلقین فرمائی، میراث کا قانون بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے امر و نہی کی اطاعت کے بارے میں ایک قاعدہ کلیہ اور ایک عام اصول مقرر فرمایا جو کچھ اللہ کا رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رُک جاؤ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلاَفِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم مجھے چھوڑ دو جب تک کہ میں تم کو چھوڑ دوں (یعنی بغیر ضرورت کے مجھ سے سوال نہ کرو) تم سے پہلے کی قومیں کثرت سوال اور انبیاء سے اختلاف کے سبب ہلاک ہوگئیں جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ممکن ہو اس پر عمل کرو اور جس بات سے روک دوں اس سے اجتناب کرو۔ [1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الوَاشِمَاتِ وَالمُوتَشِمَاتِ، وَالمُتَنَمِّصَاتِ وَالمُتَفَلِّجَاتِ، لِلْحُسْنِ المُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ، فَجَاءَتْ فَقَالَتْ: إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ، فَقَالَ: وَمَا لِي أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ، فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ،

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے متعلق روایت ہے ایک مرتبہ انہوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گودوانے والیوں اور گودنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے، چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور حسن کے لئے آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کلام قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوا جو ام یعقوب کے نام سے معروف تھی، وہ آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے؟ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا آخر میں کیوں نہ میں انہیں لعنت کروں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ کے حکم کے مطابق ملعون ہے، اس عورت نے کہا کہ قرآن مجید تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن آپ جو کچھ کہتے ہیں میں نے تو اس میں کہیں یہ بات نہیں دیکھی،

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي المُطَّلِبِ، وَبَنِي هَاشِمٍ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ ۳۱۴۰، وکتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ ۳۵۰۲، وکتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ۴۲۲۹

[1] مسند احمد ۹۷۸۰، صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۷۲۸۸، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ تَوْقِيرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَرْكِ إِكْثَارِ سُؤَالِهِ عَمَّا لَا ضَرُورَةَ إِلَيْهِ، أَوْ لَا يَتَعَلَّقُ بِهِ تَكْلِيفٌ وَمَا لَا يَقَعُ، وَنَحْوِ ذَلِكَ ۶۱۱۳

قَالَ: لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ، أَمَا قَرَأْتِ: {وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا}، [الحشر: 7]؟ قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ، قَالَتْ: فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ، قَالَ: فَاذْهَبِي فَانْظُرِي، فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ، فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَ: لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جَامَعْتُهَا

انہوں نے کہا کہ اگر تم نے بغور پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ '' رسول تمہیں جو کچھ دیں لے لیا کرو اور جس سے تمہیں روک دیں رک جایا کرو؟۔ ''اس نے کہا پڑھی ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں سے روکا ہے، اس پر اس عورت نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کی بیوی بھی ایسا کرتی ہیں، انہوں نے کہا کہ اچھا جاؤ اور دیکھ لو، وہ عورت گئی اور اس نے دیکھا لیکن اس طرح کی ان کے یہاں کوئی معیوب چیز اسے نہیں ملی، پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر میری بیوی اسی طرح (خلاف شریعت) کاموں کی مرتکب ہوتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی؟ ہر گز نہیں۔ [1]

پھر اللہ تعالیٰ نے تقوے کا حکم فرمایا جو دائمی سعادت اور فوز عظیم ہے، اور اس کو ضائع کرنے میں دائمی بدبختی اور ہمیشہ کا عذاب ہے، چنانچہ فرمایا جو کوئی تقویٰ کو ترک کر کے خواہشات نفس کی پیروی کو ترجیح دیتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے، (مال فے) ان مہاجر مسکینوں کے لئے بھی ہے جو شرک سے تائب ہو کر اسلام قبول کرنے، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے، اپنے اباؤ اجداد کی مقررہ عبادات سے منہ موڑ کر اعمال صالحہ اختیار کرنے کی بنا پر اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے ایمان کے تقاضے کے مطابق عمل کیا اس لئے یہی راست باز لوگ ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جمع فرما کر خطبہ ارشاد فرمایا اور حمد و ثنا کے بعد انصار نے مہاجرین کے ساتھ جو کچھ سلوک و احسان کا برتاؤ کیا تھا اس کو سراہا،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلأَنْصَارِ لَيْسَتْ لإخوانكم مِنَ الْمُهَاجِرِينَ أَمْوَالٌ، فَإِنْ شِئْتُمْ قُسِّمَتْ هَذِهِ وأموالكم بينكم وبينهم جميعا، وإن شئتم أمسكتم أَمْوَالَكُمْ وَقُسِّمَتْ هَذِهِ فِيهِمْ خَاصَّةً، فَقَالُوا. بَلْ قَسِّمْ هَذِهِ فِيهِمْ وَاقْسِمْ لَهُمْ مِنْ أَمْوَالِنَا مَا شِئْتَ ،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ انصار! اگر چاہو تو میں اموال بنی نضیر کو تم میں اور مہاجرین میں برابر تقسیم کر دوں اور حسب سابق مہاجرین تمہارے شریک حال رہیں اور اگر چاہو تو فقط مہاجرین پر تقسیم کر دوں اور وہ تمہارے گھر خالی کر دیں، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نہایت طیب خاطر اس پر راضی ہیں کہ مال آپ فقط مہاجرین میں تقسیم فرما دیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة الحشر بَابُ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ۴۸۸۶، صحیح مسلم کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ تَحْرِيمِ فِعْلِ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُغَيِّرَاتِ خَلْقِ اللهِ ۵۵۷۳،سنن ابوداودکتاب الترجل باب فی صلة الشعر ۴۱۶۹، مسنداحمد۴۱۲۹،مصنف عبدالرزاق۵۱۰۳،سنن الدارمی ۲۶۸۹،السنن الکبری للنسائی ۱۱۵۱۵،مسند البزار ۱۴۶۹، مسندابی یعلی ۵۱۴۱،شرح السنة للبغوی ۳۱۹۱

اور حسب سابق مہاجرین ہمارے ہی گھروں میں رہیں اور کھانے پینے میں ہمارے شریک رہیں۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَتِ الأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ، قَالَ:لاَ، فَقَالَ:تَكْفُونَا المَئُونَةَ وَنُشْرِكْكُمْ فِي الثَّمَرَةِ، قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا۔ فقالوا: بل أقسم هَذِهِ فِيهِمْ، وَأَقْسِمْ لَهُمْ مِنْ أَمْوَالِنَا مَا شِئْتَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:جَزَاكُمُ اللَّهُ يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ خَيْرًا،

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے باغات آپ ہم میں اور ہمارے (مہاجر) بھائیوں میں تقسیم فرمادیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا تو انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ آپ لوگ درختوں میں محنت کرو ہم تم میوے میں شریک رہیں گے، انہوں نے کہا اچھا ہم نے سنا اور قبول کیا، یہ مال تو آپ فقط مہاجرین میں تقسیم فرمادیں، ہمارے اموال اور املاک میں سے بھی جس قدر چاہیں مہاجرین میں تقسیم فرمائیں ہم نہایت خوشی سے اس پر راضی ہیں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہیں نے کہا اے انصار رضی اللہ عنہم! اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ (۲)

اس رویت کو جمع کیا گیا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا سا ٹکڑا اپنے لئے رکھ کر بنونضیر کی سب دولت کو مہاجرین میں تقسیم فرمادیا اور انصار کو کچھ نہیں دیا تا کہ اس کے ذریعہ انصار پر سے ان کی کفالت کا بوجھ ختم یا کم از کم کردیں

إِلّا أَنَّ سَهلَ بْنَ حُنَيْفٍ وَأَبَا دُجَانَةَ سِمَاكَ بْنَ خَرَشَةَ ذَكَرَا فَقْرًا، فَأَعْطَاهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صرف سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ اور ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ دو انصاری ایسے تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی فقر و مفلسی بیان کی تو آپ نے اس میں انہیں بھی عطا فرمادیا۔ (۳)

فَكَانَ مِمَّنْ أَعْطَى مِمَّنْ سَمَّى لنا مِن المُهَاجِرِينَ أَبُو بَكْرالصِّدِّيقِ بِئْرَ حِجْرٍ وعُمَرَ بْنَ الْخَطّابِ بِئْرَ جَرْمٍ وَعَبْد الرَّحْمَن بْن عوف سُؤَالَةَ وصهيب بن سِنَانَ الضّرّاطَةَ والزبير بْن الْعَوّام وأبوسَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الْأَسَدِ الْبُوَيْلَةَ وسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وأَبِي دُجَانَةَ مالايُقَالُ لَهُ مَالُ ابْنِ خَرَشَةَ

اور ابن سعد اور واقدی کہتے ہیں جن لوگوں کو عطا ہوا ان میں سے مہاجرین کے نام جو ہمیں معلوم ہوئے وہ یہ ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیر حجر، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے لئے بیر جرم، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سوالہ، صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ کو الضراطہ، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن الاسد کو البویلہ، سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ اور ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو وہ مال دیا جو ابن خرشد کا مال کہلاتا تھا۔ (۴)

---

(۱) فتوح البلدان ۲۹/۱

(۲) عیون الاثر ۷۴/۲، شرح الزرقانی علی المواہب ۵۲۰/۲، فتوح البلدان ۳۰/۱، ابن سعد ۱۵۹/۳، انساب الاشراف للبلاذری ۸۴/۱۰

(۳) الروض الانف ۱۶۱/۶، ابن سعد ۳۵۹/۳

(۴) ابن سعد ۴۵/۲، مغازی واقدی ۳۸۰/۱

المُهَاجِرِينَ وَقَسَمَهَا عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ مِنْهَاشَيْئًا إلا أَبَا دُجَانَةَ سِمَاكَ بْنَ خَرَشَةَ وسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَالْحَارِثُ بْنُ الصِّمَّةِ أَعْطَاهُمْ لفقرهم

بعض روایات میں ہے سب مال مہاجرین میں تقسیم کر دیا سوائے ابو دجانہ سماک بن خرشہ، اور سہل بن حنیف اور حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ کو بھی حصہ دیا گیا کیونکہ یہ بھی بہت غریب تھے۔ [1]

وَأَعْطَى سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ سَيْفَ ابْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ، وَكَانَ سَيْفًا لَهُ ذِكْرٌ عِنْدَهُمْ

اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بنو نضیر کے سردار ابن ابی حقیق کی خاص اور مشہور تلوار عطا فرمائی۔ [2]

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ

اور (ان کے لئے) جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف

مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً

ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی

مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ڵ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ

نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کتنی ہی سخت حاجت ہو، (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ (الحشر ۹)

بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے۔

اور یہ مال فے صرف مہاجرین ہی کا حق نہیں ہے بلکہ انصار بھی اس کے حق دار ہیں جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لاکر دار الہجرت یعنی مدینہ منورہ میں مقیم تھے، جنہوں نے سرخ وسیاہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی، یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا اور اس نے طاقت پکڑ لی ،خلیفہ دوئم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (زخمی ہونے کے بعد انتقال سے پہلے) فرمایا تھا

أُوصِي الخَلِيفَةَ بِالْمُهَاجِرِينَ الأَوَّلِينَ: أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأُوصِي الخَلِيفَةَ بِالأَنْصَارِ الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالإِيمَانَ، مِنْ قَبْلِ أَنْ يُهَاجِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَيَعْفُوَ عَنْ مُسِيئِهِمْ

میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کا حق پہچانے، اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو دار السلام اور ایمان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ہی سے قرار پکڑے ہوئے ہیں یہ کہ

[1] روح المعانی ۲۳۸؍۱۴

[2] مغازی واقدی ۳۸۰؍۱

ان میں جو نیکو کار ہیں ان کی عزت کرے اور ان کے غلط کاروں سے درگزر کرے۔ (1)

یہ انصار اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بنا پر مہاجرین سے محبت کرتے ہیں، اور ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو اللہ کے دین اسلام کی مدد کرتے ہیں،

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ الْمُهَاجِرُونَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا رَأَيْنَا مِثْلَ قَوْمٍ قَدِمْنَا عَلَيْهِمْ أَحْسَنَ مُوَاسَاةً فِي قَلِيلٍ، وَلَا أَحْسَنَ بَذْلًا فِي كَثِيرٍ، لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ، وَأَشْرَكُونَا فِي الْمَهْنَأِ، حَتَّى لَقَدْ حَسِبْنَا أَنْ يَذْهَبُوا بِالْأَجْرِ كُلِّهِ قَالَ:لَا، مَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ، وَدَعَوْتُمُ اللَّهَ لَهُمْ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مہاجرین نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لوگ جن کے پاس ہم آئے ہیں ہم نے مال کے قلیل ہونے کے باوجود ان سے بڑھ کر دل جوئی کرنے والے اور کثیر ہونے کی صورت میں ان سے زیادہ بہتر خرچ کرنے والے نہیں دیکھے، انہوں نے ہمیں ضروریات سے بے نیاز کر دیا اور کام کاج میں اپنے ساتھ شریک کر لیا حتی کہ ہمیں یہ ڈر ہے کہ سارا اجر و ثواب یہ لوگ حاصل کر لیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جب تک تم ان کی ستائش کرتے رہو گے اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو گے (اجر و ثواب سے محروم نہیں رہو گے)۔ (2)

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حِينَ خَرَجَ مَعَهُ إِلَى الوَلِيدِ قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الأَنْصَارَ إِلَى أَنْ يُقْطِعَ لَهُمُ البَحْرَيْنِ، فَقَالُوا: لاَ إِلَّا أَنْ تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ المُهَاجِرِينَ مِثْلَهَا، قَالَ:إِمَّا لاَ، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي، فَإِنَّهُ سَيُصِيبُكُمْ بَعْدِي أَثَرَةٌ

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس وقت سنا جب وہ انہیں ساتھ لے کر ولید کے پاس گئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تا کہ انہیں بحرین کی زمین عطا فرما دیں، انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اسے اس وقت تک قبول نہیں کریں گے جب تک آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اسی طرح کی زمین عطا نہ فرما دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر میری (آخرت میں) ملاقات تک صبر کرنا کیونکہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ (3)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَتِ الأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ، قَالَ:لاَ فَقَالُوا: تَكْفُونَا المَئُونَةَ، وَنَشْرَكْكُمْ فِي الثَّمَرَةِ، قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی ہمارے اور ہمارے (مہاجر) بھائیوں کے درمیان کھجور کے درخت تقسیم فرما دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، لہذا انصار نے مہاجرین سے کہا تم ہمیں کام سے بے نیاز کر دو اور ہم تمہیں پھلوں

(1) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الحشربَابُ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالإِيمَانَ۴۸۸۸

(2) مسند احمد۱۳۰۷۵

(3) صحیح بخاری کتاب مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ:اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الحَوْضِ ۳۷۹۴

میں شریک کرلیں گے، مہاجرین نے جواب دیا کہ ہم سمع وطاعت بجالائیں گے۔ [1]

اور اللہ تعالیٰ کا رسول مہاجرین کو جو کچھ بھی دے دیں اس پر اپنے دلوں میں بغض، کینہ اور حسد محسوس نہیں کرتے،

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، تَنْطِفُ لِحْيَتُهُ مِنْ وُضُوئِهِ، قَدْ تَعَلَّقَ نَعْلَيْهِ فِي يَدِهِ الشِّمَالِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَ ذَلِكَ، فَطَلَعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مِثْلَ الْمَرَّةِ الْأُولَى. فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَ مَقَالَتِهِ أَيْضًا، فَطَلَعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ عَلَى مِثْلِ حَالِهِ الْأُولَى، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبِعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ: إِنِّي لَاحَيْتُ أَبِي فَأَقْسَمْتُ أَنْ لَا أَدْخُلَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُؤْوِيَنِي إِلَيْكَ حَتَّى تَمْضِيَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو ابھی ایک جنتی شخص آنے والا ہے، تھوڑی دیر بعد ایک انصاری رضی اللہ عنہ اپنے بائیں ہاتھ میں اپنی جوتیاں لئے ہوئے تازہ وضو کر کے آرہے تھے اور ان کی داڑھی پر سے پانی ٹپک رہا تھا، دوسرے دن بھی اسی طرح ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا اور وہی شخص اس طرح تشریف لائے، جب تیسرا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا اور وہی انصاری پہلے دن والی حالت میں تشریف لائے، عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ آج دیکھتے بھالتے رہے اور جب مجلس نبوی برخاست ہوئی اور یہ بزرگ وہاں سے اٹھ کر روانہ ہوئے تو یہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور اس انصاری رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے جناب مجھ میں اور میرے والد میں کچھ بول چال ہوگئی ہے جس پر میں قسم کھا بیٹھا ہوں کہ تین دن تک اپنے گھر نہیں جاؤں گا اگر آپ مہربانی فرما کر مجھے اجازت فرمائیں تو میں یہ تین دن آپ کے ہاں گزار دوں، انہوں نے کہا بہت اچھا،

قَالَ أَنَسٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَاتَ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثَ، فَلَمْ يَرَهُ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا تَعَارَّ وَتَقَلَّبَ عَلَى فِرَاشِهِ ذَكَرَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَ، حَتَّى يَقُومَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: غَيْرَ أَنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا، فَلَمَّا مَضَتِ الثَّلَاثُ لَيَالٍ وَكِدْتُ أَنْ أَحْقِرَ عَمَلَهُ، قُلْتُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي غَضَبٌ وَلَا هَجْرٌ ثَمَّ، وَلَكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ:يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

انس رضی اللہ عنہ نے کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے یہ تین راتیں ان کے گھر ان کے ساتھ گزاریں، انہوں نے دیکھا کہ وہ رات کو تہجد کی لمبی لمبی نماز بھی نہیں پڑھتے، صرف اتنا کرتے ہیں کہ جب آنکھ کھلتی تو بستر پر لیٹے ہی لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی بڑائی کر لیتے ہیں یہاں تک کہ نماز فجر کے لئے اٹھتے، ہاں یہ بات ضرور تھی کہ میں نے ان کے منہ سے سوائے کلمہ خیر کے اور کچھ نہیں سنا، جب تین راتیں گزر گئیں تو مجھے ان کا عمل بہت ہلکا سا معلوم ہونے لگا، اب میں نے ان سے کہا کہ جناب در اصل نہ تو میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی ایسی باتیں ہوئی تھیں اور نہ میں نے ناراضگی کے باعث اپنا گھر چھوڑا تھا بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی ایک جنتی شخص آرہا ہے

[1] صحیح بخاری كِتَاب الْمُزَارَعَةِ بَابُ إِذَا قَالَ: اكْفِنِي مَئُونَةَ النَّخْلِ وَغَيْرِهِ، وَتُشْرِكُنِي فِي الثَّمَرِ ۲۳۲۵

اور تینوں مرتبہ آپ ہی تشریف لائے تو میں نے ارادہ کیا کہ آپ کی خدمت میں کچھ دن رہ کر دیکھوں کہ آپ ایسی کون سی عبادتیں کرتے ہیں جو آپ کی زندگی میں ہی رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے آپ کے جنتی ہونے کی بشارت ہم تک پہنچ گئی،

فَطَلَعْتَ أَنْتَ الثَّلَاثَ مِرَارٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ آوِيَ إِلَيْكَ لِأَنْظُرَ مَا عَمَلُكَ، فَأَقْتَدِيَ بِهِ، فَلَمْ أَرَكَ تَعْمَلُ كَثِيرَ عَمَلٍ، فَمَا الَّذِي بَلَغَ بِكَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ. قَالَ: فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِي، فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ، غَيْرَ أَنِّي لَا أَجِدُ فِي نَفْسِي لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غِشًّا، وَلَا أَحْسُدُ أَحَدًا عَلَى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ هَذِهِ الَّتِي بَلَغَتْ بِكَ، وَهِيَ الَّتِي لَا نُطِيقُ

چنانچہ میں نے آپ کے ساتھ رہنے کے لئے یہ بہانہ کیا اور تین مرتبہ رات تک آپ کی خدمت میں رہا تا کہ آپ کے اعمال کو دیکھ کر میں بھی ویسے ہی عمل اختیار کروں، لیکن میں نے آپ کو نہ کوئی نیا اور اہم عمل کرتے ہوئے دیکھا اور نہ ہی عبادت میں دوسروں سے زیادہ بڑھا ہوا پایا، اب میں جارہا ہوں لیکن ایک سوال ہے کہ آپ ہی فرمائیں آخر وہ کونسا عمل ہے جس کے سبب رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنتی فرمایا؟ آپ نے فرمایا بس تم میرے اعمال تو دیکھ چکے ہو اور اس کے سوا کوئی خاص پوشیدہ عمل نہیں ہے، چنانچہ میں ان سے رخصت ہو کر روانہ ہوا ابھی میں تھوڑی دور ہی چلا تھا کہ انہوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا ہاں میرا ایک عمل سنتے جاؤ اور وہ عمل یہ ہے کہ میرے دل میں کبھی کسی مسلمان سے دھوکہ بازی، بغض وحسد کا ارادہ بھی نہیں ہوا اور میں کبھی کسی مسلمان کا بدخواہ نہیں بنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا اب مجھے معلوم ہو گیا کہ اسی عمل نے آپ کو اس درجہ تک پہنچایا ہے اور یہی وہ چیز ہے جو ہر ایک کے بس میں نہیں ہے۔[1]

یہ ضعیف قصہ ہے۔(مشہور واقعات کی حقیقت ۱۰۷)

اور انصار کے اوصاف میں سے ایک وصف ایثار و قربانی ہے کہ خود حاجت مند اور بھوکے ہونے کے باوجود اپنی ذات پر مہاجرین کی ضرورت کو ترجیح دیتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَصَابَنِي الْجَهْدُ فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ، فَقَالُوا: مَا عِنْدَنَا إِلَّا الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُهُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ، يَرْحَمُهُ اللهُ؟ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ ،فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: ضَيْفُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِيهِ شَيْئًا،قَالَتْ: وَاللهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قُوتُ الصِّبْيَةِ، قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ، وَتَعَالَيْ فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ ، فَفَعَلَتْ،ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:لَقَدْ عَجِبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ :وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک صاحب (خود ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں فاقہ سے ہوں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں ازواج مطہرات کے یہاں بھیجا (تا کہ ان کو کھانا کھلا دیں)

[1] مسند احمد ۱۲۶۹۷، السنن الکبری للنسائی ۱۰۶۳۳، شرح السنة للبغوی ۳۵۳۵

ازواج رضی اللہ عنہن نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس بھیجا انہوں نے بھی وہی بات کہی الغرض تمام ام المومنین نے وہی بات کہی جو پہلی بیوی نے کہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات اس شخص کی مہمانداری کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ مہمانداری کرنے والے پر رحمت نازل فرمائے؟ ایک انصاری رضی اللہ عنہ صحابی (ابوطلحہ رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کی ضیافت میں کروں گا، یہ کہہ کر وہ انصاری اس شخص کو اپنے ساتھ گھر لے گئے، اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں کوئی چیز ان سے بچا کر نہ رکھنا، بیوی نے کہا اللہ کی قسم! میرے پاس اس وقت بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے، انصاری صحابی نے کہا اگر بچے کھانا مانگیں تو ان کو کسی چیز سے بہلا کر سلا دو اور یہ چراغ بھی بجھا دو آج رات ہم بھوکے ہی رہ لیں گے، بیوی نے ایسا ہی کیا، پھر وہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلاں (انصاری صحابی رضی اللہ عنہ) اور ان کی بیوی (کے عمل) کو پسند فرمایا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ مسکرایا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی'' اور اپنی ذات پر دُوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔''[1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:طُولُ الْقِيَامِ، قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:جَهْدُ الْمُقِلِّ، قِيلَ: فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ، قِيلَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ، قِيلَ: فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ؟ قَالَ:مَنْ أُهَرِيقَ دَمُهُ، وَعُقِرَ جَوَادُهُ

عبداللہ بن حبشی الخثعمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لمبا قیام، کہا گیا کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا جو قلیل مال والا محنت کر کے صدقہ دے، کہا گیا کون سی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا جو شخص اللہ کے حرام کردہ امور کو چھوڑ دے، کہا گیا کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا جو شخص مشرکین سے اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرے، پوچھا گیا کون سا قتل شرف والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا خوب بہادیا گیا اور اس کے گھوڑے کو بھی کاٹ دیا گیا۔[2]

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تنگ نظری، کم حوصلگی، کنجوسی اور بخیلی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ

جابر بن عبداللہ مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کی تاریکیوں میں سے تاریکیاں ہیں، اور تم بخیلی سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ویوثرون علی انفسهم ولوکان بهم خصاصة۳۷۹۸،و کتاب التفسیرسورة الحشرباب قوله ویوثرون علی انفسهم۴۸۸۹،صحیح مسلم کتاب الْأَشْرِبَةِ بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَفَضْلِ إِيثَارِهِ۵۳۵۹،جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْحَشْرِ ۳۳۰۴،السنن الکبری للنسائی۱۱۵۱۸

[2] سنن ابوداودکتاب تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْوِتْرِ بَابُ طُولِ الْقِيَامِ ۱۴۴۹،مسنداحمد۱۵۴۰۱

بچو، اس حرص نفس نے ہی پہلے لوگوں کو ہلاک کیا، بخیلی کی وجہ سے (مال کی طمع ہوئی) تو انہوں نے خون ریزی کی اور محارم کو حلال کر لیا۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَإِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، أَمَرَهُمْ بِالظُّلْمِ فَظَلَمُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُورِ فَفَجَرُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالْقَطِيعَةِ فَقَطَعُوا»

اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا شح سے بچو کیونکہ شح ہی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا، اسی نے ان کو ایک دوسرے کے خون بہانے اور دوسروں کی حرمتوں کو اپنے لیے حلال کر لینے پر اکسایا، اس نے ان کو ظلم پر آمادہ کیا اور انہوں نے ظلم کیا، فجور کا حکم دیا اور انہوں نے فجور کیا، قطع رحمی کرنے کے لئے کہا اور انہوں نے قطع رحمی کی۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ أَبَدًا , وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی کسی بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتے، اسی طرح بخیلی اور ایمان کبھی کسی بندے کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (۳)

عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا يَقُولُ: اللَّهُمَّ قِنِي شُحَّ نَفْسِي. لَا يَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ، فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: إِنِّي إِذَا وُقِيتُ شُحَّ نَفْسِي لَمْ أَسْرِقْ، وَلَمْ أَزْنِ، وَلَمْ أَفْعَلْ شَيْئًا، وَإِذَا الرَّجُلُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ابو الہیاج اسدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ یہ دعا پڑھ رہے ہیں الٰہی! مجھے میرے نفس کی حرص وآڑ سے بچالے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں کہہ رہے تھے، (آخر مجھ سے رہا نہ گیا تو) میں نے ان سے کہا آپ صرف یہی دعا کیوں مانگ رہے ہیں؟ اس نے کہا جب اس سے بچاؤ ہو گیا تو پھر نہ زنا کاری ہو سکے گی، نہ چوری اور نہ کوئی دوسرا برا کام، اب جو میں نے دیکھا تو وہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ (۴)

وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ

اور (ان کے لئے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں

(۱) صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۶،۱۴۴۶۱، الادب المفرد ۴۸۳، السنن الکبری للبیہقی ۱۱۵۰۱

(۲) مسنداحمد ۶۴۸۷، سنن ابوداودکتاب الزکوٰۃ بَابٌ فِي الشُّحِّ ۱۶۹۸، السنن الکبری للنسائی ۱۱۵۱۹

(۳) السنن الکبری للبیہقی ۱۸۵۰۸، السنن الکبری للنسائی ۴۳۰۳، سنن نسائی کتاب الجہادفَضْلُ مَنْ عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَلَى قَدَمِهِ ۳۱۱۲، مسند احمد ۷۴۸۰، صحیح ابن حبان ۳۲۵۱، مستدرک حاکم ۲۳۹۵، شعب الایمان ۳۹۵۲، تفسیرالقرطبی ۲۹۳،۴، تفسیرابن کثیر ۸،۷۲

(۴) تفسیرطبری ۲۸۶،۲۳، تفسیرالقرطبی ۳۰،۱۸، تفسیرابن کثیر ۸،۷۲

سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے اور ایمان داروں کی طرف ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال،

رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۰ (الحشر ۱۰)

اے ہمارے رب! بیشک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔

مال فے کے مستحقین کی تیسری قسم بیان فرمائی اور یہ مال فے ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو صحابہ کرامؓ کے بعد آئیں گے اور عقائد، ایمان اور اس کے اصول میں صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں گے یعنی تابعین اور تبع تابعین اور قیامت تک ہونے والے اہل ایمان و تقویٰ، لیکن شرط یہی ہے کہ وہ انصار و مہاجرین کو مومن ماننے اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرنے والے ہوں نہ کہ ان کے ایمان میں شک کرنے اور ان پر سب وشتم کرنے اور ان کے خلاف اپنے دلوں میں بغض و عناد رکھنے والے، جو تمام مومنین کی دعائے مغفرت کرتے ہوئے کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال اے ہمارے رب بیشک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔

وَمَا أَحْسَنَ مَا اسْتَنْبَطَ الْإِمَامُ مَالِكٌ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ: أَنَّ الرَّافِضِيَّ الَّذِي يَسُبُّ الصَّحَابَةَ لَيْسَ لَهُ فِي مَالِ الْفَيْءِ نَصِيبٌ لِعَدَمِ اتِّصَافِهِ بِمَا مَدَحَ اللهُ بِهِ هَؤُلَاءِ فِي قَوْلِهِمْ: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

امام مالک رحمہ اللہ نے اس آیت سے استنباد کرتے ہوئے یہی بات ارشاد فرمائی ہے کہ رافضی کو جو صحابہ کرام y پر سب وشتم کرتے ہیں مال فے سے حصہ نہیں ملے گا کیونکہ وہ اس صفت سے اتصاف پذیر نہیں ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کی اپنے اس ارشاد میں تعریف فرمائی ہے " اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب تو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔ "[1]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أُمِرْتُمْ بِالِاسْتِغْفَارِ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَبْتُمُوهُمْ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَذْهَبُ هَذِهِ الْأُمَّةُ حَتَّى يَلْعَنَ آخِرُهَا أَوَّلَهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تم لوگوں کو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استغفار کا حکم دیا گیا مگر تم نے ان پر لعن طعن کی، میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ امت اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک کہ اس کے آخرین اولین پر لعنت نہ کریں۔[2]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۸/۷۳

[2] تفسیر البغوی ۵/۶۱، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰/۳۳۴۷، صحیح مسلم كِتَابُ التفسیر باب فی تفسیر آیات متفرقة ۷۵۳۹

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ نَافَقُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ لِاِخۡوَانِہِمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ

کیا تو نے منافقوں کو نہ دیکھا ؟ کہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں

لَئِنۡ اُخۡرِجۡتُمۡ لَنَخۡرُجَنَّ مَعَکُمۡ وَ لَا نُطِیۡعُ فِیۡکُمۡ اَحَدًا

اگر تم جلاوطن کئے گئے تو ضرور بالضرور ہم تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی بھی کسی

اَبَدًا ۙ وَّ اِنۡ قُوۡتِلۡتُمۡ لَنَنۡصُرَنَّکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ یَشۡہَدُ

کی بات نہ مانیں گے، اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو بخدا ہم تمہاری مدد کریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ

اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنۡ اُخۡرِجُوۡا لَا یَخۡرُجُوۡنَ مَعَہُمۡ ۚ وَ لَئِنۡ قُوۡتِلُوۡا لَا یَنۡصُرُوۡنَہُمۡ ۚ

یہ قطعاً جھوٹے ہیں، اگر وہ جلاوطن کئے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ جائیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد (بھی)

وَ لَئِنۡ نَّصَرُوۡہُمۡ لَیُوَلُّنَّ الۡاَدۡبَارَ ۟ ثُمَّ لَا یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۲﴾ (الحشر ۱۲،۱۱)

نہ کریں گے، اور اگر (بالفرض) مدد پر آ بھی گئے تو پیٹھ پھیر کر (بھاگ کھڑے) ہوں گے، پھر مدد نہ کیے جائیں گے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کو دس دن کے اندر مدینہ منورہ سے نکل جانے کا حکم فرمایا تو عبداللہ بن ابی سلول، ودیعہ، مالک، ابن بنو قوقل، سوید اور داعس وغیرہ منافقین نے بنونضیر کو پیغام بھیجا تھا کہ ہم دو ہزار جنگجوؤں کے ساتھ تمہاری مدد کریں گے، اور تمہارے ہم مذہب بنی قریظہ اور بنی غطفان بھی تمہاری مدد اور حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے، اگر تمہیں مدینہ منورہ سے جلاوطن کیا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اس لئے مقابلہ پر ڈٹ جاؤ اور رسول اللہ ﷺ سے ڈر کر ہتھیار مت ڈالو، اللہ تعالیٰ نے منافقین کے جھوٹ کا پول کھول دیا اور مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ منافقین اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں اگر تم جلاوطن کیے گئے تو ضرور بالضرور ہم بھی تمہارے ساتھ مدینہ سے نکل کھڑے ہوں گے، اور تمہاری نصرت ومدد کے بارے میں اگر ہمیں کوئی روکے گا تو ہم ہرگز ان کی بات نہیں مانیں گے، اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو بخدا ہم تمہاری ہر ممکن مدد کریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ اس وعدے میں قطعاً جھوٹے ہیں، اگر یہود مدینہ منورہ سے جلاوطن کیے گئے تو یہ منافقین ان کے ساتھ ہرگز مدینہ منورہ کو خیرباد نہیں کہیں گے، اور اگر یہود سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی کچھ بھی مدد نہ کریں گے، چنانچہ منافقین کا جھوٹ کھل کر سامنے آ گیا جب بنونضیر کو جلاوطن کیا گیا تو نہ وہ ان کی مدد کو پہنچے اور نہ ہی ان کی حمایت میں مدینہ منورہ کو چھوڑا، اور اگر بالفرض المحال بدنامی کے خیال سے یہود کی مدد کا ارادہ کر بھی لیں تو شکست کھا کر پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے اور اللہ ان کو ذلیل ورسوا کر دے گا۔

لَاَانۡتُمۡ اَشَدُّ رَہۡبَۃً فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ مِّنَ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ

(مسلمانو! یقین مانو) کہ تمہاری ہیبت ان کے دلوں میں بہ نسبت اللہ کی ہیبت کے بہت زیادہ ہے، یہ اس لیے کہ

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ

یہ بے سمجھ لوگ ہیں، یہ سب مل کر بھی تم سے لڑ نہیں سکتے ہاں یہ اور بات ہے کہ قلعہ بند مقامات میں ہوں یا

مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ

دیواروں کی آڑ میں ہوں، ان کی لڑائی تو ان میں آپس میں ہی بہت سخت ہے گو آپ انہیں متحد سمجھ رہے ہیں لیکن ان کے دل

شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ (الحشر ۱۴،۱۳)

دراصل ایک دوسرے سے جدا ہیں، اس لیے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔

غزوہ احد کی ناکامی سے مسلمانوں کی ہوا اکھڑ چکی تھی، اس کے بعد دو مختلف واقعات میں تقریباً ۷۷ بے گناہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت سے بھی ارد گرد کے قبائل سر اٹھا رہے تھے، خود بنو نضیر بھی کم طاقت ور نہ تھے، ان کے پاس ہر طرح کا وافر جنگی اسلحہ بھی تھا، لڑنے والے جوان بھی تھے، اور ایک لمبی تھکا دینے والی لڑائی کے لئے مضبوط و مستحکم قلعہ جات بھی تھے، جن کا فتح کرنا آسان نہ تھا، اس کے علاوہ یہ اندیشہ بھی تھا کہ اگر لڑائی شروع ہوگئی تو ان کے ہمسائے اور ہم مذہب بنو قریظہ، منافقین مدینہ، قریش مکہ اور ان کے حلیف بنو غطفان ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں گے جس سے ان کا حوصلہ اور طاقت بڑھ جائے گی اس لئے ان کا ہتھیار ڈال دینا کچھ آسان کام نہ ہوگا، اگر قلیل التعداد اور بے سر و ساماں مسلمان ان پر غلبہ حاصل نہ کر سکے تو یہ واقعہ مزید ان کی کمزوری بن جائے گا اور یہود و منافقین مل کر مسلمانوں کو جینے نہیں دیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی فرمائی، فرمایا مسلمانو! یقین مانو اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمہاری محبت، جانبازی اور سرفروشی کو دیکھ کر اور تمہاری صفوں میں زبردست اتحاد دیکھ کر منافقین اور یہود کے دل بیٹھ جاتے ہیں، اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈرنے کے بجائے تمہاری ہیبت سے لرزاں و ترساں ہیں، جیسے فرمایا

۔۔۔اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً۔۔۔ ﴿۷۷﴾ [1]

ترجمہ: ان میں سے ایک فریق کا حال یہ ہے کہ لوگوں سے ایسا ڈر رہے ہیں جیسا خدا سے ڈرنا چاہیے یا کچھ اس سے بھی بڑھ کر۔

یہ اس لئے کہ یہ بے سمجھ لوگ ہیں، اگر انہیں کچھ بھی عقل و شعور ہوتا تو جان جاتے کہ کم تعداد اور برائے نام جنگی اسلحہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کا غلبہ و تسلط اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس لئے انسانی طاقتوں سے ڈرنے کے بجائے اللہ قادر مطلق سے ڈرتے، منافقین کی دوسری کمزوری بیان فرمائی کہ ان کی بزدلی کی تو یہ حالت ہے کہ جنگجوؤں اور وافر اسلحہ ہونے کے باوجود یہ سب منافقین اور یہودی مل کر بھی کھلے میدان میں تم سے لڑنے کا حوصلہ نہیں رکھتے، البتہ قلعہ کی فصیلوں کے پیچھے یا دیواروں کی آڑ میں چھپ کر تم پر وار کر سکتے ہیں، یعنی کھل کر کبھی سامنے نہیں آئیں گے بلکہ چھپ کر سازشیں کرتے رہیں گے، یہ لوگ تو آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں گو آپ انہیں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے دیکھ کر مجتمع اور متفق و متحد سمجھ رہے ہیں لیکن ان کے دل دراصل ایک دوسرے کے خلاف بغض و عناد سے بھرے ہوئے ہیں، اور ان کے

[1] النساء ۷۷

یہ اختلافات ان کی بے عقلی کی وجہ سے ہیں، اس لئے ہر طرح کے خوف و خطر کو بالائے طاق رکھ کر اور اللہ پر بھروسہ کر کے ان کی طرف نکلو۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ

ان لوگوں کی طرح جو ان سے کچھ ہی پہلے گزرے ہیں جنھوں نے اپنے کام کا وبال چکھ لیا اور جن کے لیے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ

المناک عذاب (تیار) ہے، شیطان کی طرح کہ اس نے انسان سے کہا کفر کر، جب وہ کفر کر چکا تو کہنے لگا میں تو تجھ سے

بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ

بری ہوں میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں، پس دونوں کا انجام یہ ہوا کہ آتش (دوزخ) میں

خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۞ (الحشر ۱۵تا۱۷)

ہمیشہ کے لیے گئے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

فتح کی پیشین گوئی: اللہ تعالیٰ مزید حوصلہ افزائی فرماتے ہو جنگ کا نتیجہ بھی پہلے سے بتادیا کہ ان کا انجام بھی مشرکین مکہ کی طرح ہو گا جو اپنی کثرت تعداد اور اپنے سروسامان کے باوجود انہی کمزوریوں کے باعث مسلمانوں کی مٹھی بھر بے سروساماں جماعت سے عبرتناک شکست کھا چکے ہیں، اور یہودیوں کے دوسرے قبیلے بنی قینقاع کی طرح ہو گا جو مدینہ منورہ سے جلاوطن ہو چکے ہیں، دنیا میں تو انہوں نے اپنے شرک اور بغاوت کے وبال کا مزا چکھ لیا مگر معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہو گیا آخرت کا دردناک عذاب اس کے علاوہ ہو گا، ان منافقین کی مثال جنہوں نے اہل کتاب بھائیوں کو دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے شیطان کی سی ہے کہ پہلے وہ انسان کے پیچھے لگ کر کُفر کراتا ہے! اور جب انسان اس کے دل فریب، محسور کن وعدوں پر بھروسہ کر کے کفر کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو اسے ملامت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے، جیسے شیطان نے غزوہ بدر کے موقع پر مشرکین مکہ سے کہا تھا،

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰي مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞ [۱]

ترجمہ: ذرا خیال کرو اس وقت کا جب کہ شیطان نے ان لوگوں کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور ان سے کہا تھا کہ آج کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں مگر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا کہ میرا تمہارا ساتھ نہیں ہے، میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے، مجھے خدا سے ڈر لگتا ہے اور خدا بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔

[۱] الانفال ۴۸

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ نَهِيكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: إِنَّ رَاهِبًا تَعَبَّدَ سِتِّينَ سَنَةً، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ أَرَادَهُ فَأَعْيَاهُ، فَعَمَدَ إِلَى امْرَأَةٍ فَأَجَنَّهَا، وَلَهَا إِخْوَةٌ، فَقَالَ لِإِخْوَتِهَا: عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقِسِّ فَيُدَاوِيهَا، فَجَاءُوا بِهَا، قَالَ: فَدَاوَاهَا، وَكَانَتْ عِنْدَهُ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَوْمًا عِنْدَهَا إِذْ أَعْجَبَتْهُ، فَأَتَاهَا فَحَمَلَتْ، فَعَمَدَ إِلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَجَاءَ إِخْوَتُهَا، فَقَالَ الشَّيْطَانُ لِلرَّاهِبِ: أَنَا صَاحِبُكَ، إِنَّكَ أَعْيَيْتَنِي، أَنَا صَنَعْتُ بِكَ هَذَا فَأَطِعْنِي أُنْجِكَ مِمَّا صَنَعْتُ بِكَ، اسْجُدْ لِي سَجْدَةً، فَسَجَدَ لَهُ، فَلَمَّا سَجَدَ لَهُ قَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ﴾، [1]

عبداللہ بن نہیک سے مروی ہے میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو ساٹھ سال سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھا شیطان نے اسے ورغلانا چاہا لیکن وہ اس کے قابو میں نہ آیا، شیطان نے ایک عورت پر اپنا اثر ڈالا اور یہ ظاہر کیا کہ گویا جنات اسے ستا رہے ہیں دوسری طرف اس نے اس عورت کے بھائیوں کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ان کی بہن کا علاج صرف وہ عابد ہی کر سکتا ہے، چنانچہ وہ اپنی بہن کو اس عابد کے پاس علاج کے لئے لائے، عابد نے اس عورت کا علاج معالجہ یعنی دم کرنا شروع کر دیا اور وہ عورت وہیں اس کی عبادت گاہ میں رہنے لگی، ایک دن وہ عابد اس عورت کے پاس ہی تھا تو شیطان نے اس کے خیالات خراب کرنا شروع کر دیئے یہاں تک کہ وہ زنا کر بیٹھا اور وہ عورت حاملہ ہوگئی، رسوائی کے خوف سے شیطان نے اسے یہ راہ سجھائی کہ اگر تم اپنا بھید چھپانا چاہتے ہو تو اس عورت کو قتل کر ڈالو، چنانچہ اس عابد نے اسے قتل کر ڈالا، دوسری طرف شیطان نے اس عورت کے بھائیوں کے دل میں شک ڈالا اور وہ عابد کے پاس دوڑے چلے آئے، اب شیطان اس راہب کے پاس آیا اور کہا وہ لوگ تمہاری طرف دوڑے چلے آ رہے ہیں اب تمہاری عزت بھی جائے گی اور جان بھی اگر تو میرا کہا مان کر مجھے خوش کر دے تو تمہاری عزت بھی بچ جائے گی اور جان بھی، راہب نے کہا تو جس طرح کہتا ہے میں اس کے لئے تیار ہوں، اب شیطان نے کہا تو مجھے سجدہ کر، راہب نے اسے سجدہ کیا، جب اس نے سجدہ کر لیا تو شیطان کہنے لگا میں تو تم سے بری الذمہ ہوں میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ ''ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے وہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر اور جب انسان کفر کر بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الزمہ ہوں مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔'' [2]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، فِي هَذِهِ الْآيَةِ ﴿كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ﴾، [3] قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ تَرْعَى الْغَنَمَ، وَكَانَ لَهَا أَرْبَعَةُ إِخْوَةٍ، وَكَانَتْ تَأْوِي بِاللَّيْلِ إِلَى صَوْمَعَةِ رَاهِبٍ، قَالَ: فَنَزَلَ الرَّاهِبُ فَفَجَرَ بِهَا، فَحَمَلَتْ، فَأَتَاهُ الشَّيْطَانُ، فَقَالَ لَهُ: اقْتُلْهَا ثُمَّ ادْفِعْهَا، فَإِنَّكَ رَجُلٌ مُصَدَّقٌ يُسْمَعُ كَلَامُكَ، فَقَتَلَهَا ثُمَّ دَفَنَهَا؛ قَالَ: فَأَتَى الشَّيْطَانُ إِخْوَتَهَا فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ الرَّاهِبَ صَاحِبَ

---

[1] الحشر: 16

[2] تفسیر طبری ۲۹۴/۲۳، تفسیر ابن کثیر ۷۵/۸

[3] الحشر: 16

الصَّوْمَعَةِ فَجَرَ بِأُخْتِكُمْ؛ فَلَمَّا أَحْبَلَهَا قَتَلَهَا، ثُمَّ دَفَنَهَا فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا، فَلَمَّا أَصْبَحُوا قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ رُؤْيَا وَمَا أَدْرِي أَقُصُّهَا عَلَيْكُمْ أَمْ أَتْرُكُ؟ قَالُوا: لَا، بَلْ قُصَّهَا عَلَيْنَا؛ قَالَ: فَقَصَّهَا، فَقَالَ الْآخَرُ: وَأَنَا وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ ذَلِكَ؛ قَالُوا: فَمَا هَذَا إِلَّا لِشَيْءٍ،

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ''ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے وہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر اور جب انسان کفر کر بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الزمہ ہوں، مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔'' کے بارے میں روایت ہے ایک عورت بکریاں چرایا کرتی تھی اور اس عورت کے چار بھائی تھے، اور یہ ایک راہب کی خانقاہ کے نیچے رات بسر کرتی تھی، ایک دن شیطان نے راہب (برصیصا) کو اس عورت کی طرف مائل کیا اور وہ اس سے زنا کر بیٹھا اور وہ حاملہ ہوگئی، شیطان نے راہب کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اب اس کی بڑی رسوائی ہوگی اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس عورت کو قتل کر کے کہیں دفن کر دے، تیرے زہد و تقویٰ کو دیکھتے ہوئے کسی کو تمہاری طرف خیال تک نہیں آئے گا، اور اگر بالفرض کچھ پوچھ گچھ ہو تو کچھ جھوٹ موٹ بول دینا تیری بات کو بھلا کون غلط گردانے گا؟ راہب کے دل میں یہ بات آگئی اور ایک رات موقع پا کر اس نے اس عورت کو قتل کر ڈالا اور کسی ویران جگہ پر زمین میں اسے دفن کر دیا، اب شیطان اس کے چاروں بھائیوں کے پاس آیا اور ہر ایک کو کہا کہ اس خانقاہ کے راہب نے تمہاری بہن سے زنا کیا اور جب وہ حاملہ ہوگئی تو اسے قتل کر کے فلاں مقام پر دفن کر دیا ہے، جب صبح کو یہ بیدار ہوئے تو ایک نے کہا آج رات تو میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے مگر مجھے ہمت نہیں ہو رہی کہ اسے آپ لوگوں کے سامنے بیان کروں؟ دوسرے بھائیوں نے اصرار کیا کہ نہیں بیان کرو چنانچہ اس نے اپنا پورا خواب بیان کر دیا، تینوں بھائیوں نے کہا ہم نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے، اس پر چاروں بھائیوں کو یقین ہوگیا کہ ان کا خواب سچا ہے،

فَانْطَلَقُوا فَاسْتَعْدَوْا مَلِكَهُمْ عَلَى ذَلِكَ الرَّاهِبِ، فَأَتَوْهُ فَأَنْزَلُوهُ، ثُمَّ انْطَلَقُوا بِهِ، فَلَقِيَهُ الشَّيْطَانُ فَقَالَ: إِنِّي أَنَا الَّذِي أَوْقَعْتُكَ فِي هَذَا وَلَنْ يُنْجِيَكَ مِنْهُ غَيْرِي فَاسْجُدْ لِي سَجْدَةً وَاحِدَةً وَأَنَا أُنْجِيكَ مِمَّا أَوْقَعْتُكَ فِيهِ؛ قَالَ: فَسَجَدَ لَهُ؛ فَلَمَّا أَتَوْا بِهِ مَلِكَهُمْ تَبَرَّأَ مِنْهُ، وَأَخَذَ فَقُتِلَ

چنانچہ انہوں نے جا کر بادشاہ کو اس کی اطلاع دی، بادشاہ کے حکم سے راہب کو اس کی خانقاہ سے گرفتار کر لیا گیا اور اس جگہ پر پہنچ کر لاش بھی برآمد کر لی، اس وقت شیطان اس کے سامنے ظاہر ہوا اور کہنے لگا یہ سب میرے کرتوت ہیں، اب بھی اگر تو مجھے راضی کر لے تو میں تیری جان بچا دوں گا، راہب نے جان بچانے کے لئے کہا جو تو کہے میں کرنے کے لئے تیار ہوں، شیطان نے کہا مجھے سجدہ کر، راہب نے شیطان کو سجدہ کر لیا، جب وہ ایمان سے خالی ہو گیا تو شیطان کہنے لگا میں تجھ سے بری الذمہ ہوں چنانچہ بادشاہ کے حکم سے اس راہب کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ [1]

پھر کفر کا حکم دینے والا شیطان اور کفر کرنے والے انسان دونوں کا انجام یہ ہونا ہے کہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائیں، جیسے فرمایا

...إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝٦ [2]

---

[1] تفسیر طبری ۲۹۵/۲۳، تفسیر ابن کثیر ۷۶/۸

[2] فاطر ۶

ترجمہ: وہ تو اپنے پیروؤں کو اپنی راہ پر اس لیے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔
اور جنہوں نے ظلم اور کفر میں اشتراک کیا ان کے لئے یہی جزا ہے۔

نَفْسٌ	وَلْتَنْظُرْ	اللّٰهَ	اتَّقُوا	اٰمَنُوا	الَّذِيْنَ	يٰٓاَيُّهَا

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ (بھال) لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا

مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

(ذخیرہ) بھیجا ہے، اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے، اور تم ان لوگوں کی طرح

اُولٰٓئِكَ	اَنْفُسَهُمْ ؕ	فَاَنْسٰىهُمْ	اللّٰهَ	نَسُوا

مت ہو جانا جنہوں نے اللہ (کے احکام) کو بھلا دیا، تو اللہ نے بھی انہیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا، اور ایسے ہی لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ (الحشر ۱۹،۱۸)

نافرمان (فاسق) ہوتے ہیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اس نے جن باتوں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے انہیں بخوشی بجالاؤ اور جن سے منع کرے اس سے رک جاؤ، اسی میں تمہاری اخروی نجات پنہاں ہے، اللہ تعالیٰ نے بندے کو خود اپنے نفس کے محاسبہ کرنے کے لئے فرمایا اور تم میں ہر شخص یہ دیکھتا رہے کہ اس نے اپنی دائمی زندگی کے لیے اعمال صالحہ کا کیا ذخیرہ کر رکھا ہے، اچھی طرح جائزہ لیتا رہے کہ اس نے کون کون سے اعمال کیے ہیں جو اسے قیامت کے نفع یا نقصان پہنچائیں گے؟ تا کہ اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے سے پہلے اس کا تدارک کر سکے،

عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَدْرِ النَّهَارِ، قَالَ : فَجَاءَهُ قَوْمٌ حُفَاةٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ أَوِ الْعَبَاءِ، مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ، عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ، بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ، فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: {يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ}،[1] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، {إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا}،[2] وَالْآيَةَ الَّتِي فِي الْحَشْرِ: {اتَّقُوا اللهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللهَ}،[3] تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ، مِنْ دِرْهَمِهِ، مِنْ ثَوْبِهِ، مِنْ صَاعِ بُرِّهِ، مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ - حَتَّى قَالَ - وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ

[1] النساء: 1
[2] النساء: 1
[3] الحشر: 18

كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا، بَلْ قَدْ عَجَزَتْ، قَالَ: ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ، حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ، حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ، كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ

منذر بن جریر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں دن کے شروع میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، کچھ لوگ ننگے پیر، ننگے بدن، گلے میں چمڑے کی عبائیں پہنی ہوئیں، اپنی تلواریں لٹکائی ہوئی تھیں ان میں سے اکثر بلکہ سب قبیلہ مضر کے لوگ تھے، ان کا فقر و فاقہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے کے اندر چلے گئے اور پھر باہر تشریف لائے (یعنی بہت پریشان ہو گئے) بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اذان کہو اور تکبیر کہی اور نماز پڑھی پھر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی جان سے اس کا جوڑ ابنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے، اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔'' پھر سورۂ حشر کی آیت پڑھی '' اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے (اچھی طرح جائزہ لے) کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے اللہ سے ڈرتے رہو اللہ یقیناً تمہارے ان سب اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔'' (پھر تو صدقات کا بازار گرم ہوا) اور کسی نے اشرفی دی اور کسی نے درہم، کسی نے کپڑے، کسی نے ایک صاع گیہوں اور کسی نے ایک صاع کھجور دینا شروع کیے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ٹکڑا کھجور کا ہو تو بھی، پھر انصار میں سے ایک شخص نقدی سے بھری ایک (بھاری) تھیلی اٹھالایا جس سے اس کا ہاتھ تھکا جاتا تھا بلکہ تھک گیا تھا، پھر تو لوگوں نے تار باندھ دیا یہاں تک کہ میں کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے اور یہاں تک (صدقات جمع ہوئے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی سے سونے کی مانند چمکنے لگا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام میں داخل ہو کر نیک بات (یعنی کتاب و سنت کی بات) جاری کی اس کے لئے اپنے عمل کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں گے ان کا بھی ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا ثواب کچھ کم ہو، اور جس نے اسلام میں داخل ہو کر بری چال ڈالی (یعنی جس سے کتاب و سنت نے روکا ہے) اس کے اوپر اس کے عمل کا بھی بار ہے اور ان لوگوں کا بھی جو اس کے بعد عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا بار کچھ کم ہو۔ [۱]

بطور تاکید فرمایا اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ تعالیٰ یقیناً تمہارے ان سب اعمال و احوال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو، قیامت کے روز وہ ہر ایک کو فرداً فرداً اس کے اعمال کی جزا دے گا، جیسے فرمایا

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ [۲]

[۱] صحیح مسلم کتاب الزكاة بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، أَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَأَنَّهَا حِجَابٌ مِنَ النَّارِ ۲۳۵۱ ، سنن نسائی كتاب الزكوٰة بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ ۲۵۵۵، السنن الکبری للنسائی ۲۳۴۶، مسند احمد ۱۹۱۷۴، المعجم الکبیر للطبرانی ۲۳۷۵، السنن الکبری للبیہقی ۷۷۴۲، شعب الایمان ۳۰۴۸، شرح السنۃ للبغوی ۱۶۶۱، مصنف ابن ابی شیبۃ ۹۸۰۳

[۲] مریم ۹۵

ترجمہ: سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

نیکو کاروں کو ان کا اجر بڑھا چڑھا کر دے گا اور برائی کا بدلہ اس جیسا ہی دے گا، اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنی خواہش نفس کے پیچھے لگ کر اللہ کو بھول گئے، جو شیطان کے ساتھی بن کر اپنا سرمایہ، اپنی قابلیتوں اور کوششوں کو دنیا کے لئے ہی صرف کرتے رہے تو اللہ نے بطور جزا انہیں خود اپنا نفس بُھلا دیا، پھر وہ اپنا تشخص، اپنا منصب، اپنا مقام، اپنے فرائض و ذمہ داریاں، اپنی منزل اور راہ منزل سب کچھ بھلا بیٹھے، ان کی آنکھیں حق کو دیکھنے سے اندھی ہو گئیں، ان کے کان حق سننے سے بہرہ ہو گئے اور ان کے دل مردہ ہو گئے، جیسے فرمایا

وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ‌ۖ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا وَلَهُمۡ اَعۡيُنٌ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا وَلَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا يَسۡمَعُوۡنَ بِهَا‌ؕ اُولٰۤـئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ‌ؕ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ ۝۱۷۹ [1]

ترجمہ: اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے، ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان تو ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں، وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔

یہی لوگ اللہ کی اطاعت سے نکل جانے والے اور قیامت کے روز نقصان اٹھانے والے ہیں، جیسے فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡهِكُمۡ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ‌ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝۹

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں، جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔

لَا يَسۡتَوِىۡۤ اَصۡحٰبُ النَّارِ وَ اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ‌ؕ اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۝۲۰ (الحشر ۲۰)

اہل نار اور اہل جنت (باہم) برابر نہیں، جو اہل جنت میں ہیں وہی کامیاب ہیں (اور جو اہل نار ہیں وہ ناکام ہیں)۔

جنتی اور جہنمی برابر نہیں: جن لوگوں نے اپنی خواہشات نفس کو اپنا الٰہ بنالیا، جیسے فرمایا

اَفَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰٮهُ ... ۝۲۳ [2]

ترجمہ: پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنالیا۔

جنہوں نے اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ کفر و شرک کیا، جو اپنے انجام سے غافل ہو کر فسق و فجور میں مبتلا رہے، جنہوں نے اللہ کی زمین پر فتنہ و فساد برپا کیا، جنہوں نے اللہ کے بیان کردہ حلال و حرام اور اللہ کی قائم کردہ حدود کا خیال نہ رکھا، جنہوں نے نہ حقوق اللہ ادا کیے اور نہ حقوق العباد، جنہوں نے قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اعمال کے جوابدہی کو دیوانے کی ایک بڑ سے زیادہ نہ سمجھا، جنہوں نے اللہ کے

[1] الاعراف ۱۷۹

[2] الجاثیۃ ۲۳

دیئے ہوئے مال کو اس کی راہ میں یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، مسافروں اور اسیروں پر خرچ کرنے کے بجائے گن گن کر رکھا، وہ ہمیشہ کے لئے جہنم کے دردناک عذاب میں گرفتار ہونے والے ہیں، جس میں وہ نہ جی سکیں گے اور نہ ہی انہیں موت آئے گی، جیسے فرمایا

اِنَّهٗ مَنۡ يَّاۡتِ رَبَّهٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى ﴿۷۴﴾ (۱)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

سَيَذَّكَّرُ مَنۡ يَّخۡشٰىۙ ﴿۱۰﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الۡاَشۡقَىۙ ﴿۱۱﴾ الَّذِىۡ يَصۡلَى النَّارَ الۡكُبۡرٰىۚ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰىؕ ﴿۱۳﴾ (۲)

ترجمہ: جو شخص ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کرلے گا، اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بدبخت جو بڑی آگ میں جائے گا پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔

اور جن لوگوں نے اللہ کا تقویٰ اختیار کیا، اللہ کے رسول کی اطاعت کی اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق اعمال کرتے رہے، جنہوں نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھا، جنہوں نے اپنے پاکیزہ اموال اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مستحقین میں خرچ کیے، جن لوگوں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا کہ انہیں ایک دن اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوکر اپنے تمام چھوٹے بڑے اعمال کا جواب دینا ہے اور وہ اس کی تیاریوں میں مشغول رہے، جیسے فرمایا

فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيۡنِهٖ ۙ فَيَقُوۡلُ هَآؤُمُ اقۡرَءُوۡا كِتٰبِيَهۡ ﴿۱۹﴾ اِنِّىۡ ظَنَنۡتُ اَنِّىۡ مُلٰقٍ حِسَابِيَهۡ ﴿۲۰﴾ (۳)

ترجمہ: اس وقت جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا لو دیکھو، پڑھو میرا نامہ اعمال، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔

جو اپنے گناہوں پر نادم ہوکر رب سے بخشش و مغفرت کی دعائیں کرتے رہے، جیسے فرمایا

اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِكَ مُحۡسِنِيۡنَؕ ﴿۱۶﴾ كَانُوۡا قَلِيۡلًا مِّنَ الَّيۡلِ مَا يَهۡجَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَبِالۡاَسۡحَارِ هُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ (۴)

ترجمہ: وہ اس دن کے آنے سے پہلے نیکوکار تھے، راتوں کو کم ہی سوتے تھے پھر وہی رات کے پچھلے پہروں میں معافی مانگتے تھے۔

جو اللہ کے دین اسلام کی سربلندی کے لئے کوششیں کرتے رہے، وہ جنت کی لازوال انواع و اقسام کی نعمتوں میں داخل ہونے والے ہیں، یاد رکھو جہنم کے المناک عذابوں میں گرفتار ہونے والے اور جنت کی انگنت لازوال نعمتوں سے فیض یاب ہونے والے کبھی یکساں نہیں ہو سکتے۔ جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

اَمۡ حَسِبَ الَّذِيۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنۡ نَّجۡعَلَهُمۡ كَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِۙ سَوَآءً مَّحۡيَاهُمۡ

---

(۱) طٰہٰ ۷۴

(۲) الاعلیٰ ۱۰تا۱۳

(۳) الحاقۃ ۲۰،۱۹

(۴) الذاریات ۱۶تا۱۸

وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٢١﴾ (۱)

ترجمہ: کیا وہ لوگ جنھوں نے برائیوں کا اِرتکاب کیا ہے یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ایک جیسا کر دیں گے کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے؟ بہت برے حکم ہیں جو یہ لوگ لگاتے ہیں۔

وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿٢٠﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿٢١﴾ وَمَا يَسْتَوِى الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ... ﴿٢٢﴾ (۲)

ترجمہ: اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے، نہ تاریکیاں اور روشنی یکساں ہیں، نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے، اور نہ زندے اور مُردے مُساوی ہیں۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ... (۳)

ترجمہ: آپ فرما دیں کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۖ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾ (۴)

ترجمہ: کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لاتے اور نیک اعمال کرتے ہیں اور ان کو جو زمین میں فساد کرنے والے ہیں یکساں کر دیں؟ کیا متقیوں کو ہم فاجروں جیسا کر دیں؟۔

یاد رکھو اللہ کے عذاب سے بچ کر جنّت کی لازوال انواع واقسام کی نعمتوں سے فیض یاب ہونے والے ہی اصل میں کامیاب ہیں۔ اللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْفَائِزِيْنَ

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تو دیکھتا کہ خوف الٰہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا،

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ (الحشر ۲۱)

ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور وفکر کریں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سمجھایا کہ ہم نے تمہیں عقل وفہم کی صلاحیتیں عطا کی ہیں لیکن قرآن کو سن کر جس میں ہم نے بلاغت وفصاحت، قوت واستدلال اور وعظ و تذکیر کے پہلو بیان کیے ہیں تیرا دل کوئی اثر قبول نہیں کرتا، لیکن اگر ہم نے عظمت شان کا حامل یہ قرآن کسی بے جان و بے شعور ٹھوس پہاڑ پر اُتار دیا ہوتا اور اس میں فہم وفراست کی حس بھی پیدا کر دیتے تو اسے معلوم ہو جاتا کہ کس رب قدیر کے سامنے اپنے اعمال

(۱) الجاثیة ۲۱

(۲) فاطر ۱۹ تا ۲۲

(۳) المائدة ۱۰۰

(۴) ص ۲۸

کی جوابدہی کرنی ہے تو تم دیکھتے کہ وہ پہاڑ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا، جیسے فرمایا

...وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ... ﴿٧٤﴾ [1]

ترجمہ: کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں، کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے ،اور کوئی خدا کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے۔

یہ مثالیں ہم لوگوں کے سامنے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ وہ ان پر تفکر و تدبر کریں اور اپنی اخروی زندگی کی کامیابی کے لئے اللہ کی اطاعت کریں اور اس کی نافرمانیوں سے اجتناب کریں،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَقُومُ يَوْمَ الجُمُعَةِ إِلَى شَجَرَةٍ أَوْ نَخْلَةٍ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ، أَوْ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلاَ نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا؟ قَالَ:إِنْ شِئْتُمْ، فَجَعَلُوا لَهُ مِنْبَرًا، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الجُمُعَةِ دُفِعَ إِلَى المِنْبَرِ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ، ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ، تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّنُ. قَالَ: كَانَتْ تَبْكِي عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ کے لیے ایک درخت (کے تنے) کے پاس کھڑے ہوتے یا (بیان کیا کہ) کھجور کے درخت کے پاس،ایک انصاری عورت نے یا کسی صحابی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہ ہم آپ کے لیے ایک منبر تیار کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارا جی چاہے تو کر دو،چنانچہ انہوں نے آپ کے لیے منبر تیار کر دیا جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر تشریف لے گئے اس پر کھجور کے تنے سے بچے کی طرح رونے کی آواز آنے لگی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اسے اپنے گلے سے لگا لیا جس طرح بچوں کو چپ کرنے کے لیے لوریاں دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح اسے چپ کرایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تنا اس لیے رو رہا تھا کہ وہ اللہ کے اس ذکر کو سنا کرتا تھا جو اس کے قریب ہوتا تھا۔ [2]

فَأُمِرَ بِهِ أَنْ يُحْفَرَ لَهُ وَيُدْفَنَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودا گیا اور وہ لکڑی اس میں دبا دی گئی۔ [3]

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللَّهُ

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ،چھپے کھلے کا جاننے والا مہربان اور رحم کرنے والا، وہی اللہ ہے

---

[1] البقرۃ ۷۴

[2] صحیح بخاری كِتَابُ المَنَاقِبِ بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۵۸۵،۳۵۸۴،سنن الدارمی ۳۴

[3] سنن الدارمی ۳۷

الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ

جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان،

الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ

غالب زور آور، اور بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں، وہی ہے اللہ پیدا کرنے والا،

الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ

وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا، اسی کے لیے (نہایت) اچھے نام ہیں، ہر چیز خواہ وہ آسمانوں میں ہو خواہ زمین میں ہو اس

وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۴﴾ (الحشر ۲۲تا۲۴)

کی پاکی بیان کرتی ہے، اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

فرمایا وہ اللہ جس نے سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام دنیا کی طرف مبعوث فرمایا ہے، اور انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے یہ جلیل القدر کتاب قرآن مجید نازل کیا ہے، اس کی کچھ بے نظیر صفات یہ ہیں وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس عظیم الشان کائنات کی جو چیزیں مخلوقات سے پوشیدہ ہیں اس کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ ان پر ظاہر ہے اس سے بھی واقف ہے، حال میں جو کچھ موجود ہے اور جو کچھ مستقبل میں ہوگا اس کو براہ راست معلوم ہے، وہی اہل ایمان پر بے پایاں رحمت نچھاور کرنے والا اور تمام بندوں پر رحم فرمانے والا ہے، جیسے فرمایا

...قَالَ عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ... ۚ ﴿۱۵۶﴾ (۱)

ترجمہ: سزا تو میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔

...كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ... ﴿۵۴﴾ (۲)

ترجمہ: تمہارے رب نے رحم و کرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! کہو کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے، یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سوا کسی کو یہ حیثیت، مقام اور مرتبہ نہیں ہے کہ اس کی بندگی و پرستش کی جائے، اس عظیم الشان

(۱) الاعراف ۱۵۶

(۲) الانعام ۵۴

(۳) یونس ۵۸

کائنات کی تمام چیزوں کا وہی تنہا مالک و مختار ہے اور ہر شے اس کے تصرف اور اقتدار اور حکم کے تابع ہے، جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہی کے مختلف پہلوؤں کو بیان فرمایا

وَلَهُۥ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُۥ قَٰنِتُونَ ﴿٢٦﴾ (۱)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں اس کے بندے ہیں سب کے سب اُسی کے تابع فرمان ہیں۔

يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ إِلَى ٱلْأَرْضِ... ﴿٥﴾ (۲)

ترجمہ: وہ آسمان سے زمین تک دنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے۔

لَّهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ وَإِلَى ٱللَّهِ تُرْجَعُ ٱلْأُمُورُ ﴿٥﴾ (۳)

ترجمہ: وہی زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے اور تمام معاملات فیصلے کے لیے اُسی کی طرف رجوع کیے جاتے ہیں۔

ٱلَّذِى لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ... ﴿٢﴾ (۴)

ترجمہ: وہ جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔

فَسُبْحَٰنَ ٱلَّذِى بِيَدِهِۦ مَلَكُوتُ كُلِّ شَىْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾ (۵)

ترجمہ: پاک ہے وہ ہستی جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا مکمل اِقتدار ہے۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٦﴾ (۶)

ترجمہ: اور جو کچھ چاہے کر ڈالنے والا ہے۔

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُونَ ﴿٢٣﴾ (۷)

ترجمہ: وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دِہ نہیں ہے اور سب جواب دہ ہیں۔

...وَٱللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِۦ... ﴿٤١﴾ (۸)

ترجمہ: اللہ حکومت کر رہا ہے، کوئی اس کے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے والا نہیں ہے۔

(۱) الروم ۲۶

(۲) السجدۃ ۵

(۳) الحدید ۵

(۴) الفرقان ۲

(۵) یٰسین ۸۳

(۶) البروج ۱۶

(۷) الانبیاء ۲۳

(۸) الرعد ۴۱

...وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ... ﴿٨٨﴾ (١)

ترجمہ: اور کون ہے وہ جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾ (٢)

ترجمہ: کہو خدایا! ملک کے مالک، تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے، عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

وہ ہر عیب و نقص سے پاک و منزہ، معظم اور بزرگی والا ہے، وہ سراسر سلامتی ہے، اس کی ذات اس سے بالاتر ہے کہ کوئی آفت یا کمزوری یا خامی اس کو لاحق ہو یا کبھی اس کے کمال پر زوال آئے، وہ اپنی تمام مخلوق کو امن دینے والا ہے، وہ تمام مخلوقات پر نگہبان و محافظ ہے، جیسے فرمایا

...وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٦﴾ (٣)

ترجمہ: اور اللہ ایک ایک چیز پر شاہد ہے۔

...ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ (٤)

ترجمہ: اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس پر اللہ گواہ ہے۔

اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ عَلٰي كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ... ﴿٣٣﴾ (٥)

ترجمہ: پھر کیا وہ جو ایک ایک متنفس کی کمائی پر نظر رکھتا ہے (اس کے مقابلے میں یہ جسارتیں کی جا رہی ہیں) لوگوں نے اس کے کچھ شریک ٹھیرا رکھے ہیں؟۔

وہ تمام مخلوقات پر غالب ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کے سامنے فروتن و سرافگندہ ہے، جیسے فرمایا

...وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢١﴾ (٦)

ترجمہ: اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

وہ تمام کائنات میں اپنا سراسر حکمت پر مبنی حکم بزور نافذ کرنے والا ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کے مقابلے میں حقیر و ذلیل ہے اس لئے وہ

---

(١) المومنون ٨٨

(٢) آل عمران ٢٦

(٣) المجادلۃ ٦

(٤) یونس ٤٦

(٥) الرعد ٣٣

(٦) یوسف ٢١

کائنات میں بڑا ہی ہو کر رہنے والا ہے، اللہ اپنی ذات وصفات، اقتدار اور اختیارات میں وحدہ لاشریک ہے اور ہر اس شرک سے پاک ومنزہ ہے جو لوگ اپنی ناسمجھی کی وجہ سے کر رہے ہیں، وہ اللہ ہی ہے جو کائنات اور کائنات کی ہر چیز کی تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور تقدیر مقرر فرمانے والا اور اس کی تنفیذ کرنے والا ہے، اور مخلوقات کی اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے، جیسے فرمایا

فِيٓ أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ⑧ [1]

ترجمہ: اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا؟۔

اس کے لیے بہترین نام ہیں جس سے اس کی مختلف صفات کمالیہ، اس کی عظمت شان اور اس کی قدرت وطاقت واختیارات کا اظہار ہوتا ہے جیسے فرمایا

وَلِلَّهِ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ... ⑱⓪ [2]

ترجمہ: اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے، اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو۔

قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ... [3]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر جس نام سے بھی پکارو اس کے لیے سب اچھے ہی نام ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رِوَايَةً، قَالَ: لِلَّهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا، مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا، لاَ يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الجَنَّةَ، وَهُوَ وَتْرٌ يُحِبُّ الوَتْرَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، ایک کم سو، جو شخص بھی انہیں یاد کر لے گا جنت میں جائے گا، اللہ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے [4]

جامع ترمذی میں اللہ تعالیٰ کے یہ نام بیان کیے گئے ہیں۔

هُوَ اللهُ الَّذِي لا إِلَهَ إِلا هُوَ الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، الْمَلِكُ، الْقُدُّوسُ، السَّلامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيْمِنُ، الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِئُ، الْمُصَوِّرُ، الْغَفَّارُ، الْقَهَّارُ، الْوَهَّابُ، الرَّزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِيمُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْمُعِزُّ، الْمُذِلُّ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْحَكَمُ، الْعَدْلُ، اللطِيفُ، الْخَبِيرُ، الْحَلِيمُ، الْعَظِيمُ، الْغَفُورُ، الشَّكُورُ، الْعَلِيُّ، الْكَبِيرُ، الْحَفِيظُ، الْمُقِيتُ، الْحَسِيبُ، الْجَلِيلُ، الْكَرِيمُ، الرَّقِيبُ، الْمُجِيبُ، الْوَاسِعُ، الْحَكِيمُ، الْوَدُودُ، الْمَجِيدُ،

[1] الانفطار ۸

[2] الاعراف ۱۸۰

[3] بنی اسرائیل ۱۱۰

[4] صحیح بخاری كِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابٌ لِلَّهِ مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدٍ ۶۴۱۰ ،صحیح مسلم كتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابٌ فِي أَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى وَفَضْلِ مَنْ أَحْصَاهَا ۶۸۰۹، مسند احمد ۸۱۴۶، السنن الکبری للنسائی ۷۶۱۲

الْبَاعِثُ، الشَّهِيدُ، الْحَقُّ، الْوَكِيلُ، الْقَوِيُّ، الْمَتِينُ، الْوَلِيُّ، الْحَمِيدُ، الْمُحْصِي، الْمُبْدِئُ، الْمُعِيدُ، الْمُحْيِي، الْمُمِيتُ، الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، الْوَاجِدُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ، الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الأَوَّلُ، الآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَالِي، الْمُتَعَالِي، الْبَرُّ، التَّوَّابُ، الْمُنْتَقِمُ، الْعَفُوُّ، الرَّءُوفُ، مَالِكُ الْمُلْكِ، ذُو الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ، الْمُقْسِطُ، الْجَامِعُ، الْغَنِيُّ، الْمُغْنِي، الْمَانِعُ، الضَّارُّ، النَّافِعُ، النُّورُ، الْهَادِي، الْبَدِيعُ، الْبَاقِي، الْوَارِثُ، الرَّشِيدُ، الصَّبُورُ۔ [۱]

نیز علمانے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کی تعداد ننانوے پر منحصر نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ ہیں۔ جیسے

الْقَاهِرُ، الغَافِرِ، الفَاطِرِ، الفَاطِرِ ،السُبْحَانَ ،الحنان ،المنان ،الربِّ ،المُحِيطُ ، القَدِيرُ، الخَلَّاقُ، الدائِمُ،القائِمُ ،أَحْكَمُ الحَاكِمِينَ ،أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

وغیرہ،ان صفات کے علاوہ ایک مقام پر یہ صفات بھی بیان کی گئی ہیں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝۲۵۵ [۲]

ترجمہ:اللہ،وہ زندۂ جاوید ہستی،جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے،اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے،وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے اُونگھ لگتی ہے، زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے،اُسی کا ہے کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اُسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے،اس سے بھی وہ واقف ہے اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفتِ ادراک میں نہیں آسکتی اِلاّیہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے،اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے،بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔

کائنات کی ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے کہ اس کا خالق ہر عیب اور نقص اور کمزوری اور غلطی سے پاک ہے،جیسے فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝۴۴ [۳]

ترجمہ:اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں جو ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں،کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو، مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔

اور وہ زبردست اور وہ جو بھی فیصلہ فرماتا وہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

---

[۱] جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ باب حدیث فی اسمائ اللہ الحسنی ۳۵۰۷

[۲] البقرۃ۲۵۵

[۳] بنی اسرائیل ۴۴

سورۃالنساء آیات۳۶تا۱۷۵

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک و احسان کرو

وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ

اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسائے سے

وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں (غلام، کنیز)، یقیناً اللہ

لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾ اِلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ

تعالیٰ تکبر کرنے والے اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا، جو لوگ خود بخیلی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخیلی کرنے کو کہتے ہیں

وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے جو اپنا فضل انہیں دے رکھا ہے اسے چھپالیتے ہیں ،ہم نے ان کافروں کے لیے

عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾ (النساء۷ ۳۶تا۳۷)

ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا اور تم سب اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو جس کا کوئی معاون ہے اور نہ مددگار اور اس کے ساتھ کسی فرشتہ، کسی ولی یا دیگر مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بناؤ جو خود اپنی ذات کے لئے بھی کسی نفع و نقصان، موت وحیات اور دوبارہ اٹھانے پر قدرت نہیں رکھتے،

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ، فَقَالَ:يَا مُعَاذُ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ:يَا مُعَاذُ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ:يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ:هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ:يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ:هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ العِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوهُ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:حَقُّ العِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لاَ يُعَذِّبَهُمْ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور کجاوہ کے آخری حصہ کے سوا میرے اور

رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر تھوڑی دیر رسول اللہ ﷺ چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر تھوڑی دیر مزید رسول اللہ ﷺ چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک رسول اللہ ﷺ! فرمایا جانتے ہو کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، فرمایا اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں، پھر رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر چلتے رہے اور فرمایا اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک اے اللہ کے رسول ﷺ! فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ جب بندے یہ کرلیں تو ان کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، فرمایا کہ بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور اپنے حقوق کا حکم دینے کے بعد حقوق العباد کو قائم کرنے کا حکم فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، والدین کے اولاد پر بڑے حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ان کے حقوق بیان فرمائے ہیں۔

...اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ... ﴿۱۴﴾ (۲)

ترجمہ: میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا۔

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا... ﴿۲۳﴾ (۳)

ترجمہ: تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ: تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُجَاهِدُ؟ قَالَ:لَكَ أَبَوَانِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ و سے مروی ہے ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا میں بھی جہاد میں شریک ہو جاؤں؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں موجود ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو پھر ان ہی میں جہاد کر (یعنی انہی کی خدمت میں کوشش کرتے رہو تم کو اس سے جہاد کا ثواب ملے گا)۔ (۴)

اور قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ،

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَعَلَى ذِي الْقَرَابَةِ اثْنَتَانِ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ

(۱) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ ۶۵۰۰، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَنْ لَقِيَ اللهَ بِالْإِيمَانِ وَهُوَ غَيْرُ شَاكٍّ فِيهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَحُرِّمَ عَلَى النَّارِ ۱۴۳

(۲) لقمان ۱۴

(۳) بنی اسرائیل ۲۳

(۴) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ لاَ يُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الأَبَوَيْنِ ۵۹۷۲، صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَأَنَّهُمَا أَحَقُّ بِهِ ۶۵۰۴

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسکین پر صدقہ صرف صدقہ ہے جبکہ رشتے دار پر صدقہ، صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ (۱)

اور پڑوسی رشتہ داراں، اجنبی ہمسایوں سے بھی خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودونصرانی ہوں احسان کا معاملہ رکھو،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلَهُ: وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى يَعْنِي: الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ قَرَابَةٌقَوْلَهُ: وَالْجَارِ الْجُنُبِ الَّذِي لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ قَرَابَةٌ

علی بن ابوطلحہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ''اور پڑوسی رشتہ دار سے۔'' سے مراد وہ ہمسایہ ہے جو آپ کا رشتہ دار بھی ہو اور ''اجنبی ہمسایہ سے۔'' سے مراد وہ ہمسایہ ہے جو آپ کا رشتہ دار نہ ہو۔ (۲)

پڑوسیوں کے بھی بڑے حقوق ہیں،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسیوں کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے گمان ہوا کہ شاید وہ پڑوسیوں کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔ (۳)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ الأَصْحَابِ عِنْدَ اللهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الجِيرَانِ عِنْدَ اللهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک بہتر ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ زیادہ خوش سلوک ہو، اور اللہ کے نزدیک پڑوسیوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو ہمسایوں سے زیادہ نیک سلوک کرتا ہو۔ (۴)

المقدادَ بْنَ الْأَسْوَدِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ:مَا تَقُولُونَ فِي الزِّنَا؟ قَالُوا: حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللهُ ورسُولُه، فَهُوَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ: رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأَنْ يَزْنِي الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَة، أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَن يزنيَ بامرَأَةِ جَارِهِ، قَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي السَّرِقَةِ؟ قَالُوا: حَرَّمَهَا اللهُ وَرَسُولُهُ فَهِيَ حَرَامٌ،قَالَ لَأَنْ يَسْرِقَ الرَّجُلُ مِن عَشْرَةِ أَبْيَاتٍ، أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يسرِقَ مِنْ جَارِهِ

(۱) جامع ترمذی ابواب الزکاۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي القَرَابَةِ۶۵۸،سنن النسائی كِتَابُ الزَّكَاةِ باب الصَّدَقَةُ عَلَى الْأَقَارِبِ ۲۵۸۳،سنن ابن ماجه كِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ۱۸۴۴

(۲) تفسیرابن ابی حاتم۹۴۸/۳

(۳) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ الوَصَاةِ بِالْجَارِ۶۰۱۵،صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالْجَارِ وَالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ ۲۶۸۷،سنن ابوداود کتاب الادب بَابٌ فِي حَقِّ الْجِوَارِ۵۱۵۲، مسنداحمد۶۴۹۶،مسندالبزار۲۳۸۸،المعجم الاوسط۲۴۰۳،شعب الایمان ۹۰۸۲، شرح السنة للبغوى ۳۴۸۷

(۴)جامع ترمذی أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الجِوَارِ۱۹۴۴

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام ؓ سے دریافت کیا تم زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا وہ حرام ہے، اللہ اور اس کے رسول نے اسے حرام کیا ہے اور قیامت تک وہ حرام ہی رہے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو دس عورتوں سے زنا کاری کرنے والا اس شخص کے گناہ سے کم گنہگار ہے جو اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے، پھر دریافت فرمایا تم چوری کی نسبت کیا کہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور وہ بھی قیامت تک حرام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو دس گھروں سے چوری کرنے کا گناہ اس شخص کے گناہ سے ہلکا ہے جو اپنے پڑوسی کے گھر سے کچھ چرائے۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ:أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ:أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ قَالَ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ:أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک بناؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے، میں نے کہا پھر اس کے بعد کونسا؟ فرمایا کہ تم اپنے لڑکے کو اس خوف سے قتل کرو کہ اگر زندہ رہا تو تمہاری روزی میں شریک ہوگا، میں نے کہا اس کے بعد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ (۲)

مومن کا پڑوسی بھوکا نہ رہے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُسَاوِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے وہ شخص مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی جو اس کے پہلو میں رہتا ہو بھوکا رہے۔ (۳)

پڑوسیوں کی خبر گیری کرنا،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً، فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ

عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابو ذر رضی اللہ عنہ! جب تو گوشت پکائے تو کچھ پانی زیادہ کر دے اور اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری کر۔ (۴)

---

(۱) مسند احمد ۲۳۸۵۴، المعجم الاوسط ۶۳۳۳، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۰۵

(۲) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ قَتْلِ الوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ ۶۰۰۱، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ، وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ ۲۵۷، سنن ابوداود کتاب الطلاق بَابٌ فِي تَعْظِيمِ الزِّنَا ۲۳۱۰

(۳) شعب الإيمان ۳۱۱۷

(۴) صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالْجَارِ وَالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ ۲۶۸۸

پڑوسی کا مقام،

قَالَ يَزِيدُ: عَنْ رَجُلٍ، مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: خَرَجْتُ مِنْ أَهْلِي أُرِيدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا أَنَا بِهِ قَائِمٌ، وَرَجُلٌ مَعَهُ مُقْبِلٌ عَلَيْهِ، فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُمَا حَاجَةً، قَالَ: فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: وَاللَّهِ لَقَدْ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَعَلْتُ أَرْثِي لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَقَدْ قَامَ بِكَ الرَّجُلُ حَتَّى جَعَلْتُ أَرْثِي لَكَ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ، قَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتَهُ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ:أَتَدْرِي مَنْ هُوَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: ذَاكَ جِبْرِيلُ مَا زَالَ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ ، ثُمَّ قَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَلَّمْتَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ

زید سے روایت ہے ایک انصاری صحابی فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے گھر سے چلا، وہاں پہنچ کر دیکھتا ہوں کہ ایک صاحب کھڑے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہیں، میں نے خیال کیا کہ شاید انہیں آپ ﷺ سے کچھ کام ہوگا، انصاری صحابی کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہیں اور ان سے باتیں ہو رہی ہیں، بڑی دیر ہو گئی یہاں تک کہ مجھے آپ ﷺ کے تھک جانے کے خیال نے بے چین کر دیا، بہت دیر کے بعد آپ ﷺ لوٹے اور میرے پاس آئے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ !اس شخص نے تو آپ کو بہت دیر کھڑا رکھا میں تو پریشان ہو گیا آپ کے پاؤں تھک گئے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تم نے انہیں دیکھا؟ میں نے کہا ہاں خوب اچھی طرح دیکھا، فرمایا جانتے ہو وہ کون تھے؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو مجھے پڑوسیوں کے حقوق کی تاکید کر رہے تھے یہاں تک ان کے حقوق بیان کیے کہ مجھے کھٹکا ہوا کہ غالباً آج تو پڑوسی کو وارث ٹھیرا دیں گے۔ (۱)

مستحق ترین پڑوسی،

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّ لِي جَارَيْنِ، فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ:أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے دو پڑوسی ہیں میں ایک کو ہدیہ بھیجنا چاہتی ہوں تو کسے بھجواؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا دروازہ قریب ہو۔ (۲)

پڑوسیوں کے مابین ہدیوں کی اہمیت،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:يَا نِسَاءَ المُسْلِمَاتِ، لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا، وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو ہدیہ دینے کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ

(۱) مسند احمد ۲۰۳۵۰

(۲) مسند احمد ۲۶۰۲۶، صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ حَقِّ الجِوَارِ فِي قُرْبِ الأَبْوَابِ ۶۰۲۰، مصنف عبدالرزاق ۱۴۴۰۱، مستدرک حاکم ۷۳۰۹، شعب الایمان ۹۰۹۷

ایک بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ ①

ہمسایہ کو اذیت پہنچانا ایمان کے منافی ہے،

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:وَاللَّهِ لاَ يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لاَ يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لاَ يُؤْمِنُ قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:الَّذِي لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ

ابو شریح سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ کی قسم !وہ ایمان نہیں رکھتا، اللہ کی قسم !وہ ایمان نہیں رکھتا، اللہ کی قسم !وہ ایمان نہیں رکھتا، پوچھا گیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کون ایمان نہیں رکھتا؟ فرمایا وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہ رہے۔ ②

پڑوسی کے ساتھ احسان کا رویہ۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ سَرَّهُ أَنْ يحب الله وَرَسُوله أويحبه اللهُ وَرَسُولُهُ فَلْيُصَدِّقْ حَدِيثَهُ إِذَا حَدَّثَ، وَلْيُؤَدِّ أَمَانَتَهُ إِذَا أُؤْتُمِنَ ، وَلْيُحْسِنَ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهُ

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ اور رسول اس سے محبت کریں تو اس کو چاہیے کہ جب وہ گفتگو کرے تو سچ بولے، اور اس کے پاس جب امانت رکھی جائے تو اپنے پاس رکھی گئی امانت کو مالک کے پاس بحفاظت لوٹائے، اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ ③

پڑوسی کے ساتھ سلوک کا نتیجہ جنت یا جہنم،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا، وَصِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ:هِيَ فِي النَّارِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، وَصَلَاتِهَا، وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ الْأَقِطِ، وَلَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ:هِيَ فِي الْجَنَّةِ

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم !فلاں عورت بہت زیادہ نفل نمازیں پڑھتی، نفل روزے رکھتی اور صدقہ کرتی ہے اور اس لحاظ سے وہ مشہور ہے لیکن اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا وہ جہنم میں جائے گی، اس آدمی نے پھر کہا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم !فلاں عورت کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کم نفل روزے رکھتی ہے اور بہت کم نفل نماز پڑھتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ کرتی ہے لیکن اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔ ④

---

① صحيح بخارى كِتَابُ الهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا ۲۵۶۶،صحيح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ، وَلَوْ بِالْقَلِيلِ وَلَا تَمْتَنِعْ مِنَ الْقَلِيلِ لِاحْتِقَارِهِ۲۳۸۹

② صحيح بخارى كِتَابُ الأَدَبِ بَابُ إِثْمِ مَنْ لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ۶۰۱۶،مسند احمد ۱۶۳۷۲،مشكاة المصابيح كتاب الْآدَاب

③ مشكاة المصابيح كتاب الْآدَاب بَابُ الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ

④ مسنداحمد۹۶۷۵،مشكاة المصابيح كتاب الْآدَاب

اور قیامت کا پہلا مقدمہ پڑوسیوں کا جھگڑا ہوگا،

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَوَّلُ خَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَارَانِ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے پیش ہونے والے دو فریق پڑوسی ہوں گے۔ ①

اور غریب الوطن شخص جو دور اجنبی شہر میں ہو وہ خواہ محتاج ہو یا نہ ہو اس کے ساتھ انس واکرام سے پیش آئیں، اور نوکروں چاکروں اور ان لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں کے ساتھ احسان کا معاملہ رکھو، غلاموں اور خادموں کے ساتھ حسن معاملہ اور ان کی ہر ممکن دلجوئی اسلامی تہذیب وثقافت کا حصہ ہے، ان کا دل توڑنا، ان کو حقیر سمجھنا یا ان کی تحقیر کرنا بہت بڑا عیب ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث مروی ہیں،

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ:الصَّلَاةَ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا، حَتَّى مَا يَفِيضُ بِهَا لِسَانُهُ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں جس میں انتقال فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نماز اور لونڈی غلاموں کا خیال رکھنا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک رکنے لگی۔ ②

یعنی بیماری کی شدت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کا سب سے اعلیٰ رکن نماز کا بڑا خیال تھا کہ نماز کی محافظت کرو، اسے شرائط اور ارکان کے ساتھ اپنے وقت پر ادا کرو، اس کے ساتھ غلاموں کا بھی بڑا خیال تھا چنانچہ اس شدت میں فرمایا کہ لوگ لونڈی غلاموں پر ظلم نہ کرو، ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لو، ان کو کھانے پینے کی تکلیف نہ دیں، جو خود کھاؤ وہی اپنے لونڈی غلاموں کو کھلاؤ، اور جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ وغیرہ۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ زَوْجَتَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ خَادِمَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ

مقدام بن معدیکرب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تو خود کھائے وہ بھی صدقہ ہے، جو اپنے بچوں کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے، جو اپنی بیوی کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے، جو اپنے خادم کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے۔ ③

عَنْ خَيْثَمَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، إِذْ جَاءَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ: أَعْطَيْتَ الرَّقِيقَ قُوتَهُمْ؟ قَالَ:

① مسند احمد ۱۷۳۷۲

② سنن ابن ماجه كتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۱۶۲۵ ، مسند احمد ۲۶۷۲۷، السنن الكبرى للنسائى۷۰۶۱،شرح السنة للبغوى۲۴۱۵

③ مسند احمد۱۷۱۷۹،الادب المفرد۸۲،السنن الكبرى للنسائى۹۱۴۱

لَا، قَالَ: فَانْطَلِقْ فَأَعْطِهِمْ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ، عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ

خیثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا داروغہ آیا اور انہوں نے پوچھا کیا تم نے غلاموں کو ان کی خوراک دی ہے؟ اس نے جواب دیا ابھی تک نہیں دی ہے، فرمایا جاؤ دے کر آؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انسان کو یہی گناہ کافی ہے کہ جن کی خوراک کا وہ مالک ہے اس سے روکے رکھے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ، وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يُطِيقُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام کو کھانا اور کپڑا دو اور اتنا ہی اس سے کام لو جس کی اسے طاقت ہو۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ، ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ، وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ، فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ، فَلْيَأْكُلْ، فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا قَلِيلًا، فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے لئے اس کا خادم کھانا تیار کرے پھر لے کر آئے اور وہ کھانے پکانے کی گرمی اور دھواں برداشت کر چکا ہے تو اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے، اور اگر کھانا تھوڑا ہو اور اس کے طلب گار زیادہ ہوں تو (بھی) مناسب ہے کہ ایک دو لقمے اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔ (۳)

المَعْرُورَ بْنَ سُوَيْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ الغِفَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ، وَعَلَى غُلاَمِهِ حُلَّةٌ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا، فَشَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ، ثُمَّ قَالَ:إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ

معرور بن سوید سے مروی ہے میں نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے بدن پر بھی ایک جوڑا تھا اور ان کے غلام کے بدن پر بھی اسی قسم کا جوڑا تھا ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ ایک دفعہ میری ایک صاحب (بلال رضی اللہ عنہ) سے کچھ گالی گلوچ ہو گئی تھی، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم نے انہیں ان کی ماں کی طرف سے عار دلائی ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے، اس لئے کسی کا بھی کوئی بھائی اس کے

(۱) صحيح مسلم كتاب الزكاة بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَالْمَمْلُوكِ، وَإِثْمِ مَنْ ضَيَّعَهُمْ أَوْ حَبَسَ نَفَقَتَهُمْ عَنْهُمْ ۲۳۱۲

(۲) صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ إِطْعَامِ الْمَمْلُوكِ مِمَّا يَأْكُلُ، وَإِلْبَاسُهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ ۴۳۱۶، صحيح بخارى كِتَابُ الأَطْعِمَةِ بَابُ الأَكْلِ مَعَ الخَادِمِ ۵۴۶۰

(۳) صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ إِطْعَامِ الْمَمْلُوكِ مِمَّا يَأْكُلُ، وَإِلْبَاسُهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ ۴۳۱۷، سنن ابوداودكتاب الاطعمة بَابٌ فِي الْخَادِمِ يَأْكُلُ مَعَ الْمَوْلَى ۳۸۴۶

قبضہ میں ہو اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو، لیکن اگر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالو تو پھر ان کی خود مدد بھی کر دیا کرو۔ (١)

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم وَهَبَ لِعَلِيٍّ غُلَامًا فَقَالَ:لَا تَضْرِبْهُ فَإِنِّي نُهِيتُ عَنْ ضَرْبِ أَهْلِ الصَّلَاةِ وَقَدْ رَأَيْتُهُ يُصَلِّي

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب کو ایک غلام بخشا اور فرمایا اسے مار نا مت کیوں کہ مجھے نمازی کو مارنے سے منع کیا گیا ہے اور میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (٢)

کیونکہ متکبر اور مغرور شخص صحیح معنوں میں نہ حق عبادت ادا کر سکتا ہے اور نہ اپنوں اور بیگانوں کے ساتھ حسن سلوک کا اہتمام کر سکتا ہے اس لئے فرمایا یقین جانو کہ اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے پندار میں مغرور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرے،

عَنْ مُجَاهِدٍ: {إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا}، (٣) قَالَ:مُتَكَبِّرًا فَخُورًا قَالَ: يَعُدُّ مَا أُعْطِيَ , وَهُوَ لَا يَشْكُرُ اللَّهَ

امام مجاہد رحمہ اللہ "یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے پندار میں مغرور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرے۔" کے بارے میں فرماتے ہیں مُخْتَالًا کے معنی متکبر کے ہیں اور فَخُورًا اس کو کہتے ہیں جو اپنے مال کو گن گن کر تو رکھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا۔ (٤)
یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے جن نعمتوں سے نوازا ہے ان کی وجہ سے وہ لوگوں پر فخر تو ضرور کرتا ہے لیکن جس نے اسے یہ نعمتیں عطا فرمائیں ہیں اس کا شکر کم ہی بجالاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر گھمنڈ اور غرور ہو گا۔ (٥)

عَنْ حَارِثَةَ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ

حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ترش رو بدمزاج جنت میں داخل نہیں ہو گا اور تکبرانہ چال سے چلنے والا

---

(١) صحیح بخاری كِتَاب العِتْقِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العَبِيدُ إِخْوَانُكُمْ فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ٢٥٤٥،صحیح مسلم كتاب الايمان بَابُ إِطْعَامِ الْمَمْلُوكِ مِمَّا يَأْكُلُ، وَإِلْبَاسُهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ٤٣١٥

(٢) مشكاة المصابيح بَاب النَّفَقَات وحق الْمَمْلُوك

(٣) النساء: 36

(٤) تفسیر طبری٨/٣٥٠

(٥) صحیح مسلم كتاب الايمان بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ٢٦٦،سنن ابن ماجه كتاب السنةبَابٌ فِي الْإِيمَانِ٥٩،سنن ابوداودكِتَاب اللِّبَاسِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ٤٠٩١،مصنف ابن ابی شيبة٢٦٥٨٠،مسنداحمد٣٧٦٨،شعب الايمان ٥٧٨٢

(خود آراء، بہت باتیں بنانے والا)۔ ⁽¹⁾

اور مغرورانہ لباس بھی تکبر کی علامت ہے،

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ، وَالْقَمِيصِ، وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ٹخنوں سے) نیچے لٹکانا ازار (تہبند) قمیص اور عمامہ میں ہے اور جس شخص نے بھی ان میں سے کسی چیز کو گھسیٹا (زمین پر) تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔ ⁽²⁾

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ الْإِزَارِ، فَقَالَ: عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِزْرَةُ الْمُسْلِمِ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، وَلَا حَرَجَ أَوْ لَا جُنَاحَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ، مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ

اور علاء بن عبد الرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تہ بند کے متعلق دریافت کیا، تو انہوں نے کہا کہ صاحب علم وخبر سے تمہارا واسطہ پڑا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان کا تہ بند آدھی پنڈلی تک ہوتا ہے، آدھی پنڈلی سے ٹخنوں تک کے مابین میں کوئی حرج نہیں، اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے، جس نے تکبر سے اپنا تہ بند گھسیٹا (روز قیامت) اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔ ⁽³⁾

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:كُلْ مَا شِئْتَ، وَالبَسْ مَا شِئْتَ ، مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ: سَرَفٌ، أَوْ مَخِيلَةٌ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو تیرا جی چاہئے (بشرطیکہ حلال ہو) کھاؤ اور جو تیرا جی چاہئے (مباح کپڑوں میں سے) پہن مگر دو باتوں سے ضرور بچو اسراف اور تکبر سے۔ ⁽⁴⁾

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ، تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ، مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ، إِذْ خَسَفَ اللَّهُ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بنی اسرائیل میں) ایک شخص ایک جوڑا پہن کر کبر وغرور میں سرمست سر کے بالوں میں کنگھی کئے ہوئے اکڑ کر اتراتا ہوا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا، اب وہ قیامت تک اس میں تڑپتا رہے

⁽¹⁾ سنن ابوداودکتاب اللباس بَابٌ فِي حُسْنِ الْخُلُقِ۴۸۰۱

⁽²⁾ سنن ابوداودکتاب اللباس بَابٌ فِي قَدْرِ مَوْضِعِ الْإِزَارِ ۴۰۹۴

⁽³⁾ سنن ابوداودکتاب اللباس بَابٌ فِي قَدْرِ مَوْضِعِ الْإِزَارِ ۴۰۹۳

⁽⁴⁾ صحیح بخاری كِتَابُ اللِّبَاسِ باب بَابُ

گایا دھنستا رہ جائے گا۔ [1]

مردوں کا اپنا شلوار، تہ بند یا پاجامے وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام ہے اور اپنی غفلت اور جہالت کی لایعنی تاویلات میں الجھنا تکبر ہے۔ اور ایسے لوگ بھی اللہ کو پسند نہیں ہیں جو بیواؤں، یتیموں، مسکینوں، پڑوسیوں، رشتہ داروں اسیروں ور مسافروں پر فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرتے ہیں بلکہ اپنے مال کو گن گن کر رکھتے ہیں اور دوسروں کو بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتے ہیں اور بخل سب سے بڑا عیب ہے،

عَنْ جَابِرٍ قَالَ:فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَى مِنَ الْبُخْلِ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخل سے بڑھ کر بڑی بیماری اور کون سی ہوسکتی ہے۔ [2]

جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ، لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا، وَهَكَذَا وَهَكَذَا ، قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَيْنٌ، أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا، قَالَ: فَجِئْتُ، قَالَ: فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا ثَلَاثًا، قَالَ: فَخُذْ، قَالَ: فَأَخَذْتُ قَالَ بَعْضُ مَنْ سَمِعَهُ: فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ فَأَخَذْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَلَمْ يُعْطِنِي، فَقُلْتُ: إِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي، وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي، قَالَ: أَقُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّي؟ وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ؟ مَا سَأَلْتَنِي مَرَّةً إِلَّا وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ أُعْطِيَكَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آ گیا تو میں تمہیں اتنا اور اتنا اور اتنا دوں گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب بحرین سے مال آیا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کر دیا کہ جس شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی قرض ہو یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ دینے کا وعدہ فرمار کھا ہو وہ ہمارے پاس آئے، چنانچہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے تھا اگر بحرین سے مال آ گیا تو میں تمہیں اتنا اتنا اور اتنا دوں گا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لے لو، میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے تھا اگر بحرین سے مال آ گیا تو میں تمہیں اتنا اتنا اور اتنا دوں گا تین مرتبہ فرمایا تھا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لے لو، چنانچہ میں نے ان سے مال لے لیا، بعض سننے والے کہتے ہیں کہ میں نے انہیں گنا تو وہ پانچ سو درہم تھے جو میں نے لے لیے، پھر میں دوبارہ ان کے پاس آیا لیکن انہوں نے مجھے کچھ پیسے نہ دیے، تیسری مرتبہ میں نے ان سے عرض کیا کہ یا تو آپ مجھے عطاء کریں ورنہ میں سمجھوں گا کہ آپ میرے سامنے بخل کر رہے ہیں، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تم مجھ سے بخل کرنے کا کہہ رہے ہو بخل سے بڑھ کر کون سی بیماری، عیب ہوسکتی ہے؟ تم نے جب پہلی مرتبہ مجھ سے درخواست کی تھی میں نے اسی وقت ارادہ کر لیا تھا

[1] صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الخُيَلاَءِ ۵۷۸۹

[2] مجمع الزوائد ۴/۲۰۲، مستدرک حاکم ۴۹۶۵

کہ میں تمہیں ضرور دوں گا۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشُّحِّ، أَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالْقَطِيعَةِ فَقَطَعُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُورِ فَفَجَرُوا

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اپنے آپ کو حرص وبخل سے، بچاؤ تم سے پہلے کے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے، (حرص نے) ان کو حکم دیا تو وہ بخل کرنے لگے، قطع رحمی کا حکم دیا تو قرابت توڑ لی، اور بدکاری کا حکم دیا تو بدکاری کرنے لگے۔ (۲)

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جو کچھ انہیں عطا فرمایا ہے اسے چھپاتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں جو نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں وہ ان کے کھانے، پینے، اوڑھنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ یہ ایسے ظاہر کرتے ہیں جیسے اللہ نے انہیں محروم ہی رکھا ہے اور وہ خستہ حال ہے جیسے فرمایا

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝۶ وَاِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝۷ (۳)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے، اور بے شک وہ اپنے اس رویے پر خود گواہ ہے۔

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝۸ (۴)

ترجمہ: وہ مال ودولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے اور بے شک (وہ دولت کا رسیا ہے)۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ یہ پسند فرماتا ہے کہ جو کچھ اس نے عطا فرمایا ہے اس کا اثر بندے پر ظاہر ہو،

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ دُونٍ، فَقَالَ: أَلَكَ مَالٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟ قَالَ: قَدْ آتَانِي اللَّهُ مِنَ الإِبِلِ، وَالْغَنَمِ، وَالْخَيْلِ، وَالرَّقِيقِ، قَالَ: فَإِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَالًا فَلْيُرَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكَ، وَكَرَامَتِهِ

ابوالاحوص (عوف) اپنے والد (مالک بن نضیلہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے گھٹیا کپڑے پہنے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے کہا ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کس قسم کا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ نے مجھے اونٹ، بکریاں، گھوڑے اور غلام ہر طرح کا مال عنایت فرمایا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱) مسند احمد ۱۴۳۰۱، صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قِصَّةِ عُمَانَ وَالبَحْرَيْنِ ۴۳۸۳

(۲) سنن ابوداود کتاب الزکوٰۃ بَابٌ فِي الشُّحِّ ۱۶۹۸، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۶۶۰۷، مسند احمد ۶۷۹۲، مستدرک حاکم ۱۵۱۶، السنن الکبری للبیہقی ۷۸۱۸، شرح السنة للبغوی ۴۱۶۱

(۳) العادیات ۶، ۷

(۴) العادیات ۸

فرمایا جب اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت اور احسان کا اثر تجھ پر نظر آنا چاہیے۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَى عَبْدٍ نِعْمَةً، إِلَّا وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَهَا عَلَيْهِ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ اس نعمت کا اثر بندے پر ظاہر ہو۔ [2]

ایسے کافر نعمت لوگوں کے لیے ہم نے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:وَكَانَ يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ وَلَمْ يَكُنْ يُعَلِّمُنَاهُنَّ كَمَا يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ:اللَّهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَبَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ، مُثْنِينَ بِهَا، قَابِلِيهَا وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا

ایک روایت میں ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کئی طرح کے کلمات سکھاتے تھے جس طرح ہمیں تشہد سیکھا رہے ہوں (اذکار میں یہ بھی ہے) ''اے اللہ! ہمارے دلوں میں (ایک دوسرے کی) الفت پیدا فرما دے، اور ہمارے آپس کے روابط کو عمدہ بنا دے، ہمیں سلامتی کے راستوں کی رہنمائی فرما اور اندھیروں سے بچا کر نور میں پہنچا دے اور تمام طرح کی ظاہری اور چھپی بدکاریوں سے محفوظ رکھ، ہمارے کانوں، آنکھوں، دلوں، گھروالیوں (بیویوں) اور بچوں میں برکتیں عطا فرما، (اے اللہ!) اور ہم پر رجوع فرما (ہماری توبہ قبول کر) بلاشبہ تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے، ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا بنا دے اور یہ کہ ہم ان کا کماحقہ اعتراف کریں اور انہیں برمحل استعمال میں لائیں اور ان نعمتوں کو ہم پر کامل فرما دے۔'' [3]

وَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

اور جو لوگ اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے،

وَ مَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝۳۸ وَ مَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ

اور جس کا ہم نشین اور ساتھی شیطان ہو وہ بدترین ساتھی ہے، بھلا ان کا کیا نقصان تھا؟ اگر یہ اللہ پر اور قیامت کے

[1] سنن ابوداودکتاب اللباس بَابٌ فِي غَسْلِ الثَّوْبِ وَفِي الْخُلْقَانِ ۴۰۶۳ ، مسند احمد ۱۷۲۹

[2] مسند احمد ۹۲۳۴

[3] سنن ابوداودکتاب الصلوۃ بَابُ التَّشَهُّدِ ۹۶۹

الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾

دن پر ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ نے جو انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے، اللہ تعالیٰ انہیں خوب جاننے والا ہے،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا

بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے دو گنی کردیتا ہے

وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ (النساء۳۸تا۴۰)

اور خاص اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

کنجوس اور بخیل لوگوں کے بعد ریاکار لوگوں کے بارے میں فرمایا اور وہ لوگ بھی اللہ کو ناپسند ہیں جو اپنے مال محض لوگوں کو دکھانے ،نمود و نمائش کے لئے خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کی مدح و ثنا اور تعظیم کریں اور درحقیقت یہ وہ لوگ ہیں جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ روز قیامت پر ،یعنی ان کا مال اخلاص ،اللہ تعالیٰ پر ایمان اور ثواب کی امید پر خرچ نہیں ہوتا، ریا اور نمود و نمائش اتنی بری بلا ہے جو سب محنت اور مشقت اکارت کردیتی ہے یعنی نیکی برباد گناہ لازم،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ،

اس سلسلہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے روز قیامت پہلے ایک شخص کا فیصلہ ہوگا جو شہید ہوا تھا جب اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمت بتلادے گا اور وہ اسے پہچانے گا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا تو نے اس کے لئے کیا عمل کیا ہے؟ وہ بولے گا میں تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ شہید ہوگیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو اس لئے لڑا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں اور تجھے بہادر کہا گیا پھر حکم فرمائے گا اور اس کو اوندھے منہ گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا،

وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ، وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ، وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ،

ایک اور شخص ہوگا جس نے دین کا علم سیکھا اور سکھلایا اور قرآن پڑھا ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں دکھلائے گا اور وہ شخص پہچان لے گا تب کہا جائے گا تو نے اس کے لئے کیا عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا میں نے دین کا علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن مجید کو پڑھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے دین کا علم اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لئے پڑھتا تھا کہ لوگ

تجھے قاری کہیں چنانچہ تجھے دنیا میں عالم اور قاری کہا گیا پھر حکم ہو گا اور اس کو منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا،

وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ

ایک اور شخص ہو گا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو گا اور ہر طرح کا مال عطا فرمایا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں دکھلائے گا اور وہ پہچان لے گا اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس کے لئے کیا عمل کیے، وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں مال خرچ کرنے میں کسر نہیں چھوڑی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے مال اس لئے خرچ کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں تو دنیا میں لوگوں نے تجھے سخی کہہ دیا پھر حکم ہو گا اور اس کو منہ کے بل گھسیٹے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔[1]

اس بات پر اجماع ہے کہ کافروں کو آخرت میں ان کے نیک اعمال کچھ فائدہ نہ دیں گے اور ان کو کسی قسم کا اجر نہیں ملے گا۔

حَدَّثَنَا العَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ:هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلاَ أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) کو بھی کچھ فائدہ پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے واسطے غصہ ہوتے تھے (یعنی جو کوئی آپ کو ستاتا تھا تو اس پر غصہ ہوتے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ جہنم کے اوپر کے درجہ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے درجہ میں ہوتے۔[2]

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَظْلِمُ الْمُؤْمِنَ، حَسَنَتُهُ يُثَابُ عَلَيْهَا الرِّزْقَ فِي الدُّنْيَا، وَيُجْزَى بِهَا فِي الْآخِرَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُعَظَّمُ بِهَا فِي الدُّنْيَا، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ

اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ مومن کی کسی بھی نیکی کو رائیگاں نہیں جانے دے گا دنیا میں اس کی وجہ سے رزق عطا فرمائے گا اور آخرت میں ثواب سے نوازے گا، اور کافر کی نیکی کی وجہ سے اسے دنیا ہی میں کھلا دے گا اور قیامت کے روز اس کے لیے کوئی نیکی نہیں ہو گی۔[3]

عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَيُطْعِمُ الْمِسْكِينَ، فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ؟

---

[1] صحيح مسلم كتاب الامارة بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ اسْتَحَقَّ النَّارَ ۴۹۲۳

[2] صحيح بخارى كتاب مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ بَابُ قِصَّةِ أَبِي طَالِبٍ ۳۸۸۳، صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَالِبٍ وَالتَّخْفِيفِ عَنْهُ بِسَبَبِهِ ۵۱۰

[3] مسندابوداودالطيالسى ۲۱۲۳، صحيح مسلم كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ بَابُ جَزَاءِ الْمُؤْمِنِ بِحَسَنَاتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَتَعْجِيلِ حَسَنَاتِ الْكَافِرِ فِي الدُّنْيَا ۷۰۸۹، مسنداحمد ۱۲۲۶۴

قَالَ:لَا يَنْفَعُهُ، إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا: رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن جدعان (عبد اللہ جس کے والد کا نام جدعان بضم جیم تھا) کے بارے میں سوال کیا کہ وہ جاہلیت کے زمانے میں ناتے جوڑتا تھا اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا تو روز قیامت کیا اسے ان کا کچھ فائدہ حاصل ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ فائدہ نہیں دیں گے، اس نے تو ساری زندگی میں ایک دن بھی یہ نہیں کہا کہ اے اللہ! میرے گناہوں کو روز قیامت معاف فرما دینا۔ [1]

کیونکہ ابلیس اپنے ساتھی کی ہلاکت چاہتا ہے اور ہلاک کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اس لئے فرمایا سچ یہ ہے کہ شیطان مردود جس کا رفیق ہوا اسے بہت ہی بری رفاقت میسر آئی، فرمایا آخر ان لوگوں پر کیا آفت آجاتی اگر یہ ریاکاری اور نمود و نمائش چھوڑ کر اپنے خالق، مالک، رازق اور مشکل کشاء اللہ عزوجل پر اور روز آخرت پر غیر متزلزل ایمان رکھتے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے جو کچھ انہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں وغیرہ پر خرچ کرتے تو اللہ علام الغیوب سے ان کی نیکی کا حال چھپا نہ رہ جاتا اور وہ انہیں اس کا اجر بڑھا چڑھا کر عطا فرماتا، جیسے فرمایا

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿١٦﴾ [2]

ترجمہ: (اور لقمان نے کہا تھا) کہ بیٹا کوئی چیز رائی کے دانہ برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو، اللہ اُسے نکال لائے گا وہ باریک بین اور باخبر ہے۔

يَوْمَىِٕذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ڏ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۭ﴿٦﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿٧﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿٨﴾ [3]

ترجمہ: اس روز لوگ متفرق حالت میں پلٹیں گے تا کہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں، پھر جس نے ذرّہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے ذرّہ برابر بھی بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ: قَدِمَ صَعْصَعَةُ، يَعْنِي عَمَّ الْفَرَزْدَقِ أَوْ جَدَّهُ، عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ: {فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ}، [4] ، فَقَالَ: حَسْبِي حَسْبِي، لَا أُبَالِي أَنْ أَسْمَعَ غَيْرَهَا

جریر بن حازم سے مروی ہے میں نے الحسن سے سنا صعصعہ یعنی فرزدق کے چچا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلٌ ۵۱۸

[2] لقمان ۱۶

[3] الزلزال ۶ تا ۸

[4] الزلزلة: 8

آیت " پھر جس نے ذرّہ برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرّہ برابر بھی بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔" کی تلاوت کر رہے تھے " اسے سن کر بولے واہ واہ اس کو سننے کے بعد مجھے کچھ سننے کی ضرورت نہیں۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمِيرِ: فِيهَا زَكَاةٌ؟ فَقَالَ:مَا جَاءَنِي فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ: {مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کی زکوۃ کے متعلق دریافت کیا گیا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں تو یہی ایک جامع مانع آیت نازل فرمادی ہے " جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی نیک عمل سرانجام دے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور جو شخص ایک ذرے کے برابر بھی برا عمل سرانجام دے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔" (۲)

اللہ تعالیٰ کسی کی ذرہ بھر بھی نیکی کو ضائع نہیں کرتا اور نہ کسی پر ذرہ برابر ظلم کرتا ہے، یعنی انسان کے مصائب کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ نہیں، اس کی صفت تو رحم و کرم ہے، وہ تو رحمٰن و رحیم اور کریم ہے اور خود فرماتا ہے کہ ہم نے بنی آدم کو مکرم بنایا ہے ایسا مہربان خالق بھلا اپنے ہی بندوں پر کیوں ظلم کرے گا، وہ ظلم سے مبرا ہے اور اس نے اپنی ذات پر مہربانی لازم کر لی ہے، یہ صحیح ہے کہ باغیوں کے لیے وہ جبار بھی ہے اور قہار بھی ہے لیکن ہر حال کے لیے اس نے اپنی رحمت کو اپنے غضب پر فوقیت دی ہے، اور اگر کوئی خلوص نیت سے ایک نیکی کرتا ہے تو اللہ اسے بڑھا کر دس گنا یا اس کے حسب حال کئی گنا زیادہ کر دیتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر یعنی جنت عطا فرماتا ہے۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾

پس کیا حال ہوگا جس وقت کہ ہر امت میں سے ایک گواہ ہم لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے،

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ

جس روز کافر اور رسول کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش ! انہیں زمین کے ساتھ ہموار کر دیا جاتا

وَ لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ (النساء۴۲،۴۱)

اور اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے روز قیامت کی ہولناکی بیان فرمائی کہ روز قیامت ہر امت کا رسول اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں گواہی دے گا کہ اس نے اللہ کا پیغام اپنی قوم کو پہنچا دیا تھا، جیسے فرمایا

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ... ﴿۱۴۳﴾ (۳)

(۱) الزهد والرقائق لابن المبارك ۲۷/۱، الآحاد والمثاني لابن ابي عاصم ۱۱۹۸، السنن الكبرى للنسائی ۱۱۶۳۰

(۲) مسند احمد ۲۰۵۹۳، ۷۲۰۶۴، صحيح بخاری كِتَاب المُسَاقَاةِ بَابُ شُرْبِ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ مِنَ الأَنْهَارِ ۲۳۷۱

(۳) البقرة ۱۴۳

ترجمہ: اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک امتِ وسط بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٩﴾ (۱)

ترجمہ: زمین اپنے رب کے نُور سے چمک اٹھے گی، کتابِ اعمال لا کر رکھ دی جائے گی، انبیاء اور تمام گواہ حاضر کر دیے جائیں گے لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا ان پر کوئی ظلم نہ ہو گا۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۔۔۔ ﴿٨٩﴾ (۲)

ترجمہ: (اے نبی ﷺ! انہیں اس دن سے خبردار کر دو) جب کہ ہم ہر امت میں خود اسی کے اندر سے ایک گواہ اٹھا کھڑا کریں گے جو اس کے مقابلے میں شہادت دے گا اور ان لوگوں کے مقابلے میں شہادت دینے کے لیے ہم تمہیں لائیں گے۔

پھر ان تمام رسولوں پیغمبر آخر زماں محمد رسول اللہ ﷺ جن پر نازل قرآن کریم نازل ہوا، جس میں گزشتہ انبیاء کی دعوت اور ان کی قوموں کی دعوت کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے صفحہ ہستی سے مٹانے کے عبرت آنگیز واقعات بیان کئے گئے ہیں کی وجہ سے گواہی دیں گے کہ اے اللہ! یہ رسول سچی گواہی دے رہے ہیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ،قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ: آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ:فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ، حَتَّى بَلَغْتُ: {فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا} ، (۳) قَالَ:أَمْسِكْ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے اور سناؤں میں! فرمایا ہاں! مجھ کو دوسرے کی زبان سے سننا اچھا معلوم ہوتا ہے، تو میں نے سورت نساء کی تلاوت شروع کی اور جس وقت اس آیت پر پہنچا "پس کیا حال ہو گا کہ جب کہ ہر فرقہ سے ہم ایک ایک گواہ بلائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ بنائیں گے۔" تو آپ ﷺ پر رقت طاری ہو گئی اور دونوں آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔" اور فرمایا بس کرو۔ (۴)

مُحَمَّدِ بْنِ فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَكَانَ أَبِي مِمَّنْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ فِي بَنِي ظُفُرٍ، فَجَلَسَ عَلَى الصَّخْرَةِ الَّتِي فِي بَنِي ظُفُرٍ الْيَوْمَ، وَمَعَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَمَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِئاً فَقَرَأَ، فَأَتَى عَلَى هَذِهِ الآيَةِ: فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وجئنا بك على

---

(۱) الزمر ۶۹

(۲) النحل ۸۹

(۳) النساء: ۴۱

(۴) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلاَءِ شَهِيدًا ۴۵۸۳

هَؤُلاءِ شَهِيداً فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ضَرَبَ لِحْيَاهُ وَجَنْبَاهُ فَقَالَ: يَا رَبِّ هَذَا، شَهِدْتُ عَلَى مَنْ بَيْنَ ظَهْرِي، فَكَيْفَ بِمن لم أره .

محمد بن فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی ظفر کے پاس آئے اور ایک چٹان پر بیٹھ گئے جو اب تک ان کے محلے میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب y بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاری سے فرمایا قرآن پڑھو! وہ قرآن پڑھتے پڑھتے جب اس آیت تک پہنچا" پھر سوچو کہ اس وقت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان لوگوں پر تمہیں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر روئے کہ دونوں رخسار اور داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، اور عرض کرنے لگے اے میرے رب! جو موجود ہیں ان پر تو خیر میری گواہی ہوگی لیکن جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہی نہیں ان کی بابت کیسے (گواہی دوں گا)۔[1]

اس دن وہ سب لوگ جنہوں نے رسول کی دعوت کو قبول نہ کیا اور محض اپنی ہٹ دھرمی اور آباو اجداد کی اندھی تقلید میں اس کی نافرمانی کرتے رہے، رسولوں کا مذاق اڑاتے رہی اور مقابلہ کرتے رہے آرزو کریں گے کہ کاش زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں، جیسے فرمایا

يَّوۡمَ يَنۡظُرُ الۡمَرۡءُ مَا قَدَّمَتۡ يَدٰهُ وَيَقُوۡلُ الۡكٰفِرُ يٰلَيۡتَنِىۡ كُنۡتُ تُرٰبًا ۝۴۰ [2]

ترجمہ: جس روز آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور کافر پکار اٹھے گا کاش! میں خاک ہوتا۔

وہاں یہ اپنی کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے بلکہ وہ اپنی بداعمالیوں کا اعتراف کریں گے،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ , قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَشْيَاءُ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ فِي الْقُرْآنِ، قَالَ: مَا هُوَ؟ أَشُكٌّ فِي القرآن؟ قال: ليس هُوَ بِالشَّكِّ. وَلَكِنِ اخْتِلَافٌ، قَالَ: فَهَاتِ مَا اخْتَلَفَ عَلَيْكَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: أَسْمَعُ اللَّهَ يَقُولُ: {ثُمَّ لَمۡ تَكُنۡ فِتۡنَتُهُمۡ إِلاَّ أَنۡ قَالُوا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشۡرِكِينَ}، [الأنعام: 23]وَقَالَ {وَلا يَكۡتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا} ؛ فَقَدْ كَتَمُوا!

سعید بن جبیر سے روایت ہے ایک شخص عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا مجھے قرآن مجید کی کئی باتوں میں اختلاف معلوم ہوتا ہے، آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ کیا قرآن میں شک ہے؟ اس نے عرض کی جی نہیں شک نہیں بلکہ اختلاف ہے، آپ نے فرمایا ہاں، بتاؤ کیا اختلاف ہے؟ اس نے عرض کی کہ قرآن مجید میں ایک جگہ تو یہ ہے کہ "تو ان سے کچھ عذر نہ بن پائے گا (اور) بجز اس کے (کچھ چارہ نہ ہوگا) کہ (یہ جھوٹا بیان دیں کہ) اے ہمارے آقا تیری قسم ہم ہرگز مشرک نہ تھے۔" اور دوسری جگہ یہ ہے" وہ کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔" حالانکہ انہوں نے چھپا تو لیا ہے،

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَّا قَوْلُهُ: {ثُمَّ لَمۡ تَكُنۡ فِتۡنَتُهُمۡ إِلاَّ أَنۡ قَالُوا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشۡرِكِينَ}فَإِنَّهُمْ لَمَّا رَأَوْا يَوْمَ

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۳٫۹۵۶

[2] النبأ ۴۰

الْقِيَامَةِ أَنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ إِلَّا لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ وَيَغْفِرُ الذُّنُوبَ وَلَا يَغْفِرُ شِرْكًا، وَلَا يَتَعَاظَمُهُ ذَنْبٌ أَنْ يَغْفِرَهُ، جَحَدَ الْمُشْرِكُونَ، فَقَالُوا: {وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان میں سے پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین روز قیامت جب یہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ صرف اہل اسلام ہی کے گناہوں کو معاف فرما رہا ہے اور کسی کے گناہ کو معاف کر دینا بھی اس کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں لیکن وہ مشرک کو ہرگز معاف نہیں فرما رہا تو مشرکین اپنے شرک ہی کا انکار کر دیں گے اور کہیں گے ''اے ہمارے آقا تیری قسم ہم ہرگز مشرک نہ تھے۔'' اس امید پر کہ انہیں بھی معاف کر دیا جائے،

فَخَتَمَ اللهُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ، وَتَكَلَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ، فَعِنْدَ ذَلِكَ: {يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا

تو اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کے بارے میں بتائیں گے، پھر یہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپانے پر قادر نہ ہوں گے تو اس وقت ''کافر اور پیغمبر کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش! ان پر زمین برابر کر دی جاتی اور اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے۔''[1]

جیسے فرمایا

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ [2]

ترجمہ: پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں، وہ اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گی ہمیں اُسی خدا نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے اُسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور اب اُسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو، تم دنیا میں جرائم کرتے وقت جب چھپتے تھے تو تمہیں یہ خیال نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی بلکہ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے، تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا تمہیں لے ڈوبا اور اسی کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے۔

---

[1] تفسیر عبد الرزاق ۱/۴۵۷

[2] حم السجدة ۲۰ تا ۲۳

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ

اس پر ان کا ایمان ہے لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں،

وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۞ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور ڈال دے، ان سے جب کبھی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کی

وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۞ۚ

اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف آؤ تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ سے منہ پھیر کر رکے جاتے ہیں

فَكَيْفَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖۗ بِاللّٰهِ

پھر کیا بات ہے کہ جب ان پر ان کے کرتوت کے باعث کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو پھر یہ آپ کے پاس آ کر اللہ تعالیٰ

اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّاۤ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًا ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ

کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ تو صرف بھلائی اور میل ملاپ ہی کا تھا، یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے دلوں کا بھید اللہ تعالیٰ

مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ

پر بخوبی روشن ہے، آپ ان سے چشم پوشی کیجیے، انہیں نصیحت کرتے رہیے اور انہیں وہ بات کہیے جو ان کے

قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۞ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

دلوں میں گھر کرنے والی ہو، ہم نے ہر ہر رسول کو صرف اس لیے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی فرماں برداری کی جائے

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ

اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، تیرے پاس آجاتے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے

لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۞ (النساء ۶۰ تا ۶۴)

اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کرتے تو یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

منافق کی پہچان: كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ وَرَجُلٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ خُصُومَةٌ فَكَانَ الْمُنَافِقُ يَدْعُو إِلَى الْيَهُودِ لِأَنَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُمْ

يَقْبَلُونَ الرِّشْوَةَ وَكَانَ الْيَهُودِيُّ يَدْعُو إِلَى الْمُسْلِمِينَ لِأَنَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُمْ لَا يَقْبَلُونَ الرِّشْوَةَ فَاصْطَلَحَا أَنْ يَتَحَاكَمَا إِلَى كَاهِنٍ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَأَنْزَلَ اللهُ فِيهِ هَذِهِ الْآيَةَ: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ حَتَّى بَلَغَ: وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک منافق اور یہودی کے مابین جھگڑا ہو گیا، منافق نے کہا ہم یہ معاملہ یہود کے پاس لے چلتے ہیں وہ جانتا تھا کہ یہودی رشوت لیتے ہیں یہودی نے کہا ہم یہ معاملہ محمد ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں وہ جانتا تھا کہ محمد ﷺ رشوت نہیں لیتے، آخر کار دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ بنو جہینہ کے ایک کاہن سے فیصلہ کرا لیا جائے تو اس موقع پر سورۂ نساء کی آیت '' کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں، حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں، شیطان تو یہ چاہتا ہے بہکا کر دور ڈال دے۔'' نازل ہوئی۔ [1]

عَن ابْن عَبَّاس قَالَ: نزلت فِي رجل من الْمُنَافِقين يُقَال لَهُ بشر خَاصم يَهُودِيًا فَدَعَاهُ الْيَهُودِيّ إِلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَدعَاهُ الْمُنَافِق إِلَى كَعْب بن الْأَشْرَف ثمَّ إنَّهُمَا احْتَكَمَا إِلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَقضى لِلْيَهُودِيِّ فَلم يرض الْمُنَافِق وَقَالَ: تعال نَتَحَاكَمُ إِلَى عمر بن الْخطاب فَقَالَ الْيَهُودِيّ لعمر: قضى لنا رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَلم يرض بِقَضَائِهِ فَقَالَ لِلْمُنَافِقِ: أَكَذَلِك قَالَ: نعم فَقَالَ عمر: مَكَانكُمَا حَتَّى أخرج إِلَيْكُمَافدخل عمر فَاشْتَمَلَ على سَيْفه ثمَّ خرج فَضرب عنق الْمُنَافِق حَتَّى برد ثمَّ قَالَ: هَكَذَا أَقْضِي لمن لم يرض بِقَضَاء الله وَرَسُوله: فَنزلت

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت میں ہے یہ آیت ایک منافق جس کا نام بشر تھا کے بارے میں نازل ہوئی جس کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا تھا یہودی نے کہا کہ ہم یہ معاملہ نبی کریم ﷺ کے پاس پیش کرتے ہیں منافق نے کہا نہیں یہ معاملہ کعب بن اشرف یہودی کے پاس لے چلتے ہیں، آخر کار انہوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنا معاملہ رکھا، آپ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا مگر منافق نے اس فیصلے کو تسلیم نہ کیا اس نے کہا ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کرا لیتے ہیں، یہودی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے مگر یہ آپ ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کر رہا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے استفسار کیا کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے گھر سے باہر آنے تک میرا انتظار کرو، چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے اپنی تلوار اٹھائی اور گھر سے باہر آ کر تلوار سے اس کی گردن اڑا دی اور کہا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ نہیں مانتے ان کے بارے میں میرا یہ فیصلہ ہے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ كَاهِنًا يَقْضِي بَيْنَ الْيَهُودِ فِيمَا يَتَنَافَرُونَ إِلَيْهِ، فتنافر إِلَيْهِ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ {أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

[1] تفسیر طبری ۸،۹۸۹۱،۵۰۷

[2] الدر المنثور التفسير بالماثور ۲،۵۸۱

يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ﴾، [۱] ، إِلَى قَوْلِهِ، ﴿إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا﴾، [۲]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ابو برزہ اسلمی ایک کاہن تھا جو یہودیوں کے باہمی تنازعات میں فیصلے کیا کرتا تھا، کچھ مسلمان بھی اس سے فیصلہ کرانے کے لیے اس کے پاس چلے گئے، تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ ''کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں، شیطان تو یہ چاہتا ہے بہکا کر دور ڈال دے، ان سے جب کبھی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف آؤ تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ سے منہ پھیر کر رکے جاتے ہیں، پھر کیا بات ہے کہ جب ان پر ان کے کرتوت کے باعث کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو پھر یہ آپ کے پاس آ کر اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ تو صرف بھلائی اور میل ملاپ ہی کا تھا۔'' کو نازل فرمایا۔ [۳]

یہ آیت کریمہ عام ہے اور اس میں ہر اس شخص کی مذمت ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی کتاب وسنت) سے فیصلے کرانے کے بجائے باطل سے اپنے فیصلے کرائے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی ایک نشانی بیان فرمائی کہ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم اس چیز پر ایمان رکھتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور جو کچھ آپ سے پہلے نازل ہو چکا ہے (یعنی تمام الہامی کتابیں) مگر اپنے نزعی فیصلے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے (جہاں بغیر کسی جانبداری سے عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ صادر کر دیا جاتا ہے) ان لوگوں سے کرانے چاہتے ہیں جو نہ تو اللہ کے اقتدار اعلیٰ کو مانتے ہیں اور نہ ہی اللہ کی کتاب کو آخری سند مانتے ہیں (تاکہ فیصلہ عدل وانصاف سے نہ ہو بلکہ ان کی خواہش کے مطابق صرف ان کے حق میں ہو) ان کا یہ طریقہ کار اور ایمان کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں کیونکہ ایمان تو اس چیز کا تقاضا کرتا ہے کہ زندگی کے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ پاکیزہ شریعت کی پیروی کی جائے اور اس کے ہر فیصلے کو قبول کیا جائے، چنانچہ جو کوئی شخص اپنے مومن ہونے کا دعویٰ دار ہو اور پھر قانون الٰہی کو چھوڑ کر غیر اللہ (طاغوت) کے فیصلے کو قبول کرتا ہے وہ جھوٹا (منافق) ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوهُمْ إِلٰى عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿٢١﴾ [۴]

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اس چیز کی جو اللہ نے نازل کی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کیا یہ انہی کی پیروی کریں گے خواہ شیطان ان کو بھڑکتی ہوئی آگ ہی کی طرف کیوں نہ بلا تا رہا ہو۔

یہ سب اس وجہ سے ہے کہ شیطان نے اسے صراط المستقیم سے بھٹکا دیا ہے کیونکہ شیطان کا تو روز اول سے مشن ہی یہی ہے کہ انسانوں کو حق سے

---

[۱] النساء: 60

[۲] النساء: 62

[۳] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۰۴۵

[۴] لقمان ۲۱

دور کر دے، راہ ہدایت سے بھٹکا دے، یا کم سے کم دلوں میں وسوسہ ہی ڈال دے، ورنہ مسلمانوں کا حال تو یہ ہوتا ہے۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؀ [۱]

ترجمہ: ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسول ﷺ کی طرف بلائے جائیں تا کہ رسول ان کے مقدمے کا فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ؀ [۲]

ترجمہ: (یہ لوگ اگر اللہ کے قانون کو نہیں مانتے) تو کیا پھر یہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟۔

عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قال :قَالَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لايُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعاً لِمَا جِئْتُ بِهِ

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی تمام تر خواہشات اس شریعت کے تابع نہ ہو جائیں جسے میں لایا ہوں۔ [۳]

مگر جب ان کے گناہوں، معاصی اور غیر اللہ کے فیصلے قبول کرنے کے نتیجے میں ان پر کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو پھر اس پر معذرت کرتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ہمارا مقصد تو صرف جھگڑے کے فریقین کے ساتھ بھلائی کرنا اور ان کے درمیان صلح اور ملاپ کروانا تھا حالانکہ وہ اس بارے میں جھوٹے ہیں کیونکہ خیر و بھلائی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فیصلے میں ہے، اللہ تعالیٰ ان کے نفاق اور برے مقاصد کو اچھی طرح جانتا ہے، ایک اور مقام پر منافقین کے بارے میں فرمایا

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ ... ؀ [۴]

ترجمہ: تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ انہی (یہودیوں) میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں کہتے ہیں ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں۔

اے پیغمبر ﷺ! جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور نہ اس پر دھیان دیں بلکہ انہیں اچھے پیرائے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ترغیب دیں اور ترک اطاعت کے خوفناک اور بھیانک نتائج سے ڈرائیں، انبیاء و رسل کو مبعوث کرنے کی غرض و غایت یہی ہے کہ

[۱] النور ۵۱

[۲] المائدة ۵۰

[۳] شرح الأربعين النووية في الأحاديث الصحيحة النبوية ۱۳۵؍۱، ۱۴۱

[۴] المائدة ۵۲

اللہ کے فرمان کے مطابق تمام قوانین کو چھوڑ کر اسی پیروی کی جائے اور اللہ کی طرف سے وہ جو احکام دیتا ہے تمام احکام کو چھوڑ کر صرف انہی پر عمل کیا جائے، اگر کسی نے ایسا نہ کیا تو پھر اس کا محض رسول کو رسول مان لینا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ کیونکہ مغفرت کے لئے بارگاہ الٰہی میں توبہ واستغفار ضروری ہے اس لئے فرمایا گیا کہ اگر یہ لوگ اپنی لغزشوں اور غلطیوں کے بعد نادم ہو کر تیرے پاس آتے اور اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے اور ان کے ساتھ آپ ﷺ بھی ان کے حق میں دعائے مغفرت فرماتے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے قصور معاف فرما دیتا۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر

لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝٦٥ (النساء ٦٥)

جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

اگر مومن ہو تو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کرو:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجِ الحَرَّةِ، الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ، فَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ المَاءَ يَمُرُّ، فَأَبَى عَلَيْهِ؟ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ:أَسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ أَرْسِلِ المَاءَ إِلَى جَارِكَ»، فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ:اسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ احْبِسِ المَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الجَدْرِ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ هَذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ: {فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ}[1]،

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک انصاری (حاطب بن ابو بلتہ رضی اللہ عنہ) نے زبیر رضی اللہ عنہ سے حرہ کے نالے میں جس کا پانی مدینہ منورہ کے لوگ کھجور کے درختوں کو دیا کرتے تھے جھگڑا ہو گیا، انصاری رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا پانی کو آگے جانے دو لیکن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس سے انکار تھا، انہوں نے اپنے جھگڑے کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ (پہلے تم اپنے باغ) کو پانی پلا لو اور پھر اپنے پڑوسی بھائی کے لئے جلدی جانے دو (یعنی رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی صورت نکالی کہ جس سے زبیر رضی اللہ عنہ کو تکلیف نہ ہو اور انصاری کو بھی کشادگی ہو جائے) رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ سن کر انصاری کو غصہ آ گیا اور انہوں نے کہا ہاں یہ تو آپ کی پھوپھی کے لڑکے ہیں نا؟ (یعنی اس نے اس فیصلہ کو غلط جانا اور رجانبداری پر محمول کیا) انصاری کا یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا اے زبیر رضی اللہ عنہ! تم اپنے باغ کو پہلے پانی پلا لو پھر پانی کو اتنی دیر تک روکے رکھو یہاں تک کہ (پانی) باغ کی منڈیروں تک پہنچ جائے پھر (پانی کو) اپنے پڑوسی کی طرف چھوڑ دو (یعنی جب انصاری نے اس فیصلہ کو اپنے حق میں بہتر نہ جانا تو آپ نے زبیر رضی اللہ عنہ

[1] النساء: 65

کو ان کا پورا حق دلوایا) زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میرا تو خیال ہے کہ یہ آیت ” سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کر لیں۔“ اسی باب میں نازل ہوئی ہے۔ [1]

عَن عتبَة بن ضَمرَة عَن أَبِيه أَن رجلَيْنِ اخْتصمَا إِلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَقضى للمحق على الْمُبْطل فَقَالَ الْمقْضِي عَلَيْهِ: لَا أرْضى فَقَالَ صَاحبه: فَمَا تُرِيدُ قَالَ: أَن تذْهب إِلَى أبي بكر الصّديق فذهبا إِلَيْهِ فَقَالَ: أَنْتُمَا على مَا قضى بِهِ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَأبى أَن يرضى قَالَ: نأتي عمرفَأَتَيَاهُ فَدخل عمر منزله وَخرج وَالسيف فِي يَده فَضرب بِهِ رَأس الَّذِي أَبى أَن يرضى فَقتله وَأنزل الله {فَلَا وَرَبكَ} الْآيَة

عتبہ بن ضمرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا جھگڑا پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق والے کے حق میں فیصلہ فرما دیا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا اس نے کہا کہ میں اس فیصلے کو قبول نہیں کرتا، اس کے ساتھی نے کہا تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کرائیں، دونوں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی فیصلہ کرایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا ہے، یہ سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم دونوں اس فیصلے کو قبول کر لو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مگر جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، اور کہا ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے فیصلہ کرائیں گے، وہ دونوں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے، جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کا فیصلہ کرایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں اس کا فیصلہ فرمایا ہے لیکن اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے، پھر ہم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ کرانے کے لیے گئے انہوں نے فرمایا تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کر لو مگر اس نے فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کیا یہ بات اس طرح ہے؟ تو اس نے بھی اس کی تصدیق کی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گھر میں چلے گئے اور واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں تلوار (سونتی ہوئی) تھی اور آتے ہی اس شخص کا سر قلم کر دیا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے انکار کر دیا تھا تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ”سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کر لیں۔“ نازل فرمائی۔ [2]

یہ واقعہ کئی سندوں سے مروی ہے مگر تمام ضعیف ہیں۔

جس میں تم صرف اس حالت میں خود کو مسلمان کہہ سکتے ہو جب اللہ کے رسول کو اپنے نزعی فیصلوں میں حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے

[1] صحیح بخاری کتاب المساقا ة بَابُ سَكْرِ الأَنْهَارِ ۲۳۵۹، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ وُجُوبِ اتِّبَاعِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۱۱۲، سنن ابوداود كِتَاب الْأَقْضِيَةِ بَابٌ مِنَ الْقَضَاءِ ۳۶۳۷، مسنداحمد ۱۶۱۱۶، سنن ابن ماجه کتاب السنة بَابُ تَعْظِيمِ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّغْلِيظِ عَلَى مَنْ عَارَضَهُ ۱۵

[2] الدر المنثور ۲/۵۸۴

والانہ مان لو اور وہ عدل وانصاف سے جو فیصلہ صادر فرمائیں، وہ چاہیے تمہارے حق میں ہو یا تمہارے خلاف ہو اسے شرح صدر، اطمینان نفس، ظاہری اور باطنی اطاعت کے ساتھ تسلیم کرو اور جن کے خلاف وہ فیصلہ کریں ان کے دلوں میں ان کے فیصلے کے خلاف کوئی رنج وغم نہیں ہونا چاہیے،

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں۔ [1]

وَ لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ

اور اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے ہیں کہ اپنی جانوں کو قتل کر ڈالو! یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ! تو اسے ان میں سے بہت ہی

اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

کم لوگ حکم بجا لاتے اور اگر یہ وہی کریں جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یقیناً یہی ان کے لیے بہتر

وَ اَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝۶۶ وَّ اِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّاۤ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۶۷ وَّ لَهَدَيْنٰهُمْ

اور زیادہ مضبوطی والا ہو، اور تب تو انہیں ہم اپنے پاس سے بڑا ثواب دیں اور یقیناً انہیں

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۶۸ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ

راہ راست دکھا دیں، اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرماں برداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ

جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین

رَفِيْقًا ۝۶۹ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝۷۰ (النساء ۶۶ تا ۷۰)

رفیق ہیں، یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر ہم نے اپنے بندوں پر شاق گزرنے والے احکام فرض کئے ہوتے مثلاً اپنے آپ کو ہلاک کر دو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں سے کم ہی آدمی اس پر عمل کر سکتے اور ایمان واطاعت کے بجائے کفر و نافرمانی کی راہ اپنا لیتے، حالانکہ جو نصیحت انہیں کی جاتی ہے اگر یہ لوگ شک اور تذبذب اور تردد چھوڑ کر یکسوئی کے ساتھ رسول کی اطاعت و پیروی پر قائم ہو جاتے تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتری

[1] شرح السنة للبغوی ۱۰۴، السنة لابن ابی عاصم ۱۵

اور زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا، اور جب یہ لوگ ایمان و یقین کے ساتھ رسول کی اطاعت و پیروی کا فیصلہ کرتے تو ہم اپنے فضل و کرم سے دنیا و آخرت میں انہیں اجر عظیم سے نواز دیتے اور انہیں سعی و عمل کے سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کرتے،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ , قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَحْزُونٌ , فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا فُلَانُ مَالِي أَرَاكَ مَحْزُونًا؟ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ شَيْءٌ فَكَّرْتُ فِيهِ. فَقَالَ:مَا هُوَ؟قَالَ: نَحْنُ نَغْدُو عَلَيْكَ وَنَرُوحُ , نَنْظُرُ فِي وَجْهِكَ وَنُجَالِسُكَ , غَدًا تُرْفَعُ مَعَ النَّبِيِّينَ فَلَا نَصِلُ إِلَيْكَ. فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا. فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَذِهِ الْآيَةِ: {وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا} [النساء: قَالَ:فَبَعَثَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرَهُ

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے دیکھا کہ وہ سخت مغموم ہیں تو آپ نے اس سے کہا اے فلاں کیا بات ہے میں تمہیں مغموم دیکھ رہا ہوں؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک پریشانی میں مبتلا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا پریشانی ہے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہاں تو صبح شام ہم لوگ آپ کی مجلس میں آ کر بیٹھتے ہیں آپ کی زیارت بھی ہو جاتی ہے اور دو گھڑی صحبت بھی میسر آ جاتی ہے لیکن کل قیامت کے دن تو آپ نبیوں کی اعلی مجالس میں ہوں گے ہم تو آپ تک پہنچ بھی نہ سکیں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا اس پر جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لائے " جو بھی خواہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا اللہ اور رسول کی مقدر بھر اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین، کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی بھیج کر انہیں یہ خوشخبری سنائی۔ [1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی انہی کے ساتھ ہو گا جس سے اس کو محبت ہو گی۔ [2]

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ، فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ:وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا.قَالَ: لاَ شَيْءَ، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ.قَالَ أَنَسٌ: فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ، فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ:فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص (ذو الخویصرہ یا ابو موسیٰ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ

[1] تفسیر طبری ۸/۵۳۴

[2] صحیح بخاری کتاب الاداب باب علامة حب الله عزوجل -- ۔ ۶۱۶۸، صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ۶۷۱۸

کے رسول ﷺ! قیامت کب قائم ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے بہت کچھ تو تیاری نہیں کی البتہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر تمہارا حشر بھی انہی کے ساتھ ہو گا جس سے تمہیں محبت ہے، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں اتنی خوشی کسی بات سے بھی نہیں ہوئی جتنی آپ کی یہ حدیث سن کر ہوئی کہ تمہارا حشر انہیں کے ساتھ ہو گا جس سے تمہیں محبت ہے، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تو محبت رکھتا ہوں اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اور اپنی اس محبت کی وجہ سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرا حشر انہیں کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں ان جیسے اعمال نہیں کر سکا۔ (۱)

صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے اور بطور خاص نبی ﷺ سے جنت میں رفاقت کی درخواست کرتے تھے،

حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: سَلْ فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ:أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ. قَالَ:فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ

ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رات کو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے پاس وضو اور حاجت کا پانی لایا کرتا تھا، ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے، میں نے عرض کیا کہ میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا اس کے علاوہ کچھ اور، میں نے عرض کیا بس میں یہی چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا اچھا کثرت سجود سے تو میری مدد کر۔ (۲)

اور ایماندار تاجر بھی انبیاء ،صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہو گا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ.

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے راست باز، امانت دار تاجر انبیاء ،صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہو گا۔ (۳)

یہ حقیقی فضل ہے جو اللہ کی طرف سے ملتا ہے اور حقیقت جاننے کے لیے بس اللہ ہی کا علم کافی ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ خُذُوا۟ حِذْرَكُمْ فَٱنفِرُوا۟ ثُبَاتٍ أَوِ ٱنفِرُوا۟ جَمِيعًا ۝٧١

اے مسلمانو! اپنے بچاؤ کا سامان لے لو ،پھر گروہ گروہ بن کر کوچ کرو یا سب کے سب اکٹھے ہو کر نکل کھڑے ہو،

---

(۱) صحيح بخاری کتاب فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ القُرَشِيِّ العَدَوِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۶۸۸،صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ۶۷۱۳

(۲) صحیح مسلم کتاب الصلوٰة باب بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ۱۰۹۴

(۳) جامع ترمذی ابواب البیوع بَابُ مَا جَاءَ فِي التُّجَّارِ وَتَسْمِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُمْ ۱۲۰۹

وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ

اور یقیناً تم میں بعض وہ بھی ہیں جو پس وپیش کرتے ہیں، پھر اگر تمہیں کوئی نقصان ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ

عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَ لَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ

پر بڑا فضل کیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا، اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل مل جائے تو اس طرح کہ گویا تم میں

تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ (النساء ۷۱ تا ۷۳)

ان میں دوستی تھی ہی نہیں، کہتے ہیں کاش! میں بھی ان کے ہمراہ ہوتا تو بڑی کامیابی کو پہنچتا۔

غزوۂ احد میں مسلمانوں کو جانی و مالی نقصان کے پیش نظر اطراف ونواح کے قبائل کی ہمتیں اور جسارتیں بڑھ گئیں تھیں اور مسلمان ہر طرف سے خطرات میں گھر گئے تھے، دعوت اسلامی کو ان خطرات سے بچانے کے لئے مسلمانوں کو زبردست سعی و جہد اور سخت جاں فشانی کی ضرورت تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے کفار دشمنوں سے چوکنے رہو اور سامان جنگ اور دیگر ذرائع مثلاً قلعہ بندیوں اور خندقوں کا استعمال، تیر اندازی اور گھوڑ سواری سیکھنا اور ان تمام صنعتوں کا علم حاصل کرنا جو دشمن کے خلاف جنگ میں مدد دیتا ہے وغیرہ سے دشمن سے مقابلہ کے لیے ہر وقت تیار رہو تا کہ دشمن تم پر غلبہ حاصل نہ کر سکے، جیسے فرمایا

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ﴿۶۰﴾ [1]

ترجمہ: اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لیے مہیا رکھو تا کہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دُوسرے اعداء کو خوف زدہ کرو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔

پھر جیسا موقع اور مصلحت ہو مردانہ وار الگ الگ دستوں کی شکل میں نکلو یا اکٹھے ہو کر کوچ کرو، منافقین کا ذکر فرمایا کہ تم میں کوئی کوئی آدمی ایسا بھی ہے جو خود بھی جہاد فی سبیل اللہ سے گریز کرتا ہے اور پیچھے رہ جاتا ہے اور دوسرے لوگوں کی بھی ہمتیں پست کرتا ہے تا کہ مسلمان کفار کے مقابلے میں کمزور رہیں، پھر اگر اللہ کی راہ میں تم پر کوئی مصیبت آئے یعنی اللہ کی حکمت سے دشمن ظفر یاب ہوتا ہے اور تمہیں ہزیمت اٹھانا پڑے تو اپنی ضعف عقل اور ضعف ایمان کی وجہ سے خوشیاں مناتا ہے اور کہتا ہے اللہ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ جنگ پر نہیں گیا ورنہ میں بھی مصیبت میں پھنس جاتا، اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو جنگ میں فتح ونصرت غلبہ عطا فرمادے اور وہ مال غنیمت اور لونڈی غلام لے کر خیر وعافیت کے ساتھ لوٹ آئیں تو پچھتاتا ہے، اور اس طرح کہتا ہے کہ گویا تمہارے اور اس کے درمیان محبت کا تو کوئی تعلق تھا ہی نہیں کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ چلا جاتا تو مجھے بھی مال غنیمت میں سے حصہ مل جاتا جس سے میرے بڑے کام نکل جاتے،

---

[1] الانفال ۶۰

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:تَكَفَّلَ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ، لاَ يُخْرِجُهُ إِلَّا الجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ، وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس شخص کا ضامن ہے جو اللہ کے راہ میں جہاد کرے، اللہ کے کلام (اس کے وعدے) کو سچ جان کر جہاد ہی کی نیت سے نکلے (یعنی محض حصول دنیا و نام و نمود کے لئے جہاد نہ کرے) یا تو اللہ تعالیٰ اس کو شہید کر کے جنت میں لے جائے گا یا اس کو ثواب اور غنیمت کا مال دلا کر اس کے گھر لوٹا لائے گا۔[1]

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَ مَنْ يُّقَاتِلْ

پس جو لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچ چکے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا چاہیے اور جو شخص

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۷۴

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہادت پالے یا غالب آجائے، یقیناً ہم اسے بہت بڑا ثواب عنایت فرمائیں گے،

وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ

بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان ناتواں مردوں، عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لیے جہاد نہ کرو؟

وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا

جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لیے خود

مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝۷۵ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اپنے پاس سے حمایتی مقرر کر دے اور ہمارے لیے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا، جو لوگ ایمان لائے ہیں

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ

وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کی راہ میں لڑتے ہیں،

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝۷۶ (النساء ۷۴ تا ۷۶)

پس تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو! یقین مانو کہ شیطانی حیلہ (بالکل بودا اور) سخت کمزور ہے۔

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِلَّتْ لَكُمُ الغَنَائِمُ ۳۱۲۳، صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ وَالْخُرُوجِ فِي سَبِيلِ اللهِ ۴۸۵۹

ایسے منافقین اور کافرین کو جو آخرت کے بدلے دنیا کے تھوڑے سے مال کی خاطر اپنے دین کو فروخت کر دیں مسلمانوں کو ان لوگوں سے جہاد کرنا چاہیے، پھر جو اللہ کی راہ میں مردانہ وار لڑے گا اور منصب شہادت پر فائز ہو جائے گا یا غالب رہے گا اور غازی کہلائے گا اسے ہم ضرور اجر عظیم عطا کریں گے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٧﴾ (۱)

ترجمہ: پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللَّهُ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ

ابوہریرہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ نے نیکو کاروں کے لئے جنت میں وہ ثواب تیار کر رکھا ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی کے دل میں اس کا کبھی گزر ہوا ہے۔ (۲)

رہے وہ لوگ جو جہاد کے لئے نہیں اٹھتے تو یہ لوگ جہاد کے لئے نکلیں یا گھر میں بیٹھیں اللہ تعالیٰ کو ان کی پرواہ نہیں ہے، جیسے فرمایا

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿١٠٧﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم اسے مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے انہیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں۔

... فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ (۴)

ترجمہ: اب اگر یہ لوگ اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو (پروانہیں) ہم نے کچھ اور لوگوں کو یہ نعمت سونپ دی ہے جو اس سے منکر نہیں ہیں۔

آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی خوشنودی کے لئے اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جنہیں مکہ مکرمہ میں کمزور پا کر طرح طرح سے تختہ مشق ستم بنایا جارہا ہے، اور وہ گڑگڑا کر اللہ سے فریاد کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں کفر وشرک کے مرتکب ظالموں کی اس بستی سے نکال اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی ومددگار پیدا کر دے، جیسے فرمایا

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ... ﴿١٣﴾ (۵)

(۱) السجدة ۱۷

(۲) صحيح البخاری کتاب التفسير باب قوله تعالی فلا تعلم نفس ما أخفی لهم من قرة أعين ۴۷۹۸

(۳) بنی اسرائيل ۱۰۷

(۴) الانعام ۸۹

(۵) محمد ۱۳

ترجمہ:اے نبی ﷺ! کتنی ہی بستیاں ایسی گزر چکی ہیں جو تمہاری اس بستی سے بہت زیادہ زور آور تھیں جس نے تمہیں نکال دیا ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ:كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ المُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے کہا کہ میں اور میری والدہ (ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا) مستضعفین (کمزوروں) میں سے تھے۔ [1]

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر کامل یقین رکھتے ہیں وہ محض دنیوی مفاد یا ہوس ملک گیری کے لئے نہیں بلکہ اللہ کی زمین پر اس کے دین کی سر بلندی کے لئے صبر و استقلال سے لڑتے ہیں اور جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں، پس ایمانی قوت اور عزم جہاد سے شیطان کے ساتھیوں سے لڑو اور یقین جانو کہ شیطان کے ہتھکنڈے اور اس کے مکر وفریب خواہ کتنی ہی خطرناک کیوں نہ ہوں حقیقت میں کچھ حیثیت نہیں رکھتے، اس لئے وہ ادنیٰ ادنیٰ حق کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ

کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں حکم کیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نمازیں پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو،

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ

پھر جب انہیں جہاد کا حکم دیا گیا تو اسی وقت ان کی ایک جماعت لوگوں سے اس قدر ڈرنے لگی جیسے اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو بلکہ

اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَ قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى

اس سے بھی زیادہ، اور کہنے لگے اے ہمارے رب! تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا؟ کیوں ہمیں تھوڑی سی زندگی

اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫

اور نہ جینے دی؟ آپ کہہ دیجئے کہ دنیا کی سود مندی تو بہت ہی کم ہے اور پرہیز گاروں کے لیے تو آخرت ہی بہتر ہے

وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝۷۷ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ

اور تم پر ایک دھاگے کے برابر بھی ستم روانہ رکھا جائے گا، تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ کر پکڑے گی

فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ

گو تم مضبوط قلعوں میں ہو، اور اگر انہیں کوئی بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ النساءٔ بَابُ وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ۴۵۸۷

وَ اِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِكَ ؕ قُلۡ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ

اور اگر کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے، انہیں کہہ دو کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے،

فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الۡقَوۡمِ لَا يَكَادُوۡنَ يَفۡقَهُوۡنَ حَدِيۡثًا ﴿۷۸﴾ (النساء۷۸،۷۷)

انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے بھی قریب نہیں۔

مکہ مکرمہ میں مسلمان تعداد اور وسائل کے اعتبار سے لڑنے کے قابل نہیں تھے اس لئے ان کے خواہش کے باوجود انہیں قتال سے روکا گیا تھا اور انہیں تاکید کی گئی تھی کہ کفار کے ظلم وستم کو صبر و حوصلے سے برداشت کریں اور عفو درگزر سے کام لیں، لیکن جب مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی طاقت مجتمع ہو گئی اور انہیں قتال کی اجازت دے دی گئی تو بعض لوگوں نے طبعی خوف، کمزوری اور پست ہمتی کا اظہار کیا، چنانچہ اس آیت میں لوگوں کو ان کی آرزو یاد دلا کر فرمایا تم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ کفار کے ظلم وستم کے مقابلے میں صبر و تحمل اور عفوو درگزر سے کام لیں اور نماز، زکوٰۃ اور دیگر عبادات وتعلیمات پر عمل کا اہتمام کریں تاکہ اللہ تعالیٰ سے ربط وتعلق مضبوط بنیادوں پر استوار ہو جائے؟ مگر اب جو انہیں کفار ومشرکین سے لڑائی کا حکم دیا گیا تو ان میں سے ایک فریق کا حال یہ ہے کہ لوگوں سے ایسا ڈر رہے ہیں جیسا اللہ سے ڈرنا چاہیے یا کچھ اس سے بھی بڑھ کر، کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم پر لڑائی کا حکم کیوں لکھ دیا گیا؟ اس حکم کو کچھ اور مدت کے لئے موخر کیوں نہ کر دیا؟ ایک مقام پر فرمایا

وَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَتۡ سُوۡرَةٌ ۚ فَاِذَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ مُّحۡكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيۡهَا الۡقِتَالُ ۙ رَاَيۡتَ الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ يَّنۡظُرُوۡنَ اِلَيۡكَ نَظَرَ الۡمَغۡشِىِّ عَلَيۡهِ مِنَ الۡمَوۡتِ ؕ فَاَوۡلٰى لَهُمۡ ۚ ﴿۲۰﴾ [1]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ کہہ رہے تھے کہ کوئی سورت کیوں نہیں نازل کی جاتی (جس میں جنگ کا حکم دیا جائے) مگر جب ایک پختہ سورت نازل کر دی گئی جس میں جنگ کا ذکر تھا تو تم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں بیماری تھی وہ تمہاری طرف اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کسی پر موت چھا گئی ہو، افسوس ان کے حال پر۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَأَصْحَابًا، لَهُ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، كُنَّا فِي عِزٍّ وَنَحْنُ مُشْرِكُونَ فَلَمَّا آمَنَّا صِرْنَا أَذِلَّةً ،قَالَ:إِنِّي أُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوا الْقَوْمَ فَلَمَّا حَوَّلَهُ اللهُ إِلَى الْمَدِينَةِ أَمَرَهُ بِالْقِتَالِ فَكَفُّوا فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى :أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے عبدالرحمٰن بن عوف اور ان کے کچھ دوست مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب ہم مشرک تھے تو عزت کے ساتھ رہ رہے تھے اور جب ایمان لے آئے ہیں تو ہم ذلت

---

[1] محمد۲۰

کی زندگی بسر کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے عفوو درگزر کا حکم دیا گیا ہے، لہذا تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرو پس جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مدینہ میں پہنچا کر جہاد کا حکم دیا تب کچھ لوگ جہاد سے رک گئے، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ”کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں حکم کیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نمازیں پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو پھر جب انہیں جہاد کا حکم دیا گیا تو اسی وقت ان کی ایک جماعت لوگوں سے اس قدر ڈرنے لگی جیسے اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔“ نازل فرمائی۔[1]

اللہ تعالیٰ نے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کے اجر و ثواب کو فرمایا کہ اے نبی ﷺ! ان کمزور مسلمانوں کو سمجھاؤ کہ یہ دنیا اور اس کے فائدے تو ناپائیدار ہیں اور اس کے مقابلے میں آخرت متقیوں کے لیے زیادہ بہتر اور پائیدار ہے، اگر تم اللہ کے دین کی راہ میں جانفشانی دکھاؤ تو یہ ممکن نہیں تمہارا اجر ضائع ہو جائے گا، رہی موت تو تم جہاد کرو یا نہ کرو موت تو بہر حال تمہیں اپنے وقت پر آ کر رہے گی خواہ تم کیسے ہی مضبوط اور بلند و بالا فصیلوں والے قلعوں میں پناہ لے لو، جیسے فرمایا

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ [2]

ترجمہ: آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو، کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتشِ دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، رہی یہ دنیا تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ [3]

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ... ﴿۳۴﴾ [4]

ترجمہ: اور اے نبی! ہمیشگی تو ہم نے آپؐ سے پہلے بھی کسی انسان کے لیے نہیں رکھی ہے۔

یعنی موت تو ہر ذی روح کو آ کر رہنی ہے، اب چاہیے موت کے خوف سے جہاد کرو یا نہ کرو موت تو اپنے مقررہ وقت پر آ کر رہے گی،

قال خالد بن الوليد حين جاء الْمَوْتُ عَلَى فِرَاشِهِ: لَقَدْ شَهِدْتُ كَذَا وَكَذَا مَوْقِفًا وَمَا مِنْ عُضْوٍ مِنْ أَعْضَائِي إِلَّا وَفِيهِ جُرْحٌ مِنْ طَعْنَةٍ أَوْ رَمْيَةٍ وَهَا أَنَا أَمُوتُ عَلَى فِرَاشِي فَلَا نَامَتْ أَعْيُنُ الْجُبَنَاءِ

جب خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو اپنے بستر پر موت آئی تو انہوں نے فرمایا میں فلاں فلاں جنگوں میں شرکت کی، میرے جسم کے ایک ایک

[1] تفسیرابن ابی حاتم۱۰۰۵؍۳،مستدرک حاکم ۲۳۷۷،السنن الکبری للنسائی۴۲۷۹

[2] آل عمران۱۸۵

[3] الرحمٰن۲۶

[4] الانبیاء۳۴

عضو پر نیزے یا تیر کا زخم ہے مگر میں اب اپنے بستر پر جان، جان آفرین کے سپرد کر رہا ہوں، بزدلوں کی آنکھوں کو سکون نصیب نہ ہو۔ [1]

کفر کی وجہ سے کفار کے دل باہم مشابہ ہیں اس لئے ان کے اقوال و افعال میں بھی مشابہت پائی جاتی ہے، چنانچہ فرمایا سابقہ امتوں کی طرح اگر ان منکرین کو خوش حالی، اجناس کی پیداوار اور مال و اولاد کی فراوانی وغیرہ حاصل ہوتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی تکلیف، قحط سالی، مال و دولت میں کمی، مرض اور فقر و فاقہ وغیرہ کا سامنا ہوتا ہے تو کہتے ہیں (نعوذ باللہ) یہ تکلیف ہمیں تمہاری نحوست کی بدولت آئی ہے، اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان سے کہو! ہر طرح کی بھلائی اور برائی دونوں اللہ تعالیٰ کی قضاو قدر سے ہے لیکن لوگ قلت فہم و علم کی وجہ سے اس بات کو سمجھ نہیں پاتے، جیسے اللہ تعالیٰ نے قوم فرعون کے بارے میں فرمایا

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ [2]

ترجمہ: مگر ان کا حال یہ تھا کہ جب اچھا زمانہ آتا تو کہتے کہ ہم اسی کے مستحق ہیں اور جب برا زمانہ آتا تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو اپنے لیے فالِ بد ٹھیراتے، حالانکہ درحقیقت ان کی فالِ بد تو اللہ کے پاس تھی مگر ان میں سے اکثر بے علم تھے۔

قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ [3]

ترجمہ: انہوں نے کہا ہم نے تو تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو بدشگونی کا نشان پایا ہے، صالح نے جواب دیا تمہارے نیک و بدشگون کا سر رشتہ تو اللہ کے پاس ہے اصل بات یہ ہے کہ تم لوگوں کی آزمائش ہو رہی ہے۔

قَالُوْۤا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَیَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۸﴾ [4]

ترجمہ: بستی والے کہنے لگے ہم تو تمہیں اپنے لیے فالِ بد (منحوس) سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور ہم سے تم بڑی دردناک سزا پاؤ گے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۱﴾ [5]

ترجمہ: اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے، اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گیا اور جو کوئی مصیبت آ گئی تو الٹا پھر گیا اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی یہ ہے صریح خسارہ۔

---

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۶٫۲۷۳

[2] الاعراف ۱۳۱

[3] النمل ۴۷

[4] یٰسین ۱۸

[5] الحج ۱۱

آخران لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات کسی بھی پیرائے میں سمجھاؤ ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ٝ وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ

تجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے،

وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۷۹ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ

ہم نے تجھے تمام لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے، اس رسول (ﷺ) کی جو اطاعت

فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝۸۰ ؕ (النساء ۸۰،۷۹)

کرے اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی اور جو منہ پھیر لے تو ہم نے آپ کو کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

اے انسان! تجھے جو بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کی عطا کردہ توفیق سے حاصل ہوتی ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنْ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يُدْخِلُهُ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوا: وَلَا أَنْتَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ ، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے ابو القاسم ﷺ سے سنا اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل نہیں ہوگا، صحابہ کرام y نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو بھی نہیں، فرمایا اور مجھے بھی نہیں؟ سوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے دامن رحمت اور اپنے فضل و کرم سے نہ ڈھانپ لے، اور آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے سر پر رکھا۔ [1]

اور جو مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ تمہاری غلطیوں، کوتاہیوں اور گناہوں کی بدولت آتی ہے، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝۳۰ [2]

ترجمہ: تم لوگوں پر جو مصیبت بھی آئی ہے تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے اور بہت سے قصوروں سے وہ ویسے ہی درگزر کر جاتا ہے۔

عَنِ السُّدِّيِّ: {مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ}أَمَّا مِنْ نَفْسِكَ , فَيَقُولُ: مِنْ ذَنْبِكَ،

سدی فرماتے ہیں "تیرے اپنے کسب و عمل کی بدولت ہے۔" کے معنی یہ ہیں کہ وہ تیرے گناہ کی وجہ سے ہے،

[1] مسند احمد ۹۰۰۲، صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ القَصْدِ وَالمُدَاوَمَةِ عَلَى العَمَلِ ۶۴۶۳، صحیح مسلم کتاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ بَابُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ بَلْ بِرَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى ۱۱۱۷، السنن الدارمی ۲۷۷۵

[2] الشوریٰ ۳۰

عَنْ قَتَادَةَ: مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ عُقُوبَةً يَا ابْنَ آدَمَ بِذَنْبِكَ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''اے انسان! تجھے جو بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے اللہ کی عنایت سے ہوتی ہے اور جو مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ تیرے اپنے کسب وعمل کی بدولت ہے۔'' کے معنی ہیں اے ابن آدم! وہ تیرے گناہ کی سزا کے طور پر ہے۔ (۱)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تم کو جہاں میں تمام لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اس پر اللہ کی گواہی کافی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی فتح ونصرت، بڑے بڑے معجزات اور روشن براہین ودلائل کے ساتھ آپ کی تائید فرمائی اور یہ علی الاطلاق سب سے بڑی شہادت ہے، جیسے فرمایا

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ڐ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ... ⑲ (۲)

ترجمہ: ان سے پوچھو کس کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے؟ کہو، میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے۔

جس نے ظاہر وباطن اور جلوت وخلوت میں رسول کی اوامر ونواہی میں اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی اور اس کے لئے وہی اجر وثواب ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مترتب ہوتا ہے،

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے میرے (مقرر کئے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی (لیکن امیر کا حکم قرآن وحدیث کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ کر قرآن وحدیث پر عمل کرنا ہوگا)۔ (۳)

اور جو منہ موڑ گیا تو بہر حال اپنے عمل کے یہ خود ذمہ دار ہیں ہم نے آپ کو ان کے اعمال واحوال کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا، جیسے فرمایا

فَذَكِّرْ ڜ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ㉑ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ㉒ (۴)

ترجمہ: اچھا تو (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نصیحت کیے جاؤ! تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو، کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو (داروغہ نہیں ہیں)۔

آپ کا کام صرف اللہ تعالیٰ کے احکام وہدایت ان تک پہنچا دینا ہے،

اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ㉕ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ㉖ (۵)

---

(۱) تفسیر طبری ۸٫۵۵۸

(۲) الانعام۱۹

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الأَحْكَامِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ ۷۱۳۷،صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ، وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ ۴۷۴۷، مسنداحمد۷۶۵۶

(۴) الغاشیة ۲۱، ۲۲

(۵) الغاشیة۲۶،۲۵

ترجمہ: (یقیناً) اِن لوگوں کو پلٹنا ہماری طرف ہی ہے پھر ان لوگوں کا حساب لینا ہمارے ہی ذمّہ ہے۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ، فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا، فَقَدْ غَوَى

عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے مروی ہے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ سنایا اس نے کہا جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو اس نے اپنی درستی کا سامان مہیا کر لیا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ یقیناً شر میں منہمک ہو گیا۔ (۱)

وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ، وَلَا يَضُرُّ اللهَ شَيْئًا

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں ہے اور اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہیں کر سکتا۔ (۲)

وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ

یہ کہتے ہیں تو ہیں کہ اطاعت ہے پھر جب آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک جماعت،

غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ

جو بات آپ نے یا اس نے کہی ہے اس کے خلاف راتوں کو مشورہ کرتی ہے، ان کی راتوں کی بات چیت اللہ لکھ رہا ہے،

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ

تو آپ ان سے منہ پھیر لیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہے، کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟

وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ (النساء ۸۲،۸۱)

اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

یہ منافقین آپ کی مجلس میں تو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم تو آپ کے تابع فرمان ہیں، آپ کے اطاعت گزار ہیں مگر جب آپ کی مجلس سے نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ راتوں کو ایک جگہ جمع ہو کر تمہاری باتوں کے خلاف سازشوں کے جال بنتا رہتا ہے، جیسے فرمایا

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ... ﴿۴۷﴾ (۳)

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر اور ہم نے اطاعت قبول کی، مگر اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ (اطاعت

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ الْجُمُعَةِ بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ ۲۰۰۹

(۲) سنن ابوداود تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْجُمُعَةِ بَابُ الرَّجُلِ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ ۱۰۹۷

(۳) النور ۴۷

سے) منہ موڑ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل پر وعید سناتے ہوئے فرمایا اللہ علام الغیوب کے مقرر کردہ فرشتے ان کی یہ ساری کارستانیاں ان کے نامہ اعمال میں لکھ رہے ہیں، اور محشر کے روز ہم ان کو ان کی کارستانیوں کی پوری پوری جزا دیں گے، تم ان کی کچھ بھی پرواہ نہ کرو اور اللہ قادر مطلق پر بھروسہ رکھو وہی بھروسے کے لیے کافی ہے، کیا یہ منکرین قرآن کے مستحکم مضامین، اس کے حکمت سے بھرپور احکام اور اس کے فصیح و بلیغ الفاظوں پر غور و فکر، تامل و تدبر نہیں کرتے؟ جیسے فرمایا

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ (١)

ترجمہ: کیا اِن لوگوں نے قرآن پر غور نہیں کیا یا دلوں پر ان کے قفل چڑھے ہوئے ہیں؟۔

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ (٢)

ترجمہ: یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے نبی ﷺ) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تا کہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔

اگر یہ جلیل القدر قرآن اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا جیسا کہ مشرکین اور منافقین کا زعم ہے تو اس کے مضامین اور احکامات میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی، چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس کے علم نے تمام امور کا احاطہ کر رکھا ہے اس لئے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: لَقَدْ جَلَسْتُ أَنَا وَأَخِي مَجْلِسًا مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهِ حُمْرَ النَّعَمِ أَقْبَلْتُ أَنَا وَأَخِي وَإِذَا مَشْيَخَةٌ مِنْ صَحَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسٌ عِنْدَ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِهِ، فَكَرِهْنَا أَنْ نُفَرِّقَ بَيْنَهُمْ، فَجَلَسْنَا حَجْرَةً، إِذْ ذَكَرُوا آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ، فَتَمَارَوْا فِيهَا، حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمْ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا، قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، يَرْمِيهِمْ بِالتُّرَابِ، وَيَقُولُ: مَهْلًا يَا قَوْمِ، بِهَذَا أُهْلِكَتِ الْأُمَمُ مِنْ قَبْلِكُمْ، بِاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، وَضَرْبِهِمُ الْكُتُبَ بَعْضَهَا بِبَعْضٍ، إِنَّ الْقُرْآنَ لَمْ يَنْزِلْ يُكَذِّبُ بَعْضُهُ بَعْضًا، بَلْ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا، فَمَا عَرَفْتُمْ مِنْهُ، فَاعْمَلُوا بِهِ، وَمَا جَهِلْتُمْ مِنْهُ، فَرُدُّوهُ إِلَى عَالِمِهِ

عمرو بن شعیب، عن ابیہ، عن جدہ سے روایت ہے میں اور میرا بھائی ایک ایسی مجلس میں شامل ہوئے کہ اس کے مقابلہ میں سرخ اونٹوں کا مل جانا بھی اس کے پاسنگ کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتا، ہم دونوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر چند بزرگ صحابہ کرام y کھڑے ہوئے ہیں، ہم نے اس بات کو ناپسند کیا کہ ان کے درمیان گھس پر بیٹھیں لہذا ہم ان سے ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے، انہوں نے قرآن کریم کی ایک آیت کے بارے میں گفتگو شروع کی حتی کہ تفسیر میں ایک دوسرے سے اختلاف کی وجہ سے ان کی آوازیں بلند ہو گئیں،

(١) محمد ۲۴

(٢) ص ۲۹

رسول اللہ ﷺ اسے سن کر سخت غصے ہو کر باہر تشریف لائے، چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو رہا تھا ان پر مٹی ڈالتے ہوئے فرمانے لگے اے لوگو! بس خاموش رہو تم سے اگلی امتیں اسی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئیں کہ انہوں نے اپنے انبیاء سے اختلاف کیا اور اللہ کی کتاب کی ایک آیت کو دوسری آیت کے خلاف سمجھا، یاد رکھو قرآن کی کوئی آیت دوسری آیت کے خلاف اسے جھٹلانے والی نہیں ہے بلکہ قرآن کی ایک ایک آیت ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہے، تم جسے جان لو اس پر عمل کرو اور جسے نہ جان سکو اسے اس کے جاننے والے کے لئے چھوڑ دو۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: هَجَّرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَإِنَّا لَجُلُوسٌ إِذِ اخْتَلَفَ رَجُلَانِ فِي آيَةٍ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، فَقَالَ: إِنَّمَا هَلَكَتِ الْأُمَمُ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن میں دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ دو آدمیوں کے درمیان ایک آیت کی تفسیر میں اختلاف ہو گیا اور بڑھتے بڑھتے ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلی امتیں اپنی کتاب میں اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئی تھیں۔ (۲)

وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ

جہاں انہیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اس رسول ﷺ) کے

وَ اِلٰۤى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ

اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کر دیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ

مِنْهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ

کرتے ہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو معدودے چند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ

بن جاتے، تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا رہ، تجھے صرف تیری ذات کی نسبت حکم دیا جاتا ہے،

وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ

ہاں ایمان والوں کو رغبت دلاتا رہ، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی جنگ کو روک دے اور اللہ تعالیٰ

---

(۱) مسند احمد ۶۷۰۲، الصحیح المسبور من التفسیر بالماثور ۲/۸۱، تفسیر ابن کثیر ۲/۳۶۵

(۲) مسند احمد ۶۸۰۱، صحیح مسلم كتاب الْعِلْمِ بَابُ النَّهْيِ عَنِ اتِّبَاعِ مُتَشَابِهِ الْقُرْآنِ، وَالتَّحْذِيرِ مِنْ مُتَّبِعِيهِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الِاخْتِلَافِ فِي الْقُرْآنِ ۶۷۷۶، السنن الكبرى للنسائی ۸۰۴۱

اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ

سخت قوت والا ہے اور سزا دینے میں بھی سخت ہے، جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے اسے بھی اس کا کچھ حصہ

مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ

ملے گا اور جو برائی اور بدی کی سفارش کرے اس کے لیے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے،

وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ (النساء ۸۳ تا ۸۵)

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

غزوہ احد کے بعد کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ نے گٹھ جوڑ کر کے مسلمانوں کے خلاف افواؤں کا بازار گرم کر رکھا تھا، کبھی وہ خطرے کی بے بنیاد مبالغہ آمیز خبر اڑا دیتے جس سے مدینہ منورہ کی چھوٹی سی آبادی میں تشویش پھیل جاتی، اور کبھی حقیقی خطرے کو چھپانے کے لئے اطمینان بخش خبریں اڑا دیتے جنہیں سن کر لوگ غفلت میں مبتلا ہو جاتے، ہنگامہ پسند لوگ ان افواؤں میں بڑی دلچسپی لیتے اور ان خبروں کو نمک مرچ لگا کر ہر طرف پھیلا دیتے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو اس غیر مناسب فعل پر تادیب فرمائی کہ وہ افوائیں پھیلانے سے باز رہیں، فرمایا یہ لوگ جہاں مسلمانوں کی فتح و کامرانی اور دشمن کی ہلاکت و شکست کی کوئی خبر یا مسلمانوں کی شکست اور ان کے قتل و ہلاکت کی خبر سن پاتے ہیں اسے لے کر جگہ جگہ پھونکتے پھرتے ہیں حالانکہ اگر یہ اطمینان یا افسردگی پھیلانے والی اس خبر کو عام لوگوں میں پھیلانے کے بجائے رسول اللہ ﷺ اور اپنی جماعت کے اصحاب امر، اہل رائے، اہل علم، خیر خواہی کرنے والوں، عقلمندوں، سنجیدہ اور باوقار لوگوں تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو اپنے غور و فکر، درست آراء اور صحیح راہنمائی کرنے والے علوم کے ذریعے سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں کہ یہ خبر صحیح ہے یا نہیں، اور اس کا نشر کرنا مسلمانوں کے لئے فائدہ مند ہو گا یا نقصان دہ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے گناہ گار ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کرتا ہے۔[1]

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ حَدَّثَ بِحَدِيثٍ وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ الْكَذَّابِينَ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی ایسی بات بیان کرتا ہے جسے وہ جھوٹی سمجھتا ہے تو وہ بھی جھوٹوں

[1] صحیح مسلم کتاب المقدمه بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ ۷، سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ ۴۹۹۲

میں سے ایک جھوٹا ہے۔ (۱)

حِينَ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقَ نِسَاءَهُ، فَجَاءَهُ مِنْ مَنْزِلِهِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ النَّاسَ يَقُولُونَ ذٰلِكَ، فَلَمْ يَصْبِرْ حَتَّى اسْتَأْذَنَ عَلِيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْهَمَهُ: أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ قَالَ: لَا، فَقُلْتُ اللهُ أَكْبَرُ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جب انہیں یہ خبر معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے تو وہ اپنے گھر سے چل کر مسجد نبوی میں آئے، یہاں بھی انہوں نے لوگوں کو یہی باتیں کرتے ہوئے سنا، تو اس بات کی تصدیق کرنے کے لئے وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ سچ ہے کہ آپ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ غلط ہے، چنانچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی بڑائی بیان کی۔ (۲)

فَقُلْتُ: أَطَلَّقْتَهُنَّ؟ فَقَالَ:لَا، فَقُمْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَنَادَيْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي: لَمْ يُطَلِّقْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ،وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ:وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِۦ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُۥ مِنْهُمْ ، فَكُنْتُ أَنَا اسْتَنْبَطْتُ ذٰلِكَ الْأَمْرَ

اور صحیح مسلم میں ہے آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، پھر آپ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے فرمایا لوگو سن لو! رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق نہیں دی اس پر یہ آیت "جہاں انہیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اس رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کر دیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔" نازل ہوئی، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنہوں نے اس سنجیدہ معاملہ کی تحقیق کی۔ (۳)

اگر تم لوگوں پر اللہ کی بے پایاں مہربانی اور رحمت نہ ہوتی تو (تمہاری کمزوریاں ایسی تھیں کہ) معدودے چند کے سوا تم سب شیطان کے پیچھے لگ گئے ہوتے، پس اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو، اور اگر کوئی اس سے اعراض کرتا ہے تو آپ اپنی ذات کے سوا کسی اور کے اعمال کے ذمہ دار نہیں ہیں البتہ اہل ایمان کو جہاد و قتال کی ترغیب بھی دیں اور ان کا حوصلہ بھی بڑھائیں، جیسا کہ غزوہ بدر کے دن مسلمانوں کی صفیں درست کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ

---

(۱) مسند احمد ۱۸۲۱۱

(۲) صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ التَّنَاوُبِ فِي العِلْمِ ۸۹

(۳) صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابٌ فِي الْإِيلَاءِ، وَاعْتِزَالِ النِّسَاءِ، وَتَخْيِيرِهِنَّ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ ۳۶۹۱

ایسی جنت کے لیے کھڑے ہو جاؤ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ [۱]

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جہاد کی ترغیب کے سلسلے میں بہت سی احادیث ارشاد فرمائیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلاَةَ،(وَآتَى الزَّكَاةَ) وَصَامَ رَمَضَانَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلاَ نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذَلِكَ؟ قَالَ: إِنَّ فِي الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ، كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ، وَأَعْلَى الجَنَّةِ، وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز پڑھے اور زکوۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ کے ذمہ یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا خواہ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرے یا جس سرزمین میں پیدا ہوا ہو وہیں جما رہے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیا ہم لوگوں میں اس بات کی بشارت نہ سنا دیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں وہ اللہ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کیلئے مقرر کئے ہیں، دونوں درجوں کے درمیان اتنا فصل ہے جیسے آسمان و زمین کے درمیان، پس جب تم اللہ سے دعا مانگو تو اس سے فردوس طلب کرو کیونکہ وہ جنت کا افضل اور اعلیٰ حصہ ہے اس کے اوپر صرف رحمن کا عرش ہے اور یہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوئی ہیں۔ [۲]

وَآتَى الزَّكَاةَ کے الفاظ السنن الکبری للنسائی ۴۳۲۵ میں ہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:يَا أَبَا سَعِيدٍ، مَنْ رَضِيَ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، فَعَجِبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ، فَقَالَ: أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ، فَفَعَلَ، ثُمَّ قَالَ:وَأُخْرَى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، قَالَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ:الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ

اور ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اے ابوسعید جو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نبی ہونے پر راضی ہوا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی، ابوسعید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اس بات پر تعجب کیا تو عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس بات کو دوبارہ ارشاد فرمائیں، آپ نے یہی بات دوبارہ فرمائی پھر فرمایا ایک اور بات بھی ہے کہ اس کی وجہ سے بندے کے جنت میں سو درجات بلند ہوتے ہیں اور ہر دو درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے، ابوسعید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کی اے

---

[۱] صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ ثُبُوتِ الْجَنَّةِ لِلشَّهِيدِ ۴۹۱۵

[۲] صحیح بخاری كِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ ۷۴۲۳،وكِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ دَرَجَاتِ المُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ، يُقَالُ: هَذِهِ سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي ۲۷۹۰،السنن الكبرى للنسائی ۴۳۲۵عن ابودرداءؓ

اللہ کے رسول ﷺ وہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد، اللہ کے راستہ میں جہاد۔[1]

بعید نہیں کہ تمہارے جہاد اور جہاد کے لئے ایک دوسرے کو ترغیب دینے کی وجہ سے اللہ کافروں کا زور توڑ دے، اللہ تعالیٰ کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے وہ چاہئے تو اکیلا ہی ان سے بدلہ لے لئے مگر وہ تمہیں آزمارہا ہے، جیسے فرمایا

... وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ... ④ [2]

ترجمہ: اللہ چاہتا تو خود ہی ان سے نمٹ لیتا مگر (یہ طریقہ اس نے اس لیے اختیار کیا ہے) تا کہ تم لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے آزمائے۔

اللہ کا زور سب سے زیادہ زبردست اور اس کی سزا سب سے زیادہ سخت ہے، جو شخص اللہ کی راہ میں کوشش کرے گا اور حق کی سربلندی کے لئے دوسروں کو بھی ترغیب دے گا وہ اس کا اجر و ثواب پائے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہو گی اور جو لوگوں کو غلط فہمیوں میں ڈالنے اور ان کی ہمتیں پست کرنے کی کوشش کرے گا وہ اس کے تعاون اور مدد کے مطابق پوری پوری سزا پائے گا اور اللہ ہر چیز پر نظر رکھنے والا ہے اور وہ قیامت کے روز ان اعمال کا حساب لے گا اور ہر شخص کو اس کے استحقاق کے مطابق جزا دے گا۔

وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو، بے شبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا

حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ

حساب لینے والا ہے، اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں وہ تم سب کو یقیناً قیامت کے دن جمع کرے گا

وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ (النساء ۸۶،۸۷)

جس کے (آنے) میں کوئی شک نہیں، اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات والا اور کون ہو گا۔

معاشرتی اداب کی تعلیم:

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں تَحِيَّة اصل میں تَحْيِيَةٌ ہے یا کے یا میں ادغام کے بعد تَحِيَّة ہو گیا اس کے معنی ہیں الدُّعَاءُ بِالْحَيَاةِ. وَالتَّحِيَّةُ: السَّلَامُ درازی عمر کی دعا یہاں یہ سلام کے معنی میں ہے۔[3]

سلام کرنا در اصل ایک دوسرے کو دعا دینا ہے، چنانچہ مسلمانوں کو معاشرتی اداب کی تعلیم فرمائی کہ جب کوئی مسلمان تمہیں سلامتی کی دعا دے

---

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ بَيَانِ مَا أَعَدَّهُ اللهُ تَعَالَى لِلْمُجَاهِدِ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الدَّرَجَاتِ ۴۸۷۹، سنن النسائی كِتَابُ الْجِهَادِ دَرَجَةُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۳۱۳۳

[2] محمد ۴

[3] فتح القدیر ۱/۵۶۹

تو درشت مزاجی کے بجائے اس کے جواب میں شائستگی کے ساتھ اسے زیادہ اچھا جواب دو یعنی اگر کوئی السلام علیکم کہے تو اس کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کا اضافہ کر دو اور اگر کوئی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا اضافہ کر دو، لیکن اگر کوئی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو پھر اضافے کے بغیر انہی الفاظ کو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر لوٹا دو۔

عَنْ عِمْرَانَ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ:عَشْرٌ. ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ:عِشْرُونَ. ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ:ثَلَاثُونَ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا السلام علیکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ جا کر بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دس نیکیاں ملیں، اس کے بعد ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ جا کر بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بیس نیکیاں ملیں، پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور جا کر بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو تیس نیکیاں ملیں۔ [1]

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ:وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ. ثُمَّ أَتَى آخرفَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ فَقَالَ لَهُ:وَعَلَيْكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَتَاكَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَسَلَّمَا عَلَيْكَ فَرَدَدْتَ عَلَيْهِمَا أَكْثَرَ مِمَّا رَدَدْتَ عَلَيَّ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! السلام علیک، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، پھر دوسرے صاحب آئے اور انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! السلام علیک ورحمۃ اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر ایک اور صاحب تشریف لائے اور انہوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا وعلیک اس شخص نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں اور فلاں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے کچھ زیادہ دعائیہ الفاظ کے ساتھ جواب فرمایا جو مجھے نہیں دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ہمارے لئے باقی ہی نہیں چھوڑا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جب تم پر سلام کیا جائے تو تم اسے بہتر جواب دو یا اسی کو لوٹا دو اس لئے ہم نے وہی الفاظ لوٹا دیئے۔ [2]

لیکن اگر یہود ونصاریٰ کو سلام کرنا ہو تو ان کو سلام کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے اور اضافہ بھی نہیں کرنا چاہیے بلکہ صرف وعلیکم کے ساتھ جواب دینا چاہیے،

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الكِتَابِ فَقُولُوا:

[1] سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ كَيْفَ السَّلَامُ؟۵۱۹۵، مسند احمد ۱۹۹۴۸،سنن الدارمی ۲۶۸۲

[2] تفسیرطبری۸/۵۸۹،تفسیرابن ابی حاتم۵۷۲۶، ۳/۱۰۲۰، تفسیرابن کثیر۲/۳۶۸

وَعَلَيْكُمْ
انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم اس کے جواب میں صرف وعلیکم کہو۔ (۱)
کسی غیر مسلم کو سلام میں پہل بھی نہیں کرنی چاہیے،

عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي إِلَى الشَّامِ، فَجَعَلُوا يَمُرُّونَ بِصَوَامِعَ فِيهَا نَصَارَى فَيُسَلِّمُونَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: أَبِي لَا تَبْدَءُوهُمْ بِالسَّلَامِ، فَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لَا تَبْدَءُوهُمْ بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِ الطَّرِيقِ

سہیل بن ابو صالح نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ شام کی طرف گیا تو لوگ عیسائیوں کے عبادت خانوں پر سے گزرے تو انہیں سلام کہتے تھے، میرے والد نے کہا انہیں سلام کہنے میں پہل نہ کرو اس لئے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا ہے ان لوگوں (کافروں) کو سلام کہنے میں ابتدا نہ کرو اور جب تم انہیں راستے میں ملو تو انہیں تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ اليَهُودُ، فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمْ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقُلْ: وَعَلَيْكَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں یہودی سلام کریں اور اگر ان میں سے کوئی السام علیک کہے تو تم اس کے جواب میں صرف وعلیک (اور تمہیں بھی) کہہ دیا کرو۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ ایمان لے آؤ، اور تم صاحب ایمان نہیں بن سکتے یہاں تک کہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو، کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے کرو تو اس کے نتیجہ میں تم اپنے درمیان ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو اپنے درمیان کثرت سے سلام کہا کرو۔ (۴)

کہا جاتا ہے کہ جو شخص قرات قرآن میں مشغول ہو، خطبہ سن رہا ہو یا نماز پڑھ رہا ہو تو اسے سلام نہیں کرنا چاہیے لیکن شریعت نے ان حالتوں

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ بَابٌ كَيْفَ يُرَدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلاَمُ۶۲۵۸،صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ ۵۶۵۲،مسند احمد ۵۲۲۱
(۲) سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي السَّلَامِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ۵۲۰۵،صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ ۵۶۶۱
(۳) صحیح بخاری کتاب الاستیذان بَابٌ كَيْفَ يُرَدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلاَمُ۶۲۵۷،صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ ۵۶۵۴
(۴) سنن ابوداودكِتَاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ۵۱۹۳

میں سلام کرنے سے کہاں منع کیا ہے بلکہ یہ مقامات بھی سلام کرنے کے عموم میں داخل ہیں اور جامع ترمذی میں نماز کی حالت میں سلام کرنے کی اور اشارے کے ساتھ جواب دینے کی صراحت موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کے بارے میں فرمایا اللہ وہ قادر مطلق ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود کوئی الہ نہیں ہے، وہ اپنی ذات اور اوصاف میں کامل ہے وہی مالک یوم الدین ہے، ایک وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ سب جن وانس کو میدان محشر میں جمع کرے گا جس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، اور پھر ہر شخص سے فرداً فرداً ذرہ ذرہ کا حساب لے گا ہر شخص کے اعمال کو ترازو عدل میں تولا جائے گا اور ہر ایک کو اس کے سعی وعمل کے مطابق بدلہ دے گا، جیسے فرمایا

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۞ [1]

ترجمہ: اور روزن اس روز عین حق ہوگا۔ جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پانے والے ہوں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۞ [2]

ترجمہ: اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۞ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۞ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۞ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۞ [3]

ترجمہ: پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہوگی۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۞ [4]

ترجمہ: منکرین نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اُٹھائے جائیں گے، ان سے کہو نہیں، میرے رب کی قسم تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے پھر ضرور تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

اور اللہ کی بات سے بڑھ کر سچی بات اور کس کی ہو سکتی ہے۔

---

[1] الاعراف ۸،۹

[2] المومنون ۱۰۲،۱۰۳

[3] القارعۃ ۶تا۹

[4] التغابن ۷

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ

تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ منافقوں میں دو گروہ ہو رہے ہو؟ انہیں تو ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اوندھا کر دیا ہے

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾

اب کیا تم یہ منصوبے باندھ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے گمراہ کئے ہوؤں کو تم راہ راست پر لا کھڑا کرو، جسے اللہ تعالیٰ راہ بھلا دے

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً

تو ہرگز اس کے لیے کوئی راہ نہ پائے گا، ان کی تو چاہت ہے کہ جس طرح کے کافر وہ ہیں تم بھی ان کی طرح کفر کرنے لگو

فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ

اور پھر سب یکساں ہو جاؤ، پس جب تک یہ اسلام کی خاطر وطن نہ چھوڑیں ان میں سے کسی کو حقیقی دوست نہ بناؤ، پھر اگر یہ منہ

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ (النساء۸۸،۸۹)

پھیر لیں تو انہیں پکڑو اور قتل کرو جہاں بھی ہاتھ لگ جائیں، خبردار! ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ سمجھ بیٹھنا۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى أُحُدٍ فَرَجَعَ أُنَاسٌ خَرَجُوا مَعَهُ، فَكَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ فِرْقَتَيْنِ، فِرْقَةٌ تَقُولُ بِقَتْلِهِمْ، وَفِرْقَةٌ تَقُولُ: لَا.، وَقَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ: فَكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فِرْقَتَيْنِ، فَرِيقًا يَقُولُونَ بِقَتْلِهِمْ، وَفَرِيقًا يَقُولُونَ: لَا. قَالَ بَهْزٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ}، [1] :، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّهَا طَيْبَةُ، وَإِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ، كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ احد کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کے ساتھ منافقین (عبد اللہ بن ابی سلول اور اس کے تین سو ساتھی) بھی ساتھ تھے جو جنگ سے پہلے ہی واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے تھے (اس وقت مشرکین کے تین ہزار کے مقابلے میں صرف سات سو لوگ رہ گئے تھے) ان منافقین کے بارے میں دو گروہ بن گئے، ایک گروہ کہتا تھا کہ ہمیں ان منافقین سے (بھی) لڑنا چاہیے اور انہیں قتل کر دینا چاہیے کیونکہ یہ دشمنوں کی طرف دار ہیں، جبکہ دوسرا گروہ کہتا تھا کہ یہ بھی مسلمان ہیں اس لئے انہیں قتل نہیں کرنا چاہیے، چنانچہ اس پر یہ آیت "تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ منافقوں میں دو گروہ ہو رہے ہو؟ انہیں تو ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اوندھا کر دیا ہے، اب کیا تم یہ منصوبے باندھ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے گمراہ کئے ہوؤں کو تم راہ راست پر لا کھڑا کرو۔" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شہر طیبہ ہے جو خود بخود میل کچیل کو اس طرح دور کر دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو چھانٹ

[1] النساء

دیتی ہے۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: نَزَلَتْ فِي قَوْمٍ كَانُوا بِمَكَّةَ، قَدْ تَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ، كَانُوا يُظَاهِرُونَ الْمُشْرِكِينَ، فَخَرَجُوا مِنْ مَكَّةَ يَطْلُبُونَ حَاجَةً لَهُمْ، فَقَالُوا: إِنْ لَقِينَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ فَلَيْسَ عَلَيْنَا مِنْهُمْ بَأْسٌ، وَأَنَّ الْمُؤْمِنِينَ لَمَّا أُخْبِرُوا أَنَّهُمْ قَدْ خَرَجُوا مِنْ مَكَّةَ، قَالَتْ فِئَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ: ارْكَبُوا إِلَى الْجُبَنَاءِ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّهُمْ يُظَاهِرُونَ عَلَيْكُمْ عَدُوَّكُمْ. وَقَالَتْ فِئَةٌ أُخْرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ: سُبْحَانَ اللَّهِ! أَوْ كَمَا قَالُوا: أَتَقْتُلُونَ قَوْمًا قَدْ تَكَلَّمُوا بِمِثْلِ مَا تَكَلَّمْتُمْ بِهِ؟ أَمِنْ أَجْلِ أَنَّهُمْ لَمْ يُهَاجِرُوا وَلَمْ يَتْرُكُوا دِيَارَهُمْ تُسْتَحَلُّ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ. فَكَانُوا كَذَلِكَ فِئَتَيْنِ، وَالرَّسُولُ عِنْدَهُمْ لَا يَنْهَى وَاحِدًا مِنَ الْفَرِيقَيْنِ عَنْ شَيْءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ}

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے مکہ مکرمہ میں کچھ لوگ تھے جو بظاہر تو کلمہ پڑھتے تھے لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کے خلاف تمام کاروائیوں میں مشرکین کی عملاً مدد کرتے تھے، یہ اپنی کسی ضروری حاجت کے لئے مکہ مکرمہ سے باہر نکلے تو انہیں یقین تھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کوئی روک ٹوک نہیں کریں گے کیونکہ بظاہر یہ کلمہ کے قائل تھے، ادھر جب مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو ان کا علم ہوا تو ان میں سے بعض کہنے لگے کہ ان منافقین سے پہلے جہاد کرنا چاہیے کیونکہ یہ ہمارے دشمنوں کے طرف دار اور عملاً مددگار ہیں جبکہ بعض نے کہا سبحان اللہ! جو لوگ تمہارے جیسا کلمہ پڑھتے ہیں (نماز ادا کرتے ہیں، روزے رکھتے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں) تم ان سے لڑو گے اور ان کا قتال کرو گے؟ صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے مکہ مکرمہ سے ہجرت نہیں کی اور اپنے گھر بار اور عزیز واقارب نہیں چھوڑے، ہم کس طرح ان کے خون اور ان کے مال کو اپنے اوپر حلال کر سکتے ہیں، صحابہ کرام کا یہ اختلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو آپ خاموش رہے، جس پر یہ آیت ”تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ منافقوں میں دو گروہ ہو رہے ہو؟۔“ نازل ہوئی۔[2]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے بارے میں تمہارے درمیان دو رائیں پائی جاتی ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی مخالفت، جہاد سے اعراض، مصلحت پرستی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح کے سبب اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی طرف پھیر دیا ہے جس طرف سے یہ نکل کر آئے تھے، لہذا ان کا معاملہ بالکل واضح ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں کہ وہ منافق ہیں، کیا تم چاہتے ہو کہ جسے اللہ نے ان کے اعمال کے سبب ہدایت نہیں بخشی اسے تم ہدایت بخش دو؟ حالانکہ مسلسل کفر و عناد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جن کے دلوں، آنکھوں اور کانوں پر مہر لگا دے تو پھر انہیں کوئی راہ یاب نہیں کر سکتا، ان کی تو دلی تمنا ہے کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں اسی طرح تم بھی صراط مستقیم سے بھٹک جاؤ تا کہ تم اور وہ سب یکساں اندھیروں میں بھٹکتے رہو، یہ تمہارے ازلی دشمن ہیں لہذا ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ مخلص مسلمان بن کر

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ ۴۰۵۰، صحیح مسلم كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ باب صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ ۷۰۳۱، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ ۳۰۲۸

[2] تفسیر طبری ۸/۱۰، تفسیرابن ابی حاتم ۱۰۲۳/۳، ۵۷۴۱، تفسیرابن کثیر ۳۷۱/۲

اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ نہ آجائیں اور اگر وہ استطاعت کے باوجود ہجرت کر کے مدینہ منورہ نہ آجائیں تو جب تمہیں ان پر قدرت حاصل ہو جائے تو چاہے حل ہو یا حرم انہیں پکڑو اور قتل کرو اور خبردار! ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناؤ۔

اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ اِلٰی قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ

سوائے ان کے جو اس قوم سے تعلق رکھتے ہوں جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے یا جو تمہارے پاس اس حالت میں آئیں

حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ یُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ

کہ تم سے جنگ کرنے سے بھی تنگ دل ہیں اور اپنی قوم سے بھی جنگ کرنے میں تنگ دل ہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو

لَسَلَّطَهُمْ عَلَیْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ

انہیں تم پر مسلط کر دیتا اور تم سے یقیناً جنگ کرتے، پس اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کشی اختیار کر لیں اور تم سے لڑائی نہ کریں

وَ اَلْقَوْا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَیْهِمْ سَبِیْلًا ﴿۹۰﴾

اور تمہاری جانب صلح کا پیغام ڈالیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان پر کوئی راہ لڑائی کی نہیں کی،

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْكُمْ وَ یَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ

تم کچھ اور لوگوں کو ایسا بھی پاؤ گے جن کی (بظاہر) چاہت ہے کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں

كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَی الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِیْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ یَعْتَزِلُوْكُمْ

(لیکن) جب کبھی فتنہ انگیزی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تو اوندھے منہ اس میں ڈال دیئے جاتے ہیں،

وَ یُلْقُوْۤا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ وَ یَكُفُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ

پس اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کشی نہ کریں اور تم سے صلح کا سلسلہ جنبانی نہ کریں اور اپنے ہاتھ نہ روک لیں تو انہیں پکڑو اور مار ڈالو

حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ﴿۹۱﴾ (النساء۹۱،۹۰)

جہاں کہیں بھی پالو! یہی وہ ہیں جن پر ہم نے تمہیں ظاہر حجت عنایت فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین میں سے تین گروہوں کو قتال سے مستثنیٰ قرار دیا، سب سے پہلے ان واجب القتل منافقین کا ذکر فرمایا جو کسی ایسی قوم میں جا کر پناہ حاصل کر لیں جن کے ساتھ اسلامی حکومت کا معاہدہ ہو اس طرح ان منافقین کو اس قوم میں شامل قرار دیا اور ان کے جان و مال کے

بارے میں وہی حکم ہو گا جو اس قوم کا ہو گا چنانچہ منافق کے خون کا نہیں بلکہ معاہدے کے احترام کے لئے فرمایا البتہ وہ منافق اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جو کسی ایسی قوم سے رطب و تعلق رکھتے ہوں جس کے ساتھ تمہارا عہد و پیمان ہو، اسی طرح وہ منافق بھی مستثنیٰ ہیں جو تمہارے پاس آتے ہیں اور لڑائی سے دل برداشتہ ہیں، وہ نہ تمہاری مخالفت میں لڑنا چاہتے ہیں نہ تمہاری حمایت میں اپنی قوم سے لڑنا چاہتے ہیں، یہ اللہ کا احسان ہے کہ ان لوگوں کو لڑائی سے الگ کر دیا ورنہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے دل میں بھی اپنی قوم کی حمایت میں لڑنے کا خیال پیدا کر دیتا تو یقیناً وہ بھی تم سے لڑتے لہٰذا اگر وہ جنگ سے کنارہ کش ہو جائیں اور لڑنے سے باز رہیں اور تمہاری طرف صلح و آشتی کا ہاتھ بڑھائیں تو تم بھی ان کے خلاف کوئی اقدام مت کرو تاکہ ان کے اندر مخالفت و مخاصمت کا جذبہ بیدار نہ ہو جائے، ایک اور قسم کے منافق تمہیں ایسے ملیں گے جو تمہارے ساتھ پر امن رہنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم سے بھی تاکہ دونوں طرف سے فائدہ اٹھا سکیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٤﴾ [1]

ترجمہ: جب یہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اصل میں تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے محض مذاق کر رہے ہیں۔

یعنی وہ اپنے کفر و نفاق پر قائم ہیں اس لئے جب کبھی انہیں مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اس پر آمادہ ہو جاتے ہیں، ایسے لوگ اگر تمہارے ساتھ جنگ سے باز نہ رہیں اور تمہارے ساتھ صلح و سلامتی کا سلسلہ جنبانی نہ کریں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو جہاں وہ ملیں انہیں پکڑو اور ان کی گردنیں مارو،

عَنْ مُجَاهِدٍ: أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، كَانُوا يَأْتُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُونَ رِيَاءً، ثُمَّ يَرْجِعُونَ إِلَى قُرَيْشٍ فَيَرْتَكِسُونَ فِي الْأَوْثَانِ، يَبْتَغُونَ بِذَلِكَ أَنْ يَأْمَنُوا هَاهُنَا وَهَاهُنَا، فَأَمَرَ بِقِتَالِهِمْ إِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوا وَيُصْلِحُوا

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ لوگ بھی اہل مکہ تھے یہ مدینہ منورہ میں آکر بطور ریاکاری دعوت اسلام قبول کر لیتے تھے پھر مکہ مکرمہ میں جا کر قریش کے معبودوں کی پرستش کرتے تھے تو مسلمانوں کو فرمایا کہ اگر یہ لوگ اپنی دورنگی چال سے باز نہ آئیں اور جنگ سے باز نہ آئیں اور نہ صلح کی طرف ہاتھ بڑھائیں تو انہیں امن و سلامتی کے ساتھ مت رہنے دو بلکہ ان سے بھی جہاد کرو۔ [2]

ان سے جہاد کرنے کی ہم نے تمہیں کھلی حجت دے دی ہے۔

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا

کسی مومن کو دوسرے مومن کا قتل کر دینا زیبا نہیں مگر غلطی سے ہو جائے (تو اور بات ہے)، جو شخص کسی مسلمان کو

---

[1] البقرۃ ۱۴

[2] تفسیر طبری ۷/۲۸۷، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰۲۹/۵۷۶۹، ۳/ تفسیر ابن کثیر ۳۷۳/۲

خَطَـًٔا فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهۡلِهٖٓ

بلا قصد مار ڈالے اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرانا اور مقتول کے عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہے ،

اِلَّآ اَنۡ يَّصَّدَّقُوۡا ؕ فَاِنۡ كَانَ مِنۡ قَوۡمٍ عَدُوٍّ لَّكُمۡ وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ

ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کر دیں اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم کا ہو اور ہو وہ مسلمان،

فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ ؕ وَ اِنۡ كَانَ مِنۡ قَوۡمٍۢ بَيۡنَكُمۡ وَ بَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ

توصرف ایک مومن غلام کی گردن آزاد کرانی لازمی ہے،اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں عہد و پیمان ہے

فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ وَ تَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ ۚ

تو خون بہا لازم ہے، جو اس کے کنبے والوں کو پہنچایا جائے اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا بھی (ضروری ہے) ،

فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ ۫ تَوۡبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا

پس جو نہ پائے اس کے ذمے لگاتار دو مہینے کے روزے ہیں اللہ تعالیٰ سے بخشوانے کے لیے اور اللہ تعالیٰ بخوبی جاننے والا

حَكِيۡمًا ﴿۹۲﴾ وَ مَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيۡهَا

اور حکمت والا ہے،اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا،

وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيۡمًا ﴿۹۳﴾ (النساء ۹۳،۹۲)

اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مومن کا قتل ایمان کے منافی ہے، مومن کا قتل یا تو کافر سے صادر ہوتا ہے یا ایسے فاسق و فاجر سے صادر ہوتا ہے جس کے ایمان میں بہت زیادہ کمی ہو، ایسے فاسق و فاجر سے اس سے بھی بڑے اقدام کا ڈر ہے، اس لئے ایمان صحیح مومن کو اپنے مومن بھائی کے قتل سے باز رکھتا ہے، اس لئے فرمایا کسی مومن کو یہ زیبا نہیں ہے کہ دوسرے مومن کو قتل کرے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلاَثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کسی مسلمان کا خون جو کلمہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ماننے والا ہو حلال نہیں ہے، البتہ تین صورتوں میں جائز ہے، جان کے بدلے جان لینے والا، شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا اور اسلام سے نکل جانے

والا (مرتد) جماعت کو چھوڑنے والا۔ [1]

الایہ کہ اس سے بلانیت وارادہ قتل ہو جائے، چنانچہ قتل خطا کا کفارا بیان فرمایا اور جو شخص خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا کسی مومن کو بلانیت وارادہ سے قتل کر دے تو اس کا کفارا ایک مسلمان غلام کو غلامی سے آزاد کرنا ہوگا اور مقتول کے وارثوں کی دل جوئی کی خاطر ان کو سو اونٹ یا اس کے مساوی قیمت بطور خوں بہا (دیت) بھی ادا کرنی ہوگی،

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَضَى أَنَّ مَنْ قُتِلَ خَطَأً فَدِيَتُهُ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ: ثَلَاثُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَثَلَاثُونَ بِنْتَ لَبُونٍ، وَثَلَاثُونَ حِقَّةً، وَعَشَرَةُ بَنِي لَبُونٍ ذَكَرٍ

عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جو شخص غلطی سے قتل کیا گیا ہو تو اس کی دیت ایک سو اونٹ ہے، تیس اونٹنیاں مونث ایک سالہ، تیس اونٹنیاں مونث دو سالہ، تیس اونٹنیاں مونث تین سالہ اور دس اونٹ مذکر دو سالہ۔ [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَدِيٍّ قُتِلَ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دِيَتَهُ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بنو عدی کے ایک آدمی کا قتل ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کی دیت بارہ ہزار (درہم) طے فرمائی۔ [3]

الایہ کہ مقتول کے ورثا قاتل کو معاف کر کے بطور صدقہ خوں بہا معاف کر دیں، لیکن اگر وہ مسلمان مقتول کسی ایسی قوم سے تھا جس سے تمہاری دشمنی ہو تو اس کا کفارا ایک مومن غلام آزاد کرنا لازمی ہے، مگر مقتول کے (کافر) ورثاء کو دیت ادا کرنا واجب نہیں کیونکہ ان کی جان اور مال کا احترام واجب نہیں، اور اگر وہ کسی ایسی غیر مسلم قوم کا فرد تھا جس سے تمہارا معاہدہ ہو تو اس کے وارثوں کو عہد و میثاق کی بنا پر خوں بہا دیا جائے گا اور ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہوگا، پھر اگر تنگ دستی کی وجہ سے گردن آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو مسلسل لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے، یہ قتل کے اس گناہ پر اللہ سے توبہ واستغفار کرنے کا طریقہ ہے اور اللہ علیم و دانا ہے، ایک مومن کو قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہے اس کے بارے میں تین سخت ترین وعیدیں بیان فرمائیں جس سے دل کانپ جاتے ہیں، کلیجے پھٹ جاتے ہیں اور کبیرہ گناہوں میں سے کسی اور گناہ کے لئے اس سے بڑی بلکہ اس جیسی وعید وارد نہیں ہوئی، فرمایا رہا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے (مگر توبہ نہ کرے) تو اس کی سزا جہنم کی ہولناک بھڑکتی ہوئی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور وہ اللہ کی رحمت سے دور رہے گا اور اللہ نے اس کے لیے سخت ترین عذاب مہیا کر رکھا ہے، کیونکہ خون حقوق العباد میں ہے اور نہایت سنگین مقدمہ ہے،

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الدِّيَاتِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالعَيْنَ بِالعَيْنِ۶۸۷۸،صحیح مسلم كِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْمُحَارِبِينَ وَالْقِصَاصِ وَالدِّيَاتِ بَابُ مَا يُبَاحُ بِهِ دَمُ الْمُسْلِمِ۴۳۷۵،سنن ابوداودكِتَاب الْحُدُودِ بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنِ ارْتَدَّ۴۳۵۲،جامع ترمذی أَبْوَابُ الدِّيَاتِ بَابُ مَا جَاءَ لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلاَّ بِإِحْدَى ثَلاَثٍ ۱۴۰۲،سنن نسائی كِتَابُ الْقَسَامَةِ بَابُ الْقَوَدِ ۴۷۲۱،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْحُدُودِ بَابُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، إِلَّا فِي ثَلَاثٍ ۲۵۳۴

[2] سنن ابوداودكتاب الديات بَابُ الدِّيَةِ كَمْ هِيَ؟ ۴۵۴۱،مسند احمد ۲۲۲۳،تفسیرالقرطبی ۳۱۷/۵

[3] سنن ابوداودكتاب الديات بَابُ الدِّيَةِ كَمْ هِيَ؟ ۴۵۴۶

عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ بِالدِّمَاءِ

اس لئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز انسانوں کے درمیان سب سے پہلے خون کا فیصلہ ہوگا۔ ⁽¹⁾

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا، مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا، فَإِذَا أَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَّحَ

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ہمیشہ آزاد اور بے فکر رہتا ہے جب تک کہ اسے کوئی حرام خون نہ پہنچے پھر جب وہ حرام خون میں مبتلا ہو جاتا ہے تو نہایت عاجز اور تنگ ہو جاتا ہے۔ ⁽²⁾

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک پوری دنیا کا ختم ہو جانا ایک مسلمان مرد کے قتل ہو جانے سے سہل ہے۔ ⁽³⁾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُسْلِمٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَكْتُوبٌ عَلَى جَبْهَتِهِ آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان کے قتل پر آدھے کلمے سے بھی اعانت کی تو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ شخص اللہ کی رحمت سے ناامید ہے۔ ⁽⁴⁾

عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ قَلِيلَ الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ:كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَهُ، إِلَّا الرَّجُلُ يَمُوتُ كَافِرًا، أَوِ الرَّجُلُ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا

ابوادریس سے مروی ہے میں نے (کاتب وحی) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ممکن ہے اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دے سوائے اس شخص کے جو کفر کی حالت میں فوت ہوا دوسرا وہ جو قصداً کسی مومن کا قاتل بنا۔ ⁽⁵⁾

⁽¹⁾ صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ القِصَاصِ يَوْمَ القِيَامَةِ ٦٥٣٣،صحیح مسلم کتاب القسامة بَابُ الْمُجَازَاةِ بِالدِّمَاءِ فِي الْآخِرَةِ، وَأَنَّهَا أَوَّلُ مَا يُقْضَى فِيهِ بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ٤٣٨١،مصنف ابن ابی شیبة ٢٧٩٤٨، مسند احمد ٣٦٧٤، مسند البزار ١٦٧٨،صحیح ابن حبان ٧٣٤٤،السنن الکبری للبیہقی١٥٨٦٠،شعب الایمان٤٩٥٤،شرح السنة للبغوی٢٥٢٠

⁽²⁾ سنن ابوداودکِتَاب الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ بَابٌ فِي تَعْظِيمِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ٤٢٧٠

⁽³⁾ جامع ترمذی أَبْوَابُ الدِّيَاتِ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَشْدِيدِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ١٣٩٥،سنن نسائی كِتَابُ تَحْرِيمِ الدَّمِ باب تَعْظِيمُ الدَّمِ٣٩٨٧

⁽⁴⁾ السنن الکبری للبیہقی١٥٨٦٥

⁽⁵⁾ مسند احمد ١٦٩٠٧، المعجم الکبیر للطبرانی٨٥٧

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا

اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں جا رہے ہو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو تم سے سلام علیک کرے تم اسے یہ نہ کہہ دو کہ

لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ

تو ایمان والا نہیں ، تم دنیاوی زندگی کے اسباب کی تلاش میں ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس

مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

بہت سی غنیمتیں ہیں، پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا لہٰذا تم ضرور تحقیق اور تفتیش کر لیا کرو، بے

كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۹۴ (النساء ۹۴)

شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

جس طرح فوج میں ایک لفظ شعار کے طور پر مقرر کیا جاتا ہے اسی طرح ابتدائے اسلام میں دعائیہ کلمہ اسلام علیکم مسلمانوں کے لئے شعار اور علامت کی حیثیت رکھتا تھا مگر اس کے باوجود بعض صحابہ کرام y سے شبہ میں کئی مسلمان قتل ہو گئے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ غَنَمٌ لَهُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: مَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا لِيَتَعَوَّذَ مِنْكُمْ، فَعَمَدُوا إِلَيْهِ، فَقَتَلُوهُ، وَأَخَذُوا غَنَمَهُ، فَأَتَوْا بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى {يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا} إِلَى قَوْلِهِ {كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا

جیسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قبیلہ بنی سلیم کا ایک شخص جس کے ساتھ بکریاں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ایک گروہ پر گزر رہا، مسلمانوں کو دیکھ کر چرواہے نے ان کو سلام کیا بعض صحابہ نے سمجھا کہ شاید وہ جان بچانے کے لئے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہا ہے چنانچہ انہوں نے بغیر تحقیق کئے اسے قتل کر ڈالا اور اس کی بکریاں بطور مال غنیمت لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے جس پر یہ آیت ”اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں جا رہے ہو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو تم سے سلام علیک کرے تم اسے یہ نہ کہہ دو کہ تو ایمان والا نہیں۔“ نازل ہوئی۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً، فِيهَا الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ، فَلَمَّا أَتَوْا الْقَوْمَ وَجَدُوهُمْ قَدْ تَفَرَّقُوا، وَبَقِيَ رَجُلٌ لَهُ مَالٌ كَثِيرٌ لَمْ يَبْرَحْ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. وَأَهْوَى إِلَيْهِ الْمِقْدَادُ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة النساءِ بَابُ وَلاَ تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلاَمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۴۵۹۱، جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ۳۰۳۰،مصنف ابن ابی شیبة۲۸۹۴۱،مسنداحمد۲۰۲۳،صحیح ابن حبان ۴۷۵۲،مستدرک حاکم ۲۹۲۰، السنن الکبری للبیہقی ۱۸۳۶۷

مِنْ أَصْحَابِهِ: أَقَتَلْتَ رَجُلًا شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟ وَاللَّهِ لأذكرن ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ رَجُلًا شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَتَلَهُ الْمِقْدَادُ. فَقَالَ: "ادْعُوا لِي الْمِقْدَادَ. يَا مِقْدَادُ، أَقَتَلْتَ رَجُلًا يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَكَيْفَ لَكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ غَدًا؟. قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا} فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمِقْدَادِ:كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُخْفِي إِيمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ، فَأَظْهَرَ إِيمَانَهُ، فقتلته، وَكَذَلِكَ كُنْتَ تُخْفِي إِيمَانَكَ بِمَكَّةَ قَبْلُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ روانہ فرمایا جس میں مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود بھی تھے، جب وہ لوگوں کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ الگ الگ ہو چکے ہیں مگر ایک شخص جس کے پاس بہت سامال ہے وہ ابھی تک وہیں ہے، اس نے انہیں دیکھ کر کہہ دیا اشھدان لاالٰہ الااللہ مگر مقداد رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا کیا تم نے ایسے آدمی کو قتل کر دیا جو لاالٰہ الااللہ کی گواہی دے رہا تھا؟ اللہ کی قسم! میں اس بات کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور ذکر کروں گا، جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایک آدمی نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مگر مقداد رضی اللہ عنہ نے اسے بھی قتل کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقداد رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلاؤ، مقداد رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مقداد رضی اللہ عنہ! تم نے ایک ایسے آدمی کو قتل کر دیا جو الاالٰہ الااللہ کہتا تھا تمہارا کیا حال ہو گا جب وہ کل لاالٰہ الااللہ کے ساتھ آئے گا؟ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو دوست دشمن میں تمیز کرو اور جو تمہاری طرف سلام سے تقدیم کرے اسے فوراً نہ کہہ دو کہ تو مومن نہیں ہے، اگر تم دنیوی فائدہ چاہتے ہو تو اللہ کے پاس تمہارے لیے بہت سے اموال غنیمت ہیں، آخر اسی حالت میں تم خود بھی تو اس سے پہلے مبتلا رہ چکے ہو، پھر اللہ نے تم پر احسان کیا لہٰذا تحقیق سے کام لو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔" اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ مومن شخص اپنی کافر قوم میں رہتے ہوئے اپنے ایمان کو مخفی رکھے ہوئے تھا مگر جب اس نے اپنے ایمان کا اظہار کیا تو تو نے اسے قتل کر دیا حالانکہ تو بھی اس سے پہلے مکہ میں اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا۔ [1]

اس طرح کے اور بھی کئی واقعات بیان کئے گئے ہیں، فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے جہاد کے لیے نکلو تو دوست دشمن میں تمیز کرو اور جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کی حیثیت سے پیش کرے اور تمہاری طرف سلام سے تقدیم کرے اسے فوراً نہ کہہ دو کہ تو مومن نہیں ہے، اگر تم دنیوی فائدہ چاہتے ہو تو اللہ کے پاس تمہارے لیے اس سے کہیں زیادہ اموال غنیمت ہیں، جس طرح اس چرواہے نے اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا اسی حالت میں تم خود بھی مشرکین مکہ کے درمیان ان کے ظلم وستم کے خوف سے اپنے ایمان کو چھپانے

[1] كشف الأستار عن زوائد البزار۲۲۰۲،تغليق التعليق على صحيح البخاري۲۸۶۶

پر مجبور تھے اور ایمان کے زبانی اقرار کے سوا تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا، پھر اللہ نے تم پر احسان کیا اور اس نے تمہیں مدینہ منورہ میں اجتماعی زندگی عطا فرمائی لہذا مشتبہ امور میں عجلت کرنے کے بجائے اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، جو کچھ تم اعمال کرتے ہو اور جن نیتوں سے کرتے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے اس لئے وہ ہر ایک کو اس کے عمل اور نیت کے مطابق جزا دے گا۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَوْلَهُ: فَتَبَيَّنُوا قَالَ: وَعِيدٌ مِنَ اللهِ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ ''دوست دشمن میں تمیز کرو۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرزنش اور وعید ہے۔ (۱)

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ

اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھے رہنے والے مومن برابر نہیں

وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ

اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت

وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ

دے رکھی ہے، اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا ہے لیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت

الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً ؕ

بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے، اپنی طرف سے مرتبے کی بھی اور بخشش کی بھی اور رحمت کی بھی

وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ (النساء۹۶،۹۵)

اور اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو کسی حقیقی معذوری کے بغیر جہاد کے لئے نہیں نکلتے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ قتال نہیں کرتے، اور وہ جو میدان جنگ میں اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ، جیسے فرمایا

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾ (۲)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ فتح کے بعد خرچ اور جہاد کریں گے وہ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح سے پہلے خرچ اور جہاد

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰۴۲/۳

(۲) الحدید ۱۰

کیا ہے اُن کا درجہ بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر رہے اگرچہ اللہ نے دونوں ہی سے اچھے وعدے فرمائے ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نہایت صراحت کے ساتھ مجاہدین کو گھر بیٹھ رہنے والوں پر بلندی درجات کی فضیلت سے نوازا اور فرمایا اللہ نے بیٹھنے والوں کی بہ نسبت میدان جنگ میں جان و مال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑا رکھا ہے،

عَنِ البَرَاءِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: {لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ} قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوا فُلاَنًا فَجَاءَهُ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللَّوْحُ، أَوِ الكَتِفُ، فَقَالَ: اكْتُبْ: {لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ،وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ} وَخَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا ضَرِيرٌ، فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں (کاتب وحی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کو بلاؤ وہ اپنے ساتھ دوات اور تختی یا شانہ کی ہڈی لے کر حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو ”اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھے رہنے والے مومن برابر نہیں۔“ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا نے جو سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود تھے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نابینا ہوں چنانچہ وہیں اس طرح آیت ”اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھے رہنے والے مومن برابر نہیں، اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے۔“ نازل ہوئی۔ [1]

جس سے معذورین کا استثناء ہو گیا۔

أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ:فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي، فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِي، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ:غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس وقت یہ وحی نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران میری ران پر تھی (شدت وحی کی وجہ سے) اس کا مجھ پر اس قدر بوجھ پڑا کہ مجھے اپنی ران کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو گیا آخر یہ کیفیت ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ اور نازل کئے۔ [2]

اگرچہ ہر ایک کے لیے اللہ نے جنت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے،

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ النساءِ بَابُ لاَ يَسْتَوِي القَاعِدُونَ مِنَ المُؤْمِنِينَ ۴۵۹۴،صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ سُقُوطِ فَرْضِ الْجِهَادِ عَنِ الْمَعْذُورِينَ ۴۹۱۱

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ النساءِ بَابُ لاَ يَسْتَوِي القَاعِدُونَ مِنَ المُؤْمِنِينَ ۴۵۹۲

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:يَا أَبَا سَعِيدٍ، مَنْ رَضِيَ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، فَعَجِبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ، فَقَالَ: أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ، فَفَعَلَ، ثُمَّ قَالَ:وَأُخْرَى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، قَالَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ:الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوسعید جو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی،ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس بات پر تعجب کیا تو عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو دوبارہ ارشاد فرمائیں، آپ نے یہی بات دوبارہ فرمائی، پھر فرمایا ایک اور بات بھی ہے کہ اس کی وجہ سے بندے کے جنت میں سو درجات بلند ہوتے ہیں،اور ہر دو درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے،ابوسعید رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد،اللہ کے راستہ میں جہاد۔[1]

فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ أُمِّ الْحَكَمِ: يَا رَسُولَ اللهِ , وَمَا الدَّرَجَةُ؟قَالَ: أَمَّا الدَّرَجَةُ أَمَا إِنَّهَا لَيْسَتْ بِعَتَبَةِ أُمِّكَ وَلَكِنْ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ

ایک شخص عبدالرحمٰن ابن ام الحکم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! درجہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارے یہاں کے گھروں کے بالاخانوں جتنا نہیں بلکہ دو درجوں میں سو سال کا فاصلہ ہے۔[2]

مگر اس کے ہاں مجاہدوں کی خدمات کا معاوضہ بیٹھنے والوں سے بہت زیادہ ہے، جیسے فرمایا

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲ [3]

ترجمہ:اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب الیم سے بچادے؟ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو،اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی،اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمہیں عطا فرمائے گا یہ ہے بڑی کامیابی۔

مجاہدین کے لیے اللہ کی طرف سے بڑے درجے ہیں اور مغفرت اور رحمت ہے،اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ بَيَانِ مَا أَعَدَّهُ اللهُ تَعَالَى لِلْمُجَاهِدِ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الدَّرَجَاتِ۴۸۷۹،سنن النسائی كِتَابُ الْجِهَادِ دَرَجَةُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۳۱۳۳

[2] مصنف ابن ابی شیبة۱۹۳۸۶، مسند احمد ۱۸۰۶۳

[3] الصف۱۰تا۱۲

إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں، تم کس حال میں تھے؟

قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ ؕ قَالُوْٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً

یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے، فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ

فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَأُولٰٓئِكَ مَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾

تم ہجرت کر جاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے،

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ

مگر جو مرد عورتیں اور بچے بےبس ہیں جنہیں نہ تو کسی کا چارہ کار کی طاقت اور نہ کسی

سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَأُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ (النساء ۹۷ تا ۹۹)

راستے کا علم ہے، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے، اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔

مکہ مکرمہ اور عرب کے دوسرے حصوں میں لوگ مسلمان تو ہو چکے تھے لیکن انہوں نے بلا کسی مجبوری و معذوری آبائی علاقے اور خاندان کو چھوڑ کر ہجرت کرنے سے گریز کیا اور کافر قوم ہی کے درمیان مقیم رہے جبکہ دار الاسلام مہیا ہو چکا تھا، اور مسلمانوں کی قوت کو مدینہ طیبہ میں مجتمع کرنے کے لئے ہجرت کا تاکیدی حکم دیا جا چکا تھا تاکہ مسلمان اپنے دین و اعتقاد کے تقاضوں کے مطابق پوری اسلامی زندگی بسر کر سکیں، مگر انہوں نے دنیوی مفاد کو دین پر ترجیح دی اور نیم کفرانہ اور نیم اسلامی طور پر رہنا پسند کیا اس لئے جن لوگوں نے ہجرت کے حکم پر عمل نہیں کیا ان کو ظالم قرار دیا گیا، فرمایا جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے جب فرشتوں نے نزاع کے عالم میں ان کی روحیں قبض کیں تو ان کو سخت زجر و توبیخ کرتے ہوئے پوچھا تم یہاں دار الکفر میں کیوں قیام پذیر رہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ارض کفار (مکہ مکرمہ اور اس کے قرب و جوار) میں کمزور و مجبور، مظلوم اور مغلوب تھے اور ہمیں اسلام پر عمل کرنا مشکل تھا، فرشتوں نے کہا اگر ایک جگہ کفار کا غلبہ تھا اور تمہارے لئے اللہ کے قانون پر عمل کرنا ممکن نہیں تھا تو کیا وہاں رہنا ضروری تھا اللہ کی زمین وسیع و فراخ تھی تم اس جگہ کو چھوڑ کر ایسی جگہ پر ہجرت کر جاتے جہاں تمہیں اللہ کے دین پر عمل کرنا آسان ہوتا، جیسے فرمایا

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِنَّ أَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ [1]

ترجمہ: اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَمَّا بَعْدُ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَسَكَنَ مَعَهُ فَإِنَّهُ مِثْلُهُ

[1] العنکبوت ۵۶

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مشرک کے ساتھ مل کر رہے اور اسی کے ساتھ سکونت اختیار کرے تو وہ بھی اس جیسا ہے۔ (۱)

کیونکہ ان کے پاس کوئی عذر نہیں اس لئے یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے، ہاں جو مرد، عورتیں اور بچے واقعی ہی وسائل سے محروم ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے بعید نہیں کہ اللہ انہیں معاف کر دے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور احسان فرماتے ہوئے انہیں معاف فرمادے گا، جیسے جہاد سے معذور رہنے والوں کے بارے میں فرمایا

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ... ﴿۱۷﴾ (۲)

ہاں اگر اندھا اور لنگڑا اور مریض جہاد کے لیے نہ آئے تو کوئی حرج نہیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمزور مسلمانوں کے لئے جو مکہ مکرمہ میں پھنسے رہ گئے تھے دعا فرماتے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي العِشَاءَ إِذْ قَالَ:سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ: اللَّهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اللَّهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللَّهُمَّ نَجِّ الوَلِيدَ بْنَ الوَلِيدِ، اللَّهُمَّ نَجِّ المُسْتَضْعَفِينَ مِنَ المُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں (رکوع سے اٹھتے ہوئے) سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور پھر سجدہ میں جانے سے پہلے یہ دعا کی اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے، اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے، اے اللہ! کمزور مومنوں کو نجات دے، اے اللہ! کفار مضر کو سخت سزا دے، اے اللہ! انہیں ایسی قحط سالی میں مبتلا کر جیسی یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط سالی آئی تھی۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَهُ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ، فَقَالَ:اللَّهُمَّ خَلِّصِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَضَعَفَةَ الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا مِنْ أَيْدِي الْكُفَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد قبلہ کی طرف منہ کیے ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اے اللہ ولید بن ولید کو عیاش بن ابو ربیعہ کو، سلمہ بن ہشام کو اور تمام ناتواں بے طاقت مسلمانوں کو جو نہ حیلے کی طاقت رکھتے ہیں نہ راہ پانے کی کافروں کے ہاتھوں سے نجات دے۔ (۴)

---

(۱) سنن ابوداود كِتَاب الْجِهَادِ بَابٌ فِي الْإِقَامَةِ بِأَرْضِ الشِّرْكِ۲۷۸۷

(۲) الفتح۱۷

(۳) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة النساءَ بَابُ قَوْلِهِ فَأُولَئِكَ عَسَى اللهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللهُ عَفُوًّا غَفُورًا۴۵۹۸، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَبَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُنُوتِ فِي جَمِيعِ الصَّلَاةِ إِذَا نَزَلَتْ بِالْمُسْلِمِينَ نَازِلَةٌ۱۵۴۰

(۴) تفسیرابن ابی حاتم۵۸۷۲، ۱۰۴۸؍۳

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي دُبُرِ صَلَاةِ الظُّهْرِ:اللَّهُمَّ خَلِّصِ الْوَلِيدَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَضَعَفَةَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ أَيْدِي الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ! ولید بن ولید کو عیاش بن ابو ربیعہ کو، سلمہ بن ہشام کو اور تمام ناتواں بے طاقت مسلمانوں کو جو نہ حیلے کی طاقت رکھتے ہیں نہ راہ پانے کی کافروں کے ہاتھوں سے نجات دے۔ [1]

اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔

وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّ سَعَةً ؕ

جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن چھوڑے گا وہ زمین میں بہت سی قیام کی جگہیں بھی پائے گا اور کشادگی بھی ،

وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ

اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف نکل کھڑا ہوا، پھر اسے موت نے آپکڑا

فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ (النساء۱۰۰)

تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے شوق کو ابھارا اور مشرکوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا پھر جو کوئی پناہ وطن، گھر بار اور عزو اقارب کو چھوڑ کر اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ لینے کے لیے بہت جگہ اور بسر اوقات کے لیے بڑی کشادگی و فراخی پائے گا اور جو شخص اللہ کی خوشنودی اور رسول کی محبت اور اللہ کے دین کی نصرت کی خاطر ہجرت کے لیے اپنے گھر سے نکلے پھر راستہ ہی میں اسے قتل یا کسی اور سبب سے اسے موت آجائے تو اسے مہاجر کا درجہ مل گیا اور اس کا اجر اللہ کے ذمے واجب ہو گیا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ، فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ: هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لاَ، فَقَتَلَهُ، فَجَعَلَ يَسْأَلُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا، فَأَدْرَكَهُ المَوْتُ، فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا، فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلاَئِكَةُ العَذَابِ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي، وَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي، وَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا، فَوُجِدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ، فَغُفِرَ لَهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے خون ناحق کئے تھے، پھر وہ (نادم ہو کر) مسئلہ پوچھنے نکلا وہ ایک درویش کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا اس گناہ سے توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ درویش نے جواب دیا کہ نہیں، یہ سن کر اس نے اس درویش کو بھی قتل کر دیا (اور سو خون پورے کر دیئے) پھر وہ (دوسروں سے) پوچھنے لگا آخر اس

[1] تفسیر طبری ۱۰۲۷۵

کوایک درویش نے بتایا کہ فلاں بستی میں چلا جا (وہ آدھے راستے بھی نہیں پہنچا تھا کہ) اس کی موت واقع ہوگئی، مرتے مرتے اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم جھگڑا ہوا (کہ کون اسے لے جائے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نصرہ نامی بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے قریب ہو جائے اور دوسری بستی کو (جہاں سے وہ نکلا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے دور ہو جا، پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اب دونوں کا فاصلہ دیکھو اور (جب ناپا تو) اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا) ایک بالشت نعش سے نزدیک پایا اس لئے وہ بخش دیا گیا۔ [1]

اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو قاتل مومن کی توبہ کی قبولیت کے قائل ہیں، جمہور کا یہی قول ہے،

قَالَ عِيَاضٌ وَفِيهِ أَنَّ التَّوْبَةَ تَنْفَعُ مِنَ الْقَتْلِ كَمَا تَنْفَعُ مِنْ سَائِرِ الذُّنُوبِ

عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں قتل ناحق سے توبہ کرنا ایسا ہی نفع بخش ہے جیسا کہ اور گناہوں سے۔ [2]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵۳ [3]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ تو غفور رحیم ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ، كَتَبَ فِي كِتَابِهِ، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ مخلوقات کو پیدا کر دیا اپنی کتاب میں لکھا جو اس کے پاس عرش میں ہے میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ [4]

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: وَاذُنُوبَاهُ وَاذُنُوبَاهُ، فَقَالَ هَذَا الْقَوْلَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قُلِ اللَّهُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ أَرْجَى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي. فَقَالَهَا ثُمَّ قَالَ:عُدْ فَعَادَ ثُمَّ، قَالَ:عُدْ فَعَادَ، فَقَالَ:قُمْ فَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا ہائے میرے گناہ ہائے میرے گناہ اس

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ حَدِيثِ الغَارِ۳۴۷۰،صحیح مسلم کتاب التوبة بَابُ قَبُولِ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ وَإِنْ كَثُرَ قَتْلُهُ۷۰۰۸،سنن ابن ماجه کتاب الدیات بَابُ هَلْ لِقَاتِلِ مُؤْمِنٍ تَوْبَةٌ۲۶۲۳، مسنداحمد۱۱۶۸۷، صحیح ابن حبان ۶۱۱

[2] فتح الباری ۶/۵۱۸

[3] الزمر۵۳

[4] مسند احمد ۷۵۰۰

نے یہ الفاظ دو یا تین مرتبہ کہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تو کہہ اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور تیری رحمت میرے عملوں سے وسیع ہے اس نے یہ دعا مانگی رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا اللہ سے دعا مانگ، اس نے اللہ سے دعا کی، آپ ﷺ نے پھر فرمایا اللہ سے دعا مانگ، اس نے پھر دعا کی، آپ ﷺ نے فرمایا کھڑا ہو جا اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہوں کو بخش دیا۔ (۱)

عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمل نیت سے ہی صحیح ہوتے ہیں (یا نیت ہی کے مطابق ان کا بدلا ملتا ہے) اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو نیت کرے گا پس جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے ہجرت کرے اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو گی، اور جو کوئی دنیا کمانے کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہجرت کرے گا تو اس کی ہجرت ان ہی کاموں کے لئے ہو گی۔ (۲)

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے لئے بہت بخشش فرمانے والا اور تمام مخلوق پر رحیم فرمانے والا ہے۔

غزوہ نجد (غزوہ محارب، غزوہ بنی ثعلبہ)

جمادی الاول چار ہجری

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بغیر کسی جانی و مالی نقصان کے مسلمانوں کو بنونضیر پر غلبہ عطا فرمایا جس سے مدینہ منورہ کی چھوٹی سی ریاست کا اقتدار مضبوط ہو گیا، منافقین اور یہود پر مسلمانوں کا رعب چھا گیا اور وہ سہم کر خاموش ہو گئے، اب رسول اللہ ﷺ کو ان بدوؤں کی سرکوبی کے لئے کچھ فرصت میسر ہوئی جنہوں نے مسلمانوں کی غزوہ احد میں ناکامی کی وجہ سے سر اٹھا رکھا تھا اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کر چکے تھے، رسول اللہ ﷺ کیونکہ مدینہ کے اندر ہی مصروف کار تھے اس لئے ان کی طرف کوئی مہم روانہ نہ کی گئی تھی اس سے ان کو حوصلہ مل گیا تھا کہ شاید مسلمان کمزور ہو گئے ہیں اور مقابلہ کی سکت نہیں رکھتے، اس لئے وہ مدینہ منورہ پر ہی حملہ آور ہونے کی سوچ رہے تھے

ثُمَّ أَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ غَزْوَةِ بَنِي النَّضِيرِ شَهْرَ رَبِيعِ الْآخِرِ وَبَعْضَ جُمَادَى،قَالُوا: قَدِمَ قَادِمٌ الْمَدِينَةَ بِجلبٍ لَهُ، فَأَخْبَرَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَنْمَارَ وَثَعْلَبَةَ قَدْ جَمَعُوا لَهُمُ الْجُمُوعَ،ذَاتَ الرِّقَاعِ فِي الْمُحَرَّمِ عَلَى رَأْسِ سَبْعَةٌ وأَرْبَعِين شَهْرًا

غزوہ بنونضیر سے فارغ ہو کر آپ نے ربیع الاول، ربیع الثانی اور جمادی الاولیٰ کے کچھ دن تک مقیم رہے، پھر کوئی مدینہ منورہ میں اپنا مال تجارت

(۱) مستدرک حاکم ۱۹۹۴

(۲) صحیح بخاری کتاب الایمان بَابٌ: مَا جَاءَ إِنَّ الأَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَالحِسْبَةِ، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى ۵۴، صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَأَنَّهُ يَدْخُلُ فِيهِ الْغَزْوُ وَغَيْرُهُ مِنَ الْأَعْمَالِ ۴۹۲۷، سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِيمَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ وَالنِّيَّاتُ ۲۲۰۱

لایااوراس نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ انمار ثعلبہ (غطفان کے قبائل بنو محارب اور بنو ثعلبہ) مدینہ منورہ پر چڑھائی کے لئے نفری جمع کر رہے ہیں، خبر ملتے ہی آپ نے ان بدوؤں پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ قائم کرنے کے لئے نجد پر حملہ کرنے کا فیصلہ فرمایا تا کہ وہ دوبارہ کوئی کاروائی نہ کر سکیں، ابن سعد کے مطابق رسول اللہ ﷺ ہجرت کے سینتالیس مہینے ماہ محرم میں غزوہ ذات الرقاع کے لئے روانہ ہوئے۔ [۱]

وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ ، وَيُقَالُ: عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ، وَخَرَجَ فِي أَرْبَعِمِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَقِيلَ سَبْعِمِائَةٍ

چنانچہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ پر ابوذر رضی اللہ عنہ الغفاری یا ایک قول کے مطابق عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور چار سو مہاجرین صحابہ کرام ؓ کے لشکر کے ساتھ اس طرف روانہ ہو گئے، ایک روایت سات سو کی بھی ملتی ہے۔ [۲]

فَمَضَى حتى أتى مَحَالَّهُمْ بذَاتَ الرِّقَاعِ،وَهُوَ جَبَلٌ فِيهِ بُقَعٌ حُمْرَةٌ وسَوَادٌ وَبَيَاضٌ قَرِيبٌ سِمِنَ النَّخِيلِ بَيْنَ السَّعْدِ والشَّقَرَةِ،فَلَمْ يَجِدْ فِي مَحَالِّهِمْ أَحَدًا إِلَّا نِسْوَةً فَأَخَذَهُنَّ وَفِيهِنَّ جارِيَةً وَضِيئَةٌ. وَهَرَبَتْ الْأَعْرَابُ إِلَى رُءُوسِ الْجِبَالِ،وَحَضَرَت الصَّلَاةُ فَخَافَ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يُغِيرُوا عَلَيْهِمْ فَصَلَّى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فكان ذَلِكَ أَوَّل مَا صَلَّاهَا

اور چلتے چلتے ان مقامات پر جو ذات الرقاع میں تھا جا اترے، یہ ایک پہاڑ ہے جس میں سرخی وسیاہی وسفیدی کی زمینیں ہیں اور النخیل قریب الاسعد اور الشقرہ کے درمیان ہے، ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی روانگی کا علم نہ ہوسکا تھا، جب بدوؤں نے اچانک مسلمانوں کے لشکر کو اپنے سروں پر دیکھا تو لڑنے کے بجائے خوف زدہ ہو کر پہاڑوں کی چوٹیوں میں روپوش ہو گئے اور وہاں عورتوں کے سوا کوئی نہ تھا ان میں ایک خوبصورت لڑکی بھی تھی آپ ﷺ نے ان کو قبضہ میں لے لیا، جب نماز کا وقت آیا تو مسلمانوں کو خوف ہوا کہ کہیں حملہ نہ ہو جائے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی، یہ سب سے پہلا موقع تھا جو آپ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی۔ [۳]

جب مسلمانوں کو یہ کیفیت ہوئی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

سورہ النساء ۱۰۱تا۱۷۶

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖۗ اِنْ خِفْتُمْ

جب تم سفر پر جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اگر تمہیں ڈر ہو کہ

اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِیْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝۱۰۱ (النساء۱۰۱)

کافر تمہیں ستائیں گے یقیناً کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

---

[۱] ابن سعد۴۶؍۲

[۲] زادالمعاد۲۲۴؍۳،ابن سعد۴۷؍۲

[۳] ابن ہشام۲۰۳؍۲ ، ابن سعد ۴۶؍۲، زادالمعاد۲۲۴؍۳

نماز قصر کا حکم: کیونکہ اس وقت سارا عرب ہی دار الحرب بنا ہوا تھا کسی طرف کا بھی سفر خطرات سے خالی نہیں تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جب تم لوگ سفر کے لئے نکلو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر نماز میں اختصار کر دو جیسے فرمایا

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ [1]

ترجمہ: یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کر لے اور جو برضا اور غبت کوئی بھلائی کا کام کرے گا اللہ کو اس کا علم ہے اور وہ اس کی قدر کرنے والا ہے۔

(خصوصاً) جبکہ تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے کیونکہ وہ کھلم کھلا تمہاری دشمنی پر تلے ہوئے ہیں، اگر حالات ایسے ہوں کہ جماعت کھڑی کی جاسکتی ہو تو جماعت کے ساتھ پڑھو اگر جماعت کھڑی نہیں کی جاسکتی تو فرداً فرداً پڑھو، اگر حالات ایسے ہوں کہ قبلہ رخ بھی نہیں ہو سکتے تو جدھر بھی تمہارا رخ ہو سواری کی حالت میں اور چلتے ہوئے بھی پڑھ سکتے ہو اور اگر رکوع اور سجود بھی ممکن نہ ہو تو اشارہ ہی سے نماز پڑھو، جب امن قائم ہو گیا تو بعض صحابہ کرام کے ذہنوں میں اشکال پیدا ہوا کہ اب تو امن ہے ہمیں سفر میں نماز قصر نہیں کرنی چاہیے،

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ: {لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا} وَقَدْ آمَنَ اللَّهُ النَّاسَ؟ فَقَالَ لِي عُمَرُ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ:صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ، فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ

یعلی بن امیہ کہتے ہیں میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے دریافت کیا اللہ تو فرماتا ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں اگر نماز میں اختصار کر دو (خصوصاً) جبکہ تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے کیونکہ وہ کھلم کھلا تمہاری دشمنی پر تلے ہوئے ہیں، مگر اب تو لوگ امن میں ہیں؟ (اب قصر کرنے کی کیا ضرورت ہے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھے بھی یہی خیال پیدا ہوا تھا اور میں نے بھی یہی سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے تم اس صدقہ کو قبول کرو۔ [2]

عَنْ أَبِي حَنْظَلَةَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ صَلَاةِ السَّفَرِ؟ فَقَالَ:رَكْعَتَيْنِ . قَالَ: قُلْتُ: فَأَيْنَ قَوْلُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: {فَإِنْ خِفْتُمْ}، [3] ، وَنَحْنُ آمِنُونَ؟ قَالَ: سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

ابو حنظلہ حذاء سے مروی ہے میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سفر کی نماز کا پوچھا تو انہوں نے فرمایا دو رکعتیں ہیں، میں نے انہیں کہا قرآن مجید میں تو خوف کے وقت دو رکعتیں ہیں اور اس وقت تو پوری طرح امن و امان ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی

---

(1) البقرة ۱۵۸

(2) مسند احمد ۱۷۴، صحیح مسلم کِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا ۱۵۷۳، سنن ابوداود کتاب صَلَاةِ الْمُسَافِرِ بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ ۱۱۹۹، سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ ۱۰۶۵

(3) النساء: 101

سنت ہے۔ (۱)

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ:صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ بِمِنًى، أَكْثَرَ مَا كَانَ النَّاسُ، وَآمَنَهُ رَكْعَتَيْنِ

حارثہ بن وہب الخزاعی سے مروی ہے میں نے (حجۃ الوداع پر) نبی کریم ﷺ کے ساتھ منی میں ظہر اور عصر کی دو رکعتیں نماز پڑھی ہیں حالانکہ اس وقت ہم تعداد میں زیادہ تھے اور امن وامان میں تھے۔ (۲)

دین اسلام کا ایک ستون نماز ہے اور یہ اسلام کا ایک ایسا حکم ہے جس کا کوئی مسلمان انکاری نہیں ہے، قرآن کریم اور احادیث میں اسے ادا کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے، نماز کسی بھی صورت میں معاف نہیں ہے خواہ جنگ ہو رہی ہو یا آدمی سفر کی مشکلات سے دوچار ہو یا بیمار ہو نماز ہر حال میں فرض ہے تاہم موقع کی مناسبت سے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، سفر میں قصر کرنا یعنی چار فرض کی بجائے دو فرض ادا کرنا جیسے ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر خاص انعام ہے لہذا اس سے فائدہ اٹھانا مستحب ہے،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:الصَّلاَةُ أَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ، فَأُقِرَّتْ صَلاَةُ السَّفَرِ، وَأُتِمَّتْ صَلاَةُ الحَضَرِ

اس سلسلے میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ابتداء میں (سفر وحضر میں) دو رکعت نماز فرض کی گئی تھی پھر سفر کی نماز کو باقی رکھا گیا اور حضر کی نماز مکمل کر دی گئی۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:فَرَضَ اللهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبان کے ذریعے مسافر پر دو رکعتیں، مقیم پر چار رکعتیں اور حالت خوف میں ایک رکعت نماز فرض کی ہے۔ (۴)

عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْحَضَرِ، وَصَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ، وَلَا نَجِدُ

---

(۱) مسند احمد ۶۱۹۴

(۲) مسند احمد ۱۸۷۲۷، مصنف ابن ابی شیبة ۸۱۷۷، صحیح ابن حبان ۲۷۵۶، صحیح بخاری کتاب تقصیرالصلوۃ بَابُ الصَّلاَةِ بِمِنًى ۱۰۸۳، صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ قَصْرِ الصَّلَاةِ بِمِنًى ۱۵۹۸

(۳) صحیح بخاری کتاب الجمعه بَابُ يَقْصُرُ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ ۱۰۹۰، صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا ۱۵۷۰، مسنداحمد ۲۵۹۶۷، سنن الدارمی ۱۵۵۰، صحیح ابن خزیمة ۲۹۶۵، صحیح ابن حبان ۲۷۳۶، السنن الکبری للنسائی ۳۱۳

(۴) صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا ۱۵۷۵، مسند احمد ۲۱۷۷، سنن ابوداودکتاب صلاة السفربَابُ مَنْ قَالَ يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَلَا يَقْضُونَ ۱۲۴۷، السنن الکبری للبیہقی ۵۳۸۳، السنن الکبری للنسائی ۱۹۱۳، صحیح ابن حبان ۲۸۶۸ صحیح ابن خزیمة ۳۰۴

صَلَاةَ السَّفَرِ فِي الْقُرْآنِ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ:يَا ابْنَ أَخِي، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا، وَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ

امیہ بن عبداللہ سے مروی ہے یقیناً ہم حضر اور خوف کی نماز میں پاتے ہیں جبکہ سفر کی نماز قرآن میں مذکور نہیں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے میرے بھتیجے! محمد ﷺ ہمارے پاس اس حالت میں آئے جب ہم گمراہ تھے (دین کی کوئی بات نہیں جانتے تھے) تو ہم ویسا ہی کریں گے جس طرح رسول اللہ ﷺ کو قصر فرماتے دیکھا ہے۔ (۱)

نماز قصر صرف حالت جنگ کے لئے نہیں ہے، امن کی حالت میں بھی نماز قصر جائز ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ لاَ يَخَافُ إِلاَّ رَبَّ العَالَمِينَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) تشریف لے گئے اور اس وقت رب العالمین کے سوا کسی کا خوف نہ تھا مگر آپ ﷺ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں۔ (۲)

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: فَقَالَ:صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ، فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ

یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے قصر نماز کے متعلق فرمایا یہ ایسا صدقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے لہذا تم اس کے صدقے کو قبول کرو۔ (۳)

عَنْ عُمَرَ، قَالَ:صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سفر کی نماز دو رکعت ہے (۴)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى رُخَصُهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ تُؤْتَى مَعْصِيَتُهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ اپنی دی ہوئی رخصتوں پر عمل کو اس طرح پسند کرتا ہے جیسے

---

(۱) سنن نسائی کتاب الصلاۃ بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ۴۵۸ ،سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ ۱۰۶۶ ، مسنداحمد۵۳۳۳، السنن الکبری للبیہقی ۵۳۸۸،صحیح ابن حبان ۱۴۵۱،صحیح ابن خزیمۃ ۹۴۶،موطاامام مالک كِتَابُ الصَّلَاةِ باب قَصْرُ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ۸

(۲) جامع ترمذی ابواب أَبْوَابُ السَّفَرِ بَابُ التَّقْصِيرِ فِي السَّفَرِ۵۴۷، مسند احمد ۱۹۹۵

(۳) صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھابَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا۱۵۷۳ ،سنن ابوداودکتاب صلاۃ السفر بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ ۱۱۹۹ ، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ ۳۰۳۴،سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃبَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ۱۰۶۵،سنن نسائی كِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ باب تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ۱۴۳۶،سنن الدارمی ۱۵۴۶،مصنف ابن ابی شیبۃ۸۱۵۹،صحیح ابن خزیمۃ ۹۴۵،مسنداحمد۱۷۴،صحیح ابن حبان۲۷۴۱

(۴) ۔سنن ابن ماجہ كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا بَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ ۱۰۶۴،مسنداحمد۲۵۷،صحیح ابن حبان ۲۷۸۳،السنن الکبری للنسائی ۴۹۴،السنن الصغیرللبیہقی ۶۳۳

اپنی نافرمانی کے ارتکاب کو ناپسند کرتا ہے۔ (۱)

ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لاَ يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ كَذَلِكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (سوائے فجر کی سنتوں کے ان دو رکعتوں کے علاوہ کوئی سنت نماز نہیں پڑھتے تھے) حتی کہ اللہ نے ان کو قبض کر لیا اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل بھی اسی طرح تھا۔ (۲)

وَلَمْ يَثْبُتْ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَمَّ الرُّبَاعِيَّةَ فِي سَفَرِهِ الْبَتَّةَ

امام ابن قیم رحمہ اللہ کا کہنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں چار رکعتیں مکمل پڑھی ہوں۔ (۳)

مَا سَافَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَفَرًا إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت سفر میں کبھی چار رکعت نماز ادا نہیں کی (۴)

نماز قصر کے مسائل

کتنے فاصلے پر نماز قصر کی جا سکتی ہے:

وقال أبو حنيفة: مسيرة ثلاثة أيام

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ تین دن کی مسافت پر قصر کی جائے۔

امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد کا موقف ہے کہ چار برید (اڑتالیس میل ہاشمی) پر قصر کرے، یہ اس روایت سے استدلال کرتے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا أَهْلَ مَكَّةَ لَا تَقْصُرُوا الصَّلَاةَ فِي أَدْنَى مِنْ أَرْبَعَةِ بُرُدٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى عَسْفَانَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل مکہ! چار برید یعنی اڑتالیس میل سے کم مسافت پر قصر نہ کرو اور

---

(۱) مسند احمد ۵۸۶۶، صحیح ابن حبان ۲۷۴۲، شعب الایمان ۳۶۰۷

(۲) صحیح بخاری کتاب الجمعتة بَابُ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلاَةِ وَقَبْلَهَا ۱۱۰۲، صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین وقصرها بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا ۱۵۷۹، سنن ابوداود کتاب صلاة السفر بَابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ ۱۲۲۳، سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ ۱۰۷۱، مسند احمد ۵۱۸۵، صحیح ابن خزیمة ۱۲۵۷

(۳) زادالمعاد ۱/۴۴۷

(۴) مجموع الفتاوی ۲۴/۱۵۸، مسند احمد ۱۹۸۶۵، السنن الکبری للبیهقی ۵۴۸۴

چار برید مکہ سے عسفان تک کا درمیانی فاصلہ ہے [1]

رَوَاهُ اَلدَّارَقُطْنِيُّ بِإِسْنَادٍ ضَعِيفٍ ، وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ مَوْقُوفٌ، كَذَا أَخْرَجَهُ اِبْنُ خُزَيْمَةَ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے وضاحت فرمائی ہے اس روایت کو دارقطنی نے ضعیف اسناد سے روایت کیا ہے، صحیح یہ ہے کہ حدیث اسی طرح موقوف ہے اسی کو ابن خزیمہ نے نکالا۔ [2]

في إسناده عبد الوهاب بن مجاهد بن جبر وهو متروك

نیز اس کی سند میں عبدالوهاب بن مجاہد بن جبر راوی متروک ہے لہذا یہ قابل حجت نہیں۔ [3]

أَنْ يَتَطَوَّعَ لَيْلًا وَنَهَارًا قَصَرَ

امام اوزاعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کم از کم قصر کی مسافت ایک دن اور ایک رات ہے۔ [4]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَرْسَخًا قَصَرَ الصَّلَاةَ

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک فرسخ (تین میل) سفر کرتے تو قصر نماز پڑھتے۔ [5]

عمارة ابن جوين بجيم مصغر أبو هارون العبدي مشهور بكنيته متروك

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کی سند میں راوی عمارۃ بن جوین جو ابوھارون العبدی کی کنیت سے مشہور ہے متروک ہے۔ [6]

أَلَّا يَكُونَ لَهَا حَدٌّ بَلْ كُلُّ مَا يُسَمَّى سَفَرًا يُشْرَعُ

راجح قول یہ ہے جتنی مسافت کو عرف عام میں سفر تصور کیا جاتا ہے وہاں قصر پڑھ لی جائے۔

ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ [7] حافظ ابن قیم رحمہ اللہ [8] امام شوکانی رحمہ اللہ [9] صدیق حسن خان رحمہ اللہ [10] [1] اسی کے قائل ہیں۔

نماز قصر کہاں سے شروع کرنی چاہیے:

وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْقَصْرُ إِلَّا بَعْدَ مُفَارَقَةِ بُنْيَانِ الْبَلَدِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ، بَعْضُ التَّابِعِينَ إِنَّهُ يَجُوزُ أَنْ

[1] سنن الدارقطنی ۱۴۴۷، السنن الکبری للبیهقی ۵۴۰۴، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۱۶۲

[2] بلوغ المرام ۴۱۸

[3] الدررالبهية ۱۲۲/۱

[4] بدائع الصنائع ۹۳/۱، الام ۲۱۴/۱، المجموع ۳۲۵/۴

[5] مصنف ابن ابی شيبة ۸۱۱۳، تلخیص الجیر ۱۱۹/۲

[6] تقریب التهذیب ۴۸۴۰

[7] مجموع الفتاوی ۴۸/۲۴

[8] زادالمعاد ۴۸۱/۱

[9] نیل الاوطار ۲۴۸/۳

[10] [1] الروضة الندية ۳۹۹/

يَقْصُرَ مِنْ مَنْزِلِهِ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ،امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شہری آبادی کے ختم ہو جانے کے بعد نماز قصر کی جائے ،بعض تابعین نے تو اپنے گھر سے ہی قصر نماز کو جائز قرار دیا ہے۔ (۱)

أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ لِمُرِيدِ السَّفَرِ أَنْ يَقْصُرَ إِذَا خَرَجَ عَنْ جَمِيعِ بُيُوتِ الْقَرْيَةِ الَّتِي يَخْرُجُ مِنْهَا.

ابن منذر رحمہ اللہ کا کہنا ہے علماء کا اجماع ہے کہ سفر کا ارادہ رکھنے والا شخص جس بستی سے نکل رہا ہے اس کے تمام گھروں سے نکل کر قصر کر سکتا ہے۔ (۲)

خَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: فَقَصَرَ وَهُوَ يَرَى البُيُوتَ، فَلَمَّا رَجَعَ قِيلَ لَهُ هَذِهِ الكُوفَةُ قَالَ:لاَ حَتَّى نَدْخُلَهَا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ (کوفہ سے سفر کے ارادے سے) نکلے تو اسی وقت نماز قصر پڑھنی شروع کر دی جبکہ ابھی کوفہ کے مکانات دکھائی دے رہے تھے اور پھر واپسی پر جب آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ یہ کوفہ سامنے ہے تو انہوں نے کہا جب تک ہم شہر میں داخل نہ ہو جائیں نماز مکمل نہیں پڑھیں گے۔ (۳)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، يَقْصُرَانِ، وَيُفْطِرَانِ فِي أَرْبَعَةِ بُرُدٍ وَهِيَ سِتَّةَ عَشَرَ فَرْسَخًا

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما چار برد (تقریباً اڑتالیس میل کی مسافت) پر قصر کرتے اور روزہ بھی افطار کرتے تھے ،چار برد میں سولہ فرسخ ہوتے ہیں (اور ایک فرسخ میں تین میل)۔ (۴)

مسافر کتنے دن تک نماز قصر پڑھ سکتا ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَبُوكَ عِشْرِينَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں بیس دن قیام فرمایا وہاں آپ قصر نماز پڑھتے رہے۔ (۵)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ، فَنَحْنُ إِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصَرْنَا، وَإِنْ زِدْنَا أَتْمَمْنَا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ مکرمہ میں فتح مکہ کے موقع پر) انیس روز قیام فرمایا اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز پڑھتے رہے ،لہذا اگر ہم بھی دوران سفر انیس روز کہیں اقامت اختیار کرتے تو قصر نماز پڑھتے اور اگر اس سے زیادہ

(۱) تحفة الاحوذی ۳/۸۸

(۲) نیل الاوطار ۳/۲۴۷

(۳) صحیح بخاری کتاب تقصیر الصلاة بَابُ يَقْصُرُ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ ۱۰۸۹

(۴) صحیح بخاری کتاب تَقْصِيرِ الصَّلاَةِ بَابٌ فِي كَمْ يَقْصُرُ الصَّلاَةَ؟

(۵) سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ إِذَا أَقَامَ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ يَقْصُرُ ۱۲۳۵،مسنداحمد ۱۴۱۳۹،صحیح ابن حبان ۲۷۴۹،مصنف عبدالرزاق ۴۳۳۵

ٹھیرتے تو مکمل نماز ادا کر لیتے۔ (۱)

ایک ضعیف روایت پندرہ دن کی بھی ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ بِمَكَّةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:وَمَنْ أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَصَرَ، وَمَنْ أَقَامَ أَكْثَرَ أَتَمَّ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں سترہ دن ٹھیرے اور نماز قصر کرتے رہے،عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو شخص سترہ دن اقامت کرے وہ قصر کر لے اور جو اس سے زیادہ ٹھیرے وہ پوری نماز پڑھے۔ (۲)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَقَامَ تِسْعَ عَشْرَةَ

امام ابوداود کہتے ہیں کہ عباد بن منصور نے عکرمہ سے انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس دن قیام کیا۔ (۳)

وَلَمْ يَصِحّ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَرَ فِي الْإِقَامَة أَكْثَر مِنْ ذَلِكَ فَيُقْتَصر عَلَى هَذَا الْمِقْدَار

امام شوکانی رحمہ اللہ کا موقف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس روز سے زیادہ قصر ثابت نہیں اس لئے اسی مقدار پر اکتفا کیا جائے گا۔ (۴)

إِنَّهُ يَقْصُرُ أَبَدًا إِذْ الْأَصْلُ السَّفَرُ

احناف کا موقف ہے حالت تردد میں ہمیشہ (یعنی واپسی تک) قصر کی جائے گی،امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت میں یہی مروی ہے۔ (۵)

السُّنَّةُ أَنْ يَقْصُرَ الْمُسَافِرُ الصَّلَاةَ فَيُصَلِّيَ الرُّبَاعِيَّةَ رَكْعَتَيْنِ هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَمِيعِ أَسْفَارِهِ. هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَلَمْ يُصَلِّ فِي السَّفَرِ أَرْبَعًا قَطُّ.

سنت یہی ہے کہ تردد کی حالت میں (یعنی مسافر کہے کہ میں آج سفر کرتا ہوں، کل سفر کرتا ہوں) ہمیشہ قصر نماز پڑھنا درست ہے جب تک کہ واپسی نہ ہو جائے،ابن تیمیہ رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں (۶)

وَرُوِي عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَقَامَ عَشَرَةَ أَيَّامٍ أَتَمَّ الصَّلَاةَ

(۱) صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّقْصِيرِ وَكَمْ يُقِيمُ حَتَّى يَقْصُرَ۱۰۸۰،جامع ترمذی ابواب السفر بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ تُقْصَرُ الصَّلَاةُ ۵۴۹

(۲) سنن ابوداود کتاب صلاة السفر بَابُ مَتَى يُتِمُّ الْمُسَافِرُ؟۱۲۳۱

(۳) سنن ابوداود کتاب صلاة السفر بَابُ مَتَى يُتِمُّ الْمُسَافِرُ؟۱۲۳۱

(۴) نیل الاوطار ۳/۲۵۱

(۵) سبل السلام ۱/۳۹۱

(۶) ۔مجموع الفتاوی ۱۰/۲۴

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو دس دن قیام کرے تو وہ پوری نماز پڑھے،

وَرُوِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ،أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَقَامَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا أَتَمَّ الصَّلاَةَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو پندرہ دن قیام کرے وہ نماز پوری کرے،

وَرُوِيَ عَنْهُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ

ان سے بارہ دن بھی مروی ہیں،

أَنَّهُ قَالَ: إِذَا أَقَامَ أَرْبَعًا صَلَّى أَرْبَعًا، وَرَوَى عَنْهُ ذَلِكَ قَتَادَةُ، وَعَطَاءٌ الخُرَاسَانِيُّ وَرَوَى عَنْهُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ خِلاَفَ هَذَاوَاخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ بَعْدُ فِي ذَلِكَ:فَأَمَّا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَأَهْلُ الكُوفَةِ فَذَهَبُوا إِلَى تَوْقِيتِ خَمْسَ عَشْرَةَ، وَقَالُوا: إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ أَتَمَّ الصَّلاَةَ ،وَقَالَ الأَوْزَاعِيُّ:إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أَتَمَّ الصَّلاَةَ

سعید بن مسیب سے مروی ہے انہوں نے کہا جب چار دن ٹھیرے تو چار پڑھے،اس بات کو اس سے قتادہ اور عطاء خراسانی نے روایت کیا اور ان سے داؤد بن ابی ہند نے ان کے خلاف روایت کیا،اور اس کے بعد علماء نے اس میں اختلاف کیا تو سفیان ثوری اور اہل کوفہ نے پندرہ دن کا وقت مقرر کیا اور کہا جب پندرہ دن قیام کی نیت کر چکے تو پوری نماز پڑھے،اوزاعی نے کہا بارہ دن قیام کی نیت کر چکے تو پوری نماز پڑھے،

وقَالَ مَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ: إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ أَرْبَعَةٍ أَتَمَّ الصَّلاَةَ، وَأَمَّا إِسْحَاقُ فَرَأَى أَقْوَى الْمَذَاهِبِ فِيهِ حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لأَنَّهُ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ تَأَوَّلَهُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ تِسْعَ عَشْرَةَ أَتَمَّ الصَّلاَةَ

اور شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ نے کہا جب چار دن قیام کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے،اور اسحاق نے کہا اس باب میں سب سے قوی حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ ایک تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور دوسرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس پر عمل کیا کہ جب انیس دن قیام کرے تو نماز پوری پڑھے،

أَجْمَعَ أَهْلُ العِلْمِ عَلَى أَنَّ الْمُسَافِرَ يَقْصُرُ مَا لَمْ يُجْمِعْ إِقَامَةً، وَإِنْ أَتَى عَلَيْهِ سِنُونَ

امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ مسافر جب تک قیام کی نیت نہ کرے وہ قصر کر سکتا ہے خواہ ایسا کرتے ہوئے کئی برس گزر جائیں۔[1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: أُرِيحَ عَلَيْنَا الثَّلْجُ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فِي غَزَاةٍ . قَالَ ابْنُ عُمَرَ:وَكُنَّا نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں آزربائیجان کے علاقے میں برف کی وجہ سے راستے بند ہوجانے کی بنا پر چھ ماہ دو رکعت نماز ادا کرتا رہا۔[2]

---

[1] جامع ترمذی ابواب السفر بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ تُقْصَرُ الصَّلاَةُ ۵۴۸

[2] السنن الكبرى للبيهقی ۵۴۷۶

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامُوا بِرَامَهُرْمُزَ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ يَقْصُرُونَ الصَّلَاةَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ رامہرمز کے علاقے میں نو ماہ رہے اور قصر نماز ادا کرتے رہے۔ ⑴

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ ⑵

أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَقَامَ بِنَيْسَابُورَ سَنَةً أَوْ سَنَتَيْنِ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک (کسی غزوے کی وجہ سے) فارس کے علاقے نیساپور میں ایک یا دو سال مقیم رہے اور قصر نماز ادا کرتے رہے۔ ⑶

مسافر دو نمازوں کو تقدیم و تاخیر کے ساتھ جمع کر سکتا ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ، أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ العَصْرِ، ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا، فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب زوال آفتاب سے پہلے سفر کا آغاز فرماتے تو نماز ظہر کو نماز عصر تک موخر کر لیتے، پھر سواری سے نیچے تشریف لاتے اور ظہر و عصر دونوں نمازوں کو اکٹھا ادا فرما لیتے، اور اگر آفتاب آغاز سفر سے پہلے زوال پذیر ہو جاتا تو پھر نماز ظہر ادا فرما کر سوار ہوتے اور سفر پر روانہ ہو جاتے۔ ⑷

عَنْ مُعَاذٍ:فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اگر کوچ کرنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کو جمع کر لیتے۔ ⑸

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ،فَقَالَ:إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ فِي سَفَرٍ، جَمَعَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سفر میں جانے کی جلدی ہوتی تو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب موخر کر دیتے حتی کہ) مغرب و عشا کو اکٹھا پڑھ لیتے۔ ⑹

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کو اتنا موخر کرتے کہ شفق (سرخی) غالب ہو جاتی،

عَنْ نَافِعٍ،فَقَالَ:إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ فِي سَفَرٍ، جَمَعَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ، فَسَارَ حَتَّى

⑴ السنن الكبرى للبيهقى ۵۴۸۰

⑵ الدراية في تخريج أحاديث الهداية ۲۱۲/۱

⑶ تهذيب الآثار وتفصيل الثابت عن رسول الله من الأخبار ۴۲۳

⑷ صحيح بخارى كتاب الجمعة بَابُ إِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ مَا زَاغَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ ۱۱۱۲ ،صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين بَابُ جَوَازِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ ۱۶۲۵، سنن ابوداودكتاب صلاة السفر بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ ۱۲۱۸،السنن الكبرى للنسائى ۱۵۷۵،مسند احمد ۱۳۵۸۴، السنن الكبرى للبيهقى ۵۵۲۰

⑸ مسند احمد ۲۲۰۷۰

⑹ سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ ۱۲۰۷

غَابَ الشَّفَقُ، فَنَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا

نافع سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب سفر میں جلدی میں ہوتے تو ان دونوں نمازوں (مغرب اور عشاء) کو جمع کر لیا کرتے تھے چنانچہ آپ چلتے رہے حتیٰ کہ شفق غائب ہو گئی تب اترے اور دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔ (۱)

حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاةِ فِي سَفْرَةٍ سَافَرَهَا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غزوہ تبوک کے سفر میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا۔ (۲)

فَيَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَاتٍ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بمزدلفة في وقت العشاء بالاجماع

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ ظہر وعصر کو عرفات میں ظہر کے ساتھ اور مغرب و عشاء کو مزدلفہ میں عشاء کے وقت میں دوران سفر جمع کر لینا جائز و درست ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں،

لَا يَجُوزُ الْجَمْعُ بِسَبَبِ السَّفَرِ بِحَالٍ وَإِنَّمَا يَجُوزُ فِي عَرَفَاتٍ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ وَفِي الْمُزْدَلِفَةِ فِي وَقْتِ الْعِشَاءِ بِسَبَبِ النُّسُكِ لِلْحَاضِرِ وَالْمُسَافِرِ وَلَا يَجُوزُ غَيْرُ ذَلِكَ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے مزدلفہ اور عرفہ کے علاوہ کسی اور جگہ میں جمع تقدیم و تاخیر جائز نہیں البتہ جمع صوری جائز ہے، وہ یہ ہے کہ ایک نماز کو آخری وقت میں اور دوسری کو ابتدائی وقت میں پڑھنا اس طرح نمازیں جمع بھی ہو جائیں گی اور ہر ایک اپنے اپنے وقت میں ہی ادا ہو گی۔ (۳)

إذا جاز له القصر جاز له الجمع

ابن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے کہ جب مسافر کیلئے قصر جائز ہو جائے تو نمازیں جمع کر سکتا ہے۔ (۴)

وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْۤا

جب تم ان میں ہو اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو چاہیے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لیے

---

(۱) سنن ابوداودکتاب صلاۃ السفر بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ۱۲۰۷،صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا فِي السَّفَرِ۱۰۹۱،صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ جَوَازِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ۱۶۲۲ ،جامع ترمذی ابواب السفر بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ ۵۵۲،سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ باب الْوَقْتُ الَّذِي يَجْمَعُ فِيهِ الْمُسَافِرُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۵۹۹، مسند احمد ۵۱۲۰

(۲) صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ۱۶۳۰

(۳) شرح المهذب ۴٫۳۷۱

(۴) فتاوی نور علی الدرب ۱۳٫۲۱

اَسۡلِحَتَهُمۡ ۚ فَاِذَا سَجَدُوۡا فَلۡيَكُوۡنُوۡا مِنۡ وَّرَآئِكُمۡ ۖ وَ لۡتَاۡتِ طَآئِفَةٌ اُخۡرٰى

کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آجائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے

لَمۡ يُصَلُّوۡا فَلۡيُصَلُّوۡا مَعَكَ وَ لۡيَاۡخُذُوۡا حِذۡرَهُمۡ وَ اَسۡلِحَتَهُمۡ ۚ وَدَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

نماز نہیں پڑھی وہ آجائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے اور اپنا بچاؤ اور اپنے ہتھیار لیے رہے، کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح

لَوۡ تَغۡفُلُوۡنَ عَنۡ اَسۡلِحَتِكُمۡ وَ اَمۡتِعَتِكُمۡ فَيَمِيۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ مَّيۡلَةً وَّاحِدَةً ؕ

تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے بےخبر ہوجاؤ تو وہ تم پر اچانک دھاوا بول دیں،

وَ لَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِنۡ كَانَ بِكُمۡ اَذًى مِّنۡ مَّطَرٍ اَوۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰٓى اَنۡ تَضَعُوۡۤا

ہاں اپنے ہتھیار اتار رکھنے میں اس وقت تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تکلیف ہو یا بوجہ بارش کے یا بسبب بیمار ہوجانے کے

اَسۡلِحَتَكُمۡ ۚ وَ خُذُوۡا حِذۡرَكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ۝۱۰۲ (النساء ۱۰۲)

اور اپنے بچاؤ کی چیزیں ساتھ لیے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ نے منکروں کے لیے ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے۔

صلوٰۃ الخوف: جب مسلمانوں اور کفار کی فوجیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے جنگ کے لئے تیار کھڑی ہوں اور ایک لمحے کی غفلت بھی مسلمانوں کے لئے تباہ کن ثابت ہوسکتی ہو ایسے حالات میں اگر نماز کا وقت آجائے تو اس وقت صلوٰۃ الخوف پڑھنے کا حکم فرمایا جو متعدد طریقوں سے مروی ہے فرمایا اے نبی کریم ﷺ! جب تم مسلمانوں کے درمیان ہو اور (حالت جنگ میں) انہیں نماز پڑھانے کھڑے ہو تو چاہیے کہ اس وقت مجاہدین کے دو گروہ بن جائیں ایک گروہ تو دشمن کے مقابل کھڑا رہے تا کہ دشمن کو حملہ کرنے کی جرات نہ ہو سکے اور دوسرا گروہ امام کے ساتھ کھڑا ہو کر ایک رکعت نماز پڑھے مگر اسلحہ اپنے ساتھ لیے رہے، پھر جب وہ گروہ ایک رکعت نماز پڑھ لے تو سلام پھیر کر پیچھے چلا جائے اور دشمن کے سامنے ڈٹ جائے پھر دوسرا گروہ جو دشمن کے مقابل کھڑا تھا اور جس نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی ہے پیچھے آ کر امام کے ساتھ پڑھے اور وہ بھی دشمن سے چوکنا رہے اور اپنا اسلحہ اپنے ساتھ لیے رہے (اس طرح امام کی دو رکعتیں ہوں گی اور مجاہدین کی ایک ایک رکعت ہو گی) کیوں کہ کفار اس تاک میں ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان کی طرف سے ذرا غافل ہو تو وہ تم پر یکبارگی دھاوا بول دیں ،البتہ اگر تم بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو یا بیمار ہو تو اسلحہ رکھ دینے میں مضائقہ نہیں مگر پھر بھی دشمن سے چوکنے رہو، یقین رکھو کہ اللہ نے کافروں کے لیے جو اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

نماز خوف کی صورت یہ ہوئی تھی کہ

أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ، وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ العَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًاوَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا، فَصَفُّوا وِجَاهَ العَدُوِّوَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ،

ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ

پہلے ایک جماعت نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی، اس وقت (مسلمانوں کی) دوسری جماعت دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس جماعت کو جو آپ کے پیچھے صف میں کھڑی تھی ایک رکعت نماز خوف پڑھائی اور اس کے بعد آپ کھڑے رہے، اس جماعت نے اس عرصہ میں اپنی نماز پوری کرلی اور واپس آ کر دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے، اس کے بعد دوسری جماعت آئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں نماز کی دوسری رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی اور (رکوع وسجدہ کے بعد) آپ قعدہ میں بیٹھے رہے، پھر ان لوگوں نے جب اپنی نماز (جو باقی رہ گئی تھی) پوری کرلی تو آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔ [1]

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ

پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو اور جب اطمینان پاؤ تو

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَ لَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ

نماز قائم کرو! یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے، ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہارے دل ہو کر بیٹھ

الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ

نہ رہو! اگر تمہیں بے آرامی ہوتی ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح بے آرامی ہوتی ہے، اور تم اللہ تعالیٰ سے وہ امید

مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ (النساء ۱۰۴،۱۰۳)

رکھتے ہو جو امید انہیں نہیں، اور اللہ تعالیٰ دانا اور حکیم ہے۔

پھر جب نماز خوف سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے رہو، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ [2]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو توقع ہے کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو گی۔

اور جب خوف سے مامون ہو جاؤ اور اطمینان نصیب ہو جائے تو نماز کو اس کے تمام ارکان و شرائط کے ساتھ خشوع و خضوع کے ساتھ کامل طریقے سے ادا کرو، نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کے ساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے،

قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: إِنَّ لِلصَّلَاةِ وَقْتًا كَوَقْتِ الْحَجِّ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ ۴۱۲۹

[2] الانفال ۴۵

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نماز کا وقت بھی حج کے وقت کی طرح مقرر ہے۔ [1]

کفار ومشرکین جو دعوت اسلام کی راہ میں مانع ومزاحم بن کر کھڑے ہیں کے تعاقب میں کمزوری نہ دکھاؤ بلکہ اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے ایمانی ولولہ سے ان کے خلاف بھر پور جدوجہد کرو، اگر تم غزوہ احد کی وجہ سے تکلیف اٹھارہے ہو تو تمہاری طرح وہ بھی غزوہ بدر کی تکلیف اٹھارہے ہیں اس طرح تم دونوں ہی زخمی ہو جیسے فرمایا

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُھَا بَيْنَ النَّاسِ ...﴿١٤٠﴾ [2]

ترجمہ: اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے یہ تو زمانہ کے نشیب وفراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔

مگر ان تکالیف پر تم مالک الارض وسماوات سے دائمی عظیم اجر وثواب اور عذاب سے نجات کے امیدوار ہو جس کے وہ امیدوار نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ علم کامل اور حکمت کامل کا مالک ہے۔

ان قبائل پر مسلمانوں کا رعب ودبدبہ قائم ہو گیا تو آپ ﷺ خیر وخوبی کے ساتھ مدینہ کی طرف چلے آئے اور قریش سے جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ

یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو

بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿١٠٥﴾ۙ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

جس سے اللہ نے تم کو شناسا کیا ہے اور خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنو، اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو! بیشک اللہ تعالیٰ

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٦﴾ۚ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَھُمْ ۭ

بخشش کرنے والا مہربانی کرنے والا ہے، اور ان کی طرف سے جھگڑا نہ کرو جو خود اپنی ہی خیانت کرتے ہیں،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿١٠٧﴾ۚ (النساء ۱۰۵ تا ۱۰۷)

یقیناً دغاباز گناہ گار اللہ تعالیٰ کو اچھا نہیں لگتا۔

نزول قرآن کا مقصد قیام عدل:

اس آیت کے نزول کے بارے میں مروی ہے

[1] تفسیر طبری ۱۶۹/۹

[2] آل عمران ۱۴۰

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ نَفَرًا مِنَ الْأَنْصَارِ غَزَوْا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ، فَسُرِقَتْ دِرْعٌ لِأَحَدِهِمْ، فَأُظِنَّ بِهَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَتَى صَاحِبُ الدِّرْعِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنْ طُعْمَةَ بْنَ أُبَيْرِق سَرَقَ دِرْعِي، فَلَمَّا رَأَى السَّارِقُ ذَلِكَ عَمَدَ إِلَيْهَا فَأَلْقَاهَا فِي بَيْتِ رَجُلٍ بَرِيءٍ، وَقَالَ لِنَفَرٍ مِنْ عَشِيرَتِهِ: إِنِّي غَيَّبْتُ الدِّرْعَ وَأَلْقَيْتُهَا فِي بَيْتِ فُلَانٍ، وَسَتُوجَدُ عِنْدَهُ. فَانْطَلِقُوا إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلًا فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنَّ صَاحِبَنَا بَرِيءٌ. وَإِنَّ صَاحِبَ الدِّرْعِ فُلَانٌ، وَقَدْ أحطنا بذلك علما، فاعذُرْ صاحبنا على رءوس النَّاسِ وَجَادِلْ عَنْهُ. فَإِنَّهُ إِلَّا يَعْصِمْهُ اللَّهُ بِكَ يَهْلِكْ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فبرأه وعذره على رءوس النَّاسِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک غزوہ میں انصار کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا وہاں کسی نے ایک شخص کی چادر چوری کر لی اور چوری کا گمان انصار کے ایک آدمی کی طرف تھا، جس شخص کی چادر چوری ہوئی تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا (قبیلہ بنی ظفر کے) طعمہ بن ابیرق نے میری چادر چرالی ہے، چور نے اس چادر کو ایک شخص کے گھر میں اس کی بے خبری میں ڈال دیا اور اپنے کنبہ قبیلے والوں سے کہا کہ میں نے اس چادر کو فلاں شخص کے گھر میں ڈال دی ہے چوری کی چادر اس کے گھر میں موجود ہے، تم رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور کہو اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا ساتھی تو چور نہیں ہے ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ چور فلاں شخص ہے، پس آپ تمام لوگوں کے سامنے ہمارے ساتھی کی برأت کا اعلان کر دیں اور اس کی حمایت فرمائیں ورنہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں وہ ہلاک نہ ہو جائے، (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم الغیب تو نہیں تھے کہ حقیقت کا علم ہوتا اس لئے) ان کی یہ (چکنی چپڑی) باتیں سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے آدمی کو بری قرار دینے کے لئے لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے جس پر اللہ تعالیٰ نے حقیقت حال کو بیان کرنے کے لئے یہ آیات ''یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تا کہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو شناسا کیا ہے، اور خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنو۔'' نازل فرمائیں۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی حفاظت فرمائی اور فرمایا اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اس جلیل القدر کتاب کو شیاطین کے باطل وسوسوں سے محفوظ و مامون رکھ کر تمہاری طرف نازل کیا ہے تا کہ اللہ نے جو راہ راست تمہیں دکھائی ہے اس کے مطابق لوگوں کے مابین خون، اموال، عزت و آبرو، حقوق عقائد اور تمام مسائل و احکام میں عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں، جیسے فرمایا

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝٤ [2]

ترجمہ: وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا، یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔

تم دعویٰ ناحق کرنے والے لوگوں کی حمایت میں کھڑے نہ ہوں اور بغیر تحقیق خیانت کرنے والوں کی حمایت و وکالت کرنے پر اللہ سے مغفرت

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۳۵۹/۲، تفسیر القاسمی ۳۱۹/۳، الدر المنثور فی تفسیر بالماثور ۶۷۳/۲، فی ظلال القرآن ۷۵۱/۲

[2] النجم ۳، ۴

کی درخواست کریں، وہ بڑا درگزر فرمانے والا اور رحیم ہے،

أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ:إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِي لَهُ بِذَلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ، فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر جھگڑے کی آواز سنی تو باہر ان کی طرف نکلے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی ایک انسان ہوں اور میرے پاس لوگ مقدے لے کر آتے ہیں ممکن ہے ان میں سے ایک فریق دوسرے فریق سے بولنے میں زیادہ عمدہ ہو اور میں یقین کر لوں کہ وہی سچا ہے اور اس طرح اس کے موافق فیصلہ کر دوں، پس جس شخص کے لیے بھی میں کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے وہ چاہے اسے لے یا چھوڑ دے۔ [1]

عَنِ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ بَيْنَهُمَا قَدْ دَرَسَتْ لَيْسَ لَهُمَا بَيِّنَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، وَإِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ عَلَى نَحْوٍ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْكُمْ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ بِشَيْءٍ فَلَا يَأْخُذْهُ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ بِهِ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ، يَأْتِي بِهَا إِسْطَامًا فِي عُنُقِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَتْ: فَبَكَى الرَّجُلَانِ، وَقَالَ كُلُّ مِنْهُمَا: حَقِّي لِأَخِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَّا إِذْ فَعَلْتُمَا فَاذْهَبَا وَاقْتَسِمَا، وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ، ثُمَّ لِيَحْلِلْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا صَاحِبَهُ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں دو انصاری ایک ورثہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قضیہ لائے، اس واقعہ کو ایک زمانہ بیت چکا تھا اور اس کا کوئی شاہد یا گواہ نہیں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ میرے پاس اپنے جھگڑے لے کر آتے ہو میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں جو سنتا ہوں اسی کے مطابق فیصلہ کر دیتا ہوں ممکن ہے ان میں سے ایک فریق دوسرے فریق سے بولنے میں زیادہ عمدہ ہو اور میں جو سنوں اس کے مطابق فیصلہ کر دوں تو وہ میرے فیصلے کے بنا پر اپنے بھائی کا حق نہ لے لے، اگر وہ ایسا کرے گا تو قیامت کے دن اپنی گردن میں جہنم کی آگ کا ٹکڑا لٹکا کر آئے گا، فرماتی ہیں یہ سن کر دونوں بزرگ رونے لگے اور ہر ایک کہنے لگا میں اپنا حق بھی اپنے بھائی کو دے رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تم جاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اپنے طور پر ٹھیک ٹھیک حصے تقسیم کرو پھر قرعہ ڈال کر اپنا حصہ لے لو اور دونوں ایک دوسرے کو اپنی رہی سہی غلطی کا حق معاف کر دو۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الأَحْكَامِ بَابُ مَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلاَ يَأْخُذْهُ، فَإِنَّ قَضَاءَ الحَاكِمِ لاَ يُحِلُّ حَرَامًا وَلاَ يُحَرِّمُ حَلاَلًا۷۱۸۱، صحیح مسلم كِتَابُ الْأَقْضِيَةِبَابُ الْحُكْمِ بِالظَّاهِرِ، وَاللحْنِ بِالْحُجَّةِ۴۴۷۳، سنن ابوداودكِتَاب الْأَقْضِيَةِ بَابٌ فِي قَضَاءِ الْقَاضِي إِذَا أَخْطَأَ ۳۵۸۳، سنن ابن ماجه كتاب الاحكام بَابُ قَضِيَّةِ الْحَاكِمِ لَا تُحِلُّ حَرَامًا وَلَا تُحَرِّمُ حَلاَلًا۲۳۱۸

[2] مصنف ابن ابی شیبة ۲۲۹۷۴، مسند احمد۲۶۶۱۸

جولوگ اپنے نفس سے خیانت کرتے ہیں تم ان کی حمایت اور مدافعت نہ کرو، اللہ تعالیٰ خیانت کار اور گنہگار شخص کو دوست نہیں رکھتا۔

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى

وہ لوگوں سے تو چھپ جاتے ہیں (لیکن) اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے، وہ راتوں کے وقت جب کہ اللہ کی ناپسندیدہ

مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾

باتوں کے خفیہ مشورے کرتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کے پاس ہوتا ہے، ان کے تمام اعمال کو وہ گھیرے ہوئے ہے،

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۟

ہاں تو یہ ہو تم لوگ کہ دنیا میں تم نے ان کی حمایت کی لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن ان کی

فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا

حمایت کون کرے گا ؟اور وہ کون ہے جو ان کا وکیل بن کر کھڑا ہو سکے گا؟ جو شخص کوئی برائی کرے

اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَ مَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا

یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو اللہ کو بخشنے والا مہربانی کرنے والا پائے گا، اور جو گناہ کرتا ہے اس کا

يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَ مَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا

بوجھ اسی پر ہے اور اللہ بخوبی جاننے والا ہے اور پوری حکمت والا ہے ،اور جو شخص کوئی گناہ یا خطا کرے

ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ؑ (النساء۱۰۸تا۱۱۲)

کسی بے گناہ کے ذمہ تھوپ دے، اس نے بڑا بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ کیا۔

پھر خائن لوگوں کے بارے میں فرمایا یہ خائن لوگ اپنی سازشوں اور چرب زبانی سے انسانوں سے اپنی حرکات چھپا سکتے ہیں مگر اللہ علام الغیوب سے ہرگز نہیں چھپا سکتے، وہ تو اس وقت بھی ان کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور ان کے نامہ اعمال میں لکھا جارہا ہوتا ہے جب یہ راتوں کو چھپ کر مجرم کی برات اور بے گناہ پر جرم تھوپنے کی سازشیں کرتے ہیں اور پھر چالاکی سے محمد رسول اللہ ﷺ سے عمل درآمد کرانے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کے ذریعے ان کی سازشوں اور دل میں چھپے بھیدوں کو خوب جانتا ہے، ہاں! تم لوگوں نے دنیا کی زندگی میں تو ان مجرموں کی طرف سے جھگڑا کرلیا اور تمہاری حمایت سے وہ عار وفضیحت سے بچ بھی گئے مگر قیامت کے روز جب اس گناہ کی وجہ سے ان سے باز پرس کی جائے گی تو اس وقت کون ان کو اللہ کی گرفت سے بچا سکے گا؟ آخر وہاں ان کی وکالت کون کرے گا؟ یعنی کوئی حمایت اور وکالت کرنے والا نہیں ہوگا بلکہ اس دن تو مجرموں کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے کالے کرتوتوں پر گواہی دیں گے جیسے فرمایا

يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿٢٥﴾ [1]

ترجمہ: اس دن اللہ انہیں بھرپور بدلہ دے دے گا جس کے وہ مستحق ہیں اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ ہی حق ہے سچ کو سچ کر دکھانے والا۔

اگر کسی شخص سے کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ سرزد ہو جائے یا وہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے اور اس کے بعد اپنے گناہوں پر پشیمان ہو کر خلوص نیت سے اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والا اور رحیم پائے گا،

عَنْ عَلِيٍّ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلُهُ: وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا، قَالَ: أَخْبَرَ اللهُ عِبَادَهُ بِحِلْمِهِ وَعَفْوِهِ وَكَرَمِهِ , وَسَعَةِ رَحْمَتِهِ وَمَغْفِرَتِهِ , فَمَنْ أَذْنَبَ صَغِيرًا كَانَ أَوْ كَبِيرًا ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللهَ , يَجِدِ اللهَ غَفُورًا رَحِيمًا وَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُهُ أَعْظَمَ مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ

علی بن ابوطلحہ نے نے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ''اگر کوئی شخص برا فعل کر گزرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والا اور رحیم پائے گا۔'' کے بارے میں بھی فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے عفو، حلم و کرم، وسعت رحمت اور مغفرت کے بارے میں بتایا ہے کہ جو شخص کوئی بھی چھوٹا یا بڑا گناہ کر بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا خواہ اس کے گناہ آسمانوں، زمین اور پہاڑوں سے بھی بڑے کیوں نہ ہوں۔ [2]

قَالَ عَلِيٌّ: رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا نَفَعَنِي اللَّهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي مِنْهُ، وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِذَلِكَ الذَّنْبِ، إِلَّا غَفَرَ لَهُ وَقَرَأَ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ: {وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا}، [3] ، {وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ}، [4]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تھا تو اللہ تعالیٰ جیسے چاہتا تھا مجھے اس سے فائدہ پہنچاتا تھا، مجھ سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی ہے اور وہ یہ حدیث بیان کرنے میں سچے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مسلمان کوئی گناہ کر بیٹھے، پھر وضو کرے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ سے اپنے اس گناہ کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو یقینا معاف فرما دے گا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو آیتیں پڑھیں ''جو شخص کوئی گناہ کرے یا اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے، پھر اللہ سے معافی مانگے تو وہ اللہ کو بڑا بخشنے والا مہربان پائے گا۔'' اور ''وہ لوگ کہ جب وہ کوئی گناہ کر بیٹھیں یا اپنے اوپر ظلم کریں۔'' [5]

---

[1] النور ٢٥

[2] تفسیر طبری ١٩٥/٩

[3] النساء: 110

[4] آل عمران: 135

[5] مسند احمد ٤٧

مگر جو برائی کمالے تو اس کی یہ کمائی اسی کے لیے وبال ہو گی کسی دوسرے کو اس کے گناہ پر نہیں پکڑا جائے گا اور نہ اس کے جرم سے بڑھ کر سزا دی جائے گی، جیسے فرمایا

...وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی... ﴿۱۵﴾ [1]

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ﴿۱۶۴﴾ [2]

ترجمہ: ہر شخص جو کچھ کماتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے، کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتا۔

اللہ کو سب باتوں کی خبر ہے اور وہ حکیم و دانا ہے، پھر جس نے کوئی خطا یا گناہ کر کے اس کا الزام کسی بے گناہ پر تھوپ دیا اس نے تو بڑے بہتان اور صریح گناہ کا بار سمیٹ لیا۔

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَ مَا يُضِلُّوْنَ

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم تجھ پر نہ ہوتا تو ان کی ایک جماعت نے تو تجھے بہکانے کا قصد کر ہی لیا تھا، مگر دراصل

اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ

یہ اپنے آپ کو ہی گمراہ کرتے ہیں، یہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب اور حکمت اتاری ہے اور تجھے وہ سکھایا

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (النساء ۱۱۳)

ہے جسے تو نہیں جانتا تھا، اور اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے۔

یہود و منافقین کی ریشہ دانیاں: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں یہود و نصاریٰ اور منافقین کے روزمرہ زندگی کے مختلف نوعیت کے مقدمات پیش کیے جاتے تھے، ان لوگوں کی بھرپور کوشش ہوتی تھی کہ اپنی چرب زبانی، غلط روئیداد اور جھوٹی شہادتیں پیش کر کے مقدمات میں الجھاؤ پیدا کر دیں اور فیصلہ اپنے حق میں کرالیں، جس طرح بنو ابیرق نے خود چوری کی اور اس کا الزام کسی اور پر رکھ دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس روش پر فرمایا کہ اگر وہ آپ کے سامنے غلط روئیداد، جھوٹی شہادتیں پیش کر کے انصاف کے خلاف اپنے حق میں فیصلہ حاصل کر بھی لیں تو نقصان تب بھی انہی کا ہے آپ کا کچھ بھی نہیں بگڑتا کیونکہ اللہ کے نزدیک مجرم وہ ہوتے نہ کہ آپ، جو شخص حاکم کو دھوکا دے کر اپنے حق میں غلط فیصلہ حاصل کرتا ہے وہ دراصل خود اپنے آپ کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرتا ہے کہ ان تدبیروں سے حق اس کے ساتھ ہو گیا حالانکہ فی الواقع اللہ کے نزدیک حق جس کا ہے اسی کا رہتا ہے اور عدالت کے کسی غلط فہمی کی بنا پر فیصلہ کر دینے سے حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اللہ نے تم پر یہ

[1] بنی اسرائیل ۱۵

[2] الانعام ۱۶۴

جلیل القدر کتاب قرآن مجید اور حکمت (سنت) نازل کی ہے اور تم کو وہ کچھ بتایا ہے جو تمہیں معلوم نہ تھا جیسے فرمایا

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ ﴿۵۲﴾ (۱)

ترجمہ: اور اسی طرح (اے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تمہاری طرف وحی کی ہے تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔

وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۪ ﴿۷﴾ (۲)

ترجمہ: اور تم کو ناواقفِ راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی۔

وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤى اِلَیْكَ الْكِتٰبُ... ﴿۸۶﴾ (۳)

ترجمہ: تم اس بات کے ہرگز امیدوار نہ تھے کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی۔

اور اللہ عزوجل کا تم پر بہت فضل و کرم ہے۔

لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ

ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں، ہاں! بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح

بَیْنَ النَّاسِ ؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ

کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادے سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً

اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى

بہت بڑا ثواب دیں گے، جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے خلاف کرے

وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ

اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے،

وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۱۱۵﴾ (النساء ۱۱۵، ۱۱۴)

وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر و بیشتر کوئی بھلائی نہیں ہوتی ہاں اگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ و خیرات کی تلقین کرے،

(۱) الشوریٰ ۵۲

(۲) الضحیٰ ۷

(۳) القصص ۸۶

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللهِ، ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ، قَالَ:أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُونَ؟ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ، وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيَأتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ؟ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مالدار سب ثواب لے گئے،وہ نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں،وہ ہماری طرح روزہ رکھتے ہیں اور وہ اپنے زائد اموال سے صدقہ کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ نے تمہارے لئے وہ چیز نہیں بنائی جس سے تم کو بھی صدقہ کا ثواب ہو؟ہر تسبیح صدقہ ہے،ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تعریفی کلمہ صدقہ ہے،ہر تہلیل (لاالٰہ الااللہ) صدقہ ہے،نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے،اور تمہارے ہر ایک کی شرمگاہ میں صدقہ ہے،صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم میں کوئی اپنی شہوت پوری کرے تو اس میں بھی اس کے لئے ثواب ہے؟ فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں اگر وہ اسے حرام جگہ استعمال کرتا تو وہ اس کے لئے گناہ کا باعث ہوتا اسی طرح اگر وہ اسے حلال جگہ صرف کرے گا تو اس پر اس کو ثواب حاصل ہو گا۔ [1]

یا ہر وہ کام جس کا شریعت نے حکم دیا ہو یا لوگوں کے معاملات میں اصلاح کرنے کے لیے کسی سے کچھ کہے تو یہ البتہ بھلی بات ہے،جیسے فرمایا

وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ... ۝۹ [2]

ترجمہ:اور اگر اہلِ ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والوں سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔

... وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ... ۝۱۲۸ [3]

ترجمہ: صلح بہرحال بہتر ہے۔

أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّهُ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عُقْبَةَ، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَيْسَ الكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا، أَوْ يَقُولُ خَيْرًا

ام کلثوم بنت عقبہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ جھوٹا نہیں جو لوگوں میں باہم صلح کرنے کی کوشش

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ ۲۳۲۹

[2] الحجرات۹

[3] النساء۱۲۸

کرے اور اس کے لئے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہے دے۔ (۱)

مثلاً دو آدمیوں میں رنجش ہو اور یہ صلح کرانے کی نیت سے کہے کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے وہ تو آپ کے خیر خواہ ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں یا کوئی ظالم کسی شخص کو قتل کرنا چاہیئے اور وہ ایک شخص کے پاس چھپا ہوا ہو اور جب اس سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ وہ شخص کہاں ہے،

قسطلانی نے کہا ایسے جھوٹ کی رخصت ہے جس سے بہت فائدے کی امید ہو۔

وَلَمْ أَسْمَعْ يُرَخَّصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ كَذِبٌ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: الْحَرْبُ، وَالْإِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيثُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَحَدِيثُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا

اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے، تین جگہوں پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے ایک تو لڑائی میں، دوسرے مسلمانوں میں آپس میں صلح کرانے میں اور تیسرے خاوند کو بیوی سے اور بیوی کو خاوند سے ملانے میں۔ (۲)

عَن أَنَس؛ أَنَّ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لأَبِي أَيُّوبَ: أَلا أَدُلُّكَ عَلَى تِجَارَةٍ قَالَ: بَلَى , قَالَ: تَسْعَى فِي صُلْحٍ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوا وَتُقَارِبُ بَيْنَهُمْ إِذَا تَبَاعَدُوا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک تجارت بتلاؤں؟ انہوں نے عرض کیا ضرور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا جب لوگ باہم لڑ رہے ہوں تو ان میں مصالحت کرا دے اور جب باہم رنجیدہ ہوں تو انہیں ملا دے۔ (۳)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصَّلَاةِ، وَالصِّيَامِ، وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوا: بَلَى قَالَ:إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ قَالَ: وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ

اور ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں نماز، روزہ اور زکوۃ سے افضل درجے کا عمل نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور ارشاد فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں میں جدائیگی ہوگئی ہو ان میں صلح کروانا اور فرمایا لوگوں کے باہمی تعلقات کو خراب کر دینا تو ایک ایسا عمل ہے جو تباہ و برباد کر دینے والا ہے۔ (۴)

اور جو کوئی خلوص نیت سے اللہ کی رضاجوئی اور خوشنودی کے لیے ایسا کرے گا اسے ہم اجر عظیم عطا کریں گے، اوپر بشیر بن ابیرق کا جو واقع بیان کیا گیا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی کی بنا پر اس خائن مسلمان کے خلاف اور اس یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا تو وہ خائن مرتد ہوگیا اور مدینہ منورہ سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے پاس چلا گیا اور کھلم کھلا مخالفت کرتا رہا، اس کے بارے میں فرمایا مگر

(۱) صحیح بخاری کتاب الصلح بَابٌ لَيْسَ الكَاذِبُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ ۲۶۹۲، صحیح ابن حبان ۵۷۳۳

(۲) مسند احمد ۲۷۲۷۵، صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الْكَذِبِ وَبَيَانِ مَا يُبَاحُ مِنْهُ ۲۶۰۵

(۳) مسند البزار ۶۳۳۳

(۴) مسند احمد ۲۷۵۰۸، سنن ابوداود كِتَاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ ۴۹۱۹، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ باب ۲۵۰۹

جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روش یعنی عقائد و اعمال کے سوا کسی اور روش پر چلے در آں حالیکہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو تو اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۲ [1]

ترجمہ: رہے وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا ہے تو انہیں ہم بتدریج ایسے طریقہ سے تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہو گی۔

... فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ [2]

ترجمہ: پھر جب انہوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیے اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۱۰ [3]

ترجمہ: ہم اُسی طرح ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی مرتبہ اس (کتاب) پر ایمان لائے تھے، ہم انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکنے کے لیے چھوڑے دیتے۔

... اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۸۱ [4]

ترجمہ: مفسدوں کے کام کو اللہ سدھرنے نہیں دیتا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے،

وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۱۱۶ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ

اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا، یہ تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف عورتوں کو پکارتے ہیں

وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝۱۱۷ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ

اور دراصل یہ صرف سرکش شیطان کو پوجتے ہیں جسے اللہ نے لعنت کی ہے اور اس نے بیڑا اٹھایا ہے کہ تیرے بندوں

[1] الاعراف ۱۸۲

[2] الصف ۵

[3] الانعام ۱۱۰

[4] یونس ۸۱

نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمۡ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمۡ وَ لَاٰمُرَنَّهُمۡ

میں سے میں مقرر شدہ حصہ لے کر رہوں گا، اور انہیں راہ سے بہکاتا رہوں گا اور باطل امیدیں دلاتا رہوں گا،

فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ ؕ

اور انہیں سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں، اور ان سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیں،

وَ مَنۡ يَّتَّخِذِ الشَّيۡطٰنَ وَلِيًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِيۡنًا ﴿۱۱۹﴾ (النساء۱۱۶تا۱۱۹)

سنو! جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا وہ صریح نقصان میں ڈوبے گا۔

شیطان کی عبادت: اللہ کے ہاں شرک کی بخشش نہیں ہے اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہوسکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہئے، جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا، اس نے اپنے آپ کو دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد بنالیا، وہ دنیا و آخرت کی سعادتوں اور کامرانیوں سے محروم ہوگیا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے جتنی بھی مخلوق تخلیق فرمائی اپنے قدرت کے لفظ کن سے تخلیق فرمائی مگر آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے تخلیق فرمایا

...لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ...[۱]

ترجمہ: جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔

آدم علیہ السلام ساٹھ ہاتھ لمبے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو ساٹھ ہاتھ لمبا بنایا۔[۲]

اور اسے کچھ عرصہ کے لئے ایسے ہی چھوڑ دیا،

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا صَوَّرَ اللهُ آدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَتْرُكَهُ، فَجَعَلَ إِبْلِيسُ يُطِيفُ بِهِ، يَنْظُرُ مَا هُوَ، فَلَمَّا رَآهُ أَجْوَفَ عَرَفَ أَنَّهُ خُلِقَ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب اللہ تعالیٰ نے بہشت میں آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا تو جتنی مدت تک چاہا اس کو پڑا رہنے دیا تو شیطان نے اس کی طرف دیکھنا اور اس کے گرد گھومنا شروع کر دیا پھر جب اس کو خالی پیٹ دیکھا تو جان گیا کہ یہ اس طرح پیدا کیا گیا ہے جو تھم نہ سکے گا۔[۳]

---

[۱] ص۷۵

[۲] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ۳۳۲۶، صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَابَابُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ۷۱۶۳

[۳] صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ خَلْقِ الْإِنْسَانِ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ۶۶۴۹، مسند احمد ۱۲۵۳۹

ابلیس جو جنوں میں سے تھا اور اللہ تعالیٰ کے عبادت گزاروں میں شامل تھا اور اپنے دل میں خود کو بہت اعلیٰ وارفع سمجھنے لگا تھا جب اس نے بیابان زمین اور انسان کی تخلیق کا یہ منظر دیکھا تو اسے اندیشوں اور وسوسوں نے آگھیرا کہ یہ زمین وآسمان کا عظیم الشان نظام، دل آویز بہشت وہولناک جہنم کو بے مقصد یا کسی کھیل تماشا کے طور پر نہیں بنایا گیا ہے اور نہ ہی رب کوئی بے مقصد کام کرتا ہے، یقیناً آدم علیہ السلام کو اس زمین پر خلیفہ بنایا جارہا ہے پھر اس کا کوئی انجام بھی ہوگا اور جزا وسزا بھی ہوگی، چنانچہ اس وقت جب آدم ایک پتلے کی شکل میں تھے اور ان میں روح نہیں پھونکی گئی تھی اس نے کہا تھا کہ اگر اللہ نے مجھے اس پر مسلط کیا تو میں اسے گمراہ کردوں گا یعنی اس وقت سے وہ انسان کی عزت وتکریم کی وجہ سے نفرت کرنے لگا تھا، جب اللہ تعالیٰ نے دوسرے فرشتوں کے ساتھ اسے بھی آدم کو سجدہ کرنے کو کہا تو اس کے شکوک یقین میں بدل گئے اور اپنے بغض وحسد کی بنا پر اس نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا اور ساتھ ہی پوری ڈھٹائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مقابل کھڑا ہوکر قیامت تک کے لئے مہلت طلب کرنے لگا جو اللہ نے دے دی،

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۳۶ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝۳۷ [۱]

ترجمہ: اس نے عرض کیا میرے رب یہ بات ہے تو پھر مجھے اس روز تک کے لیے مہلت دے جب کہ سب انسان دوبارہ اٹھائے جائیں گے، فرمایا اچھا تجھے مہلت ہے۔

اس وقت اس نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی کہ میں تیرے اس خلیفہ کو دائیں، بائیں آگے پیچھے الغرض ہر طرح سے بہکاؤں گا اور ان میں سے اکثر کو تو شکر گزار نہ پائے گا، جیسے فرمایا

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۱۶ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَاۗىِٕلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝۱۷ [۲]

ترجمہ: بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۶۲ [۳]

ترجمہ: پھر وہ بولا دیکھ تو سہی، کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔

ابلیس کے دعویٰ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۶۴ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

[۱] الحجر ۳۶،۳۷

[۲] الاعراف ۱۶،۱۷

[۳] بنی اسرائیل ۶۲

وَ كِيْلًا ﴿٦٥﴾ [1]

ترجمہ: توجس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالا مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا، اور ان کو وعدوں کے جال میں پھنسا، اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں، یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہوگا اور توکل کے لیے تیرا رب کافی ہے۔

اور آدم علیہ السلام کو زمین پر ایسے ہی نہیں اتار دیا کہ وہ اس پر اپنی مرضی کے قانون بناتا اور شریعت تصنیف کرتا پھرے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا اور فرمایا

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ [2]

ترجمہ: اور فرمایا تم دونوں (فریق، یعنی انسان اور شیطان) یہاں سے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اب اگر میری طرف سے تمہیں کوئی ہدایت پہنچے تو جو کوئی میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بدبختی میں مبتلا ہوگا اور جو میرے ذکر (درس نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے، وہ کہے گا پروردگار! دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں، اسی طرح تو ہماری آیات کو جب کہ وہ تیرے پاس آئی تھیں تو نے بھلا دیا تھا اسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٣٩﴾ [3]

ترجمہ: ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اُتر جاؤ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا، اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت کے باوجود ابلیس نے اپنے اس دعویٰ کو سچا ثابت کر دکھایا اس زمین پر بسنے والی قوموں میں اکثر لوگوں نے اپنے خالق اور اس کے مبعوث کیے ہوئے رسولوں اور نبیوں کا انکار کیا اور اپنے باطل معبودوں کی پرستش میں لگے رہے جس کی پاداش میں آخر کار عبرت نگاہ بن گئے، جیسے فرمایا

---

[1] بنی اسرائیل ۶۵،۶۴

[2] طٰہٰ ۱۲۳تا۱۲۶

[3] البقرۃ ۳۸،۳۹

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ ﴿٢٠﴾ [1]

ترجمہ:ان کے معاملہ میں ابلیس نے اپنا گمان صحیح پایا اور انہوں نے اُسی کی پیروی کی بجز ایک تھوڑے سے گروہ کے جو مومن تھا۔

اہل عرب جو خود کو دین ابراہیمی کا پیروکار کہتے تھے نام کی حد تک اللہ کو مانتے تھے، اس کی قدرتوں کے بھی قائل تھے مگر اللہ وحدہ لاشریک جس کے قبضہ قدرت میں ہر طرح کی طاقتیں اور قدرتیں ہیں کو چھوڑ کر انہوں نے بے شمار دیویوں جیسے لات، مناۃ، عزیٰ، نائلہ وغیرہ اور دیوتاؤں کو اپنا معبود بنا رکھا تھا، اس کے ساتھ وہ فرشتوں کو (نعوذ باللہ) اللہ کی بیٹیاں سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے، جیسے فرمایا

وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ﴿١٩﴾ [2]

ترجمہ:اِنہوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمان کے خاص بندے ہیں عورتیں قرار دے لیا کیا ان کے جسم کی ساخت اِنہوں نے دیکھی ہے؟ اِن کی گواہی لکھ لی جائے گی اور اِنہیں اس کی جوابدہی کرنی ہو گی۔

أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ﴿١٥٠﴾ [3]

ترجمہ: کیا واقعی ہم نے ملائکہ کو عورتیں ہی بنایا ہے اور یہ آنکھوں دیکھی بات کہہ رہے ہیں؟۔

وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۔۔۔ ﴿١٥٨﴾ [4]

ترجمہ:انہوں نے اللہ اور ملائکہ کے درمیان نسب کا رشتہ بنا رکھا ہے۔

اور جنوں کی عبادت کرتے تھے۔

عبادت دراصل کسی زندہ یا مردہ انسان کو مشکل کشا سمجھ کر مشکلات میں پکارنا، اس سے آس و امید رکھنا، اسے غیب داں جاننا، اسے روزی رساں سمجھنا، اس کا خوف دل میں رکھنا وغیرہ ہے، چاہے اسی عبادت مٹی و پتھر کے بتوں کی جائے، فرشتوں کی تشبیہ بنا کر کی جائے یا کسی دوسری فانی انسانوں کے آستانوں اور چوکھٹوں پر سر جھکا کر کی جائے دراصل شیطان کی عبادت کرنے کے مترادف ہے کیونکہ شیطان ہی نے انہیں اس کا حکم دیا اور مزین اور خوبصورت کر کے پیش کیا، جیسے فرمایا

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ ﴿٣﴾ [5]

ترجمہ:بعض لوگ ایسے ہیں جو علم کے بغیر اللہ کے بارے میں بحثیں کرتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔

[1] سبا۲۰

[2] الزخرف۱۹

[3] الصافات۱۵۰

[4] الصافات ۱۵۸

[5] الحج۳

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا۟ ٱلشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ [1]

ترجمہ: آدم کے بچو کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اور شیطان نے رب کے حضور دعویٰ کیا تھا کہ میں انسانوں کے اوقات میں، ان کی محنتوں اور کوششوں میں، ان کی قوتوں اور قابلیتوں میں، ان کے مال اور اولاد میں اپنا حصہ لگاؤں گا،

عَنْ مُقَاتِلٍ ،مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعُمِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ إِلَى النَّارِ وَوَاحِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ

مقاتل بن حیان فرماتے ہیں ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے لوگ جہنم رسید ہوں گے اور صرف ایک شخص جنت میں جائے گا۔ [2]

اور ان کو فریب دے کر ایسا پرچاؤں گا کہ وہ ان ساری چیزوں کا ایک معتد بہ حصہ میری راہ میں صرف کریں گے، میں انہیں گمراہ کرنے کے لئے ان کے دلوں میں وسوسوں اور دخل اندازی سے باطل امیدیں جگاؤں گا، یہ دعویٰ بھی اس نے سچ کر دکھایا، دوسری قوموں کی طرح اہل عرب بھی اللہ اور اپنے معبودوں کے حضور نذر ونیاز پیش کرتے تھے، قربانیاں کرتے تھے لیکن مگر اگر کسی وجہ سے معبود کی نذر ونیاز کم پڑ جاتی تو اللہ کے حصہ سے نکال کر معبود کی نذر ونیاز پوری کر دی جاتی تھی۔ شیطان نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ میں انسانوں کو حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑیں گیا، یہ دعویٰ بھی سچا ثابت ہوگیا، عربوں میں توہمات کی بھرمار تھی وہ جانوروں کے کان معبودوں کے نام پر چیر کر آزاد چھوڑ دیتے، اس کا طریقہ یہ تھا کہ جب اونٹنی پانچ یا دس بچے جن لیتی تو اس کے کان پھاڑ کر اسے اپنے معبود کے نام پر چھوڑ دیتے تھے پھر اس سے کام لینا اس کا دودھ پینا اور اس کی اون کاٹنا حرام سمجھتے تھے اسے بحیرہ کہا جاتا تھا، اسی طرح جس اونٹ کے نطفہ سے دس بچے ہو جاتے یا کسی اونٹ کے بچے کا بچہ سواری کے قابل ہو جاتا اس کا بھی کان چیر کر دیوتا کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا اس کو حام کہا جاتا تھا، اس طرح وہ اونٹ یا اونٹنی جسے کسی نے اپنی کسی بیماری سے شفامندی، کسی ضرورت کے پورا ہونے یا کسی بڑے خطرے سے نجات پانے کے بعد اپنی نذر کو پورا کرنے کے لئے اونٹ یا اونٹنی کو شکرانے کے طور پر آزاد چھوڑ دیا ہوتا یا جو اونٹنی لگاتار دس مادہ ہی جنتی اسے بھی کان چیر کر آزاد چھوڑ دیتے تھے اسے سائبہ کہتے تھے۔ اور اگر بکری کا پہلا بچہ نر پیدا ہوتا تو وہ اپنے دیوتاوں کی خوشنودی کے لئے ذبح کر دیا جاتا لیکن اگر بکری پہلا بچہ مادہ جنتی تو اسے ذبح نہ کیا جاتا، اگر بکری دو بچے ایک ساتھ دیتی جن میں ایک نر ہوتا اور ایک مادہ تو نر بچے کو دیوتاوں کے نام پر ذبح کرنے کے بجائے اسی بھی کان چیر کر آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا اسے وصیلہ کہتے تھے۔ بہرحال جانور کے کان چیرنا اس بات کی علامت تھا کہ یہ معبود کے نام پر چھوڑا ہوا مقدس جانور ہے اب اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ میں انسان کو اس طرح بہکاؤں گا کہ وہ تیری کسی چیز سے وہ کام لے گا جس کے لئے تو نے اسے پیدا نہیں کیا ہو گا یعنی انسان اپنی اور اشیاء کی فطرت کے خلاف کرے گا، مثلاً عمل قوم لوط، ضبط ولادت، رہبانیت، مردوں اور عورتوں کو بانجھ بنانا، مردوں کو خواجہ سرا بنانا، عورتوں کو ان خدمات سے منحرف کرنا جو فطرت نے ان کے سپرد کی ہیں اور انہیں تمدن کے ان شعبوں میں گھسیٹ لانا جن کے لئے مرد پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو غفور الرحیم

[1] یٰسین ۶۰

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰۶۹؍۴

ہے، جو گرفت کرنے کے بجائے معاف کر دینے کو زیادہ پسند کرتا ہے،

وَاللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَفُوٌّ يُحِبُّ الْعَفْوَ

اللہ عزوجل بخشنے والا ہے اور بخش دینے کو پسند فرماتا ہے۔ (۱)

قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ وَافَقْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، مَا أَقُولُ؟ قَالَ: تَقُولِينَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ، فَاعْفُ عَنِّي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں لیلۃ القدر کی رات کو پاؤں تو رب سے کیا مانگوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ کہنا اے اللہ! تو بخشنے والا مہربان ہے بخش دینے کو پسند فرماتا ہے پس میرے گناہوں کو بخش دے۔ (۲)

جس نے روز اول ہی اپنے عرش پر لکھ دیا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر حاوی ہے، اس نے ایک بنیادی قانون دیا کہ انسان خطا کرے گا، اس سے گناہ سرزد ہوں گے مگر جب وہ مجھ سے معافی کا خواستگار ہو گا تو میں اپنی رحمت سے اسے معاف کر دوں گا اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کروں گا، لیکن اس شخص کو میں کبھی بھی معاف نہیں کروں گا جو شیطان کو اپنا سرپرست بنا کر مجھ پر ظلم عظیم کرے گا یعنی میری قدرت، میرے اختیارات، میرے حقوق اور میری صفات میں کسی کو چاہئے وہ نبی ہوں، فرشتے ہوں، جن ہوں یا انسان کو شریک کرے گا اس کی سزا جہنم کی ہولناک گہرائیوں میں طرح طرح کے عذاب ہیں، جس کی آگ میں وہ ہمیشہ ہمیشہ غوطے کھاتا رہے گا اور گلوخلاصی کی کوئی راہ نہ پائے گا۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ

وہ ان سے زبانی وعدے کرتا رہے گا اور سبز باغ دکھاتا رہے گا (مگر یاد رکھو!) شیطان کے جو وعدے ان سے ہیں

اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وہ سراسر فریب کاریاں ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کی جگہ جہنم ہے جہاں سے انہیں چھٹکارا نہ ملے گا، اور جو ایمان لائیں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ

اور بھلے کام کریں ہم انہیں ان جنتوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے چشمے جاری ہیں جہاں یہ ابد الآباد رہیں گے،

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ (النساء ۱۲۰تا۱۲۲)

یہ ہے اللہ کا وعدہ جو سراسر سچا ہے اور کون ہے جو اپنی بات میں اللہ سے زیادہ سچا ہو۔

---

(۱) مسند احمد ۳۹۷۷

(۲) مسند احمد ۲۵۳۸۴

شیطان کا سارا شیطانی کاروبار محض وعدوں اور امیدوں کے بل بوتے پر چلتا ہے اس لئے فرمایا شیطان ان لوگوں سے بڑے خوبصورت وعدے کرتا ہے اور انہیں دنیا و آخرت کی کامیابیوں و کامرانیوں کی بڑی بڑی امیدیں دلاتا ہے، مگر شیطان کے سارے وعدے بجز دھوکہ اور فریب کے اور کچھ نہیں ہیں جیسے فرمایا

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ... ﴿٢٦٨﴾ (١)

ترجمہ: شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ... ﴿١٧٥﴾ (٢)

ترجمہ: اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ وہ دراصل شیطان تھا جو اپنے دوستوں سے خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا۔

اور جہنم میں آگ کے تخت پر کھڑا ہو کر صاف صاف اپنے پیروکاروں پر بات رکھے گا،

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٢﴾ (٣)

ترجمہ: اور جب فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان کہے گا حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کیے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کیے ان میں سے کوئی بھی پورا نہ کیا، میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں، میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تم کو دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبیک کہا، اب مجھے ملامت نہ کرو اپنے آپ ہی کو ملامت کرو، یہاں نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری، اس سے پہلے جو تم نے مجھے خدائی میں شریک بنا رکھا تھا میں اس سے بری الذمہ ہوں، ایسے ظالموں کے لیے جنہوں نے اپنے رب سے روگردانی کی اور شیطان کے پیروکاروں میں شامل ہو کر اس کی اطاعت کی تو دردناک سزا یقینی ہے۔

ایسے بدبخت لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے جس میں وہ ابد الآباد تک رہیں گے اور اس سے خلاصی کی کوئی صورت نہ پائیں گے، رہے وہ خوش بخت لوگ جو اللہ وحدہ لاشریک پر، اس کے ان گنت فرشتوں، اس کی منزل کتابوں، اس کے رسولوں، روز آخرت اور اچھی یا بری تقدیر پر ایمان لے آئیں اور اعمال صالحہ اختیار کریں تو انہیں ہم ایسے گھنے سایوں والے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے انواع و اقسام کی نہریں بہتی ہوں گی اور ایسی نعمتیں ہوں گی جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٧﴾ (٤)

---

(١) البقرة ٢٦٨

(٢) آل عمران ١٧٥

(٣) ابراہیم ٢٢

(٤) السجدة ١٧

ترجمہ: پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں اس سے پہلے نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کوئی تصور ہی گزرا ہے اگر تم چاہتے ہو تو اس آیت ''پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔'' کی تلاوت کرو۔[1]

وہاں وہ شاہانہ شان سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنی بات میں سچا ہو گا،

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ، فِي خُطْبَتِهِ يَحْمَدُ اللهَ، وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ لَهُ أَهْلٌ، ثُمَّ يَقُولُ: مَنْ يَهْدِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبات میں فرماتے تھے جسے اللہ راہ ہدایت نصیب فرما دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ اپنی حکمت کے تحت گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، سب سے سچی بات اللہ کا کلام ہے اور سب سے بہتر ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے، اور تمام کاموں میں سب سے برا کام دین میں نکلی ہوئی نئی بات ہے اور ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔[2]

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَ لَاۤ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ

حقیقت حال نہ تو تمہاری آرزو کے مطابق ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر موقوف ہے، جو برا کرے گا اس کی سزا پائے گا

وَ لَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ

اور کسی کو نہ پائے گا جو اس کی حمایت و مدد اللہ کے پاس کر سکے، جو ایمان والا ہو مرد ہو

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۴۴، صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَابَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۲۱۳۲

[2] السنن الکبری للنسائی۱۷۹۹، صحیح ابن خزیمۃ ۱۷۸۵، المعجم الکبیر للطبرانی۸۵۲۱

اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر بھی ان کا حق

نَقِيْرًا۝۱۲۴ وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّ اتَّبَعَ

نہ مارا جائے گا، باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے وہ بھی نیکو کار، ساتھ ہی یکسوئی والے

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا۝۱۲۵ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہو اور ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنالیا ہے، آسمانوں

وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا۝۱۲۶ ع (النساء۱۲۳تا۱۲۶)

اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو گھیرنے والا ہے۔

اہل کتاب بڑی خوش گمانیوں میں مبتلا تھے اور بڑے بڑے دعوے کرتے تھے،

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ... ۱۸ (۱)

ترجمہ: اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔

اور شد و مد سے دعویٰ کرتے تھے کہ ہمیں جہنم کی آگ چھو بھی نہ سکے گی،

...قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ... ۲۴ (۲)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں آتشِ دوزخ تو ہمیں مس تک نہ کرے گی اور اگر دوزخ کی سزا ہم کو ملے گی بھی تو بس چند روز۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ... ۱۱۱ (۳)

ترجمہ: ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو یا (عیسائیوں کے خیال کے مطابق) عیسائی نہ ہو، یہ ان کی تمنائیں ہیں۔

عَنْ قَتَادَةَ , قَالَ: ذُكِرَ لَنَا أَنَّ الْمُسْلِمِينَ , وَأَهْلَ الْكِتَابِ افْتَخَرُوا فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ: نَبِيُّنَا قَبْلَ نَبِيِّكُمْ،وَكِتَابُنَا قَبْلَ كِتَابِكُمْ وَنَحْنُ أَوْلَى بِاللهِ مِنْكُمْ ، وَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: نَحْنُ أَوْلَى بِاللهِ مِنْكُمْ , نَبِيُّنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكِتَابُنَا يَقْضِي عَلَى الْكُتُبِ الَّتِي كَانَتْ قَبْلَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ: {لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ,مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ}

(۱) المائدة۱۸

(۲) آل عمران ۲۴

(۳) البقرة۱۱۱

إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾ فَأَفْلَجَ اللهُ حُجَّةَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْأَدْيَانِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم سے یہ بیان کیا گیا کہ مسلمانوں اور اہل کتاب نے ایک دوسرے پر فخر کا اظہار کیا، اہل کتاب نے کہا کہ ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے گزرا ہے ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے نازل ہوئی ہے، لہذا تمہاری نسبت ہم اللہ کے زیادہ قریب ہیں، اس کے جواب میں مسلمانوں نے کہا کہ تمہاری نسبت ہم اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہیں کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں، اور ہماری کتاب سابقہ تمام آسمانی کتابوں کی ناسخ ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''انجام کار نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر، جو بھی برائی کرے گا اس کا پھل پائے گا اور اللہ کے مقابلہ میں اپنے لیے کوئی حامی ومددگار نہ پا سکے گا اور جو نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہونے پائے گی، اس شخص سے بہتر اور کس کا طریق زندگی ہوسکتا ہے جس نے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور یکسو ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی پیروی کی۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ مسلمانوں کی حجت کو ان اہل کتاب کے خلاف ظاہر اور غالب کرتے ہوئے فرمایا ہے جنہوں نے مسلمانوں سے مقابلہ کیا تھا۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلُهُ: ﴿لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾،[2] إِلَى: ﴿وَلَا نَصِيرًا﴾،[3] تَحَاكَمَ أَهْلُ الْأَدْيَانِ , فَقَالَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ: كِتَابُنَا خَيْرٌ مِنَ الْكُتُبِ , أُنْزِلَ قَبْلَ كِتَابِكُمْ , وَنَبِيُّنَا خَيْرُ الْأَنْبِيَاءِ. وَقَالَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ مِثْلَ ذَلِكَ. وَقَالَ أَهْلُ الْإِسْلَامِ: لَا دِينَ إِلَّا الْإِسْلَامَ , كِتَابُنَا نَسَخَ كُلَّ كِتَابٍ , وَنَبِيُّنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ , وَأُمِرْتُمْ وَأُمِرْنَا أَنْ نُؤْمِنَ بِكِتَابِكُمْ , وَنَعْمَلَ بِكِتَابِنَا. فَقَضَى اللَّهُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ: ﴿لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ﴾،[4] بِهِ وَخَيَّرَ بَيْنَ أَهْلِ الْأَدْيَانِ فَقَالَ: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾،[5]

عوفی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بھی اس آیت ''انجام کار نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر۔'' کے بارے میں فرمایا مختلف ادیان سے وابستہ لوگوں نے آپس میں جھگڑا کیا اہل تورات نے کہا کہ ہماری کتاب تمام کتابوں سے بہتر ہے اور تمہاری کتاب سے پہلے نازل ہوئی ہے ہمارے نبی تمام نبیوں سے بہتر ہیں، اہل انجیل نے بھی اسی طرح کہا اور اہل اسلام

---

[1] تفسیر طبری ۹،۲۲۹

[2] النساء: 123

[3] النساء: 89

[4] النساء: 123

[5] النساء: 125

نے کہا کہ اسلام کے سوا اور کوئی دین، دین ہی نہیں ہے، ہماری کتاب نے سابقہ تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے ہمارے نبی ﷺ تو خاتم النبیین ہیں اور ہمیں اور تمہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم تمہاری کتاب پر ایمان ضرور لائیں لیکن عمل اپنی ہی کتاب کے مطابق کریں تو اللہ تعالیٰ نے ان مختلف اہل ادیان میں فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا ''انجام کار نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر، جو بھی برائی کرے گا اس کا پھل پائے گا اور اللہ کے مقابلہ میں اپنے لیے کوئی حامی و مددگار نہ پا سکے گا اور جو نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہونے پائے گی، اس شخص سے بہتر اور کس کا طریق زندگی ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور یکسو ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی پیروی کی، اس ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی جسے اللہ نے اپنا دوست بنالیا تھا۔''[1]

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب اور اہل ایمان کی خوش فہمیوں کا پردہ چاک کر کے فرمایا آخرت کی کامیابیاں عمل سے عاری محض تمہاری تمناؤں اور آرزوؤں پر مبنی نہیں ہے جنت کی نعمتیں حاصل کرنے کے لئے اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول کی اطاعت اور رسول کی سنت کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کرنا ضروری ہے، جو شخص بھی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کرے گا روز قیامت وہ اس کو دیکھ لے گا اور بہر صورت اس کی سزا پا کر رہے گا، جیسے فرمایا

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸ [2]

ترجمہ: پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔

لوگوں کو یہ زعم ہے کہ اس کا کوئی حمایتی یا مددگار یا کوئی سفارشی اس سے اللہ کا عذاب دور کر دے گا تو فرمایا کوئی گناہ گار اللہ کے مقابلہ میں اپنے لیے کوئی حامی و مددگار نہ پا سکے گا، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا کر اور رسول کی سنت کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت تو اللہ ایسے ہی لوگوں کو انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت میں داخل فرمائے گا اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہونے پائے گی بلکہ وہ اپنے اعمال کا پورا پورا، وافر اور کئی گنا زیادہ اجر پائیں گے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: {مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ} ؟ قَالَ:نَعَمْ، وَمَنْ يَعْمَلْ حَسَنَةً يُجْزَ بِهَا عَشْرًا. فَهَلَكَ مَنْ غَلَبَ وَاحِدَتُهُ عَشْرًا"

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہر برائی کا بدلہ دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، اسی جیسا اور اسی جتنا لیکن ہر بھلائی کا بدلہ دس گنا بڑھا کر دیا جائے گا پس اس شخص پر افسوس ہے جس کی اکائیاں دہائیوں سے بڑھ جائیں۔[3]

---

[1] تفسیر طبری ۹،۲۳۰

[2] الزلزال ۸،۷

[3] تفسیرابن کثیر ۲،۴۲۱، تفسیر القاسمی ۔محاسن التأویل ۳،۳۴۹

دین میں اس شخص سے بہتر اور کس کا طریق زندگی ہوسکتا ہے جس نے اخلاص کے ساتھ اللہ وحدہ لاشریک کے احکام، اس کی نازل کردہ شریعت کے آگے اپنا سرِ تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور ہر طرف سے منہ موڑ کر ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے طریقے کی پیروی کی، جیسے فرمایا

ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۱۲۳﴾ [1]

ترجمہ: پھر ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یک سو ہو کر ابراہیم کے طریقے پر چلو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

اس ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ کی جوہر آزمائش میں پورا اترے تھے اور پھر اللہ نے انہیں تمام لوگوں کے لئے پیشوا ٹھیرایا اور اپنا خلیل بنالیا اور تمام جہانوں میں ان کے ذکر کو بلند کیا، جیسے فرمایا

وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّہُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ... ﴿۱۲۴﴾ [2]

ترجمہ: یاد کرو کہ جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورا اُتر گیا تو اس نے کہا میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔

اَمۡ لَمۡ یُنَبَّاۡ بِمَا فِیۡ صُحُفِ مُوۡسٰی ﴿ۙ۳۶﴾ وَاِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی ﴿ۙ۳۷﴾ [3]

ترجمہ: کیا اسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں اور اس ابراہیم کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟۔

حَدَّثَنِي جُنْدَبٌ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِخَمْسٍ، وَهُوَ يَقُولُ:إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللهِ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْكُمْ خَلِيلٌ، فَإِنَّ اللهِ تَعَالَى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا، كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا،

جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے وفات سے پانچ روز پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اس بات سے بیزار ہوں کہ اللہ کے سوا تم میں سے کسی کو اپنا دوست بناؤں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دوست بنایا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا تھا۔ [4]

وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا۔ [5]

آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ سب کا خالق، مالک، رازق اور تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا اللہ وحدہ لاشریک ہے، تمام مخلوقات اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہیں، اس لئے انسان کو چاہیے کہ وہ بھی سرکشی چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے، اور اگر وہ شیطان کے دلفریب وعدوں پر یقین کر کے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہیں کرتا تو وہ اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکے گا۔

[1] النحل ۱۲۳

[2] البقرۃ ۱۲۴

[3] النجم ۳۷

[4] صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَبَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ ۱۱۸۸

[5] السنن الکبری للنسائی ۱۱۰۵۸، صحیح ابن حبان ۶۴۲۵

وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ

آپ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے! خود اللہ ان کے بارے میں حکم دے رہا ہے

وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ

اور قرآن کی وہ آیتیں جو تم پر یتیم لڑکیوں کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں جنہیں ان کا مقرر حق تم نہیں دیتے ،

وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى

اور انہیں اپنے نکاح میں لانے کی رغبت رکھتے ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں اور اس بارے میں کہ یتیموں کی کارگزاری

بِالْقِسْطِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾ (النساء ۱۲۷)

انصاف کے ساتھ کرو، تم جو نیک کام کرو بے شبہ اللہ اسے پوری طرح جاننے والا ہے۔

سورہ نساء کی آیات تین اور چار کے نزول کے بعد صحابہ کرام y نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی مزید وضاحت چاہی کہ اگر ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں جو عدل وانصاف کا حکم دیا گیا ہے اس پر کس طرح عمل کیا جائے جبکہ ایک بیوی دائم المرض ہے یا تعلق زن وشو کے قابل نہیں رہی ہے، کیا اس صورت میں بھی اس پر لازم ہے کہ دونوں کے ساتھ یکساں رغبت رکھے؟ یکساں محبت رکھے؟ جسمانی تعلق میں بھی یکسانی برتے؟ اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو کیا عدل کی شرط کا تقاضا یہ ہے کہ وہ دوسری شادی کرنے کے لئے پہلی بیوی چھوڑ دے؟ نیز یہ کہ اگر پہلی بیوی خود جدا نہ ہونا چاہے تو کیا زوجین میں اس قسم کا معاملہ ہو سکتا ہے کہ جو بیوی غیر مرغوب ہو چکی ہے وہ اپنے بعض حقوق سے خود دست بردار ہو کر شوہر کو طلاق سے باز رہنے پر راضی کر لے؟ کیا ایسا کرنا عدل کی شرط کے خلاف تو نہ ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی کریم ﷺ! آپ ان سے کہہ دیں کہ خود اللہ ان کی بابت وضاحت فرماتا ہے اور کتاب اللہ کی وہ آیات وضاحت کرتی ہیں جو اس سے قبل یتیم لڑکیوں کے بارے میں نازل ہو چکی ہے، پس عورتوں کے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ نے جو فتویٰ دیا ہے اس کے مطابق اس پر عمل کرو، عام طور پر اور خاص طور پر ان کے حقوق ادا کرو اور ان پر ظلم کرنا چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ نے پہلی صورت کی طرح ظلم کی اس دوسری صورت سے بھی منع فرمایا زمانہ جاہلیت میں صرف بڑے لڑکے کو ہی وارث سمجھا جاتا تھا، چھوٹے کمزور بچے اور عورتیں وراثت سے محروم ہوتی تھیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کمزور بچوں اور یتیموں کے معاملہ میں اہتمام اور ان کے حقوق میں کوتاہی پر خصوصی وصیت فرمائی کہ یتیم لڑکوں اور عورتوں کے معاملے میں کتاب اللہ کے اندر جو کچھ تم پر تلاوت کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اسی کا فتویٰ دیتا ہے کہ ماں باپ اور قریبوں کے مال سے ان کو خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں حصہ موافق شریعت دیا کرو، خلاصہ سب کا یہ ہے کہ یتیم بچی صاحب جمال ہو تب بھی اور بدصورت ہو تب بھی دونوں صورتوں میں انصاف کرو،

أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: {وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى} [1]، قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي،

[1] النساء: 3

هَذِهِ اليَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حِجْرِ وَلِيِّهَا، فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا، وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ. قَالَتْ:وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ}، [۱] إِلَى {وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ}، [۲] فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَهُمْ: أَنَّ اليَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَسُنَّتِهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ المَالِ وَالجَمَالِ، تَرَكُوهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ " قَالَتْ: فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا، فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا، إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا، وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا الأَوْفَى فِي الصَّدَاقِ

عروہ بن زبیر نے خبر دی میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آیت ” اور اگر تمہیں خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں تم انصاف نہیں کرسکو گے۔“ کے متعلق سوال کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے بھانجے! اس آیت میں اس یتیم لڑکی کا حکم بیان ہوا ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اس کا ولی اس کی خوبصورتی اور مالداری پر ریجھ کر یہ چاہئے کہ اس سے نکاح کرے لیکن اس کے مہر میں کمی کرنے کا بھی ارادہ ہو ایسے ولی کو اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے البتہ اس صورت میں انہیں نکاح کی اجازت ہے جب وہ ان کا مہر انصاف سے پورا ادا کر دیں گے اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر آیت میں ایسے ولیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی کے سوا کسی اور سے نکاح کر لیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بعد سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں آیت ” لوگ تم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں سے لیکر اور جن کے نکاح کرنے سے تم باز رہتے ہو (یا لالچ کی بنا پر تم خود ان سے نکاح کر لینا چاہتے ہو)۔“ تک نازل فرمائی، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ یتیم لڑکیاں اگر خوبصورت اور صاحب مال ہوں تو ان کے ولی بھی ان کے ساتھ نکاح کر لینا چاہتے ہیں، اس کا خاندان پسند کرتے ہیں اور مہر پورا ادا کر کے ان سے نکاح کر لیتے ہیں لیکن ان میں حسن کی کمی ہو اور مال بھی نہ ہو تو پھر ان کی طرف رغبت نہیں ہو گی اور وہ انہیں چھوڑ کر دوسری عورتوں سے نکاح کر لیتے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جسے اس وقت یتیم لڑکی کو چھوڑ دیتے ہیں جب وہ نادار ہو اور خوبصورت نہ ہو ایسے ہی اس وقت بھی چھوڑ دینا چاہیے جب وہ مالدار اور خوبصورت ہو البتہ اگر اس کے حق میں انصاف کریں اور اس کا مہر پورا ادا کریں تب اس سے نکاح کر سکتے ہیں۔ [۳]

اور اللہ تعالیٰ نے کمزور بچوں اور یتیموں کے معاملے میں کوتاہی پر زجر و توبیخ کے طور پر خصوصی وصیت فرمائی اور وہ احکام جو ان چھوٹے بچوں کے متعلق ہیں جو بیچارے زور نہیں رکھتے، اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ تم وراثت میں یتیموں کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لو اور ظلم

---

[۱] النساء: 127

[۲] النساء: 127

[۳] صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ الأَكْفَاءِ فِي المَالِ وَتَزْوِيجِ المُقِلِّ المُثْرِيَةَ ۵۰۹۲، و بَابُ تَزْوِيجِ اليَتِيمَةِ ۵۱۴۰، كِتَاب الشَّرِكَةِ بَابُ شَرِكَةِ اليَتِيمِ وَأَهْلِ المِيرَاثِ ۲۴۹۴، كِتَابُ الوَصَايَا بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَآتُوا اليَتَامَى أَمْوَالَهُمْ، وَلاَ تَتَبَدَّلُوا الخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۲۷۶۳، کتاب التفسیر بَابُ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لاَ تُقْسِطُوا فِي اليَتَامَى ۴۵۷۳ ، صحیح مسلم کتاب التفسیر باب فی تفسیرآیات متفرقة ۷۵۲۸

واستبداد سے ان کے مال پر قبضہ نہ جمالو،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ {وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ}كَمَا إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ نَكَحْتَهَا وَاسْتَأْثَرْتَ بِهَا كَذَلِكَ إِذَا لَمْ تَكُنْ ذَاتَ جَمَالٍ وَلَا مَالٍ فَانْكِحْهَا وَاسْتَأْثِرْ بِهَا

سعید بن جبیر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان '' اور اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ انصاف پر قائم رہو۔'' کے بارے میں فرمایا ہے کہ جیسے یتیم لڑکی کے صاحب مال و جمال ہونے کی صورت میں تم اس کو ترجیح دیتے ہو اس سے خود نکاح کر لیتے ہو، تو ایسے ہی اگر وہ صاحب مال و جمال نہ ہو تو پھر بھی اس سے نکاح کرلو اور اس صورت میں بھی اسی کو ترجیح دو۔[1]

اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کرنے کا شوق دلاتے ہوئے فرمایا تم یتیموں یا دوسروں کے ساتھ جو بھی بھلائی تم کرو گے وہ اللہ کے علم سے چھپی نہ رہے سکے گی اور قیامت کے روز اللہ ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا

اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بد دماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں صلح کرلیں

بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا

اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں، صلح بہت بہتر چیز ہے، طمع ہر ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے، اگر تم اچھا سلوک کرو

وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ (النساء ۱۲۸)

اور پرہیز گاری کرو تو تم جو کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبردار ہے۔

خاوند کی زیادتی کے بارے میں احکام: خاوند اگر کسی وجہ سے اپنی بیوی کو ناپسند کرے اور اس سے دور رہنا اور اعراض کرنا معمول بنالے یا ایک سے زیادہ بیویاں ہونے کی صورت میں کسی کم تر خوبصورت بیوی سے اعراض کرے تو اگر عورت اپنے تمام یا کچھ حق (مہر سے یا نان و نفقہ سے یا باری سے) چھوڑ کر خاوند سے مصالحت کرلے تا کہ وہ اسے طلاق نہ دے دے تو اس مصالحت میں خاوند یا بیوی پر کوئی گناہ نہیں، کیونکہ صلح بہر حال طلاق و جدائی سے بہتر ہے۔

وَلِهَذَا لَمَّا كَبِرَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ عَزَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فِرَاقِهَا فَصَالَحَتْهُ عَلَى أَنْ يُمْسِكَهَا، وَتَتْرُكَ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ، فَقَبِلَ ذَلِكَ مِنْهَا وَأَبْقَاهَا عَلَى ذَلِكَ

جب ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ بہت بوڑھی ہوگئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کر لی کہ وہ انہیں طلاق نہ دیں میں اپنی باری ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیتی ہوں چنانچہ اسی پر صلح ہوگئی

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰۷۸/۴

اور رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو قبول فرمالیا۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:فَمَا اصْطَلَحَا عَلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ جَائِزٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں دونوں جس چیز پر بھی صلح کر لیں وہ جائز ہے۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمام حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔ (۳)

شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (۴)

بخل اور طمع انسان کی جبلت میں شامل ہے لیکن اگر تم لوگ اپنے نفس سے اس گھٹیا خلق کا قلع قمع کر کے بے رغبتی کے باوجود عورتوں سے احسان سے پیش آؤ اور پرہیز گاری سے کام لے کر ان کے حقوق گھٹانے کی کوشش نہ کرو تو یقین رکھو کہ اللہ تمہارے اس طرز عمل سے بے خبر نہ ہو گا اور وہ تمہیں اس کی پوری پوری جزا دے گا۔

وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ

تم سے یہ کبھی نہیں ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو گو تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کر لو ،

وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا

اس لیے بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھڑ لٹکتی نہ چھوڑو ، اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ (النساء۱۲۹)

تو بیشک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کی مزید تشریح فرمائی کہ تم چاہئے کتنی ہی خواہش اور کوشش کرو بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل وانصاف کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے، تمہارا دلی رجحان ومحبت میں کمی بیشی ہونا فطری بات ہے جس پر کسی کو اختیار نہیں ہے

(۱) صحیح بخاری کتاب النکاح بَابُ المَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا، وَكَيْفَ يَقْسِمُ ذَلِكَ ۵۲۱۲، کتاب الھبة وفضلھاوالتحریض علیھا باب ھبة المراة لغیرزوجھا۲۵۹۳،کتاب التفسیربَابُ هِبَةِ المَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا وَعِتْقِهَا، إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ فَهُوَ جَائِزٌ، إِذَا لَمْ تَكُنْ سَفِيهَةً، فَإِذَا كَانَتْ سَفِيهَةً لَمْ يَجُزْعن عائشه ۴۶۰۱ ،صحیح مسلم کتاب النکاح بَابُ جَوَازِ هِبَتِهَا نَوْبَتَهَا لِضُرَّتِهَا۳۶۲۹، کتاب التفسیر باب فی تفسیر آیات متفرقة۷۵۳۷

(۲) مسندابوداودالطیالسی۲۸۰۵

(۳) سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الطَّلَاقِ۲۱۷۸،سنن ابن ماجه کتاب الطلاق بَابُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ۲۰۱۸،مستدرک حاکم۲۷۹۴

(۴) ارواء الخلیل۲۰۴۰

، جیسے رسول اللہ ﷺ تمام ازواج مطہرات کے مقابلہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت رکھتے تھے، لہذا ایسا بھی نہ کرو کہ ایک بیوی ہی کی طرف مائل نہ ہو جاؤ اور دوسری کو معلق چھوڑ دو کہ نہ تو اس کے حقوق زوجیت ادا کرو اور نہ ہی اسے طلاق دے کر آزاد کر دو تا کہ وہ کہیں اور جگہ نکاح کر سکے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلَهُ {فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ} قَالَ: لَا مُطَلَّقَةٌ وَلَا ذَاتُ بَعْلٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "ایک بیوی کی طرف اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو۔" کے معنی یہ ہیں کہ دوسری کو اس طرح چھوڑ دو گویا وہ نہ شوہر والی ہو اور نہ مطلقہ۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَأَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ اختیار رکھنے کے باوجود ان میں (شب باشی وغیرہ میں) عدل نہ کرے تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے جسم کا نصف حصہ ساقط ہو گا۔ [2]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ، وَيَقُولُ:اللَّهُمَّ هَذَا قَسْمِي، فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي، فِيمَا تَمْلِكُ، وَلَا أَمْلِكُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ (اپنی ازواج محترمات کے مابین) تقسیم کرتے اور عدل کرتے اور دعا فرمایا کرتے تھے اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے بس میں ہے اور اس بات میں مجھے ملامت نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میرا اس پر اختیار نہیں یعنی معاشرتی برتاؤ میں میں کوتاہی نہیں کرتا لیکن دل کا معاملہ میرے اختیار میں نہیں اس لئے قلبی محبت میں کمی بیشی پر مجھے ملامت نہ کرنا۔ [3]

اس طرح اگر تم اپنی استطاعت بھر عورتوں کے درمیان نان ونفقہ، لباس اور شب باشی کی تقسیم میں عدل وانصاف اور برابری کرو گے تو اللہ بھی جو اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا اور بخشنے والا ہے تمہاری لغزشوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز فرما دے گا۔

وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾

اور اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا اللہ تعالیٰ وسعت والا حکمت والا ہے

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۴/۱۰۸۴

[2] جامع ترمذی ابواب النکاح بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الضَّرَائِرِ ۱۱۴۱، سنن نسائی كِتَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ باب مَيْلُ الرَّجُلِ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ ۳۳۹۴، سنن ابوداود کتاب النکاح بَابٌ فِي الْقَسْمِ بَيْنَ النِّسَاءِ ۲۱۳۳، مستدرک حاکم ۲۷۵۹

[3] سنن ابوداود کتاب النکاح بَابٌ فِي الْقَسْمِ بَيْنَ النِّسَاءِ ۲۱۳۴، جامع ترمذی ابواب النکاح بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الضَّرَائِرِ ۱۱۴۰، سنن نسائی كِتَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ باب مَيْلُ الرَّجُلِ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ ۳۳۹۵، سنن ابن ماجہ کتاب النکاح بَابُ الْقِسْمَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ ۱۹۷۱، سنن الدارمی ۲۲۵۳

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

، زمین اور آسمانوں کی ہر ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ہے، واقعی ہم نے ان لوگوں کو جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے تھے

مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِیَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

اور تم کو بھی یہی حکم کیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم کفر کرو تو یاد رکھو کہ اللہ کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا حَمِیْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اللہ بہت بے نیاز اور تعریف کیا گیا ہے، اللہ کے اختیار میں ہے آسمانوں کی سب چیزیں

وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَ یَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ ؕ

اور زمین کی بھی اور اللہ کارساز کافی ہے، اگر اسے منظور ہو تو اے لوگو! وہ تم سب کو لے جائے اور دوسروں کو لے آئے

وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِكَ قَدِیْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا

اللہ تعالیٰ اس پر پوری قدرت رکھنے والا ہے، جو شخص دنیا کا ثواب چاہتا ہو تو (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ کے پاس تو دنیا

وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ﴿۱۳۴﴾ (النساء ۱۳۰تا۱۳۴)

ور آخرت (دونوں) کا ثواب موجود ہے اور اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے

پھر تیسری صورت بیان فرمائی کہ کوشش کے باوجود حالت اس موڑ پر پہنچ جائیں کہ میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت نہ رہے اور زوجین طلاق، فسخ یا خلع کے ذریعے ایک دوسرے سے الگ ہی ہوجائیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں میاں بیوی کو اپنے فضل و کرم اور لامحدود احسان کے ذریعے سے ایک دوسرے سے بے نیاز کر دے، شوہر کو کسی دوسری بیوی کے ذریعے سے پہلی بیوی سے اور بیوی کو اپنے فضل و کرم سے مستغنی کر دے، اللہ تعالیٰ بہت زیادہ فضل و کرم اور بے پایاں رحمت کا مالک ہے، اگر وہ کسی کو عطا کرتا ہے یا محروم کرتا ہے تو حکمت کی بنیاد پر ہی کرتا ہے، ساتوں آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کا خالق و مالک اللہ ہی کا ہے، تم سے پہلے بھی ہم نے اہل کتاب کو یہی ہدایت کی تھی اور اب تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں کہ اللہ وحدہ لاشریک تسلیم کرو، اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو لیکن اگر تم اطاعت گزار نہیں بنتے اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتے اور ایسی چیزوں کو اللہ کا شریک ٹھیراتے ہو جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی، جیسے فرمایا

وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ... ﴿۱۱۷﴾ (۱)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

(۱) المومنون ۱۱۷

تو نہ مانو اس طرح تم اپنا ہی نقصان کرو گے، اسمانوں وزمین کی ساری چیزوں کا مالک اللہ ہی ہے اور وہ بے نیاز اور ہر طرح کی تعریف کا مستحق ہے، جیسے فرمایا

...فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ (۱)

ترجمہ: اس طرح انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور منہ پھیر لیا تب اللہ بھی ان سے بے پرواہو گیا اور اللہ تو ہے ہی بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود۔

پھر مکرر فرمایا ہاں آسمانوں اور زمین میں اللہ وحدہ لاشریک ہی کا اقتدار ہے، اور کارسازی کے لیے بس وہی کافی ہے، لوگوں کے اپنے کفر پر قائم رہنے اور اپنے معبود حقیقی سے روگردانی کرنے پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا اللہ ہی قدرت کاملہ اور مشیت نافذہ کا مالک ہے اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو تمہارے اعمال باطلہ کے سبب اس دنیا سے نیست ونابود کر کے تمہاری جگہ اور لوگوں کو پیدا کر دے، جو تم سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کی زیادہ اطاعت گزار ہوں گے اور وہ اس کی پوری قدرت رکھتا ہے، جیسے فرمایا

...وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝ (۲)

ترجمہ: اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

جو شخص کوتاہ نظری سے محض ثواب دنیا کا طالب ہو تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کے پاس ثواب دنیا بھی ہے اور ثواب آخرت بھی، جو کوئی صرف دنیا ہی کا طالب ہو تو ہم اسے اسی دنیا میں ہی عطا کر دیتے ہیں لیکن آخرت میں وہ اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ (۳)

ترجمہ: جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اس کی کھیتی کو ہم بڑھاتے ہیں، اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے دنیا ہی میں سے دیتے ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ (۴)

ترجمہ: جو کوئی (اس دنیا میں) جلدی حاصل ہونے والے فائدوں کا خواہشمند ہو اسے یہیں ہم دے دیتے ہیں جو کچھ بھی جسے دینا چاہیں، پھر اس کے مقسوم میں جہنم لکھ دیتے ہیں جسے وہ تاپے گا ملامت زدہ اور رحمت سے محروم ہو کر۔

(۱) التغابن۶

(۲) محمد۳۸

(۳) الشوری۲۰

(۴) بنی اسرائیل۱۸

مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا وَزِيۡنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيۡهِمۡ اَعۡمَالَهُمۡ فِيۡهَا وَهُمۡ فِيۡهَا لَا يُبۡخَسُوۡنَ ﴿۱۵﴾ [1]

ترجمہ: جو لوگ بس اس دنیا کی زندگی اور اس کی خوشنمائیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّمَّا كَسَبُوۡا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ [2]

ترجمہ: (مگر اللہ کو یاد کرنے والے لوگوں میں بھی بہت فرق ہے) ان میں سے کوئی تو ایسا ہے جو کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ دے دے، ایسے شخص کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور کوئی کہتا ہے کہ! اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا ایسے لوگ اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ پائیں گے اور اللہ کو حساب چکاتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

اس لئے صرف دنیا ہی کے تھوڑے سے ناپائیدار متاع کو اپنا نصب العین کی نہ بنالو بلکہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کے دائمی ثواب کے طلبگار بنو اور اللہ سمیع و بصیر ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ

اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور خوشنودی مولا کے لیے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ گ

وَلَوۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ اَوِ الۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ ۚ اِنۡ يَّكُنۡ غَنِيًّا اَوۡ فَقِيۡرًا

وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ داروں عزیزوں کے، وہ شخص اگر امیر ہو تو اور فقیر ہو تو دونوں

فَاللّٰهُ اَوۡلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الۡهَوٰٓى اَنۡ تَعۡدِلُوۡا ۚ وَاِنۡ تَلۡوٗۤا اَوۡ تُعۡرِضُوۡا

کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے، اس لیے تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑ دینا اور اگر تم نے کج بیانی کی یا پہلوتہی کی

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا ﴿۱۳۵﴾ (النساء ۱۳۵)

تو جان لو کہ جو کچھ تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

انصاف اور سچی گواہی تقوی کی روح ہے: اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو عدل وانصاف قائم کرنے اور حق کے مطابق گواہی دینے کی تاکید فرمائی

---

[1] ہود ۱۵

[2] البقرۃ ۲۰۰ تا ۲۰۲

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے تمام احوال میں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد میں عدل وانصاف کے علمبردار بنو تا کہ معاشرے سے ظلم وفساد مٹ جائے اور اس کی جگہ عدل وانصاف قائم ہو جائے، جیسے ایک اور مقام پر فرمایا

...وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ... ﴿۲﴾ [۱]

ترجمہ: اور (اے گواہ بننے والو!) گواہی ٹھیک ٹھیک اللہ کے لیے ادا کرو۔

اور اللہ تمہاری گواہی کسی ذاتی مفاد کے بجائے صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے ہونی چاہیے اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو، فریق معاملہ خواہ مالدار ہو تو اس کی تونگری کی وجہ سے رعایت نہ کرو اور اگر تنگ دست ہے تو بزعم خویش اس کے فقر کا اندیشہ نہ کرو بلکہ ہر حال میں عدل کے تقاضوں کو اہمت دو، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیرخواہ ہے، لہٰذا اپنی خواہش نفس یا ذاتی دشمنی یا قومیت یا دینی بغض وتعصّبات کی پیروی میں عدل وانصاف سے باز نہ رہو بلکہ ان سب کو نظرانداز کر کے بے لاگ عدل کرو، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ﴿۸﴾ [۲]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو، کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ، عدل کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

قَوْلُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ، لَمَّا بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُصُ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ ثِمَارَهُمْ وَزَرْعَهُمْ، فَأَرَادُوا أَنْ يُرْشُوه لِيَرْفُقَ بِهِمْ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ أَحَبِّ الْخَلْقِ إِلَيَّ، وَلَأَنْتُمْ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ أَعْدَادِكُمْ مِنَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ، وَمَا يَحْمِلُنِي حُبِي إِيَّاهُ وَبُغْضِي لَكُمْ عَلَى أَلَّا أَعْدِلَ فِيكُمْ. فَقَالُوا: "بِهَذَا قَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر کے یہودیوں کی طرف بھیجا تا کہ وہ وہاں کے پھلوں اور فصلوں کا تخمینہ لگا کر آئیں، یہودیوں نے انہیں رشوت کی پیش کش کی تا کہ وہ کچھ نرمی سے کام لیں، انہوں نے جواب دیا اللہ کی قسم! میں اس کی طرف سے نمائندہ بن کر آیا ہوں جو دنیا میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے نزدیک بندروں اور خنزیروں سے بدتر ہو لیکن اپنے محبوب کی محبت اور تمہاری دشمنی مجھے اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتی کہ میں تمہارے معاملے میں انصاف نہ کروں، یہ سن کر انہوں نے کہا اسی عدل کی وجہ سے آسمان وزمین کا یہ نظام قائم ہے۔ [۳]

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ إِلَى خَيْبَرَ. فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ

---

[۱] الطلاق ۲

[۲] المائدة ۸

[۳] تفسیر ابن کثیر ۲٫۴۳۳، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۱٫۳۲۷، تفسیر القاسمی ۳٫۳۶۸، التفسیر المنیر للزحیلی ۵٫۳۱۴

وَبَيْنَ يَهُودِ خَيْبَرَ. قَالَ، فَجَمَعُوا لَهُ حُلِياً مِنْ حَلْيِ نِسَائِهِمْ. فَقَالُوا: هذَا لَكَ. وَخَفِّفْ عَنَّا. وَتَجَاوَزْ فِي الْقَسْمِ.فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ: يَا مَعْشَرَ يَهُودَ، وَاللهِ إِنَّكُمْ لَمِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللهِ إِلَيَّ وَمَا ذَاكَ بِحَامِلِي عَلَى أَنْ أَحِيفَ عَلَيْكُمْ. فَأَمَّا مَا عَرَضْتُمْ مِنَ الرُّشْوَةِ فَإِنَّهَا سُحْتٌ. وَإِنَّا لاَ نَأْكُلُهَا .فَقَالُوا: بِهذَا قَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ.

سلیمان بن یسار سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن روحہ کو خیبر کی طرف بھیجتے تھے وہ پھلوں کا اور زمینوں کا اندازہ کر دیتے تھے ایک بار یہودیوں نے اپنی عورتوں کا زیور جمع کیا اور عبد اللہ بن روحہ کو دینے لگے یہ لے مگر ہمارے محصول میں کمی کر دو، عبد اللہ بن روحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے یہود! اللہ کی ساری مخلوق میں میں تم کو زیادہ برا سمجھتا ہوں اس پر بھی میں نہیں چاہتا کہ تم پر ظلم کروں اور جو تم مجھے رشوت دیتے ہو وہ حرام ہے اس کو ہم لوگ نہیں کھاتے، اس وقت یہودی کہنے لگے اس وجہ سے اب تک آسمان اور زمین قائم ہیں۔ [۱]

اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا جان بوجھ کر سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے یعنی وہ تمہارے افعال کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور تمہارے ظاہر و باطن تمام اعمال کا علم رکھتا ہے اور روز قیامت وہ تم سب کو اپنے اعمال کی جزا دے گا،

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا

زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تم کو بتلاؤں بہتر گواہ کون ہے؟ وہ جو طلب کرنے سے پہلے از خود اپنی گواہی پیش کر دے۔ [۲]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَالِكٌ: الَّذِي يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ وَلَا يَعْلَمُ بِهَا الَّذِي هِيَ لَهُ ، قَالَ الْهَمَدَانِيُّ: وَيَرْفَعُهَا إِلَى السُّلْطَانِ

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام مالک رحمہ اللہ نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ صاحب حق کو علم نہ ہو کہ اس کا گواہ کون ہے، ہمدانی نے کہا وہ (از خود) اپنے آپ کو سلطان کے روبرو پیش کر دے۔ [۳]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے (تابعین) پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے (تبع تابعین) اور اس کے بعد ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔ [۴]

[۱] موطاامام مالک كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ مَا جَاءَ فِي الْمُسَاقَاةِ

[۲] صحیح مسلم كِتَابُ الْأَقْضِيَةِ بَابُ بَيَانِ خَيْرِ الشُّهُودِ۴۴۹۴،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَحْكَامِ بَابُ الرَّجُلِ عِنْدَهُ الشَّهَادَةُ لَا يَعْلَمُ بِهَا صَاحِبُهَا۲۳۶۵

[۳] سنن ابوداود كِتَابُ الْأَقْضِيَةِبَابٌ فِي الشَّهَادَاتِ ۳۵۹۶

[۴] صحیح بخاری كِتَابُ الشَّهَادَاتِ بَابٌ لاَ يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ ۲۶۵۲،صحیح مسلم كتاب الْفَضَائِلِ بَابُ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ الۡكِتٰبِ الَّذِىۡ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول (ﷺ) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (ﷺ) پر اتاری ہے

وَ الۡكِتٰبِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ وَ مَنۡ يَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ

اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل فرمائی گئی ہیں ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے

وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ﴿۱۳۶﴾

اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا،

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ثُمَّ كَفَرُوۡا ثُمَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ كَفَرُوۡا ثُمَّ ازۡدَادُوۡا كُفۡرًا لَّمۡ

جن لوگوں نے ایمان قبول کر کے پھر کفر کیا پھر ایمان لا کر پھر کفر کیا پھر اپنے کفر میں بڑھ گئے،

يَكُنِ اللّٰهُ لِيَـغۡفِرَ لَهُمۡ وَلَا لِيَـهۡدِيَهُمۡ سَبِيۡلًا ؕ ﴿۱۳۷﴾ (النساء ۱۳۶،۱۳۷)

اللہ تعالیٰ یقیناً انہیں نہ بخشے گا، اور نہ انہیں راہ ہدایت سجھائے گا۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ہر طرف سے منہ موڑ کر پوری سنجیدگی اور خلوص نیت کے ساتھ اللہ وحدہ لاشریک پر، اس کے آخری رسول محمد ﷺ پر ایمان لاؤ، جیسے فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوۡا بِرَسُوۡلِهٖ...﴿۲۸﴾ (۱)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ۔

اور اس آخری جلیل القدر کتاب قرآن مجید پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس سے پہلے وہ انبیاء پر نازل کر چکا ہے غیر متزلزل ایمان لاؤ، اور موت تک اس پر ثابت قدم رہو جیسے فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾ (۲)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔

اور لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا جس شخص نے اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے ملائکہ اور اس کی منزل کتابوں اور اس کے مبعوث کیے ہوئے رسولوں اور روز آخرت کو ماننے سے صاف انکار کیا یا زبانی تو اقرار کرے مگر اس کا طرز عمل اس کے خلاف ہو یعنی اسلام کے ان اساسی

فَضْلِ الصَّحَابَةِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ۶۴۶۹ ،سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَحْكَامِ بَابُ الرَّجُلِ عِنْدَهُ الشَّهَادَةُ لَا يَعْلَمُ بِهَا صَاحِبُهَا۲۳۶۳، مسند احمد ۳۵۹۴

(۱) الحدید ۲۸

(۲) آل عمران ۱۰۲

عقیدوں کے ساتھ جو ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں کفر کیا وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا جہاں اسے دنیا و آخرت میں ناکامی ونامرادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا، رہے وہ منافقین جنہیں مسلمان بن جانے میں مفاد نظر آیا تو ایمان لے آئے اور جب دوسری جانب منفعت نظر آئی تو پھر کفر کی جانب چلے گئے، مگر پھر اسلام قبول کرنے میں فائدہ نظر آیا تو دوبارہ مسلمان بن گئے، اسی طرح پھر کفر میں کچھ منفعت نظر آئی تو اس جانب کھسک گئے، پھر اپنے کفر وضلالت میں اتنے بڑھ گئے کہ کفر کو سر بلند کرنے کے لئے اسلام کی خلاف خفیہ سازشوں اور علانیہ تدبیروں سے دوسرے لوگوں کو بھی دعوت حق سے پھیرنے کی کوشش کرنے لگے، تو اللہ ہرگز ان کو معاف نہ کرے گا اور نہ کبھی ان کو راہ راست دکھائے گا، جیسے فرمایا

...فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ [۱]

ترجمہ: پھر جب انہوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۱۰ [۲]

ترجمہ: ہم اُسی طرح ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی مرتبہ اس (کتاب) پر ایمان لائے تھے ہم انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔

عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ انْتَسَبَ إِلَى تِسْعَةِ آبَاءٍ كُفَّارٍ يُرِيدُ بِهِمْ عِزًّا وَكَرَمًا، فَهُوَ عَاشِرُهُمْ فِي النَّارِ

ابوریحانہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جو شخص فخر وغرور کے طور پر اپنی عزت ظاہر کرنے کے لئے اپنا نسب اپنے کفار آباو اجداد سے جوڑے گا اور نو تک پہنچ جائے وہ بھی ان کے ساتھ دسواں جہنمی ہوگا۔ [۳]

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۝۱۳۸ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ

منافقین کو اس امر کی خبر پہنچا دو کہ ان کے لیے دردناک عذاب یقینی ہے، جن کی یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں

الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ

کو دوست بناتے پھرتے ہیں، کیا ان کے پاس عزت کی تلاش میں جاتے ہیں؟ (تو یاد رکھیں کہ) عزت تو ساری کی

لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝۱۳۹ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا

ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے، اور اللہ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو

[۱] الصف ۵

[۲] الانعام ۱۱۰

[۳] مسند احمد ۱۷۲۱۲

وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو!

اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ

جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور

فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ﴿۱۴۰﴾ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ

سب منافقین کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے، یہ لوگ تمہارے انجام کار کا انتظار کرتے رہتے ہیں پھر اگر تمہیں اللہ فتح دے

قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَ اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا

تو یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہیں اور اگر کافروں کو تھوڑا سا غلبہ مل جائے تو (ان سے) کہتے ہیں کہ

اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ

ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے اور کیا ہم نے تمہیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے نہ بچایا تھا؟ پس قیامت میں خود اللہ تعالیٰ

بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ (النساء ۱۳۸ تا ۱۴۱)

تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر ہرگز راہ نہ دے گا۔

منافقین کا ہولناک انجام اور اہل ایمان کے لئے تنبیہ: اور جو لوگ اسلام ظاہر کرتے ہیں مگر اپنے دلوں میں کفر کو چھپائے ہوئے ہیں اس لئے کفار سے محبت کرتے ہیں اور اہل ایمان کو چھوڑ کر اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست اور ولی مددگار بناتے ہیں، جیسے فرمایا

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ (۱)

ترجمہ: جب یہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اصل میں تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے محض مذاق کر رہے ہیں۔

انہیں یہ بدترین بشارت سنا دو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جہنم کا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، جہنم کی آگ انہیں اوپر نیچے ہر طرف سے گھیرے لے گی جس میں نہ یہ جی سکیں گے اور نہ ہی انہیں موت آئے گی، جیسے فرمایا

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ (۲)

(۱) البقرۃ ۱۴

(۲) طٰہٰ ۷۴

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

الَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى ﴿۱۳﴾ ①

ترجمہ: جو بڑی آگ میں جائے گا، پھر نہ اس میں مرے گا نہ جیئے گا۔

کیا یہ منافقین کفار سے دوستی کر کے عزت واحترام اور قدر ومنزلت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ مگر یہ ان کی بھول ہے کفار کی دوستی سے تو ذلت وخواری کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ عزت تو ساری کی ساری اللہ وحدہ لاشریک ہی کے اختیار میں ہے اور وہ اپنے اطاعت گزار بندوں کو ہی دنیا وآخرت میں عزت عطا فرماتا ہے، جیسے فرمایا

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا ... ﴿۱۰﴾ ②

ترجمہ: جو کوئی عزت چاہتا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ عزت ساری کی ساری اللہ کی ہے۔

... وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ ③

ترجمہ: حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے مگر یہ منافق جانتے نہیں ہیں۔

اللہ اس کتاب قرآن مجید میں تم کو پہلے ہی حکم دے چکا ہے کہ جہاں تم سنو کہ اللہ کی آیات کے خلاف کفر بکا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہاں نہ بیٹھو جب تک کہ لوگ کسی دوسری بات میں نہ لگ جائیں، جیسے فرمایا

وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ ④

ترجمہ: اور اے نبی! جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری آیات پر نکتہ چینیاں کر رہے ہیں تو ان کے پاس سے ہٹ جاؤ یہاں تک کہ وہ اس گفتگو کو چھوڑ کر دوسری باتوں میں لگ جائیں اور اگر کبھی شیطان تمہیں بھلاوے میں ڈال دے تو جس وقت تمہیں اس غلطی کا احساس ہو جائے اس کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھو۔

اس حکم کے باوجود اگر تم ایسی مجلسوں اور اجتماعات میں بیٹھو گے جہاں اللہ تعالیٰ، آیات الٰہی، شعائر دین اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کا قولاً یا عملاً مذاق اڑایا جا رہا ہو اور تم طاقت رکھنے کے باوجود وہاں انہیں روکنے کے بجائے یا احتجاج کرنے یا وہاں سے ہٹ جانے کے بجائے ٹھنڈے دل سے یہ سب سنتے رہو تو اس عظیم ترین گناہ میں تم بھی برابر کے شریک ہو،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يَدْخُلِ الحَمَّامَ

---

① الاعلی ۱۲،۱۳

② فاطر ۱۰

③ المنافقون ۸

④ الانعام ۶۸

بِغَيْرِ إِزَارٍ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُدْخِلْ حَلِيلَتَهُ الحَمَّامَ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يَجْلِسْ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا بِالْخَمْرِ.

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ برہنہ ہو کر حمام میں داخل نہ ہو، جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنی بیوی کو حمام میں نہ بھیجے، نیز اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لانے والا ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔ [1]

یقین جانو کہ جس طرح یہ منافقین کفار کے ساتھ ان کے کفر و موالات پر مجتمع ہیں اسی طرح اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم کے ہولناک عذاب میں ایک جگہ جمع کرنیوالا ہے، جہاں یہ گرم پانی اور دوزخیوں کے جسموں سے نکلنے والی پیپ کے پانی اور دیگر سزاؤں میں ان کے شریک ہوں گے، یہ منافق تمہارے معاملہ میں انتظار کر رہے ہیں کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اگر اللہ اپنی رحمت سے تمہیں فتح و نصرت سے ہمکنار فرمادے تو منافقین فے اور مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے آکر کہیں گے کہ کیا ہم ظاہری و باطنی طور پر تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر اللہ کی حکمت و مشیت سے کفار کا عارضی طور پر پلڑ ابھاری رہا تو انہیں یقین دلائیں گے کہ ہم تو تمہارے خلاف لڑنے پر قدرت اور طاقت رکھتے تھے مگر کیونکہ کفر و شرک اور اسلام کی کشمکش میں ہماری وفاداریاں تمہارے ساتھ تھیں اس لئے ہم نے اپنی حکمت عملی سے تمہیں مسلمانوں سے بچایا؟ اس دنیا میں ہوسکتا ہے یہ منافقین اپنی منافقت میں کچھ دنیاوی فائدے حاصل کرلیں لیکن اللہ قیامت کے روز تمہارے اور ان کے باطنی جذبات و کیفیات کی روشنی میں فیصلہ کردے گا جو وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں، ایمان ایسی نعمت ہے کہ جس کیلئے مغلوبیت کا تصور ہی ممکن نہیں مگر اس میں شرط یہ ہے کہ اہل ایمان کے قلوب واقعی ایمان کی دولت سے معمور ہوں، تو منافقین خواہ مالدار ہوں، خواہ صاحب اقتدار وہ کبھی اہل ایمان پر غالب نہیں آسکیں گے، منافقین دو کشتیوں میں پاؤں رکھ کر اس دن کے منتظر تھے کہ کب مسلمان کفار کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہو کر صفحہ ہستی سے مٹتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ کے لئے مایوس فرمادیا فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت تک کفار کو ایسا تسلط اور غلبہ عطا نہیں کرے گا کہ مسلمانوں کی دولت و شوکت کا بالکل ہی خاتمہ ہو جائے اور وہ حرف غلط کی طرح دنیا کے نقشے سے ہی محو ہو جائیں۔

عَنْ يَسِيعٍ الْكِنْدِيِّ {وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا} قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: كَيْفَ تَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ: {وَلَنْ يَجْعَلَ اللهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا} وَهُمْ يُقْتَلُونَ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ:ادْنُهُ , فَاللهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ , وَلَنْ يَجْعَلَ اللهُ لِلْكَافِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا

یسیع کندی کی روایت ہے ایک شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب کے پاس آیا اور اس نے اس آیت " اللہ نے کافروں کے لیے مسلمانوں پر غالب آنے کی ہرگز کوئی سبیل نہیں رکھی ہے۔" کا مطلب پوچھا اور کہنے لگا کہ کافر ان کو شہید بھی کر دیتے ہیں؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا قریب ہو جاؤ اور فرمایا بس اللہ ہی تمہارے اور ان کے معاملہ کا فیصلہ قیامت کے روز کرے گا اور (اس فیصلہ میں) اللہ نے کافروں کے

---

[1] جامع ترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی دخول الحمام ۲۸۰۱،مسند احمد ۱۴۶۵۱، سنن الدارمی ۲۱۳۷

لئے مسلمانوں پر غالب آنے کی ہرگز کوئی سبیل نہیں رکھی ہے۔ (۱)

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ

بیشک منافق اللہ سے چال بازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے، اور جب نماز کو

قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یاد الٰہی تو یونہی

اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۴۲ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ

برائے نام کرتے ہیں، وہ درمیان میں ہی معلق ڈگمگا رہے ہیں، نہ پورے ان کی طرف اور نہ صحیح طور پر ان کی طرف

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۱۴۳ (النساء ۱۴۳،۱۴۲)

،اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دے تو تو اس کے لیے کوئی راہ نہ پائے گا۔

منافق کی نماز: یہ منافق اپنی کم فہمی سے اللہ علام الغیوب کے ساتھ دھوکا بازی و مکاری کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں ان کے عقائد و اعمال کے سبب دھوکہ میں ڈال رکھا ہے جیسے فرمایا

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (۲)

ترجمہ: وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکا بازی کر رہے ہیں مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔

اور اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا کیونکہ وہ تو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے خفیہ بھید تک جانتا ہے، جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝۱۹ (۳)

ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے آنکھوں کی (چوری اور) خیانت کو بھی اور دلوں میں چھپے رازوں کو بھی۔

عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدَبًا، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللَّهُ بِهِ ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللَّهُ بِهِ

جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کسی نیک کام کے نتیجہ میں) جو شہرت کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اس کی بدنیتی قیامت کے دن

---

(۱) تفسیر عبدالرزاق ۴۸۱/۱، رقم ۶۴۷

(۲) البقرۃ ۹

(۳) المومن ۱۹

سب کو سنادے گا اسی طرح جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لئے نیک کام کرے اللہ بھی قیامت کے دن اس کو سب لوگوں کو دکھادے گا۔ [۱]

عِيَاذًا بِاللهِ مِنْ ذَلِكَ اللہ اس سے پناہ دے۔

اور منافقین جن کا قلب ایمان، خشیت الٰہی اور خلوص سے محروم ہوتا ہے کا شوہ یہ ہے کہ نماز جو اسلام کا اہم ترین رکن اور اشرف ترین فرض ہے وہ بھی مختصر پڑھتے ہیں جس میں اخلاص، خشیت الٰہی اور خشوع وخضوع نہیں ہوتا بلکہ صرف مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے ریا کاری اور دکھلاوے کے لئے پڑھتے ہیں مگر اس میں بھی کاہلی اور سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ عشاء اور فجر کی نماز بطور خاص ان پر بہت بھاری تھی،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ صَلاَةٌ أَثْقَلَ عَلَى المُنَافِقِينَ مِنَ الفَجْرِ وَالعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ المُؤَذِّنَ، فَيُقِيمَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ، فَأُحَرِّقَ عَلَى مَنْ لاَ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلاَةِ بَعْدُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقون پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ اور کوئی نماز بھاری نہیں اور اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان کا ثواب کتنا زیادہ ہے (اور چل نہ سکتے) تو گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آتے، اور میرا تو ارادہ ہو گیا تھا کہ موذن سے کہوں کہ وہ تکبیر کہے، پھر میں کسی کو نماز پڑھانے کے لئے کہوں اور خود آگ کی چنگاریاں لے کر ان سب کے گھروں کو جلادوں جو ابھی تک نماز کے لئے نہیں نکلے۔ [۲]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ، فَيُحْطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلاَةِ، فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ، فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ، أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا، أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ، لَشَهِدَ العِشَاءَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز کے لئے کہوں، اس کے لئے اذان دی جائے پھر کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرائے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتے) پھر انہیں ان کے گھروں سمیت جلادوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ جماعت میں نہ شریک ہونے والے لوگ اتنی بات جان لیں کہ انہیں مسجد میں ایک اچھے قسم کی گوشت والی ہڈی مل جائے گی تو یہ

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ ۶۴۹۹، صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ مَنْ أَشْرَكَ فِي عَمَلِهِ غَيْرَ اللهِ۷۴۷۶،السنن الکبری للنسائی۱۱۶۳۶، مسند ابی یعلی ۱۵۲۴،مصنف ابن ابی شیبة۳۵۳۰۱، مسند احمد ۲۰۴۵۶،شعب الایمان ۶۴۰۰،شرح السنة للبغوی ۴۱۳۴

[۲] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ فَضْلِ العِشَاءِ فِي الجَمَاعَةِ۶۵۷،صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ، وَبَيَانِ التَّشْدِيدِ فِي التَّخَلُّفِ عَنْهَا۱۴۸۲،مسند احمد ۹۴۸۶

عشاء کی جماعت کے لئے مسجد میں ضرور حاضر ہو جائیں۔ (۱)

وَالْحَدِيثُ اسْتَدَلَّ بِهِ الْقَائِلُونَ بِوُجُوبِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ؛ لِأَنَّهَا لَوْ كَانَتْ سُنَّةً لَمْ يُهَدَّدْ تَارِكُهَا بِالتَّحْرِيقِ

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل پکڑی ہے جو نماز باجماعت کو واجب قرار دیتے ہیں اگر یہ محض سنت ہوتی تو اس کے چھوڑنے والے کو آگ میں جلانے کی دھمکی نہ دی جاتی۔ (۲)

بعض علماء اس کے وجوب کے قائل نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تنبیہ جن لوگوں کو فرمائی تھی وہ منافق لوگ تھے،

وَالَّذِي يَظْهَرُ لِي أَنَّ الْحَدِيثَ وَرَدَ فِي الْمُنَافِقِينَ لِقَوْلِهِ فِي صَدْرِ الْحَدِيثِ الْآتِي بَعْدَ أَرْبَعَةِ أَبْوَابٍ لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ الْحَدِيثَ وَلِقَوْلِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ إِلَخْ لِأَنَّ هَذَا الْوَصْفَ لَائِقٌ بِالْمُنَافِقِينَ لَا بِالْمُؤْمِنِ الْكَامِلِ لَكِنِ الْمُرَادُ بِهِ نِفَاقُ الْمَعْصِيَةِ لَا نِفَاقُ الْكُفْرِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خاص منافقین کے بارے میں ہے، شروع کے الفاظ صاف ہیں کہ سب سے بھاری نماز منافقین پر عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی یہی ظاہر کرتا ہے یعنی اگر وہ ان نمازوں کا ثواب باجماعت پڑھنے کا جان لیتے تو۔۔۔ آخر تک، پس یہ بری عادت اہل ایمان کی شان سے بہت ہی بعید ہے، یہ خاص اہل نفاق ہی کا شیوہ ہو سکتا ہے، یہاں نفاق سے مراد نفاق معصیت ہے نفاق کفر مراد نہیں ہے۔ (۳)

بہر حال جمہور علماء نے نماز باجماعت کو سنت قرار دیا ہے ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں نماز باجماعت کی اکیلے کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ فضیلت بتلائی گئی ہے، معلوم ہوا کہ جماعت سے باہر بھی نماز ہو سکتی ہے مگر ثواب میں وہ اس قدر کم ہے کہ اس کے مقابلہ پر جماعت کی نماز ستائیس درجہ فضیلت رکھتی ہے،

فَأَعْدَلُ الْأَقْوَالِ وَأَقْرَبُهَا إِلَى الصَّوَابِ أَنَّ الْجَمَاعَةَ مِنْ السُّنَنِ الْمُؤَكَّدَةِ الَّتِي لَا يُخِلُّ بِمُلَازَمَتِهَا مَا أَمْكَنَ إِلَّا مَحْرُومٌ مَشْئُومٌ

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں درست تر قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ جماعت سے نماز ادا کرنا سنن موکدہ سے ہے، ایسی سنت کہ امکانی طاقت میں اس سے وہی شخص تساہل برت سکتا ہے جو انتہائی بدبخت بلکہ منحوس ہے۔ (۴)

امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ نماز باجماعت واجب ہے جیسا کہ منعقدہ باب سے ظاہر ہے اسی لئے مولانا مرزا حیرت

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ وُجُوبِ صَلَاةِ الجَمَاعَةِ ٦٤٤، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ، وَبَيَانِ التَّشْدِيدِ فِي التَّخَلُّفِ عَنْهَا ١٤٨١

(۲) نیل الاوطار ١/٣٦٢

(۳) فتح الباری ٢/١٢٧

(۴) نیل الاوطار ٣/١٥٤

مرحوم فرماتے ہیں

ان المحققين ذهبوا إلى وجوبها والحق أحق بالاتباع

محققین کی رائے میں یہ واجب ہے لیکن حق اور سچ بات یہ ہے کہ سچائی کا دامن نہ چھوٹے،

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مختلف طرق سے روایت کی گئی ہے جس میں الفاظ کی کمی بیشی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کی نقل کردہ روایت میں منافقین کا ذکر صریح لفظوں میں نہیں ہے دوسری روایات میں منافقین کا ذکر صراحتاً آیا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر نماز باجماعت ہی فرض ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بغیر جلائے نہ چھوڑتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے رک جانا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ فرض نہیں بلکہ سنت موکدہ ہے، نیل الاوطار میں تفصیل سے ان مباحث کو لکھا گیا ہے

من شاء فليرجع إليه

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ:أَشَاهِدٌ فُلَانٌ؟. قَالُوا: لَا، فَقَالَ:أَشَاهِدٌ فُلَانٌ؟ فَقَالُوا: لَا، لِنَفَرٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ لَمْ يَشْهَدُوا الصَّلَاةَ، فَقَالَ:إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا

اور ابی بن کعب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی پھر اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کر کے دریافت فرمایا کیا فلاں شخص نماز میں موجود ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا فلاں شخص موجود ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں وہ بھی نہیں ہے اور منافقین کی ایک جماعت نماز فجر میں موجود نہیں تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافقین پر دو نمازیں بڑی بھاری ہیں اگر انہیں ان کے اجر و ثواب کا علم ہوتا تو گھٹنوں کے بل گھسیٹ کر آتے۔ [1]

اور نماز عصر میں بھی منافقین کا یہی وطیرہ ہے،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ: يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ، حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا

انس مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے، وہ بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان (یعنی غروب کے وقت) ہو جاتا ہے تو اٹھتا ہے اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے (یعنی ارکان کے اذکار و اوراد بھی صحیح طرح نہیں پڑھتا کیونکہ رغبت نہیں ہوتی) اور اس میں اللہ کو یاد نہیں کرتا مگر تھوڑا۔ [2]

---

[1] سنن الدارمی ۱۳۰۵

[2] صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالْعَصْرِ ۱۴۱۲، سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ ۴۱۳، جامع ترمذی ابواب الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْعَصْرِ ۱۶۰، سنن نسائی کتاب الصلوٰة بَابُ التَّشْدِيدِ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ ۵۱۲، مسند احمد ۱۱۹۹۹

قَوْلُهُ: (بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ) اخْتَلَفُوا فِيهِ، فَقِيلَ: هُوَ عَلَى حَقِيقَتِهِ وَظَاهِرِ لَفْظِهِ، وَالْمُرَادُ أَنَّهُ يُحَاذِيهَا بِقَرْنَيْهِ عِنْدَ غُرُوبِهَا، وَكَذَلِكَ عِنْدَ طُلُوعِهَا؛ لِأَنَّ الْكُفَّارَ يَسْجُدُونَ لَهَا حِينَئِذٍ وَتَخَيَّلَ لِنَفْسِهِ وَلِأَعْوَانِهِ أَنَّهُمْ إنَّمَا يَسْجُدُونَ لَهُ، وَقِيلَ: هُوَ عَلَى الْمَجَازِ، وَالْمُرَادُ بِقَرْنِهِ وَقَرْنَيْهِ: عُلُوُّهُ وَارْتِفَاعُهُ وَسُلْطَانُهُ وَغَلَبَةُ أَعْوَانِهِ، وَسُجُودُ مُطِيعِيهِ مِنْ الْكُفَّارِ لِلشَّمْسِ

سورج کا شیطان کے دوسینگوں کے درمیان ہونا کے مفہوم میں اختلاف ہے علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ حقیقت ہے اور سورج کے طلوع وغروب کے وقت شیطان سورج کے سامنے آجاتا ہے اور ایسے لگتا ہے گویا سورج اس کے سر کے درمیان سے نکل رہا ہے یا غروب ہو رہا ہے اور سورج کی پجاری بھی ان اوقات میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں تو یہ سمجھتا ہے کہ اسے ہی سجدہ کیا جا رہا ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دوسینگوں سے مراد مجازاً شیطان کا بلند ہونا اور شیطانی قوتوں کا غلبہ ہے اور کفار طلوع وغروب کے اوقات میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ [1]

منافقین کی نفسیات کو ان الفاظ میں ذکر فرمایا کہ ان لوگوں کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب کافروں ومشرکین کے پاس جاتے ہیں تو ان کے ساتھ اور مومنوں کے پاس آتے ہیں تو ان کے ساتھ دوستی اور تعلق کا اظہار کرتے ہیں، ظاہراً وباطناً وہ نہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں نہ ہی کافروں کے ساتھ، ظاہر ان کا مسلمانوں کے ساتھ ہے تو باطن کافروں کے ساتھ اور بعض منافق تو کفر وایمان کے درمیان متحیر اور تذبذب کا شکار رہتے تھے،

عَنْ مُجَاهِدٍ: مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَٰلِكَ لَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ، يَقُولُ: لَا إِلَى أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ الْيَهُودِ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں آیت کریمہ ’’کفر وایمان کے درمیان ڈانواڈول ہیں۔ نہ پورے اس طرف ہیں نہ پورے اس طرف۔‘‘ کے معنی یہ ہیں یہ نہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوتے ہیں اور نہ ان یہودیوں کی طرف۔ [2]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هَذِهِ مَرَّةً، وَإِلَى هَذِهِ مَرَّةً، لَا تَدْرِي أَهَذِهِ تَتْبَعُ، أَمْ هَذِهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو جفتی کے لئے دوریوڑوں کے درمیان (بکرے کی تلاش میں) متردد رہتی ہے کبھی ایک ریوڑ کی طرف جاتی ہے کبھی دوسرے کی طرف (یعنی دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا)۔ [3]

---

[1] نیل الاوطار ۱/۳۸۰

[2] تفسیر طبری ۹/۳۳۵

[3] مسند احمد ۵۰۷۹، صحیح مسلم كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ باب صلاة المنافقين ۷۰۴۳

جسے اللہ گمراہی میں ڈال دے اس کے لئے تم کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔ جیسے فرمایا

...وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ (۱)

ترجمہ: اور جسے اللہ بھٹکا دے اس کے لیے تم کوئی ولی مرشد نہیں پا سکتے۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ... ﴿۱۸۶﴾ (۲)

ترجمہ: جس کو اللہ رہنمائی سے محروم کر دے اس کے لیے پھر کوئی رہنما نہیں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ

اے ایمان والو ! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم چاہتے ہو کہ

اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ

اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی صاف حجت قائم کرلو، منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے ،

وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ

ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے، ہاں جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں

وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اور خالص اللہ ہی کے لیے دینداری کریں، تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت بڑا اجر دے گا،

وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ

اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا ؟ اگر تم شکر گزاری کرتے رہو

وَ اٰمَنْتُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾ (النساء ۱۴۴ تا ۱۴۷)

اور باایمان رہو، اللہ تعالیٰ بہت قدر کرنے والا اور پورا علم رکھنے والا ہے۔

کفار ومنافقین کے ساتھ دوستی کی پینگیں نہ بڑھانے کا حکم: پھر مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار ومنافقین کے ساتھ دوستی کی پینگیں نہ بڑھاؤ اور نہ کفار کی مشابہت اختیار کرو، اللہ کے ان دشمنوں سے دوستی کا دم بھر کر (معصیت الٰہی اور حکم عدولی کی وجہ سے) اللہ کو اپنے

---

(۱) الکھف ۱۷

(۲) الاعراف ۱۸۶

خلاف خود ہی دلیل مہیا نہ کرو کہ جس سے وہ تمہیں سزا دے سکے، جیسے فرمایا

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝۲۸ [۱]

ترجمہ: مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق اور یار و مددگار ہرگز نہ بنائیں جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں، ہاں یہ معاف ہے کہ تم ان کے ظلم سے بچنے کے لیے بظاہر ایسا طرزِ عمل اختیار کر جاؤ مگر اللہ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور تمہیں اُسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

منافقین جو عداوت میں کفار کے ساتھ شریک ہیں اور اپنے مکر و فریب اور ہتھکنڈوں سے مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں، اور اللہ علام الغیوب کو دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم کا سب سے نچلا طبقہ هَاوِيَةٌ ہے جس میں وہ بدترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهَا

عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلُهُ: إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ يَعْنِي: فِي أَسْفَلِ النَّارِ

علی بن ابوطلحہ والبی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ''یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جائیں گے۔'' کے معنی یہ ہیں وہ جہنم کی آگ میں سب سے نیچے ہوں گے۔ [۲]

عَنْ عَبْدِ اللهِ: إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ قَالَ: تَوَابِيتُ مِنْ نَارٍ تُطْبَقُ عَلَيْهِمْ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ''یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جائیں گے۔'' اس کے معنی یہ ہیں منافقین کو دوزخ میں تابوتوں میں بند کر کے تالے لگا دیئے جائیں گے۔ [۳]

أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ , سُئِلَ عَنِ الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ: يُجْعَلُونَ فِي تَوَابِيتَ مِنْ نَارٍ فَتُطْبَقُ عَلَيْهِمْ فِي أَسْفَلِ النَّارِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے منافقین کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا انہیں تابوتوں میں بند کر کے جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈال دیا جائے گا۔ [۴]

اور کوئی ہستی ان کو اس دردناک عذاب سے بچا نہیں سکے گی البتہ جو ان میں سے اپنے نفاق پر نادم و پشیمان ہو کر خلوص دل سے تائب ہو کر اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کر لیں اور اللہ کی خوشنودی کے لئے اعمال صالحہ اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور اپنے اسلام، ایمان اور احسان کو اللہ کے لیے خالص کر دیں تو ایسے لوگ دنیا، برزخ اور آخرت میں مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ عنقریب مومنوں کو ضرور اجرِ عظیم عطا فرمائے گا جس کی حقیقت و ماہیت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا،

---

[۱] آل عمران ۲۸

[۲] تفسیر طبری ۹/۳۳۹، تفسیر ابن ابی حاتم ۴/۱۰۹۸

[۳] تفسیر طبری ۹/۳۳۹

[۴] تفسیر ابن ابی حاتم ۴/۱۰۹۸

عَن معَاذ بن جبل اأنه قَالَ لرَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى اليمن: أَوْصِنِي قَالَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْلِصْ دِينَكَ، يَكْفِكَ الْقَلِيلُ مِنَ الْعَمَلِ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں یمن روانہ فرمایا تو نصیحت فرمائی کہ اپنے دین کو خالص کرلو تو تھوڑا عمل بھی تمہیں کافی ہو جائے گا۔ (1)

اللہ تعالیٰ نے اپنے وسعت حلم ورحمت اور احسان کر ذکر کرتے ہوئے فرمایا اگر تم اللہ کے حکم کے مطابق برائیوں سے اجتناب کر و اور عمل صالحہ اختیار کر و اور اللہ کی توحید و ربوبیت پر اور خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان لاؤ اور اللہ کی عطا کی ہوئی بے شمار نعمتوں پر اس کے شکر گزار بنو تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں خواہ مخواہ سزا دے، جو کوئی اپنے رب کا شکر گزار بندہ بنے گا وہ اس کی قدر کرے گا اور جو خلوص نیت سے ایمان لائے گا وہ اسے بھی جان لے گا اور روز قیامت ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا دے گا۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾

برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا مگر مظلوم کو اجازت ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا اور جانتا ہے،

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا

اگر تم کسی نیکی کو اعلانیہ کرو یا پوشیدہ یا کسی برائی سے درگزر کرو، پس یقیناً اللہ تعالیٰ پوری معافی کرنے والا ہے

قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ

اور پوری قدرت والا ہے، جو لوگ اللہ کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور جو لوگ یہ چاہتے ہیں

اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ

کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان ہے اور بعض پر نہیں

وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا

اور چاہتے ہیں کہ اس کے بین بین کوئی راہ نکالیں، یقین مانو کہ سب لوگ اصلی کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ

اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے، اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے تمام پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں سے کسی میں فرق

اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ (النساء ۱۴۸ تا ۱۵۲)

نہیں کرتے یہ ہیں جنہیں اللہ ان کو پورا ثواب دے گا اور اللہ بڑی مغفرت والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

(1) تفسیر ابن ابی حاتم ۶۱۶۲ ، ۱۰۹۹/۴، الدر المنثور فی تفسیر بالماثور ۷۲۲/۲

اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی کسی میں کوئی برائی دیکھے تو اس کا چرچا کرنے لگے یا تنہائی میں اس کو سمجھانے کے بجائے اس کو برا بھلا کہنے لگے البتہ ظالم کے ظلم تم لوگوں کے سامنے بیان کر سکتے ہو،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلُهُ: لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ يَقُولُ: لَا يُحِبُّ اللهُ أَنْ يَدْعُوَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَظْلُومًا , فَإِنَّهُ قَدْ أَرْخَصَ لَهُ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ وَذَلِكَ قَوْلُهُ: إِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَإِنْ صَبَرَ فَهُوَ خَيْرٌ لَه

ابن ابوطلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ''اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں فرماتا کہ کوئی کسی کے لیے بد دعا کرے الا یہ کہ وہ مظلوم ہو تو اس کے لیے اجازت ہے کہ وہ ظالم کے لیے بد دعا کر سکتا ہے اس لیے اس نے فرمایا ہے ''اور اگر وہ صبر کرلے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے۔''[1]

وَقَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: لَا يَدْعُ عَلَيْهِ، وَلْيَقُلْ: اللهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِ، وَاسْتَخْرِجْ حَقِّي مِنْهُ وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ: قَدْ أُرْخِصَ لَهُ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْتَدِيَ عَلَيْهِ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے لیے بد دعا نہ کرے بلکہ یہ دعا کرے کہ اے اللہ! میری اس کے خلاف مدد فرما اور مجھے اس سے میرا حق دلادے، اور آپ ہی سے ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ اسے اجازت دی گئی ہے کہ وہ ظالم کے لیے بد دعا کر سکتا ہے لیکن اس پر زیادتی نہ کرے[2]

سَأَلْتُ عَبْدَ الْكَرِيمِ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ} قَالَ: هُوَ الرَّجُلُ يَشْتُمُكَ فَتَشْتُمُهُ , وَلَكِنْ إِنِ افْتَرَى عَلَيْكَ فَلَا تَفْتَرِي عَلَيْهِ مِثْلَ قَوْلِهِ: وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَأُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ[3]

عبد الکریم بن مالک جزری نے اس آیت کریمہ ''اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے، اِلّا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو۔'' کے بارے میں کہا ہے اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے تو تم اسے گالی دے سکتے ہو لیکن اگر وہ تم پر کوئی بہتان باندھے تو تم اس پر بہتان نہ باندھو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اور جو لوگ ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیں ان کو ملامت نہیں کی جا سکتی۔''[4]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کریں تو گناہ ابتداء کرنے والے پر ہی ہو گا جب

---

[1] تفسیر طبری ۹،۳۴۴

[2]۔ تفسیر ابن کثیر ۲،۴۴۳

[3] الشوری ۴۰

[4] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۱۰۱، ۴

تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے (یعنی زیادتی نہ کرے)۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُو جَارَهُ، فَقَالَ:اذْهَبْ فَاصْبِرْ فَأَتَاهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَقَالَ: اذْهَبْ فَاطْرَحْ مَتَاعَكَ فِي الطَّرِيقِ فَطَرَحَ مَتَاعَهُ فِي الطَّرِيقِ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَيُخْبِرُهُمْ خَبَرَهُ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْعَنُونَهُ: فَعَلَ اللَّهُ بِهِ، وَفَعَلَ، وَفَعَلَ، فَجَاءَ إِلَيْهِ جَارُهُ فَقَالَ لَهُ: ارْجِعْ لَا تَرَى مِنِّي شَيْئًا تَكْرَهُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے اپنے ہمسائے کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور صبر کرو وہ پھر آپ کے پاس دو یا تین بار آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اپنا سامان راستے پر ڈال دو، چنانچہ اس نے اپنا مال ومتاع راستے پر ڈال دیا، لوگ اس سے پوچھنے لگے (کہ کیا ہوا؟) تو اس نے انہیں اپنے ہمسائے کا سلوک بتلایا تو لوگ اسے لعنت ملامت کرنے لگے، اللہ اس کے ساتھ ایسے کرے اور ایسے کرے تو وہ ہمسایہ اس کے پاس آیا اور اس سے بولا اپنے گھر میں واپس چلے جاؤ (آئندہ میری طرف سے کوئی ناپسندیدہ سلوک نہیں دیکھو گے)۔ [2]

اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے (مظلوم ہونے کی صورت میں اگرچہ تم کو بدگوئی کا حق ہے) لیکن اگر تم ظاہر و باطن میں بھلائی ہی کیے جاؤ یا کم از کم برائی سے درگزر کرو تو اللہ کی صفت بھی یہی ہے کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے حالانکہ سزا دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے، جیسے فرمایا

...فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُهٗ عَلَى اللّٰهِ... ۝ [3]

ترجمہ: پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔

حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ رِيَابٍ قَالَ: " حَمَلَةُ الْعَرْشِ يَتَجَاوَبُونَ بِصَوْتٍ حَسَنٍ رَخِيمٍ يَقُولُ الْأَرْبَعَةُ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَلَى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ، وَيَقُولُ الْأَرْبَعَةُ الْآخَرُونَ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَلَى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ

ہارون بن ریاب سے ایک موقوف روایت میں ہے حاملین عرش میں سے بعض فرشتے یہ کہتے ہیں تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ کہ علم کے باوجود حلم سے کام لیتا ہے، اور بعض یہ کہتے ہیں تیری ذات پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ کہ قدرت کے باوجود معاف فرما دیتا ہے۔ [4]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ، إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ دینے سے مال گھٹتا نہیں، اور جو بندہ معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی

---

[1] سنن ابوداودکِتَاب الْأَدَبِ بَابُ الْمُسْتَبَّانِ۴۸۹۴،صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ النَّهْيِ عَنِ السِّبَابِ۶۵۹۱

[2] سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي حَقِّ الْجِوَارِ ۵۱۵۳

[3] الشوری۴۰

[4] شعیب الایمان للبیہقی۳۵۸

عزت بڑھاتا ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرماتا ہے۔ [۱]

وحدت ادیان کی نفی کرتے ہوئے فرمایا جو لوگ حق واضح ہو چکنے کے باوجود اللہ وحدہ لا شریک کی الٰہیت و ربوبیت اور اللہ کے رسولوں کی پیروی تسلیم نہیں کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور محض اپنی نفسانی خواہش، تعصّبات، تکبر اور آباؤ اجداد کی تقلید میں کہتے ہیں کہ ہم کسی نبی کو قبول کریں گے اور کسی کو قبول نہیں کریں گے اور کفر و ایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سب بلا اشتباہ پکے کافر ہیں، کیونکہ انہوں نے انبیاء ورسل میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض و عداوت رکھی تو وہ اللہ تعالیٰ اور تمام رسولوں سے عداوت رکھتا ہے تو اللہ بھی ان سے عداوت رکھتا ہے، جیسے فرمایا

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾ [۲]

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کے دشمن ہیں اللہ ان کافروں کا دشمن ہے۔

اور ایسے کافروں کے لیے ہم نے ذلیل و خوار کر دینے والی سزا مہیا کر رکھی ہے، جیسے فرمایا

...وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۚ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ... ﴿٦١﴾ [۳]

ترجمہ: آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ذلّت و خواری اور پستی و بدحالی ان پر مسلط ہوگئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے۔

بخلاف اس کے جو لوگ اللہ وحدہ لا شریک کو اپنا معبود حقیقی تسلیم کریں اور اس کے مبعوث کئے تمام رسولوں کی پیروی قبول کریں اور ان کے درمیان تفریق نہ کریں عنقریب ہم ان کو ان کی نیکیوں کا اجر عظیم عطا کریں گے، جیسے ایک اور مقام پر مسلمانوں کی تعریف میں فرمایا

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨٥﴾ [۴]

ترجمہ: رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے، یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی، مالک! ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔

اور جو لوگ اللہ کی وحدانیت پر، اس کی ربوبیت پر اور اس کی مبعوث رسولوں پر ایمان لانے والے ہیں اللہ ان کی لغزشوں اور گناہوں کو معاف فرما دے گا ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے گا اور ان کے ساتھ نہایت نرمی اور درگزر کا معاملہ فرمائے گا۔

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعَفْوِ وَالتَّوَاضُعِ ۶۵۹۲، مسنداحمد ۹۰۰۸، سنن الدارمی ۱۷۱۸

[۲] البقرة ۹۸

[۳] البقرة ۶۱

[۴] البقرة ۲۸۵

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى

آپ سے یہ اہل کتاب درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کے پاس کوئی آسمانی کتاب لائیں، حضرت موسیٰ (علیہ السلام)

اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ

سے تو انہوں نے اس سے بہت بڑی درخواست کی تھی کہ ہمیں کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کو دکھا دے، پس ان کے اس ظلم کے باعث

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

ان پر کڑاکے کی بجلی آ پڑی پھر باوجودیکہ ان کے پاس بہت دلیلیں پہنچ چکی تھیں انہوں نے

فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَ اٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾

بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا، لیکن ہم نے یہ معاف فرما دیا اور ہم نے موسیٰ کو کھلا غلبہ (اور صریح دلیل) عنایت فرمائی،

وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ

اور ان کا قول لینے کے لیے ہم نے ان کے سروں پر طور پہاڑ لا کھڑا کر دیا اور انہیں حکم دیا سجدہ کرتے ہوئے دروازے

لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ (النساء ۱۵۴،۱۵۳)

میں جاؤ اور یہ بھی فرمایا کہ ہفتہ کے دن میں تجاوز نہ کرنا اور ہم نے ان سے سخت سے سخت قول و قرار لیے

یہودیوں کو دعوت حق اور ان کی حجت بازیاں: یہودی بھی منافقین سے پیچھے نہیں تھے، جب رسول اللہ ﷺ انہیں دعوت اسلام پیش کرتے تو وہ بھی لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات اور وسوسے پیدا کرنے کے لئے عجیب عجیب مطالبے کرتے،

أن اليهود سألوا النبيّ عليه السلام أن ينزل عليهم كتاباً من السماء مكتوباً كا نزلت التوراة على موسى

ایک مرتبہ آپ ﷺ انہیں وعظ و نصیحت فرما رہے تھے کہ اچھی طرح یہ جاننے کے باوجود کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری اور سچے رسول ہیں، محض بغض و عناد، تعصبات اور تکبر میں مبتلا ہو کر اور اللہ کی گرفت سے بے خوف ہو کر عجیب و غریب مطالبہ کیا کہ اے محمد ﷺ! ہم آپ کو اللہ کا سچا رسول مان کر اس وقت ایمان لے آئیں گے جب آپ اپنی سچائی میں آسمان پر جا کر وہاں سے لکھا ہوا قرآن مجید لے کر آ جائیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تھے اور اللہ کی طرف سے تختیوں پر لکھی ہوئی تورات لے کر آئے تھے۔[1]

سَأَلَتِ الْيَهُودُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَصْعَدَ إِلَى السَّمَاءِ وَهُمْ يَرَوْنَهُ فَيُنَزِّلُ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مَكْتُوبًا فِيمَا يَدَّعِيهِ عَلَى صِدْقِهِ دَفْعَةً وَاحِدَةً، كَمَا أَتَى مُوسَى بِالتَّوْرَاةِ ـ[2]

---

[1] تفسیر زاد المسیر فی علم التفسیر ۴۹۲/۱

[2] تفسیر القرطبی ۶/۶

قَالَ ابْنُ جُرَيجٍ: سَأَلُوهُ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ صُحُفًا مِنَ اللهِ مَكْتُوبَةً إِلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ وَفُلَانٍ، بِتَصْدِيقِهِ فِيمَا جَاءَهُمْ بِهِ

ابن جریج کہتے ہیں کہ یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فلاں فلاں اور فلاں شخص کے لیے صحیفے اتار دیں جن میں آپ کی نبوت کی تصدیق ہو۔[1]

مشرکین مکہ نے بھی کچھ ایسی طرح کا مطالبہ کیا تھا

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾[2]

ترجمہ: اور انہوں نے کہا ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہمارے لیے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کر دے، یا تیرے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس میں نہریں رواں کر دے، یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو رُو در رُو ہمارے سامنے لے آئے، یا تیرے لیے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تو آسمان پر چڑھ جائے، اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں، اے نبی ﷺ! ان سے کہو پاک ہے میرا پروردگار! کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں؟۔

کیونکہ قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا گیا اس پر بھی کفار اعتراض کرتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ واضح جواب فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾[3]

ترجمہ: منکرین کہتے ہیں اِس شخص پر سارا قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہ اُتار دیا گیا؟ ہاں ایسا اس لیے کیا گیا کہ اس کو اچھی طرح ہم تمہارے ذہن نشین کرتے رہیں اور (اسی غرض کے لیے) ہم نے اس کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزاء کی شکل دی ہے، اور (اس میں یہ مصلحت بھی ہے) کہ جب کبھی وہ تمہارے سامنے کوئی نرالی بات (یا عجیب سوال) لے کر آئے اس کا ٹھیک جواب بر وقت ہم نے تمہیں دے دیا اور بہترین طریقے سے بات کھول دی۔

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی قومی تاریخ کے چند نمایاں واقعات کی طرف سرسری اشارہ فرما کر تسلی فرمائی اور کہا آپ ﷺ ان کے ان فاسد اور مجرمانہ مطالبے پر کوئی دھیان نہ دیں ان کے بڑے تو اس سے بھی بڑھ کر مطالبہ کر چکے ہیں کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہمیں اللہ کو علانیہ کلام کرتے ہوئے دکھا دیں، جیسے فرمایا

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۴۴۶

[2] بنی اسرائیل ۹۰ تا ۹۳

[3] الفرقان ۳۲،۳۳

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً ... ﴿۵۵﴾ [۱]

ترجمہ: یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ ہم تمہارے کہنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کہ اپنی آنکھوں سے علانیہ اللہ کو (تم سے کلام کرتے) نہ دیکھ لیں۔

ان کے تکبر اور سرکشی کی وجہ سے ان لوگوں پر بجلی ٹوٹ پڑی تھی اور پھر اسی دوران انہوں نے اللہ وحدہ لاشریک کی بے شمار نشانیاں (سمندر کے درمیان خشک راستے کا بن جانا، چٹیل، چلچلاتی صحرا میں ابر کا سایہ ہونا، پتھروں سے بارہ چشموں کو پھوٹ پڑنا، خوراک کے لئے من وسلویٰ نازل ہونا وغیرہ) کو دیکھنے کے باوجود سونے چاندی سے بنے ہوئے بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا تھا، مگر ہم نے پھر بھی اپنی رحمت اور فضل وکرم سے ان ناشکروں، نافرمانوں کو معاف فرما دیا تھا اور موسیٰ کو تختیوں پر احکام لکھ کر دیئے، جیسے فرمایا

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۭ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ [۲]

ترجمہ: اس کے بعد ہم نے موسیٰ کو ہر شعبۂ زندگی کے متعلق نصیحت اور ہر پہلو کے متعلق واضح ہدایت تختیوں پر لکھ کر دے دی اور اس سے کہا ان ہدایات کو مضبوط ہاتھوں سے سنبھال اور اپنی قوم کو حکم دے کہ ان کے بہتر مفہوم کی پیروی کریں، عنقریب میں تمہیں فاسقوں کے گھر دکھاؤں گا۔

مگر جب انہوں نے تورات کے احکامات کو ماننے سے انکار کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت سے بیزاری ظاہر کی تو ہم نے ان لوگوں پر کوہ طور کے دامن میں پہاڑ کو ان پر معلق کھڑا کر دیا اور ان سے (اس فرمان کی اطاعت کا) مضبوط عہد وپیمان لیا، جیسے فرمایا

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ [۳]

ترجمہ: انہیں وہ وقت بھی کچھ یاد ہے جبکہ ہم نے پہاڑ کو ہلا کر ان پر اس طرح چھا دیا تھا کہ گویا وہ چھتری ہے اور یہ گمان کر رہے تھے کہ وہ ان پر آ پڑے گا اور اس وقت ہم نے ان سے کہا تھا کہ جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھامو اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسے یاد رکھو، توقع ہے کہ تم غلط روی سے بچے رہو گے۔

مگر انہوں نے زبانی تو اقرار کیا مگر ان کے دلوں میں بچھڑا بسا ہوا تھا، پھر ہم نے ان کو حکم دیا کہ بیت المقدس کے دروازہ میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہوں اور حِطَّۃ حِطَّۃ کہتے ہوئے داخل ہوں، جیسے فرمایا

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ

[۱] البقرۃ ۵۵

[۲] الاعراف ۱۴۵

[۳] الاعراف ۱۷۱

خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ [۱]

ترجمہ: پھر یاد کرو جب ہم نے کہا تھا کہ یہ بستی جو تمہارے سامنے ہے اس میں داخل ہو جاؤ، اس کی پیداوار جس طرح چاہو مزے سے کھاؤ مگر بستی کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہونا اور کہتے جانا حِطَّۃ حِطَّۃ ہم تمہاری خطاؤں سے درگزر کریں گے اور نیکو کاروں کو مزید فضل و کرم سے نوازیں گے، مگر جو بات کہی گئی تھی، ظالموں نے اُسے بدل کر کچھ اور کر دیا آخر کار ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا یہ سزا تھی ان نافرمانیوں کی جو وہ کر رہے تھے۔

مگر یہاں بھی انہوں نے سرکشی کا اظہار کیا اور سجدہ ریز ہونے کے بجائے اپنی رانوں کے بل گھسٹتے ہوئے دروازے میں داخل ہوئے اور حِطَّۃٌ کے بجائے حِنْطَۃٌ فِي شَعْرَۃٍ کہنے لگے، پھر ہم نے ان سے کہا کہ سبت کا قانون نہ توڑو اور اس پر ان سے پختہ عہد لیا مگر انہوں نے اس قانون کی بھی بے حرمتی کی اور مختلف حیلے بہانے بنا لئے۔ جیسے فرمایا

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۶۵﴾ [۲]

ترجمہ: پھر تمہیں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قصہ تو معلوم ہی ہے جنہوں نے سبت کا قانون توڑا تھا ہم نے انہیں کہہ دیا کہ بندر بن جاؤ اور اس حال میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پھٹکار پڑے۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ [۳]

ترجمہ: پھر جب وہ پوری سرکشی کے ساتھ وہی کام کیے چلے گئے جس سے انہیں روکا گیا تھا تو ہم نے کہا بندر ہو جاؤ ذلیل اور خوار۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ

(یہ سزا تھی) بہ سبب ان کی عہد شکنی کے اور احکام الٰہی کے ساتھ کفر کرنے کے اور اللہ کے نبیوں کو ناحق قتل کر ڈالنے کے،

وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ

اور اس سبب سے کہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہے، حالانکہ دراصل ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا

اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے، اس لئے یہ قدر قلیل ہی ایمان لاتے ہیں اور ان کے کفر کے باعث اور مریم پر بہت بڑا بہتان

[۱] البقرۃ ۵۸،۵۹

[۲] البقرۃ ۶۵

[۳] الاعراف ۱۶۶

عَظِيْمًا ۝۱۵۶ وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا

باندھنے کے باعث، اور یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ نہ تو

قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ

انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا بلکہ ان کے لیے (عیسیٰ) کا شبیہ بنا دیا گیا تھا، یقین جانو کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے

اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ

بارے میں اختلاف کرنے والے ان کے بارے میں شک میں ہیں، انہیں اس کا کوئی یقین نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے،

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝۱۵۷ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ

اتنا یقینی ہے کہ انہوں نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ

عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۱۵۸ (النساء ۱۵۵ تا ۱۵۸)

بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے۔

یہودیوں کے جرائم: اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے جرائم کا ذکر فرمایا جن کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا اور انہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی تھی فرمایا اے محمد ﷺ! جو کچھ یہ کہتے ہیں کہنے دیں، آپ اپنا فرض نبھاتے ہوئے انہیں وعظ و نصیحت کرتے رہیں مگر ایسی عہد شکن قوم سے جو اللہ کی آیات (دلائل و براہین اور معجزات) کو جھٹلاتی اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتی رہی ہے اور کھلم کھلا اپنے پیغمبروں کو کہتی رہی ہے کہ ہم اپنے خیالات، تعصّبات اور اپنے اباؤ اجداد کے رسم و رواج پر پختہ ہیں اس لئے تم ہمیں کچھ بھی وعظ و نصیحت کرو، کوئی بھی دلیل لے آؤ ہمارے دلوں پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑے گا اور جو کچھ ہم کرتے چلے آرہے ہیں کرتے رہیں گے، حالانکہ درحقیقت ان کی باطل پرستی کے سبب سے اللہ نے ان کے دلوں پر آنکھوں پر اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور اسی وجہ سے یہ بہت کم ایمان لاتے ہیں، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۸۸ [1]

ترجمہ: وہ کہتے ہیں ہمارے دل محفوظ ہیں، نہیں، اصل بات یہ ہے کہ ان کے کفر کی وجہ سے ان پر اللہ کی پھٹکار پڑی ہے اس لیے وہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا

[1] البقرة ۸۸

عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ [1]

ترجمہ: کہتے ہیں جس چیز کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے اس کے لیے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں، ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک حجاب حائل ہو گیا ہے، تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کیے جائیں گے۔

پھر ان کی جرات مجرمانہ اتنی بڑھی کہ حق جاننے کے باوجود بنی اسرائیل کے ایک شریف ترین اور مشہور و نامور مذہبی گھرانے کی کنواری پاکیزہ اطوار کی لڑکی مریم علیہ السلام پر تیس سال کے بعد بدکاری کی تہمت لگائی، جیسے فرمایا

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾ یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ۖۚ ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۙ ﴿۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۪ۖ ﴿۳۱﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ [2]

ترجمہ: پھر وہ اس بچے کو لیے ہوئے اپنی قوم میں آئی لوگ کہنے لگے اے مریم! یہ تو تو نے بڑا پاپ کر ڈالا، اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ کوئی بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکار عورت تھی، مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گہوارے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے، بچہ بول اُٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور بابرکت کیا جہاں بھی میں رہوں اور نماز اور زکوۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور مجھ کو جبار اور شقی نہیں بنایا۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا يَعْنِي أَنَّهُمْ رَمَوْهَا بِالزِّنَا

علی بن ابو طلحہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ "پھر اپنے کفر میں اتنے بڑھے کہ مریم پر سخت بہتان لگایا۔" کے بارے میں روایت کیا ہے انہوں نے مریم علیہا السلام پر بدکاری کا الزام لگایا تھا۔ [3]

اور یہ جانتے ہوئے کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کے رسول ہیں ان کے قتل کا اقدام کیا اور پھر سینے پر ہاتھ مار کر فخریہ کہا کہ ہم نے اللہ کے رسول کو قتل کر دیا ہے حالانکہ فی الواقع نہ وہ انہیں قتل کر سکے اور نہ صلیب پر چڑھا سکے بلکہ مسیحیوں اور یہودیوں میں ان کا معاملہ مشتبہ کر دیا گیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں، ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی علم نہیں ہے بلکہ یہ محض مجرد قیاس و گمان ہی کی پیروی ہے، فرمایا کہ یہودی مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے بلکہ اللہ نے اپنی قدرت کاملہ اور قوت قاہرہ سے عیسیٰ علیہ السلام کو جسم اور روح کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا، جیسے فرمایا

---

[1] حم السجدة ۵

[2] مریم ۲۷ تا ۳۲

[3] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۱۰۹/۴

اِذۡ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ... ۝۵۵ [1]

ترجمہ:(وہ اللہ کی خفیہ تدبیر ہی تھی) جب اس نے کہا کہ اے عیسیٰ! اب میں تجھے واپس لے لوں گا اور تجھ کو اپنی طرف اُٹھالوں گا۔

اور جب اللہ تعالیٰ کی مشیت ہو گی وہ قیامت کے قریب فجر کی نماز کے وقت دمشق میں منارہ شرقیہ کے پاس اتریں گے اور حج یا عمرہ یا دونوں ادا کریں گے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَيُهِلَّنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ بِالْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ، أَوْ لَيُثَنِّيَنَّهُمَا جَمِيعًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام میدان حج میں روحاء میں حج یا عمرے پر یا دونوں پر لبیک کہیں گے۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَمْحُو الصَّلِيبَ، وَتُجْمَعُ لَهُ الصَّلَاةُ، وَيُعْطَى الْمَالُ حَتَّى لَا يُقْبَلَ، وَيَضَعُ الْخَرَاجَ، وَيَنْزِلُ الرَّوْحَاءَ، فَيَحُجُّ مِنْهَا أَوْ يَعْتَمِرُ، أَوْ يَجْمَعُهُمَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو مٹائیں گے، نماز باجماعت ہو گی اور لوگ اللہ کی راہ میں اس قدر مال دیں گے کہ کوئی قبول کرنے والا نہیں ملے گا، خراج چھوڑ دیں گے، مقام روحاء میں جائیں گے اور وہاں حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں ایک ساتھ کریں گے۔ [3]

اللہ زبردست طاقت رکھنے والا ہے اس کے ارادہ اور مشیت کو کوئی ٹال نہیں سکتا، جو شخص اس کی پناہ میں آجائے اسے کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ جو بھی فیصلہ فرماتا ہے وہ حکمت سے لبریز ہوتا ہے۔

وَ اِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ۚ

اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے

وَ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا ۝۱۵۹ۚ فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ

اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے، جو نفیس چیزیں ان کے لیے حلال کی گئی تھیں وہ ہم نے ان پر حرام کر دیں

طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَهُمۡ وَ بِصَدِّهِمۡ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَثِيۡرًا ۝۱۶۰ۙ وَّ اَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا

ان کے ظلم کے باعث اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے اکثر لوگوں کو روکنے کے باعث، اور سود جس سے منع کئے گئے تھے

---

[1] آل عمران ۵۵

[2] مسند احمد ۱۰۶۶۱

[3] مسند احمد ۷۹۰۳

وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ

اسے لینے کے باعث اور لوگوں کا مال ناحق مار کھانے کے باعث، اور ان میں جو کفار ہیں ہم ان کے لیے

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ

المناک عذاب مہیا کر رکھا ہے، لیکن ان میں سے جو کامل اور مضبوط علم والے ہیں اور ایمان والے ہیں جو اس پر ایمان لاتے

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

ہیں جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور نمازوں کو قائم رکھنے والے ہیں

وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

اور زکوۃ کو ادا کرنے والے ہیں اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہیں یہ ہیں

اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ (النساء۱۵۹تا۱۶۲)

جنہیں ہم بہت بڑے اجر عطا فرمائیں گے۔

جب عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر دیں گے اور دین اسلام کو پھیلائیں گے تو اس زمانے کے سب یہود و نصاریٰ اس کی طبعی موت سے پہلے اس پر ایمان لے آئیں گے،

قَالَ أَبُو مَالِكٍ فِي قَوْلِهِ: {إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ} قَالَ: ذٰلِكَ عِنْدَ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، لَا يَبْقَى أَحَدٌ من أهل الكتاب إلا آمن به

ابو مالک نے آیت کریمہ ”اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لے آئے گا۔“ کے بارے میں کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت اہل کتاب ایمان لے آئیں گے حتی کہ ہر اہل کتاب آپ کی موت سے پہلے آپ پر لازمی طور پر ایمان لے آئے گا۔ (۱)

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ المَالُ حَتَّى لاَ يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ:وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: {وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا}، (۲)

(۱) تفسیر طبری ۹٫۳۸۰

(۲) النساء: 159

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے، اس وقت مال کی اس قدر بہتات ہو جائے گی کہ کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں ملے گا یعنی صدقہ خیرات لینے والا کوئی نہیں ہو گا اس وقت کا ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم چاہو تو قرآن کی یہ آیت " اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لے آئے گا اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دے گا۔" پڑھ لو۔ [1]

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہو گا جب تم میں مسیح ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہو گا۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ، وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ نَازِلٌ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ: رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، عَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَصَّرَانِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ، وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيَدْعُو النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَيُهْلِكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ، وَيُهْلِكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، ثُمَّ تَقَعُ الْأَمَنَةُ عَلَى الْأَرْضِ حَتَّى تَرْتَعَ الْأُسُودُ مَعَ الْإِبِلِ، وَالنِّمَارُ مَعَ الْبَقَرِ، وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ، وَيَلْعَبَ الصِّبْيَانُ بِالْحَيَّاتِ، لَا تَضُرُّهُمْ، فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ يُتَوَفَّى، وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام انبیاء کرام علیہم السلام علاتی بھائیوں (جن کا باپ ایک ہو مائیں مختلف ہوں) کی طرح ہیں ان سب کی مائیں مختلف اور دین ایک ہے، اور میں تمام لوگوں میں عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں، اور عنقریب وہ زمین پر نزول بھی فرمائیں گے اس لئے تم جب انہیں دیکھنا تو مندرجہ ذیل علامات سے انہیں پہچان لینا، وہ درمیانے قد کے آدمی ہوں گے سرخ و سفید رنگ ہو گا، گیروے رنگے ہوئے دو کپڑے ان کے جسم پر ہوں گے، ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوئے محسوس ہوں گے گو کہ انہیں پانی کی تری بھی نہ پہنچی ہو، پھر وہ صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے، اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے، ان کے زمانے میں اللہ اسلام کے علاوہ تمام ادیان کو مٹا دے گا اور ان ہی کے زمانے میں مسیح دجال کو ہلاک کروائے گا پھر روئے زمین پر امن و امان قائم ہو جائے گا حتی کہ سانپ اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ ایک گھاٹ سے سیراب ہوں گے اور بچے سانپوں سے کھیلتے ہوں گے اور وہ سانپ انہیں نقصان نہ

[1] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ ۳۴۴۸

[2] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ ۳۴۴۹، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۹۲، مسند احمد ۸۴۳۱

پہنچائیں گے،اس طرح عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین پر رہ کر فوت ہوجائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔ (١)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ، مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ، فَإِذَا تَصَافُّوا، قَالَتِ الرُّومُ: خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ، فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ: لَا، وَاللهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا، فَيُقَاتِلُونَهُمْ، فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا، وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ، أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ، وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ، لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطَنْطِينِيَّةَ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رومی اعماق یا دابق (یہ دونوں شام کے علاقے ہیں جو ترکی اور شام کی سرحد پر حلب سے تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں) میں حملہ آور نہ ہوں، ان سے لڑنے کے لئے ایک لشکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوگا جو اس وقت روئے زمین کے بہترین لوگوں پر مشتمل ہوگا، جب وہ بالمقابل صف آراء ہوں گے تو رومی کہیں گے کہ تم ہمارے اور ان کے درمیان دخل اندازی نہ کرو جنہوں نے ہم میں سے کچھ لوگوں کو قیدی بنالیا ہے ہم ان سے لڑیں گے، مسلمان جواب میں کہیں گے نہیں اللہ کی قسم ہم اپنے بھائیوں کو تنہا نہ چھوڑیں گے کہ تم ان سے لڑتے رہو مگر وہ ان سے لڑائی کریں گے تو ایک تہائی مسلمان پسپائی اختیار کرلیں گے جن کی اللہ کبھی بھی توبہ قبول نہ کرے گا اور ایک تہائی شہید ہوجائیں گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل الشہداء ہوں گے اور تہائی فتح حاصل کرلیں گے انہیں کبھی آزمائش میں نہ ڈالا جائے گا پس وہ قسطنطنیہ کو فتح کرلیں گے (جو نصاری کے قبضہ میں آ گیا ہوگا اب یہ شہر سلطان محمد فاتح کے وقت سے مسلمانوں کے قبضہ میں ہے)

فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ، قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ، إِذْ صَاحَ فِيهِمِ الشَّيْطَانُ: إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ، فَيَخْرُجُونَ، وَذَلِكَ بَاطِلٌ، فَإِذَا جَاءُوا الشَّأْمَ خَرَجَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ، يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ، إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّهُمْ، فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللهِ، ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ، وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللهُ بِيَدِهِ، فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ

جس وقت وہ آپس میں مال غنیمت میں سے تقسیم کررہے ہوں اور ان کی تلواریں زیتون کے درختوں کے ساتھ لٹکی ہوئی ہوں گی تو اچانک شیطان چیخ کر کہے گا تحقیق مسیح دجال تمہارے بال بچوں تک پہنچ چکا ہے، وہ سب واپس جاکر دیکھیں لیکن یہ خبر جھوٹی ہوگی، جب وہ شام پہنچیں گے تو اس وقت دجال کا خروج ہوچکا ہوگا اسی دوران کہ وہ جہاد کے لئے تیاری کررہے ہوں گے اور صفوں کو سیدھا کررہے ہوں گے کہ نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی اور عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی نماز کی امامت کریں گے، پس جب اللہ کا دشمن (مسیح دجال) انہیں دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے، اگرچہ عیسیٰ اسے چھوڑ دیں گے تب بھی وہ پگھل جائے گا یہاں تک کہ ہلاک ہوجائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اسے عیسیٰ کے ہاتھوں سے قتل کرائے گا پھر وہ لوگوں کو اس کا خون اپنے نیزے پر دکھائیں گے۔ (٢)

(١) مسند احمد ۹۲۷۰

(٢) صحيح مسلم كتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابٌ فِي فَتْحِ قُسْطَنْطِينِيَّةَ، وَخُرُوجِ الدَّجَّالِ وَنُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۷۲۷۸

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:تُقَاتِلُكُمُ اليَهُودُ فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ يَقُولُ الحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي، فَاقْتُلْهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ یہودی تم سے جنگ کریں گے پھر تم ان پر غالب آجاؤ گے یہاں تک کہ (یہودی پتھر کے پیچھے چھپتا پھرے گا) پتھر تم سے کہیں گے کہ اے مسلمان! ادھر آمیرے پیچھے یہ یہودی (چھپا بیٹھا) ہے اس کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ، فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُونَ حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ، فَيَقُولُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرُ: يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي، فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ، إِلَّا الْغَرْقَدَ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں سے قتال نہ کرلیں، چنانچہ مسلمان انہیں خوب قتل کریں گے حتیٰ کہ اگر کوئی یہودی بھاگ کر پتھروں یا درختوں کے پیچھے چھپتے پھریں گے، تو وہ پتھر اور درخت پکار پکار کر کہیں گے اے اللہ کے بندے! اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، آؤ اور آ کر اسے قتل کر دو لیکن غرقد درخت نہیں بولے گا (وہ ایک کانٹے دار درخت ہے جو بیت المقدس کی طرف بہت ہوتا ہے) کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ [2]

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا، فَقَالَ:مَا شَأْنُكُمْ؟» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً، فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَقَالَ:غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ، إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ، كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ،

اور نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے کبھی تحقیر کی (یعنی گھٹایا) اور کبھی بڑا کر کے بیان فرمایا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے ایک جھنڈ میں ہے، پس جب ہم شام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس بارے میں معلوم کر لیا تو فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے صبح دجال کا ذکر کیا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تحقیر کی اور کبھی اس فتنہ کو بڑا کر کے بیان کیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ المَنَاقِبِ بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۵۹۳،صحیح مسلم کتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ، فَيَتَمَنَّى أَنْ يَكُونَ مَكَانَ الْمَيِّتِ مِنَ الْبَلَاءِ ۷۳۳۵، مسنداحمد ۶۳۶۶

[2] صحیح مسلم کتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ، فَيَتَمَنَّى أَنْ يَكُونَ مَكَانَ الْمَيِّتِ مِنَ الْبَلَاءِ ۷۳۳۹،مسنداحمد ۹۳۹۸

کے ایک جھنڈ میں ہے، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میں تمہارے بارے میں دجال کے علاوہ دوسرے فتنوں کا زیادہ خوف کرتا ہوں، اگر دجال نے میری موجودگی میں خروج کیا تو تمہاری طرف سے میں اس پر حجت قائم کرتے ہوئے غالب آجاؤں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں ظاہر ہوا تو ہر شخص خود اس سے مقابلہ کرنے والا ہوگا اور اللہ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہوگا، بے شک دجال نوجوان گھنگریالے بالوں والا اور پھولی ہوئی آنکھ والا ہوگا گویا کہ میں اسے عبدالعزی بن قطن کے ساتھ تشبیہ دیتا ہوں، پس تم میں سے جو شخص اسے پالے تو چاہئے کہ وہ اس پر سورت کہف کی ابتدائی آیات پڑھ کر دم کرے،

إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللهِ فَاثْبُتُوا قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ:أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: لَا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ:كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ،

اس کا خروج شام اور عراق کے درمیان ایک راستے پر ہوگا پھر وہ اپنے دائیں اور بائیں جانب فساد برپا کرے گا لیکن اے اللہ کے بندو! تمہیں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا ہوگا، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! وہ زمین میں کتنا عرصہ ٹھہرے گا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا چالیس دن، اور ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر اور ایک دن ایک جمعے کے برابر اور باقی تمام ایام تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! وہ دن جو ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ہمارے لئے ایک دن کی نمازیں پڑھنا کافی ہوں گیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا نہیں بلکہ اس وقت نمازوں کی اوقات کا اندازہ کر لینا، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! وہ زمین میں کس قدر تیزی کے ساتھ گھومے گا؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس بادل کی طرح جسے پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو،

فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ، أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا، وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ، فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ، فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ، يَضْحَكُ،

پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی دعوت قبول کر لیں گے، پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ سبزہ اگانے لگ جائے گی، اور لوگوں کے چرنے والے جانور شام کے وقت ان کے پاس آئیں گے تو ان کے کوہانیں پہلے کی نسبت زیادہ لمبی ہوں گی اور ان کے تھن دودھ سے بہت زیادہ بھرے ہوں گے اور ان کے پہلو باہر نکلے ہوں گے، پھر دجال کچھ اور لوگوں کے پاس جائے گا اور انہیں دعوت دے گا تو وہ اس کی دعوت کو ٹھکرا دیں گے لہذا جب وہ وہاں سے واپس چلا جائے گا تو وہ خشک سالی کا شکار ہو جائیں گے حتی کہ ان کے ہاتھ میں کوئی مال و دولت باقی نہ بچے گا وہ بے آباد زمین کے پاس سے گزرے

گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے کو نکال دے، تو زمین کے خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے لگ جائیں گے، پھر وہ ایک کڑیل اور کامل الشباب آدمی کو بلائے گا اور اسے تلوار مار کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا اس کے جسم کے دونوں ٹکڑوں کے مابین فاصلہ تیرے نشانہ تک جتنا ہو گا پھر وہ اس (مردہ) کو آواز دے گا تو وہ زندہ ہو کر چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہنستا ہوا آئے گا،

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ،

دجال کے اسی افعال کے دوران اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو مبعوث فرما دے گا وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس زرد رنگ کے حلے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے، جب وہ اپنے سر کو جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے اور جب اپنے سر کو اٹھائیں گے تو اس سے سفید موتیوں کی طرح قطرے ٹپکیں گے اور جو کافر بھی ان کی سانس کی ہوا کو پائے گا وہ مر جائے گا اور ان کی سانس کی ہوا وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی، پس مسیح علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے حتی کہ اسے باب لد پر پائیں گے تو اسے قتل کر دیں گے، پھر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے پاس وہ لوگ آئیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے شر سے محفوظ رکھا ہو گا عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں کو صاف کریں گے اور انہیں جنت میں ملنے والے ان کے درجات بتائیں گے،

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللهُ إِلَى عِيسَى: إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي، لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ وَيَبْعَثُ اللهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ، حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ، فَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ،

اسی دوران عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ رب العزت وحی نازل فرمائے گا کہ تحقیق میں نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے کہ کسی کو ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں لہٰذا میرے بندوں کو حفاظت کے لئے طور کی طرف لے جائیں، اس وقت اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر اونچی جگہوں سے دوڑتے ہوئے آئیں گے، ان کا پہلا دستہ بحیرہ طبریہ (یہ شمالی فلسطین (اسرائیل) میں دریائے اردن کے مغرب میں واقع ہے اسے بحیرہ گلیلی بھی کہا جاتا ہے) کے پاس سے گزرے گا تو اور اس میں موجود سارا پانی پی لے گا اور جب ان کا آخری دستہ گزرے گا تو وہ کہے گا کہ اس جگہ کسی وقت پانی موجود تھا اور اللہ کے نبی اور ان کے رفقاء محصور ہو جائیں گے یہاں تک کہ (تنگی معیشت کے سبب) بیل کا سر ان کے نزدیک تمہارے آج کے سو دینار سے افضل و بہتر ہو گا، پھر اللہ کے نبی (عیسیٰ علیہ السلام) اور ان کے رفقاء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں

گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا، وہ ایک جان کی موت کی طرح سب کے سب یک لخت مر جائیں گے،

ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللهِ، فَيُرْسِلُ اللهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ: أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ، حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ رِيحًا طَيِّبَةً، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ، وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ، يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ

پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی پہاڑ سے اتر کر میدانی علاقے میں آجائیں گے تو وہ زمین میں ایک بالشت کے برابر جگہ بھی خالی نہیں پائیں گے کیونکہ ساری زمین ان کی چربی اور بدبو سے بھری ہوئی ہوگی، پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیج دے گا جو خراسانی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گے جو انہیں اٹھا کر وہاں پھینک دیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جس سے ہر مکان خواہ وہ مٹی کا ہو یا بالوں کا آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہو جائے گا اور زمین مثل باغ یا حوض کے دھل جائے گی، پھر زمین سے کہا جائے گا اپنے پھل کو اگا دے اور اپنی برکت کو لوٹا دے، پس اس برکت کی وجہ سے ان دنوں اتنے بڑے انار پیدا ہوں گے کہ پوری ایک جماعت کے لیے ایک انار کافی ہوگا اور اس کے چھلکے کے سائے میں آرام کر سکیں گے اور دودھ میں اتنی برکت دے دی جائے گی کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی ایک بڑی جماعت کے لئے کافی ہو گی اور ایک دودھ دینے والی گائے قبیلہ کے لوگوں کے لئے کافی ہو جائے گی اور ایک دودھ دینے والی بکری پوری گھرانے کے لئے کفایت کر جائے گی، اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے تک پہنچ جائے گی اور ہر مسلمان اور ہر مومن کی روح قبض کر لی جائے گی اور بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح کھلم کھلا جنسی عمل کریں گے پس انہی بدترین قسم کے لوگوں پر قیامت قائم ہو گی۔ [1]

عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، سَمِعْتُ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو إِنَّكَ تَقُولُ: إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا؟قَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أُحَدِّثَكُمْ شَيْئًا، إِنَّمَا قُلْتُ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْرًا عَظِيمًا، كَانَ تَحْرِيقَ الْبَيْتِ قَالَ شُعْبَةُ: هَذَا أَوْ نَحْوَهُ، ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي، فَيَلْبَثُ فِيهِمْ أَرْبَعِينَ لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ سَنَةً، أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا؟ فَيَبْعَثُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ وَصِفَتِهِ وَمَا مَعَهُ ۷۳۷۳،سنن ابوداودکِتَاب الْمَلَاحِمِ بَابُ خُرُوجِ الدَّجَّالِ ۴۳۲۱،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْفِتَنِ بَابُ مَا جَاءَ فِي فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ۲۲۴۰،سنن ابن ماجہ كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَخُرُوجِ يَأْجُوجَ، وَمَأْجُوجَ ۴۰۷۵،مسند احمد۱۷۶۲۹

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ، فَيَظْهَرُ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ، ثُمَّ يَلْبَثُ النَّاسُ بَعْدَهُ سِنِينَ سَبْعًا، لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ، فَلَا يَبْقَى أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ، حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ كَانَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْ عَلَيْهِ

عروہ بن مسعود ثقفی سے مروی ہے میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا جب ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ یہ کیا حدیث ہے جو تم بیان کرتے ہو کہ قیامت فلاں فلاں وقت قائم ہو گی؟ انہوں نے سبحان اللہ یا لاالہ الااللہ یا اس طرح کا کوئی کلمہ کہا اور فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ آئندہ کسی سے کچھ بھی بیان نہیں کروں گا میں نے تو یہ کہا تھا کہ تھوڑے عرصے بعد تم ایک بہت بڑا سانحہ دیکھو گے اور وہ یہ کہ بیت اللہ جل جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں دجال کا خروج ہو گا جو ان میں چالیس، معلوم نہیں آپ نے دن یا مہینے یا سال فرمایا تک رہے گا پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمادے گا جو عمروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے مشابہہ ہوں گے، عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کر کے ہلاک کر دیں گے اس کے بعد سات سال تک لوگ اس طرح پر امن گزاریں گے کہ کسی دو انسانوں کے درمیان دشمنی نہ ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا اور وہ ہوا ہر اس شخص کی روح قبض کر لے گی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا حتی کہ اگر ان میں سے کوئی شخص کسی پہاڑ کے اندر بھی گھسا ہوا ہو گا تو وہ ہوا وہاں بھی پہنچ کر اس کی روح کو قبض کر لے گی،

قَالَ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ، فِي خِفَّةِ الطَّيْرِ، وَأَحْلَامِ السِّبَاعِ، لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا، وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَرًا قَالَ: " فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ، فَيَقُولُ: أَلَا تَسْتَجِيبُونَ؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِالْأَوْثَانِ فَيَعْبُدُونَهَا، وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارَّةٌ أَرْزَاقُهُمْ، حَسَنٌ عَيْشُهُمْ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ، فَلَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْغَى لَهُ، وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَهُ فَيَصْعَقُ، ثُمَّ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا صَعِقَ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ، أَوْ يُنْزِلُ اللَّهُ قَطْرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ أَوِ الظِّلُّ نُعْمَانُ الشَّاكُّ فَتَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى، فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ، قَالَ: ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، هَلُمُّوا إِلَى رَبِّكُمْ، وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ، قَالَ: ثُمَّ يُقَالُ: أَخْرِجُوا بَعْثَ النَّارِ، قَالَ: فَيُقَالُ كَمْ؟ فَيُقَالُ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، فَيَوْمَئِذٍ يُبْعَثُ الْوِلْدَانُ شِيبًا، وَيَوْمَئِذٍ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ:حَدَّثَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ شُعْبَةُ مَرَّاتٍ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا کہ شر و فساد میں پرندوں کی طرح آگے بڑھنے والے اور ظلم و زیادتی میں درندوں جیسے بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو نیکی کو نیکی اور گناہ کو گناہ نہیں سمجھیں گے، ان کے پاس شیطان انسانی صورت میں آئے گا اور انہیں کہے گا تم میری دعوت کو کیوں قبول نہیں کرتے؟ وہ پوچھیں گے کیا حکم ہے؟ تو شیطان انہیں بتوں کی پوجا کرنے کا حکم دے گا چنانچہ وہ ان کی عبادت کرنے لگیں گے، اس دوران ان کا رزق خوب بڑھ جائے گا اور ان کی زندگی بہترین گذر رہی ہو گی، پھر صور پھونک دیا جائے گا اس کی آواز جس کے کان میں بھی پہنچے گی وہ گردن کا ایک پہلو جھکا دے گا اور دوسرا اٹھالے گا، سب سے پہلے اس کی

آواز وہ شخص سنے گا جو اپنے حوض کے کنارے صحیح کر رہا ہو گا اور یہ آواز سن کر بے ہوش ہو جائے گا پھر دیگر لوگ بھی بیہوش ہو جائیں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا یا فرمایا نازل فرمائے گا، نعمان راوی کو شک ہے کہ یہاں آپ نے یعنی شبنم کا لفظ استعمال فرمایا یا یعنی سائے کا، جس سے لوگوں کے جسم اگ آئیں گے، پھر دوبارہ صور پھونک دیا جائے گا اور لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے، اس کے بعد کہا جائے گا کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو اور وہاں پہنچ کر رک جاؤ تم سے (ضروری) سوال کیے جانے والے ہیں، پھر حکم ہو گا کہ جہنمی لشکر ان میں سے نکال لیا جائے، پوچھا جائے گا کتنے لوگ؟ حکم ہو گا کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے، یہ وہ دن ہو گا جب بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور یہ وہ دن ہو گا جس دن پنڈلی کھولی جائے گی۔ [۱]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

اور یہود ونصاریٰ نے ان کے ساتھ جو معاملہ کیا تھا قیامت کے روز اس پر گواہی دیں گے، جیسے فرمایا

... وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ... ﴿۱۱۷﴾ [۲]

ترجمہ: میں اُسی وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا۔

عَنْ قَتَادَةَ: {وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا} يَقُولُ:يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ , عَلَى أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ رِسَالَةَ رَبِّهِ وَأَقَرَّ بِالْعُبُودِيَّةِ عَلَى نَفْسِهِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں" اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دے گا۔" آپ بنی اسرائیل کے خلاف یہ گواہی دیں گے کہ آپ نے ان تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور آپ نے خود بھی اللہ عزوجل کی بندگی کا اثبات کیا تھا۔ [۳]

غرض ان یہودی بن جانے والوں کے اسی ظالمانہ رویہ کی بنا پر اور اس بنا پر کہ یہ خود تو اللہ کے راستہ سے منحرف ہیں ہی اس کے ساتھ اللہ کے بندوں کو بھی سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور منع کرنے کے باوجود سود لیتے ہیں اور دولت کی حرص میں لوگوں کے مال ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں، تو ہم نے ان کے گرد دائرہ زندگی کو تنگ کرنے کے لئے بہت سی وہ پاک چیزیں ان پر حرام کر دیں جو پہلے ان کے لیے حلال تھیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ ... ﴿۹۳﴾ [۴]

ترجمہ: کھانے کی یہ ساری چیزیں (جو شریعت محمدی میں حلال ہیں) بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں البتہ بعض چیزیں ایسی تھیں جنہیں توراۃ کے نازل کیے جانے سے پہلے اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے خود اپنے اُوپر حرام کر لیا تھا (یعنی اونٹ کا گوشت اور دودھ)۔

---

[۱] مسند احمد ۶۵۵۵، صحیح مسلم کتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابٌ فِي خُرُوجِ الدَّجَّالِ وَمُكْثِهِ فِي الْأَرْضِ ۷۳۸۱

[۲] المائدۃ ۱۱۷

[۳] تفسیر طبری ۳۹۰/۹

[۴] آل عمران ۹۳

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ڮ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝۱۴۶ (۱)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے یہودیت اختیار کی ان پر ہم نے سب ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے اور گائے اور بکری کی چربی بھی بجز اس کے جو ان کی پیٹھ یا ان کی آنتوں سے لگی ہوئی ہو یا ہڈی سے لگی رہ جائے، یہ ہم نے ان کی سرکشی کی سزا انہیں دی تھی اور یہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔

اور ان میں سے جو لوگ ایمان واطاعت سے منحرف اور بغاوت وسرکشی کی روش پر قائم ہیں ان کے لیے ہم نے جہنم کی آگ کا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، جس میں نہ یہ جی سکیں گے اور نہ ہی انہیں موت آئے گی، جیسے فرمایا

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝۷۴ (۲)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

مگر ان میں جو لوگ شریعت کا پختہ علم رکھنے والے ہیں اور ایماندار ہیں (یعنی عبد اللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعید، زید بن سعید اور اسید بن عبید رضی اللہ عنہ جو ہر قسم کے تعصّبات، جاہلانہ ضد، آباؤ اجداد کی تقلید اور اپنے نفس کی بندگی سے آزاد ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کر کے مسلمان ہو گئے تھے) وہ سب جن کے دلوں میں علم مضبوط اور ایقان راسخ ہے اس آخری منزل کتاب قرآن مجید پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور جو کتابیں تم سے پہلے انبیاء پر نازل کی گئی تھی اس پر بھی ایمان لاتے ہیں، اس طرح کے بے لاگ حق پرستی کے ساتھ ایمان لانے والوں اور نماز وزکوٰۃ کی پابندی کرنے والوں س اور اللہ وحدہ لاشریک اور روز آخر پر سچا عقیدہ رکھنے والے لوگوں کو ہم روز قیامت ضرور اجر عظیم (جنت) عطا کریں گے۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ

یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے کہ نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف کی،

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ

اور ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اور عیسیٰ اور ایوب

وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝۱۶۳ۚ وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ

اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف، اور ہم نے داؤد (علیہم السلام)) کو زبور عطا فرمائی، اور آپ سے پہلے کے بہت

---

(۱) الانعام ۱۴۶

(۲) طٰہٰ ۷۴

عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ط

سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کئے ہیں اور بہت کے رسولوں کے نہیں بھی کیے

وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿١٦٤﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ

اور موسیٰ (علیہ السلام) سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کلام کیا، ہم نے انہیں رسول بنایا خوشخبریاں سنانے والے

وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ط

اور آگاہ کرنے والے تا کہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے

وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٦٥﴾ (النساء ١٦٣تا١٦٥)

،اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ سُكَيْنٌ وعَدِيّ بْنُ زَيْدٍ: يَا مُحَمَّدُ، مَا نَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عَلَى بَشَرٍ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ مُوسَى. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِمَا: {إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ} إِلَى آخِرِ الْآيَاتِ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سکین بن عدی اور عدی بن زید نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمیں تو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی اور انسان پر وحی نازل فرمائی ہو؟ (اس طرح انہوں نے وحی الٰہی اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا) اس پر یہ آیت ''اے نبی! ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح علیہ السلام اور ان کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔'' نازل ہوئی۔ [1]

جس میں ان لوگوں کے قول باطلہ کو رد کرتے ہوئے رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اثبات کیا گیا، فرمایا اے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کوئی نئی اور انوکھی چیز لے کر مبعوث نہیں ہوئے ہیں، جس طرح ہم نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اسی طرح آپ سے پہلے نوح علیہ السلام اور اس کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی، ہم نے ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، اور اولاد یعقوب علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یونس علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، اور سلیمان علیہ السلام کی طرف بھی وحی بھیجی، ہم نے داود علیہ السلام پر ان کے فضل و شرف کی بنا پر معروف اور لکھی ہوئی کتاب زبور نازل فرمائی تھی، ہم نے ان رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم اس سے پہلے تم سے کر چکے ہیں، قرآن مجید میں صرف چوبیس یا پچیس نبیوں اور رسولوں کے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور ان رسولوں پر بھی جن کا ذکر تم سے نہیں کیا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کتنے انبیاء آئے ان کی صحیح تعداد صرف اللہ ہی جانتا ہے مگر مشہور روایت کے مطابق ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان کی جاتی ہے) اللہ تعالیٰ نے بعض بلند ترین مرتبہ پر فائز انبیاء کا ذکر یوں فرمایا

[1] تفسیر ابن کثیر ۴۶۹/۲

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ [1]

ترجمہ: سلام ہے نوح پر تمام دنیا والوں میں۔

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ [2]

ترجمہ: سلام ہے ابراہیم پر۔

سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ [3]

ترجمہ: سلام ہے موسیٰ اور ہارون پر۔

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ [4]

ترجمہ: سلام ہے الیاس پر۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ [5]

ترجمہ: ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔

پس بھلائی اور احسان کرنے والے ہر شخص کو اس کے احسان کے مطابق مخلوق کے اندر ثنائے حسن نصیب ہوتی ہے، اور موسیٰ علیہ السلام کی خاص صفت بیان فرمائی کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے بغیر کسی واسطہ کے بالمشافہ کلام فرمایا، جیسے فرمایا

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ... ﴿۱۴۳﴾ [6]

ترجمہ: جب وہ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر پہنچا اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے صحیح ابن حبان میں ابو ذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے

مُوسَى وَمُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ آدَمَ

اس صفت میں آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہیں۔

یہ سارے رسول اہل ایمان کو دنیاوی اور انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں کی خوشخبری دینے والے اور دعوت حق، رسالت اور منزل کتابوں کا انکار کرنے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، اختیارات اور حقوق میں شریک کرنے والوں کو جہنم کی آگ کے ہولناک عذاب سے ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت اور الزام نہ رہے

---

[1] الصافات ۷۹

[2] الصافات ۱۰۹

[3] الصافات ۱۲۰

[4] الصافات ۱۳۰

[5] الصافات ۱۳۱

[6] الاعراف ۱۴۳

جیسے فرمایا

وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ (۱)

ترجمہ:اگر ہم اس کے آنے سے پہلے ان کو کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو پھر یہی لوگ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار! تونے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ذلیل ورسوا ہونے سے پہلے ہی ہم تیری آیات کی پیروی اختیار کر لیتے؟۔

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ (۲)

ترجمہ:(اور یہ ہم نے اس لیے کیا کہ) کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے اپنے کیے کرتوتوں کی بدولت کوئی مصیبت جب ان پر آئے تو وہ کہیں اے پروردگار! تونے کیوں نہ ہماری طرف کوئی رسول بھیجا کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اور اہلِ ایمان میں سے ہوتے۔

...اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ...﴿۱۹﴾ (۳)

ترجمہ: تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا۔

اور اللہ بہرحال غالب رہنے والا اور حکیم ودانا ہے۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ

جو کچھ آپ کی طرف اتارا ہے اس کی بابت خود اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اسے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے بھی گواہی

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ

دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے، جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے اوروں کو روکا وہ یقیناً

ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

گمراہی میں دور نکل گئے، جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا، انہیں اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز نہ بخشے گا اور نہ

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

انہیں کوئی راہ دکھائے گا بجز جہنم کی راہ کے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ پڑے رہیں گے،

(۱) طٰہٰ ۱۳۴

(۲) القصص ۴۷

(۳) المائدۃ ۱۹

وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ (النساء۱۶۶تا۱۶۹)

اور یہ اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے۔

ان آیات میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اثبات اور ان مشرکین واہل کتاب کی تردید ہے جنہوں نے آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کیا تھا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جماعةٌ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنِّي لَأَعْلَمُ وَاللَّهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ. فَقَالُوا: مَا نَعْلَمُ ذَلِكَ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا}

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے یہود کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، آپ ﷺ نے انہیں کہا اللہ کی قسم! مجھے خوب معلوم ہے کہ تم لوگ میری رسالت کا پختہ علم رکھتے ہو، انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا ہم تو اس بارے میں کوئی علم نہیں رکھتے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''(لوگ نہیں مانتے تو نہ مانیں) مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ اے نبی ﷺ! جو کچھ اس نے تم پر نازل کیا ہے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور اس پر ملائکہ بھی گواہ ہیں اگرچہ اللہ کا گواہ ہونا بالکل کفایت کرتا ہے۔'' نازل کی۔ (۱)

اے محمد ﷺ! لوگ دعوت حق اور آپ کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں مگر اللہ وحدہ لاشریک گواہی دیتا ہے کہ اس نے جو قرآن مجید وفرقان حمید تم پر نازل کیا ہے اپنے علم کے ساتھ نازل کیا ہے، جیسے فرمایا

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ (۲)

ترجمہ: باطل نہ سامنے سے اس پر آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ ایک حکیم وحمید کی نازل کردہ چیز ہے۔

جس میں تمام علوم الٰہیہ، احکام شرعیہ اور اخبار غیبیہ موجود ہیں اور یہ جلیل القدر کتاب اوامر ونواہی پر مشتمل ہے، اور اس کی حقانیت پر ملائکہ بھی گواہ ہیں اگرچہ اللہ کا گواہ ہونا بالکل کفایت کرتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ توحید پر شہادت دیتا ہے،

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ ۙ وَالْمَلٰۗئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَاۗىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، اور (یہی شہادت) فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے وہ انصاف پر قائم ہے، اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی الٰہ نہیں ہے۔

جو لوگ بغض وعناد، اپنے آباؤ اجداد کی تقلید اور تعصبات کی بنا پر دعوت حق، آپ ﷺ کی رسالت اور آپ پر نازل کتاب کو تسلیم سے انکار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ شکوک وشبہات پھیلا کر دوسروں کو بھی اللہ کے راستے سے روکتے ہیں یعنی یہ لوگ ائمہ کفر اور گمراہی کے داعی ہیں، یقیناً وہ گمراہی میں حق سے بہت دور نکل گئے ہیں، اس طرح جن لوگوں نے مسلسل کفر وسرکشی کی روش اختیار کی اور ظلم وستم پر اتر آئے

(۱) تفسیر طبری ۴۰۹،۹؍۱۰۸۵۰

(۲) حم السجدة ۴۲

(۳) آل عمران ۱۸

اللہ ان کو ہر گز معاف نہ کرے گا اور انہیں کوئی راستہ بجز جہنم کے راستے کے نہ دکھائے گا جس میں وہ ہمیشہ پڑے رہیں گے، اللہ کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر رسول آ گیا ہے، پس تم ایمان لاؤ تا کہ تمہارے لیے

وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ (النساء ۱۷۰)

بہتری ہو اور اگر تم کافر ہو گئے تو اللہ ہی کی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ دانا اور حکمت والا ہے۔

اے لوگو! یہ رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دعوت حق لے کر آ گیا ہے لہذا اللہ وحدہ لا شریک کی ذات وصفات پر، اس کی قدرتوں اور اختیارات پر اور اس کے بندے اور رسول محمد مصطفی ﷺ کی رسالت پر اور ان پر منزل جلیل القدر کتاب قرآن مجید پر خلوص نیت سے ایمان لے آؤ تا کہ کفر وشرک کی گمراہیوں اور ضلالتوں سے نکل کر رشد وہدایت کے راستے پر گامزن ہو سکو، اسی میں تمہارا فائدہ ہے، اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی تمہیں نافرمان قوموں میں سر بلندی، غلبہ، عزت وقار، امن وسکون اور معیشت میں استحکام عطا فرمائے گا اور آخرت میں بھی عزت ومرتبہ عطا فرمائے گا، اور اس کے برعکس اگر تم اللہ کو چھوڑ کر جو تمہارا حقیقی معبود ہے اپنے باطل معبودوں کی پرستش کرو گے تو تمہارے کفر وسرکشی سے اللہ جو اس عظیم الشان کائنات کا خالق ومالک ہے اور اس میں تدبیر اور تصرف کرتا ہے کا کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ تمہارا اپنا ہی نقصان ہو گا، جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۸﴾ [۱]

ترجمہ: اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تم کفر کرو اور زمین کے سارے رہنے والے بھی کافر ہو جائیں تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے سنا، پروردگار نے فرمایا اے میرے بندو! اگر تمہارے اول وآخر تمام انسان اور جن اس ایک آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے تو اس سے میری بادشاہی میں کچھ اضافہ نہیں ہو گا اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اول وآخر اور انس وجن اس ایک آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے بڑا نافرمان ہو تو اس سے میری بادشاہی میں کچھ بھی کمی نہیں ہو گی، اے میرے بندو! اگر تم سب ایک میدان میں جمع ہو جاؤ اور مجھ سے سوال کرو اور میں ہر انسان کو اس کے سوال کے

[۱] ابراہیم ۸

مطابق عطا کروں تو اس سے میرے خزانے میں اتنی ہی کمی ہوگی جتنی سوئی کے سمندر میں ڈبو کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں ہوتی ہے۔[1]

اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہی بندوں کی سی بادشاہی نہیں بلکہ اللہ عزوجل محض بے پرواہے اور اس کو کسی سے رتی برابر بھی ڈر اور خوف نہیں ہے، کوئی کیسا ہی مقبول بندہ ہو اور کیسا ہی عزت اور مرتبہ والا ہو مگر اس کی بارگاہ میں سوائے گڑگڑانے اور عاجزی کرنے کے کچھ نہیں کر سکتا، سب بندے اس کے غلام ہیں اور وہ شہنشاہ بے پرواہے، دنیا میں بھی وہی رزق عنایت فرماتا ہے اور آخرت میں بھی اگر وہ چاہے گا تو نجات ملے گی، اس کے سوا نہ کوئی مالک ہے اور نہ کوئی مددگار، اس کی سلطنت اور بے پرواہی اس درجہ پر ہے کہ اگر تمام جہاں پیغمبروں کی طرح متقی ہو جائے تو اس کی حکومت کی کچھ رونق نہیں بڑھے گی اور جو تمام جہاں فرعون اور ہامان کی طرح بدکار ہو جائے تو اس کی سلطنت میں کچھ نقصان نہیں ہوگا، احادیث میں آیا ہے کہ اللہ کے نیک بندے اللہ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے اس سے وہی سفارش مراد ہے جو غلام شہنشاہ کی مرضی پا کر اس کی اجازت اور حکم سے کسی گنہگار کی سفارش کرتا ہے، نہ وہ سفارش جو دنیا کے بادشاہوں کے پاس زور ڈال کر کی جاتی ہے یا جس میں بادشاہ کو لحاظ ہوتا ہے کہ اگر میں یہ سفارش قبول نہیں کروں گا تو میرے کاموں میں خلل واقع ہوگا، معاذ اللہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا زور نہیں چلتا، اس کے حکم میں کسی کی مجال نہیں کہ چوں و چرا کرے، اس کو کسی کی مخالفت یا خفگی کی رتی برابر بھی پروا نہیں ہے، تمام جہاں کے پیغمبر اور ملائکہ اور اولیاء اللہ اگر بفرض محال اللہ کے خلاف ہو جائیں تو ایک رتی برابر اس کی سلطنت میں کچھ فتور نہیں کر سکتے، وہ قدرتوں والا ایک لمحے میں سب کو فنا کر کے خاک میں ملا سکتا ہے تم لوگ رات کی تاریکیوں میں اور دن کے اجالے میں، تنہائیوں میں یا مجالس میں جو اعمال کر رہے ہو اللہ علام الغیوب اس سے بے خبر نہیں ہے، ایسا نہیں ہے کہ اس کی سلطنت میں رہتے ہوئے تم شرارتیں کرو اور اسے معلوم بھی نہ ہو، اور نہ ہی وہ نادان ہے کہ اسے اپنے فرامین کی خلاف ورزی کرنے والوں سے نمٹنے کا طریقہ نہ آتا ہو۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ اور اللہ پر بجز حق کے کچھ نہ کہو،

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ

مسیح عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) تو صرف اللہ کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں جسے

اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ۫

مریم (علیہا السلام) کی طرف سے ڈال دیا گیا تھا اور اس کے پاس کی روح ہیں اس لیے تم اللہ کو اور اس کے سب رسولوں

وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ

کو مانو اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں اس سے باز آجاؤ کہ تمہارے لیے بہتری ہے، اللہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے

[1] صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ٦٥٧٢

سُبۡحٰنَهٗۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ

اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو، اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے،

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا ﴿۱۷۱﴾ (النساء۱۷۱)

اور اللہ تعالیٰ کافی ہے کام بنانے والا۔

حد سے تجاوز نہ کرو: یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے انکار اور مخالفت میں حد سے تجاوز کر گئے اسی طرح نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام عقیدت اور محبت میں ان کی والدہ کو رسالت و بندگی کے مقام سے اٹھا کر الوہیت کے مقام پر فائز کر دیا جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لائق نہیں اور پھر اللہ کی طرح ان کی عبادت کرنے لگے، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کو بھی غلو کرتے ہوئے معصوم بناڈالا اور انہیں حلال و حرام کے اختیارات سونپ دیئے اس زبردست غلو کی وجہ سے وہ گمراہی میں مبتلا ہو گئے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا

اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَالۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۳۱﴾ [1]

ترجمہ: انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا، وہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ , أَنَّهُ جَاءَ وَفِي عُنُقِهِ وَثَنٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا}, فَقَالَ عَدِيٌّ: وَاللَّهِ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلَيْسَ إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ، وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ؟ , فَقَالَ عَدِيٌّ: بَلَى. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ

عدی بن حاتم سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میرے گلے میں سونے کی صلیب لٹکی ہوئی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے۔" یہ سن کر عدی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! ہم اپنے علماء اور درویشوں کو الہ نہیں بناتے تھے اور ان کی عبادت نہیں کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کو وہ حلال قرار دے دیتے تھے تم اسے حلال نہیں سمجھتے تھے جو چیز وہ حرام کر دیتے تھے تم اسے حرام نہیں سمجھتے تھے؟ عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ صحیح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی عبادت کرنا ہے۔ [2]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب نصاریٰ کو مخاطب کر کے فرمایا اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو یعنی حد سے نہ گزر جاؤ، جیسے فرمایا

---

[1] التوبۃ۳۱

[2] ابن سعد ۶۴۲/۱

قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِیۡ دِیۡنِكُمۡ غَیۡرَ الۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوۡۤا اَهۡوَآءَ قَوۡمٍ قَدۡ ضَلُّوۡا مِنۡ قَبۡلُ وَاَضَلُّوۡا كَثِیۡرًا وَّضَلُّوۡا عَنۡ سَوَآءِ السَّبِیۡلِ ﴿۷۷﴾ (۱)

ترجمہ: کہواے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور نہ ان لوگوں کے تخیلات کی پیروی کرو جو تم سے پہلے خود گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سواء السبیل سے بھٹک گئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ عَلَى المِنْبَرِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لاَ تُطْرُونِي، كَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ، وَرَسُولُهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو نصاریٰ نے ان کے مرتبے سے زیادہ بڑھادیا میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، اس لئے (میرے متعلق) یہی کہا کرو کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (۲)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا مُحَمَّدُ يَا سَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدِنَا، وَخَيْرَنَا وَابْنَ خَيْرِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِتَقْوَاكُمْ، لَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، وَاللَّهِ مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي أَنْزَلَنِي اللَّهُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد! اے ہمارے سردار اور سردار کے بیٹے، اے ہم سب سے بہتر اور بہتر کے لڑکے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو اپنی بات کا خود خیال کرلیا کرو تمہیں شیطان ادھر ادھر نہ کردے، میں محمد بن عبد اللہ ہوں، میں اللہ کا غلام اور اس کا رسول ہوں، اللہ کی قسم! میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے مرتبے سے بڑھادو۔ (۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی حد یہی ہے چنانچہ جب قرآن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا بندہ فرمایا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبۡدُ اللّٰهِ یَدۡعُوۡهُ كَادُوۡا یَكُوۡنُوۡنَ عَلَیۡهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ (۴)

ترجمہ: اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کو پکارنے کے لیے کھڑا ہوا تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی خوش ہوئے، اور واقعی اللہ کی عبودیت خالصہ بہت بڑا مرتبہ ہے، لیکن افسوس! اس نصیحت کے باوجود امت محمدیہ اس غلو سے محفوظ نہ رہ سکی۔

اور اللہ کی طرف حق کے سوا کوئی بات منسوب نہ کرو، یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات، اس کے افعال، اس کی شریعت اور اس کے رسولوں کے

---

(۱) المائدۃ ۷۷

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ باب ۳۴۴۵، مسند احمد ۱۵۴، مصنف عبدالرزاق ۹۷۵۸، صحیح ابن حبان ۶۲۳۹

(۳) مسند احمد ۱۲۵۵۱، السنن الکبری للنسائی ۱۰۰۰۶، صحیح ابن حبان ۶۲۴۰

(۴) الجن ۱۹

بارے میں بلا علم بات نہ کرو، مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کے ایک رسول کے سوا کچھ نہ تھا یعنی وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے اور اس کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں، جیسے فرمایا

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ... ﴿٧٥﴾ [1]

ترجمہ: مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھا، اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے، اس کی ماں ایک راستباز عورت تھی، اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾ [2]

ترجمہ: اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم علیہ السلام کی سی ہے کہ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کر دیا اور وہ اللہ کی الوہیت میں شریک نہیں ہو گئے تو عیسیٰ علیہ السلام جن کی والدہ بھی تھی وہ اللہ کے بیٹے یا شریک کیسے ہو سکتے ہیں، وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ ﴿١٢﴾ [3]

ترجمہ: اور عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی، پھر ہم نے اس کے اندر اپنی طرف سے رُوح پھونک دی، اور اس نے اپنے رب کے ارشادات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزار لوگوں میں سے تھی۔

یعنی وہ اللہ کی الوہیت میں شریک نہیں تھیں بلکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزار بندی اور منزل کتابوں پر ایمان رکھتی تھیں،

وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ﴿٩١﴾ [4]

ترجمہ: اور وہ خاتون جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تھی، ہم نے اس کے اندر اپنی روح سے پھونکا اور اُسے اور اس کے بیٹے کو دنیا بھر کے لیے نشانی بنا دیا۔

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ [5]

ترجمہ: ابن مریم اِن کے سوا کچھ نہ تھا کہ ایک بندہ تھا جس پر ہم نے انعام کیا اور بنی اسرائیل کے لیے اُسے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنا دیا۔

اور ایک فرمان یعنی بشارت تھا جو اللہ نے مریم کی طرف بھیجا اور اللہ کی طرف سے ایک روح یعنی پھونک تھی جو جبریل علیہ السلام نے مریم علیہ السلام کے گریبان میں پھونکی تھی اور اس نے مریم کے رحم میں بچہ کی شکل اختیار کر لی،

[1] المائدۃ ۷۵

[2] آل عمران ۵۹

[3] التحریم ۱۲

[4] الانبیاء ۹۱

[5] الزخرف ۵۹

عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :مَنْ شَهِدَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَالجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ الجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ العَمَلِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے اور یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم تک پہنچادیا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں، اور یہ کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اس نے کیسا بھی عمل کیا ہو گا (آخر) اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ [1]

عیسائیوں میں کئی فرقے ہیں ان میں سے بعض عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) اللہ مانتے ہیں، بعض اللہ کا شریک مانتے ہیں اور بعض اللہ کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں، پھر جو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ مانتے ہیں وہ تین خداؤں کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے ثالث ثلاثہ (تین میں سے ایک) ہونے کے قائل ہیں ،اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس تم اللہ وحدہ لاشریک پر اس کی قدرتوں و اختیارات پر اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین الہوں کے باطل عقیدے سے تائب ہو جاؤ، جیسے فرمایا

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَھُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۷۳ [2]

ترجمہ: یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے حالانکہ ایک اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں ہے اگر یہ لوگ اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں سے جس جس نے کفر کیا ہے اس کو دردناک سزا دی جائے گی۔

چنانچہ روز قیامت جب اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت فرمائے گا کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی الٰہ بنا لو تو وہ اس ظلم عظیم سے صاف انکار فرمادیں گے،

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ڲ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۱۱۶ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ قَوْلِهِ يَا أَهْلَ الكِتَابِ لاَ تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ ۳۴۳۵،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَنْ لَقِيَ اللهَ بِالْإِيمَانِ وَهُوَ غَيْرُ شَاكٍّ فِيهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَحُرِّمَ عَلَى النَّارِ۱۴۰،مسنداحمد۲۲۶۷۵،صحیح ابن حبان ۲۰۷،السنن الکبری للنسائی ۱۰۹۰۴

[2] المائدة۷۳

شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ [1]

ترجمہ: غرض جب (یہ احسانات یاد دلا کر) اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی الٰہ بنالو؟ تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ، میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا، آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں، میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، میں اُسی وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا جب آپ نے مجھے واپس بلایا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں، اب اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔

لہذا اس ظلم عظیم سے باز آجاؤ اور اللہ کو وحدہ لاشریک تسلیم کرو اس کی ذات وصفات، اس کے حقوق واختیارات میں کسی کو شریک نہ کرو، اگر یہ عقیدہ رکھو گے تو یہ تمہارے ہی حق میں بہتر ہوگا یعنی یہی نجات کی راہ ہے، اللہ تو الوہیت میں منفرد (یکتا) ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، اللہ وحدہ لاشریک اس سے منزہ اور پاک ہے کہ کوئی اس کی بیوی یا اس کا بیٹا ہو، زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں اس کی ملک ہیں اور تمام مخلوق اس کی مملوک اور محتاج ہیں،

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ [2]

ترجمہ: وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کا کوئی بیٹا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ کوئی اس کا شریکِ زندگی ہی نہیں ہے اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے اس قول کی تردید میں واضح ترین الفاظ میں فرمایا

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ [3]

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے کسی کو بیٹا بنایا ہے، سخت بیہودہ بات ہے جو تم لوگ گھڑ لائے ہو، قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمان کے لیے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا! رحمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے، زمین اور آسمانوں کے اندر جو بھی ہیں سب اس کے حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں، سب پر وہ محیط ہے اور اس نے ان کو شمار کر

[1] المائدۃ۱۱۶تا۱۱۸

[2] الانعام۱۰۱

[3] مریم۸۸تا۹۵

رکھا ہے سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔
اور اسے اپنی سلطنت کا کاروبار چلانے کے لئے کسی کی مدد لینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی تمام مخلوق کی کفالت وخبر گیری کے لیے اکیلا ہی کافی ہے۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ

مسیح (علیہ السلام) کو اللہ کا بندہ ہونے میں کوئی ننگ و عار نہیں یا تکبر و انکار ہرگز ہو ہی نہیں سکتا اور مقرب فرشتوں کو،

وَ مَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾

اس کی بندگی سے جو بھی دل چرائے اور تکبر و انکار کرے اللہ تعالیٰ ان سب کو اکٹھا اپنی طرف جمع کرے گا،

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ

پس جو لوگ ایمان لائے ہیں اور شائستہ اعمال کئے ہیں ان کو ان کا پورا پورا ثواب عنایت فرمائے گا اور اپنے فضل سے انہیں

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ

اور زیادہ دے گا اور جن لوگوں نے تنگ و عار اور سرکشی اور انکار کیا انہیں المناک عذاب دے گا

وَّ لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ (النساء ۱۷۲،۱۷۳)

اور وہ اپنے لئے سوائے اللہ کے کوئی حمایتی اور امداد کرنے والا نہ پائیں گے۔

مشرکین نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بنا رکھا تھا اور ان کے زنانہ انداز میں مجسمے بنا کر اور عورتوں کے سے کپڑے پہنا کر ان کی عبادت کرتے تھے، یہودی عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا رکھا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَوْلَهُ: يَسْتَنْكِفَ قَالَ: لَنْ يَسْتَكْبِرَ
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ’’مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو۔‘‘ کے معنی ہیں وہ تکبر نہیں کرتے۔[1]

عَنْ قَتَادَةَ , قَوْلَهُ: {لَنْ يَسْتَنْكِفَ يَقُولُ: لَنْ يَحْتَشِمَ
قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ’’مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو۔ کے معنی ہیں وہ اسے موجب عار نہیں سمجھتے۔[2]

کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو اور نہ اللہ کے مقرب ترین فرشتے اس کو اپنے لیے عار سمجھتے ہیں تو تم لوگ کس بنیاد پر انہیں اللہ یا اس کی الوہیت

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۱۱۲۴؍۴
[2] تفسیرطبری ۴۲۴؍۹،تفسیرابن ابی حاتم ۱۱۲۴؍۴

میں شریک گردانتے ہو؟ اور کیوں ان کی عبادت کرتے ہو؟ اگر کوئی اللہ کی بندگی کو اپنے لیے عار سمجھتا ہے اور اس کی عبادت واطاعت سے تکبر کرتا ہے تو روز قیامت جب اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کو عار سمجھنے والوں، متکبروں اور اطاعت گزار بندوں کو گھیر کر اپنی بارگاہ میں حاضر کرے گا اور ان کے اعمال کی بابت باز پرس کرے گا اور پھر ان کے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا، چنانچہ جن لوگوں نے اللہ کی وحدانیت اور رزاقیت اور اس کے رسول خاتم الانبیاء ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے ہوں گے اور رسول کی سنت کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کیے ہوں گے وہ اپنے اجر وثواب اپنے ایمان اور عمل کے مطابق پورے پورے پائیں گے اور اللہ اپنے فضل وکرم سے ان کو مزید اجر وثواب بھی عطا فرمائے گا اور اس ثواب کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اور جن لوگوں نے تکبر کی بنا پر اللہ کی بندگی واطاعت کو عار سمجھا ان کو اللہ غیض وغضب سے دھکتی جہنم کے دردناک عذاب کی سزا دے گا جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝۶۰ (۱)

ترجمہ: جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ تمام خلقت کے سامنے ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ اور اللہ وحدہ لاشریک کے سوا جن جن کی سرپرستی ومددگاری پر وہ بھروسہ رکھتے ہیں ان میں سے کسی کو بھی وہ وہاں نہ پائیں گے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند اور دلیل آ پہنچی اور ہم نے تمہاری جانب واضح

نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝۱۷۴ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ

اور صاف نور اتار دیا ہے، پس جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اسے مضبوط پکڑ لیا تو عنقریب اپنی رحمت

وَ فَضْلٍ ۙ وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۱۷۵ؕ (النساء۱۷۵،۱۷۴)

اور فضل میں لے لے گا اور انہیں اپنی طرف کی راہ راست دکھا دے گا۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی مکمل دلیل اور حجت تمام ہے: اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تمام لوگوں پر احسان جتلایا اور فرمایا اے دنیا کے سب لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق کی تائید میں قطعی دلائل آ چکے ہیں جو حق کو واضح کرتے ہیں جس سے تمہارے شک وشبہات زائل ہو سکتے ہیں، جیسے فرمایا

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ... ۝۵۳ (۲)

ترجمہ: عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ

(۱) المومن ۶۰

(۲) حم السجدة ۵۳

قرآن واقعی برحق ہے۔

اور ہم نے تمہاری طرف جلیل القدر کتاب قرآن کریم کو نازل کر دیا ہے جو تمہیں کفر و شرک کی گھٹا گھپ تاریکیوں میں صاف صاف راستہ دکھانے والی ہے،

وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا} أَيْ: ضِيَاءً وَاضِحًا عَلَى الْحَقِّ

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ آیت کریمہ " اور ہم نے تمہاری طرف ایسی روشنی بھیج دی ہے جو تمہیں صاف صاف راستہ دکھانے والی ہے۔" کے بارے میں فرماتے ہیں نور مبین کے معنی ایسی روشنی کے ہیں جو حق کو واضح کرتی ہو۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: بُرْهَانٌ , قَالَ: بَيِّنَةٌ {وَأَنْزَلْنَآ إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا} قَالَ:الْقُرْآنُ

ابن جریج رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں بُرْهَانٌ سے مراد کھلے دلائل ہیں " اور راور ہم نے تمہاری طرف ایسی روشنی بھیج دی ہے جو تمہیں صاف صاف راستہ دکھانے والی ہے۔" سے مراد قرآن کریم ہے [1]

اب جو لوگ اللہ کے وجود اور اس کی دعوت پر ایمان لائیں گے اور اللہ کے دین کی رسی کو مضبوط تھامے رہیں گے،

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ:فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِۦ، آمَنُوا بِاللهِ وَاعْتَصَمُوا بِالْقُرْآنِ

ابن جریج فرماتے ہیں کہ اس "اب جو لوگ اللہ کی بات مان لیں گے اور اس کی پناہ ڈھونڈیں گے۔" کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے قرآن مجید کو مضبوطی کے ساتھ تھام لیا۔ [2]

اور اپنے تمام امور و معاملات میں اللہ تعالیٰ پر توکل کریں گے تو ان کو اللہ اپنی وسیع رحمت اور اپنے فضل و کرم کے دامن میں لے لے گا اور ان کو اپنی طرف آنے کے سیدھے راستہ کی طرف علم و عمل کی توفیق فرمائے گا۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا

آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص

هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَ هُوَ يَرِثُهَاۤ

مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہو گا

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَ اِنْ كَانُوْۤا

اگر اس کے اولاد نہ ہو، پس اگر بہن دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا، اور کئی شخص اس ناطے کے ہیں

[1] تفسیر طبری ۹٫۴۲۸

[2] تفسیر ابن کثیر ۲٫۴۸۱

اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

مرد بھی عورتیں بھی تو مرد کے لیے حصہ ہے مثل دو عورتوں کے، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بیان فرمارہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم

اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ (النساء۱۷۶)

بہک جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ:مَرِضْتُ فَعَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَهُمَا مَاشِيَانِ، فَأَتَانِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ، فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوءَهُ فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي؟ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ المَوَارِيثِ

میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں بیمار ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری عیادت کے لئے تشریف لائے دونوں حضرات پیدل چل کر آئے تھے جب دونوں حضرات تشریف لائے تو مجھ پر غشی طاری تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کا پانی میرے اوپر چھڑ کا، مجھے ہوش آیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! (میں کلالہ ہوں) میں اپنے مال کی (تقسیم) کس طرح کروں؟ یا اپنے مال کا کس طرح فیصلہ کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ میراث کی آیتیں نازل ہوئیں۔ [۱]

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ:بَرَاءَةٌ، وَآخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ:يَسْتَفْتُونَكَ

ابو اسحاق سے مروی ہے انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ سب سے آخر میں جو سورت نازل ہوئی وہ سورہ برات ہے اور (احکام میراث کے سلسلہ میں) سب سے آخر میں (نو ہجری میں) جو آیت نازل ہوئی وہ ''اے نبی، لوگ تم سے کلالہ کے معاملہ میں فتویٰ پوچھتے ہیں۔'' ہے۔ [۲]

فرمایا لوگ تم سے کلالہ (یعنی وہ میت جس کے صلب سے کوئی اولاد ہو نہ کوئی پوتا پوتی، نہ باپ ہو نہ دادا) کے معاملہ میں فتویٰ پوچھتے ہیں کہو اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے اگر کوئی شخص بے اولاد مر جائے اور اس کی ایک سگی بہن یا علاتی (باپ شریک) بہن ہو تو وصیت پوری کرنے اور قرض کی ادائیگی کے بعد وہ اس کے ترکہ یعنی نقدی، جائداد اور دیگر اثاثوں میں سے نصف پائے گی اور اگر بہن بے اولاد مرے اور کوئی اور وارث نہ ہو تو بھائی اس کے تمام ترکہ کا وارث ہوگا، اگر میت کے وارث دو بہنیں ہوں تو وہ کل ترکے میں سے دو تہائی کی حقدار ہوں گی، اور اگر کلالہ کے

[۱] صحیح بخاری كِتَابُ الفَرَائِضِ قول الله تعالى يوصيكم الله فى اولادكم ۶۷۲۳، صحیح مسلم كِتَابُ الفَرَائِضِ بَابُ مِيرَاثِ الْكَلَالَةِ ۴۱۴۵

[۲] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة النساء بَابُ يَسْتَفْتُونَكَ قُلْ: اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الكَلاَلَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ ۴۶۰۵، صحیح مسلم كِتَابُ الْفَرَائِضِ بَابُ آخِرُ آيَةٍ أُنْزِلَتْ آيَةُ الْكَلَالَةِ ۴۱۵۴

باپ کی طرف سے کئی بھائی بہنیں وارث ہوں تو ایک مرد دو عورتوں کے برابر کے اصول پر ورثے کی تقسیم ہو گی، حقوق العباد کا ذکر فرما کر یوں تنبیہ فرمائی کہ اللہ تمہارے لیے احکام کی توضیح کرتا ہے تا کہ تم بھٹکتے نہ پھرو اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

غزوہ بدر الآخرہ (بدر الموعد، بدر ثالثہ)

شعبان چار ہجری

وَقَدْ تَقَدَّمَ أَنَّ أبا سفيان قَالَ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنْ أُحُدٍ: مَوْعِدُكُمْ وَإِيَّانَا الْعَامُ الْقَابِلُ بِبَدْرٍ

غزوہ احد سے واپسی کے وقت ابوسفیان مسلمانوں سے یہ وعدہ کر چکا تھا کہ آئندہ سال بدر میں لڑائی ہو گی۔ [1]

وَخَرَجَ أبو سفيان بِالْمُشْرِكِينَ مِنْ مَكَّةَ، وَهُمْ أَلْفَانِ وَمَعَهُمْ خَمْسُونَ فَرَسًا

اس لئے ابوسفیان مشرکین مکہ پر مشتمل دو ہزار کا لشکر لے کر جن میں پچاس گھوڑے بھی شامل تھے مکہ سے روانہ ہوا۔ [2]

حَتَّى نَزَلَ مَجَنَّةَ، مِنْ نَاحِيَةِ الظَّهْرَانِ، وَبَعْضُ النَّاسِ يَقُولُ: قَدْ بَلَغَ عُسْفَانَ

یہاں تک کہ مرالظہران کے نزدیک مجنہ کے مشہور چشمہ پر یا بعض لوگوں کے قول کے مطابق عسفان پر خیمہ زن ہو گیا۔ [3]

مگر اندر سے اس کا دل مسلمانوں کے جوش ایمانی، بہادری و شجاعت سے مرعوب تھا اور وہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بدر پر نہ آئیں تا کہ سارا الزام انہیں پر آئے اور اس کی ناک بھی اونچی رہے کہ ہم تو وعدے کے مطابق روانہ ہوئے تھے مگر رسول اللہ ﷺ کو ہی مقابلہ کا حوصلہ نہ ہوا،

وَكَانَ نُعَيْمُ بْنُ مَسْعُودٍ الأَشْجَعِيُّ قَدِ اعْتَمَرَفَالْحَقْ بالمدينة فثبطهم وعلمهم أَنَّا فِي جَمْعٍ كَثِيرٍ، وَلا طَاقَةَ لَهُمْ بِنَا

ابوسفیان کے روانہ ہونے سے پہلے نعیم بن مسعود الاشجعی نامی ایک شخص عمرہ کرنے کی نیت سے مکہ مکرمہ آیا چنانچہ اس نے مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے کے لئے ایک منصوبہ بنایا اور اسے کچھ معاوضہ ادا کر کے کہا کہ وہ مدینہ منورہ پہنچ کر ان کو کسی حیلہ سے ہمارے مقابلے پر آنے سے روکو اور شد و مد کے ساتھ یہ خبر مشہور کر دو کہ قریش نے مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر ترتیب دیا ہے، اور تم کسی طرح ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ مقابلہ کے لئے مدینہ سے باہر نہ نکلو۔ [4]

ثُمَّ بَدَا لَهُ فِي الرُّجُوعِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّهُ لَا يُصْلِحُكُمْ إِلَّا عَامٌ خَصِيبٌ تَرْعَوْنَ فِيهِ الشَّجَرَ، وَتَشْرَبُونَ فِيهِ اللبَنَ، وَإِنَّ عَامَكُمْ هَذَا عَامُ جَدْبٍ وَإِنِّي رَاجِعٌ، فَارْجِعُوا فَرَجَعَ النَّاسُ. فَسَمَّاهُمْ أَهْلُ مَكَّةَ جَيْشَ السَّوِيقِ،

---

[1] زاد المعاد ۳/۲۲۸

[2] زاد المعاد ۳/۲۲۸

[3] ابن ہشام ۲/۲۰۹، الروض الانف ۶/۱۸۹، تاریخ طبری ۲/۵۵۹

[4] تاریخ طبری ۲/۵۵۹

يَقُولُونَ:إِنَّمَا خَرَجْتُمْ تَشْرَبُونَ السَّوِيقَ

یہ پروپیگنڈہ کر کے اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے گروہ قریش! یہ سال قحط اور گرانی کا ہے جنگ وجدل کا نہیں، جنگ کے لئے خوشحالی وشادابی کا سال مناسب ہوتا ہے، جب جانور چرسکیں اور تم بھی ان کا دودھ پی سکو، اس لئے میری رائے تو یہ ہے کہ ہم واپس لوٹ چلیں، قریش مسلمانوں سے دو دو ہاتھ کر کے مزا چکھ چکے تھے ان کے دل ودماغ پر خوف وہیبت طاری تھا اس لئے لشکر میں سے کسی نے بھی واپسی کی مخالفت نہیں کی، جب یہ لشکر واپس پہنچا تو اہل مکہ نے ان کو جیش السویق کا نام دیا وہ کہتے تھے تم وہاں صرف ستو پینے کے لئے گئے تھے۔[1]

حسب پروگرام نعیم بن مسعود نے مدینہ پہنچ کر خفیہ طریقہ پر اس پروپیگنڈے کی خوب تشہیر کی کہ اب کے سال قریش نے بڑی زبردست تیاری کی ہے اور ایسا بھاری لشکر جمع کر رہے ہیں جس کا مقابلہ تمام عرب میں کوئی نہ کر سکے گا،

وَقَالَ: لَيسَ هَذَا بِرَأْيٍ،أَلَمْ يُجْرَحْ مُحَمَّدٌ فِي نَفْسِهِ! أَلَمْ يُقْتَلْ أَصْحَابُهُ! قَالَ: فَثَبَّطَ النَّاسَ،حَتَّى بَلَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَكَلَّمَ فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَأَخْرُجَن وَإِنْ لَمْ يَخْرُجْ مَعِي أَحَدٌ!

اور مسلمانوں کو مشورہ دینے لگا کہ میں تو اس وقت مقابلے کو کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا دیکھو کیا غزوہ احد میں خود محمد (ﷺ) مجروح نہیں ہوئے اور ان کے ساتھی قتل نہیں کیے گئے، کچھ مسلمان اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے اور جہاد میں جانے سے رک گئے، رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو رسول اللہ ﷺ نے بھرے مجمع میں اعلان کر دیا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ مجھ محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر کوئی بھی نہ جائے گا تو میں اکیلا ہی وہاں جاؤں گا۔[2]

تو اس پروپیگنڈے سے ڈرنے کے بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے، اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ [3]

ترجمہ: وہ لوگ کہ جب ان لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے میں لشکر جمع کر لیے ہیں تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ

رسول اللہ ﷺ نے شعبان ۴ ہجری کو مدینہ پر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔[4]

خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَوْعِدِهِ فِي أَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةٍ، وَكَانَتِ الْخَيْلُ عَشَرَةَ أَفْرَاسٍ، وَحَمَلَ لِوَاءَهُ عَلِيّ

[1] ابن ہشام ۲۰۶،۲۰۵/۲،ابن سعد۴۵/۲،البداية والنهاية۱۰۱/۴،تاریخ طبری ۵۵۹/۲،عیون الآثر۷۹/۲،الروض الانف ۱۸۹/۶

[2] ابن سعد۴۵/۲، مغازی واقدی۳۲۷/۱، تاریخ طبری ۵۶۱/۲

[3] آل عمران ۱۷۳

[4] مغازی واقدی ۳۸۴/۱، تاریخ طبری ۵۶۱/۲،البداية والنهاية۱۰۲/۴،السيرة النبوة لابن كثير۱۷۲/۳

بْنَ أَبِي طَالِبٍ

رسول اللہ ﷺ وعدے کے مطابق پندرہ سو صحابہ کرام y کو ہمراہ لے کر بدر کی طرف روانہ ہوئے، اس غزوہ میں مسلمانوں کے پاس دس گھوڑے تھے اور لشکر کا علم سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے پاس تھا۔ (۱)

فَأَقَامَ عَلَيْهِ ثَمَانِي لَيَالٍ يَنْتَظِرُ أَبَا سُفْيَانَ

میدان بدر میں پہنچ کر آپ ﷺ نے ابوسفیان کا آٹھ روز تک انتظار فرمایا۔ (۲)

آٹھ روز انتظار کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ مقابلہ سے ناامید ہو کر بلا جدال و قتال مدینہ واپس تشریف لے آئے،

وَكَانَتْ بَدْرٌ الصَّفْرَاءُ مُجْتَمِعًا يَجْتَمِعَ فِيهِ الْعَرَب وسَوْقًا تَقُومُ لِهِلَال ذِي الْقَعْدَةِوَقَامَتْ السَّوْقِ صَبِيحَةَ الْهِلَال فَأَقَامُوا بِهَا ثَمَانِيَةَ أَيَّام وَبَاعُوا مَا خَرَجُوا بِهِ مِن التِّجَارَاتِ

بدر الصفراء ایک میلہ کا مقام تھا جس میں اہل عرب جمع ہوتے تھے، اس میں ایک بازار لگتا تھا جو یکم ذی القعدہ سے آٹھ تاریخ تک قائم رہتا تھا ، پھر لوگ اپنے اپنے شہروں میں منتشر ہو جاتے تھے، مسلمان ذی القعدہ کی چاند رات کو پہنچے اور صبح کو بازار لگ گیا، وہ لوگ آٹھ دن وہاں رہے جو مال تجارت لے گئے تھے اسے فروخت کیا۔ (۳)

فَأَصَابُوا الدِّرْهَمِ دِرْهَمَيْنِ

تو انہیں ایک درہم کے عوض دو درہم نفع ہوا۔ (۴)

فَذَلِكَ قَوْلُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

اللہ تعالیٰ کا قول یہی ہے۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْۗءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ (۵)

ترجمہ:(نتیجہ یہ ہوا کہ) اللہ کی نعمت وفضل کے ساتھ یہ لوٹے، انہیں کوئی برائی نہ پہنچی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی پیروی کی، اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

---

(۱) زادالمعاد ۳،۲۲۸

(۲) ابن ہشام ۲،۲۰۵

(۳) ابن سعد ۲،۴۶

(۴) تاریخ طبری ۲،۵۶۱

(۵) آل عمران ۱۷۴